ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

تفسیر الحسنات

جلد اول

پارہ ۱ تا ۵

علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری

ناشر

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۰ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ

تفسیر الحسنات

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

ناشر

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۰ لاہور

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علوم قرآن وحدیث وفقہ

وتصوف لسانیہ

پر

محققانہ مفصل بحث

مفسر قرآن غازی کشمیر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد

القادری اشرفی

marfat.com

فہرست علوم قرآن و حدیث وفقہ و تصوف علوم لسانیہ،

تمہید
علوم قرآن پر محققانہ بحث
مکی مدنی آیات کیا ہیں
تعلیم قرآن کریم
سورتوں کا آغاز
آیات احکام
شان نزول کی تصریح
ترتیب قرآن کریم
سُور کی ترتیب عہد رسالت میں
ربط آیات و ربط سُور
کَلَامُ الْمَلِکِ مَلِکُ الْکَلَامِ
مسئلہ کتابت و جمع القرآن
تجوید و قراءت قرآن کریم کے اختلافات
زمانۂ اقدس میں قرآن کریم کا نزول
امام جلال الدین سیوطی
کتب سماویہ
حضور پرنور کی شان میں آیات قرآنی
اللہ اور اس کے رسول معظم کی نافرمانی پر وعید
دعا کی فضیلت
انسان کی تین حالتیں
آیات قرآنی سے حرمت احکام
قرآن کریم تمام علوم اسلامیہ کا مرجع اور مرکز ہے
قرآن کریم معیار فصاحت و سرچشمۂ بلاغت ہے
قرآن کریم کے عربی زبان پر اثرات
علم القراءت
عہد نبوی میں علم تفسیر
عبداللہ صحابہ کرام کے بعد تعلیم قرآن کے دو مرکز۔
علم حدیث پر محققانہ بحث
علم حدیث کی تدوین
تصنیف و تدوین
زبان
کتابت
خط و کتابت
عرب کا زمانۂ جہالت
ہادی برحق کے ورود مسعود نے عرب کی کایا پلٹ دی۔
علم فقہ
علم مغازی
علم تصوف
تحقیق لفظ صوفی
صحابۂ کرام میں سب سے بڑے ارباب شریعت حامل حقیقت خلفاء اربعہ تھے۔
علوم لسانیہ

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

علوم قرآن پر محققانہ بحث

از حضرت مفسر قرآن علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

قرآن کریم

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ تمام اسلامی تعلیمات کا سرچشمہ فیض اور انسان کے جسمانی و روحانی اصلاح و فلاح کا ماخذ جمیع علوم اسلامیہ و عربیہ کا مرجع و مرکز مسلمانوں کی ترقی و تمدن اور تافق کا رازِ سربستہ عالم کی تاریکی و جہالت کو فنا کر دینے والا آفتاب درخشاں نوع انسان کو سعادتِ ابدی اور نجات سرمدی کی منزلِ مقصود تک پہنچانے والا ہادی برحق صرف اور صرف قرآن مجید فرقان حمید ہے۔

واقعات متعلقہ نزولِ قرآن

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت اور نزول قرآن سے پہلے اولاً رویائے صادقہ نظر آئے پھر ایک روز جب کہ حسب عادت حضور غار حرا میں محو عبادت تھے فرشتہ حاضر آیا جو وحی لایا۔ جس میں حکم تھا پڑھو۔ حضور نے فرمایا۔ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ فرشتہ نے حضور کے قریب آ کر آپ کو اپنے سینہ سے لگا کر زور سے معانقہ کیا اور کہا پڑھو حضور نے پھر وہی جواب دیا "مَا اَنَا بِقَارِئٍ" تین بار جب یہی جواب ہوا تو فرشتہ نے کہا "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ

ترجمہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ معرانا وات "پڑھو اپنے رب کے نام سے (یعنی قرأت کی ابتدا اور باللہ کے نام سے ہو) جس نے پیدا کیا (تمام مخلوق کو) انسان کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو (دوبارہ پڑھنے کا حکم تاکید کے لیے ہے) اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا (اس سے کتابت کی فضیلت ثابت ہوئی) آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا (آدمی سے مراد یہاں آدم علیہ السلام ہیں اور جو انہیں سکھایا اس سے

marfat.com

مراد علم اسماء ہے اور ایک قول میں اس سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جمیع اشیاء کے علوم عطا فرمائے (معالم وخازن)

حضور نے متلوہ آیات کو اپنی زبان مبارک سے ادا فرمایا اور فرشتہ نظروں سے غائب ہو گیا یہ ہے نزول قرآن پاک کی ابتداء۔ یہ واقعہ ماہ رمضان المبارک کے آخری ایام میں پیش آیا۔ اس پر آیت کریمہ خود شاہد ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ۔ خاص اس رات کے تعین میں اختلاف روایات ہے جس میں آغاز نزول ہوا۔ بعض کے نزدیک ۲۵ رمضان ہے اور ان کی تحقیق میں حضور کی اظہار نبوت کا زمانہ بھی اسی تاریخ سے ہے اور بعض نے سترہ رمضان لکھی، بعض نے ۲۴ بتائی۔ اکثر نے ستائیسویں شب رمضان تسلیم کی۔

اس کے بعد چند ایام وحی کا نزول رکا رہا کہ سورۂ مدثر نازل ہوئی۔ پھر نجما نجما قرآن کریم حسب ضرورت اوقات متفرقہ تیئیس ۲۳ سال نازل ہوتا رہا۔ بعض سورتیں ایسی ہیں جو یکدم بیک وقت آئیں۔ جیسے سورۃ الفاتحہ، سورۃ الکوثر اور ان میں آخری سورت سورۃ التوبہ ہے۔ اور آیتوں میں سب سے آخری آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ ہے جس کے نو روز بعد وفات قیامت آیات ہوئی۔

مکی مدنی آیات کیا ہیں؟

نزول قرآن کریم کے لیے کوئی مقام یا کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔ اس لحاظ سے نزول کی شان یہ رہی کہ جب تک حضور کا قیام مکہ معظمہ میں رہا نزول بھی مکی رہا اور جب مدینہ میں ہجرت فرمائی تو مدینہ منورہ میں نازل ہونے کا اس اعتبار سے آیات قرآنی کی مدنی کہلائیں۔ چنانچہ ۹۳ سورتیں مکہ معظمہ میں نازل ہوئیں اور ۲۱ سورتیں مدینہ منورہ کے دس سالہ قیام میں نازل ہوئیں۔ پھر آیات مکیہ میں عموماً آپ کو سابقہ انبیاء کرام اور ان کی اُمتوں کے حالات ملیں گے اور آیات مدنی میں مسلمانوں کے لیے معاملات اور ضروری احکام پائے جائیں گے۔

آیات مکیہ میں زیادہ تر کفر و شرک سے اجتناب، خدائے واحد کی طرف رجوع کرنے، حشر و نشر پر ایمان لانے کا ذکر ہے۔

آیات مدنیہ میں اوامر و نواہی کا مکمل قانون ہے۔

مکی آیتوں میں مخاطبہ کفار سے ہے کہیں يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ فرما کر کہیں يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ کہہ کر کہیں يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ کے الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔

آیات مدنیہ میں عام طور پر مسلمان مخاطب ہیں۔ اس لیے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کہیں کہیں يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ بھی استعمال ہوا ہے۔

marfat.com

تقسیم قرآن کریم

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کی طرف سے قرآن کریم ۱۱۴ سورتوں میں منقسم ہے ہر سورت بجائے خود ایک مستقل فصل ہے اور مختلف تعداد کی آیات پر مشتمل قرآن کریم میں کل چھ ہزار آیتیں ہیں۔

صحابہ کرام نے انہیں سات منزلوں میں تقسیم کر دیا تاکہ ایک ہفتہ میں تمام قرآن کریم ختم کر سکیں۔

عہد حجاج بن یوسف میں قرآن کریم تیس پاروں اور ہر پارہ ربع، نصف اور ثلث میں تقسیم کیا گیا اور رکوع وقف وغیرہ علامات بعد میں مقرر ہوئے۔

سورتوں کا آغاز

سورتیں دس طریقوں سے شروع ہوتیں۔

۱۔ چودہ سورتوں میں شروع حمد و ثنا الٰہی ہے۔ ان میں سے پانچ الحمد کے ساتھ ہیں۔ دو تبارک کے ساتھ، اور سات لفظ سبحان اور اس کے مشتقات کے ساتھ شروع ہوتی ہیں۔

۲۔ انتیس سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہیں جیسے الٓمٓ۔ الٓمٓرٰ۔ الرٰ۔ قٓ، نٓ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ یٰسٓ، حٰمٓ، حٰمٓ عٓسٓقٓ وغیرہ

۳۔ دس سورتیں بلفظ ندا شروع ہوتی ہیں۔ ان میں سے پانچ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالفاظ مختلفہ مخاطب کیے گئے ہیں اور پانچ میں اُمت مرحومہ کو ندا کی گئی۔ حضور کے مخاطبہ والی یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ، یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ ہیں اور امت کے مخاطبہ میں یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وغیرہ الفاظ ہیں۔

۴۔ تئیس سورتیں جملہ خبریہ سے شروع ہوتی ہیں۔ جیسے یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ یا بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وغیرہ۔

۵۔ پندرہ سورتوں کو قسم کے ساتھ شروع کیا گیا جیسے وَالضُّحٰى، وَالَّيْلِ، وَالتِّيْنِ، وَالْعَصْرِ وغیرہ

۶۔ سات سورتوں کی ابتدا حرف شرط سے ہوتی جیسے اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ، اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ، اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وغیرہ

۷۔ چھ سورتیں صیغہ امر سے شروع ہیں جیسے قُلْ اُوْحِیَ، قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ وغیرہ

۸۔ سات سورتیں بصیغہ استفہام سے شروع ہیں۔ جیسے هَلْ اَتٰى، عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ، هَلْ اَتٰىكَ، اَلَمْ نَشْرَحْ، اَلَمْ تَرَ وغیرہ۔

marfat.com

۹۔ تین سورتیں توبیخ کے ساتھ شروع ہیں جیسے وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۔ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۔ تَبَّتْ يَدَا
اَبِيْ لَهَبٍ ۔
اس تفصیل سے ۱۱۴ سورتوں کی تصریح ہے۔

آیاتِ احکام

آیاتِ احکام کی تعداد میں اختلاف ہے لیکن بلحاظ صراحت ان کی تعداد ۱۵۰ ملتی ہے اور باعتبار استنباط حکم پانچ سو آیات موجود ہیں۔

شانِ نزول کی تصریح

قرآن کریم کی بعض آیتیں کسی خاص سوال کے جواب میں یا کسی خاص واقعہ کے پیش آجانے پر نازل ہوئیں یہی سوالات یا واقعات آیات متعلقہ کا شانِ نزول کہلاتا ہے۔ ہر چند باتفاق جمہور صحابہ و تابعین آیہ کریمہ کے مفہوم عام کو شان نزول کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جاتا۔ لیکن تاہم علمائے مفسرین نے شان نزول کی طرف بھی پوری توجہ مبذول فرمائی ہے تاکہ ان کے بیان کرنے سے آیت کے معانی اچھی طرح سمجھ میں آجائیں۔

ترتیب قرآن کریم

یہ امر تو ظاہر ہو چکا ہے کہ قرآن کریم بجا بجا متفرق طور پر تیئیس ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ اور بعض صورتیں وہ ہیں جو یکبارگی نازل ہوئیں اور اکثر وہ ہیں جو تھوڑی تھوڑی نازل ہوتی گئیں اور ایک عرصہ کے بعد مکمل ہوئیں۔

ایسا بھی ہوا کہ ابھی ایک سورت ختم ہونے نہ پائی تھی کہ دوسری سورۃ نازل ہونی شروع ہو گئی۔ بعض موقعہ پر دو مختلف سورتوں کی آیتیں ایک ہی وقت میں نازل ہوتی جاتی تھیں۔ اس سے خیال اکثر ہر شخص ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم موجودہ ترتیب کے ساتھ نازل نہیں ہوا۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔

یہی وہ چیز ہے جسے بعض جماعتیں طعنوں پر اٹھانے اور انواع اقسام کی بدگمانیاں عوام میں عام کرتی رہی ہیں۔ لیکن موجودہ ترتیب صحابہ کرام میں سے کسی نے اپنی رائے سے نہیں کی بلکہ یہ ترتیب آیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم الٰہی خود بتائی۔

marfat.com

قرآن کریم میں ترتیب دو قسم کی ہے۔

اوّل :- ترتیب آیاتِ قرآنی   دوم :- ترتیب سُوَرِ قرآنی

ترتیب آیات بالاتفاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب منشاء الٰہی فرشتہ وحی کے بتانے سے فرمائی اور اس کی احتیاط اس درجہ ملحوظ رکھی گئی کہ بوقت نزول وحی فوراً کسی کاتب وحی کو بلا کر لکھوا دیتے اور فرما دیا کرتے تھے کہ یہ آیت فلاں سورۃ میں فلاں موقعہ پر لکھی جائے۔

رہی ترتیب سُوَر اس کے متعلق کچھ اختلاف ہے لیکن علماء محققین کی یہی تحقیق ہے کہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ ہے۔ تصریح آگے ملاحظہ کریں۔

امام احمد سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توریت کے بدلے مجھے سبع طوال اور زبور کے عوض مئین اور انجیل کے بدلے مثانی عطا ہوئیں۔ اور یہ میری فضیلت ہے کہ ان سب سے علاوہ مجھ کو مفصل بھی عطا کی گئیں

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ

سُوَر کی ترتیب عہد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو چکی تھی۔ کیونکہ اس حدیث میں جس ترتیب سے سورتوں کا بیان ہے۔ وہ اسی ترتیب پر ہے جو ترتیب اس وقت قرآن کریم میں سورتوں کی ہے۔ اس کی وضاحت ملاحظہ ہو۔

سبع طوال سے مراد ابتدائی وہ سات بڑی سورتیں ہیں جو بقرہ سے شروع ہوتی ہیں اور یونس پر ختم

مئین سے مراد کم و بیش سو سو آیتوں کی وہی سورتیں جو یونس سے فاطر تک موجود ہیں۔

مثانی سے مراد یٰسین سے ق تک وہ سورتیں ہیں جن میں مضامین مکرر بیان کیے گئے۔ اور مفصل سے مراد وہ چھوٹی سورتیں ہیں جو سورہ ق سے سورۂ ناس تک ہیں۔

بنا بریں واضح ہو گیا کہ قرآن کریم کی ترتیب آیات و سُوَر دونوں سرکار ابد قرار صاحب وحی الٰہ الاعلیٰ کی نگرانی میں ہوئی اور اس میں کسی قسم کا تبدل و تغیر کسی ہاتھ اور کسی قلم کے ذریعہ پورا نہ ہوا اور ہونا بھی نہیں چاہیے تھا۔ اس لیے قرآن کریم میں خود ارشاد ہے۔

إِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ۔

یہ (قرآن) بڑی باوقعت کتاب ہے جس میں غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آ سکتی ہے نہ اس کے پیچھے کی طرف سے۔ یہ خدائے حکیم محمود کی طرف سے نازل کیا گیا

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔

ہم نے ہی ذکر یعنی قرآن نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں

marfat.com

ربطِ آیات و ربطِ سُوَر

آیات قرآن کریم اور سُوَر فرقان عظیم میں ایسا لطیف ربط اور حیرت انگیز تسلسل ہے کہ دنیا میں دنیا کی کسی اور کتاب میں ملنا محال ہے۔ سچ ہے قرآن پاک کلام خالق ہے اس کی خوبیوں کو مخلوق کا کلام کیسے پہنچ سکتا ہے۔

کَلَامُ الْمَلِکِ مَلِکُ الْکَلَامِ

جس طرح اس کلام معجز نظام کی فصاحت و بلاغت ارفع و افضل ہے اسی طرح اس کی آیتوں اور سورتوں کا باہمی تناسب و تسلسل بے مثل ہے۔ طاقت بشری اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جو طبقہ قرآن کریم کی بے ترتیبی محسوس کرتا ہے۔ وہ یقیناً نادان کم فہم کم علم ہے۔ نقادان یورپ فن عربی میں مہارت حاصل کرکے جب اس کلام معجز نظام کو دیکھتے پڑھتے ہیں تو باوجود متعصب عیسائی ہونے کے کہنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ رسول عربی جو اُمی تھے ان کا یہ کلام نہیں ہو سکتا۔ درحقیقت یہ کلام تو خالق انام ہی کا ہے کہ ترتیب کلام میں وہ لطافت نہیں۔ جو اس کلام کی بے ترتیبی میں ہے۔ جسے لف و نشر غیر مرتب کہتے ہیں۔ اہل فن ہی اس سے کچھ لذت کش و بہرہ اندوز ہو سکتا ہے۔

اندھیری رات میں جب ہم اپنے پلنگ پر لیٹ کر گلشن سماوی کے نورانی پھولوں کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو ان کی چمک دمک خوبصورتی و دلآویزی ہماری عقل کو حیران کر دیتی ہے۔ مگر ان کی بے ترتیبی سے اُن کا بکھرا ہوا ہونا دل کو سخت کوفت پہنچاتا ہے۔ اسی وقت جی چاہتا ہے کہ جس طرح انگریزی باغوں میں پھولوں کی کیاریاں دل آویز ترتیب سے سجی ہوتی ہیں۔ اگر اسی طرح یہ بھی ہوتے تو ان کی جاذبیت دوبالا ہوتی۔ یہ بھی کوئی خوبی ہے کہ ایک بڑا ستارہ یہاں ہے تو دوسرا وہاں۔ ایک کونے میں کہیں ایک جھمگٹ ہے تو کہیں پلنگ بچھا ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا قدرت نے نور کی کلیاں مٹھی میں بھر کر اچھال دی ہیں۔ اور وہ نہایت بے ترتیبی سے بکھری ہوئی پڑی ہیں۔

لیکن ایک فلکیات دان ماہر علم نجوم سے پوچھو تو وہ بتائے گا کہ ان بکھرے ہوئے ستاروں میں [illegible] باہم تناسب کیا ہے اور ان کا توازن و باہم کششِ ثقل کے ماتحت ہر دم کس کس شان کی رعنائی کر رہا ہے۔

ایسے ہی مخالفین نادان اور معاندین انسان نما حیوان اگر ربط آیات کو نہیں سمجھ سکتے تو وہ معذور ہیں۔ چاہیے تو انہیں یہ تھا کہ ماہرین فن سے رجوع کرتے تو ان کی آنکھیں کھل جاتیں۔

علامہ ابو جعفر نے البرہان فی مناسبت ترتیب سُوَرِ القرآن ایسے ہی غلط کاروں کی اصلاح کے لیے تالیف

marfat.com

کی۔ بہت سی تفاسیر اس خاص عنوان پر لکھی گئیں۔ ان میں آیات کا باہمی ربط بھی دکھایا گیا۔ تفسیر اسرار التنزیل علامہ جلال الدین سیوطیؒ اس فن میں ایک معتبر تفسیر ہے۔ اردو میں تفسیر حقانی نے بھی اس بحث کو واضح کیا ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اس کا التزام کیا۔ علامہ برہان الدین کی تالیف نظم الدرر فی تناسب الآیہ والسور بھی اگر سمجھ کر پڑھی جائے تو اندھوں کی آنکھ روشن ہو جائے۔

اور اس کے بعد فواتح سُوَر اور مقاطع کی مناسبت دیکھ کر محو حیرت ہو جانا پڑیگا۔ سیوطی کی تصنیف مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع اور علامہ کریانی کی کتاب عجائب قابل ملاحظہ ہیں۔

مسئلہ کتابت و جمع القرآن

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نزول وحی ہوتا تو علی الفور آپ کاتب وحی کو بلا کر لکھوا دیا کرتے۔ اور یہ محکمۂ کاتبانِ وحی کا چند منتخب معتبر متدین صحابہ سے تھا۔ مکہ معظمہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت مولا علی شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ پر مشتمل تھا۔ یہ ہر سہ حضرات اس خدمت پر مامور تھے۔

مدینہ منورہ میں یہ محکمہ ان ہر سہ افراد کے علاوہ بڑھا دیا گیا۔ چنانچہ مدینہ میں کاتبانِ وحی یہ تھے، صدیق، عثمان، علی، اسد اللہ، زبیر بن العوام، حنظلہ بن الربیع، ابی بن فاطمہ، زید بن ثابت، عبداللہ بن ارقم، عبداللہ بن رواحہ، معاویہ بن سفیان، خالد بن سعید رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

مختصر یہ کہ حضورؐ نے قرآن کریم اول سے لے کر آخر تک سب بالترتیب لکھوا دیا تھا۔ پھر آپ ہی کے عہد مبارک میں دوسرے صحابہ کرام نے بھی اس کی بہت سی نقلیں لے لیں۔ البتہ یہ نقلیں اس زمانہ کے کاغذ، ان پتھر کی تختیوں، بکری و شتر کی پوستوں، شانوں، پسلیوں وغیرہ میں تھیں۔

علاوہ ازیں صحابہ کرام کے حافظے نہایت تیز تھے۔ انھیں تلاوت قرآن کریم کا شوق بھی بے حد تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عہد رسالت مآب میں ہی بڑے بڑے مہاجرین و انصار نے قرآن کریم حفظ بھی کر لیا تھا۔ اور اس طرح حفاظ کی ایک معتد بہ جماعت بھی بن گئی تھی۔ مگر باوجود ان تمام امور کے عہد نبوت تک اوراق قرآن کریم مجموع نہ تھے بلکہ کچھ کہیں، کچھ کسی کے پاس موجود تھے۔

اس حالت میں یہ عہد نبوت گزرا۔ عہد صدیقی آیا۔ مسیلمہ کذاب نے اپنے تین لاکھ ساتھی منظم جمع کر رکھے تھے۔ جب اسے مایوسی ہو چکی تھی کہ خلافت کی مسند اسے ہرگز نہیں مل سکے گی اس نے بغاوت کر دی۔ ادھر سے دفاعی نظام کے تحت جانبازانِ اسلام بڑھے۔ مختصر یہ کہ اس جنگ میں بہت سے حفاظ شہید ہو گئے۔ یہی وہ

marfat.com

جنگ ۔ ہے جیسے جنگ یمامہ کہتے ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب مبارک میں یہ بات پیدا ہوئی کہ اگر اسی طرح حفاظ شہید ہوتے گئے تو قرآن کریم کی حفاظت میں بہت دقت ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ نے صدیق اکبر کی خدمت میں قرآن کریم زیادہ محفوظ کرنے کا مشورہ پیش کیا چونکہ یہ مشورہ وہ تھا جو من جانب اللہ فاروق کے دل الہام منزل میں القا ہوا تھا۔ صدیق اکبر نے بھی ادنیٰ غور و تدبر کے بعد اس مشورہ سے اتفاق فرمایا۔ نیز سیاست مذہبی بھی اس کی مقتضی تھی۔

چنانچہ حضرت زید بن ثابت وغیرہ حفاظ صحابہ کو اس امر کا حکم دیا اور بحمد اللہ تعالیٰ سارا قرآن عظیم یکجا ہو گیا۔ ہر سورت ایک جدا صحیفے میں تھی۔ وہ صحیفے تاحیات صدیق حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم اور ان کے بعد حضرت ام المومنین حفصہ بنت الفاروق زوجہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے۔

تجوید و قرأت قرآن کریم کے اختلافیات

عرب میں ہر قوم و قبیلہ کی زبان بعض الفاظ کے تلفظ میں مختلف تھی۔ مثلاً حرف تعریف میں کوئی الف لام کہتا تھا۔ کوئی الف میم چنانچہ اس لغت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبیلہ کے آدمی کو اسی طرح اس کی لغت میں حدیث فرمائی لَیْسَ مِنْ اَمْبِرِ امْصِیَامُ فِی امْسَفَرِ جو محاورہ قریش میں لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّیَامُ فِی السَّفَرِ تھا۔ اسی طرح بعض قبائل علامات مضارع حروف اَتَیْنَ کو مفتوح پڑھتے اور کوئی مکسور۔ مشبہ بلیس کی خبر کو کوئی منصوب کرتا کوئی مرفوع اِنَّ و اَنَّ وغیرہ ہا کے اسم کو کوئی نصب دیتا کوئی رفع پہ رکھتا۔ بعض قبائل ہر جگہ ب کو م بولتے اور م کو ب۔ تا رحمۃ وغیرہا کو حالت وقفی میں کوئی ہ کہتا کوئی ت منصوب منون پر کوئی الف سے وقف کرتا کوئی حرف سکون سے۔ بعض مرفوع و مجرور پر بھی واؤ اور یا سے وقف کرتے۔ بعض تو میں حروف مدہ سے حرکات ماقبل پر قناعت کریں۔ اَعُوْذُ کو اَعُذُ تعالیٰ کو تعال وغیرہ ذالک کہتیں۔ اس قسم کے بہت سے تفاوت اہل طرز و ادا کے تھے۔ جیسا کہ ہمارے علاوہ میں آم کو آمب کہتے ہیں اور بعض امب اور بعض انبہ بولتے ہیں۔ اگرچہ اس قسم کے تفاوت سے اصلی معنی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی تھی لیکن چونکہ قرآن کریم خاص لغت قریش پر اترا تھا اور صاحب قرآن علیہ السلام بھی قریشی تھے شعر ؎

گلبن تو کہ زگلزار قریشی گل کرد ۔ زاں سبب آمدہ قرآں بہ زبان قرشی

marfat.com

زمانہ اقدس حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم میں جبکہ قرآن کریم نیا نیا اترا تھا اور ہر قوم و قبیلہ کو اپنی مادری لغت و قدیمی عادت کا دفعۃً بدل دینا دشوار تھا آسانی فرمائی گئی تھی کہ ہر قوم حسب اپنے طرز و لہجہ میں قرأت قرآن کرلے زمانہ نبوت کے بعد شدہ شدہ اقوام مختلفہ سے بعض بعض لوگوں کے ذہن میں جم گیا کہ جس لہجہ و لغت میں ہم پڑھتے ہیں اسی میں قرآن کریم نازل ہوا ہے اور یہی درست ہے۔ حتی کہ زمانہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں بعض لوگوں کو اس بات پر باہم جنگ و جدل اور زد و کوب کی نوبت پہنچی۔ ایک کہتا کہ قرآن اس لہجہ میں ہے دوسرا کہتا نہیں بلکہ اس لہجہ میں ہے۔ ہر ایک اپنی لغت پر دعویٰ کرنے لگا۔ جب یہ خبر امیر المومنین غنی کی بارگاہ میں پہنچی آپ نے سب کو بلا کر فرمایا تم لوگوں میں ابھی سے یہ اختلافات پیدا ہونے لگ گئے تو آئندہ کیا ہوگا۔ اس کا سدباب کرنا لازمی ہے۔ لہٰذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت اسد اللہ شیر خدا رضی اللہ عنہ اور دیگر ارکان صحابہ کے مشورہ سے فیصلہ کیا کہ اب ہر قوم کو اس کے لب و لہجہ میں پڑھنے کی اجازت دینا مصلحت نہیں بلکہ اس سے فتنہ اٹھتا ہے۔ لہٰذا تمام امت کو خاص لغت قریش پر جس میں قرآن عظیم نازل ہوا ہے جمع کردینا اور باقی لغات سے روکنا لازمی ہے۔

چنانچہ حکم ہوا کہ صحیفہ خلیفہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ ہیں منگا کر ان کی نقلیں لے کر تمام سورتیں ایک مصحف میں جمع کریں اور وہ مصاحف بلاد اسلام میں بھیج دیں تاکہ سب اس لہجہ کا اتباع کریں۔ اس کے خلاف اپنی اپنی طرز ادا کے مطابق جو صحائف یا مصاحف بعض لوگوں نے لکھے ہیں وہ دفع فتنہ کے لیے تلف کر دیے جائیں۔ اسی رائے صائب کی بنا پر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ صحیفہ صدیقی جو حضور نے جمع کر کے صدیق کی حفاظت میں دے دیے تھے بھیج دیجئے تاکہ ہم ان کی نقلیں لے کر بلاد اسلامی کو بھیجیں اور اصل آپ کو واپس کردیں۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بھیج دیئے امیر المومنین عثمان غنی نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعید بن عاص عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو نقلیں کرنے کا حکم دیا۔ وہ نقلیں شام، یمن، مکہ معظمہ، بحرین و بصرہ و کوفہ بھیج دی گئیں اور ایک نقل مدینہ طیبہ میں رہی اور اصل صحیفے جمع فرمودہ صدیق جس سے یہ نقلیں ہوئی تھیں واپس حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھیج دی گئیں۔ جیسا کہ اتقان میں ہے اس کی اصل مفصل صحیح بخاری میں یوں ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابن شِهَابٍ اِنَّ انس بن مالك حَدَّثَه اَنَّ حذيفة

موسیٰ نے فرمایا کہ مجھ سے ابراہیم نے کہا انہیں ابن شہاب نے فرمایا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

marfat.com

بن الیمان قدم علی عثمان وکان یغازی اہل الشام فی فتح ارمینیہ واذربیجان مع اہل العراق فافزع حذیفۃ اختلافہم فی القراءۃ فقال حذیفۃ لعثمان یا امیر المؤمنین ادرک ھذہ الامۃ قبل ان یختلفوا فی کتاب اللہ۔

کہ حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہم ور حضرت عثمان رضی اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس وقت اہل شام فتح ارمینیہ اور آذربائیجان سے اہل عراق کے ساتھ جنگ کر رہے تھے تو حضرت حذیفہ اختلاف قرأت سے گھبرائے اور حضرت عثمان سے عرض کی امیر المومنین امت کو اختلاف میں پڑنے سے پہلے سنبھال لیجیے ورنہ کتاب اللہ میں اختلاف کا سخت خطرہ ہے۔

معترضین کا محض وہم یا ظن معاذ اللہ دفن کرنے یا کسی طرح تلف کرا دینے کا محض وہم ہی ہے۔ خالص کذب اور صریح جھوٹ ہے۔ وہ مبارک صحیفے خلافت عثمانی پھر خلافت مرتضوی اور پھر خلافت امام حسن پھر خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم تک بعینہا محفوظ تھے حتی کہ مروان نے انہیں لے کر چاک کر ڈالا۔

بالجملہ اس حقیقت میں کوئی گنجائش وہم نہیں کہ اصل جمع قرآن بحکم رب العزۃ حسب ارشاد حضور پرنور سید الاسیاد صلی اللہ علیہ وسلم ہو گیا تھا۔ سب سورتوں کا یکجا کرنا باقی تھا سو وہ امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بمشورہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جمع کر دیا۔ پھر یہی جمع صدیقی کی نقلیں بصورت مصاحف امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بمشورہ امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بلاد اسلام میں شائع کر دیں اور تمام امت کو اصل لہجہ قریش پر مجتمع ہونے کی ہدایت فرمائی یہی وجہ ہے کہ جامع القرآن عثمان رضی اللہ عنہ کہلاتے ہیں۔ ورنہ حقیقتاً جامع رب العزت تعالیٰ شانہ ہے کما قال اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ اور بنظر ظاہر اس کے جامع حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اور ایک جگہ اجتماع کے لحاظ سے سب سے پہلے جامع القرآن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حاکم مستدرک میں بشرط بخاری ومسلم حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نؤلف القرآن فی الرقاع۔

یعنی ہم زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پارچوں میں جمع کرتے تھے۔

امام جلال الدین سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں۔
قد کان القرآن کلہ کتب فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکن غیر مجموع فی موضع واحد ولا مرتب السور

یعنی قرآن کریم تمام کا تمام عہد رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھ لیا گیا تھا۔ لیکن غیر مجموع تھا۔ ایک جگہ جمع نہیں تھا اور اس کی سورتیں غیر مرتب تھیں

marfat.com

ابوداؤد شریف میں بسند حسن سے عبد خیر راوی ہیں۔

قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ اَعْظَمُ النَّاسِ فِي الْمَصَاحِفِ اَجْرًا اَبُوْبَكْرٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ هُوَ اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ كِتَابَ اللهِ

مصاحف میں سب سے زیادہ ثواب ابوبکر کا ہے۔ اللہ ابوبکر پر رحمت کرے سب سے پہلے انہیں نے قرآن جمع فرمایا۔

اس بنا پر امام اجل عارف باللہ حارث محاسبی رضی اللہ عنہ نے کتابت قرآن کریم کو سنت سنیہ مصطفٰی فرمایا اور اس کے لکھنے لکھانے کے متعلق فیصلہ کیا کہ یہ بدعت نہیں بلکہ سنت ہے۔

حَيْثُ قَالَ فِيْ كِتَابِهٖ فَهْمُ السُّنَنِ كِتَابَةُ الْقُرْاٰنِ لَيْسَتْ بِمُحْدَثَةٍ فَاِنَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَاْمُرُ بِكِتَابَتِهٖ

قرآن کریم کا لکھنا تو زمانہ اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں بحکم اقدس ہو چکا تھا۔ یہ آج کوئی نئی بات نہیں۔ نقلہ فی الاتقان۔

بحوالہ ابوبکر بن ابی داؤد بسند صحیح سے حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا تَقُوْلُوْا فِيْ عُثْمَانَ اِلَّا خَيْرًا فَوَاللهِ مَا فَعَلَ الَّذِيْ فَعَلَ فِي الْمَصَاحِفِ اِلَّا عَنْ مَلَاٍ مِّنَّا قَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْقِرَاءَةِ فَقَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّ بَعْضَهُمْ يَقُوْلُ اِنَّ قِرَاءَتِيْ خَيْرٌ مِّنْ قِرَاءَتِكَ وَهٰذَا يَكَادُ يَكُوْنُ كُفْرًا قُلْنَا فَمَا تَرٰى قَالَ اَرٰى اَنْ نَّجْمَعَ النَّاسَ عَلٰى مُصْحَفٍ وَّاحِدٍ فَلَا تَكُوْنُ فُرْقَةٌ وَّلَا اخْتِلَافٌ قُلْنَا فَنِعْمَ مَا رَاَيْتَ

یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا عثمان کے حق میں بجز کلمۂ خیر کے کچھ نہ کہو خدا کی قسم مصاحف میں انہوں نے جو کچھ کیا ہم سب کے مشورہ اور اتفاق سے کیا انہوں نے ہم سے کہا کہ تم ان مختلف لہجوں میں کیا کہتے ہو۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ لوگوں سے کہتے ہیں میری قراءت تیری قراءت سے اچھی ہے اور یہ بات کفر کے قریب تک پہنچتی ہے۔ ہم نے کہا بھلا آپ کی کیا رائے ہے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ سب لوگ ایک مصحف پر جمع کر دیے جائیں تاکہ پھر نزاع اور اختلاف نہ ہو ہم سب نے کہا آپ کی رائے بہت خوب ہے۔

اور عہد مروان میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا صحیفہ ضائع کر دینے کی سند امام قسطلانی ارشاد الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

ثُمَّ كَانَتْ عِنْدَهَا حَتّٰى تُوُفِّيَتْ فَاَخَذَهَا مَرْوَانُ حِيْنَ كَانَ اَمِيْرًا عَلَى الْمَدِيْنَةِ مِنْ قِبَلِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاَمَرَ بِهَا فَشُقِّقَتْ وَقَالَ

وہ صحیفہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا حتی کہ وفات پائی تو اسے مروان نے اس وقت لیا جبکہ وہ امیر مدینہ تھا حضرت معاویہؓ سے پہلے اور اس نے اس کے چاک کر دینے کا حکم دیا اور کہا۔

اِنَّمَا فَعَلْتُ هٰذَا لِاَنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ اَنْ يَّرْتَابَ فِيْهَا مُرْتَابٌ رواہ ابن

marfat.com

ابی داؤد۔

پھر قرآن کریم نے نہایت لطیف پہلو سے ابتداء قرآن کریم میں ہی جامعین قرآن کی طرف اشارۃً وضاحت فرمادی جو زبدہ بینات میں مقطعات کے ذریعہ معنی تاویلی سے حاصل ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں سورہ بقرہ کا شروع الٓمّٓ سے ہے۔ یہ حروف مقطعات سے ہے جس کے معنی میں مفسرین کرام نے عموماً اللہ اعلم بمرادہٖ فرمایا ہے لیکن اگر اس کے معنی تاویلی رنگ میں ایسے حاصل ہو جائیں کہ کتاب و سنت سے منطبق ہوں تو مقبول ہونے چاہییں۔

برایں خیال بغرض تفریح خاطر خاطر مندرجہ ذیل معنی ملاحظہ ہوں! اس سے کلام پاک کی جامعیت پر مزید بھر تصدیق ثبت ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ الف، لام، میم تھا عدد ابجد الف کا عدد ایک ہے اور لام کے تیس ۳۰ میم کے چالیس ۴۰۔ گویا رب العزت جلیت و مجد عز اسمہ نے ان تین حروف میں بتایا کہ وہ واحد لم یزل نے بے مثل کلام عدیم النظیر ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تیس پاروں میں چالیس سال کی عمر میں نازل فرمایا۔ پھر اس کے جامع بتائے اور اس طرح ان کا تعارف کرایا کہ ل کے تین ۳ عدد۔ م کے چالیس ۴ عدد دونوں جمع کیے جائیں تو ستر کا عدد حاصل ہوگا گویا فرمایا واحد لم یزل نے بے مثل کلام عدیم النظیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نازل فرمایا ہے، عالم اسباب میں اس کے ظاہری جامع خلفائے راشدین سے وہ ہوں گے جن کے اسمائے گرامی کا پہلا حرف ع ہوگا۔ چنانچہ جامع قرآن عبداللہ ابن ابی قحافہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق عثمان ذی النورین مولا کائنات علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی ہوئے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

مضمون بالا کے مطالعہ سے ہر شخص کا خیال اس امر پر مرکوز ہو جائے گا کہ موجودہ مصحف متداولہ مصحف عثمانی ہے اور مصحف عثمانی بعینہ مصحف صدیقی ہے اور مصحف صدیقی بلا کم و کاست بلا کسی کی بیشی کے وہی تھا جو ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم پر نازل ہو کر عہد نبوت میں ہی لکھا اور پڑھا گیا۔ اس پر تمام کا اجماع ہے۔ معاندین و مخالفین اسلام بھی اس کے قائل ہیں۔

قرآن کریم کا اسلوب بیان

زمانہ جاہلیت میں بھی اہل عرب کو فصاحت و بلاغت کا ایک قدرتی مذاق حاصل تھا۔ مرد عورت چھوٹے بڑے غلام آقا سب ہی تو اس چاشنی سے بہرہ مند تھے اپنی فصاحت و بلاغت کے مقابلہ میں غیر عرب کو بھی یعنی گونگا خیال کرتے تھے۔

ان کے شعراء خطباء خاص طور پر ماہر فن اور قادر الکلام ہوتے تھے۔ ایک دوسرے کے مقابلہ میں اس زور

marfat.com

شور سے قصائد کہا کرتے کہ اس کی نظیر کسی قوم کی تاریخ ادبی میں نہیں ملتی۔ انہیں اپنی خلافت زبان سلاست بیان پر تنا ناز تھا کہ میدان فصاحت و بلاغت میں کوس لمن الملک بجائے اور ھل من قصیبو ھل من شاعر کے آوازے لگاتے تھے۔ اپنی نظمیں اپنے خطبے دیوار کعبہ پر آویزاں کر کے طلب معارضہ کرتے۔ لیکن جب قرآن پاک نازل ہوا تو اس کے اسلوب بیان کو دیکھ کر حیران ششدر رہ گئے۔ کیونکہ ترکیب کی نزاکت کلمات کی لطافت، مضمون کی جامعیت، فصاحت و بلاغت فطرت عرب سے کہیں بالاتر تھی۔ باوجود اس کے کہ قرآن کریم نے بار بار فصحاء و بلغاء عرب سے مطالبہ کیا کہ قرآن جیسی ایک سورۃ بنا لاؤ مگر کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ بھی فرمایا اور لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا کر بھی انہیں اکسایا وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ کا بھی اعلان ہوا مگر بقول اعلیحضرت یہ حال ہو گیا۔ ؎

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

ایک دفعہ کسی صحابی نے شعراء عرب کے دکھانے کو إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ لکھ کر دیوار کعبہ پر لٹکا دی شعراء نہایت غور و خوض سے پڑھتے تھے لیکن دم نہ مار سکے۔ آخر ایک نامی گرامی شاعر آیا اور اس کے آگے لکھ دیا۔ مَا هَٰذَا مِنْ كَلَامِ الْبَشَرِ

سکاکی جو فن معانی و بیان کا مسلم الثبوت امام تھا کہتا ہے کہ قرآن کریم کا اعجاز ایک ذوقی اور وجدانی کیفیت ہے جو طبیعت کو محسوس ہوتی ہے لیکن زبان سے بیان نہیں ہو سکتی۔ اس کا طرز بیان ایسا موثر ہے کہ بہت سے شدید ترین کفار عرب کے سنگین دل محض چند قرآنی آیتیں سن کر موم ہو گئے اور انہیں نے ایمان لانا پڑا

یہ بھی اسلوب قرآنی کا ادنیٰ کرشمہ ہے کہ ایک طرف جاہل سے جاہل اس کو بے تکلف سمجھ سکتا ہے تو دوسری طرف علامہ دہر کی عقل بلند و فہم اس کے علوی معانی و مضامین کے سامنے کوتاہ نظر اور قاصر الفہم ہے چھوٹی سے چھوٹی سورۃ کی تفسیر میں دفتر کے دفتر لکھ ڈالو تو بھی تمام اسرار منضبط نہیں ہو سکتے اور سیدھے سادے معنی بیان کرو تو محض ترجمہ چند فوائد ضروریہ کے لیے کافی و وافی ہے۔

اس کے الفاظ میں وہ جاذبیت و حلاوت ہے کہ جو معنی نہیں سمجھ رہا وہ بھی محظوظ ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اتنی ضخیم کتاب کا حفظ کر لینا عالم اور جاہل کے لیے آسان ہے۔

مضامین قرآن عظیم

قرآن کریم میں بظاہر آپ کو تین قسم کے مضامین ملیں گے۔

marfat.com

١. اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تنزیہہ - توحید و تمجید
٢. امم سابقہ کے حالات اور انبیاء سابقہ کے قصص۔
٣. احکام متعلقہ معاش و معاد

اس کی وجہ یہ ہے کہ

١. حمد و معرفت الٰہی حاصل ہونے سے انسان اپنے خالق برحق رازق مطلق کی طرف رجوع ہو سکتا ہے۔ پھر اس کو چھوڑ کر یا اس کے ساتھ کسی اور کے آگے گردن جھکانے کو آمادہ نہیں ہو سکتا

٢. قصص امم سابقہ کے بیان کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ ان کے حالات سن کر عبرت حاصل ہو اور کفر و شرک گناہ و عصیان سے بچ کر صراط مستقیم پر چلنے کی طرف میلان بڑھے جو قرآن کریم کا مقصد اصلی ہے۔

٣. احکام کے بیان کا یہ فائدہ ہے کہ انہیں سن کر انسان سمجھ سکے گا۔ کہ اسے دنیا میں کیا کیا کام کرنے چاہئیں اور کیا کیا نہیں۔ کس طرح اس کی زندگی گمراہی سے محفوظ ہو سکتی ہے۔ ضلالت سے وہ کیسے مجتنب رہ کر منزل مقصود حاصل کر سکتا ہے، آخرت میں وصال الٰہی کا شرف اسے کیسے مل سکتا ہے۔ اب آپ آیات قرآنیہ سے نوعیت مضامین ملاحظہ فرمائیں۔

١. هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۔ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (پ۲۸، حشر)

٢. لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ (پ۳، بقرہ)

٣. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

٤. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

٥. رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

٦. اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

٧. هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ

٨. قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔

٩. مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ

marfat.com

۱۰۔ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ (پ۳، آل عمران)
اور ایسی ہی بہت سی آیات کریمہ ہیں۔

انبیاء کرام اور امم ماضیہ کا ذکر

قرآن کریم میں آدم، ادریس، نوح، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، لوط، یوسف، موسیٰ، ہارون، ہود، صالح، یونس، شعیب، داؤد، سلیمان، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، ذوالکفل، الیاس، ایوب علیہم السلام کا ذکر ہے۔
اور امم سابقہ میں سے قوم نوح، عاد، ثمود، اصحاب حجر، اصحاب سبا، اصحاب سبت، بنی اسرائیل، قوم تبع، قوم شعیب، اصحاب الایکہ، اصحاب الرس، اصحاب الاخدود، اصحاب کہف وغیرہ کا ذکر ہے۔ ان کے علاوہ فرعون، شداد، قارون وغیرہ کا بھی تذکرہ ہے۔ اور جو ہم نے اس مختصر میں بیان کیا اسی پر منحصر نہیں ہے بلکہ اور بھی مذکرات ہیں۔

کتب سماویہ

کتب آسمانی سے زبور، توریت، انجیل، صحف ابراہیم وغیرہ کا بیان ہے اور قرآن کریم ان کی تائید فرماتا ہے، تصدیق کرتا ہے اور جن لوگوں میں ان کا نزول ہوا اُن کی تحریف کا بیان بھی فرماتا ہے۔
حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو آیات آئیں۔ ان میں سے بعض کا ذکر پیش ناظرین ہے۔

۱۔ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ (سورہ اعراف)
۲۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سورہ بقرہ)
۳۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (بقرہ)
۴۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (ع)
۵۔ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (توبہ)
۶۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (نور)
۷۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب)
۸۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (احزاب)
۹۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (احزاب)

marfat.com

١٠۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (انشراح)

١١۔ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (کوثر)

١٢۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

١٣۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (آل عمران)

١٤۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا (نساء)

١٥۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (نساء)

١٦۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ
حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (نساء)

١٧۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (نساء)

اس کے علاوہ کافی آیات کریمہ نعت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد و صادر ہیں۔ خوف مخافت سے اس مقالہ میں ہم پورے طور پر تعلیمات قرآن کریم بیان کرنے سے قاصر ہیں بطور اختصار تیمناً تبرکاً کچھ پیش کر رہے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ کتاب انسانی ہو کتاب انسانی ہے کوئی کتاب آسمانی بھی تعلیمات ربانی میں اس مقدس کتاب کی جامعیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی باب سترہ آیات کریمہ جو آپ پڑھ چکے ہیں ان کا ترجمہ مع مختصر تفسیر کے ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ آیات نمبر۱: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی (رسول سے بہ اجماع مفسرین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں) آپ کا ذکر وصف رسالت سے فرمایا گیا کیونکہ آپ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔ فرائض رسالت ادا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی و شرائع و احکام اس کے بندوں کو پہنچاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کی توصیف میں نبی فرمایا گیا اس کا ترجمہ جو غیب کی خبریں دینے والا کیا گیا۔ یہ نہایت صحیح ہے کیونکہ نبأ خبر کو کہتے ہیں جو مفید علم ہو اور شائبہ کذب سے خالی ہو۔ قرآن کریم میں یہ لفظ اس معنی میں بکثرت مستعمل ہوا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوا قل ھو نبأ عظیم ایک جگہ فرمایا تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ایک جگہ فرمایا فلما انبأھم باسمائھم اور بکثرت آیات میں یہ لفظ اس معنی میں وارد ہوا ہے۔ پھر یہ لفظ یا فاعل کے معنی میں ہوگا یا مفعول کے معنی میں ہوگا۔ پہلی صورت میں اس کے معنی ہوں گے غیب کی خبریں دینے والے اور دوسری صورت میں اس کے معنی ہوں گے غیب کی خبریں دیئے ہوئے اور دونوں معنی کو قرآن کریم سے تائید پہنچتی ہے پہلے معنی کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے نبئ عبادی دوسری آیت میں فرمایا قل أؤنبئکم

marfat.com

اور اسی قبیل سے حضرت مسیح علیہ السلام کا بیان جو قرآن کریم میں ارشاد ہوا انبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم اور دوسری سورت کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے نبانی العلیم الخبیر اور حقیقت میں انبیاء علیہم السلام غیب کی خبریں دینے والے ہی ہوتے ہیں۔ تفسیر خازن میں ہے کہ آپ کے وصف میں نبی فرمایا کیونکہ نبی ہونا اعلیٰ و اشرف مراتب میں سے ہے۔ اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ اللہ کے نزدیک بہت بلند درجے رکھنے والے اور اس کی طرف سے خبر دینے والے ہیں۔ امی کا ترجمہ بے پڑھے جو کیا گیا یہ بھی بالکل سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے مطابق ہے اور یقیناً امی ہونا آپ کے معجزات میں سے ہے۔ اس لئے کہ دنیا میں کسی سے پڑھے نہیں۔ جو کچھ سیکھا اپنے رب سے سیکھا جو پڑھا اپنے خالق سے پڑھا۔ علمہ شدید القوی اس دعوی پر برہان ساطع ہے پھر کتاب وہ لائے جس میں اولین و آخرین اور غیبوں کے علوم ہیں (خازن) شعر ؎

خاکی و بر اوج عرش منزل　　　امی و کتاب خانہ در دل

فیض کہتا ہے ؎

بے سایہ و سائبان عالم　　　امی و دقیقہ دان عالم

(بقیہ ترجمہ) جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں (یعنی توریت اور انجیل میں آپ کی نعت و صفت و نبوت لکھی پائیں گے) وہ انہیں بھلائی کا حکم دیگا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ (یعنی سخت تکلیفیں) اور گلے کے پھندے (یعنی احکام شاقہ جو ان پر تھے) وہ اتارے گا۔

آیت ۱۱ بیشک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا

آیت ۱۲ اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو (دنیا و آخرت میں)

آیت ۱۳ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

آیت ۱۴ بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عربی قرشی جن کے حسب و نسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے عالی نسب ہیں) جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کی نہایت چاہنے والے۔ مسلمانوں پر کمال مہربان۔

آیت ۱۵ رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھیرا لو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کرے تو ادب و تکریم اور توقیر و تعظیم کے ساتھ آپ کے معظم القاب سے نرم آواز کے ساتھ متواضعانہ و منکسرانہ لہجہ میں یا نبی اللہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ کہہ کر)

marfat.com

آیت ۸ بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے (ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دین الٰہی کی پیروی کرو)
آیت ۹ اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر (شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر نہایت بہتر ترجمہ ہے۔ مفردات راغب اصفہانی میں ہے

اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِيْرَةِ — یعنی شہود اور شہادۃ کے معنی ہیں حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ یا بصیرت کے ساتھ۔ اور گواہ کو بھی اسی لئے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے (ابوالسعود وجمل)

اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا (یعنی ایمانداروں کو جنت کی خوشخبری اور کافروں کو عذاب جہنم کا ڈر سناتا) اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا (یعنی خلق کو طاعت الٰہی کی دعوت دیتا) اور چمکا دینے والا آفتاب (سراج کا ترجمہ آفتاب بالکل قرآن حکیم کے مطابق ہے جیسا کہ سورہ نوح میں وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا فرمایا اور سورہ نبأ میں وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا کہا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ذات مصطفٰے ہزاروں آفتابوں سے زیادہ منور اور روشن ہے۔ آپ کے نور نبوت کی تابانی نے شمس و قمر کو نورانی کیا۔ اور آپ کے نور ہدایت سے ظلمت کفر و شرک مٹا کر معرفت توحید بخشی)

۱۰ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو (یہی وجہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے)

۱۱ کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا (یعنی آپ کے سینہ مبارک کو ہم نے کشادہ اور وسیع کیا۔ ہدایت و معرفت و موعظت و نبوت اور علم و حکمت کے لئے یہاں تک کہ عالم غیب و شہادہ دونوں کی وسعت میں سما گئے اور علائق جسمانیہ انوار روحانیہ کے لئے مانع نہ ہو سکے اور علوم لدنیہ و حکم الٰہیہ سینہ پاک میں جلوہ نما ہوگئے) اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پشت توڑ دی تھی (اس بوجھ سے مراد یا وہ غم ہے جو آپ کو کفار کے ایمان نہ لانے سے رہتا تھا۔ یا امت کے گناہوں کا غم جس میں قلب مبارک مشغول رہتا تھا، مراد یہ ہے کہ ہم نے آپ کو مقبول الشفاعت کر کے وہ بار غم دور کر دیا ہے) اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا تو بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو (اسی کے فضل کے طالب رہو۔ اسی پر توکل کرو)

۱۲ اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں (اور فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا۔ حسن ظاہر بھی دیا حسن باطن بھی نسب عالی بھی۔ نبوت بھی۔ کتاب بھی۔ علم بھی۔ شفاعت

marfat.com

بھی۔ حوض کوثر بھی۔ مقام محمود بھی۔ کثرت امت بھی۔ اعدائے دین پر غلبہ بھی۔ کثرت فتوح بھی) تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

۱۲-۱۳۔ اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (۱۳) تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا۔

۱۴۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا۔

۱۵۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔

۱۶۔ تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے۔ جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ حکم تم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

۱۷۔ جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اس سے قبل جو دس آیات صفات الٰہی میں پیش ہو چکی ہیں۔ اُن کا ترجمہ مع مختصر تفسیر کے ملاحظہ کریں جو یہ ہے۔

ترجمہ آیت ۱۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ نہاں وعیاں کا جاننے والا (موجود کا بھی اور معدوم کا بھی۔ دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی) وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا۔ وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ (ملک وحکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اس کے تحت ملک وحکومت ہے اور اس کی مالکیت وسلطنت دائمی ہے جسے زوال نہیں) نہایت پاک (ہر عیب سے تمام برائیوں سے) سلامتی دینے والا (اپنی مخلوق کو) امان بخشنے والا (اپنے عذاب سے اپنے فرمانبردار بندوں کی حفاظت فرمانے والا۔ عزت والا۔ عظمت والا۔ تکبر والا۔ اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے۔ وہی ہے اللہ بنانے والا۔ پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا (جیسی چاہے) اس کے ہیں سب اچھے نام (ننانوے جو حدیث میں وارد ہیں) اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت والا حکمت والا ہے۔

۲۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں (اس سے اس کی مالکیت اور نفاذ امر وتصرف کا بیان ہے اور نہایت لطیف پیرایہ میں رد شرک ہے کہ جب سارا جہان اس کی ملک ہے تو شریک کون ہو سکتا ہے)

marfat.com

۳۔ سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔
۴۔ روزِ جزا کا مالک ہے۔
۵۔ پالنے والا جہان والوں کا۔
۶۔ دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔
۷۔ وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا (یعنی واجب الوجود اور عالم کا ایجاد کرنے والا و تدبیر فرمانیوالا)
۸۔ تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے (ربوبیت، والوہیت میں صفات عظمت و کمال کے ساتھ موصوف ہے بے مثل و نظیر و شبیہ سے پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں) اللہ بے نیاز ہے (ہر چیز سے نہ کھائے نہ پئے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے) نہ اس کی کوئی اولاد (کیونکہ اس کا کوئی مجانس نہیں) نہ وہ کسی سے پیدا ہوا (کیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے) اور نہ کوئی اس کے جوڑ کا (یعنی کوئی اس کا ہمتا و عدیل نہیں)
۹۔ تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔
۱۰۔ تم فرما دو کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے

یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ انسان کی تین حالتیں ہیں۔
طبعی۔ اخلاقی۔ روحانی۔ اور قرآن کریم نے ان تینوں حالتوں کے لیے جدا جدا تین مبدء قرار دیئے ہیں پہلا یہ کہ اس کی طبعی حالت کو درست کرنا یعنی اس کی نشست و برخاست اور خورد و نوش، بود و باش، معاشرت و معاملات، توالد و تناسل وغیرہ امور طبعیہ کے صحیح طریقے سکھا کر بے تمیز وحشی انسان کو مہذب باادب اور شائستہ انسان کے مرتبہ کو پہنچا دینا۔
دوسرے یہ کہ اس کی اخلاقی حالت کی اصلاح کرنا یعنی اخلاق رذیلہ عادات قبیحہ کی بیخ کنی کرکے اسے اخلاق فاضلہ سے آراستہ کرنا۔
تیسرے یہ کہ اس کی روحانی حالت کا تزکیہ کرنا تاکہ انسان اپنے خالق برحق معبود مطلق کی طرف رجوع کر سکے اور اس کی محبت و رضا میں محو ہو سکے۔ یہی وہ حالت ہے جس کو قرآن پاک نے اسلام کے نام سے تعبیر کیا اور اسی تعلیم کے کامل ہو جانے پر آیہ کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ کی بشارت ملی۔ اور قرآن پاک میں یہ تینوں باتیں خاص طور پر واضح کی گئیں ہیں مشتے نمونہ از خروارے۔ انسان کی اصلاح طبعی کے احکام پیش کرتے ہیں اس سے بقیہ احکام کا بھی موازنہ ہو سکے گا۔

marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۔ حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکم وبنات الاخ وبنات الاخت وامہاتکم التی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ وامہات نسائکم وربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم التی دخلتم بہن فان لم تکونوا دخلتم بہن فلا جناح علیکم وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم وان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف (پ۴، سورہ نساء)

۲۔ لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرہا (پ۴، سورہ نساء)

۳۔ ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء الا ما قد سلف (نساء)

۴۔ احل لکم الطیبات (مائدہ)

۵۔ والمحصنات من المؤمنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم اذا آتیتموہن اجورہن محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان (پ۶، مائدہ)

۶۔ ولا تقتلوا انفسکم (پ۵، ع۲)

۷۔ ولا تقتلوا اولادکم

۸۔ ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقہم وایاکم ان قتلہم کان خطأ کبیرا (بنی اسرائیل)

۹۔ لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستأنسوا وتسلموا علی اہلہا (نور)

۱۰۔ فان لم تجدوا فیہا احدا فلا تدخلوہا حتی یؤذن لکم وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ہو ازکی لکم (نور)

۱۱۔ وأتوا البیوت من ابوابہا (پ۲)

۱۲۔ واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا (پ۵)

۱۳۔ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (مائدہ)

۱۴۔ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب (پ۶ مائدہ)

۱۵۔ یسألونک ماذا احل لہم قل احل لکم الطیبات (پ۶ مائدہ)

۱۶۔ اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم (پ۲۸، مجادلہ ع۲)

ترجمہ آیات: ۱۔ تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری حقیقی پھوپھیاں اور تمہاری سگی خالائیں اور تمہاری حقیقی بھتیجیاں اور تمہاری حقیقی بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا یعنی رضاعی ماں اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری ساس یعنی تمہاری بیویوں کی

marfat.com

حقیقی ماں اور تمہاری بیویوں کی پہلے خاوند سے لڑکیاں جن سے تم ہم صحبت ہو چکے اور اگر ہم صحبت نہیں ہوئے تو کوئی گناہ نہیں (یعنی قبل از خلوت صحیحہ اگر طلاق دے دی تو اس کی لڑکی سے نکاح جائز ہے) اور تمہارے سگے بیٹوں کی بیویاں یعنی بہو اور حقیقی دو بہنیں بیک وقت مگر ایک کے مرنے کے یا مطلقہ ہو جانے کے بعد

۲۔ جبراً عورتوں کے وارث نہ بنو۔

۳۔ ان سے نکاح نہ کرو جو تمہارے باپوں کی بیویاں تھیں مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔

۴۔ تمہارے لئے پاک عورتیں حلال ہیں یعنی مومنہ

۵۔ محصنہ یعنی پاک دامن عورتیں تم میں سے یا پہلے کے اہل کتاب میں سے تمہارے لئے حلال ہیں کہ ان سے شادی کرو۔ لیکن جب مہر قرار پاکر نکاح ہو جائے بدکاری نہیں اور نہ خفیہ ناجائز تعلق

۶۔ خودکشی نہ کرو۔

۷۔ اپنی اولادوں کو قتل نہ کرو۔

۸۔ اپنی اولادوں کو خوف تنگدستی سے قتل نہ کرو۔ ہم سب کے رازق ہیں۔ تمہیں بھی ہم رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی۔

۹۔ غیر کے گھر میں بلا اجازت نہ داخل ہو جب تک موافقت رغبت سے سلام کلام نہ کرلو۔

۱۰۔ اگر اس گھر میں کوئی نہ پاؤ تو جب تک مالک خانہ اجازت نہ دے اس گھر میں داخل نہ ہو اور اگر تمہیں کہا جائے واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔

۱۱۔ اور گھروں میں دیوار پھاند کر نہ جایا کرو جیسے کہ زمانہ جہالت کا طریقہ تھا بلکہ گھروں میں آیا کرو گھر کے دروازہ سے۔

۱۲۔ اگر تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے بہتر سے جواب سلام دو، اگر السلام علیکم کوئی کہے تو جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہو

۱۳۔ جو ایں نیست کہ شراب اور قمار اور بت پرستی اور شگون لینا اور ان پر یقین کرنا یہ سب پلید اور شیطانی کام ہیں۔ ان سے اجتناب کرو۔ اور اپنے کو نحوست سے بچاؤ۔

۱۴۔ تم پر مردار حرام کیا گیا اور خنزیر کا گوشت اور بتوں کے نام لے کر ذبح کیا ہوا اور گلا گھونٹا ہوا منخنقہ لاٹھی سے مارا ہوا موقوذہ خواہ وہ جھٹکا ہی کیوں نہ ہو اور سینگ لگنے سے مرا ہوا متردیہ درندے کا پھاڑا ہوا نطیحہ اور جو درندہ پکڑ کر کھائے مگر ذبح کر لیا گیا ہو اور جو بتوں پر چڑھایا جائے۔

marfat.com

۱۵۔ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال ہے۔ فرما دو دنیا کی تمام پاک چیزیں تم پر حلال کی گئیں
۱۶۔ جب تمہیں کہا جائے کہ کشادہ ہو کر بیٹھو تو کشادہ ہو کر بیٹھو اللہ تمہیں کشادگی عطا فرمائے گا اور اگر تمہیں کہا جائے اٹھ جاؤ تو بلا چون و چرا اٹھ جاؤ۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا — کھاؤ پیو مگر اسراف بے نتیجہ کاموں میں خرچ نہ کرو۔

اس قسم کے شاندار آداب انسانی ہیں جو قرآن کریم ہمیں سکھلاتا ہے ان کا مذاہب غیر کی تعلیمات سے اگر مقابلہ کیا جائے۔ تو لیل و نہار کا فرق پایا جاتا ہے۔ اس بنا پر ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیمات صرف اسلام ہی میں ہیں۔ جو اصلاح انسانی کا معیار ہے اس کے سامنے بڑے بڑے مدعیان مذہب تہذیب برہنہ نظر آتے ہیں

قرآن کریم تمام علوم اسلامیہ کا مرجع اور مرکز ہے

ادنیٰ غور و خوض کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن پاک ایسا مخزن علوم و فنون ہے۔ اس شان کا منبع اسرار و حقائق ہے ایسا سرچشمہ اصول دین ہے کہ کوئی کتاب آسمانی بھی اس خصوص میں اس کے مقابلے کی نہیں یہی وہ جامع کتاب مقدس ہے کہ اہل علم و فضل نے سینکڑوں عنوانات پر بے شمار تفاسیر لکھ ڈالیں لیکن ابھی اس کے اسرار و حقائق کا احصا نہ ہو سکا۔ ؎

دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر — ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں خود صاحب قرآن فرما رہا ہے۔

وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ

اگر روئے زمین کے درخت قلم بن جائیں اور سمندر روشنائی ہو جائے پھر اس کے بعد سات اور سمندر اس کی مدد کو آئیں۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کی کلمات ختم نہ ہوں۔

علامہ سیوطی نے اپنی تفسیر اتقان میں علوم قرآنی اسی شمار کیے۔ پھر علمائے اسلام نے ان علوم پر مستقل کتابیں تصنیف کیں۔ پھر جس قدر ملکوں کے علم ہیں اگر بغور دیکھا جائے تو وہ سب قرآن کریم سے ہی نکلے ہیں۔ اسلام سے قبل حجاز میں کل سترہ آدمی خواندہ تھے۔ یہ قرآن پاک ہی کی برکت تھی کہ ایک قلیل عرصے میں اس فن نے کس قدر ترقی کر لی۔

زمانہ جاہلیت میں لغت، خطابت، شعر صرف تین علوم تھے۔
عہد اسلامی میں منطق طبیعات۔ ریاضیات۔ الٰہیات، تاریخ جغرافیہ ایجاد ہوئے۔
شرعی علوم میں تفسیر حدیث فقہ وغیرہ ایجاد ہوئے۔

marfat.com

لسانی علوم میں صرف نحو علم البلاغت وغیرہ ایجاد ہوئے۔

علوم لسانیہ اور شعر و خطابت سب کو ملا کر علوم عربیہ اور علوم ادب کو ادبیات کہا گیا۔

منطق و فلسفہ کو معقولیات کے نام سے شہرت ہوئی۔ علوم شرعیہ کو منقولیات کے ساتھ ظاہر کیا۔

علم تفسیر کی قرآن کریم کے معانی احادیث صحیحہ اور آثار معتبرہ کے مطابق صحیح طور پر سمجھنے اور سمجھانے کے لیے ضرورت ہوئی۔

سیر و مغازی: چونکہ قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو بحیثیت اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا اور اس میں مسلمانوں کے اکثر واقعات کا ذکر ہے۔ اس لیے حضور کے حالات و واقعات غزوات و سرایا کی مفصل تاریخ منضبط رکھنے کے لیے علم سیر و مغازی کے مدون کرنے کی ضرورت ہوئی۔

علم الحدیث و علم الرجال: حضور کے افعال و اقوال اور احکام قرآنیہ کی تفصیل و تشریح سے مملو ہے۔ چنانچہ حقائق و اوامر و نواہی اچھی طرح سمجھنے کے لیے تدوین فن کی احتیاج ہوئی اور جب صحیح اور موضوع حدیث کا جھگڑا پڑا تو اس میں امتیاز کرنے کے لیے رواۃ کے حالات جاننے کے واسطے علم الرجال مرتب کیا گیا جو کسی جماعت اور سوسائٹی کے اندر سوا اسلامیات کے ملنا مشکل ہے۔

ادب و لغت: چونکہ قرآن کریم عربی زبان میں ہے۔ اس لیے اس کے سمجھنے کے لیے عربیت سے واقف ہونا لابدی ہے۔ لہذا علم ادب و لغت مدون ہوئے۔ حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی آیت کے معنی نہ سمجھ سکو تو محاورات عرب کی طرف رجوع کرو۔ قرآن کریم فرماتا ہے

وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ

قرآن کریم کے سمجھنے کے لیے آیۂ قرآنی ہمارے رسول کی طرف فرمایا گیا کہ ہمارے طلب علم کی طرف سے حضور کی تعلیم لیے ہوئے ہوں تاکہ وہ اس کا مطلب سمجھ سکیں۔

صرف و نحو: اعراب کی ذرا سی غلطی سے معانی میں زمین و آسمان کا فرق آجاتا ہے۔ اَنْعَمْتَ کو بجائے زبر کے اَنْعَمْتُ پیش کے ساتھ اگر پڑھ لیا جائے تو مخاطب متکلم بن جائے۔ "تو نے انعام کیا" کی بجائے "میں نے انعام کیا" معنی ہو جائیں۔ اہل عرب تو اپنی زبان میں غلطی نہیں کر سکتے تھے لیکن عجم کی تو قدم قدم پر ٹھوکر کھا سکتے تھے۔ اس لیے سہولت کے لیے جلد کی صحت کے واسطے تعلیلات صرفی اور اعراب کی صحت کے لیے قواعد نحوی کی تدوین ہوئی۔

معانی و بیان: چونکہ قرآن کریم معیار فصاحت و سرچشمہ بلاغت ہے۔ اس لیے فصاحت و بلاغت کے تمام اصول اس کی مدد سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور اس لیے علم بیان و معانی مدون ہوا۔

marfat.com

فقہ و اصول فقہ :- آیات قرآنی و احادیث نبوی سے احکام شرعیہ مستنبط کرنے کے لیے علم فقہ اور اجتہاد و استنباط مسائل میں غلطی سے بچنے کے لیے یہ فن مدون ہوئے۔

علم کلام :- فلاسفہ و مناطقہ کے اعتراضات کے جواب دینے کے لیے یہ علم وضع کیا گیا۔

قرآن کریم کے زبان عربی پر اثرات

پہلا اثر :- ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اسلام سے پہلے عرب میں زبان کے مختلف لب و لہجے تھے۔ ہر قبیلہ کے محاورات میں فرق تھا۔ مگر چونکہ قریش کی زبان افصح اللسان تھی اور قرآن کریم اسی زبان میں نازل ہوا تھا اس لیے اسلام کی بدولت زبان قریش کی ایسی اشاعت ہوئی۔ کہ دوسرے قبائلی لب و لہجہ کی کوئی حقیقت نہ رہی اور شمع قرآن کے سامنے کسی زبان کا چراغ نہ جل سکا داعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا۔ کا مفہوم مکمل ہو گیا۔

دوسرا اثر :- قبل از اسلام عربی جزیرہ عرب کی چار دیواری میں محدود و محصور تھا لیکن فتوحات اسلامی اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ کے ماتحت ممالک فارس و روم و مصر وغیرہ تک پہنچے۔

تیسرا اثر :- اسلام کے بعد زبان کے اغراض و مقاصد اور زیادہ وسیع ہو گئے۔ حیات بدویہ کی آئینہ داری نخاسیہ ثنی صحرانوردی جدال و قتال کشت و خون کے مقابلہ میں انتقام و لکم فی القصاص حیات کے اعلان سے تحریک و تحریص جہاد فخر و مباہات کے مقابلہ میں وسیع اخلاقی او عقائد دینی احکام، شرعی امور سیاسی وغیرہ اقتصادی مباحث پر بھی غور ہونے لگا۔

دفاتر صدر اسلام میں تین قسم پر منقسم ہوئے۔

اوّل :- دفتر عسکری اس کو حضرت فاروق اعظم کے حکم سے حضرت عقیل بن ابی طالب، مخرمہ بن نوفل، جبیب بن مطعم رضی اللہ عنہم نے مرتب فرمایا۔ جو عربی میں تھا۔

ثانیاً :- دفتر انشا یعنی خطوط نویسی کا صیغہ یہ بھی عربی میں تھا۔

ثالثاً :- دفتر خراج یعنی صیغہ مال یہ صرف عربی میں نہیں بلکہ ہر ملک کا دفتر خراج وہاں کی مقامی زبان میں رکھا گیا۔ مثلاً ایران کا فارسی میں۔ شام کا سریانی میں اور مصر کا قبطی میں۔ اور چونکہ ابتدا میں مسلمان ان غیر زبانوں سے پورے واقف نہ تھے۔ اس لیے ان دفتروں کو جوں کا توں ہی رہنے دیا۔ اور مقامی اہلکاروں سے کام لیا جاتا رہا۔ حتی کہ ولید کا زمانہ آیا جو خلفائے بنی امیہ سے تھا۔ تو حجاج بن یوسف نے صالح نامی ایک

marfat.com

نوجوان سے جو عربی فارسی جانتا تھا۔ فارسی دفتر کو عربی میں ترجمہ کروایا۔ حتیٰ کہ عجمی عملہ کی طرف سے صالح مترجم کو ایک لاکھ درہم کا لالچ دیا، یا رشوت اس کام سے روکنے کے لیے دینی چاہی۔ مگر صالح صالح ہی تھا اس لالچ میں نہ آیا۔

اسی طرح دفتر ایران کی زبان عربی ہو گئی۔

اسی ولید کے عہد میں سلیمان بن سعد کاتب کے ذریعہ سریانی قلم کے دفتر کو عربی میں کرایا گیا اور ابن یربوع تاسی باشندہ حمص کے ذریعہ حاکم مصر عبداللہ نے دفتر قبطی کو عربی میں بدلا۔

اور دور امویہ میں تدوین علوم اور تصنیف کتب کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔

چوتھا اثر۔ مشاہدات و معقولات کی وسعت و فسحت سے معانی الفاظ میں کافی وسعت ہوئی۔

پانچواں اثر۔ الفاظ و اسالیب میں بڑا تغیر و تبدل ہوا۔ اگرچہ عربی اصطلاحات زیادہ تر دور عباسی میں مقرر ہو چکی تھیں۔ مگر صدر اسلام میں بھی بہت سے الفاظ وضعی معنوں کے علاوہ خاص معنی میں مستعمل ہوتے تھے۔ اس طرح اصطلاحات کا سلسلہ آغاز اسلام ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ مثلاً صلوٰۃ صوم زکوٰۃ مومن کافر فاسق، منافق رکوع سجود حج امیر المومنین، کاتب، عامل، قاضی بیت المال، عشور ثغور وغیرہ اسلام سے قبل یہ الفاظ لغوی معنی میں مستعمل تھے۔

پھر اسلوب گفتگو میں بھی بہت کچھ تبدیلیاں ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ نے اطال اللہ بقائک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دعا میں فرمایا لو د اللہ مضجعک یابن الخطاب کما نورت مسلجنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا میں فرمایا۔ اس طرح کے مہذب دعائیہ الفاظ استعمال کرنے کا رواج زمانہ جاہلیت میں نہ تھا۔ خود رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے الفاظ کی بندشیں بھی مروی ہیں جنہیں سب سے پہلے حضور نے ہی استعمال فرمایا جیسے مات حتف انفہ حمی الوطیس لا یلدغ المؤمن من جحر مرتین وغیرہ اس سے عربی ادب میں بڑی ترقی ہوئی

ایسے ہی بہت سے محاورات جو زمانہ جاہلیت میں مروج تھے اسلام کے ذریعہ متروک ہو گئے مثلاً مرباع غنیمت کا چوتھائی حصہ جو فوج کا افسر لیا کرتا تھا۔ نشیطہ مقام مقصود سے قبل انہیں جو راستہ میں مل جائے فضول تقسیم کے بعد مال غنیمت سے جو بچ رہے۔

مکس ایک قسم کا ٹیکس جو زمانہ جاہلیت میں جاری تھا۔

اسی طرح انعم صباحاً صبح کے وقت کا سلام تھا۔ جس کی انگریزی گڈ مارننگ ہوتی اور انعم ظلاماً جس کی انگریزی گڈ ایوننگ بنی یا بادشاہ کو ابیت اللعن کہنا یا غلام کا اپنے آقا کو ربی کہہ کر مخاطب کرنا یہ سب جملے

marfat.com

اسلام میں متروک ہوئے۔

چھٹا اثر۔ تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا تلفظ حبشی تھا۔ حضرت سلمان کا فارسی حضرت صہیب کا رومی تھا۔ اس لیے کہ یہ غیر ملکوں کے باشندے تھے۔ جب تک اہل عرب کو عجمیوں کے ساتھ اختلاط کا موقعہ نہ ہوا۔ ان میں نحوی غلطیاں شاذ و نادر ہوتی تھیں۔ لیکن جب اشاعت اسلام کی وجہ سے عجمیوں کو عربی سیکھنی پڑی تو لحن کی بیماری بڑھ گئی۔ اس لیے اس کا علاج عہد اموی میں علم نحو کے ذریعہ کیا گیا۔

علم القرأت

لغت میں قرأت کے معنی محض پڑھنے کے ہیں۔ مگر علم القرأت سے مراد قرآن پڑھنے کا علم اصطلاح شرع میں مقرر ہوگیا۔ اور یہ علم اس مفہوم میں اسی وقت ان لیا گیا تھا۔ جبکہ قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا تھا۔ ابتداءً ہر خواندہ قرآن پڑھنے والا قاری کہلاتا تھا اور خواندہ ناخواندہ کا امتیاز اس سے ہوتا تھا۔

پھر عہد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں لفظ قاری ان لوگوں کے لئے استعمال ہونے لگا جو قرآن پڑھنے پڑھانے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ خذوا القرآن من اربعۃ من عبد اللہ بن مسعود سالم ومعاذ وابی ابن کعب قرآن لو ان چار صحابہ سے عبداللہ بن مسعود سالم معاذ ابی ابن کعب رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کے علاوہ بہت سے قاری صحابہ میں تھے۔ غزوہ بیر معونہ جو شہید ہوئے وہ سب قاری تھے۔ ان کی تعداد ستر تھی۔ راشدین میں قرأت کسی فن کی شکل میں مقرر نہیں ہوئی۔

عہد بنو امیہ میں قرأت نے خاص فن کی شکل اختیار کی۔

جس کے مباحث اختلاف قرأت متواترہ مخارج حروف کیفیت ادا محاسن قرأت ترتیل، وصل وقف مد قصر ادغام اخفاء امالہ حروف مد، وقوف، وغیرہ اصطلاحات کے ساتھ یہ سات قرأتیں مقرر ہوئیں جو سات ائمہ قرأت کی طرف منسوب ہیں۔

عبداللہ بن عامر	شامی	متوفی ۱۱۸ھ
عبداللہ بن کثیر	مکی	۱۲۰ھ
عاصم	کوفی	۱۲۸ھ
یزید بن القعقاع	مدنی	۱۳۲ھ
ابوعمرو بن العلاء	بصری	۱۵۵ھ
حمزہ بن حبیب	بصری	۱۵۶ھ
نافع بن عبدالرحمن	مدنی	۱۶۹ھ

marfat.com

بعض نے یزید بن القعقاع کو ابوالحسن علی بن حمزہ کوفی المعروف بہ کسائی متوفی ۱۸۹ھ لکھا ہے۔

مندرجہ بالا ہفت قراء میں سے تین یا چار عہد عباسی کے ہیں۔ یہ ساتوں قرائتیں جائز ہیں۔ ان سب کا سلسلہ بطریق صحیح و متواترہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اور ان سے قرآن کریم کے تواتر میں کوئی نقص نہیں آتا اور نہ معانی و مطالب میں کسی قسم کا فرق پیدا ہوتا ہے۔ اس فن میں تالیفات کا سلسلہ عہد عباسی میں شروع ہوا۔ اس سے قبل سینہ بسینہ ہی اس کا اجراء تھا۔

تفسیر

عہد نبوی میں علم تفسیر مدون نہیں ہوا اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی اس کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔ اس لئے کہ اصحابہ کا دور دورہ تھا۔ وہ زبان کے اعتبار سے مفہوم سمجھتے تھے۔ ہر آیت کی شان نزول کا انہیں علم تھا۔ بایں ہمہ کسی حکم کی وضاحت حاصل کرنے کی احتیاج ہوتی تو خود سرکار جلوہ افروز تھے۔ پھر خلفائے کرام کا عہد تربیت عہد تھا۔

آخر جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور کثرت سے غیر عرب اسلام میں داخل ہو گئے تو ان کو قرآن کریم سمجھنے کے لئے مشکلات واقع ہونے لگیں تو تفاسیر کی تالیف ان عجمی مسلمانوں کی مشکلات رفع کرنے کے لئے قرآن کریم کے مشکل الفاظ و جملات کی بجائے نسبتاً سہل الفاظ اور فقروں سے اس کا مفہوم سمجھانے کے لیے تفسیر کی احتیاج ہوئی۔ عہد اموی کے آخر تک اگرچہ علم تفسیر کی باقاعدہ تدوین نہیں ہوئی۔ مگر اس کی بنیاد عہد نبوی میں ہی قائم ہو گئی تھی۔

اس لئے کہ صحابہ کرام میں بھی مطالب قرآنی کے سمجھنے سمجھانے میں تمام صحابہ یکساں نہ تھے اور ایسا ہو بھی کیونکر سکتا تھا۔ اس لئے زہانت ذکاوت، فہم فراست، قرب صحبت و درجہ فضیلت کے اعتبار سے ان میں بڑا فرق تھا۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن لینے کے لئے حضور نے ابی بن کعب اور سالم عبداللہ بن مسعود و معاذ رضی اللہ عنہم کا نام فرمایا۔ خاص صحابہ میں ایک جماعت وہ تھی جو معانی بیان کرنے میں مرجع انام تھی۔ جن میں خلفہ چار اصحابہ اور ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن زبیر، انس بن مالک، ابوہریرہ، جابر، عبداللہ بن عمرو بن العاص رضوان اللہ علیہم اجمعین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اور صدیق اکبر، فاروق اعظم، ذوالنورین رضی اللہ عنہم سے تفسیری روایات اگرچہ ہیں لیکن نسبتاً بہت کم مروی ہیں اس لئے کہ ان پر امور خلافت کی ذمہ داری اتنی زیادہ تھی کہ درس تدریس کی فرصت کم ملتی تھی۔

عہد اسد اللہ کرم اللہ وجہہ میں حضرت علی سے تفسیر اصحاب ثلاثہ کی نسبت زیادہ ہے اور ان سے زاید

marfat.com

حضرت ابن مسعود المتوفی ۳۲ھ سے مروی ہے۔ غرضیکہ سب سے زیادہ تفسیری جملات صحابہ میں سے حضرت ابن عباس سے مروی ہیں اور آپ فقہا صحابہ میں اسلئے ہوئے تھے۔ آپ کی وفات ۶۸ھ میں ہوئی۔

حضرت ابن عباس سید المفسرین کے ثقہ راوی علی ابن ابی طلحہ ہاشمی متوفی ۱۴۳ھ ہیں جن پر امام بخاری نے اپنی صحیح میں اعتماد کیا ہے۔ اور ضعیف سلسلہ روایت کلبی عن ابی صالح کا ہے۔

صحابہ کرام کے بعد تعلیم قرآن کے دو مرکز ہو گئے۔ مکہ معظمہ اور کوفہ۔

مکہ میں سید المفسرین ابن عباس کے شاگرد مجاہد۔ سعید بن جبیر عکرمہ۔ طاوس بن کیسان۔ عطا ابن ابی رباح وغیرہم تھے۔

اور کوفہ میں حضرت ابن مسعود کے تلامذہ علقمہ بن قیس۔ اسود بن یزید شعبی ابراہیم نخعی وغیرہم تھے۔

ان کے علاوہ ابو العالیہ رفیع ابن مہران متوفی ۹۰ھ۔ عطیہ بن سعید العوفی متوفی ۱۱۱ھ۔ ضحاک بن مزاحم قتادہ بن دعامہ المتوفی ۱۱۷ھ۔ حسن بصری المتوفی ۱۲۱ھ طبقہ تابعین میں سے قابل ذکر ہیں۔

صدر اسلام میں تفسیری روایات صرف زبانی نقل ہوتی تھیں۔

سب سے پہلے مجاہد المتوفی ۱۰۳ھ نے تفسیر لکھی۔ آپ فرماتے ہیں۔ عرضتُ القرآن علی ابن عباس ثلثین مرۃ۔ آپ کی تفسیر نہایت درجہ معتبر ہے۔ اور امام بخاری، امام شافعی کی معتمد علیہ ہے لیکن آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ تفسیر ہم میں موجود نہیں۔

یہ بھی مشہور ہے کہ سب سے پہلے حضرت سید المفسرین ابن عباس نے تفسیر لکھی جو موجود ہے اور تمام تفاسیر کا ماخذ یہی تفسیر ہے۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تدوین کتب شروع ہوئی۔ تو خلیفہ عبد الملک کے حکم سے پہلی صدی ہجری میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے قرآن کی تفسیر لکھی اور عطا ابن دینار کے نام سے جو تفسیر مشہور ہے وہ سعید بن جبیر کی ہے۔ عطا کو یہ تفسیر خزانہ شاہی سے ملی۔ انہوں نے اسے اپنے نام سے شائع کر دیا۔

تابعین کے بعد ان کے شاگردوں نے تفاسیر لکھیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ سفیان بن عیینہ وکیع ابن الجراح شعبہ یزید بن ہارون عبد الرزاق۔ آدم بن ابی ایاس۔ اسحاق بن راہویہ۔ روح بن عبادہ وغیرہم۔

حتی کہ پھر اس قدر تفسیریں لکھی گئیں کہ شمار نہیں کیا جا سکتا۔

تیسری صدی ہجری میں امام ابن جریر طبری نے اپنی مشہور تفسیر لکھی۔ جو احسن التفاسیر کے لقب سے مشہور ہے۔ اس لئے کہ زمانہ مابعد کی تمام تفاسیر کا ماخذ یہی تفسیر ہوئی۔

marfat.com

علم حدیث پر محققانہ بحث

علم حدیث وہ علم ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور احوال معلوم ہوتے ہیں۔

شریعت اسلامی کی بنیاد شروع سے ہی قرآن کریم پھر حضور کے اقوال و افعال پر ہے۔ اور اس پر عمل بتعمیل حکم قرآن مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا کے مطابق ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ بغیر حدیث قرآن پر عمل ناممکن ہے۔ مثلاً قرآن کریم مسلمانوں کو اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کہہ کر نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ لیکن اس کی عملی کیفیت کی تفصیل کہ کتنی رکعت کس کس وقت اور کس طرح پڑھیں۔ اس میں کیا کیا پڑھیں یہ سب مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ کی تعمیل میں زبان مصطفےٰ سے لیا گیا۔ یہی حضور کا عمل کر کے بتانا اور ثنا و تسبیح کا تعلیم دینا تشہد اور درود وغیرہ کی تاکید فرمانا اپنے اقوال و اعمال سے تصریح فرمانا اس کا نام حدیث ہے۔ اور اس کی ضرورت نزول قرآن کے ساتھ ہی پیدا ہو گئی تھی چنانچہ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ کا حکم جب آیا تو تصریح زکوٰۃ زبان مصطفےٰ سے حاصل ہوئی کہ چالیسواں حصہ مال نامی سے دیا جائے۔ حولانِ حول کے بعد ہمیشہ ادا کرنا ضروری ہے۔ ایسے ہی گائے بیل اونٹ بکری سبزی پھل پھول ترکاریوں پر زکوٰۃ کی تصریح حدیث نبوی کے تحت ہی معمول بہ ہوئی۔ اور ہمیشہ آیات قرآنیہ کے ساتھ ساتھ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو اپنا فرمان بھی سنایا کرتے تھے۔ بیرونی وفود حاضر آتے تو انہیں تصریح آیات قرآنی فرماتے۔ نماز و زکوٰۃ کے طریقے بتاتے اور حکم دیتے اِحْفَظُوْہُ وَاَخْبِرُوْہُ مَنْ وَّرَآءَکُمْ کہ ان تصریحات کو خوب یاد کر لو اور جو لوگ تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں انہیں صحیح صحیح پہنچا دو۔ کبھی ایسا ہوتا کہ کوئی قبیلہ مشرف باسلام ہوتا تو حضور اپنے صحابہ میں سے کسی کو اس قبیلہ کی تعلیم کے لیے بھیج دیتے۔ یہ لوگ انہیں نہ صرف قرآن کریم ہی سکھلاتے بلکہ حضور کے اقوال و افعال بھی صحیح صحیح بیان کرتے۔ خود صحابہ میں بعض وہ ہوتے جنہیں جمعہ جمعہ حاضری میسر ہوتی اور بعض ایسے بھی تھے جو عید ہی میں ہی جمال جہاں آرا سے مشرف ہوتے تو درباری صحابہ انہیں جب وہ ملتے فرامین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچاتے۔ اس لئے کہ بغیر حضور کے فرامین کے توضیح فرمان الٰہی ممکن ہی نہ تھی۔ اسی لئے قرآن کریم میں بھی قرآن کریم سمجھنے کے لیے حضور ہی کی طرف رجوع کا حکم ہے۔ چنانچہ وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ کا یہی مفہوم ہے۔ اور جیسے زمانہ باکرامت سید عالم نے اس کے ساتھ وَاُولِی الْاَمْرِ فرما کر مِنْھُمْ کی قید سے مقید کر دیا کہ پھر علماء و مجتہدین سے سمجھنا ضروری ہے۔ مگر اپنوں کے علماء سے نہ کہ یہود و نصاریٰ و دیگر فرقوں سے۔

مختصر یہ کہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ ہی فرمان نبی رحیم بھی چونکہ حجت ہے۔ اس لیے حضور کی بعثت سے ہی روایت حدیث کا سلسلہ قائم ہو چکا تھا اور عہد رسالت میں ہی اشاعت حدیث شروع ہو گئی تھی۔ صحابہ کرام

marfat.com

نے حضور سے سنے ہوئے فرمان تابعین کو سنائے ۔ تابعین نے تبع تابعین تک پہنچائے ۔ اس طرح سلسلۂ اسناد محفوظ ہوا ۔ اور صحت بیان لازمی یوں ہوا کہ حضور نے اعلان فرمایا کہ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ منسوب کرے وہ اپنی خوابگاہ جہنم میں ڈھونڈ لے ۔

روایت حدیث میں سب صحابہ کا درجہ بھی برابر نہ تھا ۔ اس لیے کہ بعض وہ تھے جو خدمت والا میں حاضر رہتے اور بعض وہ جنہیں حاضری بارگاہ کم میسر ہوتی ۔ بعض فہم و فراست میں دوسروں سے بڑھے ہوئے تھے ۔ پھر حافظہ کے اعتبار سے سب یکساں نہ تھے ۔ غرضکہ بلحاظ روایت حدیث صحابہ کرام میں فرق مراتب تھے چنانچہ سب سے زیادہ حدیثیں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہیں ۔ آپ کو حدیث یاد رکھنے اور بیان کرنے کا بہت شغف تھا ۔ مگر روایت حدیث میں فاروق اعظم ، حضرت علی شیر خدا ، حضرت عبداللہ بن مسعود ، ابی بن کعب ، زید بن ثابت ، ابوموسیٰ اشعری ، معاذ بن جبل ، ابن عباس رضی اللہ عنہم کا مرتبہ بڑھا ہوا تھا ۔

علم حدیث کی تدوین

علم حدیث کی تدوین باقاعدہ تو عہد عباسی میں ہوئی ۔ لیکن احادیث کا قلمبند کیا جانا حضور کے عہد میں ہی شروع ہو گیا تھا چنانچہ عہد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو ، حضرت علی ، حضرت انس رضی اللہ عنہم نے کچھ حدیثیں لکھیں اور اس بیاض کا نام جس میں حضرت عبداللہ بن عمرو حضور سے سن کر احادیث جمع فرمایا کرتے تھے صادقہ رکھا تھا ۔

پھر عہد خلفائے راشدین میں فقہ و حدیث کی نہایت کثرت سے اشاعت ہوئی اور جابجا درس و تدریس کے حلقے قائم ہوئے ۔ مگر جو کچھ تھا زیادہ تر زبانی ہی تھا ۔ اس لئے کہ ان لوگوں کے حافظے قدرت نے ایسے قوی فرمائے تھے کہ انہیں لکھنے کی احتیاج ہی نہ تھی ۔

جب عہد بنو امیہ آیا تو حکماً علما سے وہ احادیث جمع کرائی گئیں ۔ سب سے پہلے امیر معاویہ نے عبید بن شریہ سے تمام تاریخ لکھوائی جس کا نام اخبار الماضیین رکھا گیا ۔

پھر عبدالملک نے سعید بن جبیر سے تفسیر قرآن مرتب کرائی جو عطاء بن دینار کے نام سے مشہور ہے ۔

پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عہد میں تصنیف و تالیف کی طرف خاص توجہ مبذول کی اور ممالک میں حکم بھیج دیا کہ احادیث نبوی قلمبند کی جائیں ۔

تعمیل حکم میں سب سے پہلے سعد بن ابراہیم نے احادیث جمع کیں جو بہت بڑے محدث اور قاضی مدینہ منورہ تھے ۔

marfat.com

امام زہری المتوفی ۱۲۴ھ نے ایک کتاب مغازی پر لکھی جو اس فن کی پہلی تصنیف تھی۔ امام زہری اپنے وقت کے سرآمد علماء سے تھے۔ لیکن افسوس کہ یہ کتاب اب موجود نہیں۔

دوسری صدی ہجری کے اوائل میں خلیفہ منصور عباسی نے فن حدیث پر مستقل کتابیں تالیف کرائیں۔ سب سے پہلے جس نے حدیث میں کتاب تالیف کی وہ ربیع بن صبیح تھا۔

بعض کی تحقیق میں فن حدیث میں کتاب لکھنے والے امام مالک بن انس ہیں۔ امام مالک کی کتاب مؤطا آج تک علم حدیث میں مشہور و معتبر ذخیرہ ہے۔

تصنیف و تدوین

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عہد جہالت میں نہ کوئی علم مدون ہوا۔ نہ کوئی کتاب تصنیف ہوئی۔ اور اگر کوئی کتاب لکھی بھی گئی ہو تو تاریخ میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ عربی میں سب سے قدیم کتاب قرآن کریم ہے جس کی تعلیم نے عرب جیسی وحشی اور جاہل قوم کو تمام علوم کا استاد اور علم و ہنر کا امام بنا دیا لیکن یہ کتاب نہ تصنیف شدہ ہے نہ اس پر تدوین کے ہاتھ کا اثر ہے۔ یہ کتاب یقیناً قدیم ہے اور رب الارباب کی طرف سے اپنے بندوں کے لئے بوسیلہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نازل ہوئی۔ جیسا کہ ہم اوّل ہی بتا چکے ہیں کہ ظہور اسلام کے وقت قریش میں جسے سب سے بڑا قبیلہ مانا گیا ہے صرف سترہ آدمی خواندہ تھے اور سب سے پہلے خود حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فن کی اشاعت کی طرف توجہ فرمائی۔ چنانچہ حضور کی وفات تک مندرجہ ذیل سرمایہ علاوہ قرآن کے تحریر میں جمع ہو چکا تھا۔

۱۔ وہ حدیثیں جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص یا حضرت علی و حضرت انس رضی اللہ عنہم نے قلمبند کیں۔

۲۔ تحریری احکام اور معاہدات اور فرامین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل کے نام بھیجے۔

۳۔ وہ خطوط جو حضور نے سلاطین و امراء کے نام ارسال فرمائے۔

۴۔ پندرہ سو صحابہ کے نام۔

پھر حضور کے بعد خلافت راشدہ میں تحریری ذخیرہ میں بہت کچھ اضافہ ہو گیا تھا۔ لیکن عہد صدیقی و فاروقی میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع نہیں ہوا۔ البتہ کتاب اللہ کا اہتمام علی وجہ الاتم موجود تھا۔ باقی احادیث وغیرہ کسی قسم کی تالیف و تصنیف کی احتیاج بھی نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ خیر القرون میں امور دینی و دنیوی کا مرجع و مرکز مسلمانوں کے لئے قرآن کریم ہی تھا۔ اور اگر انہیں کوئی پیچیدگی پیش آتی تو اس کے حل کرنے کو فضلاء صحابہ اور خلفاء موجود تھے اور کافی تعداد میں وہ صحابہ حیات تھے جنہیں حرف بحرف احادیث نبوی یاد تھیں۔

پھر صحابہ و خلفائے راشدین کے عہد فضیلت مہد میں فقہ و حدیث کی کافی اشاعت تھی۔ بہت سے درس

marfat.com

کے حلقے قائم تھے۔ لیکن بوجہ اس کے کہ ان کا حافظہ بحد غایت قوی تھا۔ یہ تمام تدرس و تدریس زبانی تھا۔ ان کے زمانہ کا حافظہ موجودہ زمانہ کا سا نہ تھا کہ ابھی جو بات سنی تو ایک گھنٹہ بعد اس کے الفاظ محو ہو گئے۔ حتیٰ کہ مضمون بیان ہی خبط ہو گیا۔

البتہ بنو امیہ کے عہد میں حکماً علما سے علوم تصنیف کرائے گئے۔ امام زہری کہتے ہیں کُنَّا نَکْرَہُ کِتَابَ الْعِلْمِ حَتّٰی اَکْرَھَنَا عَلَیْہِ ھٰؤُلَآءِ الْاُمَرَآءُ ہم لوگ علم کو تحریر میں لانا پسند نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ ان امراء نے ہمیں مجبور کر کے تصنیفات کرائیں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ نے عبید بن شریہ سے قدما کی تاریخ لکھوائی۔ جس کا نام کتاب الملوک اخبار الماضین تھا۔ اور افسوس کہ یہ اب معدوم ہے۔ مختصر یہ کہ تصنیف و تدوین کا سلسلہ بھی خلافت امیہ کے آغاز سے ہی چلنا شروع ہو گیا۔ چنانچہ دور اموی میں علوم شرعیہ سے علم قرأت تفسیر فقہ حدیث وغیرہ مدون ہو گئے اور علوم لسانیہ سے نحو وغیرہ علم تاریخ بھی مدون ہوا۔ اور علوم یونانی کا ترجمہ بھی اس دور میں شروع ہو گیا تھا۔

خلاصہ یہ کہ علوم و فنون کا وہ چمن جو دور عباسی میں پھلا پھولا وہ اس عہد اموی کا لگایا ہوا پودہ تھا ہمیں افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ اس دور کی مؤلفات ہم تک نہیں پہنچیں۔ محض ان کا ذکر ہی ذکر ملتا ہے۔ البتہ صرف اور صرف ایک تفسیر ابن عباس ملتی ہے۔ علاوہ شعراء اموی کا کلام بھی رواۃ کی منتشر روایات سے مل رہا ہے۔ اصل ان کی بھی معدوم ہے۔

زبان

اس میں شک نہیں کہ زبان قوم کی عقل و فراست اور آداب و اخلاق کی آئینہ ہے۔ کسی اجنبی قوم کی زبان سے واقفیت حاصل کر کے اس کے اخلاق اور ذہنی حالات کا پتہ چلانا جتنا آسان ہو جاتا ہے بغیر اس واقفیت کے اتنا ہی دشوار ہوتا ہے۔

جس قوم کی زبان سنسکرت تھی۔ اگرچہ اسے سینکڑوں برس ہو نے کہ وہ قریب قریب معدوم ہو چکی لیکن ویدک کی مدد سے اس قوم کے دماغی، اجتماعی، اخلاقی، سیاسی حالات کا بہت کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔ عام طور پر مشاہدہ ہے کہ قوم کی حالت بدلتی رہتی ہے لیکن ان کے آثار اس قوم کی زبان میں ضرور محفوظ اور باقی رہا کرتے ہیں۔ جو ایک مؤرخ کو تاریخ نویسی کے وقت بہت کچھ مواد بہم پہنچا سکتی ہے۔

دانایان فرنگ نے اس فن کو اسی وجہ میں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ مرتب مدون کیا اور بہت سی مفید کارآمد تالیفات شائع کیں۔

marfat.com

کتابت

کتابت کی دو صورتیں ہیں۔ خط یا قلم اور انشاء۔

اسلام سے قبل عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا۔ چند آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

نسخی اور خط کوفی عربی کی قدیم شکلیں ہیں۔ خط کوفی کو حیری بھی کہتے ہیں۔ خط حیری نے حجاز میں شاعت پائی۔ ظہور اسلام کے وقت دس بارہ قریش لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ سب سے پہلے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اشاعت کتابت کی طرف توجہ فرمائی۔ چنانچہ ختم نزول قرآن تک کاتبین کی تعداد چالیس تک ہوگئی۔ پھر زمانہ راشدین میں فتوحات اسلامیہ کی زیادتی کی وجہ میں لکھنے پڑھنے کا کام زیادہ ہوگیا۔ چنانچہ خط حیری یعنی کوفی میں لکھنے پڑھنے کا رواج بڑھ گیا۔ اور اس خط نویسی میں کوئی جدت پیدا نہیں ہوئی۔ اور بدستور اپنی وضع پر قائم رہا۔ حتیٰ کہ اس میں نہ نقطے تھے نہ زیر وزبر کی علامات۔

پھر دور اموی میں اس کی اصلاح شروع ہوئی اور طرز تحریر چار صورتوں پر منقسم ہوگیا۔ قطبہ ایک شخص اس دور کا ایک مشہور کاتب گزرا ہے۔

ابوالاسود دوئلی نے حرکات وضع کیں۔ نصر بن عاصم اور یحییٰ بن نے حجاج کے حکم سے نقطے ایجاد کئے۔

انشاء کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سرکاری و خانگی۔ دوسری تصنیف و تالیف۔

خط و کتابت

خط و کتابت تمدن و تحضر کے لئے لازمی ہے۔ قبل از اسلام عراق یمن و حیرہ و شام تمدن و نظام سے خالی نہ تھیں۔ ان کی خط و کتابت بھی ان کے تمدن و نظام کے مطابق ہوگی۔ لیکن افسوس کہ ہمیں اس کی تفصیل نہیں ملتی۔ صرف دولت حیرہ کے ایک کاتب عدی ابن زید کا نام تاریخ میں ملتا ہے۔

رہے بدو اور عرب خاص کے خانہ بدوش یہ جاہل محض تھے۔ انہیں اپنی بدوی زندگی میں خانہ بدوشی کے سوا کسی تعلیم و تعلم کی حاجت ہی نہ تھی۔

قبل از اسلام حجاز میں صرف کتابت کا اتنا رواج ہوگیا تھا۔ کہ جو شخص کسی کی طرف سے کسی کو خط لکھ دیتا وہ کاتب کہلاتا تھا۔ اور یہ طریقہ پرانا تھا کہ عرب کے فصحا بلغا خود نہیں لکھتے تھے بلکہ کاتب سے لکھوایا کرتے تھے۔ ان کی نظیر بھی ہمیں نہیں ملی تاکہ ہم بتا سکتے کہ ان کا طرز تحریر کیا تھا۔

تحقیقات جدیدہ سے ایک طول و طویل وصیت نامہ ملا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تحریر اس

marfat.com

طرح شروع ہوتی تھی۔ باسمک من فلان الی فلان اما بعد

ظہور اسلام کے بعد خط و کتابت نے ترقی کی

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محررین چالیس تک ہو گئے۔

بنی امیہ کے دور میں فن انشاء ایک مستقل فن ہو گیا۔

کاتبین زمانہ راشدین دو طرح کے تھے۔ کاتب مراسلات اور کاتب حساب

عہد اموی میں یہی تحریریں پانچ قسم کے ہو گئے۔ ان میں سے ایک قسم کاتب مراسلات تھی جسے کاتب السر یعنی پرائیویٹ سکرٹری کہتے تھے۔

اس دور کی خطوط نویسی کی خصوصیات

۱۔ مراسلات میں مطالب ضروریہ بیان ہوتے تھے۔

۲۔ عبارت آرائی اور مبالغہ پسندیدہ نہ تھا۔

۳۔ فصاحت الفاظ بلاغت معنی کو خاص طور پر ملحوظ رکھا جاتا تھا۔

۴۔ ایجاز و اختصار۔ سب سے پہلے طوالت کلام کی بدعت عہد اموی میں عبدالحمید نے شروع کی۔

چند مراسلات کے نمونے جو حضور کی طرف سے روانہ ہوئے

مقوقس کے نام :- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد عبد اللہ ورسولہ الی المقوقس القبط سلام علی من اتبع الھدی اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فعلیک اثم کل القبط یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ الخ

خالد بن ولید کے نام :- سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ھو اما بعد فان کتابک جاءنی مع رسولک عنہ بنی الحارث قد اسلموا قبل ان تقاتلھم ۲ جابوا الی ما دعوتھم الیہ من اسلام

ایسی ہی خلفائے راشدین کی تحریریں ہیں ملاحظہ ہوں :-

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تحریر دربارۂ خلافت :- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھذا ما عھد ابوبکر خلیفۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند آخر عھدہ بالدنیا و اول عھدہ بالآخرۃ فی الحال التی یؤمن فیھا الکافر و یتقی فیھا الفاجر انی استخلفت علیکم عمر ابن الخطاب فان بر و عدل فذالک علمی و رائی فیہ

marfat.com

وان جاز وبدل فلا عذر لی بالمغیب والمغیب اردت ولکل امرئ ما اکتسب

مراسلہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بنام عمرو بن العاص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من الخلیفۃ عمر بن الخطاب الی عمرو بن العاص علیہ السلام اللہ تعالیٰ وبرکاتہ اما بعد فلن ادرکک کتابی ھذا وانت لم تدخل المصر فارجع عنھم لما اذا ادرکک وقد دخلتھا او شیئاً من ارضھا فامض واعلم انی مددک

قحط سالی میں غلہ بھیجنے کے لیے فاروق اعظم نے عمرو بن عاص کو یہ مراسلہ روانہ فرمایا۔ من عبداللہ عمر امیر المومنین الی العمرو بن العاص سلام، اما بعد فلعمری یا عمرو وما تبالی اذا شبعت انت ومن معک ان اھلک انا ومن معی فیا غوثاہ ثم یا غوثاہ (جواب) الی امیر المؤمنین عمر بن الخطاب من عمرو بن العاص اما بعد لبیک ثم لبیک قد بعثت الیک بعیرا اولھا عندک آخرھا عندی والسلام

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فرمان افسران کے نام : اما بعد فانکم حماۃ المسلمین وزادتھم وقد وضع لکم عمر مالم یغب عنا بل کان عن ملاءمنا ولا یبلغن من احد منکم تغییر فلا تبدل فیغیر اللہ ما بکم ویستبدل بکم غیرکم فانظروا کیف تکونوا فانی انظر فیما الزمنی اللہ النظر فیہ والقیام علیہ

مراسلات کی جامعیت اور خیر الکلام ما قل ودل کی شان منقولہ بالا مراسلات سے اہل علم پر واضح ہے۔ اور عہد اموی میں تو کتابت ایک مستقل فن ہو چکا تھا اور ماہرین فن کی تعداد بھی اچھی خاصی ہو چکی تھی۔

سالم جو ہشام بن عبدالملک کا کاتب تھا مشہور انشاء پرداز ہوا ہے۔

عبدالحمید بن یحییٰ مشہور منشی اور بہ اصطلاح موجودہ کا نامور سیکرٹری گزرا ہے۔

ابن المقفع بھی کسی طرح عبدالحمید سے کم پایہ نہ تھا۔ اگرچہ اسے عروج عہد عباسیہ میں نصیب ہوا۔

عبدالحمید بن یحییٰ شام کا رہنے والا اور ابو العلا سالم کا شاگرد تھا۔ شروع شروع میں بہ سلسلہ تعلیم و تلاش معاش میں سرگرداں رہتا تھا۔ حتیٰ کہ مروان بن محمد کے یہاں یہ منصب کتابت پر مشکل ہو گیا۔ اور اس نے اس منصب جلیلہ کی خدمات اس قابلیت سے انجام دیں کہ اس کی فصاحت و بلاغت انشاء پردازی کا شہرہ تمام بلاد اسلامیہ میں پھیل گیا۔ حتیٰ کہ فن کتابت کا اسے استاد اوّل تسلیم کیا گیا۔ چنانچہ ادباء میں یہ مشہور ہے۔ فتحت الرسائل بعبد الحمید وختمت بابن العمید

احادیث نبی علیہ السلام

قرآن کریم کے بعد فصاحت و بلاغت حکمت و ہدایت میں احادیث نبی کریم کا درجہ ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ افصح العرب والعجم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس ہے۔ اور علوم اولین و آخرین سے

marfat.com

بہر حال آپ کی معجز بیانی، لطافت لسانی، فصاحت الفاظ، بلاغت معانی اپنے پرایوں میں مسلّم تھی۔
چند جامع کلمات معجز بیان تیمناً تبرکاً تازگی ایمان کے لئے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا
جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور قوم کے بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

۲۔ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ
صحیح مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامتی میں رہے۔

۳۔ خَصْلَتَانِ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ
دو عادتیں مومن میں جمع نہیں ہوں گی کنجوسی اور بد خلقی۔

۴۔ یَشِیْبُ ابْنُ اٰدَمَ وَتَشِبُّ فِیْہِ خَصْلَتَانِ اَلْحِرْصُ وَطُوْلُ الْاَمَلِ
انسان بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس میں حرص اور طول امل کی دونوں خصلتیں جوان ہوتی جاتی ہیں۔

۵۔ مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ۔
جو انسان کا احسان مند نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا

۶۔ مَنْ لَا یَرْحَمُ النَّاسَ لَا یَرْحَمْہُ اللّٰہُ
جو انسان پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتا

۷۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ
مومن کامل تم میں نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ پسند نہ کرو جو اپنے لئے پسند کرو۔

ہر چہ بر خود نہ پسندی بدیگراں مپسند

۸۔ اَلْعِدَۃُ دَیْنٌ وعدہ بھی قرض ہے کما قال تعالیٰ اوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا

۹۔ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ
مشورہ دینے والا امین و صدوق ہونا چاہیے

۱۰۔ اَلْقَنَاعَۃُ مَالٌ لَا یَنْفَدُ
قناعت وہ خزانہ ہے جسے خزاں نہیں

۱۱۔ اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ
نیک اور سعادت مند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت لے

۱۲۔ کَثْرَۃُ الضِّحْکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ
زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

۱۳۔ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ
ماؤں کے قدموں تلے جنت ہے۔ یعنی اپنی ماں کی خدمت جنت کا حقدار کر دیتی ہے۔

۱۴۔ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاَبَوَیْنِ
والدین کے قدموں تلے جنت ہے۔

۱۵۔ اَلْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ لِلسَّائِلِ صَدَقَۃٌ
سائل کو نرم اور ستھرا جواب دینا بھی صدقہ ہے۔

۱۶۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ السَّھْلَ الطَّلْقَ
اللہ تعالیٰ خندہ پیشانی منکسر مزاج کو محبوب رکھتا ہے۔

۱۷۔ طُوْبٰی لِمَنْ شَغَلَہٗ عَیْبُہٗ عَنْ عُیُوْبِ النَّاسِ
مبارک ہے وہ جو اپنے عیب کی نگرانی میں دوسرے کا عیب جوئی نہیں کرتا۔

marfat.com

۱۸۔ لَا يَشْبَعُ الْمُؤْمِنُ دُوْنَ جَارِهٖ — مومن خود پیٹ بھر کر شکم سیر ہونا پسند نہیں کرتا بغیر اپنے ہمسایہ کی خبر گیری کے۔

۱۹۔ كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا — مومن کے لئے موت کا خیال بہترین واعظ ہے۔

۲۰۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ — عمل کا بدلا نیت پر موقوف ہے۔

کلید در دوزخست آن نماز — کہ بر چشم مردم گذاری دراز

عرب کا زمانۂ جہالت

اہل عرب زمانۂ جہالت میں اپنے ملک کے جغرافیائی حالات کی بنا پر خانہ بدوش صحرا نورد تھے۔ آب و گیاہ کی تلاش میں مارے مارے پھرتے۔ تمدن و تانق کے اسباب اور تمول تنعم کے ذرائع سے محروم علم کی قدر سے جاہل شوق طلب تو کجا نہ ان کی تجارت میں گرم بازاری تھی۔ نہ زراعت میں سرسبزی۔ امور سیاست و مملکت سے بے تعلق غارت گری، قزاقی، کشت و خون میں سرگرم عمل۔ بقول حالی سے

وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے — درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

یہی وجہ ہے کہ ان کی زبان اغراض بدویت سے مملو ہے اور جذبات قتال و جدال سے پر۔ شعر و خطابت اگرچہ عرب جاہلیہ کا مایہ ناز فن تھا اور یہ ماننا پڑتا ہے کہ ان کے قصائد و خطبات، فصاحت و بلاغت میں بے نظیر اور عدیم المثال ہیں۔ لیکن ان کے مضامین ادنیٰ غور کے بعد یہ واضح کر دیتے ہیں کہ ان کی شاعری و خطابت کا موضوع حیات بدویہ اور کارنامہائے جہالت کی آئینہ داری سے آگے نہ بڑھ سکی۔ ان میں مذہبی حقائق یا لطافت کی بو بھی نہیں ملتی۔ البتہ زبان عربی میں فی نفسہٖ مذکورہ امور کی صلاحیت تھی۔ لیکن اس سے عرب جاہلیہ اپنی جہالت و شکاوت اور قساوت سرک کے باعث کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے۔

ہادیٔ برحق کے ورود مسعود نے عرب کی کایا پلٹی

جب دنیا کا آخری ہادی لَا نَبِیَّ بَعْدِی کا اعلان کرتا ہوا اور شمع ہدایت قرآن اور اپنا بیان افصح اللسان ساتھ لایا تو اس کی پیروی سے عربوں میں جو جہالت تھی اسے ہدایت سے بدلا۔ جو ظلمت تھی اسے روشنی سے متبدل کیا۔ حتیٰ کہ ان خوف ریزوں کو آسمان کمال پر خورشید خاور کی طرح چمکا دیا۔ عرب جاہلیہ اور بدویت کی زمین سے بلندی اقبال جاہ و جلال کے آسمان پر متمکن ہوئے اسی کا نام تمدن اسلام ہے۔

اس تمدن نے ذرہ کو آفتاب بنایا۔ قطرہ کو دریا کیا۔ ایک قوم وحشی کو آداب و اخلاق، فضل اور علم ہدایت ہو

marfat.com

سعادت کا سرچشمہ بنا کر اقوام عالم کے سامنے پیش کر دینا یہ سب کچھ اس امی لقبی، قرشی، عربی البطحی اور اس قرآن کریم کا ادنیٰ کرشمہ تھا۔

یہی وجہ ہے کہ آج ہم ببانگ دہل کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم ہمارے نبی آخر الزمان کا جیتا جاگتا وہ معجزہ ہے جو کسی سابقہ کو نہیں ملا۔

علم فقہ

فقہ کے لغوی معنی کسی شے کا سمجھنا ہے اور عرف شرع میں کلام الٰہی و احادیث نبوی سے احکام و مسائل مستنبط کرنے کو فقہ کہتے ہیں۔

یہ فن عہد نبوی میں بھی تھا۔ مگر اقسام احکام مخرج نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے کہ اس کی حاجت ہی نہ تھی۔ ہر صحابی حکم کی نوعیت سمجھتا تھا۔ جانتا تھا کہ یہ حکم تشفیقی ہے یا تادیبی وجوبی ہے یا استحبابی حضور کے حکم کے ساتھ سننے والوں کا ذہن اس کی نوعیت کی طرف تبادر ہو جاتا تھا۔ جیسے طرز تکلم سے آج بھی اہل زبان سمجھ لیتے ہیں۔ مثلاً اگر کہا جائے۔ یہ کیوں کر رہے ہو؟ اس سے کیا فائدہ؟ اور یہ کیوں۔ کیا جواب دو۔ اور یہ ہرگز نہ کرنا چاہیے تھا۔ تینوں طرز تکلم اپنی نوعیت کی اہمیت واضح کر رہے ہیں۔ فلاں کام نہ کرو تو اچھا ہے۔ فلاں کام ہرگز نہ کرنا۔ فلاں کام دیکھ لو، اگر ضروری ہے تو کر لو۔ اس سے مقصد قائل واضح ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام حضور کے طرز تکلم سے سمجھ لیا کرتے تھے کہ اس طرز تکلم میں ممانعت ہے۔ اس میں رخصت ہے۔ اس میں اظہار ناپسندیدگی ہے۔ فرض، واجب، سنت، مستحب، حرام، حلال، مباح، خلاف اولیٰ، مکروہ تحریمی تنزیہی یہ اصطلاحات ہمارے سمجھانے کے لئے مقرر ہوئیں۔ اس کی ابتدا اس وقت ہوئی جب فتوحات اسلامیہ کا دائرہ وسیع ہوا۔ اور نئے نئے واقعات اس کثرت سے پیش آئے کہ سابقہ احکام پر قیاس کر کے اجتہاد و استنباط کی ضرورت پڑی۔

چنانچہ عہد صحابہ کرام ہی میں احکام و مسائل کا ایک دفتر مرتب ہو چکا تھا اور اخذ احکام کے طریقے قائم ہو گئے تھے۔

وہ صحابہ جو فقیہ مانے گئے ان کے نام خاص طور پر یہ ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

ان چاروں میں سے حضرت علی اور ابن مسعود زیادہ تر کوفہ میں رہے اور ان کے احکام کی ترویج اسی

marfat.com

علاقہ میں ہوئے۔ اور اسی وجہ میں کوفہ مرکز فقہ بن گیا۔
اور حضرت فاروق اعظم اور سید المفسرین ابن عباس جو حرمین شریفین میں رہے۔ ان کی وجہ سے حرمین دار العلوم بن گیا۔
رہے حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہ الکریم ان کے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اس لئے کہ ان کے مرتبہ تفقہ کو حدیث نبی علیہ السلام انا مدینۃ العلم وعلیؓ بابھا واضح کر رہی ہے۔ حضرت ابن مسعود حدیث وفقہ میں کامل اور قرآن کریم کے سب سے زیادہ عالم تھے۔
طبقہ تابعین میں نو دس ہستیاں ایسی گذری ہیں۔ جن کے ذریعے شمع اسلام کی روشنی افق عالم میں نور بیز ہوئی۔ سعید بن المسیب۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن۔ قاسم۔ عبیداللہ۔ عروہ۔ سلیمان۔ خارجہ علقمہ۔ اسود۔ عبداللہ بن مسعود یہ حدیث وفقہ کے بہترین معلم تھے۔ ان کے تلامذہ بکثرت ہیں۔ خاص خاص کے نام یہ ہیں۔
اسود۔ عبیدہ۔ حارث۔ علقمہ۔
علقمہ معلومات دینی میں اپنے استاد کے ہم پلہ مانے گئے۔ حتیٰ کہ صحابہ بھی ان سے دریافت کرتے تھے۔ اسود کی قابلیت بھی بلند درجہ پر تھی۔
ان دونوں کے انتقال کے بعد ابراہیم نخعی نے فقہ کو بہت وسعت دی۔ یہاں تک کہ یہ فقیہ العراق کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ان کے عہد میں مسائل فقہ کا ایک مجموعہ تیار ہو گیا تھا۔ جس کا ماخذ احادیث نبوی اور حضرت علی وابن مسعود رضی اللہ عنہما کے فتوے تھے۔
ابراہیم نخعی کے شاگردوں میں حضرت حماد نہایت ممتاز تھے۔ حماد نے ۱۲۰ھ میں انتقال فرمایا۔
ان کے بعد حضرت امام ہمام ابو حنیفہ النعمان مسند فقہ وارشاد پر متمکن ہوئے۔ امام صاحب کے زمانہ تک اگرچہ فقہ کے معتدبہ مسائل مدون ہو چکے تھے۔ لیکن چونکہ سابقہ تدوین صرف زبانی تھی۔ جو ایک مستقل فن کی حیثیت میں نہ تھی۔
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے استاد حماد کے انتقال پر ۱۲۰ھ میں جبکہ تمدن اسلام وسیع ہو گیا تھا اور عبادات ومعاملات کے متعلق اس کثرت سے واقعات پیدا ہو گئے تھے اور ہوتے جاتے تھے کہ ایک مرتب قانون کے مجموعہ بغیر کسی طرح کام چلنا دشوار تھا تدوین فقہ کا خیال فرمایا۔
آپ نے اس مہتم بالشان کام کی تکمیل محض اپنی ذاتی رائے اور معلومات کی بنا پر نہیں کی بلکہ اس میں اپنے زمانہ کے نامور اور قابل تلامذہ بھی شریک کیے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ یحییٰ بن ابی زائدہ۔ حفص بن غیاث قاضی ابو یوسف۔ داؤد الطائی۔ امام زفر۔ قاسم بن معن۔ امام محمد رحمہم اللہ۔

marfat.com

اس کام میں کم و بیش تیس برس کا زمانہ صرف ہوا۔ یعنی ۱۲۰ھ سے ۱۵۰ھ تک۔ جو امام صاحب کی وفات کا سن ہے۔ اس مدت تیس سال میں عہد اموی کے گیارہ بارہ سال بھی شامل ہیں اور بقیہ مدت دور عباسی کی ہے یہی وجہ ہے کہ علوم فقہ کی تدوین کو عہد عباسی کا کارنامہ کہا جاتا ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ فقہ کو آج رواجاً اور نقلاً امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ کی تصانیف و تالیف سے لیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ استبداد زمانہ نے وہ مجموعہ فقہ جو امام ہمام کا تھا۔ ہم سے اصالتہً معدوم کر دیا۔

علم مغازی

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ مغازی پر سب سے پہلے امام زہری متوفی ۱۲۴ھ نے کتاب تالیف کی۔ بعض کی تحقیق ہے کہ فن مغازی میں سب سے پہلے عروۃ ابن زبیر متوفی ۹۴ھ کی کتاب ہے۔ ان کی علاوہ شعبی المتوفی ۱۰۴ھ وہب بن منبہ المتوفی ۱۱۰ھ عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری المتوفی ۱۲۱ھ یعقوب بن عتبہ المتوفی ۱۲۸ھ بھی قابل ذکر ہیں۔ اس لئے کہ یہ حضرات عہد اموی تک ایسے عالم گزرے ہیں کہ مغازی و سیر میں نہایت وسیع المعلومات مانے گئے تھے۔

ان میں سے بعض حضرت عمر بن عبد العزیز کے حکم سے اس فن میں باقاعدہ تعلیم دیتے تھے۔ امام زہری کے تلامذہ میں سے دو ایسے ہیں جنہوں نے شہرت حاصل کی۔ ایک موسیٰ بن عقبہ المتوفی ۱۴۱ھ دوسرے محمد بن اسحاق المتوفی ۱۵۱ھ انہوں نے اس فن میں کتابیں بھی لکھیں۔ ابن اسحاق کی تصنیف سیرو ابن ہشام کے نام سے آج تک معتبر و مشہور مجموعہ ہے

علم تصوّف

لفظ تصوف کی اصل وہی ہے جو لفظ صوفی کی ہے۔ اور صوفی کی اصل کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ ایک قول ہے کہ صوفی صفا سے مشتق ہے جس کے معنی پاکیزگی کے ہیں۔

۲۔ صوفی صوف سے مشتق ہے جس کے معنی یکسوئی کے ہیں۔ اور ظاہر ہے صفائی قلب یکسوئی خاطر بغیر حاصل نہیں ہو سکتی تو تصوف کی بنیاد پاکیزگی اور یکسوئی پر ہے۔

۳۔ لفظ صُفّہ صوفی کا مبدء اشتقاق ہے۔ اصحاب صفہ ان چند صحابہ کرام کو کہا جاتا ہے جو تارک دنیا ہو کر مسجد نبوی کے پاس ایک چبوترہ یعنی صفہ پر آ کر بیٹھے تھے اور مشغول ذکر و فکر رہ کر صحبت نبوی سے استفاضہ و استفادہ کرتے تھے۔ گویا اصحاب صفہ کے باقیات الصالحات نے صوفی کا لقب پایا۔ جن کے اسماء گرامی تذکرۃ الاولیا میں مذکور ہیں۔ جن کے حالات سیر الاولیا میں ہیں۔ جیسے عثمان ہارونی۔ غریب نواز سرکار خواجہ اجمیری قطب صاحب۔ بابا صاحب نظام الدین اولیا۔ بہاؤ الدین نقشبند۔ بہاؤ الدین زکریا ملتانی۔ موسیٰ پاک شہید۔ داتا گنج بخش ہجویری

marfat.com

لاہوری حضرت ایشاں شاہ اسحاق گاذرونی مسجد وزیر خاں اور متاخرین میں حضرت سرکار گولڑہ شریف جامع علوم و فنون حضرت مہر علی شاہ صاحب۔ سائیں توکل شاہ انبالوی۔ شاہ فضل الرحمان گنج مراد آبادی۔ سرکار تونسہ شریف۔ سرکار سیال شریف قدس سرہم العزیز وغیرہ وغیرہ لاکھوں ہیں۔

۴۔ بعض کی تحقیق میں صوفی کے اصل صفوی تھی۔ کثرت استعمال سے صوفی ہو گئی۔

۵۔ بعض نے کہا صوفی صوف یعنی پشمینہ سے مشتق ہے۔ چونکہ علی العموم صوفیائے کرام کا لباس پشمینہ ہوتا تھا۔ جو بہ تقلید انبیائے کرام یہ استعمال کرتے تھے اس لئے صوفی کہلائے۔

اور غالباً نمبر۵ کی توجیہ زیادہ صحیح ہو۔ اس لئے یہ لفظ حضرت حسن بصری المتوفی ۱۱۰ھ کے زمانہ میں مروج ہوا۔ ان کے زمانہ میں اور حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کے اقوال میں یہ لفظ اسی توجیہ سے مستعمل ہوا ہے۔

کتاب اخبار مکہ کی ایک روایت کے مطابق یہ لفظ عہد اسلام سے قبل کا مروج ہے۔ لیکن عہد نبوی میں یہ مستعمل نہیں ہوا۔ بلکہ خلافت راشدہ میں بھی اس کا استعمال نہیں کیا گیا۔ اس پر قدرتاً یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ کہ لفظ تصوف اور صوفی نہ عہد نبوی میں مستعمل ہوا نہ خلافت راشدہ میں۔ تو یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ تصوف کا ماخذ حضور کی تعلیم ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان لانے کے بعد صحبت میسر ہوئی۔ ان سب کو بلا تفریق صحابی کہتے ہیں۔ یہ لفظ ایسا جامع فضائل ہے کہ اس میں تمام مناقب و مکارم شامل ہیں۔ غوث، قطب، ابدال، اوتاد، عام اولیا کا درجہ ان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کسی صحابی کو صحابی کہہ دینے کے بعد لفظ قادری، محدث، فقیہ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس کے بعد امت مسلمین میں سے جو شخص جس فن میں صاحب کمال ہوا۔ وہ اسی فن کی اضافت سے موسوم ہو گیا۔ مثلاً جسے فن حدیث میں کمال ہوا وہ محدث کہلایا۔ جسے فن تفسیر میں دسترس ہوئی وہ مفسر کہلانے لگا۔ جسے فقہ میں شغف تھا وہ فقیہ کہلایا۔ علی ہذا القیاس صحابہ کے دیکھنے والے تابعی کے لقب سے ملقب ہوئے۔ تابعین سے فیض پانے والے تبع تابعی ہوئے۔ اسی طرح جو ذکر الٰہی میں منہمک ہوئے۔ علائق دنیاوی سے مجتنب رہے وہ صوفی کہلانے لگے اور اس فن کی کتابیں کتب تصوف سے ملقب ہوئیں اور اس فن کو تصوف کہا گیا اور یہ حقیقت ہے کہ دوسری صدی کے ختم سے پہلے یہ اصطلاح عام ہو گئی تھی۔ اب حسب موقع یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اصحاب اللہ نے تصوف کی تعریف کیا کی۔

مولانا شبلی نے سوانح رومی میں بتایا ہے کہ مولانا جلال الدین رومی سے پوچھا گیا۔ شریعت، طریقت، حقیقت کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ شریعت ہمچوں شمع است کہ راہ می نماید۔ چوں در راہ آمدی ایں رفتن تو طریقت است و چوں بمقصود رسیدی آں حقیقت است۔ شریعت ایک چراغ ہے جو راہ دکھاتی ہے۔ جب راہ میں آ جائے تو اس چلنے کا نام طریقت ہے اور جب منزل مقصود کو پہنچ جائے وہ حقیقت ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔ حاصل آنکہ شریعت ہمچوں علم کیمیا آموختن است از استاد یا از کتاب و طریقت استعمال کردن

marfat.com

دو ہا مس را در کیمیا الیدن و حقیقت زر شدن مس یعنی شریعت مثل علم کیمیا کے ہے کہ اسے استاد سے سیکھے یا کتاب سے حاصل کرے اور طریقت علم حاصل کرکے اس کی روائیں استعمال کرنا اور تانبے پر ان ادویہ کو ملنا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس تانبہ کا سونا بن جانا پھر تیسری مثال میں فرمایا۔ شریعت ہمچوں علم طب آموختن است و طریقت پرہیز کردن بموجب علم طب و دارو خوردن۔ و حقیقت صحت یافتن۔ یعنی شریعت مثل علم طب سیکھنے کے ہے طریقت اس علم کے مطابق پرہیز کرنا دوا کھانا ہے حقیقت صحت یاب ہو جانا ہے۔

تمام مثالوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ شریعت علم ہے طریقت عمل ہے حقیقت اس عمل کا نتیجہ ہے۔ یا بہ الفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ اعتقاد اگر تقلید و استدلال سے پیدا ہو شریعت ہے۔ اور اگر کشف و حال سے ہو پیدا ہو طریقت ہے۔ اور کشف و حال کی قابلیت سلوک و تصوف مجاہدہ و ریاضت بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور اس کا نتیجہ حقیقت ہے تو واضح ہوا کہ شریعت و طریقت دو متضاد چیزیں نہیں بلکہ دونوں مثل جسم و جان کے ظاہر باطن اور پوست و مغز کی طرح ہیں۔

تصوف کی ساری بنیاد اس پر ہے کہ آداب شریعت کی پابندی کی جائے کسی بزرگ نے تصوف کی نہایت جامع و مانع تعریف فرمائی تصوف نام ہے خدا پر نظر رکھنا۔ خدا ہی کو اپنا مقصود بنانا اور ماسوا و لایعنی مشاغل سے کوئی واسطہ نہ رکھنا۔ نیکیوں کی جانب خلوص نیت سے پیش پیش رہنا۔ بلائے الٰہی پر صابر قضائے الٰہی پر شاکر رہنا۔ مجاہدہ و ریاضت میں لیل و نہار گذارنا۔

صحابہ کرام میں سب سے بڑے ارباب شریعت صاحب طریقت حامل حقیقت خلفائے اربعہ تھے

جو تمام صوفیوں ولیوں غوثوں قطبوں پیروں مرشدوں کے برگزیدہ اور پیشوا ہیں۔ ان چاروں میں سب سے زیادہ فضیلت اور بعد الانبیاء تمام انسانوں پر فضیلت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ کو حاصل ہے۔ افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر الصدیق

پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا منصب جلیل ہے جن کے فضائل میں ارشاد ہوا لوکان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب

پھر حضرت ذی النورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا منصب ہے۔

پھر حضرت مولائے کائنات اسد اللہ شیر خدا باب مدینۃ العلم علی رضی اللہ کا منصب ہے۔ جن کی شان میں ارشاد ہوا۔

انا مدینۃ العلم و علی بابھا

پھر حضرت شہزادہ گلگوں قبا شہید دشت کربلا امام حسن و حسین سید الشہداء کا منصب جلیل ہے۔

پھر اصحاب صفہ کا رتبہ ہے جو معاش دنیوی سے بے نیاز ہو کر اس شمع نبوت پر پروانہ وار لیل و نہار نثار تھے۔

پھر تمام صحابہ پھر تابعین جن میں حضرت اویس قرنی المتوفی ۳۷ھ اور سعید بن مسیب المتوفی ۹۳ھ اور خواجہ حسن بصری المتوفی ۱۱۰ھ رحمہم اللہ ہیں۔

ان کے بعد تبع تابعین ہیں جن کا زمانہ عصر عباسی میں شامل ہے۔ تابعین میں مندرجہ ذیل صوفیائے کرام قابل ذکر ہیں۔

۱۔ امام جعفر صادق المتوفی ۱۴۸ھ ۲۔ امام ابو حنیفہ المتوفی ۱۵۰ھ۔

marfat.com

۳۔ ابراہیم ادھم المتوفی ۱۶۱ھ۔ ۴۔ داؤد طائی المتوفی ۱۶۵ھ۔

۵۔ فضیل بن عیاض المتوفی ۱۸۷ھ۔ ۶۔ جنید بغدادی المتوفی ۲۹۷ھ۔

۷۔ ابوبکر شبلی المتوفی ۳۳۴ھ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

عہد اموی میں تصوف پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ پھر عہد عباسیہ کے اندر بزبان عربی اس علم میں جو کتابیں تالیف ہوئیں وہ یہ ہیں۔

سن وفات	نام مؤلف کتاب	نام کتاب	نمبر شمار
۲۹۷ھ	حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	رسالۃ القصد الی اللہ	۱
۳۷۸ھ	شیخ ابو النصر سراج رحمۃ اللہ علیہ	کتاب اللمع	۲
۴۶۵ھ	استاد ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ	رسالہ قشیریہ	۳
۵۶۱ھ	غوث الثقلین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	فتوح الغیب	۴
۶۳۲ھ	شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	عوارف المعارف	۵
۶۳۸ھ	شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ	فصوص الحکم	۶

علوم لسانیہ

اس علم سے مراد نحو صرف بیان بدیع معانی وغیرہ علوم ہیں۔ عہد اموی کے ختم تک ان علوم میں بجز علم نحو کے کوئی علم وضع نہیں ہوا۔

پھر علم تاریخ و جغرافیہ علوم وضعیہ کا ذکر چونکہ ہمارے موضوع سے زائد ہے۔ لہٰذا اب ہم اسی پر مختصراً ختم کرتے ہیں۔ اس لیے کہ طوالت مضمون بھی ناظرین کے لئے بار ہو جایا کرتی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ مجالہ بعد مطالعہ آپ کی معلومات میں کافی اضافہ کا موجب ہوگا۔ لہٰذا ؎

ہر کہ خواند دعا طمع دارم　　زانکہ من بندۂ گنہگارم

فقیر قادری ابو الحسنات سید محمد احمد قادری غفرلہٗ

سابق خطیب مسجد وزیر خان صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان لاہور

امیر مرکزی حزب الاحناف پاکستان

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

marfat.com

تفسیر قرآن سینٹرل جیل لاہور میں

(از ماسٹر تاجدین انصاری مرحوم مغفور)

مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات قادری نوراللہ مرقدہ نے پیرانہ سالی کے باوجود تحریک ختم نبوت میں ملک گیر دورے کیے حکومت وقت کو پرامن طریق پر جمہور مسلمین کے مطالبات تسلیم کرنے کو کہا۔ حکومت نے آپ کو دیگر رفقا کے ساتھ گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔ ایک سال تک مختلف جیلوں میں قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ کیونکہ آپ کو علم و عرفان سے طبعی لگاؤ تھا اس نے جیل میں بھی آپ کو فارغ نہ بیٹھنے دیا۔ آپ نے جیل میں قرآن پاک کی تفسیر لکھنا شروع کر دی۔ سینٹرل جیل لاہور میں مولانا ایک بڑ کے بہت پرانے درخت کے سایہ میں اپنی چارپائی بچھوا لیتے اور وہیں بیٹھ کر تفسیر کا کام کرتے جب وہ فارغ ہو جاتے تو بڑے درد سے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگا کرتے تھے۔ دعا کے لیے میں بھی ہاتھ اٹھایا کرتا تھا۔ ایک روز میں نے بے تکلفی میں عرض کیا کہ یہاں سے رہائی کے لئے دعا مانگئے تا سال بھر ہونے کو آیا ہے۔ ابھی موچی دروازہ یاد آ رہا ہے۔ مولانا فرمانے لگے بھئی انصاری باہر جا کر کیا لو گے۔ دیکھو یہاں سب جمع ہیں۔ باہر نکلے تو سبھی اپنے اپنے گھروں کو چل دیں گے یہاں تفسیر بھی لکھی جا رہی ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا۔ ہاں ایک بات تو ہے کہ کم بخت جیل کی دیواریں بلند ہیں۔ اگر ان میں دروازہ لگ جائے تو پھر یہاں مستقل رہنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ میں نے کہا مولانا دروازے لگ گئے تو دروازوں پر پہرہ بھی لگ جائے گا۔ یہ دعا مانگئے کہ یہ دیواریں ہی ڈھے جائیں۔ مولانا نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور نہایت خشوع خضوع سے دعا مانگنے لگے۔ ہاتھ میں نے بھی اٹھائے لیکن یہ ساعت اتنی مقبول تھی کہ دو سال بعد ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حکومت وقت نے سینٹرل جیل لاہور کو ختم کر دینے کا فیصلہ صادر کر دیا۔ سب دیواریں ڈھے گئیں۔ جیل کی جگہ باغیچے۔ کوٹھیاں، بنگلے بن گئے۔ خوبصورت سڑکیں بن گئیں۔

کاش کہ آج مولانا ہوتے تو میں ان کو دکھاتا اور عرض کرتا کہ آپ کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور کتنی جلد مستجاب ہوئیں۔ ۲۰ شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۰ھ بروز جمعہ تفسیر الحسنات کے آخری پارے کی تفسیر مکمل فرما کر یہ اشعار فرمائے۔

کائنات عشق بس اتنی مریض غم کی تھی ۔ ایک ہچکی میں طلسم آرزو باطل ہوا۔

پھر کلمہ پڑھا پھر فرمایا۔

حافظ از زندہ باشی مرگ کجا و تو کجا ۔ تو شدی فنا حمد حمد بود بقائے تو

پھر جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپکو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے آغوش میں دفن کیا گیا۔

تاریخ وصال:۔ صابر و شاکر مفسر عالم دین متین ۔ بے نظیر بے مثیل و لاجواب در الکلام

فکر تھی تاریخ کی آئی ندا احمد لکھو ۔ واصل حق ہو گئے وہ ہادی ذی الاحترام

۱۳ ۸۰

marfat.com

حضرت علامہ مرحوم و مغفور کی تصانیف

کلام المحبوب ترجمہ کشف المحجوب۔ سلطان الاولیاء سید العارفین مرکز تجلیات حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش کی نایاب تصنیف کشف المحجوب کا جامع اور بے نظیر ترجمہ جس کی تکمیل کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت داتا صاحب کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضرت داتا صاحب کے آغوش میں ہمیشہ کے لیے چلے گئے علمی جامع معارف کا خزینہ ہے۔ ہدیہ [illegible] روپے

اوراق غم۔ جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء خلفائے راشدین سیدہ زہرا حضرات گلگوں قبا شہید دشت کربلا کے زندگی کے واقعات پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔ واقعات شہادت پر مفصل تحقیقی بحث کی گئی ہے۔ واعظوں خطیبوں اہل علم کے لیے تاریخی مضامین کا بہترین ذخیرہ ہے نفیس کتابت حسین طباعت۔ ہدیہ [illegible] روپے

قصیدہ بردہ شریف حضرت علامہ محمد بوصیری شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کا وہ ہدیہ عقیدت ہے جو بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا گیا اس قصیدہ کو حضور رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود مؤلف کی زبانی گوش گزار فرما کر اظہار مسرت فرماتے ہوئے قبول فرمایا۔ حضرت علامہ ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ نے عشق رسول کے جذبہ سے اس قصیدہ کا اردو میں ترجمہ تشریح لکھی ہے۔ حل لغات اور مفصل تشریح فرمائی ہے یہ قصیدہ عاشقان رسول کے لیے روح کی غذا ہے۔ ہدیہ [illegible] روپے

۱۔ **اسلام کے بنیادی عقائد** تبلیغی سلسلہ کا یہ پہلا نمبر ہے۔ جس میں بنیادی عقائد پر سوال و جواب کی صورت میں نہایت جامع انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہدیہ [illegible] پیسے

۲۔ **احوال محشر قیامت** کے دن کیا ہوگا حشرات محشر اور علامات قیامت پر مفصل بحث کی گئی ہے ضرور مطالعہ کیجئے تاکہ قرب قیامت کی علامات سے آگاہی ہو سکے اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق جامع بحث کی گئی ہے۔ ہدیہ [illegible] روپے

۳۔ **مسلم خواتین اور اسلامی پردہ**۔ قرآن کریم احادیث نبویہ کی روشنی میں پردہ پر مفصل بحث کی ہے ضرور مطالعہ کیجئے۔ المعروف گریجویٹ خاتون اور مولانا تاکہ پردہ کی حقیقت اہمیت سے آگاہی حاصل کی جا سکے۔ ہدیہ [illegible]

ناشر

مکتبہ ضیاء القرآن پبلشرز گنج بخش روڈ لاہور ۲

marfat.com

فہرست مضامین پارہ اول سورہ فاتحہ و بقرہ

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
گزارش احوال	۱	اعمال و اوراد سورہ فاتحہ	۷۳
ترتیب و اضافات	۲	شان نزول	۷۴
تفسیر تعوذ	۳	مضامین	۷۵
تفسیر تسمیہ	۵	مختصر تفسیر سورہ فاتحہ	//
تفسیر باقوال حسنات	۷	تحقیق لفظ ضالین	۷۷
بامحاورہ ترجمہ سورۃ فاتحہ	۸	تعارف سورہ بقرہ	۷۸
حل لغات	//	خلاصہ تفسیر سورۃ بقرہ	۷۹
مختصر تفسیر سورہ فاتحہ	۹	تحقیق اسماء سور	۸۰
تفسیر رب العلمین	۱۰	خواص سورہ مبارکہ	//
تفسیر رحمن و رحیم	۱۱	شان نزول	//
جزا و سزا	//	حروف مقطعات	۸۱
عبادت	۱۲	حل مقطعہ	۸۲
استعانت	۱۳	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع	//
صراط مستقیم	۱۵	حل لغات	۸۳
انعام پانے والے	//	مختصر تفسیر پہلا رکوع	۸۴
گمراہوں کا راستہ	۱۶	تعریف تقوی	۸۵
لفظ ضل کی تحقیق	//	مراتب تقوی	//
سبع مثانی مفصل بحث	۱۷	قرآن کریم ساتوں مراتب کا ہادی ہے	۸۶
سورہ فاتحہ کے مسائل	۲۰	تعریف ایمان بالغیب	۸۷
مفصل تفسیر سورہ فاتحہ باقوال حسنات	۲۱	غیب کی تفسیر میں ایک قول	//

marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
صلوٰۃ کے معانی پر بحث	۸۸	شانِ نزول	۱۰۹
نماز کے حقوق	۹۰	منافقوں کا تذبذب	۱۱۰
مالی قربانی	۹۱	تعریف لفظ شے	۱۱۱
آسمانی کتابوں پر ایمان	″	خلاصۂ مضمون	″
مسائل	۹۲	با محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع	۱۱۲
قیامت پر ایمان	۹۳	لفظی ترجمہ	۱۱۳
کامیاب لوگ	۹۴	مختصر تفسیر تیسرا رکوع	۱۱۵
کفار	″	عبادت کا مطالبہ	۱۱۶
شانِ نزول	″	شرک کی ممانعت	۱۱۷
کفر کا انجام	۹۵	قرآن حکیم کی صداقت	″
با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع	۹۶	قرآن کریم کا چیلنج	۱۱۸
حل لغات	۹۷	مومنوں کو خوشخبری	۱۱۹
مختصر تفسیر دوسرا رکوع	۹۹	شانِ نزول	″
منافق	۱۰۰	قرآن کریم کی مثال	″
منافقوں کا ایمان کا دعویٰ	۱۰۱	مثالوں کا اثر	۱۲۰
منافقوں کا دھوکہ	″	تعریف فاسق	۱۲۱
نفاق کا مرض	۱۰۲	اللہ کے وجود سے انکار	۱۲۲
منافقین کی مفسدانہ چالیں	۱۰۳	اللہ کے وجود کی نشانی	۱۲۳
منافقوں کا تمسخر	۱۰۴	با محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع	۱۲۴
شانِ نزول	۱۰۵	لفظی ترجمہ	۱۲۶
گمراہی اور خسارہ	۱۰۷	مختصر تفسیر چوتھا رکوع	۱۲۸
منافقوں کی مثال	۱۰۸	تحقیق لفظ خلیفہ	″
منافقوں کا انجام	″	فرشتوں کی تسبیح کا دعویٰ	۱۲۹

marfat.com

عنوان	صفحہ
فرشتوں کو جواب	۱۳۰
علم کی برتری	″
آدم علیہ السلام کا فرشتوں سے مقابلہ	۱۳۱
علم کی فتح	۱۳۲
فرشتوں کا سجدہ	″
تحقیق سجدہ	″
حضرت آدم علیہ السلام جنت میں	۱۳۳
شجر ممنوعہ	۱۳۴
علم کی توجیہ	″
حضرت آدم کی خطا	″
جنت سے نکلنے کا حکم	۱۳۵
حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ	″
تعریف توبہ	۱۳۶
وحی کی ضرورت	۱۳۷
منکرین وحی کا انجام	۱۳۸
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع	″
لفظی ترجمہ	۱۳۹
مختصر تفسیر پانچواں رکوع	۱۴۰
بنی اسرائیل پر انعامات	۱۴۱
دعوت قرآن	″
شان نزول	۱۴۲
آیات الٰہی کا مول	″
حق کو چھپانے کی ممانعت	″

عنوان	صفحہ
نماز و زکوۃ کا اتحاد	۱۴۲
صبر و نماز سے مدد	۱۴۳
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع	۱۴۴
لفظی ترجمہ	۱۴۶
مختصر تفسیر چھٹا رکوع	۱۴۹
بنی اسرائیل کی حقیقت	″
حشر کے دن کیا کام آئے گا	″
بنی اسرائیل پر مصائب	۱۵۰
فرعون کی غرقابی	۱۵۲
بچھڑے کی پرستش	۱۵۳
معافی کا اعلان	۱۵۴
کتاب اور فرقان	۱۵۵
شرک کی سزا	″
بنی اسرائیل کا ایک اور مطالبہ	″
موت کے بعد زندگی	۱۵۷
من و سلویٰ	۱۵۸
بنی اسرائیل کی شہری زندگی	″
کلام الٰہی کی تحریف کی سزا	۱۵۹
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع	۱۶۰
لفظی ترجمہ	″
مختصر تفسیر ساتواں رکوع	۱۶۱
بارہ چشمے	″
بنی اسرائیل کی بے صبری	۱۶۲

marfat.com

عنوان	صفحہ
یہود پر غضب الٰہی	۱۶۳
غضب کا سبب	۱۶۴
بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع	″
لفظی ترجمہ	۱۶۶
مختصر تفسیر آٹھواں رکوع	۱۶۸
ایمان اور عمل صالح کا اجر	″
کوہ طور کا بلند ہونا	۱۶۹
قانون کی خلاف ورزی کی سزا	۱۷۰
صورتیں مسخ ہو جانا	″
سرمایۂ عبرت	۱۷۱
ذبح گاؤ کا حکم	″
اللہ کے علم میں حجت	۱۷۳
بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع	۱۷۵
لفظی ترجمہ	۱۷۶
مختصر تفسیر نواں رکوع	۱۷۹
مردے کا زندہ ہونا	″
یہود کی سنگدلی	۱۸۰
کلام اللہ میں تحریف	۱۸۱
یہود کی منافقت	۱۸۲
جھوٹی آرزوئیں	۱۸۳
جنت کے ٹھیکیدار	۱۸۴
جنت اور دوزخ	″
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع	۱۸۵
لفظی ترجمہ	۱۸۶
مختصر تفسیر دسواں رکوع	۱۸۸
بنی اسرائیل کا عہد	۱۸۹
خونریزی اور جلاوطنی	۱۹۱
عہد شکنی اور نافرمانی	″
بعض احکام کی اطاعت	″
آخرت کے بدلے دنیا	۱۹۳
بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع	″
لفظی ترجمہ	۱۹۴
مختصر تفسیر گیارہواں رکوع	۱۹۶
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد	″
خود غرضی اور قتل انبیاء	۱۹۸
بنی اسرائیل کا تعصب	۱۹۹
جان بوجھ کر کفر	۲۰۰
ضد اور تعصب کا نتیجہ	۲۰۱
ایمان سے انکار	″
گوسالہ پرستی	۲۰۲
موت کی تمنا	″
لمبی عمر کی حرص	۲۰۳
بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع	۲۰۴
لفظی ترجمہ	۲۰۵
مختصر تفسیر بارہواں رکوع	۲۰۷
حضرت جبرائیل کی دشمنی	۲۰۸

marfat.com

عنوان	صفحہ
یہودیوں کی عہد شکنی	۲۰۸
کتاب اللہ کی مخالفت	۲۰۹
جادو کے عمل	//
شان نزول	۲۱۰
ہاروت ماروت	//
سفلی عملیات کے خراب اثرات	۲۱۱
گھاٹے والا سودا	۲۱۳
بامحاورہ ترجمہ تیرھواں رکوع	//
لفظی ترجمہ	۲۱۴
مختصر تفسیر تیرھواں رکوع	۲۱۶
کفار کا تعصب	۲۱۷
آیات کی تنسیخ	۲۱۸
نبی سے سوالات	۲۱۹
حسد کفار	//
آخرت کا توشہ	۲۲۱
جنت کا مستحق	//
بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع	۲۲۱
لفظی ترجمہ	۲۲۳
مختصر تفسیر چودھواں رکوع	۲۲۵
مساجد کو ویران کرنے والے	//
ہر طرف اللہ ہی کا جلوہ ہے	۲۲۶
اللہ کی کوئی اولاد نہیں	۲۲۷
کن فیکون	۲۲۸

عنوان	صفحہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری	۲۲۸
یہود و نصاریٰ کی خواہش	۲۲۹
کتب سابقہ میں تائید	//
بامحاورہ ترجمہ پندرھواں رکوع	۲۳۰
لفظی ترجمہ	۲۳۱
مختصر تفسیر پندرھواں رکوع	۲۳۳
حضرت ابراہیم کی آزمائش امامت	۲۳۴
بیت اللہ شریف کی اہمیت	۲۳۵
مکہ معظمہ امن والا شہر	۲۳۸
امت کے لیے حضرت ابراہیم و اسمعیل کی دعا	//
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار خصوصیات	۲۴۰
بامحاورہ ترجمہ سولھواں رکوع	۲۴۰
لفظی ترجمہ	۲۴۲
مختصر تفسیر سولھواں رکوع	۲۴۴
حضرت ابراہیم کی وصیت	۲۴۵
حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت	//
اپنے ہی عمل کام آئیں گے	۲۴۶
شان نزول	//
تمام انبیاء علیہم السلام پر لانا	//
اللہ کافی	۲۴۷
اللہ کا رنگ	//
الحمد للہ پہلے پارہ ختم ہوا	

marfat.com

فہرست مضامین پارہ دوم سورۃ بقرہ

عنوان	صفحہ
مسلمانوں کا قبلہ	۲۴۹
لفظی ترجمہ	۲۵۰
مختصر تفسیر پہلا رکوع	۲۵۲
شان نزول	″
قبلہ کی تعریف	۲۵۳
اعتدال پر مداومت	″
شہید کے معنی	۲۵۶
تبدیلی قبلہ کی حکمت	۲۵۷
رضائے مصطفیٰ سے تبدیلی قبلہ کی تحقیق	۲۵۸
تبدیلی قبلہ	۲۶۰
اہل کتاب کی ہٹ دھرمی	۲۶۱
اہل کتاب اور پیغمبر اسلام	
با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع	۲۶۳
لفظی ترجمہ	۲۶۴
مختصر تفسیر دوسرا رکوع	۲۶۵
خانہ کعبہ اتمام حجت	۲۶۶
خصائص مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء	۲۶۷
ذکر شکر	۲۶۸
با محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع	۲۷۰
لفظی ترجمہ	۲۷۱

عنوان	صفحہ
مختصر تفسیر تیسرا رکوع	۲۷۲
شہید کی تعریف	۲۷۳
شہید کا اخروی درجہ	″
شہید زندہ ہوتا ہے	″
امتحان آزمائش کا درجہ	۲۷۵
صبر کرنے والوں کا صلہ	۲۷۶
شان نزول	۲۷۷
توبہ کی شرائط	۲۷۸
کفر کی موت	۲۷۹
با محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع	″
لفظی ترجمہ	۲۸۰
مختصر تفسیر چوتھا رکوع	۲۸۲
اللہ کے وجود کے نشان	″
کفار کی غیر اللہ سے محبت	۲۸۴
با محاورہ ترجمہ پانچواں رکوع	۲۸۵
لفظی ترجمہ	۲۸۸
مختصر تفسیر پانچواں رکوع	۲۸۹
حلال رزق	″
برائی اور بے حیائی	″
کفار کی اندھی تقلید	۲۹۰

marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حرمت غذا پر مفصل بحث	۲۹۱	روزے کی برکتیں	۳۰۸
ما اہل بہ لغیر اللہ پر مفصل بحث	۲۹۲	ماہ رمضان المبارک کی فضیلت	″
اضطراری حالت کا بیان	″	صحیفہ کی تعریف	۳۰۹
علماء سوء کی سزا	۲۹۳	قرآن حکیم کی فضیلت	۳۱۰
با محاورہ ترجمہ چھٹا رکوع	۲۹۴	فرض روزہ کا حکم	″
لفظی ترجمہ	۲۹۵	اللہ آسانی چاہتا ہے	۳۱۱
مختصر تفسیر چھٹا رکوع	۲۹۷	تکمیل روزہ، ذکر الٰہی	″
اچھے معاملات پر بحث	″	اللہ تعالیٰ کی یاد کا طریقہ	۳۱۲
نماز، زکوٰۃ	″	یاد کے شرائط	″
ایفائے وعدہ	″	ماہ رمضان المبارک میں بیوی شوہر کے تعلقات پر حکم	۳۱۳
صبر ثبات	۲۹۸		
تفضیل ایمان	۲۹۸	مباشرت کا مقصود	۳۱۴
قصاص	۲۹۹	روزہ کے افطار کے اوقات	″
معروف احسان	″	شان نزول	۳۱۵
قصاص میں زندگی ہے	۳۰۱	اعتکاف کے احکام	۳۱۶
وصیت پر مفصل بحث	″	ناحق مال	″
وصیت میں تبدیلی	۳۰۲	رشوت کی حرمت	″
با محاورہ ترجمہ ساتواں رکوع	″	با محاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع	۳۱۷
لفظی ترجمہ	۳۰۴	لفظی ترجمہ	۳۱۸
مختصر تفسیر ساتواں رکوع	۳۰۶	مختصر تفسیر آٹھواں رکوع	۳۲۱
روزوں کا حکم	″	چاند کا حساب	″
مریض و مسافر کو رعایت	۳۰۷	شان نزول	″
روزے کا فدیہ	۳۰۸	جاہلیت کی رسم	″

marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
جہاد فی سبیل اللہ	۳۲۲	حج کے ایام	۳۳۷
جہاد جلاوطنی	〃	قسمیں کھانے والے جھگڑالو	〃
فتنہ قتل سے بدتر ہے	۳۲۳	شان نزول	〃
بیت اللہ شریف کا احترام	〃	جھوٹا وقار	۳۳۸
قتال کی حد، جہاد کا مقصد	۳۲۴	اللہ کی رضا چاہنے والے	〃
حرمت والے مہینے	〃	اسلام میں مکمل داخل ہو جاؤ	〃
انفاق فی سبیل اللہ	〃	جان بوجھ کر غلطی نہ کرو	۳۳۹
احکام حج	۳۲۵	با محاورہ ترجمہ دسواں رکوع	〃
تعریف حج	〃	لفظی ترجمہ	۳۴۱
حج عمرہ کے چار طریقے	۳۲۶	مختصر تفسیر دسواں رکوع	۳۴۳
سر منڈانا	۳۲۷	بنی اسرائیل سے عبرت	〃
حج عمرہ کی قربانی کے احکام	〃	مومنوں کا مذاق نہ اڑاؤ	〃
با محاورہ ترجمہ نواں رکوع	۳۲۸	امت واحدہ	۳۴۴
لفظی ترجمہ	۳۳۰	آزمائش	۳۴۵
مختصر تفسیر نواں رکوع	۳۳۳	خرچ کے احکام	۳۴۶
تجارت کی اجازت	۳۳۴	مقابلہ کا حکم	〃
شان نزول	〃	با محاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع	۳۴۷
عرفات، مشعر الحرام	〃	لفظی ترجمہ	۳۴۹
مساوات کا حکم	۳۳۵	مختصر تفسیر گیارہواں رکوع	۳۵۱
طریق حج کا مختصر حال	〃	سات قانون کا حکم	〃
مناسک حج کے بعد کے احکام	۳۳۶	شان نزول	〃
دنیا کے لالچی	〃	کافروں کا حال	۳۵۳
دنیا و آخرت کے طالب	〃	کافروں کی کوشش	〃

marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مرتد کی سزا	۳۵۳	شان نزول	۳۷۰
جہاد، ہجرت، ایمان پر بحث	۳۵۴	بامحاورہ ترجمہ تیرھواں رکوع	۳۷۱
شراب، جوئے کے احکام	"	لفظی ترجمہ	۳۷۲
شان نزول	۳۵۵	مختصر تفسیر تیرھواں رکوع	۳۷۴
مالی قربانی	۳۵۶	شان نزول	"
غور و فکر کی دعوت	"	رجعی طلاق کے احکام	"
یتیموں کی اصلاح	۳۵۷	خلع کے احکام	"
یتیموں کے بارے میں احکام	"	دو طلاقوں کے بعد رجوع کے احکام	۳۷۵
مشرک عورتوں سے نکاح	۳۵۹	حلالہ کی تعریف	۳۷۶
مسلمان لونڈی کا درجہ	"	طلاق بائن کے احکام	۳۷۷
شان نزول	"	بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع	"
مشرک مرد سے نکاح کے احکام	۳۶۰	لفظی ترجمہ	۳۷۹
بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع	۳۶۱	مختصر تفسیر چودھواں رکوع	۳۸۱
لفظی ترجمہ	۳۶۲	شان نزول	"
مختصر تفسیر بارہواں رکوع	۳۶۴	دودھ پلانے کی مدت	۳۸۲
شان نزول	"	دودھ پلانے کے قانون	۳۸۳
حیض کی حقیقت، اس کے احکام	"	عدت کے احکام	۳۸۴
بیوی کے درجات	۳۶۵	نکاح ثانی کا پیام	۳۸۵
قسموں کا غلط استعمال	۳۶۶	بامحاورہ ترجمہ پندرھواں رکوع	۳۸۶
شان نزول	"	لفظی ترجمہ	۳۸۷
ایلاء قسم کی بحث	۳۶۸	مختصر تفسیر پندرھواں رکوع	۳۸۹
طلاق کی ابتداء	"	شان نزول	"
عدت کے احکام	۳۶۹	طلاق و مہر کے احکام	۳۹۰

marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نمازوں کی پابندی کے احکام	۳۹۱	سپہ سالار کی خصوصیات	۴۰۱
بیوہ کے لیے وصیت	۳۹۲	تابوت سکینہ	״
بامحاورہ ترجمہ سولھواں رکوع	۳۹۳	بامحاورہ ترجمہ سترھواں رکوع	۴۰۳
لفظی ترجمہ	۳۹۴	لفظی ترجمہ	۴۰۴
مختصر تفسیر سولھواں رکوع	۳۹۶	مختصر تفسیر سترھواں رکوع	۴۰۶
شان نزول	۳۹۷	مجاہدوں کی آزمائش	״
قرض حسنہ کے احکام	۳۹۸	کامیابی اور ناکامی کثرت وقلت پر موقوف نہیں	״
حضرت طالوت کا قصہ	۳۹۹	صبرواستقامت	۴۰۷
سپہ سالار کا انتخاب	۴۰۱	گذشتہ نشانیاں	۴۰۸

فہرست مضامین تیسرا پارہ۔ سورہ بقرہ وآل عمران

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع	۴۰۹	شان نزول	۴۲۲
لفظی ترجمہ	״	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع	۴۲۴
مختصر تفسیر پہلا رکوع	۴۱۰	لفظی ترجمہ	۴۲۶
رسولوں کے درجات	״	مختصر تفسیر دوسرا رکوع	۴۲۷
حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۴۱۲	حضرت ابراہیم اور نمرود	״
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع	۴۱۲	حضرت عزیر علیہ السلام کا سو برس کے بعد زندہ ہونا	۴۲۹
لفظی ترجمہ	۴۱۴	مردوں کو زندہ کرنا	۴۳۲
مختصر تفسیر پہلا رکوع	۴۱۶	ایک شبہ کا ازالہ	۴۳۳
آیت الکرسی پر مفصل بحث	۴۱۷	بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع	۴۳۵
فضائل آیۃ الکرسی	۴۲۰	لفظی ترجمہ	۴۳۶
دین میں جبر نہیں	۴۲۲	مختصر تفسیر چوتھا رکوع	۴۳۸

marfat.com

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۶۵	مختصر تفسیر ساتواں رکوع	۴۳۸	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مثال
۴۶۷	شہادت کے احکام	۴۴۰	خیرات ضائع نہ کرو
〃	گواہی کے احکام	۴۴۱	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ایک اور مثال
۴۶۹	رہن کی ہدایات	۴۴۲	ریاکاری سے خرچ کرنے کی مثال
۴۷۰	بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع	۴۴۳	بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع
۴۷۱	لفظی ترجمہ	۴۴۵	لفظی ترجمہ
۴۷۲	مختصر تفسیر آٹھواں رکوع	۴۴۶	مختصر تفسیر پانچواں رکوع
۴۷۴	اجزائے ایمان	〃	اللہ کی راہ میں اچھی چیز دو
۴۷۵	دعائیں	۴۴۷	شان نزول
۴۷۷	سورہ بقرہ کے فضائل	۴۴۸	اللہ کے وعدے اور انعام
	سورۃ آل عمران مدنیۃ	۴۴۹	خیرات کیسے کی جائے
۴۷۸	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع	۴۵۰	نذر کی مفصل تعریف
۴۷۹	لفظی ترجمہ	۴۵۱	خیرات کا اجر
۴۸۱	مختصر تفسیر پہلا رکوع	۴۵۲	شان نزول
〃	اللہ تعالے کی صفات	۴۵۳	بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع
۴۸۳	قرآن کریم اور کتب سابقہ	۴۵۴	لفظی ترجمہ
۴۸۴	عقیدہ باطلہ کی تردید	۴۵۶	مختصر تفسیر چھٹا رکوع
۴۸۶	بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع	〃	شان نزول
۴۸۸	لفظی ترجمہ	۴۵۷	سود حرام ہے
۴۹۱	مختصر تفسیر دوسرا رکوع	۴۶۰	سود اور خیرات کا موازنہ
۴۹۲	اللہ تعالے کی نصرت	۴۶۱	قرض دینے کے فضائل
۴۹۲	فانی اشیاء سے محبت	۴۶۲	بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع
〃	مقتولوں کے لیے اجر	۴۶۲	لفظی ترجمہ

marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
صحابہ کا جذبۂ جہاد اور شوق شہادت	۶۱۴	مختصر تفسیر بارہواں رکوع	۶۳۹
مقام بدر میں مجاہدین کی صف آرائی	〃	کافروں کا اتباع ترک کرو	۶۴۰
سماع موتیٰ کی دلیل	۶۱۵	شان نزول	〃
بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع	۶۱۶	مسلمانوں کی آزمائش	۶۴۱
لفظی ترجمہ	۶۱۸	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۶۴۲
مختصر تفسیر گیارہواں رکوع	۶۲۰	آزمائش کا مقصد	۶۴۳
سود کے احکام اور اس کی سزا	۶۲۱	حضرت طلحہ اور صحابہ کرام کے مجاہدانہ کارنامے	۶۴۴
اطاعت کا حکم	〃	نبی محترم کے حکم میں کوتاہی اور اس کا نتیجہ	۶۴۵
متقی کی صفت	۶۲۲	نصرت الٰہی کا نزول	〃
متقی کی خصوصیات اور اس کا اجر	۶۲۴	وساوس شیطانی	۶۴۶
حق کو جھٹلانے والوں کا انجام	۶۲۵	عام معافی کا اعلان	۶۴۷
زمین کی سیر کا حکم	۶۲۶	بامحاورہ ترجمہ تیرھواں رکوع	۶۴۸
ایمان والوں کا غلبہ	۶۲۷	لفظی ترجمہ	۶۵
اللہ کی راہ میں تکلیف وامتحان	۶۲۸	مختصر تفسیر تیرھواں رکوع	۶۵۴
بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع	۶۲۹	زندگی موت کا مالک	۶۵۵
لفظی ترجمہ	۶۳۰	تعریف مشورہ	۶۵۶
مختصر تفسیر بارہواں رکوع	۶۳۱	تعریف توکل	۶۵۷
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذاتی وصفاتی نام	۶۳۲	حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت وشان	۶۵۸
فضائل وخصائص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام	۶۳۲	خیانت کی سزا حدیث کی روشنی میں	۶۵۹
دین کا اتباع لازمی ہے	۶۳۳	احسان مومن	۶۶۰
انبیاء کرام کے رفقاء	۶۳۴	خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	〃
بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع	۶۳۵	مومن منافق میں فرق	۶۶۱
لفظی ترجمہ	۶۳۷	شہید زندہ جاوداں ہے	۶۶۲

marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
شان نزول	۶۶۳	مختصر تفسیر پندرہواں رکوع	۶۹۰
شہید کے فضائل حدیث کی روشنی میں	۶۶۴	آیات کریمہ میں غور و فکر	۶۹۱
با محاورہ ترجمہ تیرہواں رکوع	۶۶۵	شان نزول	۶۹۲
لفظی ترجمہ	۶۶۷	دعا	۶۹۳
مختصر تفسیر تیرہواں رکوع	؍	حل لغات	۶۹۴
شان نزول	۶۷۰	نیکوکاروں کا اجر	۶۹۵
ایمان کامل۔ مومن کی شان	۶۷۱	لفظی ترجمہ	۶۹۶
اللہ تعالےٰ کا فضل	۶۷۲	دنیا متاع قلیل ہے	۶۹۷
افواہوں کی تردید	؍	شان نزول	۶۹۸
حل لغات	؍	اصول کامرانی	۶۹۹
ایمان کے بدلے کفر	۶۷۳	صبر کے معنی اور فضائل	۷۰۰
خبیث پاک کا فرق	۶۷۴	سورۃ النساء	۷۰۱
بخل کی تعریف	۶۷۵	با محاورہ ترجمہ پہلا رکوع	؍
با محاورہ ترجمہ چودھواں رکوع	۶۷۹	لفظی ترجمہ	۷۰۳
یہود کی گستاخیاں	۶۸۰	مختصر تفسیر پہلا رکوع سورۃ النساء	۷۰۵
شان نزول	؍	تخلیق انسانی	۷۰۶
باطل کی تردید	۶۸۱	حضرت آدم کا خواب	۷۰۷
موحد کا مزہ	۶۸۲	یتیم کا مال	۷۰۸
مال و جان کی آزمائش	۶۸۳	تعدد ازدواج	۷۰۹
شان نزول	۶۸۴	حق مہر کے احکام	۷۱۰
خود پسندی	۶۸۵	یتیموں کی پرورش	۷۱۱
با محاورہ ترجمہ پندرہواں رکوع	۶۸۶	میراث اور ترکہ کا حقدار	؍
لفظی ترجمہ	۶۸۸	تقسیم میراث	۷۱۲

marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
یتیم کو اپنی اولاد سمجھو	۴۱۲	بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع	۴۳۵
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ نساء	۴۱۳	لفظی ترجمہ	۴۳۶
لفظی ترجمہ	۴۱۵	مختصر تفسیر پانچواں رکوع	۴۳۷
مختصر تفسیر دوسرا رکوع سورۃ نساء	۴۱۷	شان نزول	″
مرد عورت کے حصوں کا تناسب	″	نکاح کے شرائط	۴۳۸
شان نزول	۴۱۸	لفظی ترجمہ	″
مختصر خلاصہ مسائل فرائض	۴۲۰	لونڈیوں سے نکاح	۴۳۹
عصبات ذوالارحام	۴۲۱	لونڈیوں کے اقسام	۴۴۰
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع	۴۲۲	بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع	۴۴۱
لفظی ترجمہ	۴۲۳	لفظی ترجمہ	۴۴۲
مختصر تفسیر تیسرا رکوع سورۃ نساء	۴۲۵	مختصر تفسیر پانچواں رکوع	۴۴۴
بدکار۔ سرکش عورتوں کی سزا	۴۲۷	شان نزول	۴۴۵
توبہ	۴۲۷	مسلمان کی جان و مال	۴۴۶
زمانہ جاہلیت کی رسومات کی تردید	۴۲۸	ناجائز مال کھانے والے کی سزا	″
شان نزول	″	حسد	۴۴۷
سوتیلی ماں سے نکاح کی ممانعت	″	بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع	۴۴۸
زمانہ جاہلیت کے واقعات	۴۳۰	لفظی ترجمہ	۴۵۰
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ نساء	″	مختصر تفسیر پانچواں رکوع	۴۵۲
لفظی ترجمہ	۴۳۱	مرد کو عورتوں پر فضیلت	″
مختصر تفسیر چوتھا رکوع سورۃ نساء	۴۳۲	سرکش عورتوں کی اصلاح کا حکم	۴۵۳
محرمات بالصہر کا بیان	۴۳۳	ثالثی مصالحت کے احکام	۴۵۴
جہاد میں دو بہنوں کی ملک کا حکم	۴۳۴	حقوق العباد	۴۵۵
پانچواں پارہ	۴۳۵	فرمان نبوی صلے اللہ علیہ وسلم	۴۵۶

marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
لفظی ترجمہ	۷۵۷	شان نزول	۷۸۲
شان نزول	۷۵۸	بخشش مغفرت کی بشارت	۷۸۳
ریاکاری	۷۵۹	اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے	۷۸۵
با محاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورہ نساء	۷۶۰	شان نزول	۷۸۶
لفظی ترجمہ	۷۶۲	با محاورہ ترجمہ نواں رکوع	۷۸۷
مختصر تفسیر چھٹا رکوع	۷۶۴	لفظی ترجمہ	۷۸۸
نشہ کی حالت میں نماز	//	مختصر تفسیر نواں رکوع	۷۸۹
شان نزول	۷۶۵	جہاد کا حکم	۷۹۰
طریقہ تیمم	//	شان نزول	۷۹۱
یہودیوں کی سازشیں	۷۶۶	با محاورہ ترجمہ دسواں رکوع	۷۹۲
یہود کو دعوت ایمان	۷۶۷	لفظی ترجمہ	۷۹۳
با محاورہ ترجمہ ساتواں رکوع	۷۶۸	مختصر تفسیر دسواں رکوع	۷۹۴
لفظی ترجمہ	۷۷۰	جہاد سے خوف	۷۹۷
مختصر تفسیر ساتواں رکوع	۷۷۲	موت سے بچنا ممکن نہیں	۷۹۸
عذاب دوزخ	۷۷۳	اطاعت رسول اللہ کا حکم	۷۹۹
شان نزول	//	صداقت قرآن کی دلیل	۸۰۰
امانتیں، عدل و انصاف	۷۷۴	افواہوں کی تردید	//
اللہ تعالیٰ، رسول کریم و اولی الامر کی اطاعت	۷۷۵	جہاد کی ترغیب	۸۰۱
مفصل بحث	۷۷۶	با محاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع	۸۰۳
شان نزول	۷۷۷	لفظی ترجمہ	۸۰۴
با محاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع	//	مختصر تفسیر گیارہواں رکوع	۸۰۵
لفظی ترجمہ	۷۷۹	ایمان کا معیار	۸۰۶
مختصر تفسیر آٹھواں رکوع	۷۸۱	منافقوں سے مقابلہ کا حکم	//

marfat.com

عنوان	صفحہ
صلح کلیوں سے جنگ	۸۰۷
شانِ نزول	//
بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع	۸۰۸
لفظی ترجمہ	۸۰۹
مختصر تفسیر گیارہواں رکوع	۸۱۱
قتل مسلم کی سزا	۸۱۲
خلود کے مشترک المعنی ہونے کی تصریح	۸۱۴
جہاد میں قتال کی احتیاط کا حکم	۸۱۵
شانِ نزول	۸۱۶
بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع	۸۱۸
لفظی ترجمہ	۸۱۹
مختصر تفسیر بارہواں رکوع	۸۲۰
مظلوموں کی ہجرت	۸۲۱
شانِ نزول	//
بامحاورہ ترجمہ تیرھواں رکوع	۸۲۲
لفظی ترجمہ	۸۲۴
مختصر تفسیر تیرھواں رکوع	۸۲۵
سفر میں نماز قصر	//
نمازِ خوف	۸۲۶
شانِ نزول	۸۲۷
حل لغات	۸۲۸
جہاد میں ہتھیار اتارنے کے شرائط	//
شانِ نزول	۸۲۹

عنوان	صفحہ
نماز کے سوا ذکرِ الٰہی	۸۳۰
دشمن کو ڈھیل نہ دو	۸۳۱
بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع	//
لفظی ترجمہ	۸۳۲
مختصر تفسیر چودھواں رکوع	۸۳۴
شانِ نزول	//
غیر جانبدارانہ فیصلہ	۸۳۵
بامحاورہ ترجمہ پندرھواں رکوع	۸۳۶
لفظی ترجمہ	۸۳۷
مختصر تفسیر پندرھواں رکوع	۸۳۸
دشمنانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام و سزا	۸۴۱
بامحاورہ ترجمہ سولھواں رکوع	۸۴۲
لفظی ترجمہ	۸۴۳
مختصر تفسیر سولھواں رکوع سورۃ نساء	۸۴۵
شرک ناقابلِ معافی ہے	۸۴۶
یدعو کی تحقیق	۸۴۷
شیطان کے ہتھکنڈے	۸۴۸
سچا وعدہ	۸۴۹
شانِ نزول	۸۵۰
ملتِ ابراہیمی	//
بامحاورہ ترجمہ سترھواں رکوع	۸۵۱
لفظی ترجمہ	۸۵۲

marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بیویوں کے ساتھ حسن سلوک	۸۵۶	منافقین کی حالت	۸۶۴
بیویوں کے ساتھ عدل شرط ہے	۸۵۷	بری مجالس میں جانے کی ممانعت	۸۶۵
شان نزول	؍؍	با محاورہ ترجمہ انیسواں رکوع	۸۶۶
خدا کا خوف	۸۵۸	لفظی ترجمہ	۸۶۹
با محاورہ ترجمہ اٹھارواں رکوع	؍؍	مختصر تفسیر انیسواں رکوع	؍؍
لفظی ترجمہ	۸۶۰	منافقین کی پہچان	۸۷۰
مختصر تفسیر اٹھارواں رکوع	۸۶۲	کفار کی دوستی کی ممانعت	؍؍
لفظی ترجمہ	۸۶۳	نجات کی راہ مغفرت	۸۷۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پانچواں پارہ بفضلہ تعالیٰ مکمل ہوا

اظہار تشکر

تفسیر الحسنات بآیات بینات کے کام میں میرے جن مخلص کرم فرماؤں نے میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا ان میں فاضل جلیل عالم نبیل حضرت علامہ قاری پروفیسر مشتاق احمد صاحب ایم اے نے نظر ثانی اور استاذ العلماء شیخ التفسیر حضرت علامہ عبد الغنی صاحب عثمانی نے بڑی کاوش اور محنت سے تصحیح کا کام انجام دیا۔ کتابت کے اخراجات میں محترم جناب چوہدری الحاج عبد اللطیف صاحب جناب محترم الحاج محمد ارشد صاحب نسیم جناب محترم الحاج محمد افضال صاحب جناب محترم الحاج صوفی بشیر احمد صاحب جناب محترم الحاج سید ناصر علی شمسی مرحوم نے مالی تعاون فرمایا۔ مکتبہ ضیاء القرآن حضرت صاحبزادہ الحاج حفیظ البرکات صاحب نے طباعت واشاعت کا انتظام کیا اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب سید یوم النشور قاسم عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اس خدمت کو قبول فرمائے اور ہم سب کے لیے نجات اخروی کا ذریعہ بنائے۔ امین بحرمت نبی سید المرسلین صلوٰۃ والسلام علیہ تسلیمات۔

فیض قادری امین الحسنات سید محمد خلیل احمد قادری اشرفی

marfat.com

تقریظ

جناب نور دیدۂ غوثیت صاحبزادہ جسٹس سید شمیم حسین صاحب قادری جج ہائی کورٹ پنجاب کی تفسیر کے متعلق رائے گرامی۔

مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب قادری مرحوم و مغفور کی تفسیر الحسنات میرے زیر مطالعہ رہی ہے سبحان اللہ۔ اللہ کے پاک بندے کلام اللہ کو جس طرح سمجھتے ہیں اور پھر مخلوق خدا کو سمجھاتے ہیں وہ بات ہی کچھ اور ہے میں نے اکثر تفاسیر دیکھی ہیں اور ان میں سے جس نے مجھے متاثر کیا وہ ام الکتاب سورہ فاتحہ کی تفسیر مولانا آزاد نے لکھی ہے لیکن حضرت ممدوح مفسر قرآن خطیب اعظم علامہ ابوالحسنات کی تفسیر الحسنات نے اپنا انوکھا اثر مجھ پر چھوڑا ہے جو عجیب اور منفرد ہے۔

میں سمجھتا ہوں یہ ایسے عالم باعمل درویش صفت کے افکار اور خیالات کا مجموعہ ہے جس سے ہر مکتب فکر فیض حاصل کر سکتا ہے اور ایک مبتدی کے لیے رموز قرآن سمجھنے بہت آسان ہو گئے ہیں ایک عالم کلام اللہ کو جیسے سمجھتا ہے ویسے ہی اسے بیان کرتا ہے۔ لیکن درویش کا طریقہ ہی نرالا ہوتا ہے اس کے کلام اور تصنیف سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود پردے اٹھتے چلے جاتے ہیں اور مراحل طے ہو رہے ہیں۔

حضرت کی زندگی میں میں نے اکثر ان کے وعظ سنے اور قریب سے انہیں دیکھا اور تبادلہ خیالات کا موقعہ ملا آپ علم کا ایک سمندر تھے اور جس کسی نے بھی پیاس کا اظہار کیا وہ فیض یاب ہوا تفسیر پڑھتے ہوئے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے قبلہ خود تشریح فرما رہے ہیں اور رموز و نکات کا حل پیش کر رہے ہیں۔ وعظ کا سا سماں معلوم ہوتا ہے۔

اللہ اللہ! اللہ کے بندے کس طرح دائم زندگی اختیار کر لیتے ہیں اور ان کی پردہ پوشی دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کے مترادف ہوتی ہے۔ ان کا فیض ان کے وصال کے بعد بھی روشنی کے مینار کی طرح دنیا کو منور کرتا ہے۔

مولانا کی طبع ہی درویشانہ تھی۔ آپ نے تمام زندگی سادہ گذاری اگرچہ اللہ کے فضل و کرم سے انہیں تمام آسائشیں جو ایک رئیس کو بھی مشکل سے میسر آتی ہیں سب ان کے پاس موجود تھیں جس طرح آپ نے تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اور قربانی پیش کی وہ آپ ہی کا حصہ تھی۔ یہ اس دور اسیری کی صعوبتوں کا صلہ ہے کہ مولانا نے تفسیر کلام پاک لکھی جس سے عشق رسول عیاں ہے۔

marfat.com

آپ نے جہادِ کشمیر میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قوم سے "غازی کشمیر" کا لقب پایا۔ تحریکِ پاکستان میں بھی آپ نے مسلم لیگ کے جلسوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا یہ سب ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ اللہ جسے چاہتا ہے سرفراز کرتا ہے۔ آپ مفسرِ قرآن و علمِ حدیث و علمِ فقہ، علوم نجوم و ہندسہ کے ماہر اور فاضل طبیب تھے۔

میں سمجھتا ہوں مولانا کی زندگی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے اور آپ کی تصانیف صحیح ہدایت ہیں۔ اللہ کریم ہم سب کو توفیق دے کہ ہم مرحوم و مغفور کی طرح اپنی زندگیاں گزاریں۔ میری دعا ہے کہ خداوند قدوس ابن الحسنات حکیم سید خلیل احمد صاحب قادری کو مولانا کا مکمل طور پر مظہر بنائے۔ آثار خدا کے فضل و کرم سے کچھ ایسے ہی ہیں سہ اللہ کرے زورِ خطابت اور زیادہ

احقر العباد

سید شمیم حسین قادری

تبصرہ

جناب سید انتظار حسین صاحب کا روزنامہ "مشرق" ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء میں تبصرہ "تفسیر الحسنات" بیش بہا دینی معلومات کا خزینہ ہے۔

مؤلف:۔ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

ناشر:۔ مرکزی دارالتبلیغ۔ مکتبہ حسنات اکبری گیٹ لاہور۔

کلامِ پاک کی زیرِ نظر تفسیر ایک ایسی شخصیت سے منسوب ہے جنہیں ایک مستند عالمِ دین کا مرتبہ حاصل ہے۔ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ ہی ہیں جنہوں نے اس تفسیر کا آغاز قید خانے کی تنہائی میں بیٹھ کر کیا۔ یہ ۱۹۵۳ء کا زمانہ تھا جب تحریک ختمِ نبوت کے سلسلے میں علامہ موصوف سیکیورٹی ایکٹ کے تحت گرفتار ہوئے۔ جیل کی یہ زندگی مصائب سے پُر تھی سکھر کی جیل میں آپ ایسے موسم میں منتقل کئے گئے جب وہاں درجہ حرارت ۱۲۵ ڈگری تک پہنچا ہوا تھا۔ مگر اسی عالم میں انہوں نے قرآن کے معانی میں غور و تدبر کیا اور تفسیر لکھنے کا آغاز کیا۔ ایک سال میں اٹھارہ پاروں کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اس کے بعد جب رہائی کی صورت پیدا ہوئی تو یہ پھر بھی فریضہ جاری رہا۔

marfat.com

یہ تفسیر اپنی اشاعت کے لیے چھ جلدوں کی متقاضی ہے جس میں سے ہر جلد پانچ پاروں کی تفسیر پر مشتمل ہے فی الحال دو جلدیں شائع ہوئی ہیں۔ گویا دس پاروں کی تفسیر اب ہمارے سامنے ہے۔

تفسیر کی دوسری جلد میں علامہ مرحوم نے کچھ ایسے ابواب بھی دیباچہ کے طور پر مکمل کیے ہیں جو کلام پاک کے تاریخی اور لسانی پس منظر کو سامنے لاتے ہیں۔ لسانی پس منظر کے ذیل میں ایسی معلومات بھی موجود ہیں جو ایک عام قاری کو قرآن کی تلاوت کے آداب سے آشنا کرتی ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بحث بھی کی گئی ہے کہ کس طرح قرآن کی وجہ سے عربی زبان کے مختلف لہجوں میں ایک معیاری لب و لہجہ قائم ہوا اور کس طرح اس کے اثر سے اس زبان کی ترویج ہوئی اور پڑھنے اور لکھنے کے آداب قائم ہوئے اور روایتیں بنیں مثلاً علم القرآن۔

علامہ مرحوم کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ کلام پاک پڑھنے میں مہارت تامہ رکھنے والے اصحاب تو عہد رسالت مآب ہی میں پیدا ہو چکے تھے اور انہیں قاری کہا جانے لگا تھا۔ لیکن قراءت نے ایک فن کی شکل عہد بنو امیہ میں اختیار کی اور اس کے ساتھ قراءت کے سات مکاتیب وجود میں آئے جو سات ائمہ قراءت سے منسوب ہیں۔

قرآن کس طرح سے قلمبند ہوا اور پھر کس طرح یک جا ہوا اس پر بھی علامہ مرحوم نے محققانہ بحث کی ہے۔ علامہ موصوف نے اس تاریخی جائزے کے ساتھ ساتھ عربی کے رسم الخط کے بارے میں بھی قابل قدر معلومات فراہم کی ہیں انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا۔ نسخ اور خط کوفی عربی زبان کی قدیم صورتیں ہیں خط کوفی حجاز میں مروج تھا لیکن لکھنے کا رواج کم کم تھا۔ لکھنے نے قرآن کے واسطے سے فروغ پایا۔ ظہور اسلام کے وقت دس بارہ قریشی ایسے تھے جو لکھنا جانتے تھے انہیں میں سے کاتبان وحی منتخب ہوئے۔

اول کاتبان وحی تین تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عثمان غنی۔ حضرت علی مگر ختم نزول قرآن تک کاتبان وحی کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی تھی۔ پھر جب خلفاء راشدین کے زمانے میں فتوحات ہوئیں تو لکھنے اور پڑھنے کی سرگرمی زیادہ ہوتی چلی گئی۔ لیکن اس کے باوجود عربی رسم الخط نقطوں اور اعراب سے ناآشنا تھا عربی رسم الخط کی اصلاح دور اموی میں ہوئی اعراب اور نقطے لگائے گئے اور تحریر کی چار صورتیں وجود میں آئیں۔

رسم الخط کے ساتھ ساتھ اسالیب بیان سے بھی بحث کی گئی ہے کہ ظہور اسلام کے ساتھ قرآن کے زیر اثر کس طرح رفتہ رفتہ مختلف اسالیب بیان وجود میں آئے۔ فن انشاء نے کیا صورت اختیار کی اور خط و کتابت کا کیا اسلوب قائم ہوا۔ اس ذیل میں آنحضرت کی طرف سے بھیجے گئے چند مراسلات بھی نقل کیے گئے ہیں۔

اسلام کے عروج اور قرآن کی اشاعت کے ساتھ علوم نے جو فروغ پایا اور قرآن ہی کے حوالے سے جو مختلف علمی روایتیں وجود میں آئیں ان پر سیر حاصل گفتگو کی ہے مثلاً علم حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف، علم مغازی۔ علم حدیث کے ذیل میں بتایا گیا ہے کہ احادیث اگرچہ آنحضرت کے عہد ہی میں قلمبند ہونی شروع ہو گئی تھیں لیکن اس نے ایک علم کی شکل

marfat.com

عہدِ عباسی میں اختیار کی۔

اس طرح زیرِ نظر تفسیر کلام پاک کی تفسیر کے ساتھ اس کا علمی پس منظر اور تاریخی گرد و پیش بھی مہیا کرتی ہے۔ اس پس منظر کے ساتھ اس تفسیر کی قدر و قیمت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ بعض آیات کی تفسیر کے ساتھ یہ وضاحت بھی ملتی ہے کہ قرآن کے نزول نے دینی سطح پر انقلاب کے ساتھ ساتھ علمی اور تہذیبی زندگی میں کیا انقلابات پیدا کیے۔ اس ایک کتاب نے عربی زبان کو دیکھتے دیکھتے اتنا منقلب کیا کہ وہ پہلے محض بول چال کی زبان تھی ایک عظیم الشان علمی روایت کی حامل بن گئی اور روحانی انقلاب کے جلو میں ایک ذہنی انقلاب بھی آیا۔ گویا یہ تفسیر قرآن کے دینی مرتبہ کے ساتھ ساتھ اس کے تہذیبی رول کو بھی آشکار کرتی ہے۔

کلام پاک کی آیات کی جس طرح تفسیر کی گئی ہے اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ عام آدمی کی سمجھ بوجھ کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جن لوگوں کا دینی مطالعہ واجبی واجبی ہے وہ بھی اس تفسیر سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

نیازمند

سید انتظار حسین

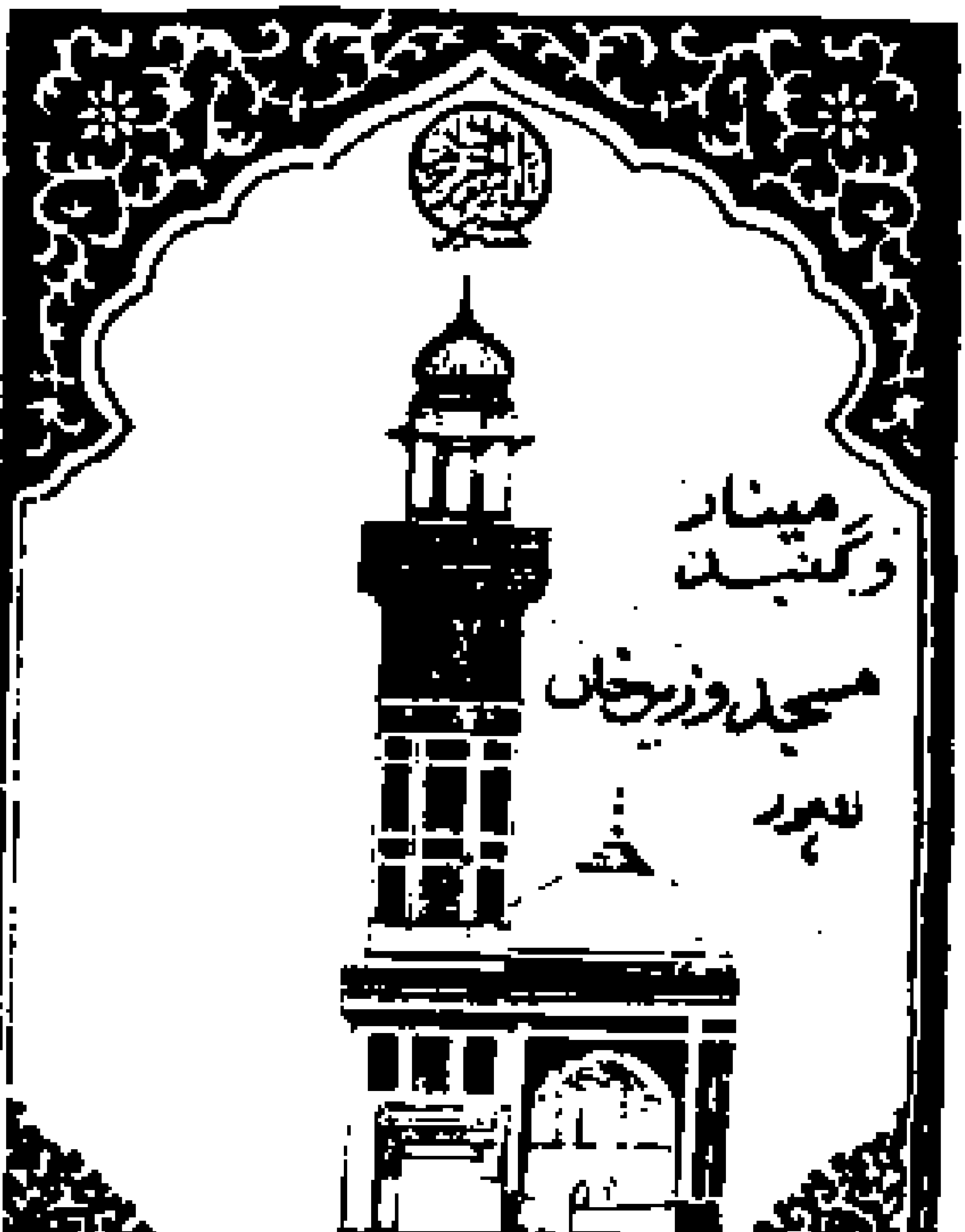

marfat.com

امام اہلسنت غزالی دوراں
استاذ العلماء حضرت
شیخ الحدیث علامہ

سید احمد سعید کاظمی

شاہ صاحب

تفسیر الحسنات بآیات بینات" مؤلفہ مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا سُبحَانَ اللہ، تفسیری محاسن کا حسین و جمیل مرقع ہے۔ کیوں نہ ہو جس کے مؤلف فاضل اجل عالم بے بدل حافظ قاری علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قدس اللہ سرہ العزیز جو آباً عن جداً وارث علوم قرآن و حدیث ہیں۔ فنون متداولہ عقلیہ و نقلیہ کے ماہر قرآن کریم حافظ اور قاری تفسیر و حدیث فقہ اور تصوف کے علوم کے جامع بلکہ طب یونانی کے بھی عظیم فاضل طبیب حاذق صاحب حقق شریعت و طریقت کے حامل تصنیف و تالیف میں بے مثال ان کی لکھی ہوئی تفسیر کیسی نفیس اور عمدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحیح معنی میں اسے تفسیر کہا جا سکتا ہے۔ وہ تفسیر الحسنات ہے لفظی ترجمہ سے لغات قرآن کو حل کر دیا اور بامحاورہ ترجمہ فرما کر قرآن پاک کو آسان کر دیا شان نزول تحریر فرما کر مطالب قرآن کو مزید واضح فرما دیا افسوس ہے کہ تا حال فقیر کو بالاستیعاب مطالعہ کا موقع نہیں ملا جو کچھ دیکھا جہاں تک دیکھا صفحات اوراق جواہر پارے اور دریائے نایاب بکھرے ہوئے پائے سورۃ ق تک حضرت مؤلف قدس سرہ تفسیر الحسنات لکھنے پائے تھے کہ رب العلمین کی بارگاہ عظمت میں حاضری کا وقت آگیا۔ اے کاش کہ بقیہ تفسیر مکمل ہو جاتی تو ہمارے اس دینی علمی سرمایہ میں مزید قیمتی نصیب ہوتی بہر حال اور کتاب بعونہ اللہ جو کچھ ہمیں ملا ہم اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور حضرت مؤلف علیہ الرحمہ کے لخت جگر صاحبزادہ سید خلیل احمد قادری دامت برکاتہم العالیہ کے اس احسان عظیم پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے اس علمی خزانہ کو محفوظ رکھا اور تفسیر الحسنات کو حسن و خوبی کے ساتھ زیور تصحیح و ترتیب سے آراستہ کر کے تشنگان علوم تک پہنچا دیا اللہ حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے اسلاف کرام کے ساتھ جنات الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور صاحبزادہ ابوالحسنات سید محمد خلیل احمد قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ کو صحت و عافیت کے ساتھ زندہ و سلامت رکھے کہ وہ اپنے اسلاف کرام کی چمکتی ہوئی نشانی ہیں۔

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

marfat.com

گذارشِ احوال

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْقَدِیْمِ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلٰی خَلْقِہٖ مِنْ عَظِیْمِ الْاَقْدَارِ بِہِمَا مَا وَحَکَمَ عَلَیْہِمْ بِالْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ فَلَمْ یَتْرُکِ الْمَوْتُ لِاَحَدٍ مِّنْہُمْ دَوَامًا۔ وَشَتَّتَ بِہَا ذِمَمَ اللَّذَّاتِ شَمْلًا وَفَرَّقَ نِظَامًا۔ فَتَرَکُوا الْحَلَائِلَ اَرَامِلَ وَالْاَوْلَادَ اَیْتَامًا۔ اَحْمَدُہٗ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی وَاَشْکُرُہٗ شُکْرًا اَنَالُ بِہٖ فَضْلًا وَاِنْعَامًا۔ وَ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ شَہَادَۃً مَنْ شَہِدَ ھَا نَالَ بِہَا عِزًّا وَّاِکْرَامًا۔ وَاَشْہَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الَّذِیْ کَانَ یَشْفِیْ بِرِیْقِہِ الشَّرِیْفِ اَسْقَامًا وَّاٰلَامًا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَحْبَابِہٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ۔ فقیر حقیر درماندہ نفس شریر **ابوالحسنات قادری** خطیب مسجد وزیر خان صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان خلف حضرت امام اہل سنت ماحی بدعت حامی سنت محدث اعظم فقیہ اتم مولانا سید محمد دیدار علی حنفی قادری نقشبندی رضوی نور اللہ مرقدہ امیر حزب الاحناف زمانۂ تحریک ختم نبوت میں جبکہ اپنے رفقاء کے ساتھ ۲۶، ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء کی درمیانی شب کو کراچی میں رات کے تین بجے ناظم الدین حکومت نے سکیورٹی ایکٹ کے ماتحت گرفتار کرکے ایک سال کے لیے کراچی جیل میں نظر بند کر دیا تو خیال آیا کہ اس اسیری کے لیل و نہار خدمت دین میں ہی گذار لیے جائیں۔ چنانچہ کافی غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا کہ دور حاضر میں احناف کے لیے کوئی مفصل مدلل جامع تفسیر قرآن کریم اردو میں عوام کے سامنے پیش نہیں ہو سکی لہٰذا مجھے اس دور فرصت میں اس کام کو انجام دینا چاہیے۔

لیکن چونکہ ہمیں سی کلاس میں رکھا گیا تھا اور یہ کام بھی معمولی نہ تھا اس وجہ سے قید و بند کے وہ تین ماہ اسی کشمکش میں لیت و لعل میں گذر گئے۔

ادھر لخت جگر نور بصر ابن الاخص حکیم سید محمد **خلیل احمد قادری** صانہ اللہ عن شر حاسد اذا حسد کا بھی لاہور میں جامع مسجد وزیر خان سے تحریک کی قیادت کرتے ہوئے شاہی قلعہ لاہور میں ایسے مخفی ہوئے کہ ان کی موت و حیات سے بھی لاعلمی رہی۔ حتیٰ کہ مختلف افواہوں اور پریشان کن خبروں سے پریشانی میں اضافہ ہوتا رہا اور تفسیر کا کام شروع نہ ہو سکا۔ بالآخر کراچی جیل سے ہم کو بمعہ رفقاء سکھر جیل میں منتقل کر دیا گیا جہاں ۱۲۵ ڈگری گرمی پڑ رہی تھی۔ آخرش فقیر نے عزم صمیم کے ماتحت اس کام کو شروع کر دیا۔

marfat.com

اور اس کا نام **تفسیرُ الحسنات بِاٰیاتٍ بیّناتٍ خُلاصۃُ تفسیرِ آیاتٍ بِاَقوالِ حسنات** رکھا گیا۔

ایک سال کے بعد جس میں بفضلہ تعالٰی آٹھ پارے مکمل کر لیے گئے تھے لاہور میں انکوائری کے سلسلہ میں آنا پڑا اور لاہور ہائی کورٹ نے ہیبس کارپس کے ذریعہ ہماری نظربندی کو جس بے جا قرار دے کر بعد رہا کر دیا۔ میں نے بعد رہائی بھی اس فریضہ کو جاری رکھا اور باوجود پریشانیوں کے بحمدہ تعالٰی اس وقت تک چوبیس پارے مکمل کر چکا ہوں۔ بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ مولا کریم اس اہم کام کو پورا فرمائے اور مقبول عوام کرے اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

فقیر قادری ابوالحسنات محمد احمد قادری اشرفی

ترتیب و اضافات

تفسیر الحسنات آیات بینات اردو زبان میں حضرت والد مکرم علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری سے عوام الناس کے لیے تحریر فرمائی۔ اہل علم، صاحب ذوق حضرات کے لیے بھی اس میں علمی ذخیرہ موجود ہے۔ اس تفسیر کے چوبیس پارے سکھر اور لاہور کی سنٹرل جیلوں میں تحریر کیے تھے جو نہایت جامع زبان میں اور مختصر تھے عوام الناس کی خواہش کے مطابق میں نے عام فہم زبان میں اضافات کے ساتھ پیش کیا۔

تاکہ ہر شخص اس تفسیر سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکے۔ [illegible] اللہ تبارک وتعالٰی قرآن کریم کے سمجھنے اور سمجھانے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث والتفسیر علامہ عبدالغنی صاحب [illegible] نے تصحیح اور نظر ثانی میں بڑی محنت کاوش سے تمام جلدوں میں فقیر کے ساتھ تعاون فرمایا۔ اللہ تعالٰی موصوف کی اس خدمت کو سرمایۂ آخرت بنائے اور اپنی بارگاہ میں قبول کرے۔ آمین۔ اس کے باوجود اگر کہیں علم کسی تسامح یا کسی قسم کی غلطی یا کتابت کی غلطی پائیں تو ادارہ کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں تصحیح کر دی جائے۔ اللہ تعالٰی اپنے محبوب حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں اس سعی کو قبول فرمائے اور آخرت کی بخشش کا باعث کرے۔ آمین بحرمت نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

فقیر قادری امین الحسنات محمد خلیل احمد قادری اشرفی

خطیب جامع مسجد وزیر خان امیر [illegible] لاہور

سنہ ۱۹۷۶ء

طباعت بار سوم ۱۹۹۲ء

marfat.com

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں مردود شیطان سے

اَعُوْذُ میں پناہ مانگتا ہوں بِاللّٰہِ۔ اللہ کی مدد کے ساتھ مِنَ الشَّیْطٰنِ۔ شیطان الرَّجِیْمِ۔ مردود سے

اَعُوْذُ۔ عُوْذٌ سے مشتق ہے۔ عُوْذ کے معنی التجا کرنا۔ پناہ مانگنا۔ مدد طلب کرنا۔
یعنی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ التجا کرتا ہوں یا اس کی امداد چاہتا ہوں۔
شَیْطَان۔ شَطْنٌ سے مشتق ہے یا شَیْطٌ سے۔
شَطْنٌ کے معنی دور ہونا ہے۔ ابلیس چونکہ مقرب بارگاہ الٰہی ہو کر اس کی رحمت سے دور ہوا اس لیے اس کو شیطان کہتے ہیں۔
شَیْطٌ۔ کے معنی ہلاک ہونا
ابلیس سرکشی کی وجہ سے ہلاک ہوا۔
ارشاد باری ہے فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ جب تم قرآن کریم پڑھو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہو راندے ہوئے شیطان سے۔
رَجِیْمٌ۔ مَرْجُوْمٌ کے معنی میں ہے۔ رَجْم کے معنی نکالنے کے ہیں۔ شیطان چونکہ پہلے فرشتوں میں شامل تھا۔ تکبر و نافرمانی کی وجہ سے رجیم ہوا نکالا گیا۔ حکم ہوا فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ تو قدسیوں کی اس جماعت سے نکل جا بیشک تو مردود ہے۔ تجھ پر میری لعنت قیامت تک کے لیے ہے۔
عرض کرنے لگا اے پروردگار مجھے ایک وقت معلوم تک مہلت دے یعنی قیامت تک زندگی دے پروردگار عالم نے مہلت دی۔
تو اس نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم تیرے بندوں کو اغوا کروں گا اور ان کو سیدھی راہ سے بھٹکا دوں گا اور ان کی برائیوں کو ان کی نظروں میں اچھا کر کے دکھاؤں گا تو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میرے بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا۔
ملائکہ اور حضرت آدم علیہ السلام میں مقابلہ ہوا اور آدم علیہ السلام کامیاب ہو گئے اور فرشتوں پر فضیلت علمی ظاہر ہوئی اور فرشتوں نے لاعلمی تسلیم کر لیا تو اللہ تبارک نے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا تمام فرشتے سجدے میں جھک گئے سوائے ابلیس کے جس نے نافرمانی کی اور تکبر کیا بس اس وجہ سے وہ کافروں میں سے ہو گیا تھا۔

marfat.com

اللہ تبارک و تعالے نے شیطان سے کہا کہ تجھے کس چیز نے آدم کو سجدہ کرنے سے روکا تو کہنے لگا کہ کیا میں ایک بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ مجھے مٹی سے اور مجھے آگ سے اس لیے میں اس سے بہتر ہوں چنانچہ وہ ہمیشہ کے لیے مردود بارگاہ قرار دیدیا گیا۔

اس لیے اللہ تعالے نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس کے حضور اس طرح عرض کریں کہ وہ اس مردود کے شر سے پناہ میں رکھے کیونکہ یہ کھلم کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔

دوسرے اس کا حربہ مخفی ہے جس کی اکثر حالات میں ہم کو خبر نہیں ہوتی۔

تیسرے اس کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا پھرتا ہے۔ شیطان آدمی کو دیکھتا ہے مگر انسان شیطان کو نہیں دیکھتا نہ اس کے حملے سے آسانی کے ساتھ بچاؤ کر سکتا ہے اس لیے ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ شیطان کے اثر سے پناہ مانگے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جس مقام پر آیت الکرسی پڑھی جائے وہاں شیطان اور چور کو دخل نہیں۔

اس سے بچنے کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کا کثرت سے ذکر کیا جائے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ عرش کے خزانوں میں سے نازل ہوتی ہے ظاہر ہے کہ جس کے پاس عرش کی امداد ہو وہاں شیطان کو کیا دخل ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ احادیث میں اعوذ کے فضائل بے شمار آئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

ایک شخص پر غصہ غالب تھا حتیٰ کہ منہ سے جھاگ نکل رہی تھی شافع محشر نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اعوذ پڑھ لے تو اس کی یہ حالت دور ہو جائے گی۔

سرکار ابد قرار رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزانہ دس بار اعوذ پڑھ لیا کرے حق تعالے ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اسے شیطان سے محفوظ کر دیتا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال قرآن کریم کی آیت فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ سے ہے۔ جبکہ امام احمد امام ثوری امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا استدلال اضافی ہے اور وہ اس آیت سے ہے وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (اور اگر شیطان تجھے کوئی وسوسہ ڈالے تو اللہ کی پناہ مانگ بیشک وہ سننے والا جاننے والا)

اور ان روایات سے استدلال ہے جس سے حضرت جبرئیل کا اس طرح پڑھنا منقول ہے اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

marfat.com

اس کا جواب نفس سے یہ ہے کہ جب حضرت حنہ بنت فاقوذا والدہ حضرت مریم نے استعاذہ فرمایا تو
ان کے الفاظ یہ تھے اِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہے۔ تاہم دونوں طرح پڑھنے
میں حرج نہیں۔ اضافہ باعث ثواب ہی ہے

مسائل:۔
قرآن کریم کی تلاوت سے قبل اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا سنت ہے (خازن)
نماز میں امام و منفرد کو سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنے کے بعد آہستہ اعوذ پڑھنا سنت ہے (شامی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

ب۔ ساتھ — اِسْمِ۔ نام — اللّٰهِ۔ اللہ — الرَّحْمٰنِ۔ بہت مہربان
الرَّحِیْمِ۔ نہایت رحم والا۔

عربی میں ب ملانے کے لیے آتی ہے۔
بسم اللہ کو ب سے شروع کیا گیا۔ عالم ارواح میں انسان نے سب سے پہلے لفظ بلیٰ بولا تھا اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے عرض کیا بلیٰ یعنی ہاں۔ تو سب سے پہلے انسان کے منہ سے ب نکلی۔

اللہ تعالٰی نے بھی اپنا کلام ب سے شروع فرمایا۔ تاکہ تلاوت کرتے وقت وہ عہد میثاق یاد آجائے۔
کفار اپنے ہر کام کو بتوں کے نام سے شروع کرتے تھے ان کا یہ عقیدہ تھا کہ بسم اللات۔ بسم العزیٰ۔ بسم مناۃ۔ بسم نائلہ کے نام سے اس چیز میں برکت ہو جائے گی۔
اس میں ہر مسلمان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے ہر کام کو اللہ کے نام سے شروع کرے تاکہ لفظ اللہ سے برکت اور مدد حاصل کر سکے۔

حضور پُرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی کہ ہر کام بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع کرو یہاں تک کہ دروازہ بند کرو تو اللہ کا نام لو۔ دیا بجھاؤ تو اللہ کے نام سے۔ برتن ڈھانپو تو اللہ کے نام سے مشک کا منہ باندھو تو اللہ کے نام

marfat.com

ہر چھوٹا بڑا کام شروع کرتے وقت اپنے خالق مالکِ حقیقی کا نام لے کر کرو تاکہ اس کی برکت سے مشکلیں آسان ہو جائیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ کھانے کی ابتدا بھی بسم اللہ سے کی جائے اور اگر نہ پڑھی جائے تو شیطان کھانے میں شامل ہو جاتا ہے اس لیے جب بھی یاد آئے یوں پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ اور روایات میں ہے کہ بسم اللہ پڑھنے سے شیطان کھانے سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور کھانے کی برکت لوٹ آتی ہے۔

جب بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل ہوئی تو ایک ابر مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ ہوائیں ٹھہر گئیں۔ دریا جوش میں آیا۔ جانوروں نے سننے کے لیے کان لگائے۔ آسمان سے شیاطین کو شعلے مارے گئے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ بسم اللہ جس شے پر پڑھی جائے میں اس میں برکت عطا کروں گا۔ (تفسیر عماد الدین ابوالفداء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوہریرہ جب تم وضو کرنے لگو تو بسم اللہ پڑھ لیا کرو جب تک تم وضو سے فارغ ہو گے فرشتے تمہارے لیے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔

مسئلہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم مستقل ایک آیت ہے۔ مگر سورت فاتحہ یا کسی سورت کا جزو نہیں اسی لیے نماز میں باآواز نہ پڑھی جائے۔

تراویح میں جو ختم کیا جاتا ہے اس میں ایک مرتبہ بسم اللہ باآواز ضرور پڑھی جائے تاکہ ایک آیت قرآن کی باقی نہ رہ جائے۔

قرآن کریم کی ہر سورت بسم اللہ سے شروع کی جاتی ہے سوائے سورت برأت کے۔ سورت نمل میں آیت سجدہ کے بعد جو بسم اللہ آتی ہے وہ مستقل آیت نہیں بلکہ جزو آیت ہے اس آیت کے ساتھ ضرور پڑھی جائے۔

مباح کام بسم اللہ سے شروع کرنا مستحب ہے ناجائز کام پر بسم اللہ پڑھنا ممنوع ہے۔

حضرت امام اہل سنت عظیم البرکت محدث اعظم شاہ سید ابو محمد سید عبدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس طرح بیان فرمایا۔

حضرت ابوداؤد سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ شافع محشر تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نماز میں بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ مکہ کے لوگ مسیلمہ کو رحمن کہتے تھے مشرکین مکہ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معبود اہل یمامہ یعنی مسیلمہ کذاب کی طرف بلاتے ہیں لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ بسم [illegible] ال کبھی نماز میں باآواز بسم اللہ نہیں پڑھی۔

marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ آواز سے پڑھتے تو مشرکین تمسخر اور استہزاء کرتے اور کہتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یمامہ کے مسیلمہ کی یاد کرتے ہیں جب بسم اللہ نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ نماز میں بسم اللہ آواز سے نہ پڑھی جائے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل نقل فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے مجھ کو آواز سے نماز میں بسم اللہ پڑھتے سنا تو فرمایا! بیٹا یہ بدعت ہے۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کو آواز سے بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا۔

فضائل بسم اللہ:۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں کہ تمام علوم اللہ کی کتابوں کے قرآن کریم میں موجود ہیں اور تمام علوم قرآن سورہ فاتحہ میں ہیں اور تمام علوم سورہ فاتحہ کے بسم اللہ میں ہیں اور خلاصہ تمام علوم کا ب بسم اللہ میں ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ملکہ سبا بلقیس کو خط لکھا تو اس میں لکھا اِنَّہٗ مِنۡ سُلَیۡمٰنَ وَ اِنَّہٗ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اس کی برکت سے بلقیس نکاح میں آئیں اور پورا ملک حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں آ گیا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روم کے بادشاہ۔ شاہ ہرقل نے خط لکھا جس میں درد سر کی شکایت تھی آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ کر ٹوپی میں رکھ دی جب وہ ٹوپی پہن کر بیٹھتا سر درد کافور ہو جاتا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ پڑھ کر زہر پی لیا زہر نے اثر نہ کیا۔

تفسیر با قوال حسنات

بسم اللہ شریف میں تین نام اختیار کیے گئے ہیں۔ اللہ۔ رحمٰن۔ رحیم ہر کام کے اندر دان تینوں ناموں ہی سے حاصل کی جاتی ہے اور ان اسماء کے اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر کام خواہ دنیوی ہو یا اخروی تین ہی چیزوں پر موقوف ہے۔

اول۔ اس کے اسباب جمع کرنا یہ اسم اللہ کے تصرفات ہیں اس لیے کہ یہ اسم ذات ہے جس میں تمام صفات مظہر ہیں۔

دوسرے۔ اس کام کی بقا ابتدا سے انتہا تک ہونا اور یہ اسم رحمٰن کے مقتضیات سے ہے کہ وہ رحیم و کریم اپنے بندوں کی مساعی رائیگاں نہیں فرماتا

marfat.com

تیسرے ہر کام کی ترتیب ضروری ہے تاکہ بالترتیب وہ کام انجام پذیر ہو اور یہ اسم رحیم کے مقتضیات سے ہے کہ وہ رحیم و کریم اپنے بندوں کی محنت کو ضائع نہیں کرتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ۔ بیشک اللہ تم میں سے کسی کا عمل بھی ضائع نہیں کرتا۔

بامحاورہ ترجمہ سورۂ فاتحہ۔ پ ۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝	تمام خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔
اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝	جو نہایت رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝	وہ بدلہ کے دن کا مالک ہے۔
اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝	ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور ہم تیری ہی مدد طلب کرتے ہیں۔
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝	تو ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۝	ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝	نہ ان کا جن پر غضب کیا گیا اور نہ ان کا جو گمراہ ہوئے۔

حلِ لغات سورہ فاتحہ۔ پ ۱

اَلْحَمْدُ۔ تمام خوبیاں	لِلّٰہِ۔ اللہ کے لیے	رَبِّ۔ پرورش فرمانے والا	الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام جہانوں کا
اَلرَّحْمٰنِ۔ رحم کرنے والا	الرَّحِیْمِ۔ بڑا مہربان	مٰلِکِ۔ مالک	یَوْمِ۔ دن
الدِّیْنِ۔ بدلہ	اِیَّاکَ۔ صرف تیری	نَعْبُدُ۔ ہم عبادت کرتے ہیں	وَاِیَّاکَ۔ اور تیری ہی
نَسْتَعِیْنُ۔ ہم مدد طلب کرتے ہیں		اِھْدِنَا۔ تو ہدایت دے ہم کو	الصِّرَاطَ۔ راستہ
الْمُسْتَقِیْمَ۔ سیدھا	صِرَاطَ۔ راستہ	الَّذِیْنَ۔ ان لوگوں کا	اَنْعَمْتَ۔ تو نے انعام کیا
عَلَیْھِمْ۔ اوپر ان کے	غَیْرِ۔ نہ	الْمَغْضُوْبِ۔ غضب کیا گیا	عَلَیْھِمْ۔ جن پر
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	الضَّآلِّیْنَ۔ گمراہ ہوئے۔	

marfat.com

مختصر تفسیر اردو سورۃ فاتحہ۔ پ

سورۃ فاتحہ۔ کھولنے والی۔ شروع کرنے والی۔

فاتحہ کے معنی ابتدا کرنے والی، یہ سورت قرآن پاک کی پہلی سورت ہے اس سورۃ سے قرآن حکیم شروع کیا جاتا ہے۔

اس سورۃ مبارکہ کا نام حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تجویز فرمایا

الف لام، عربی زبان میں تمام اور خاص کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ الف لام استغراقی ہوگا یا عہدی۔ استغراقی کے معنی ہیں کہ ہر حمد ہر زمانے میں ہر حالت میں۔

حمد کا عام ہونا الف لام سے حاصل ہوا۔ حمد کے عام ہونے سے حامد کا عموم حاصل ہو گیا۔ حاصل معنی یہ ہوئے کہ کوئی بھی۔ کبھی بھی۔ کسی حالت میں بھی تعریف کرے وہ اللہ کی ہی تعریف ہوگی کیونکہ مصنوع کی تعریف صانع کی تعریف ہے۔ چاند۔ سورج۔ آسمان۔ زمین۔ گلشن۔ بہار۔ نبی۔ ولی۔ غوث۔ قطب۔ ابدال کی تعریف رب تبارک وتعالیٰ کی ہی تعریف ہے۔ کیونکہ ان سب کا خالق حقیقی وہی ذات ہے۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ط جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو وہ دل سے متقی ہے۔

دوسرے الف لام عہدی ہو اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ خاص حمد اللہ کی ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر حمد رب تبارک وتعالیٰ کے حضور مقبول نہیں صرف وہ حمد بارگاہ رب العزت میں مقبول ہے۔ جو انبیاء و مرسلین اور بالخصوص احمد مرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اسی لیے رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی احمد رکھا گیا یعنی بہت حمد فرمانے والے۔

حمد کے معنی ہیں کسی کی اختیاری خوبی بیان کرنا۔
شکر کے معنی ہیں کسی کی اختیاری خوبی ظاہر کرنا
مدح کے معنی ہیں کسی کی خوبی بیان کرنا چاہے اختیاری ہو یا نہ ہو
لفظ حمد تینوں معنی کو شامل ہے۔ اسی لیے اللہ کے نام ذاتی اور اس کی کچھ صفتوں کا ذکر کیا گیا۔
لفظ اللہ نے حمد کے حقیقی معنی بیان کیے۔
الرحمن الرحیم نے شکر کے معنی بیان کیے۔

marfat.com

مالک یوم الدین۔ سے مدح کے معنی بیان کیے۔
اس آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ تمام حمدیں اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔
لفظ رَبّ کے تین معنی ہیں۔ مالک۔ سردار۔ پالنے والا۔
مالک تو اس لیے کہ تمام جہانوں کا خالق و مالک حقیقی ہے۔
سردار وہ ہے جو بلند مرتبہ و مقام رکھے بے شک حق تعالیٰ سب سے بلند و بالا ارفع و اعلیٰ ہے۔
پالنے والا تمام جہانوں کا جب سے عالم بنا اور جب تک رہیگا اسی کی ربوبیت ہے۔
دنیا میں پالنے والے ماں باپ بھی ہیں جن کے متعلق فرمایا گیا کما ربیانی صغیرا۔
لیکن جب بچہ باپ کی پشت میں ہو اور ماں کے رحم میں آجائے تو نطفہ سے جما ہوا خون بنا پھر گوشت کا لوتھڑا بنا پھر المنا بنے اور روح ڈال گئی پھر اس کا رزق عمر اس کا عمل شقی یا سعید ہونا لکھ دیا جاتا ہے۔
ان اوقات میں ماں باپ کو اس کی پرورش سے کوئی تعلق نہیں ہوتا جب وہ پیدا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ماں کے سینہ سے دودھ کی نہریں جاری کر دیں حالانکہ وہ بھی خون ہی تھا لیکن ماں کی مامتا نے وہ تاثیر پیدا کی کہ اس کا خون دودھ کی شکل میں بچہ کی غذا بنی۔ بچہ کے لیے تنومندی اور نشوونما کا باعث بنا وہی ذات ہے جو رب العلمین کہلانے کی سزاوار ہے۔
العلمین۔ جمع عالم کی ہے عالم علم سے بنا جس کے معنی ہیں پہچان دنیا کو عالم اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی ہر چیز اپنے خالق کی نشانی ہے صاحب مدارج البیان فرماتے ہیں کہ اٹھارہ ہزار عالم ہیں۔
مثلاً عالم ارواح۔ عالم اجسام۔ عالم امکان۔ عالم سفلی۔ عالم علوی۔ عالم ناسوت۔ عالم جنات۔ عالم انسان عالم ملائکہ۔ عالم برزخ وغیرہ وغیرہ۔ یہ دنیا تو ان میں سب سے چھوٹی ہے۔
پھر یہ کائنات جو نظر آ رہی ہے اس میں ہزار ہا قسم کی مخلوق ہے صاحب مدارج البیان فرماتے ہیں کہ صرف انسانوں کی ایک سو پچیس قسم ہیں۔
مردم خور انسان بعض وہ ہیں جن کی آنکھیں سینہ پر تھیں
الرحمٰن الرحیم:۔ لفظ رحمٰن اور رحیم رحم سے بنا۔ رحم کے معنی دل کا نرم ہونا یا کسی پر مہربانی کرنا جن لوگوں کا رحمی رشتہ ہوتا ہے وہ بھی ایک دوسرے پر مہربان ہوتے ہیں اسی لیے انہیں ذوی رحم کہتے ہیں۔
حضرت رب العزت تبارک و تعالیٰ پاک ہے اس لیے فضل و احسان فرمانے والا ہے۔
رحمٰن اور رحیم کے معنی میں فرق۔
رحمٰن کے معنی سب پر عام رحم فرمانے والا۔

marfat.com

رحیم کے معنی خاص خاص پر خاص رحم فرمانے والا۔
پانی۔ ہوا معت۔ بارش۔ سورج کی روشنی بلا فرق سب کو عطا فرمائی یہاں رحمانیت کی جلوہ گری ہے۔
لیکن ایمان۔ ولایت۔ نبوت حکومت۔ عبادت یہ سب کو نہ عطا کیا گیا بلکہ خاص خاص کو عطا کیا گیا ان

میں رحیم کے معنی کا ظہور ہے۔
دوست۔ دشمن۔ مومن۔ کافر۔ گبرو ترسا سب کو اپنی رحمت سے نواز دیا یہ سب صفت رحمانی ہی

کا ظہور ہے۔
لیکن آخرت میں صرف اور صرف ایمان والوں پر رحمت و کرم ہوگا۔ کافر و مشرک پر عذاب ہوگا یہ صفت

رحیمی کا ظہور ہے۔
مَالِکِ:۔ اس لفظ میں اختلاف ہے بعض اسے مَالِک اور بعض مَلِک پڑھتے ہیں۔ مَلِک کا معنی بادشاہ اور

اور مالک کا معنی مالک۔
مُلک کے لفظی معنی تعلق۔ مضبوطی اور قوت کے ہیں۔ بادشاہ کو مَلِک اس لیے کہتے ہیں کہ اس کو اپنی مملوک
رعیت سے تعلق ہوتا ہے اور اس پر قدرت بھی ہوتی ہے۔ لہذا مَلِک پڑھنا بہتر ہے جس کے معنی ہوں گے قیامت

کے دن کا بادشاہ۔
یَوْمِ الدِّیْنِ:۔ عربی میں یوم دن کو کہتے ہیں۔ دن آفتاب کی حرکت سے ہوتا ہے قیامت کے دن اس
آفتاب کو حرکت نہ ہوگی۔ اس لیے یہاں یوم سے مراد وقت یا زمانہ ہے۔ حق تبارک و تعالےٰ قیامت کے سارے
وقت کا مالک ہے۔

دین کے دو معنی ہوئے بدلہ اور انصاف۔
اس دن تمام دینوں حق و باطل اور جملہ معاملات کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔
قیامت کو یوم الدین اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن دنیا کے تمام اعمال کی جزا دی جائے گی۔
اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں عبادت کا صریح حکم فرمایا گیا۔ گویا یوں فرمایا کہ
ہم نے تم کو پیدا کیا لہذا ہم تمہارے اللہ ہیں۔ خالق ہیں۔
پھر تمہاری پرورش کی لہذا ہم تمہارے رب ہیں۔
تم نے گناہ کیا ہم نے رحم کیا لہذا رحمٰن ہیں۔
تم نے توبہ کی ہم نے مغفرت اور بخشش کی لہذا ہم رحیم ہیں۔
جزا سزا کا دن آنے والا ہے ہم لہذا مالک ہیں۔

marfat.com

پس اے بندے تو ہماری عبادت کر لہٰذا اس طرح کہو کہ
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔
نَعۡبُدُ: عبد سے بنا جس کے لغوی معنی اظہار عجز کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں عِبَادَۃٌ یا عُبُوۡدَۃٌ سے بنا ہے۔ عبادت کے معنی عابد بننا عبودیت کے معنی عبد بننا۔
"ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں"۔ عبادت کے اصطلاحی معنی ہیں خالق کی اطاعت کرنا۔
اِیَّاکَ نَعۡبُدُ۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یعنی ہماری عبادت کا مقصود صرف تیری ہی ذات ہے۔
عبادت کی روح یہ ہے کہ انسان دنیا کی تاریکی سے نکل کر حق کے نور اور مشاہدہ جمال میں پہنچ جائے۔ دنیا میں بے چینی ہے عبادت میں چین ہے۔ ارشاد باری ہے کہ
"اے محبوب ہم جانتے ہیں کہ کفار کی باتوں سے آپ کا دل مغموم ہے فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَکُنۡ مِّنَ السّٰجِدِیۡنَ۔ وَاعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ۔ پس تسبیح کیجئے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اور سجدہ کرنے والوں میں ہو جائیے اور اپنے پروردگار کی بندگی کریا تک کہ انجام بخیر ہو۔
وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ یہ عبادت دعا کا وسیلہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے وَابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡهِ الۡوَسِیۡلَةَ (اس کے قرب کے لیے کوئی وسیلہ ڈھونڈو)
عبادت کے مکمل کرنے میں تجھ سے ہی ہم مدد مانگتے ہیں۔ یہاں مدد سے مراد یا تو صرف عبادت میں مدد مانگنا ہے یا تمام امور دینی و دنیوی میں یعنی اے اللہ جس طرح ہم عبادت میں مدد مانگتے ہیں اسی طرح ہر کام میں تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ بندے کو تعلیم ہے کہ وہ حق تعالیٰ پر ہی نظر رکھے اور اسی کو اپنا حقیقی مددگار جانے۔
انبیاء و اولیا سے مدد مانگنا اور استعانت چاہنا حقیقت میں رب تبارک و تعالیٰ سے مدد مانگنا ہے۔
کیونکہ امداد دو طرح سے ہے بالواسطہ یا بلاواسطہ۔
اللہ کے بندوں کی مدد اللہ تعالیٰ کے فیضان کا واسطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غیر خدا سے امداد لینے کا خود حکم فرمایا وَاسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ۔ یعنی مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے اور صبر اور نماز غیر خدا ہیں
ارشاد باری ہے اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰهَ یَنۡصُرۡكُمۡ۔ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کریگا۔
ارشاد باری ہے تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی۔ مدد کرو ایک دوسرے کی بھلائی اور پرہیزگاری کے کاموں میں۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰهِ۔ میرا مددگار کون ہے اللہ کی طرف۔
قرآن عظیم نے جگہ جگہ استعانت لغیر اللہ کا حکم فرمایا۔

marfat.com

صحابہ کرام کی ایک جماعت کا نام ہے انصار جس کے معنی مددگار کے ہیں یہ لقب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عطا فرمایا تھا۔

انسان نے ماں باپ کی مدد سے پرورش پائی طبیب کی مدد سے شفا پائی۔ اولیاء انبیاء کرام سے مدد مانگنا جائز ہے جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد و استعانت تو رب تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ کی ہے اور یہ حضرات اس کے مظہر ہیں۔

ارشاد باری ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ
اے مسلمانو! تمہارا مددگار اللہ، رسول اور وہ مسلمان ہیں جو زکوۃ دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بھی مددگار ہے اور مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں مگر رب تعالیٰ بالذات اور مسلمان بالعرض۔

مشکوۃ باب السجود میں ہے کہ

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا سَلْ، مانگ۔ میں نے عرض کیا میں آپ سے جنت میں آپ کی معیت مانگتا ہوں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کچھ اور مانگ۔ میں نے عرض کیا بس یہی مراد حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

فرمایا اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کرو۔

چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت ربیعہ کو یہ نہیں فرمایا کہ تم مجھ سے مدد مانگ رہے ہو خدا کے سوا بلکہ فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے اور پھر عطا بھی فرمادیا۔ بشارت بھی دے دی۔

تفسیر کبیر پارہ الٓمٓ میں وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی جنگل میں پھنس جائے تو کہے اَعِيْنُوْنِيْ عِبَادَ اللّٰهِ يَرْحَمْكُمُ اللّٰهُ۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو رب تم پر رحم کرے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں صفحہ ۲۰ پر فرماتے ہیں جاننا چاہیئے کہ کسی غیر سے مدد مانگنا اس طریقہ پر کہ اس کو مدد الٰہی نہ سمجھے حرام ہے اور اگر حق تعالیٰ سے توجہ رکھے اور اس کو اللہ کی مدد کا مظہر جان کر مدد مانگے تو شریعت میں بھی جائز ہے اور اس کو انبیاء اولیاء کی مدد کہتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

" اللہ کے کام جیسے لڑکا دینا۔ رزق بڑھانا۔ بیمار کو شفا دینا مسلمان ان امور کو حکم الٰہی اس کی مخلوق کی خاصیت سے جانتے ہیں جیسے دوائیں۔ عقاقیر یا اس کے نیک بندوں کی دعائیں جو رب سے مانگ کر لوگوں کی حاجت روائی

marfat.com

کرتے ہیں۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں ؎

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى ۔۔۔ جُدْ لِيْ بِجُوْدِكَ وَاَرْضِنِيْ بِرِضَاكَ
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ لَمْ يَكُنْ ۔۔۔ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سید الشریف عبدالقادر رضی اللہ عنہ مصنفہ ملا علی قاری ص۲۲ میں حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان مبارک نقل کیا ہے کہ

جو کوئی رنج و غم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج و غم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ سختی دور ہوگی جو کسی حاجت کے وقت مجھے اپنے رب کا وسیلہ بنائے اس کی حاجت پوری ہوگی۔

پھر نماز غوثیہ کی ترتیب بیان کی جس میں دو رکعت نفل پڑھے جاتے ہیں ہر رکعت میں گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام پھیر کر ۱۱ بار صلوٰۃ و سلام پڑھے پھر بغداد کی طرف شمالی جانب ۱۱ قدم چلے اور میرا نام لے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں قَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ مِرَارًا فَصَحَّ ۔ بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا، مفید پایا۔

دیوبند کے شیخ مولانا محمود الحسن نے اپنے چھ پاروں کا حاشیہ لکھا۔ بقیہ مولانا شبیر احمد عثمانی نے۔ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ ہاں اگر کسی مقبول بندے کو واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے حاصل کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت رب تبارک و تعالیٰ سے استعانت ہے۔

(نوٹ:۔ استعانت پر مفصل و مدلل بحث جلد سوم پارہ ۲۸ میں ملاحظہ کریں)

اِهْدِنَا:۔ ہدایت دے۔

ہدایت عربی زبان کا ایک بڑا لفظ ہے اس کے معنی میں کئی باتیں شامل ہیں۔ راستہ دکھانا ۔ سیدھا راستہ پر چلانا ۔ منزل مقصود پر پہنچا دینا۔

یعنی دعا یہ ہے کہ ہمیں اگر راستہ معلوم نہ ہو تو وہ دکھا دے اور جو راستہ کا علم رکھتے ہیں انھیں اس پر چلنے کی توفیق بخش ہو نیک راستہ پر چل رہے ہیں انہیں اس پر قائم رکھ تاکہ اپنی کامیابی کی منزل حاصل کر سکیں کیونکہ یہ راہ ہم اپنے علم اور عقل سے دریافت نہیں کر سکتے کیونکہ علم محدود اور عقل محدود ہے۔

اس لیے ہم اسی ذات اقدس سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں ایسی راہ بتا دے جس میں کجی نہ ہو بلکہ مکمل اور استوار بھی ہو۔

یہ دعا ہم جمع کے صیغے نا میں اس لیے کرتے ہیں تاکہ ہر شخص کا ذاتی تعلق پوری امت سے قائم رہے۔ اور

marfat.com

آپس میں اتحاد و اتفاق سے یہ تعلیم سوائے اسلام کے آپ کو کہیں نہیں ملے گی۔

اللہ تعالٰے نے یہ ہر نمازیں مقرر کر دی تاکہ صبح و شام رات دن ہر وقت انسان اپنی زندگی کے معاملات میں اللہ سے راہنمائی حاصل کر سکے۔

"اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ" یعنی چلا ہم کو سیدھے راستہ پر۔

صراط، صَرط سے بنا جس کے معنی ہیں نگل لینا۔ کیونکہ راستہ مسافر کو اپنے اندر اس طرح لے لیتا ہے جیسے کھانے والا لقمہ کو۔ اس لیے راستہ کو صراط کہتے ہیں۔

اصطلاح میں صراط شارع عام اس راستہ کو کہتے ہیں جس میں چند آدمی مل کر چل سکیں۔

کیونکہ دعا سب کے لیے مانگی گئی ہے اس لیے صراط ہی فرمانا بہتر تھا۔ اس جگہ صراط اس لیے بولا گیا کہ پل صراط یاد آجائے کہ اے اللہ ہمیں اس راستہ پر چلا جس سے پل صراط کو آسانی سے طے کرلیں۔

اَلۡمُسۡتَقِیۡمَ:۔ استقامت سے بنا اس کے معنی ہیں سیدھا ہونا۔ سیدھا راستہ وہ ہے جو بہت جلد آدمی کو منزل مقصود تک پہنچا دے۔ ٹیڑھا راستہ مسافر کو منزل تک پہنچا ہی نہیں سکتا۔ جو راستہ ذات الٰہی تک پہنچا دے وہ صراط مستقیم ہے۔

"صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ" اے اللہ ہم ان کا راستہ مانگتے ہیں جن پر تو نے احسان فرمایا۔"

معلوم ہوا کہ سیدھے راستے کی پہچان یہ ہے کہ اس کو اللہ کے نیک بندے اختیار کریں۔

اَنۡعَمۡتَ:۔ انعام سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں نعمت دینا۔ نعمت لغت میں نرمی کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں سرور و لذت کو نعمت کہتے ہیں جس میں راحت حاصل ہو۔

ایک نعمت یہ ہے کہ ایمان اور عمل سے جنت حاصل ہو جیسے مطیع و عابد بندہ کو

دوسرے بغیر عمل کے جنت حاصل ہو جیسے مسلمانوں کے نابالغ فوت شدہ بچے حدیث پاک میں آیا ہے کہ وہ حشر کے اپنے والدین کو جنت میں لے جائیں گے

تیسرے بغیر کسی سبب کے جنت حاصل ہو جیسے حور و غلمان اور وہ مخلوق جو جنت کو پر کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ آیت کا مقصد یہ ہوا کہ

اے اللہ! ہم کو ان لوگوں کے راستہ پر چلا جن کو تو نے دینی نعمتوں سے نوازا وہ لوگ وہ ہیں جن کا خود قرآن پاک میں ذکر فرمایا۔ اُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ ۚ وہ چار گروہ ہیں پیغمبر، صدیقین، شہداء اور اللہ کے نیک بندے۔

اسلام صدیقین کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو نبی علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق فرمانے والے

marfat.com

ہی صداقت قول۔ عمل و ایمان میں کامل موجود تھے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کو صحابی فرمایا اور متقی کا خطاب عطا کیا۔
ارشاد ہے اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ جب فرما رہے تھے اپنے صاحب سے غم نہ کر۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔
دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَسَیُجَنَّبُہَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی۔ اور عنقریب اس سے الگ کریں گے اس کو جو سب سے زیادہ متقی ہے اور اپنا مال دیتا ہے تاکہ ستھرا ہو۔
پہلے خدا کے انعام کا ذکر تھا اب غضب کا ذکر ہوا جس سے بندہ کو خوف پیدا ہو کیونکہ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ۔
غَیْرِ۔ کے تین معنی ہیں۔ نہ۔ سوا۔ مگر۔
غضب کے لفظی معنی ہیں جوش۔ بدلنا۔
اصطلاح میں غضب اس حالت کا نام ہے جو دل میں بدلہ لینے کے خیال پر جوش پیدا ہوتا ہے جس سے اس کا حال پلٹ جاتا ہے۔
اللہ تعالےٰ چونکہ دل سے اور حالت پلٹنے سے پاک ہے اس لیے یہاں اس کے معنی ارادہ عذاب کے ہونگے۔
ضَالّ:۔ ضَلَالٌ سے بنا جس کے معنی ہیں حیرت جو شخص حیران ہو اسے کہتے ہیں ضالّ۔
عام عرف میں ضالّ کے معنی گمراہی یعنی بدعقیدہ ہیں۔ قرآن پاک میں جہاں انبیاء کرام کے لیے ضلال فرمایا جیسے وَوَجَدَکَ ضَالًّا فَہَدٰی۔ وہاں لغوی معنی وارفتگی یا حیرت کے ہوں گے جو شخص کسی نبی کو گمراہ تصور بھی کرے وہ خارج از اسلام ہے۔
حدیث پاک میں آتا ہے کہ مَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ سے مراد قوم یہود اور ضَالِّیْن سے نصاریٰ مراد ہیں۔
مَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ سے مراد بدعمل۔ فاسق فاجر بھی ہیں اور ضَالِّیْن سے مراد کفار ہیں جو خدا کے منکر ہیں۔
اٰمِیْن:۔ قبول فرما۔
آمین۔ اسم فعل ہے اس کے معنی ہیں قبول کر۔ یہ قرآن پاک کی آیت نہیں۔ البتہ سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہے جو ہر دعا کے بعد کی جائے۔
حضرت جبریل امین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ فاتحہ کے لیے آمین ایسی ہے جیسے کہ کتاب کے لیے مہر جس طرح مہر کے بغیر کتاب مکمل نہیں ہوتی اسی طرح بغیر آمین سورۃ فاتحہ مکمل نہیں ہوتی۔
حضرت وہب فرماتے ہیں کہ آمین میں چار حرف ہیں آمین کہنے والے کے لیے چار فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

marfat.com

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جب امام وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو۔ کیونکہ فرشتے بھی اس وقت آمین کہتے ہیں جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی اس کے تمام گناہ بخش دیے گئے۔

امام کے پیچھے آمین آہستہ کہنی چاہیے اور نماز کے علاوہ بھی آہستہ ہی کہنا بہتر ہے۔ ارشاد باری ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً۔ یعنی اپنے رب سے عاجزی اور زاری کے ساتھ اور چپکے سے دعا کرو۔

آمین بھی ایک دعا ہے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نماز پڑھی جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھا تو فرمایا اٰمِيْن وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ یعنی اپنی آواز پست کی۔ آمین آہستہ پڑھی۔

اس حدیث کو امام احمد، ابوداؤد طیالسی، طبرانی، دارقطنی نے اپنی سنن میں روایت کیا اور فرمایا کہ یہ صحیح الاسناد ہے

حضرت امام ابوحنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نخعی فرماتے ہیں کہ چار چیزوں کو امام آہستہ کہے۔ ثنا، سبحانک اللھم، تعوذ، بسملہ، آمین۔

اس سورۂ مبارکہ کے کئی ایک نام ہیں اور اس کے فضائل بھی بے شمار ہیں قرآن مجید میں ارشاد باری ہے۔
◼ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ اور بیشک دیں ہم نے آپ کو سات آیتیں جو دہرائی جائیں اور قرآن عظمت والا۔

یعنی سبع مثانی الحمد شریف کا نام ہے اور یہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اور بخاری مسلم میں ہے کہ اس سے مراد الحمد شریف ہی ہے

اور اس کے تقریباً ستر نام احادیث میں ملتے ہیں اور وہ یہ ہیں

سورۃ الحمد۔ اس لیے کہ اس کی ابتدا ہی حمد سے ہے۔

سورۃ الشکر۔ اس لیے کہ حمد کی بنیاد شکر ہے جس نے حمد کا طریقہ جان لیا اسے قواعد شکر بھی آ گئے۔ روایت میں ہے اَلْحَمْدُ رَأْسُ الشُّكْرِ حمد شکر کا سر ہے۔

سورۃ الکنز۔ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ یہ سورۂ مبارکہ اس خزانہ سے نازل ہوئی جو کہ زیر عرش ہے۔ اسی بنا پر اس کا نام سورۃ الکنز ہوا۔

سورۃ المناجات۔ اس لیے کہ بندہ حق کے حضور میں اس کا جو متعلق ہو مناجات کرتا ہے۔

سورۃ التفویض۔ بندہ ایک کوشش ہی کہ اپنے تمام امور حضرت حق کے سپرد کر دیتا ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا اَللّٰهُمَّ خِرْ لِيْ وَاخْتَرْ لِيْ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ

marfat.com

سورۃ الفاتحہ:۔ پنجگانہ صلوٰۃ مفروضہ اور نافلہ میں ابتدا اسی سورۃ مبارکہ سے ہوتی ہے۔

سورۃ الوافیہ:۔ اس کا پڑھنے والا کافی ووافی اجر پاتا ہے۔

سورۃ الشافیہ:۔ حضور نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شِفَآءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ۔ الحمد تمام امراض کے لیے شفا ہے اور فرمایا فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَآءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ۔ اس بنا پر اس کا نام شافیہ ہوا۔

سورۃ الرقیہ:۔ رقیہ کہتے ہیں منتر پڑھ کر دم کرنے کو جس سے مریض کا مرض دفع ہوتا ہے ایک صحابی نے مرگی والے پر یہ سورۃ مبارکہ پڑھ کر دم کیا وہ شفایاب ہو گیا۔

ایک صحابی نے حالت سفر میں مار گزیدہ کے لیے پانی پڑھ کر دم کیا اور پلایا وہ شفا پا گیا۔

سورۃ الاساس:۔ نماز کی بنیاد اسی سورۃ پر ہے لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ بنا بریں اسے سورۃ الاساس فرمایا گیا۔

سورۃ الصلوٰۃ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جان عزیز کی سید الطیبہ علیہ التحیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے مابین تقسیم کیا ہے۔

جب بندہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے میرے بندے نے مجھے یاد کیا۔

جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میری خوبیاں بیان کر رہا ہے۔

جب اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے ارشاد ہوتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی و عظمت بیان کی۔

جب مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہتا ہے ارشاد ہوتا ہے اب یہ میری ملکیت تامہ ظاہر کر رہا ہے۔

جب کہتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے یہ قول میرے اور بندے کے مابین مشترک ہے عبادت میرا حق ہے اور استعانت بندہ کا حق ہے۔ اس نے ایاک نعبد کہہ کر میرا حق ادا کیا اور ایاک نستعین کہہ کر اپنا حق مجھ سے طلب کیا۔

جب بندہ کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ حضرت جلت عظمتہ فرماتا ہے یہ مضمون تمام بندے کے حق میں ہے۔ میں اس کا مطالبہ پورا کروں گا سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔ مغضوب علیہم سے بچاؤں گا گمراہی سے اسے محفوظ رکھونگا۔ بنا بریں اس سورہ مبارکہ کا نام سورۃ الصلوٰۃ ہوا۔

سورۃ سبع مثانی:۔ چونکہ اس سورہ مبارکہ میں سات آیتیں ہیں بنا بریں سبع ہوئی اور مثانی اس لیے کہ فرائض و نوافل میں اس کا پڑھنا واجب ہے۔ فرضوں میں ابتدائی دو رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے۔ مقتدی ہو

marfat.com

تو اس کا علم آگے آرہا ہے اور منفرد پر واجب ہے کیونکہ یہ سبع مثانی کہی گئی۔

بعض نے فرمایا رب جل وعلا کی راہ کے سات راستے ہیں اور ہر راستے کے دروازے کی کنجی الحمد ہے ہر آیت ہر اک دروازہ کی کنجی ہے۔

جب مصلی اس سورت مبارکہ کو پڑھ لیتا ہے تو ساتوں راستے کے دروازے کھل جاتے ہیں اور وہ سات دروازے یہ ہیں۔

باب ذکر۔ باب شکر۔ باب رجاء۔ باب خوف۔ باب اخلاص۔ باب دعا۔ باب نفس۔

سورۃ قرآن عظیم:۔ اس لیے اس کا نام ہے کہ سب سے اول یہ سورت قرآن کریم میں آتی ہے اور اس سورۃ مبارکہ کا اجر عظیم ہے۔

سورۃ تعلیم مسئلہ:۔ اس لیے اس کا نام ہے کہ اس میں اللہ تعالےٰ نے بندے کو سوال کرنے کے آداب بتائے ہیں

سورۃ کافیہ:۔ اس لیے نام ہے کہ اس سورۃ مبارکہ کی قراءت اجر میں تمام قرآن کے برابر ہے۔

سورۃ ام الکتاب:۔ اس لیے فرمایا کہ تمام قرآن کریم اس سورۃ مبارکہ میں ہے جیسے تمام انسان بطن ام میں مخفی ہوتے ہیں۔

سورۃ ام القرآن:۔ بھی اس کا نام مذکورہ وجہ سے ہوا۔

سورۃ الرحمۃ:۔ یہ سورۃ مبارکہ رحمت اس وجہ سے ہے کہ اس میں وہ سات حروف نہیں جو سات عذابوں کے لیے بیان ہوئے یعنی

ث۔ جیم۔ خا۔ زا۔ شین۔ ظا۔ فا۔

۱:۔ ث سے عذاب ثبور ہے یعنی ہلاکت۔

۲:۔ ج سے جحیم ہے۔

۳:۔ خ سے خزی یعنی ہر طرح کا خسران

۴:۔ ز سے زفیر جو آواز اہل جہنم ہے یا زقوم جو اہل جہنم کی غذا ہے۔

۵:۔ ش سے مراد شہیق اہل نار ہے جیسا کہ ارشاد ہے لہم فیہا زفیر و شہیق۔

۶:۔ ظ سے مراد لظیٰ ہے کہ طبقہ جہنم کا نام ہے۔

۷:۔ ف سے مراد فراق کہ ہر جہنمی علیحدہ علیحدہ قید تنہائی میں ہو۔

مختصر فضائل سورۃ مبارکہ

جو شخص اس سورت کو بخشوع وخضوع تلاوت کرتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے ساتوں قسم کے عذاب

marfat.com

سے محفوظ ہو جاتا ہے

انسان میں تین چیزیں ایسی ہیں کہ شیطان ان کی مدد سے انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔
اول شہوت کہ اس کی وجہ سے ہر ظلم اس کے لیے جرم محسوس نہیں ہوتا۔
دوم حرص۔ کہ اس کی وجہ سے انسان اپنے رب کی نافرمانی کر گذرتا ہے۔
سوم غضب کہ اس کی وجہ سے وہ غیر پر ظلم روا سمجھتا ہے۔
جو شخص اس سورۃ مبارکہ کو بہ نیت دعا پڑھتا ہے وہ ان تینوں بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں

وَاِطْلَاقُ ذَالِكَ عَلَى الْفَاتِحَةِ لِاَنَّهَا تُكَرَّرُ قِرَاءَتُهَا فِي الصَّلٰوةِ۔ اسے سبع مثانی اس وجہ میں کہا گیا کہ اس کا نماز میں دوبارہ پڑھنا لازم و واجب ہے۔

اور ایک قول حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے اور مجاہد بھی کہتے ہیں کہ اِنَّ اِطْلَاقَ الْمَثَانِي عَلَى الْفَاتِحَةِ لِاَنَّ اللّٰهَ سُبْحٰنَهٗ اِسْتَثْنَاهَا وَادَّخَرَهَا لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ۔ اس سورۃ مبارکہ پر مثانی کا اطلاق اس وجہ میں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مستثنیٰ کر کے اس امت کے لیے محفوظ رکھا فَلَمْ يُعْطِهَا لِغَيْرِهِمْ تو یہ سورۃ سوائے امت مرحومہ کسی کو نہ عطا کی گئی۔

اور قرآن عظیم جو اس کے بعد فرمایا اس کے متعلق بخاری ابی سعید بن معلی سے راوی ہیں۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحمد للہ وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا۔

حضرت ابی سعد بن معلی سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ دیکھو میں تمہیں مسجد سے باہر جانے سے پیشتر قرآن حکیم کی ایک اہم سورۃ بتاؤں گا آپ میرا ہاتھ پکڑ کر چلے پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ سورت الحمد ہے جس کی سات آیتیں ہیں اور وہ بہت بڑا ورثہ ہے جو مجھ کو عطا ہوا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرئیل امین حاضر تھے کہ ایک فرشتہ آسمان سے حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ مژدہ ہو کہ آپ کو خداوند تعالیٰ نے دو نور عطا فرمائے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے۔

ایک سورۃ فاتحہ اور دوسرا سورۃ بقرہ

سورۃ فاتحہ کے مسائل

۱۔ ہر نماز میں اس سورت کا پڑھنا واجب ہے۔

marfat.com

۱۲۔ امام کے پیچھے مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنا سخت منع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا جب قرآن پڑھا جائے تو تم خاموش رہو یعنی کان لگا کر سنو۔

لہٰذا جو شخص امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتا ہے وہ اس آیت کے خلاف عمل کرتا ہے۔

مسلم شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا۔ جب امام تلاوت قرآن کرے تو تم خاموش رہو۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہے مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ امام کی قرات یعنی قرآن پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے۔

مذہب حنفی میں یہی مسلک مذہب ہے کہ امام کی اقتداء میں الحمد نہ پڑھی جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعود اور تقریباً اسی جلیل القدر صحابہ نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے سے منع کیا ہے پوری تحقیق کے لیے طحاوی، مؤطا امام محمد، شامی جلد اول باب القراءۃ کا پوری طرح مطالعہ کیا جائے

اس سورۃ مبارکہ کی سات آیتیں ہیں اور دوزخ کے دروازے بھی سات ہیں جو شخص ان سات آیتوں کے پڑھنے کا پابند ہوگا انشاء اللہ اس پر دوزخ کے دروازے بند ہو جائیں گے۔

مفصل تفسیر اردو سورۃ الفاتحہ۔ پ ا باقوال حسنات

اَلْفَاتِحَة

شانِ نزول:۔ سورۂ فاتحہ یہ ہے جو حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ حضرت امیر المومنین اسد اللہ کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ

یہ سورۃ مبارکہ مکہ میں نازل ہوئی

اور کیفیت واقعہ یوں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں سوئے صحرا جاتا ہوں ایک آواز سنتا ہوں کہ کوئی پکارتا ہے یا محمد اور ایک شخص نورانی دیکھتا ہوں کہ ایک تخت طلائی پر آسمان و زمین کے مابین معلق کھڑا ہوا ہے میں اس سے خوفزدہ ہو کر واپس آجاتا ہوں

جب یہ حادثہ مکرر سہ کرر ہوا تو ورقہ بن نوفل سے جو ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی

marfat.com

تھے۔ توریت و انجیل کے عالم تھے اور احبار و نصاریٰ میں ممتاز تھے میں نے ان سے ذکر کیا۔

ورقہ نے سن کر عرض کیا۔ آئندہ جب آپ یہ آواز سنیں بجائے خوف زدہ ہونے کے ٹھہریں اور سنیں۔ کہ وہ کیا کہتا ہے۔

چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ آواز آئی اور کوئی پکارا یا محمدؐ۔

میں نے کہا لبیک میں حاضر ہوں تو وہ بولا اَنَا جِبْرِیْلُ وَاَنْتَ نَبِیُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ میں جبریل ہوں اور آپ اس امت کے نبی ہیں۔ پھر کہا فرمائیں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ پھر کہا۔ فرمائیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اِلٰی اٰخِرِهٖ۔ یعنی تمام تعریف و ثنا صرف اللہ تعالےٰ کے لیے ہے جو تمام عالموں کا پرورش فرمانے والا ہے۔

یہ سورۃ پاک بندگان الٰہی کی زبان پر نازل ہوئی۔

یعنی بندہ کو چاہیئے کہ بحالت مناجات اور بوقت دعا اس طرح اپنے رب کی حمد کرے۔

اور صفت رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس لیے لائی گئی تاکہ تعریف و ثنا ایک ہی ذات کے لیے مختص سمجھی جائے اس لیے کہ

صفت ربوبیت سوائے ذات تعالیٰ شانہٗ کسی میں نہیں۔

اس لیے کہ ربوبیت پرورش کرنے کو کہتے ہیں اور پرورش کرنا یہ ہے کہ کسی شے کو بتدریج حد کمال تک پہنچانا۔ بلاشبہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ جیسے باغبان کہ بیج زمین میں بو کر اسے پانی دیتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ پودہ بن کر بڑھنے لگتا ہے اور باغبان اسکی نگرانی کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ برگ و بار نکال کر حد کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

ایسے ہی باپ اور ماں اپنی اولاد کے حق میں ربوبیت کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

لیکن یہ ربوبیت کبھی خاص ہوتی ہے کہ صرف ایک دو بچوں تک محدود ہو۔

ایسے ہی باغبان کہ اس کی ربوبیت ایک دو باغ تک محدود ہوتی ہے۔

یا بادشاہ اور امیر کہ اس کی ربوبیت ہو تو سلطنت و لشکر تک محدود ہوتی ہے اس قسم کی ربوبیت پر کوئی رب قابل عبادت نہیں سمجھا جا سکتا۔ اور ایسے رب کو موحد و مشرک کوئی بھی معبود نہیں مانتا۔

اور ایک ربوبیت عام ہوتی ہے جو ایک دو نوع یا چند انواع تک رہتی ہے۔

جیسے ربوبیت آفتاب و ماہتاب یا ربوبیت عناصر یعنی روحانیات جو عنصر کے ساتھ متعلق ہوتی ہے جیسے جلانا کہ آگ سے متعلق ہے یا سیراب کرنا پانی سے تعلق رکھتا ہے۔

اس قسم کی ربوبیت کو عامہ مشرکین قابل عبادت جانتے ہیں اور اسے پوجتے ہیں۔ اور اشراقین کے مذہب

marfat.com

ہیں اور فلاسفہ کے عقائد میں انھیں ارواح ونفوس کہتے ہیں۔ اور اصطلاح اہل دعوت میں انہیں کو مؤکلات کہتے ہیں۔

لیکن یہ ربوبیت بھی اگرچہ عام ہو مگر عالموں میں سے ایک عالم تک محدود ہے۔

مثلاً ربوبیت آفتاب عالم میں حرارت ویبوست ہے۔

اور ربوبیت ماہتاب عالم میں برودت ورطوبت ہے۔

تو جب یہ ربوبیت بھی خاص ہی ہوئی تو اسے قابل عبادت ولائق ثنا نہیں مانا جا سکتا تو جو لائق ثنا وستائش ہے۔

وہ صرف ایک ذات واجب تعالیٰ شانہ ہے جس کا نام رب العالمین ہے۔

اس کی ربوبیت تمام عالم میں سارٗ و دائر ہے۔

چنانچہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (رب العالمین کون ہے) تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا (جو پرورش کرنے والا ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو ان کے درمیان ہے سب کی) یہ سن کر فرعون متعجب ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اور صفات سے پھر فرمایا رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ (وہ تمہارے باپ دادا جو پہلے گذر چکے ان کا بھی اور تمہارا بھی پرورش کرنے والا ہے)

پہلے جواب میں ربوبیت مکانی کا بیان فرمایا پھر دوبارہ ربوبیت عامہ ازمنہ کی ظاہر کی اس لیے کہ فرعون اس قسم کی ربوبیت کو مستبعد سمجھتا تھا کہ ایک ذات ازمنہ متطاول پر امکنہ متعددہ پر کس طرح اظہار ربوبیت کر سکتا ہے۔ اور اسی وجہ میں فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جنون کا وہم کرنے لگا۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیسری بار اور ربوبیت حق کو عام ظاہر فرمایا۔ اور فرعون سے کہا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَا (وہ مشرق اور مغرب اور جو ان کے درمیان ہے سب کا پرورش کرنے والا ہے) یعنی تو اسی صفت کو خلاف محال جان رہا ہے حالانکہ اس ذات پاک کی ربوبیت امکنہ وازمنہ میں اتنی عام ہے کہ اس کی کوئی انتہا نہیں۔

چنانچہ ثابت ہوا کہ وہی قابل عبادت ولائق ثنا ہے کہ ہر چیز اس کی ربوبیت جنس ونوع وشخص کے ساتھ مقید نہیں اور ہر چیز اس کی محتاج ہے۔

اس تقریر سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ اگرچہ ربوبیت غیر ذات واجب تعالیٰ شانہ کے لیے بھی ظاہراً ثابت ہے لیکن حقیقت ربوبیت خاص وعام مختص بذات واجب تعالیٰ شانہ کے لیے ہے اس لیے کہ بِیَدِهٖ الْاَشْیَآءُ وَ حَقٌّ

marfat.com

انُعَدِّم (اس نے عدم سے اشیاء کو ایجاد کیا) اور اسباب کا ظہور اور انتفاع و پرورش اور دفع موانع انتفاع سوائے اس ایک ذات کے کسی سے متصور نہیں۔

اس لیے کہ ارباب دیگر اول تو مخلوق ہیں دوسرے ان کی ربوبیت اور قدرت رفع موانع بلا عطاء الٰہی کسی کو نہیں اسی وجہ میں حضرت خلیل علیہ السلام نے ان ارباب کو اپنی نظر سے ساقط فرما دیا۔

اور ملت حنیفی اختیار فرما کر کہا۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (میں نے اپنا چہرہ اس اللہ کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ایک رخ ہو کر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں)

اور اس اعتراف و اقرار کو اللہ تعالے نے پسند فرما کر آپ کو امام علل اور خطیب الانبیاء اور خلیل اللہ کا خطاب بخشا۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔

* اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وہ رب العٰلمین بھی ہے اور رحمٰن ورحیم بھی۔

یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ لوازم ربوبیت اور شرائط پرورش دو قسم کی رحمت پر ہیں

اول رحمت وہ ہے جو عین پرورش میں ہوتی ہے یہ رحمت اگر نہ ہو تو پرورش متصور ہی نہ ہو۔

اور اس رحمت کی حقیقت یہ ہے کہ

جسکی پرورش کی جاتی ہے اس کی طرف کامل توجہ۔ اس کی حاجتیں پوری کرنے اور اس کی ضروریات پر نظر رکھتے ہوئے ہر آن اسے پرورش کیا جائے اور یہ رحمت اسم رحمٰن سے تعبیر فرمائی گئی۔

دوسری قسم رحمت کی یہ ہے کہ بعد پرورش اس کے کمال کو مترتب کیا جائے مثلاً ایک شخص پودا لگا کر اسے درخت تک پہنچائے۔ اس کے بعد اس کے پھل پھول سے مربا، اچار، گلقند، سرکہ وغیرہ حاصل کرے اور یہ فوائد اس سے عَلٰی مَنتَہَی الْمَقْصُوْدِ حاصل کرے۔

اس رحمت کو رحیم سے تعبیر کیا گیا۔

تو یہاں رحمان و رحیم دو نام لا کر اس طرف اشارہ فرمایا گیا کہ ربوبیت آلٰہی تمام عالموں کے حق میں جبتک اس کا وجود ہے دوامی ہے اور جب وہ فنا ہو جائے اس حال میں بھی وابستہ ہے اور

اسی کا نام معاش و معاد ہے۔

اور اگر ادنیٰ غور و تامل سے دیکھا جائے تو ذرات عالم کے ہر ذرہ میں معاش و معاد ہے۔

مثلاً کھانا ہے اسے انسان کھاتا ہے اس کی ابتداء دانہ کی کاشت سے شروع ہو کر اس کی غایت کیلوس

marfat.com

تک ہے۔

اس کے بعد معاد یہ ہے کہ وہ پارۂ نان خون ہو کر جزو بدن ہوتا ہے اور اسی کا ایک جزو علاوہ نطفہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور اسی کا ایک حصہ نطفہ بن کر بچہ کی شکل میں بدلتا ہے۔

غرضیکہ اسی کے اجزا آب بینی، لعاب دہن اور چرک چشم بنتے ہیں، اسی کے ایک جزو سے بال بن جاتے ہیں۔

وقس علیٰ ہذا، غرضیکہ اسی طرح تمام اشیاء میں معاش و معاد متحقق ہے اور انتظام معاش تمام اشیاء عالم بصفت رحمانیت سے وابستہ ہے۔

اور حسن معاد ہر شے کا عالم میں باقتضاء صفت رحیمی ہے۔

"مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ مالک روز جزاء کا" ایک قرات میں مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ بھی آیا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں "بادشاہ روز جزا کا"۔

یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ

مالک جمیع اشیاء ہر آن و ہر ساعت حق تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا حقیقتاً کوئی نہیں۔

اس لیے کہ خالق کل اشیاء وہی ہے تو مالک بھی وہی ہے ایسے ہی مَلِک یعنی بادشاہ بھی حقیقتاً ہونا اسی کا خاصہ ہے وہی ہر آن و ساعت ہر شے پر حکمران اور ہر شے کا حاکم ہے۔

لیکن روز جزا کا مالک ہونا اور ملک ہونا اس کا بنظر خاص دو نام میں حقیقت و مجاز ظہور فرما رہا ہے۔

اور حکمت الٰہی متقاضی ہے کہ مخلوق کو بھی ملک و ملک کا کچھ حصہ عطا ہو تا کہ کارخانۂ عمل صحیح ہو۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ انسان مستعد تکلیف و قبول احکام الٰہی بموجب اپنی جبلت کے ہے اس لیے اسے اس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

لہٰذا بعض اشیاء اگر اس کی ملک میں نہ ہوتے اور بعض کا بعض پر کسی نوع سے اس کا حکم جاری نہ ہو تو اس کے اعمال طالح و صالح پر اس سے کس طرح بازپرس صحیح ہوتی۔

علی الخصوص وہ عمل جن کا تعلق مال اور ذبح حیوانات اور عطائے صدقات اور ادائے نفقات سے ہے اور اس قسم کے بہت سے اعمال ہیں جن کا تعلق رعیت و رعایا سے ہے یہ بغیر حکمرانی ناممکن ہے۔

بنا برایں بمقتضاء حکمت اس دنیا میں بندے کو بھی حکومت و ملوکیت عطا کی گئی تا کہ روز جزاء میں بندہ اپنی معذوری اور بے حکمی کا عذر نہ لا سکے اور اس کی ایسی حجتیں کلیتہً زائل ہو جائیں۔

اور روز جزا جسے یوم الدین فرمایا گیا اس دن پاداش عمل درست ہو۔

اور اس دن کسی کی ملکیت اور کسی کا تصرف نہ رہے، اس لیے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فرما کر مطلع کر دیا کہ اس دن

marfat.com

جزا و سزا صرف اور صرف ہم ہی دینے والے ہیں۔

ویسے اس دن کو یوم القیامہ۔ یوم البعث والنشور وغیرہ بھی فرماکر اس طرف اشارہ فرمادیا کہ اس دن صرف اور صرف ہماری ہی ذات ہوگی اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ آج کس کی بادشاہی ہے اللہ اکیلے زبردست کی بھی فرمادیا۔

یہاں یہ سمجھ لینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے حمد کو اول اسم ذات کے ساتھ متعلق فرمایا اس کے بعد تین صفتیں بیان فرمائیں۔

اول رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ میں صفت ربوبیت۔

دوسرے الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں صفت رحمت۔

تیسرے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں صفت جزا۔

اس طریق بیان میں عجیب و دقیق نکتہ ہے وہ یہ کہ

جو بھی عالم میں کسی کی ثنا و ستائش کرتا ہے وہ تین حال سے خالی نہیں ہوتا۔

اول یہ کہ جس کی ثنا کر رہا ہے اس کا پرانا نمک خوار تھا اگرچہ اب نہ ہو اور آئندہ بھی اس سے امید نفع نہ ہو لیکن پرانے احسان کی وجہ میں یہ اس کی ثنا و ستائش کرتا ہے۔

یا یہ کہ پہلے منتفع نہیں تھا لیکن اب منتفع ہو رہا ہے اگرچہ مستقبل میں بھی امید نفع نہ ہو تاہم احسان مند ہوگا۔

تیسرے یہ کہ امید نفع ہو اگرچہ زمانہ سابق و حال میں اس سے منتفع نہ ہوا ہو۔

یہ تینوں صورتیں دنیا میں ہر ایک کو کسی نہ کسی کے ساتھ رہتی ہیں۔

تو رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فرماکر اس طرف اشارہ فرمایا گیا کہ اگر بندہ غور کرے تو ہماری نعمتیں اس پر پہلے سے رہیں کہ اسے قطرہ سے علقہ اور علقہ سے مضغہ اور مضغہ سے جنین اور جنین سے طفل اور طفل سے بڑھا کر کیا کیا بنا دیا۔ اس حال میں اس پر حمد و ثنا واجب ہے کہ اس نے ہماری ربوبیت کی نعمتوں سے تمتع حاصل کیا۔

اور اگر وہ اپنے اوپر عاجل نعمتیں دیکھے تو ہم نے رحمٰن و رحیم کی صفات کا مظاہرہ فرما رکھا ہے۔

اور اگر انجام و آخر پر نظر کرے جسے کار خانہ جزا کہتے ہیں جیسے یوم الدین کہا جاتا ہے تو بھی ہم ہی ثنا و ستائش کے حقدار ہیں اس لیے کہ اس دن نقیر سے قطمیر تک سب ہمارے حضور حاضر ہوں گے۔

پھر اِيَّاكَ نَعْبُدُ بندہ عرض کرتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ "الٰہی ہم تجھ ہی کو پوجیں"

یہ بندہ کا عرض کرنا اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ اس کی ثنا و صفت غائبانہ کرتا ہوا اس کی نعمتوں اور ان عالموں

marfat.com

کا مشاہدہ کرتا ہے جو مورد نعمت ہیں تو اس طرف متوجہ ہوتا ہے گویا غیبت سے حضور میں آکر صاحب نعمت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس یقین و مشاہدہ کے بعد وہ رتبۂ خطاب پاکر بارگاہ الوہیت کو مخاطب کرتا ہوا لفظ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہہ کر کلام کرتا ہے اور عرض پیرا ہوتا ہے کہ میں خاص تیری پوجا کرتا ہوں۔

اور حقیقت عبادت یہ ہے کہ

انتہاء مراتب تعظیم بجالائے اور اسی وجہ سے یہ عبادت متعدد اقسام پر منقسم ہے۔

بعض کا تعلق اس عبادت میں ظاہری ہوتا ہے۔

بعض اس عبادت میں باطنی تعلق رکھتے ہیں۔

وہ عابد جن کا تعلق ظاہری ہوتا ہے وہ محض زبان سے ذکر و تلاوت اور تسبیح و تہلیل اور ادعیۂ ماثورہ پڑھنے اور دعا کرنے تک محدود ہے۔

اور آنکھ سے مشاہدہ مقامات مقدسہ جیسے کعبہ شریف اور قرآن مجید اور زیارت بزرگان دین و اولیا و کاملین اور زیارت مزارات صالحین جنہوں نے راہ حق میں اپنی جانیں فدا کیں اور دوسری مخلوق کا مشاہدہ جیسے آسمان، ستارے، دریا، کشتی، سبزہ، باغ، تعمیر کے نظاروں تک محدود رہتا ہے۔

ایسے ہی کان سے قرات سننے، ذکر کی سماعت کرنے کے بعد شوق و ذوق اطاعت بڑھانے تک رہتا ہے حتی کہ کبھی رکوع میں کبھی سجدہ میں کبھی قیام میں کبھی قعدہ میں از خود رفتہ ہوتا رہتا ہے اور بس۔

لیکن جو عبادت کہ متعلق بباطن ہوتی ہے اس میں عابد کا فکر آیات و قوانین الٰہی کی طرف جاتا اور معانی قرآن اور حقیقت احکام شرعیہ تک عبور کرتا ہے اور یہ سب عبادت عقلی ہے۔

پھر عبادت نفس یہ ہے کہ صبر کرے اور ترک مالوفات پر جدوجہد کرے روزہ و اعتکاف میں رہے اور ہر مصیبت و تکلیف میں جزع و فزع سے اجتناب کرے اور لذائذ حرام و معاصی سے پرہیز کرے۔

پھر عبادت قلب یہ ہے کہ محبوبان حق سے محبت رکھے اور مبغوض الٰہی کو قریب نہ آنے دے اور ثواب کا امیدوار رہتا ہوا عذاب الٰہی سے خائف رہے۔

اور عبادت روح یہ ہے کہ مشاہدۂ ذات کی آتش شوق کو تیز سے تیز تر کرے اور اسکی محبت و تصور میں مراقبہ کر کے لذت حاصل کرے۔

اور عبادت سریہ ہے کہ معرفت الٰہی میں مستغرق ہو کر جتنا تعلق مال سے ہو وہ زکوٰۃ و صدقات و خیرات میں خرچ کرے اور جتنا تعلق اعضاء سے ہے وہ قوائے ظاہر و باطن کے ذریعہ جمیل حقیقی کی محبت میں مرضیات محبوب کی طرف مشغول کرے۔

marfat.com

اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہہ کر اپنے مالک حقیقی محبوب تحقیقی کے حضور عرض کرے کہ میں خاص تجھ سے مدد چاہتا ہوں۔ یہ لفظ اس لیے سکھایا اور زبان سے کہلوایا کہ عبادت و ریاضت و تخیل و تصور میں بڑھ کر بندہ کہیں عجب و نخوت کا شکار نہ ہو جائے۔

تو گویا وہ یہ عرض کرے کہ الٰہی یہ جو کچھ عبادت و ریاضت مجھ سے ہو رہی ہے یہ سب تیری ہی معرفت و مدد سے ہے مجھ میں ان کے ادا کرنے کی ہمت اور طاقت کہاں تھی۔ لہٰذا تجھی سے اب بھی مدد طلب کر رہا ہوں تاکہ تیری مدد مجھے اس پر قائم رکھے اور چونکہ دنیا میں

تین قسم کی جماعتیں ہیں اور ہر جماعت نستعین سے علیحدہ علیحدہ عقیدہ رکھتی ہے لہٰذا ان سے بھی بچا کر محفوظ رکھنا تیرا ہی کام ہے اور تیری جماعت میں رہنے کی توفیق تو ہی دینے والا ہے۔

ایک جماعت ہے جسے جبریہ کہتے ہیں۔

دوسری جماعت قدریہ کے نام سے موسوم ہے۔

تیسری جماعت سنیہ ہے

جبری کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ اختیار نہیں ہم تو مثل لکڑی اور پتھر کے ہیں جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ ہی کرتا ہے۔ لہٰذا ہم پر عذاب ہے نہ ہمیں کوئی ثواب۔

قدری کہتے ہیں کہ ہم ہر قسم کا اختیار رکھتے ہیں اور ہر فعل و حرکت ہماری ایجاد و افعال سے ہے۔ اور ہم ہی سب کچھ کرتے ہیں۔

یہ دونوں جماعتیں اسلام میں مردود و نامحمود ہیں۔

چنانچہ پہلی جماعت کا رد تو احکام شرعیہ و تکلیفات قانونیہ سے کر دیا گیا تاکہ سب سمجھ سکیں اگر ہم لکڑی و پتھر کی مثل ہیں تو اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (نماز قائم کرو) کا امر کیسے ہے۔ اگر مجبور محض ہیں تو اٰتُوا الزَّکٰوۃَ (زکوٰۃ دو) کیوں فرمایا گیا۔

اور دوسرا فرقہ جو کارخانہ خالقیت میں دعویٰ شرکت کرتا ہے ان کے رد کے لیے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں) فرمایا جس سے درحقیقت جبریہ اور قدریہ دونوں کا رد کامل ہو گیا۔

اب رہا تیسرا فرقہ جسے سنی کہا جاتا ہے۔

وہ کہتا ہے بندگی و عبادت ہم کریں گے اور اس کی توفیق اللہ تعالےٰ سے طلب کریں گے۔

اور بعض عرفا تو کہتے ہیں کہ اس جگہ نستعین سے مراد

marfat.com

طلب عون نہیں ہے بلکہ طلب عین معائنہ ہے یعنی اس کے یہ معنی ہیں کہ ہماری طرف سے عبادت ہے اور مرتبہ معائنہ عطا فرمانا اور عین الیقین تک پہنچانا اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔

گویا تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ (تو ایسے اللہ کی عبادت کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے) میں عبادت من جانب العبد ہے اور ارائۃ جمال جمیل یہ جمیل حقیقی کا فضل ہے۔

حضرت شیخ المشائخ سفیان الثوری رحمہ اللہ ایک روز نماز شام میں تھے اور امام تھے قرأت فرماتے ہوئے جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر آئے تو بیہوش ہو کر گر گئے۔

جب ہوش آیا مقتدیوں نے عرض کیا حضور کیا ہوا جو آپ بے ہوش ہو گئے فرمایا جب میں نے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہا تو مجھے خوف طاری ہوا کہ اگر مجھ سے جواب طلب ہو گیا کہ جب ہم سے استعانت کرنا تھا تو طبیب سے دوا کیوں مانگی۔ حاکم سے اپنا وظیفہ کیوں طلب کی۔ بادشاہ سے مددگار و محافظ کیوں چاہے۔

چنانچہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مومن آگاہ کو چاہیئے کہ اس سے شرم کرے کہ پانچ وقت مواجہ الٰہی میں کھڑا ہو کر اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے اور غیر سے استعانت کرتا رہتا ہے۔

یہ مسئلہ استعانت اس جگہ سمجھنا ضروری ہے

بات یہ ہے کہ استعانت بالغیر اگر اس عقیدہ سے ہو کہ اس پر مطلقاً اعتماد کرلے اور اسے مظہر عون الٰہی نہ جانے تو فی الواقع ایسی استعانت حرام ہے جیسے کسی جاہل کا شعر ہے۔

اگر باب اجابت بند ہو جائے تو کیا غم ہے — کھلا رہتا ہے دروازہ معین الدین چشتی کا (اَسْتَغْفِرُاللّٰہ)

اس شعر میں جاہل شاعر نے باب اجابت سے بے پرواہ ہو کر باب غریب نواز کو عین معین ظاہر کیا اور یہ حرام ہے اور اگر التفات بجانب حق ہو اور جس سے استمداد و استعانت کر رہا ہے اسے مظاہر عون کا ایک مظہر جانتا ہے تو بنظر بکارخانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ رکھ کر کسی خدا کے بندے سے مدد طلب کرتا ہے تو یہ بعید از عرفان نہیں اور ایسی استعانت بالغیر شریعت مطہرہ میں جائز ہے اور ایسی استعانت انبیاء و اولیاء کرتے رہے ہیں اور یہ استعانت بالغیر نہیں بلکہ استعانت بحضرت حق ہی ہے

اور اگر اس قسم کی استعانت بھی اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے خلاف مان لی جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ بھی صحیح نہیں رہتا اور اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ بھی غلط قرار پائے گا اس لیے کہ صبر اور صلوٰۃ خدا نہیں بلکہ ذریعہ قرب خدا ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

"اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ یعنی چلا ہمیں سیدھا راستہ"

یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ ہر شخص بعض امور میں راہ راست پر ہوتا ہے۔

marfat.com

لیکن باوجود اس کے اسے طلب راہ راست کے بغیر چارہ نہیں اسلیے کہ ہر مرتبۂ کمال کے بعد اس سے بالاتر مرتبہ ضرور ہوتا ہے تو جو نیچے درجہ کے مرتبہ پر ہے وہ لازمی طور پر اس سے اونچے درجہ کی راہ کا متلاشی رہے گا۔ بہ قول جامی علیہ الرحمۃ ۔

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آبِ حیات ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشی

(اس آب حیات سے سیر ہو جانا مصلحت کے خلاف ہے۔ اللہ ہر وقت اس کے ساتھ میری پیاس کو بڑھاتا رہے)

تو یہ ترقی الی غیر النہایت ہے۔

اور استقامت راہ بھی چند وجوہ پر ہوتی ہے۔

اول قرب راہ اس لیے کہ نزدیک راستہ لازماً راہ راست ہوگا بہ نسبت دور کے راستہ کے

دوسرے صفائی راہ اس راہ سے بہتر ہو وہ مستقیم ہوگی جس میں پتھر روڑے اور کانٹے ہوں اور اسی معنی میں سعدی نے کہا۔ "راہ راست برو اگرچہ دور است"۔

تیسرے اس راستے سے جو پر خطر ہو جس میں راہزن اور درندے ہوں یا جس راستہ میں آب و دانہ میسر نہ ہو وہ راستہ صراط مستقیم نہ مانا جائے گا اور جس میں امن ہو۔ آب و دانہ میسر آئے راہزنوں سے بے خوفی و امن ہو وہ صراط مستقیم ہے۔

بہر حال ہر سہ پہلو کے ماتحت راہ راست میں وصول بہ مطلوب شرط اول ہے۔

اگرچہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہر ایک کسی نہ کسی پہلو سے راہ راست پر ہوتا ہے لیکن راہ راست پر ہوتے ہوئے بھی کسی نہ کسی قسم کے راہ راست اس کے لیے لازم ہوگی۔ یعنی اگر وہ طے مراحل میں راہ راست پر ہے تو علائق نفسانیہ سے علیحدہ ہو کر ذکر و استغراق کی راہ حاصل کرنا ضروری ہوگی تاکہ مشاہدہ میں اقرب ہو اور راہ عبادت و فکر اور درایت فی النفس عن اتباع شریعت کی راہ پر چل کر ہر قسم کے توسوسات سے معصوم و مامون رہے۔ اور راہبانیت کی راہ پر خسارے سے بھی بچا رہے۔

اسی وجہ میں استقامت کو تین قسم پر منقسم کیا ہے۔

استقامت اقوال۔

استقامت افعال

استقامت احوال

اس سے یہ امر اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ ہر سہ استقامت سے اگر ایک استقامت حاصل ہو جائے تو

marfat.com

وہ اسنق متوں کا بہرحال محتاج رہے گا۔

تو راہ راست کی طلب سے کوئی مبتدی ہو یا منتہی یا متوسط مستغنی نہیں لہذا بندہ کا فرض ہے کہ بوقت مناجات اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہہ کر ہر قسم کے افراط و تفریط سے اجتناب رکھے۔

افراط و تفریط عقاید میں بھی ہو سکتی ہے اور اعمال میں بھی۔

عقاید میں تو یہ کہ رب جل مجدہ و عز اسمہ سے کسی کی تشبیہ جائز رکھے اور اپنے معبود کو مخلوق کے رنگ میں پیش کرے اس کے لیے مکان اور جہت ثابت کرنے لگے اس کی ذات کو محتاج اسباب مانے۔ یہ مذہب اسلام میں بالکل باطل ہے۔

ایسے ہی اعمال کی شکل میں افراط و تفریط کہ نوافل میں اتنی کثرت کرے کہ دوامی اس پر عمل پیرا نہ رہ سکے اسی بنا پر حضور کا ارشاد ہے خَیْرُ الْاَعْمَالِ مَا دَاوَمَ عَلَیْہِ صَاحِبُہَا بہترین عمل وہ ہے جس پر عامل ہمیشگی کرے اگرچہ قلیل ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے ساتھ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ کی بھی تصریح فرما دی یعنی صراط مستقیم میرے گمان و خیال والی نہیں بلکہ وہ راہ جس راہ پر چلنے والوں پر تو نے انعام فرمایا۔

اس کی وضاحت دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے کہ

منعم علیہم چار فرقے ہیں

انبیاء۔ صدیق۔ شہید۔ صالح

اس سے واضح ہو گیا کہ راہ راست ان چار فرقوں کی راہ ہے۔

بندہ کو چاہیے کہ دعاء مناجات کے وقت اپنے رب سے ان چار فرقوں کی راہ کو طلب کرے۔

چنانچہ سورہ نساء میں ان چار کی یوں تصریح فرمائی گئی۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔ یعنی جو اطاعت اللہ و رسول کرے اور ان کے فرمان و احکام پر عمل پیرا ہے وہ ان لوگوں کے ساتھ محشور ہوگا جن پر اللہ تعالے نے انعام فرمایا۔ نبیوں۔ صدیقوں۔ شہیدوں اور صالحوں سے اور یہ گروہ اچھا رفیق ہے۔

تو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں راہ حق کی جستجو ہے اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ میں طلب رفیق راہ ہے جیسا کہ منقول ہے اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ پہلے رفیق تلاش کر پھر راستہ پر چل۔

یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ

عامۂ مومنین کو رفاقت صلحاء لازم ہے۔

marfat.com

اور صالحین کو رفاقت شہداء لازم ہے
اور شہداء کو رفاقت صدیقین لازم ہے
اور صدیقین کو رفاقت انبیاء کرام لازم ہے۔
اور اگر کسی کو عامۃ مومنین سے یہ خواہش ہو جائے کہ رفاقت انبیاء کرام طلب کرے اسے درجہ بدرجہ ان تین کی رفاقت ناگزیر ہے۔
جیسے اگر کوئی بادشاہ تک رسائی چاہے تو وزراء حکومت کے بغیر اسے یہ رسائی ناممکن ہے۔
تو اس تقریر سے واضح ولائح ہو گیا کہ ہر درجہ، درجہ بدرجہ حاصل ہوتا ہے۔
اسی طرح طریق اہل اللہ میں داخلہ بلا توسل اولیاء ممکن نہیں اور یہ اسلام و اہل اسلام میں محمود و پسندیدہ ہے
چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ اصل راہ عالم غیب سے انبیاء کرام کو تعلیم کی گئی۔
اور انبیاء کرام سے صدیقان خاص کو یہ تعلیم ملی۔
اور صدیقین سے شہداء کو
اور شہداء سے صالحین تک پہنچی۔
تو لازم آیا کہ اول معرفت انبیاء حاصل ہو۔
اس کے بعد ان تین گروہ کی معرفت حاصل کی جائے تاکہ طالب کو انکی رفاقت حاصل ہو جائے
اب یہ بھی سمجھ لیں کہ نبی کی حقیقت کیا ہے۔
ارباب کلام بتاتے ہیں کہ نبی ایک ایسا انسان ہے جو قوت نظری سے اشیاء کو جان لیتا ہے۔
اور قوت عملی کے ذریعہ نیک کردار اس سے صادر ہوں،
اور یہ ایسا انسان ہے کہ بلا واسطہ تربیت بشری کو کامل کر کے تائید روح القدس سے اسے ایسے ظاہر ہو کہ وہم غلطی اور شائبہ اشتباہ اس کی معلومات میں قطعاً نہ رہے وہ عام انسانوں سے ممتاز ہوتا ہے جس میں شائبہ غفلت اور توسوس ہوتا ہے نبی اس سے منزہ ہوتا ہے۔
اس کی قوت عملیہ میں وہ ملکہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ اعمال صالحہ کی طرف بکمال رغبت مائل رہتا ہے۔
اور اعمال بد سے اسے کمال تنفر ہوتا ہے بلکہ خود اس سے محفوظ و معصوم ہوتا ہے۔
جب اس کے قوائے بدنی کمال کو پہنچ جاتے ہیں اور عقل تجربی اس کی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو اسے تکمیل خلق کے لیے مبعوث کیا جاتا ہے۔
پھر اس کی تصدیق معجزات کرتے ہیں۔

marfat.com

اور یہ معجزہ کبھی از جنس اقوال ہوتا ہے جیسے قرآن کریم۔
اور کبھی از جنس فعل ہوتا ہے جیسے انگشتہائے مبارک سے پانی جاری کر دینا ڈوبے سورج کو واپس لانا۔
چاند کے دو ٹکڑے کر دینا نکلی ہوئی آنکھ تندرست کر دینا۔ ٹوٹی پنڈلی جوڑ دینا وغیرہ وغیرہ
پھر ان معجزات کے ساتھ آیات عقلیہ بھی دی جاتی ہیں تاکہ عوام و خواص کے ایمان کا موجب ہو۔
چنانچہ معجزہ محض تحیر میں ڈالنے والا نہیں ہوتا بلکہ موجب ایمان عوام بھی ہوتا ہے۔
پھر یہ آیات عقلیہ چند قسم پر ہوتی ہیں۔
منجملہ ان کے اخلاق کریمہ

اور علوم صادقہ
بیان شافی
حجت واضح
انوار صحبت

جیسے نیچے درجے والے معجزات سے استدلال کرتے ہیں ارباب کمال کمالات نبوت سے استدلال کرتے ہیں علی الخصوص معالجہ امراض روحانیہ اور تکمیل نفوس ناقصہ اور فیضان اشعہ انوار حضور کے صحابہ مشاہدہ کر کے یقین جازم ان کی نبوت کا حاصل کرتے ہیں یہ مختصر تعریف نبی کی ہے۔
ایسے ہی صدیق کی شناخت یہ ہے کہ اس کی قوت نظریہ مثل قوت نظریہ انبیاء کامل ہوتی ہے۔
اور ابتداء سے جھوٹ بولنا۔ دو غلی باتیں کرنا اس کی شایان شان نہیں ہوتا اور مقدمات دین میں اس کے اخلاق تام ہوتے ہیں۔
حتیٰ کہ حظ نفس ان میں بھی نہیں ہوتا اور اس کا نفس اصلاح پذیر ہوتا ہے۔
اور صدیق کی علامتوں میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ اپنا عزم و ارادہ بلا تردد رکھے۔
اور نماز میں جو بھی حادثہ پیش آئے تو چپ و راست التفات نہ کرے۔
اور خفیہ علانیہ یکساں رہے۔
اور کسی پر لعن طعن کرنے سے مجتنب رہے۔
اور علم تعبیر رؤیا کا خوب عالم ہو۔
اور شہید وہ ہے کہ اس کا قلب مشاہدہ میں متحقق ہو
اور انبیاء کرام جو کچھ لے کے پہنچائیں اس کے قبول میں کسی نہج سے انکار نہ کرے۔

marfat.com

حتیٰ کہ جان دینے میں امرِ دین کے لیے اسے اصلاً عذر نہ ہو۔

اور صالح وہ ہے جس کی قوت نظری وعملی مرتبۂ کمال انبیاء سے پست تر ہو لیکن بسبب کمال متابعت اپنا ظاہر معاصی سے پاک رکھے اور اس کا باطن اعتقادات فاسدہ اور اخلاق ذمیمہ سے پاک ہو۔

اور یادِ الٰہی سے اس کا دل اتنا مملو ہو کہ اس میں کسی دوسری چیز کی گنجائش ہی نہ رہے۔

اور ولی ہر چند کہ ان تین گروہ میں شامل ہے لیکن ولی صالحین سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے کہ ولی وہ ہے جس میں مذکورہ چاروں افراد کی صفتیں ہوں۔

اور سب سے بڑی علامت اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے محبوب رکھے اور اس کی روزی کا کفیل ہو اور لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت عام ہو اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ ان کے لیے محبت رکھ دیں گے۔

«غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ نہ راستہ ان کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا»

ان جملوں میں گویا یہ تعلیم دی گئی کہ طلب راہ مستقیم میں احتیاط کرنی چاہیے اور گمراہوں اور مغضوبوں کو جو بزعم خود اپنے کو بازیاب راہ مستقیم سمجھتے اور انبیاء و اولیاء کے طریق مستقیم کو نہیں سمجھتے بلکہ ان کے راہ مستقیم سے احتراز کرتے ہوئے طریق باطل کو منظور کیے ہوئے ہوں۔

ان سے اپنے کو بچانے کے لیے بارگاہ حق میں دعا کرتے رہیں۔

یہاں یہ امر بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ غضب آدمی میں کس کیفیت کا ہوتا ہے اور حق تعالیٰ شانہٗ کا غضب کس کیفیت کا ہوتا ہے خالق و مخلوق کے غضب کی نوعیت علیحدہ علیحدہ ہے۔

آدمی میں جو غضب ہوتا ہے وہ ایک کیفیت ہے جو دل میں خون کے جوش سے شروع ہوتی ہے اور اس جوش کو روح حیوانی قہریت و مکروہات خارج کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے یہ کیفیت غضب رب الارباب جل وعلا شانہٗ کی نہیں۔

بلکہ غضب الٰہی کی حقیقت یہ ہے کہ مغضوب کے حق میں اسباب حکمت کا افاضہ روک دے تاکہ وہ منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے اور اس غضب کا مبدأ کفرانِ نعمت ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ (اور اگر تم ناشکری کرو تو میرا عذاب بڑا سخت ہے)

اور اس کا اثر لعنت و مذمت ہے جس کا مقابلہ رضا ہے جس کی حقیقت اسباب حکمت کا پہنچانا ہے تاکہ بندہ منزل مقصود تک پہنچ سکے اس کا مبدأ شکر ہے کما قال تعالیٰ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ (اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا) اس کا اثر ثنا و عطا ہے۔

marfat.com

اور ضلال کی تعریف یہ ہے کہ ایسا راستہ اختیار کرے جس کے ذریعے مطلوب تک نہ پہنچ سکے۔

اور گمراہی کبھی بسبب غفلت ہوتی ہے کہ دنیاوی لذتیں غالب آجاتی ہیں اور لذات روحانیہ نظر انداز ہو جاتی ہیں اور کبھی نفس امارہ خواہشات کی طرف مائل کر دیتا ہے اور یہ غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے کہ دنیا و لذات دنیا کے منافع نقد ہیں اور آخرت موخر ہے تو ادھار کے مقابل نقد سودا اچھا ہے حالانکہ یہ غلط ہے اس لیے کہ دس ادھار ایک نقد سے بہتر ہیں بشرطیکہ اس ادھار کی وصول کا یقین ہو تو مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا (جو ایک نیکی لائے گا تو اسے دس گنا ملے گا) میں اخروی ادھار دس گنا وصولی پر ہے اور اس کے وصول کا یقین ہونا انبیاء کرام اور اولیاء عظام اور علماء ذوی الاحترام کی زبان سے ہے۔

اس پر منکرین مجرمین بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس پر ہمیں یقین نہیں ہمارا قول ان وعدوں پر یہی کہنا ہے کہ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا (ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے صرف دھوکے کا وعدہ کیا) تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ دنیا میں اہل دنیا بر بنا پر تقلید انبیاء و اولیاء لازم ہے اگرچہ ان کے اس بیان میں شک ہو یہ بھی چند روز میں ختم ہو سکتا ہے اس لیے کہ مریض دوائی پینے میں اگر اس کے ذائقہ کی بنا پر شفا ہونے میں شک کرتا ہے لیکن اگر وہ طبیب کی تقلید نہیں کرتا تو بیمار رہے گا۔

اور اگر شک کرتا ہوا بھی تقلید طبیب میں دوا پی لے گا تو بعد صحت وہ شک خود بخود رفع ہو جائے گا یہی وجہ ہے کہ مریض دوائے تلخ پینے میں متنفر و متفکر ہوتا ہے آخر اسے باتباع طبیب دوا پینی پڑتی ہے۔ پھر شفایاب ہونے پر اس کی مدحت کرتا ہے۔

ایسے طبیب روحانی انبیاء و اولیاء اور علماء کے تجویز کردہ نسخے قبول نہ کرنے والے مریض روحانی ہوتے ہیں اس پر واجب ہے کہ طبیب کا اتباع کرے اگرچہ صحت یاب ہونے میں شک ہی رکھے لیکن بعد صحت یابی انہیں یقین ہوتا ہے کہ میرا شک غلط تھا ان کی ہدایت صحیح تھی۔

اور کبھی غلبہ خواہش نفسانی اس پر اتنا مستولی ہو جاتا ہے کہ عمل خیر سے دل تنگ ہو جاتا ہے اور اعمال بد کی طرف میلان تام بڑھ جاتا ہے۔ یہ مرض سخت خوفناک ہے۔

اس لیے کہ جب یہ حالت بڑھ جاتی ہے تو اس پر رین طاری ہو جاتا ہے جس کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ ہے ان کے اعمال کی وجہ سے) عربی میں رین کہتے ہیں اَلرَّيْنُ صَدَأٌ يَعْلُو الشَّيْءَ الْجَلِيَّ۔ قَالَ بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَيْ صَارَ ذَٰلِكَ كَالصَّدَإِ عَلَىٰ جِلَاءِ قُلُوبِهِمْ فَعَمِيَ عَلَيْهِمْ مَعْرِفَةُ الْخَيْرِ مِنَ الشَّرِّ قَالَ الشَّاعِرُ۔

إِذَا أَيْنَ النُّعَاسُ بِهِمْ وَقَدْ رِينَ عَلَى قَلْبِ

marfat.com

رین وہ میل کچیل ہے جو کسی اچھی چیز پر چڑھ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلکہ ان کے دلوں پر میل ہے یعنی یہ میل چڑھ گئی ان کے صاف دلوں پر تو ان کو بھلائی برائی کی تمیز نہ رہی۔ شاعر نے کہا۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ ادھم سے میں حالانکہ ان کے دلوں پر زنگ آچکا ہے۔

تو گویا رین یعنی زنگ اور حجاب مستعمل ہے تو آیہ کریمہ کا ترجمہ یہ ہوا کہ یہ بات نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال بد سے زنگ آگیا ہے۔

تو خلاصہ کلام یہ ہوا کہ جب نفس کی خواہشات اس درجہ غالب آجائیں کہ برے اعمال کا احساس بھی نہ رہے تو زنگ قلب کی وجہ سے انہیں برا فعل برا نظر نہیں آتا۔

پھر بڑھتے بڑھتے نوبت غشا تک آتی ہے پھر دل پر مہر جہالت لگ جاتی ہے پھر عقل بھی تیرہ ہو جاتی ہے حتی کہ پھر موت قلب واقع ہو جاتی ہے حتی کہ لَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ

ایسے ہی اس کے برخلاف صورت حال یہ ہوتی ہے کہ نفس کشادہ ہو کر حسنات کی طرف مائل ہوتا ہے۔ پھر انشراح صدر ہوتا ہے تو اول نزول سکون ہوتا ہے اور جب درجۂ کمال حاصل کر لیتا ہے تو درجہ عصمت پر پہنچ جاتا ہے۔ اب یہ سمجھ لو کہ

عدول طریق مستقیم دو طرح ہوتا ہے۔

پہلی قسم موجب غضب الٰہی ہو جاتی ہے خواہ حد کفر تک نوبت پہنچ جائے۔

اور دوسری قسم کو ضلال کہتے ہیں یہ بھی حد کفر تک پہنچے یا نہ پہنچے۔

تو مغضوب علیہم وہ جماعت ہوئی جو کفر کے ساتھ معاند بھی ہو اور ایسا عناد کرے کہ دیدہ دانستہ احکام الٰہی سے انکار کرے اور عمداً مرتکب معاصی ہو۔

چنانچہ یہودیوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ عز اسمہ ہے اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ (وہ جن کو دی ہم نے کتاب پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور ان میں سے ایک فرقہ حق کو چھپاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں)

اور ارشاد ہے وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ۔ (اور وہ یقیناً جانتے ہیں کہ جو اسے خریدے آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے)

اور ارشاد ہے وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور تم حق کو چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو)

گویا یہود کا طبقہ دیدہ و دانستہ حق سے منکر ہے۔

marfat.com

اور ضالّین وہ ہیں جو کفر میں اپنے آباؤ اجداد اور اپنے بڑوں کے پیرو ہیں۔

اسی وجہ سے نصاریٰ کے حق میں ارشاد ہے اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ (انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا اور خود بھی سیدھی راہ سے گمراہ ہوئے)

بحمد اللہ تفسیر الحمد یہاں ختم ہو گئی۔

اب چند لطائف و نکات جن کا تعلق اسی سورۃ مبارکہ سے ہے عرض کرتا ہوں۔

اول یہ سمجھنا ضروری ہے کہ لطائف و نکات اس سورۃ مبارکہ کے دو قسم پر ہیں۔

ایک یہ کہ آیات کے ساتھ فرداً فرداً متعلق ہیں۔

دوسرے یہ کہ تمام سورۃ کے ساتھ مجموعی طور پر تعلق رکھتے ہیں۔

تو اول قسم میں الحمد کا تعلق بسم اللہ سے ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام علوم جو توریت انجیل۔ زبور اور قرآن کریم میں ہیں وہ تمام کے تمام الحمد میں ہیں اور الحمد شریف میں جتنے علوم ہیں وہ تمام بسم اللہ میں ہیں اور بسم اللہ کے تمام علوم حرف بسم اللہ کی ب میں ہیں۔

اس اجمال کی توضیح یہ ہے کہ

تمام علوم کا تعلق ذات واجب تعالیٰ شانہ سے ہے اور بسم اللہ اول اسم ذات ہے تو اس میں تمام علوم مضمر ہیں۔

اور یہ ظاہر ہے کہ بچے کی تعلیم کی ابتدا الف سے ہوتی ہے اور کتاب اللہ کی ابتدا حرف ب سے ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ الف بسبب تطاول و ترفع محل نظر رحمت نہ رہا۔

اور ب بسبب انکسار و تواضع کی جناب کبریائی میں مقبول ہو گئی اور حدیث میں بھی آیا ہے مَنْ تَوَاضَعَ رَفَعَهُ اللّٰهُ یعنی جو اللہ کے حضور تواضع سے پیش ہو اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے۔

اس کے علاوہ عام عادت ہے کہ بادشاہ جب کوئی شے خریدتے ہیں تو اس پر شاہی مہر لگا دیتے ہیں تاکہ کوئی پھر اس پر جرأت نہ کرے ایسے ہی جب جانور خریدتے ہیں اور اصطبل شاہی میں داخل کرتے ہیں تو اس کی پشت پر مہر کا داغ لگا دیتے ہیں تاکہ رہزن و ڈاکو اس پر قبضہ کرنے سے خائف رہیں۔

ایسے ہی جب بندہ عمل و طاعت کرتا ہے تو اس کی پیشانی پر مہر الٰہی لگ جاتی ہے جیسا کہ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (ان کے چہروں پر سجدے کے نشان ہیں)

اور یہی بسم اللہ کا مضمون ہے چنانچہ روایت ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو طوفان میں خوف غرق سے نجات کے لیے آپ نے اس پر بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا لکھ دیا اور زبان مبارک سے بھی پڑھا آپ کی

marfat.com

کشتی غرق سے مامون رہی۔

تو جب بندہ اس کلمہ کو تمام عمر اپنی مواظبت میں رکھتا ہے تو کس طرح وہ نجات سے محروم ہو سکتا ہے۔

کہتے ہیں ایک عارف نے بسم اللہ لکھا کر وصیت کی تھی کہ یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میرے کفن میں رکھ دی جائے لوگوں نے وجہ پوچھی کہ حضرت یہ وصیت کس غرض سے فرمائی ہے۔

فرمایا میں نے سنا ہے کہ ایک فقیر بلند دروازہ پر کھڑا ہو کر سوال کرنے لگا اسے تھوڑا سا مال دیا گیا وہ چلا اور تیشہ لاکر دروازہ توڑنے لگا صاحب خانہ آیا اور بولا یہ کیا کر رہا ہے؟ فقیر نے کہا یا دروازے کو اپنے قابل بنا کر بھیک دے یا بھیک دروازے کی بلندی کے مطابق دے۔

یعنی بلند و بالا دروازہ رکھا ہے تو بھیک بھی بلند دے اور اگر اس قابل نہیں تو اتنا بلند دروازہ نہ رکھ۔

روایت ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ۱۹ حروف ہیں اور جہنم کے محافظ و موکل بھی ۱۹ ہیں۔ ہر حرف بسم اللہ کا ایک موکل سے بچاتا ہے اور بلا جہنم سے محفوظ رکھتا ہے۔

ایک قول ہے کہ رات دن کی چوبیس ساعت ہیں پانچ ساعتوں کے لیے پنجوقتہ نمازیں مقرر ہیں، باقی انیس ساعتوں کے لیے یہ انیس حروف بسم اللہ ہیں تاکہ ہر نشست و برخاست اور حرکت و سکون میں ذکر الٰہی کے ساتھ بندہ مستغرق رہے۔

ایک قول ہے کہ سورۃ براءت مشتمل بر قتل کفار ہے اسی وجہ میں اسے بسم اللہ بغیر رکھا گیا اور ذبح ذبیحہ کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں کہا جاتا۔ اس لیے کہ صورت ذبح صورت قہر ہے۔ اور مقتضائے رحمت یہ نہیں کہ قہر ہو اور بسم اللہ میں تمام و کمال رحمت ہے اس لیے ذبح پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے۔

چنانچہ سب میں بڑی فضیلت بسم اللہ کی یہ ہے کہ جو ہر وقت دم ہر آن بسم اللہ زبان پر جاری رکھے یا کم از کم ستر بار فرائض پنجگانہ کے بعد پڑھے یقین ہے کہ وہ ہر وقت غضب و عذاب سے محفوظ رہے گا۔

علاوہ بریں یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان جب بیت الخلاء کو جائے اسے چاہئے بسم اللہ پڑھے تاکہ اس کی شرمگاہ اور نظر جنیاں کے مابین حجاب ہو جائے۔

اور جب یہ بسم اللہ دشمنان دنیوی سے حجاب بن جاتی ہے تو ایسے ہی عقبیٰ میں عذاب سے یقیناً حجاب ہوگی

اب الحمد شریف کے متعلق خاص نکات و لطائف عرض ہیں۔

اس سورہ مبارکہ میں تین چیزیں ہیں۔

اول حمد۔

marfat.com

دوسرے مدح۔

تیسرے شکر۔

چنانچہ حمد محض زندہ کے لیے ہوتی ہے اور بعد احسان کی جاتی ہے اور یہ ہمیشہ جائز و مستحب ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا مَنْ لَمْ يَحْمَدِ النَّاسَ لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ جو لوگوں کی حمد نہیں کرتا اللہ کی تعریف بھی نہیں کرتا اور حمد ہر حال کی جاتی ہے خواہ نعمت ملے یا نہ ملے بلکہ ہر کمال ذاتی پر بس حمد کی جاتی ہے اسی وجہ میں حمد کو مدح اور شکر پر مقدم رکھا۔ گویا بندہ کو تعلیم دی گئی کہ وہ اَحْمَدُ اللّٰهَ کہے یعنی میں اللہ تعالے کی حمد کرتا ہوں مگر چونکہ بندہ اس سے عاجز ہے اس لیے وہ حمد تک نہیں پہنچ سکتا تو مافوق الطاقت مکلف کرنا رب تعالے شانہ کو منظور نہ ہوا اس بنا پر الحمد فرمایا یعنی کمال حق حمد اور ملک اسی کے لیے ہے خواہ بندہ اس کی حمد کرنے پر قادر ہو یا نہ ہو۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا یَا رَبِّ كَيْفَ اَشْكُرُكَ الٰہی میں کیسے تیرا شکر ادا کروں اس لیے کہ شکر بھی تیری توفیق و تعلیم سے میں ادا کر سکتا ہوں اور یہ توفیق حمد و شکر تیرا دوسرا انعام ہے اس پر مجھے پھر شکر کرنا لازم ہے اور اس میں تسلسل لازم آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا اے داؤد جب تم ہمارے شکر سے اپنے کو عاجز سمجھتے ہو تو تم نے ہمارا شکر ادا کر لیا۔

ایسے ہی جب اَحْمَدُ اللّٰهَ کہا تو یہ کہنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ کہنے والا حمد کر رہا ہے حالانکہ وہ محمود قبل از صنعت مصنوعہ ہے اس لیے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یعنی تمام اقسام حمد و ثنا اسی کو لائق و زیبا ہیں جو ازل سے ابد تک جتنے حامد ہیں سب سے اول وہ محمود تھا۔

اور جیسے عموم کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ فلاں صاحب نعمت مستحق حمد ہے۔

ویسے ہی درحقیقت محمود اول کی صفت ہے مثلاً پیر کی مرید کی طرف سے استاد کی حمد شاگرد کی طرف سے بادشاہ عادل کی حمد رعایا کی طرف سے اولاد کی طرف سے والدین کی حمد یہ تمام انواع حمد کا حقدار حقیقی اور مالک حقیقی وہی ایک محمود اول ہے۔ کیونکہ ظاہر نعمت جب کسی کو ملی اس کا منعم حقیقی وہی ایک ہی ہے۔

تو گویا ہر پردہ صورت انسان میں وہی ایک تعالے شانہ جلوہ ریزی فرماتا ہے ہر دل صاحب نعمت میں ارادہ انعام پیدا کرنے والا وہی ہے اور وہ نعمت جس پر فوقیت دی گئی اس سے کسی کو متمتع کرنے کی توفیق بھی وہی دینے والا ہے تو معلوم ہوا کہ انتفاع نعمت و انقطاع نعمت یہ سب اسی واجب تعالے شانہ کا فضل ہے چنانچہ ارشاد ہے وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ تو واجب تعالیٰ شانہ جتنے منعم مجازی ہیں سب مثل خزانچی رہیں جو بحکم مالک حقیقی خواہ انہیں طعام دوسروں کو پہنچاتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جس سے جو کچھ ملتا ہے وہ تو اس کی طرف دست سوال بڑھائے گا لیکن اگرچہ مجازاً وہ مجازی منعم و معطی مستحق حمد

marfat.com

مجازی ہو مگر درحقیقت ہر نعمت پر وہی منعم حقیقی مستحق حمد ہے ۔ سے

نہ کس میدہانہ نہ کس میدہد   خدامے دہانہ خدا میدہد

یہاں ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ عام طور پر ہر جگہ تسبیح تحمید پر مقدم رکھی گئی ہے جیسے سبحان اللہ والحمد للہ وغیرہ میں سورہ فاتحہ میں تحمید کس لیے مقدم فرمائی گئی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تقدیم تسبیح تحمید پر جب کی جاتی ہے جبکہ کلام میں دونوں کا ذکر ہو۔ یہاں فقط حمد کا ذکر ہے اس لیے تسبیح نہیں۔ دوسرے اکتفاء تحمید کے ساتھ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مضمون تسبیح تحمید میں موجود ہے اور مضمون تسبیح یہ ہے کہ ذات واجب تعالٰے شانہ اپنی صفات میں تمام نقصانات سے منزہ ہے۔

اور مضمون تحمید یہ ہے کہ کمال و نعمت جو ذہن و خیال بشر میں ہے وہ تمام اس جناب سے ہیں اور جب تمام کمالات و نعم اس ذات کی طرف سے اعتقاد بشر میں ہیں تو لازم آیا کہ اس کی ذات میں کوئی نقص نہیں۔

ایک لطیفہ عجیب اور ہے کہ لفظ الحمد للہ میں آٹھ حرف ہیں یعنی الف لام ۔ ح ۔ م ۔ دال ۔ ل ۔ ہمزہ ۔ ہ اور آٹھ ہی دروازے بہشت بریں کے ہیں۔

اور حمد کو دو چیز سے تعلق ہے اول ماضی سے کہ شکر نعمہائے سابقہ کرے دوسرے مستقبل سے کہ وہ شکر ہے اور شکر مزید نعمت ہے جیسا کہ ارشاد ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۔

تو بموجب تعلق اول دروازہ ہائے جہنم حمد کرنے والے پر مسدود ہو جاتے ہیں اس لیے کہ مواخذہ اور عتاب و عذاب بندۂ شاکر سے نہیں ہوتا۔

اور بموجب تعلق دوم شاکر عقلاً مستحق ہوتا ہے کہ اس پر بہشت در ہائے بہشت کشادہ ہوں۔

ایک قول ہے کہ الحمد للہ ایک عظیم البرکت کلمہ ہے لیکن لازم یہ ہے کہ اسے اس کے موقع پر استعمال کیا جائے تاکہ اس کا ثمرہ بوجہ احسن حاصل ہو۔

حضرت سری سقطی قدس سرہ سے منقول ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار الحمد للہ کہا تو تیس سال استغفار کی۔

اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک بار بغداد میں آگ لگی جس سے بازار اور دوکانیں جل گئیں مگر میری دوکان محفوظ رہی۔ ایک شخص میرے پاس آیا اور بولا تمام دوکانیں جل گئیں مگر آپ کی دوکان محفوظ رہی تو میں نے کہا الحمد للہ۔

پھر میں نے سوچا تو خیال آیا کہ یہاں الحمد للہ مجھے نہ کہنا چاہئے تھا کہ یہ دین و مروت کے خلاف تھا۔ اس لیے کہ تمام مسلمان اور تجار دین مصیبت میں پڑے اور میں محض اپنے قلیل و ذلیل منافع پر خوش ہوا۔ اور میں

marfat.com

نے الحمد للہ کہہ دیا۔

چنانچہ میں جب سے مشغول استغفار ہوں۔

قرآن کریم میں ہے وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اہل جنت کا آخر کلمہ الحمد للہ رب العالمین ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ ابتداء انسان بھی حمد سے ہے اور اس کا خاتمہ بھی حمد پر ہے۔ تو بندہ پر لازم ہے کہ اپنا اول اعمال اور آخر اعمال کلمہ حمد کے ساتھ ہی رکھے۔

اور مدح کبھی قبل از احسان ہوتی ہے اور کبھی بعد از احسان کی جاتی ہے اور یہ کبھی ممنوع بھی ہوتی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُحْثُوا التُّرَابَ فِیْ وُجُوْہِ الْمَدَّاحِیْنَ خاک ڈالو مداحوں کے منہ میں۔ چنانچہ مداح قصیدہ گووں میں خاک ڈال دینے کا حکم ہے۔

اب رہا شکر یہ ہمیشہ اس کا کیا جاتا ہے جس سے اسے کوئی نعمت حاصل ہو۔

اب یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ

اس سورۃ مبارکہ کا نزول بندوں کی تعلیم کے لیے ہوا تا کہ وہ مناجات الٰہی کرتے وقت الحمد للہ اول کہیں۔ لیکن اس میں قُوْلُوْا مضمر کہیں اور صراحتاً قولوا نہ کہیں اس لیے کہ اگر صراحتاً قولوا کہا جائے تو امتثال امر میں نہ کہنے والے قصور وار قرار پائیں گے اور قصوروار سزا اور عتاب ہو جاتا ہے مثلاً اگر باپ بیٹے کو کہے کہ فلاں کام کر اور وہ نہ کرے تو وہ بیٹا نافرمان عقوق والدین ہو جاتا ہے۔

برخلاف اس کے کوئی کہنے والا اگر کہے کہ فلاں اچھی چیز ہے اس پر اگر عدم امتثال ہو تو یہ عقوق و نافرمانی نہیں کہلاتا۔

تو الحمد للہ فرمانے میں رحمت الٰہی نے تقاضا کیا کہ بطریق تلقین حضور الٰہی میں بیان کرے تا کہ حکم اطاعت اس عمل میں پورا ہو جائے۔

اب رب العالمین کے متعلق عرض ہے۔

رب العالمین میں عالم کا رب ہونا فرمایا گیا ہے۔

اس کی توضیح یہ ہے کہ عالم میں دیکھی ہستی تمام اشیاء دو حال سے خالی نہیں۔

یا وہ واجب لذاتہ ہوں گی یعنی خود بخود موجود ہوں گی اور ان کا نابود ہونا محال ہوگا یہ صرف اور صرف ذات واجب تعالیٰ شانہٗ کی ذات ہے۔

یا وہ ممکن لذاتہ ہوں گی کہ اس کی ہر دو طرف وجود و عدم میں برابر ہوں۔

marfat.com

یا دہ یہ ایجادِ الٰہی موجود ہو تو جو اس قسم کی اشیاء ہیں وہ عالم ہیں اور عالم علامت سے مشتق ہے اسی بنا پر اس کا نام عالم رکھا گیا۔ کہ یہ اسماء وصفات الٰہی ہے اس لیے کہ ہر فرد مظہر ہے ایک اسم الٰہی کا اور صفات سے ایک صفت ہے۔

اور یہ اجناس و انواع یہ مظاہر اسماء کلیہ اور صفات اطلاقیہ ہیں۔

پھر جبکہ ہر فرد افراد عالم سے اسم کا مظہر ہے اسماء الٰہی سے تو عوالم غیر منتہی ہیں۔

لیکن جو کچھ شرائع میں مقرر ہے اس کا بیان یہ ہے۔ کہ

جو کچھ عالم میں موجود ہے وہ یا ذات ہے یا صفات۔

ذات اسے کہتے ہیں جو اپنے وجود میں کسی چیز کا محتاج نہ ہو جیسے آسمان و زمین۔

اور صفات اسے کہتے ہیں جو اپنے وجود میں کسی دوسری چیز کا محتاج ہو جیسے رنگ۔ بو۔ مزہ وغیرہ

اور ذات عرف معقولیاں میں جوہر کو کہتے ہیں۔

اور صفت کو عرض کہتے ہیں

پھر ذات بھی دو قسم پر ہے

ایک جسم۔

دوسرے روح۔

جسم وہ ہے جو ایک مقدار اور ایک شکل معین رکھے اور وہ اپنی مقدار و شکل کو کبھی نہ چھوڑے۔

اور روح چونکہ مقدار و شکل معین نہیں رکھتی

اسی وجہ میں اشکال مختلفہ اور مقدار متفاوتہ میں ظاہر ہوتی ہے۔

اور جسم کی بھی دو قسم ہیں

علوی اور سفلی

پھر علوی بھی بہت سی قسم رکھتا ہے

جیسے عرش، کرسی، سدرۃ المنتہیٰ۔ لوح قلم۔ معدنِ بہشت معدنِ دوزخ اور ستارے ثوابت و سیارے اور ہفت آسمان۔

ایسے ہی سفلی بھی دو قسم ہے

بسیط جیسے عناصر اربعہ، زمین، پانی۔ ہوا۔ آگ ہے۔

دوسرے مرکب یہ بھی دو قسم پر ہے۔ اس لیے کہ یہ تمام عناصر سے مرکب ہے۔ لیکن بعض تو مرکب بعض عناصر

marfat.com

سے ہے اور بعض عناصر سے۔

پہلی قسم کو ناقص کہتے ہیں اور دوسری قسم کو تام۔

مرکب تام منحصر تین عالم پر ہے۔

عالم معادن۔ عالم نباتات۔ عالم حیوان۔ پھر یہ ہر ایک بہت سے عالموں پر مشتمل ہیں بیان کی تفصیل موجب طویل ہے۔

اور مرکب ناقص بھی تین قسم پر ہے۔

بخار یعنی آب و ہوا۔

غبار یعنی خاک و ہوا۔

دخان یعنی آگ و ہوا۔

ان تینوں سے بھی بہت سے عالم پیدا ہوتے ہیں۔

چنانچہ خالص غبار سے بہت سے بگولے بنتے ہیں اور ان کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔

اور بخار سے بارشیں ہوتی ہیں اور جب بخار بہت بلندی پر چلا جاتا ہے تو سردی سے منجمد ہو کر ژالہ اور برف بن جاتا ہے۔

اور دھواں جب بلندی پر پہنچ جاتا ہے تو برق اور صاعقہ اور شہاب اور ستارہ دمدار اور بہت سی صورتوں میں متشکل ہوتا ہے۔

ایسے ہی بخار اور دخان جب منعکس ہو کر زمین میں محبوس ہو جاتا ہے تو زمین کو ہلا دیتا ہے۔ جسے زلزلہ کہتے ہیں۔

اور جب بخار زمین میں محبس ہو جاتا ہے اور ہوا کی قوت سے باہر آتا ہے تو چشمے جاری کر دیتا ہے۔

اور اگر بخار لطیف مابین سما اور ارض سردی کی وجہ سے منجمد ہو کر زمین پر گرتا ہے وہ شبنم کہلاتا ہے۔

اور اگر وہی بخار لطیف منجمد شدہ فضا میں پراگندہ ہو جائے اسے ضقیع کہتے ہیں جس کا نام کہر ہے۔

اور بعض ملکوں میں بخارات لطیفہ منجمد ہو کر برنگ شکر سفید و سرخ زمین پر برس پڑیں تو اسے ترنجبین اور انگبین خشک اور من اور شیر خشت کہہ دیا جاتا ہے۔

یہ ہیں مختصر اقسام مرکب ناقص کے۔

اور یہی بطریق خرق عادت عجیب و غریب چیزیں پیدا کر دیتا ہے اس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں، کتب عجائب الکائنات میں اس کا مطالعہ کریں۔

marfat.com

اور روح یا محض نیک ہے اسے فرشتہ کہتے ہیں۔
یا خالص بد اور خبیث ہے اسے شیطان کہتے ہیں۔
یا مختلط نیک و بد ہیں ہیں یہ دو قسم پر ہیں جنہیں جن یا ارواح بنی آدم کہتے ہیں
اور فرشتے بھی تین قسم پر ہیں۔
اول وہ فرشتے جو اجسام سے متعلق ہیں خواہ وہ اجسام علوی سے متعلق ہوں جیسے حاملان عرش اور خازنان کرسی اور وارد غہائے بہشت و دوزخ اور ساکنان سدرۃ المنتہی اور مجاوران بیت المعمور اور گشیدن ستارہا اور محرکان سماوات اور دربانان سما۔
دوسرے وہ فرشتے جو اجسام سفلی سے تعلق رکھتے ہیں۔
وہ جو ابر و باد سے مربوط ہیں اور ہر قطرہ باراں کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور دریا اور پہاڑ اور اشجار و بنی آدم پر متوکل ہیں اور ان کے اعمال و اوراد اور عزلیتوں کے ساتھ متوکل ہیں۔ اسماء الٰہی اور عزیمت خوانان اور زکوۃ دہندگان سے ارتباط رکھتے ہیں۔
ایک قسم ان ملائکہ کی ہے
جو عبادت الٰہی میں مستغرق ہیں ان کی اتنی کثیر تعداد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمانوں میں ان کی وجہ سے ایک بالشت بھی جگہ خالی نہیں ہے۔ اور یہ تمام فرشتے آسمانوں میں قیام اور رکوع اور سجود میں ہیں۔
تیسری قسم ان ملائکہ کی ہے
جو مقربین خاص ہیں۔ ان کے سپرد تدبیر عالم ہے مثلاً وحی لے کر انبیاء کرام پر آنا، احکام شرعیہ پہنچانا، ایصال رزق و دولت اور امداد و تصرف کرنا کسی کو اٹھانا، کسی کو ملک دینا، عدالت بڑھانا گھٹانا، قبض روح کرنا۔
اور چار فرشتے ان پر حاکم ہیں جنہیں رسول ملائکہ کہتے ہیں۔
وہ جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام ہیں۔
ان کے لشکر و اعوان اسی قسم میں داخل ہیں۔
اور ان کے حالات و مقدار سوائے رب العزت تبارک و تعالیٰ اور یا بعطائے الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نہیں جانتا وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ۔
اور اس کے علاوہ بھی بہت سے عالم ہیں مثلاً مکان۔ زمان۔ کم۔ کیف۔ وضع اور نسبت جہت وغیرہ ان کی تعریف کتب متداولہ حکمت میں موجود ہیں۔

marfat.com

مختصر یہ کہ جو ان پر احاطہ اور ان کے احوال پر عبور رکھتا ہے اسے تفسیر رب العالمین پر غور کرنا چاہئے ہم نے
یہاں مختصر عرض کر دیا ہے۔

اب الرحمٰن الرحیم سے جو متعلق ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں۔
حقیقت رحمت حق باری تعالےٰ میں ایصال خیر و دفع شر ہے۔
اور رحمت حق تعالےٰ شانہٗ کی دو قسم ہیں
ایک رحمت ذاتی دوسرے رحمت صفاتی۔
پھر ذاتی کی دو قسم ہیں عام اور دوسرے خاص
عام تو وہ رحمت ہے جس کا افاضہ ہر موجود کے لیے ہے۔
اور خاص یہ کہ جسے استعداد تقرب الی اللہ بخش دی جائے اسے اس کے لیے مخصوص کر لیا جاتا ہے۔
ایسے ہی صفاتی بھی دو قسم پر ہے یعنی عام اور خاص۔
عام تو یہ ہے کہ ہر موجود کو اس کی صفات سے جتنا اس کے لائق ہو اسے دیا جائے۔
اور خاص یہ کہ ہر وجود کو کچھ دے کر اس کے ذریعہ دوسروں پر فضیلت بخشی جائے
اس تفصیل کے بعد معلوم ہوا کہ بسم اللہ میں رحمٰن و رحیم فرما کر
الحمد میں دوبارہ رحمٰن و رحیم فرمانا محض تکرار نہیں ہے بلکہ بسم اللہ میں رحمٰن و رحیم ذاتی ہے
اور الحمد میں رحمٰن و رحیم صفاتی ہے۔
اور ذاتی کی دو قسم ہیں عام اور خاص یہ دلالت کرتی ہیں بسم اللہ کے دو اسم رحمٰن و رحیم پر
اور صفاتی کی بھی دو قسم ہیں عام اور خاص یہ دلالت کرتی ہیں الحمد کے مذکورہ دو اسموں رحمٰن و رحیم پر
بعض نے کہا کہ ذکر رحمٰن و رحیم بسم اللہ میں
برائے تسکین ہیبت ہے کہ اسم اللہ کے ساتھ ہیبت مضبوط کرے اور دل کو یہ نام مدہوش کر دے۔
اور الحمد میں بندوں کو امیدوار بنانے کے لیے اسم رحمٰن و رحیم لایا گیا تاکہ مالک یوم الدین کے خوف سے بیتاب
و بیہوش نہ ہو۔ آئندہ کلام میں بشارت مذکور ہے جو بندہ پر اللہ کا حق ہے تو ساتھ رجا اور ساتھ ہی خوف ساتھ دیدیا۔ کہ ہر مقام خوف
و رجا ہے یہ دو اسم رحمٰن و رحیم ساتھ رہیں کہ ایک تسکین ہیبت عوام کرے اور عوام کو امیدوار بنائے اور دوسرا اسم
رحیم برائے خواص ہے۔
اور ایک روایت ہے کہ ظہور عالم کی ابتدا رحمت عام و خاص کے ساتھ ہوئی اور اس کی انتہا بھی رحمت کے
ساتھ ہے۔

marfat.com

چنانچہ بسم اللہ میں بشارت ابتداء رحمت کی ہے اور الحمد میں انتہاء رحمت پر ہے۔

اور ایک قول ہے کہ رحمٰن لفظ میں خاص ہے اور معنی میں عام اس لیے کہ یہ وصف سوائے ذات واجب تعالےٰ شانہٗ کسی غیر کے لیے نہیں ہوتا اگرچہ خالقیت و رزاقیت اور منفعت رسانی کے جو ہر قسم کے موجودات کو شامل ہے تو باعتبار معنی یہ عام ہے مگر باعتبار تلفظ خاص، برخلاف رحیم کے کہ وہ تلفظ میں عام ہے لیکن معنی میں خاص ہے اس لیے کہ مخلوقات کو اس وصف سے متصف کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں فلاں رحیم ہے کہ لطف و توفیق کہ مدلول اسی اسم کا ہے مومنین کے لیے مخصوص ہے۔

ضحاک کہتے ہیں کہ رحمٰن میں اشارہ اللہ تعالےٰ کی طرف ہے کہ وہ مکان سماوی پر رحمٰن ہے اور رحیم میں اشارہ اللہ تعالیٰ کی اس نزول رحمت کی طرف ہے جو اہل زمین پر وہ فرماتا ہے۔

ابن مبارک کہتے ہیں کہ رحمٰن وہ ہے کہ جب اس سے سوال کیا جائے دے اور رحیم اسے کہتے ہیں کہ جب اس سے سوال نہ کیا جائے تو غضب فرمائے۔

بعض نے کہا ہے کہ دنیا و آخرت میں جتنے آثار رحمت ہیں وہ اسم رحمٰن کے مقتضیات سے ہیں اور دفع بلا و آفات دارین بمقتضائے رحمت رحیم ہے۔

بہرحال رحمٰن سے کمال رحمت کا اظہار ہے کہ جس سے تمام بڑی نعمتیں اور کلیات و اصول منافع حاصل ہوتے ہیں اور رحیم سے ہلکی اور حقیر نعمتیں اور جزئیات و فروع حاصل ہیں اور یہ دو اسم اس لیے لائے گئے تاکہ بندہ بلند نعمتیں مانگتے ہوئے حقیر نعمتوں کے سوال پر نہ شرمائے۔

گویا دو اسم ظاہر فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ ہم سے جو مانگنا چاہو بے حجابا مانگو اور بڑی نعمتیں طلب کرتے ہوئے حقیر نعمتیں مانگتے یہ وہم نہ کرو کہ اس رحمٰن سے ہلکی چیز مانگنا بے ادبی ہے۔

یہ بندہ کی جبلت ہے کہ بڑی چیزیں دے۔

اور ہلکی چیزوں کے سوال پر خشمگیں ہو جائے۔

ایک روایت ہے کہ کسی شخص نے دربار شاہی میں معمولی سوال کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سزا دی جائے کہ اس نے ہمارے حضور معمولی چیز کا سوال کیا۔ ایسا سوال تو اسے کسی معمولی آدمی سے کرنا تھا۔ اس نے ہماری توہین کی ہے۔

اس وجہ میں اللہ تعالےٰ اپنی شان ارفع و اعلیٰ ظاہر فرماتا ہے کہ

بندہ ہم سے جو مانگے ہم اسے ضرور دیں گے۔ اگر زندگی، قوت، شنوائی، بینائی، فرزند و زن مانگے گا ہم اسے دیں گے اور اگر نمک، چارہ یا پوشش کپڑا طلب کرے گا تو وہ بھی ہم اسے عطا فرمائیں گے تو گویا اگر ایسی چیز طلب کرے گا جو

marfat.com

ہمارے سوا دوسرا نہ دے سکے تو بھی ہم بخشیں گے۔

اور اگر ایسی چیز مانگے گا جو بندہ بندہ سے طلب کرے تو مل جائے ہم وہ بھی اسے عطا فرمائیں گے۔ مثلاً تشخیص مرض اور معالجہ دونوں کے ساتھ متعین کرنا یا روزینہ مانگنا۔ اور امور معاش میں یا معاد میں مدد طلب کرنا یہ سب ہم سے مانگ سکتا ہے حالانکہ یہ کام بندہ بندہ سے بھی کرا سکتا ہے۔

گویا یہ فرمایا کہ ہم رحمٰن ہیں تو نے گندہ قطرہ ہمارے سپرد کیا۔

تو ہم نے تجھے مرد خوش قامت نیک منظر بنا کر تجھے عطا فرمایا اور سوکھا دانہ ہمارے سپرد کیا ہم نے اسے اپنی رحمت سے شاخ بابرگ و بار کر کے تجھے دیا۔ تو نے ناقص طاعت ہمارے پیش کی ہم نے اس کے بدلے بلند کوشک حور و قصور اشجار و انہار کے ساتھ عطا فرمائے۔

اور ہم رحیم بھی ہیں کہ جو کچھ تو ماں باپ خاوند اور مالک استاد اور پیر طبیب و عطار سے آقا و مربی سے حاصل کر سکتا تھا ان کا ہم سے امیدوار ہو تو وہ بھی ہم تجھے بخش دیں گے۔

یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ

جب اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم ہے اور اس کے مقتضیات وہ ہیں جو بیان ہوئے تو پھر اس نے کس لیے اشیائے قبیحہ پیدا فرمائیں اور افعال مذموم کیوں خلق کیے اور اخلاق ردیہ اور ہموم و غموم اور افکار و حاجات جو تخلیق فرمائے یہ کہاں رحمٰن و رحیم کے مقتضیات سے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شبہ نہیں بلکہ کوتاہ نظری ہے۔

کیونکہ وہ اشیاء کو خلاف شان رحمٰن و رحیم سمجھا گیا اور صفت رحمٰن و رحیم کے مخالف جانا ایسے معترض کو سمجھنا چاہیے کہ اگر پدر مشفق اپنی اولاد کو تادیباً مارے تو یہ مارنا بہ اقتضائے رحمت ہے اگرچہ بظاہر یہ تادیب عذاب کی صورت میں ہے مگر بچہ پر عین رحمت ہے۔

اگر بچہ کو باپ صبح ہی پکڑ کر اسے استاد کے سپرد کرے جو بظاہر نہایت خشمگیں اور بے رحم ہے تو یہ سپرد کرنا عین رحمت ہے اس لیے فرمایا کہ والدین کے حق میں رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ۔ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی دعا کیا کرو۔

اگر بچے کو ایام تعلیم میں کھیل کود سے روک کر تعلیم دی جائے اور چھٹی کے روز جمعہ کو اسے نائی کے سپرد کر کے بال ترشوائے جائیں گرم پانی سے غسل کرا کر میلے کپڑے اتار کر صاف پہنائے جائیں تو اگرچہ بظاہر بچہ پر ظلم ہے کہ اسے کھیلنے سے روکا آزادی سے گلگشت نہ کرنے دی ہم جنسوں میں آوارہ گردی سے باز رکھا لیکن اس نگہداشت اور تربیت کا نتیجہ جب اس پر روشن ہوتا ہے تو وہ صمیم دل سے رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا کہہ کر والدین کے حق میں

marfat.com

دست بدعا ہوتا ہے۔

ایسے ہی اگر اچانا بچہ کو تخمہ ہو جائے اور بدہضمی سے اس کے معدہ میں زہر طعام پھیل جائے تو والدین اسے آب و دانہ سے روکتے اور ادویہ بدذائقہ کھانے کو مجبور کرتے ہیں تاکہ اس مرض سے وہ بچہ نجات پا کر جسیم و توانا ہو جائے۔ یہ سب صورتیں بظاہر عذاب ہیں مگر حقیقتاً عین رحمت ہیں۔

مَنْ لَمْ يُؤَدِّبْهُ الْأَبَوَانِ أَدَّبَهُ الْمَلَوَانِ (جسے ماں باپ ادب نہ سکھائیں اسے زمانہ ادب سکھاتا ہے)

البتہ ناقص العقل بچہ ایام طفولیت میں اس تادیب کو عذاب سمجھتا ہے مگر سمجھ بوجھ پیدا ہونے پر وہ والدین کا شکر گذار ہوتا ہے۔

اسی بنا پر اس رحمن و رحیم نے فرمایا عَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا سمجھو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے)

یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ دنیا و آخرت میں مخلوق پر جو کچھ ہوتا ہے
اس کی چار قسمیں ہیں۔

اول یہ کہ اسے جو چیز ملی وہ نافع بھی ہے اور ضروری بھی۔ جیسے سانس کہ اگر ایک لمحہ کے لیے بند ہو جائے تو زندگی ہی ختم ہو جائے۔

یا معرفت الٰہی کہ آخرت میں اگر ایک لحظہ کے لیے دل سے زائل ہو جائے۔ تو مستوجب عذاب ابدالآباد بنا کر رکھ دے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ نفع دیتی ہے مگر ضروری نہیں جیسے مال دنیاوی اور کثرت علوم و معارف یا کثرت نوافل و طاعات کہ اس کا فائدہ آخرت میں ہے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ وہ ضروری ہے مگر نافع نہیں جیسے امراض جسمی و آفات دنیا کہ یہ دنیا میں آتے ضرور ہیں لیکن ان کا نفع آخرت میں ہے دنیا میں نہیں۔

چوتھی قسم وہ ہے کہ وہ نافع بھی نہیں اور ضروری بھی نہیں جیسے تفاخر، غنا، تکبر کہ یہ اگر انسان میں ہو تو اس سے فائدہ بھی نہیں اور یہ ضروری بھی نہیں۔

اب مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے متعلق ملاحظہ فرمائیں

یہ فلسفہ ناقابل انکار ہے کہ مطیع و نافرمان موافق و مخالف محسن و بدخلق کے مابین بہ مقتضائے عدالت بین فرق ہے اور یہ فرق روز جزا کے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ اگر دنیا میں نیکوں کو نعمت و دولت اور عافیت دی جاتی اور

marfat.com

بندوں کو فقر و مصیبت اور محنت و مرض میں مبتلا کر دیا جاتا تو لوگ لازمی طور پر نیکی کی راہ قبول کرتے اور افعال مذمومہ سے بخوف مرض و محنت مجتنب رہتے اور حصول دولت و صحت و عافیت کے طمع میں سب نیک ہی نیک ہوتے۔ لیکن ایمان و ایقان و اطمینان سے ان کا کوئی واسطہ نہ ہوتا اس کو خطرۂ محنت صعوبت و کربت کا خوف نکار ہائے نیک کی طرف مضطربانہ صورت میں مجبور کرتا اور اعمال نیک اضطراری حالت میں بے اختیار ان سے ظہور میں آتے۔ نہ کہ تعمیل حکم الٰہی سے وہ افعال صالحہ ہوتے۔

اس لیے روز جزا کو روز عمل سے ممتاز فرمایا تاکہ
حقیقت تکلیف و معاد ہمارے فہم پر متحقق ہو۔

آیہ کریمہ میں قراءت متواترہ صحیحہ دو ہیں۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن اور مَلِکِ یَوْمِ الدِّیْن اور ان دونوں قراءتوں سے پڑھنا اگرچہ درست ہے لیکن علمائے محققین نے ان میں سے ایک کو ترجیح دی ہے یعنی مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن ارجح بتایا ہے اور اس کی چند وجہ بیان فرمائیں۔

اول یہ کہ مالکیت مرد اور غیر مرد پر عام ہے اور ملک و شہنشاہی خاص مردوں تک محدود ہے۔

دوسرے یہ کہ مالک کو مملوک پر کمال قدرت حاصل ہے اگر وہ چاہے تو اپنے مملوک کو بیچ ڈالے اور جسے چاہے بخش دے برخلاف ملک و بادشاہ کے کہ اس کی قدرت صرف اور صرف رعایا پر ایک حد تک محدود ہوتی ہے اس لیے مالک یوم الدین ارجح ہے۔

تیسرے یہ کہ مالکیت کی نسبت ملکیت و بادشاہی سے قوی تر ہے اس لیے کہ مملوک کو ملکیت مالک سے نکلنا ممکن نہیں برخلاف رعیت کے کہ وہ بادشاہ کا محکوم ہونے سے نکل سکتا ہے سلطنت بادشاہ سے نکل کر دوسری سلطنت میں چلا جائے تو اب وہ پہلے بادشاہ کی رعیت نہیں کہلائے گا گویا رعیت رہنا نہ رہنا باختیار رعیت ہوتا ہے۔

چوتھے یہ کہ مالک کا رتبہ مملوک سے افزوں تر ہوتا ہے اور بادشاہ کا رتبہ رعیت پر اس درجہ بلند نہیں ہوتا اس لیے کہ مملوک مالک کے حضور پست تر ہے رعیت سے۔

اما استیلاء و قہر مالکیت میں جتنا عام ہے رعیت پر شاہی استیلاء اتنا نہیں اس لیے کہ غلام پر خدمت مالک واجب ہے اور رعایا پر واجب نہیں۔

دوسرے غلام بلا اذن مالک باختیار خود کسی کام کا مجاز نہیں برخلاف رعیت کے کہ وہ اپنے گھریلو معاملات میں با اختیار ہے۔

تیسرے یہ کہ رعیت کا واسطہ ملک اور بادشاہ سے عدل و انصاف اور حمیت اور سیاست تک ہے مگر غلام

marfat.com

ومملوک کہ وہ اپنے مالک و مولا سے خوراک و پوشاک اور تربیت و رافت اور رحمت و حفاظت میں ہر حالت کے ساتھ مربوط ہے۔

تو قراءت مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اقرب یہ امید ہے کہ بندہ اپنے مالک سے عفو و تربیت رافت و رحمت کا ہر حال میں امیدوار و محتاج مالک ہے چنانچہ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ اُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهٗ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اَكْسُكُمْ اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو مگر جسے میں روزی دیتا ہوں وہ شکم سیر ہے لہذا مجھ سے رزق طلب کرو تا کہ میں تمہیں روزی عطا کروں۔ اے میرے بندو تم سب برہنہ ہو مگر جسے میں کپڑا پہنا دوں تو تم مجھ سے ہی کپڑا مانگو تا کہ میں تمہیں کپڑا پہناؤں۔

بادشاہ وہ ہے جو اپنے موجودہ لشکر پر نگرانی رکھتا ہے اور ضعیف و شکستہ حال اور مریض و عاجز کو دیکھتا ہے تو خبر گیری کرتا ہے۔

اور مالک حاضر و غائب اپنے بندوں، غلاموں، ضعیفوں، مریضوں، بڈھوں پر انتہائی رحمت فرماتا ہے اور ان کے علاج میں مدد کرتا ہے۔

تو مالک کا رتبہ بادشاہ کے مرتبہ سے افزوں ہے ویسے بھی اگر
دیکھا جائے تو مالک میں ملک سے ایک حرف زائد ہے تو مالک کی بخشش بھی ملک سے افزوں تر ہے۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ بروز قیامت بہت سے بادشاہ ہوں گے جو اپنی اپنی حالت میں گرفتار ہوں اور اس دن کوئی مالک نہ ہو سوا ایک مالک الملک ذو الجلال و الاکرام کے۔

تو مالک یوم الدین کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ مالک علی الاطلاق ہے قیامت کے دن کا کہ بادشاہ اور غلام آزاد اور احرار سب اس کے زیر حکم ہوں گے اور مالک الملک اسماء حسنیٰ میں بھی اسم الٰہی ہے اور ملک الناس بھی حقیقتاً اسی ذات واحد کا اسم ہے جیسا کہ سورۃ ناس میں مذکور ہے۔

اب یوم الدین کے متعلق بھی سمجھنا ضروری ہے۔

عرف عربی میں یوم کہتے ہیں ابتداء طلوع سے غروب تک کو اور شرعاً یوم کا اطلاق طلوع صبح صادق سے غروب تک ہے۔

اور کبھی روز کا اطلاق مطلق وقت پر بھی ہوتا ہے خواہ وہ دن ہو یا رات مہینہ ہو یا سال جیسے کہتے ہیں روز صفین ایسا ایسا ہوا یوم خندق یہ یہ ہوا۔ حالانکہ یہ ایک دن کا واقعہ نہیں بلکہ مہینے اور شب و روز کا واقعہ ہے تو ثابت ہوا کہ یوم الدین سے مراد ایک دن نہیں بلکہ اس کی مدت نفخۂ ثانیہ سے لے کر جنت دوزخ میں داخل ہونے تک

marfat.com

کی ہے اس میں بہت سے وقائع اور کائی حالات واقع ہوں گے۔
اب یہ ذہن نشین کرنا بھی ضروری ہے کہ اس سورۂ مبارکہ میں دو مضمون ہیں۔
اول مضمون حمد و ثنا جو بندہ کی زبان سے جناب الٰہی میں عرض کیا گیا۔
دوسرا خواہش مطلب کہ بعد از القاب حمد و ثنا بندہ کرتا ہے۔
اور اس سورۂ مبارکہ میں پانچ نام اسماء حسنیٰ مذکور ہیں۔
اللہ، رب۔ رحمن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین۔ یہ پانچوں نام اپنے مفہوم میں ارتباط کامل رکھتے ہیں اور سب مرادف اسم ذیاں ہیں۔
اس لیے کہ حمد باعتبار کمال ذاتی واجب تعالےٰ شانہ کی اس لیے کی گئی کہ لفظ اللہ کا مقتضیٰ ہے دوسرے باعتبار افاضۂ وجود و توابع وجود یہ مفاد ہے اسم رب کا۔
تیسرے باعتبار نعمت میسر اسباب معاش اور دنیا میں زندہ رہنا رحمن سے مفہوم ہوتا ہے۔
چوتھے باعتبار توفیق اصلاح معاد مضمون رحیم ہے۔
پانچویں نعمت جزا پر ترتب اکمال حمد و شکر پر مالک یوم الدین ہے۔
دوسرے پہلو سے یہ بھی واضح ہے کہ عبادت مقتضائے الوہیت ہے اور استعانت بمقتضائے ربوبیت ہے اور طلب ہدایت بمقتضائے رحمانیت ہے اور استقامت بمقتضائے اسم رحیم ہے اور یہ پانچ انعام بمقتضائے مالکیت ہیں۔
اب ایاک نعبد کے متعلق عرض ہے۔
عربی زبان میں تقدیم مفعول مفید اختصاص ہے جیسا کہ آیہ کریمہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم سوا تیرے کسی کی عبادت نہیں کرتے اور یہاں لفظ نعبد سے یہ اختصاص مفہوم نہیں ہوتا۔ بلکہ وجہ اختصاص عبادت اس ذات پاک سے یہ ہے کہ حقیقت عبادت غایت تذلل ہے جو نہایت تعظیم کے لیے کی جاتی ہے۔
تو یہ عبادت اور تعظیم اگر تسخیراً ہے یا تسخراً تو یہ عبادت نہ تذلل کے لیے نہیں ایسے ہی اگر تذلل اضطراراً ہو تو وہ بھی عبادت نہیں اور اسے منسوب بعبادت نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ تسخیر تسخراً یا اضطراراً جو عبادت ہوگی وہ بداہتہ کسی کے لیے مسلم نہیں ہوگی جبتک کہ وہ عبادت ایسے ہو کہ اپنے منعم کی طرف سے نعمت حاصل کرکے اظہار شکر کے لیے ادا کرے اور ایسا منعم حقیقی سوا اس ذات واجب تعالےٰ شانہ کے اور کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔
اس کی تفصیل یہ ہے کہ بندہ کے لیے تین حال ہیں۔

marfat.com

ماضی، حال، مستقبل،

ماضی بندہ کی یہ ہے کہ وہ معدوم محض تھا اسے اس کے منعم حقیقی نے کتم عدم سے منصۂ شہود پر لاکر شرف وجود سے مشرف فرمایا جیساکہ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ہم نے تجھے پیدا کیا۔ حال آنکہ پہلے تو کچھ بھی نہ تھا۔

نطفہ کی صورت جب تو مردہ تھا تو تجھے زندہ کیا وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ پھر زندہ ہو کر بھی جاہل تھا تو تجھے علم دیا اور اسباب علم حواس وعقل تجھے بخشے کما قال أَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ۔

اور زمانہ حال بندہ کا یہ ہے کہ اس کی حاجتیں حد سے زیادہ ہیں جو ابتدائے عمر سے آخر عمر تک اگر خیال کیا جائے تو اس کی گنتی نہیں اور پھر باوجود تقصیرات ومعاصی جو دمبدم اس سے سرزد ہوتی ہیں اس کا فضل واحسان منقطع نہیں ہوتا۔

اور مستقبل بندہ کا یہ ہے کہ موت کے وقت سے حشر ونشر تک محافظت عذاب وعقاب کی امید صرف اور صرف جناب رحمن ورحیم سے توقع رکھتا ہے۔

بہرحال بندہ کو سوائے ذات رحمن ورحیم کوئی بچاؤ وپناہ کسی حال میں احوال ثلاثہ سے نہیں۔

تو بندہ کی عبادت کا وہی مستحق ہے نہ کہ کوئی اور

جو کچھ عالم میں ہے دیدہ وشنیدہ ہے یا ہر وہ چیز جس سے انتفاع حاصل ہو وہ تمام قبل از وجود تھا نہ بعد از موت ہوگا۔ مثل آفتاب ومہتاب اور دریا اور زمین اور پہاڑ کے یہ زمان ماضی میں نفع دیتی ہے اگرچہ ہمیں نہیں تو ہمارے آباؤ اجداد کو زمان ماضی میں دیتی رہی اور زمان حال میں دے رہی ہے اور مابعد آئندہ میں دے گی اور ارواح طیبہ سے جو نفع ہوتا ہے یہ سب کچھ اس وقت واجب تعالیٰ شانہ سے ہے۔

لہٰذا اس صورت میں بھی وہی مستحق عبادت ہے۔

اسی وجہ میں ارشاد ہے وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ اور تیرے رب نے فیصلہ کیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ کو مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ کے ساتھ کیا مناسبت ہے کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ کے بعد إِيَّاكَ نَعْبُدُ لایا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عبادت کے تین درجے ہیں:

اول یہ کہ عبادت رغبت ثواب کے لیے ہو کہ اس کے بدلے میں حور وقصور جنات وانہار ملیں گے تو یہ عبادت

marfat.com

درحقیقت ایک مزدوری ہے کہ محنت کے بدلے میں مال حاصل ہو۔ اس لیے کہ عاقل خوب سمجھتا ہے کہ دنیا کی انعمہ واطعمہ اور امتعہ فانی اور محض فانی ہیں لیکن عطائے اخروی ابدی ہے اور فانی کے مقابل ابدی نعمت افضل و اشرف ہے لہٰذا عبادت کا بدلہ اخروی بہتر ہے۔

دوسرے یہ کہ عبادت خوف عذاب و عقاب سے ہو اس لیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کی تعداد بعض روایات سے ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے سب نے اعلان فرمایا اور قاطبۃً بتایا کہ اگر بندے عبادت الٰہی نہ کریں گے تو مستوجب عقاب و عذاب ہوں گے اور جبکہ محض ایک صادق وامین کی خبر مفید یقین ہوتی ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کی خبر پر کیونکر احتمال شک ہو سکتا ہے۔

لیکن یہ عبادت بھی مثل اطاعت غلام و کنیز کے ہے کہ خوف سزا سے ناچار خدمت مولا و مالک کرتے ہیں اور امید انعام و اکرام رکھتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ بندہ کی عبادت محض مشاہدۂ جمال جمیل کے لیے ہو یہ عبادت پہلے دو درجوں سے نہایت ارفع و اعلیٰ ہے۔

چنانچہ اسی عبادت پر ہمیں حضور نے فرمایا تَعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔ (اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے) اور اس قسم کی نماز کی نیت یہ ہے اُصَلِّیْ لِلّٰہِ وَالثَّوَابُ بِیَدِہٖ وَالْخَلَاصُ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ (میں اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہوں کہ اس کا ثواب بھی اللہ کے لیے ہے اور اللہ کے عذاب سے نجات بھی)

چنانچہ یہ عبادت کرنے والا عابد حالت شکر میں والہانہ کہہ گیا۔

اعوذ چوں جمال تو بے پردہ نقاب آراست در حیرتم کہ وعدۂ فردا برائے چیست

تو ثابت ہوا کہ چونکہ ہر سہ مرتبہ والی عبادت کا تعلق روز جزا سے ہے لہٰذا مالک یوم الدین کو ایاک نعبد کے ساتھ مرتب ہونا ضروری تھا۔ ایک واقعہ ہے جس سے ہمارے دعویٰ کی مکمل تائید ہوتی ہے۔

ایک شخص نامی گرامی پہلوان تھا۔ اس کی کشتی کسی کمزور آدمی سے مقرر ہو گئی جب دونوں اکھاڑے میں اتر کر کشتی لڑنے لگے تو کسی نے اس پہلوان سے کہا تجھے معلوم بھی ہے تو کس سے کشتی کر رہا ہے۔ اس نے حیرت سے دریافت کیا لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ فلاں کا استاد ہے۔

یہ سنتے ہی وہ قوی الجثہ پہلوان گر گیا اور اس سے کشتی ہار گیا۔

تو جب ایک قوی الجثہ پہلوان پر ایک استاذ پہلوان کا نام یہ رعب طاری کر سکتا ہے تو اس قوی و متین کا کس درجہ موجب خشیت و اجلال ہوگا۔

marfat.com

دوسرے یہ کہ بندے نے جب رحمٰن ورحیم کا نام سن لیا تو اس کی برکت سے ایک قوت اسے حاصل ہوگئی۔ جس نے ثقل عبودیت کو اس سے ہلکا کر دیا جیسے کسی سے جب زور کا کام لیا جاتا ہے تو اول اسے یا قوتی یا غذائے مقوی دیتے ہیں تاکہ اس کی غذائے لطیف اسے اس کار ثقیل کو ہلکا کر دے۔

ایسے ہی جب نام الٰہی قبل از عبادت زبان پر لیا گیا تو بندہ کو حضور معنوی حاصل ہو گیا اور جیسے عاشق کو حضوری محبوب کے بعد کوئی کلفت نہیں رہتی ایسے ہی جمال جہاں آرائے محبوب کے تصور سے عابد پر بھی کوئی بار نہیں رہتا چنانچہ ارشاد ہے إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ (پرہیزگاروں کو جب کوئی شیطانی وسوسہ پہنچتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں)

بنابریں بندہ کو چاہئے کہ قبل از عبادت بھی اپنے معبود کا نام یاد کرے اسی بنا پر اللہ اکبر تکبیر تحریمہ میں پکارا جاتا ہے تاکہ شیطان اس کی عبادت میں کسی غفلت کا نقصان نہ ڈالے اور وہ عبادت بحضور قلب ادا کرے۔

اب یہ امر بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ عبادت کنندہ ایک ہوتا ہے اور الحمد یا ایاک نعبد صیغہ جمع کے ساتھ کس لیے استعمال ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بندہ اپنی ناقص عبادت کو کاملوں کی عبادت میں مخلوط کر کے حضور اقدس میں پیش کرتا ہے تاکہ رحمٰن ورحیم اپنے کرم سے کاملوں کی کامل عبادت کے ساتھ اس کی ناقص بھی قبول فرمالے اور عبادات اولیاء وانبیاء و ملائکہ کے ساتھ اس بندہ کی ناقص عبادت بھی قبول ہو جائے۔

چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ

اگر کوئی شخص دس چیزیں فروخت کرے ان میں بعض ناقص بھی ہوں تو خریدار کو لازم ہے کہ تمام کی تمام ہی لے اگر ناقص واپس کر کے اچھی چھانٹ لے تو بیع کے خلاف ہے۔

تو بارگاہ اکرم الاکرمین سے تو یہ کسی طرح متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ اپنے کرم سے سب ہی قبول کر لیتا ہے ؎

می پذیرند بداں را بہ طفیل نیکاں   رشتہ واپس ندہد ہر کہ گہر می گیرد

موتیوں کی لڑی لینے والا دھاگہ بھی موتیوں کے ساتھ قبول کر لیتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ موتی قبول کر کے دھاگے واپس کر دے۔

دوسرے صیغہ جمع کے ساتھ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی صفت بھی فرمائی گئی حالانکہ قانت و حنیف صرف وہی تھے جیسا کہ ارشاد ہے إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا (بے شک ابراہیم ایک جماعت تھے اللہ کے فرمانبردار اور ایک رخ)

marfat.com

اور اگر ایاک اعبد فرمایا جاتا تو بھی مضمون صحیح ہو جاتا کہ میں تیرا بندہ ہوں اور ایاک نعبد میں یہ عبارت ہوتی ہے کہ میں بھی ایک بندہ ہوں تیرے بندوں میں سے اور یہ مضمون زیادہ مناسب اور قریب ادب ہے۔ اس میں تواضع زیادہ ہے۔

اب ایاک نستعین کے متعلق عرض ہے۔

نستعین صیغہ جمع متکلم استعانت سے ہے اور حقیقت استعانت طلب معونت ہے۔

اور طلب معونت ہر کام میں چار طرح کی جاتی ہے

اول اس امر کی مدد چاہنا کہ اس کام پر اسے قدرت حاصل ہو جائے۔

دوسرے جو کام کرنا چاہتا ہے اس میں آسانی ہو جائے۔

تیسرے جو کام کرتا ہے اس میں اتنی مدد حاصل ہو جائے کہ وہ کام نزدیک ہو جائے۔

چوتھے جو کام کرنا چاہتا ہے اس کی طرف اتنی رغبت ہو جائے کہ عقل و ہوش اور شعور دست و پا سب اس میں مصروف ہو سکیں۔

تو اس کی تقسیم اس طرح ہے کہ

عقل و شعور اور دست و پا بخشنا ہے عبادت کے لیے یہ قسم اول سے ہے۔

اور رفع موانع اور اشتغال و فراغ خاطر دینا دوسری قسم سے ہے۔

اور اس کے دواعی کو دل میں ڈالنا اور اس کا پسندیدہ ہونا نظر عقل میں اور لذت عبادت اور انشراح خاطر بڑھانا قسم سوم سے ہے۔

اور کسی مرشد کو انبیاء و اولیاء کی طرف سے پیدا کر دینا تاکہ پند و نصیحت سے عبادت کی طرف میلان بڑھے یہ قسم چہارم سے ہے۔

اور یہاں ایاک کو نستعین پر مقدم کرنا بھی مفید حصر و اختصاص ہے جس کے صاف معنی ہوئے کہ الٰہی تیرے سوا میں کسی سے مدد نہیں لینا چاہتا۔

پھر یہ استعانت عبادت کے لیے خاص ہو گی یا عام ہو گی تو تمام امور دنیا و دین کے لیے ہو گی۔

اگر خاص ہے تو اس استعانت میں یہ سر ہے کہ عبادت اگرچہ ہر چند بندہ کے کسب و عمل سے ہے۔

مگر بندہ بسبب خواطر نفسانی یہ عمل کرتا ہے اور اس میں بندہ کو خالص عبادت کا شعور بغیر اللہ تعالے کی توفیق کے کارگر نہیں۔

اور عقل کا کام یہ ہے کہ انجام پر نظر رکھے اور جو کچھ انجام کار بہتر نظر آئے اسے اختیار کرے اگرچہ اول اول

marfat.com

اس میں مشقت لازم ہو اور نفس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ فی الحال جو نفع دے اسے اختیار کیا جائے۔ اور عواقب کار اس پر پوشیدہ رہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ عقل اور نفس کی خواہش میں کشاکش اور تنازع رہتا ہے۔

اور لشکر ہوا و ہوس غلبہ کرکے اسے ہلاکت قلب تک پہنچا دیتا ہے اس کا سدباب سوائے عون الٰہی ممکن نہیں۔

اور عبادت بندہ پر آسان نہیں ہوتی

جب تک عوائق رفع نہ ہوں اور وہ چار ہیں

دنیا، خلائق، شیطان اور نفس امارہ۔

اور یہ چاروں دفع ہوتے ہیں جب ان کے عوارض رفع ہوں اور عوارض کے دفع کرنے میں مصائب و خطرات اور ہموم و غموم لازم ہیں۔ ان سے بندہ بے پرواہ جب ہوتا ہے جبکہ عبادت میں ریاء و سمعہ اور عجب نہ آئے اور یہ تمام اس وقت تک دفع نہیں ہوتے جب تک بندہ میں خوف و رجا اور اشتیاق مشاہدہ حق پیدا نہ ہو اور یہ چاروں کیفیت بغیر عون الٰہی متصور نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ارباب تحقیق نے عبادت کو وسیلہ فرمایا اور استعانت کو حاجب کہا۔ کما فی تفسیر عزیزی۔

اور ظاہر ہے کہ وسیلہ حاجت پر مقدم ہے۔

توجب استعانت اتمام عبادت کے لیے ہے تو چونکہ ہر چیز کا اتمام بعد شروع کرنے کے ہوتا ہے بنابریں استعانت بعد شروع عبادت ہی ضروری ہوئی تو اِيَّاكَ نَعْبُدُ مقدم اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کو مؤخر لانا بالکل صحیح اور درست ہے۔

گویا بندہ کا بارگاہ حق میں یہ عرض کرنا ہے۔ کہ

الٰہی میں تیرے حکم کی تعمیل میں عبادت کرتا ہوں لیکن اس کا اتمام میرے ہاتھ میں نہیں۔ مبادا کوئی مانع یا عارض پیش آجائے تو تجھ سے استعانت کرتا ہوں کہ اتمام کو تو ہی پہنچانے والا ہے اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَ الْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰهِ (کوشش میرا کام اور پورا کرنا اللہ تعالےٰ کا کام) میرا عقیدہ ہے فَاِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ (مومن کا دل اللہ تعالےٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے)

اور اگرچہ استعانت عام ہے امور دنیا و دین میں تو اس کی وجہ اختصاص یہ ہے کہ جو اپنے غیر کی اعانت کرتا ہے تو اس کا منشا کار یہ ہے کہ اس کے دل میں داعیہ اعانت اس کے غیر کی ڈالتا ہے اور یہ فعل سوائے ذات واجب تعالیٰ شانہ کوئی نہیں کر سکتا۔

marfat.com

تو گویا بندہ بارگاہ الٰہی میں عرض پرداز ہے کہ الٰہی میری مدد سوائے تیرے کوئی نہیں کرسکتا مگر جس کو تو میری مدد کرنے کی مدد فرمادے تو اسے جب اسباب اعانت بہم ہوں گے اور تو اس کے دل میں میری اعانت کا جذبہ ڈال دے تو غیر بھی میری مدد کرے گا۔

تو میں تیرے ہی حضور وسائط قطع نظر کرتا ہوں اور غیر کی اعانت بھی میں بہ نظر حقیقت تیری ہی اعانت دیکھتا ہوں۔

اس اجمالی تقریر کی وضاحت یہ ہے کہ بندہ کو بظاہر کچھ قدرت ہوتی ہے جو اللہ تعالےٰ سے اسے ملی ہے تو اس قدرت کو دیکھ کر بندہ گمان کرتا ہے کہ کسی فعل کا کرنا نہ کرنا میرے اختیار میں ہے۔ لیکن ترجیح فعل اس کے ترک پر ہرگز اس کی قدرت میں نہیں ہے۔

اس لیے کہ اگر کوئی مرجح بندہ کی جانب سے ہوگا تو اس کا مرجح بھی لازمی ہوگا۔

اور اس میں تسلسل لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے۔

لہٰذا ماننا پڑے گا کہ مرجح سوائے ذات واجب تعالےٰ کوئی نہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ مخلوق اپنی مطلوبات طلب کرتی ہے۔ حالانکہ اس کی قدرت میں عقل وشعور اور کوشش اور جدوجہد میں کوئی کسر نہیں رکھتا۔ مگر اکثر و بیشتر وہ تمام مساعی بیکار جاتی ہیں اور مطلوب حاصل نہیں ہوتا اور بعض کو حاصل ہو جاتا ہے۔

اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ انسان انسان سے اپنی مطلب براری کے لیے مدتوں سعی کرتا رہتا ہے مگر جس سے کام ہے وہ اسے قبول نہیں کرتا کہ اچانک اس سے اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

اسی جگہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کے دل کو پلٹنے والا وہی مقلب القلوب ہے۔

جو غیب سے اس کے دل کی کنجی کھول دیتا ہے اور اسی سے کام کرا دیتا ہے جس سے یہ مایوس تھا۔

تو مومن کو چاہیئے کہ اپنے ابنائے جنس کی اعانت کو بھی اللہ کی اعانت سمجھے۔

اور شائبہ شرک سے مجتنب رہے اور سعدی کے اس قول کو اپنا عقیدہ بنالے کہ

دکس میدہاند زکس میدہد　　　خدای دہاند خدا مے دہد

تو اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کا مفہوم واضح ولائح روشن اور ظاہر و باہر ہوگیا۔

چنانچہ حضرت خلیل علیہ السلام کو جب نمرود لعین نے ہاتھ پاؤں باندھ کر آگ میں ڈالا تھا تو جبریل علیہ السلام پہنچے اور عرض کیا کہ آپ کو مجھ سے کوئی حاجت ہے تو فرمائیے۔ خلیل نے فرمایا اَمَّا اِلَیْكَ فَلَا۔ جبریل تجھ سے کوئی حاجت نہیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔ پھر اپنے رب سے عرض کیجئے خلیل اللہ نے فرمایا عِلْمُہٗ بِحَالِیْ حَسْبِیْ مِنْ سُؤَالِیْ۔ وہ دانائے نہاں و آشکارا ہے میرے عرض کرنے کی وہاں ضرورت نہیں۔

marfat.com

یہی نقشہ خلیل مومن کے لیے ظاہر میں ہے کہ جب نیت کر لیتا ہے تو دونوں پیر چلنے سے حرکت کرنے سے بند ہو جاتے ہیں دونوں ہاتھ بند ہو جاتے ہیں کسی چیز کے پکڑنے سے معطل ہوتے ہیں حتیٰ کہ زبان بھی سوا قرأت اور ثنا کے کچھ نہیں کہہ سکتی۔ گویا کہ اسباب طلب و ہرب بے کار ہوتے ہیں تو اس وقت تمام اسباب کو بیکار دیکھ کر بارگاہ الوہیت میں عرض پیرا ہوتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور یہاں سے سر تقدیم نعبد نستعین پر واضح ہو جاتا ہے۔

اس سورۂ مبارکہ میں دو مقام ہیں۔

ایک مقام معرفت ربوبیت دوسرا مقام معرفت عبودیت جب یہ دو مقام جمع ہو جاتے ہیں بندے کا معاملہ خدا تعالیٰ سے تمام ہو جاتا ہے۔

پھر اُدْعُوْا اِبِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ جلوہ گر ہوتا ہے۔

ابتداء سورت سے مالک یوم الدین تک مقام ربوبیت ہے۔

اور ایاک نعبد بیان ابتداء مقام عبودیت ہے۔

اور ایاک نستعین میں بیان کمال عبودیت ہے اور جب ہر دو جانب سے عہد پورا ہو گیا تو اس پر ثمرہ مترتب ہو گیا اور حسب موقعہ یہ بھی بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عبادت و استعانت میں مشرکین اور اہل اسلام کے مابین کیا اختلاف ہے۔ وہ اختلاف یہ ہے کہ وہ اجسام معدنیہ کو پوجتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں جیسے پہاڑ، سیم و زر اور نباتات میں پیپل تلسی اور روحانیات میں دیو، بھوت، جن، ملائکہ کو پوجتے ہیں اور انہیں اپنا مربی جانتے ہیں۔

حتیٰ کہ حرارت و برودت، رطوبت و یبوست کو بھی ایک روح سمجھتے اور اس سے استعانت کرتے ہیں اور چونکہ ارواح نظر سے مخفی ہوتے ہیں تو ان کی صورت اور تمثال بنا کر اسے پوجتے ہیں اس کے آگے تضرع کرتے ہیں بعض وہ ہیں کہ افراد انسانی سے کامل ہستیوں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں۔

بعض وہ ہیں کہ اجسام بسیطہ کو خواہ وہ سفلی ہوں جیسے آگ کہ مجوس آتش پرست اسے معبود اعتقاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بہت زیادہ لطیف اور نورانی ہے لہٰذا معبود ہے۔

بعض آفتاب و ماہتاب کے پرستار ہیں بعض ستاروں کے پجاری ہیں بعض نور و ظلمت کے پجاری ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے مقابل اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا عقیدہ پیش فرمایا اور بتایا کہ عبادت و استعانت از غیر حق میں غایت تذلل اور نہایت تعظیم ہو وہ دین حنیف میں جائز نہیں بلکہ مخصوص بحضرت حق تعالیٰ شانہ ہے۔

marfat.com

لیکن وہ تعظیم وتکریم جو مادر وپدر استاذ و مرشد اور
آقا و حاکم کے ساتھ ہوتی ہے وہ یہ سمجھ کر کی جاتی ہے کہ یہ مظاہر انعام حق ہیں۔ ان کی تعظیم وتکریم میں غایت تذلل و تعظیم متحقق نہیں۔ ایسی تعظیم وتکریم سے آثار حق مالک الملک علی الاطلاق لازم نہیں آتا۔ اور اس میں تشابہ بالمشرکین نہیں۔

یہ استعانت ویسی ہی ہے جیسے انسان بھوک کے دفع کرنے کو گندم چاول سے مدد لیتا ہے۔
پیاس بجھانے کو پانی۔ شربت۔ برف کی مدد حاصل کرتا ہے۔
دھوپ کی شدت گرمی کی حرارت سے راحت حاصل کرنے کو سایہ دار درخت وغیرہ کا سہارا لیتا ہے۔
دفع مرض کے لیے ادویہ عقاقیر سے مدد لیتا ہے۔
طبیب کی مدد سے ان ادویہ کا تعین کرتا ہے یہ استعانت بلاکراہت جائز ہے اس لیے کہ درحقیقت یہ استعانت نہیں اور اگر استعانت مان بھی لیا جائے تو اس میں مستعان حقیقی وہی ذات واجب تعالے شانہ ہے اور باقی اسباب وسیلہ یہ استعانت بالغیر ہے۔

حکام وارباب حکومت سے مالی مدد۔ اولیا و بزرگان دین سے دعائیں کرانا وغیرہ یہ سب استعانت مطلقاً جائز ہیں اس لیے کہ ان سے استعانت انہیں مظاہر عون سمجھ کر کی جاتی ہے نہ کہ مالک الملک سمجھ کر برخلاف مشرکین کے کہ وہ بتوں سے جو استعانت کرتے ہیں وہ انہیں معین مطلق سمجھ کر کرتے ہیں اور روحانیات فلکیہ کو اور روحانیات عنصریہ کو مستقل بالذات معین جانتے ہیں جیسے بھوانی۔ پوناچاری۔ شیخ سدو وغیرہ ان سے استعانت عین شرک ہے اور اس قسم کی استعانتیں منافی ملت اسلامی ہیں۔

اب اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے متعلق تصریح ملاحظہ ہو۔
یہاں اہدنا میں طلب ہدایت ہے اور ہدایت کا معنی یہ ہیں کہ مطلوب کا نشان دینا یا الہام جیسے بچہ اپنی والدہ کے پستان بلا کسی تعلیم کے چوسنے لگتا ہے۔ حالانکہ اسے پیدائش کے بعد کوئی تعلیم نہیں ہوتی۔

پھر دودھ طلب کرنے کا طریقہ اس کے رونے سے القا ہوا یہ ہدایت القائی ہے ایسے ہی جب حواس انسانی بطور ظاہر و باطن قوت پکڑ لیتے ہیں تو اچھی بری چیز کا امتیاز کر لیتے ہیں۔
اور جن امور کو عقل مدرکہ نہیں سمجھ سکتی یا ادراک انسانی اس تک نہیں پہنچتا اس کے بتلانے کے لیے پیغمبران اولوالعزم کو مبعوث فرمایا گیا اور یہی وہ ہدایت ہے جو ارسال رسل کرام و انزال کتب الہیہ سے متحقق ہوتی ہے۔

marfat.com

اس کی دو قسم ہیں عام اور خاص۔

عام ہدایت تو یہ ہے کہ خیر و شر کی راہ واضح کر دی جائے جیسا کسی شاعر نے کہا ہے

خیر و شر سے تجھ کو واقف کر دیا اب تو اپنے فعل کا مختار ہے

اس کی بھی دو قسم ہیں تبیانی اور توفیقی۔

تبیانی یہ ہے کہ ما جاء الرسول کی شرح اس حد تک ہو کہ پھر شک و شبہ کا احتمال فہم سامع میں راہ نہ پائے۔

اور توفیقی یہ ہے کہ تمسک بہ ہدایت انبیاء علیہم السلام کسی کے حق میں فراہم ہوں اور اس پر تمسک آسان ہو جائے حتیٰ کہ وہ سعادت ابدیہ کے ساتھ واصل ہو کر مقام اصطفا پر مشرف ہو جائے اور اس توفیق کا منتہی آخرت میں بہشت ہو اور دنیا میں عرفان حق حاصل ہوتا ہے۔

اور خاص یہ ہے کہ ایک نور انوار نبوت سے اس کے عالم ولایت میں مدرکہ قلب پر مشرق ہو اور پھر انکشاف حقائق علی ما ہی علیہ حاصل ہو جائے۔

اور یہ بھی تین درجہ رکھتا ہے

پہلا درجہ مِنَ اللّٰہ ہے جس کے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى

دوسرا درجہ الی اللّٰہ ہے جس کے متعلق تذکرہ ہے۔ اِنِّىْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ

تیسرا درجہ باللّٰہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا

یہ اخص الخواص کے تین درجات ہدایت ہیں۔

اس میں سے جو درجہ بھی بندہ کی امداد میں منجانب اللّٰہ حاصل ہو وہ اثنائے سیر سلوک میں حالاً فحالاً یکے بعد دیگرے حاصل ہوتا ہے۔

تو یہ آیۂ کریمہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں ان درجات کو دیکھ کر بکمال عجز و ناتوانی کے ساتھ عرض پیرا ہوتا ہے کہ الٰہی یہ راہ اتنی دشوار گذار ہے کہ محض اِرَاءَةُ الطَّرِيْق میرے لیے کافی نہیں۔ بلکہ تیرا ہی فضل مجھے واصل الی المطلوب کر سکتا ہے لہذا اپنے فضل کو میرا رفیق مسافت بنا دے وہ میرا ہاتھ پکڑ کر بہ مقتضائے نعبد اور نستعین اور اہدنا مجھے ان میں ہی شامل کر دے جو ساجدین و حامدین ہیں تو اہدنا الصراط المستقیم میں بھی مجھے تنہا نہ چھوڑ اور ایاک نعبد میں بھی مجھے اپنے خواص میں داخل رکھ اور نستعین میں بھی بصیغہ جمع مجھے سب میں شریک فرما۔

ورنہ تنہا میرا جانا مجھے ورطۂ ضلالت میں گرفتار کر دے گا اور کہیں نہ کہیں تو سوسۂ شیطانی مجھے کسی مہلکہ میں ہلاک کر دے گا۔

marfat.com

مجھ پر چلائے قیل وقال اگر مستولی ہو گئی تو میرا دل جنگ وجدل سے مکدر ہو جائے گا اور تیر قرب اور مقام صداقت مجھ سے دور ہو جائے گا اس لیے اہدنا الصراط المستقیم کی دعا کے ساتھ صراط الذین انعمت علیہم بھی عرض کرتا ہوں۔

اس لیے کہ انسان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے تین قوتیں ودیعت ہیں

قوت نطقیہ کہ اسے قوت عقلیہ بھی کہتے ہیں

اس کی تعریف یہ ہے کہ اس کی مدد سے انسان اشیاء کو جانتا اور اس کے حقائق پر عبور کرتا ہے اور حقائق یا تو ذات وصفات باری تعالےٰ ہیں۔

یا اس کے افعال و آثار دنیا و آخرت میں اور اس علم کے جاننے کو علم الٰہی کہتے ہیں۔

اور اس میں افراط و تفریط یہ ہوتی ہے۔

کہ ذات واجب تعالےٰ شانہٗ کی تحقیق میں پڑ کر منزہ ذات کے جاننے کے درپے ہو جائے۔

یا صفات الٰہی کی مطلقاً نفی کر دے اور ذات واجب تعالےٰ کی تنزیہ کرتے کرتے اثبات صفات میں نہج تشبیہ کی طرف مائل ہو کر خالق کو مخلوق کے ہم رنگ بنا دے۔ یہ توحید زندقہ ہے

یا وہ صفات جنہیں شارع علیہ السلام نے ثابت کیا انہیں تاویل باطل ٹھہرا کر انکار کر دے۔ مثل شاہد یا سمیع وبصیر اور سمعیت الٰہی اور رضا وغضب کے یا الٰہی افعال کو اپنے افعال سے تشبیہ دے جیسے نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوْحِيْ کے ترجمہ میں منہ سے پھونک مار کر بتا دے کہ ایسے اللہ تعالےٰ نے پھونک ماری اور يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ کے ترجمہ میں اپنا ہاتھ کسی پر رکھ کر کہہ دے کہ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے ہاتھ رکھا۔

اس لیے کہ ید اللہ وہ ید اللہ ہے جس کی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۔ اس کی کوئی مثال نہیں شان ہے۔

تو ایسی تشبیہات دینا خالص زندقہ ہے اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَةِ الْمَائِلَةِ اِلٰى جَانِبِ الْاِفْرَاطِ۔ ایسے ہی اور عقائد باطلہ جو افراط کی طرف مائل ہوں۔

اور علم نبوات جس کا تعلق ارواح وملائکہ وانبیاء واولیاء وائمہ دین اور خلفاء راشدین سے ہے۔ اس میں افراط وتفریط یہ ہے کہ ان مراتب کی اصلاح کرتے کرتے ان سے انکار کر دے اور کہنے لگے کہ وہ ہمارے جیسے ہی تھے ان میں کوئی امتیاز تقرب الی اللہ کا نہیں۔

یا ان کی عقیدت اتنی بڑھ جائے کہ ان کی عصمت انبیاء کی عصمت کے برابر قرار دے اور نبیوں کی طرح انہیں بھی غلط ونسیان سے محفوظ جان لے۔

اور رتبۂ ائمہ واولیاء کو رتبۂ انبیاء کے مساوی سمجھ لے۔

marfat.com

اس کی خواہش ہوتی ہے مثلاً مٹی کا انسان کو علم ہے تو اب اس کے اجزا کی تحقیق کی طرف وہ جاتا ہے اور معلوم کرتا ہے کہ فلاں مٹی میں لوہا ہے فلاں مٹی میں شیشہ۔ اس مٹی میں تانبہ ہے اور اس مٹی میں سونا۔ اس میں چاندی ہے تو اس میں سکہ۔ اس میں جست ہے اور اس میں پلاٹینم حتیٰ کہ ایک علم کے ساتھ زاید علم کی طرف رجحان لازمی ہے۔

پھر سوال بعد حصول یوں بھی ضروری ہے کہ جو علم حاصل ہوا ہے

وہ دوامی رہے دوسرے جیسے ایک دلیل سے حاصل ہوا ہے اس پر اور دلائل بھی حاصل ہوں۔ اس لیے کہ جو علم ایک دلیل سے حاصل ہوا ہے وہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا جو متعدد دلائل سے ثابت ہوا۔ لہٰذا یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ممکنات جتنے بھی عالم موجودات میں ہیں ان میں ہر ایک میں ایک دلیل ہے جو ذات پر اور علم و قدرت رحمت و حکمت من جانب اللہ ہر ایک میں ودیعت کی گئی ہے چنانچہ لبید نے کہا ہے

وَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَہٗ اٰیَۃٌ　　تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ

اور کسی نے کہا ہے

ہر گیا ہے کہ از زمیں روئید　　وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

کوئی کہتا ہے

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار　　ہر ورق دفتریست از معرفت کردگار

تو ثابت ہوا کہ علم آدمی کو ہر وقت زیادتی و ترقی کی طرف مائل رکھتا ہے۔ بقول شاعر

در بند آں مباش کہ مضموں نماندہ است　　صد سال میتواں سخن از زلف یار گفت

چنانچہ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اِہْدِنَا کی تفسیر یہ ہے ثَبِّتْنَا عَلَی الْھُدَایَۃِ ہمیں ہدایت پر ثابت رکھ۔

اور قرآن کریم میں بھی گویا اس اِھْدِنَا کی تفسیر دوسری جگہ فرمائی رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا۔

اور اِھْدِنَا اور رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا میں اس حکمت کا مظاہرہ ہے کہ واجب تعالیٰ خاد بندہ کو اپنے حضور تضرع وزاری کے ساتھ عرض پیرا رضا پسند فرماتا ہے تاکہ اس کا نفس متکبر نہ ہو جائے اور اس کے ہر وقت سوال کرنے سے ہماری رحمت اس کی طرف مبذول رہے اس لیے کہ ہمارا قانون قدرت ہی یہ ہے کہ

تا نہ گرید طفل کے جوشد لبن　　تا نہ گرید ابر کے خندد چمن

اور دعا و سوال اسی وجہ میں منافی رضا بقضا نہیں ہے اس لیے کہ جو چیز جائز ہے اس میں رضاء الٰہی ہے اور تذلل وزاری اللہ کو محبوب ہے اور عطا بعد طلب اس کا قانون ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔

marfat.com

اب یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ سوال ہدایت استعانت پر متفرع ہے۔

اس لیے کہ ہدایت استعانت کی ایک قسم ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا تو مجاہدہ محتاج استعانت ہے اور مالک یوم الدین کا مفہوم بھی اس سے ظاہر ہو گیا اس لیے کہ نفع ہدایت یوم دین ہی میں ظاہر ہوگا اور وہ بواسطہ ہدایت و عبادت کاملہ ہی ہوگا اور یہ سب کچھ خواہ رحمت عام ہو خواہ رحمت خاص رب العالمین کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ ان کے ہی لیے ہے جو ثابت علی الصراط المستقیم ہیں تو اب صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی بھی تفسیر ضروری ہے وہ یہ ہے کہ

حقیقت نعمت یہ ہے کہ وہ ایک ایسا نفع ہے جو بطور احسان کسی کو دیا جاتا ہے۔

اور دینے والا اس سے اپنے لیے نفع کا غرضمند نہ ہو تو منعم حقیقی اور ایسا منعم کہ بلا غرض منفعت کسی پر انعام کرے کوئی نہیں ہو سکتا سوا اس ذات منعم کے جل جلالہ وعم نوالہ ولا الہ غیرہ

اس لیے کہ مخلوقات کسی پر انعام کر ہی نہیں سکتی جب تک اس انعام و احسان میں اس کا اپنا ذاتی فائدہ نہ ہو۔

پھر مخلوق میں سے جو بھی کسی پر احسان و انعام کیا جائے گا وہ وہی ہوگا جو وفادار اور شکر گزار مطیع ہوگا یہ شان صرف اور صرف اسی منعم حقیقی کی ہے کہ مطیع و منکر کافر و فاسق ملحد و جاحد مومن اور بے ایمان سب پر عام انعام اور روزی رساں ہے۔

اگرچہ کافر و فاسق کے حق میں وہ ظاہری نعمت و رزق درحقیقت نعمت نہیں ہے۔

اس لیے کہ اس پر احسان منظور نہیں بلکہ وہ بصورت نعمت اور بمعنی اس کے لیے وبال ہے۔ اسی لیے سعدی کہتے ہیں۔

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب — گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم — تو کہ با دشمناں نظر داری

تو کافر و مشرک اگرچہ دشمن ہے لیکن رب الارباب کا مربوب ضرور ہے۔

بنا بریں اسے ڈھیل دینے اور صم بکم عمی بنانے اور يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ کا مظاہرہ کرنے کو بھی موقوف بنایا گیا چنانچہ دوسری جگہ صاف ارشاد ہوا۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا نہیں کوئی چلنے والا مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

marfat.com

اور منکروں کو دنیا میں وسعت و فراخی دینے کا اس طرح اظہار ہوا۔

وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ وَزُخْرُفًا وَإِنْ كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ (زخرف)

(اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقہ کے ہو جائیں گے تو دسازو سامان دنیا ہمارے ہاں اتنا حقیر ہے کہ جو لوگ اللہ سے کفر کرتے ہیں جو رحمٰن ہے ان کے لیے ان کے گھروں کی چھتیں ہم چاندی کی کرا دیتے اور (چھتوں کے علاوہ چاندی کے) زینے کہ ان پر چڑھتے اور ان کے دروازے چاندی کے اور تخت کہ ان پر تکیہ لگا کر بیٹھا کرتے اور سونے کے بھی اور یہ سب کچھ دنیا کی چند روزہ زندگی تک ہے اور لے محبوب اخروی نعمتیں تمہارے رب کے پاس ہیں جو پرہیزگاروں کے لیے ہیں)

اور ارشاد ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ (شوری پ۲۵)

(جو آخرت کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم اسے اس کی کھیتی میں برکت دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی چاہے تو ہم اسے دنیا دیں گے مگر اب آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں)

تو خلاصہ یہ نکلا کہ فرد فاسق کو جو بطور فراخی رزق انعام فرمایا جاتا ہے وہ حقیقت میں انعام نہیں بلکہ اس کے لیے بلا و آفت ہے۔

گویا وہ دنیا ایسا ہے جیسے زہر ہلاہل حلوے میں لپیٹ کر دیا جائے۔

یا لذیذ حلوا ایک بیوقوف دہقانی کو دیا جائے کہ وہ معدے سے مستحیل ہو کر اخلاط میں زہر ہو جائے اور زہر ہلاہل کا اثر دکھائے۔

یا وہ لذیذ حلوا ایک بیوقوف دہقانی کو دیا جائے اور وہ ہضم کی مقدار سے اتنا زیادہ کھالے کہ بدہضمی کی وجہ سے تخمہ یا ہیضہ کر دے

اس لیے قرآن کریم میں ارشاد ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ (پ۴ ال عمران)

اور وہ لوگ جو کافر ہوئے اس گمان میں نہ رہیں کہ ہم انہیں ڈھیل دے رہے ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے ہم تو صرف انہیں ڈھیل دے رہے ہیں تاکہ اور گناہ سمیٹ لیں اور ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

اور نعمت الٰہی جن کے لیے خاص ہے وہ چار گروہ ہیں۔ انبیاء، صدیق، شہداء، صالحین۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

marfat.com

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (سورۃ نساء)

اور جو پیروی کرے اللہ اور رسول کی وہی ہیں جو جنت میں ان (منعم علیہم کے ساتھ) ہوں گے (جن پر اللہ نے بڑے بڑے احسانات کیے یعنی نبی اور صدیق اور شہید اور صالحین اور یہ لوگ اچھے ساتھی ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ جبل احد پر تشریف فرما تھے آپ کے ساتھ صدیق اکبر، عمر فاروق اور ذوالنورین رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے اتنے میں احد لرزنے لگا۔ یعنی بھونچال آ گیا۔ تو حضور نے فرمایا اُثْبُتْ یَا اُحُدُ اے احد ٹھہر تجھ پر نبی اور صدیق اور شہید ہیں۔

غرض کہ اس حدیث میں نبی اور صدیق اور شہید کی تفسیر فرما دی۔ چنانچہ صدیق اکبر شروع سے بلا طلب دلیل اور بلا انتظار معجزہ حضور پر ایمان لے آئے اور خدا نے شاید انہیں ایسا پاک دل عطا فرمایا تھا کہ حضور کا نبی ہونا ان کی باتوں سے ان کے ذہن نشین ہو گیا تھا آپ کو صدیق کا خطاب اسی وجہ میں ملا۔ اور فاروق و عثمان کا شہید ہونا تواریخ واحادیث سے ثابت ہے۔

اگرچہ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ بظاہر عام ہے لیکن درحقیقت انہی چار کے لیے مخصوص ہے۔

یہاں بعض نے یہ نکتہ بیان کیا کہ حق تعالیٰ شانہ نے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ فرمایا اور صِرَاطَ مَنْ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ نہیں فرمایا اس لیے کہ مَنْ لغت عرب میں نکرہ موصوفہ ہوتا ہے تو اگر یہ فرمایا جاتا تو منعم علیہم جو معہود ہیں ان کا اختصاص نہ رہتا۔

اور اَنْعَمْتَ بصیغہ ماضی لانے میں بھی یہ مقصد ہے کہ کسی کو اس انعام میں شک نہ ہو جائے اس لیے کہ مستقبل محل شک ہے۔

اب ایک اور شبہ پیدا ہوتا ہے کہ صراط مستقیم ایک راستہ ہے۔

اور یہاں چار گروہ مختلف الطریق ہیں تو ایک راہ پر مختلف الطریق کیسے رہ سکتے ہیں۔ پھر ہر نبی اپنی شریعت اور منہج علیحدہ رکھتا ہے اور ہر ولی کا طریقہ ذکر و شغل علیحدہ ہے پھر باوجود طرق متعددہ چاروں گروہ طریق الی اللہ پر کیونکر پہنچ سکتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ طب یونان کو یوں سمجھا جائے کہ علاج میں راہ مستقیم ہے۔

لیکن بقراط کے دور سے جالینوس تک اور جالینوس سے لے کر عہد علوی خاں تک وہ راہ مستقیم علاج میں محفوظ و مسلوک رہی مگر طریق علاج بقراط اور جالینوس کا اپنے اپنے زمانہ میں علیحدہ رہا اور معالجات علوی خاں اور حکیم گیلانی اپنے اپنے دور میں علیحدہ رہا ہے۔ علوی خاں مفردات سے علاج کرتے اور فصد سے تنقیہ کرنا یا اسہال وغیرہ

marfat.com

کرنا مجدد غایت معیوب جانتے تھے۔
حکیم گیلانی مرکبات اور معاجین واشربہ کام میں لاتے تھے اور ہر مرض میں فصد و اسہال کو مقدم رکھتے تھے لیکن اس طریق علاج کو منافی وحدت طریق کسی نے نہیں بتایا اور بعض اطباء یونانی واضع قواعد یونانی جدید ہوئے اور بعض سلف کے مقلد بنے رہے لیکن یہ اختلاف بھی موجب اختلاف نہیں کہلاتا۔
دوسری مثال سے سمجھئے کہ ایک قافلہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں روانہ ہوا مگر ان میں بعض تاجر ہیں۔ اور بعض حمال اور کرایہ کش ہیں اور بعض اس قافلہ کے پاسبان ہیں اگرچہ سب ایک راہ جا رہے ہیں لیکن کام سب کے مختلف ہیں سب اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔
ایسے ہی انبیاء علیہم السلام جس راہ سے گذر رہے ہیں اسی راہ سے صدیق و شہید اور صالح بھی گذر رہے ہیں لیکن مرتبہ بمرتبہ رفیق سفر ہیں کوئی کسی کا ہاتھ تھامے گذر رہا ہے کوئی بار برداری کر رہا ہے کوئی قافلہ کی پاسبانی میں [illegible] ہے۔
توسب جانے والے منافی وحدت طریق نہیں۔
ایسے ہی انبیاء وصدیقین و شہداء و صالحین کے افعال مختلفہ مخالف وحدت نہیں بلکہ اپنے اپنے منصب و مرتبہ کے مطابق خدمات کرتے ہیں۔ انبیاء کی معیت میں قطع منازل اور طے مراحل کر رہے ہیں۔
ایسے ہی اگر ایک طبیب حار المزاج کو موسم تابستان میں آبزن کرا رہا ہے اور ادویہ باردہ اور اغذیہ مرطبہ تجویز کر رہا ہے تو دوسرا طبیب مریض بارد المزاج کو موسم زمستان میں حمام کرائے اور ادویہ گرم کھلائے تو یہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہوسکتے۔
اس لیے کہ یہی دونوں طبیب بدل کر پہلے مریض کا یہ دوسرا معالج ہو اور دوسرے کا پہلا معالج ہو جائے تو ان کی تجویز بعینہ ایک دوسرے کے مطابق ہوں گی۔ چنانچہ یہی مفہوم حدیث سے نکلتا ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان موسیٰ حیًا ما وسعہ الا اتباعی۔ یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام جو اپنے وقت کے اولوالعزم نبی ہیں آج میرے زمانہ میں ہوتے تو انہیں میری پیروی بغیر چارہ نہ تھا۔
اب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔
یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جب انعام الٰہی دنیا و آخرت میں بندہ کا حصہ ہو جاتے ہیں تو احتمال غضب و گمراہی تمام مراحل میں بندہ سے دور ہو جاتے ہیں۔ اس پر قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر حاجت احتراز از غضب و گمراہی کس لیے اور غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ اپنی دعا میں کیوں؟
اس کا جواب اول بھی ہو چکا ہے کہ وہ جماعت جو اپنے کو اصحاب نعمت یعنی انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی سنت

marfat.com

سے نسبت کرتا ہے لیکن یہ شان بے نیازی ہے نیاز ہے کہ ان میں بھی بعض حد سے غضب و گمراہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں
گروہ اپنے کو اتباعِ انبیاء و اولیاء کا گمان کرتے ہوئے غضب و ضلال میں پڑ جاتے ہیں۔

اس لیے بغرض دفعِ اشتباہ غیر المغضوب لایا گیا کہ استقامت علی الصراط الا جلاء بلا توفیق الٰہی کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی اور اکثر مفسرین نے غیر المغضوب علیہم اور ضالین میں یہ تعیین فرمایا ہے

چنانچہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مغضوب علیہم سے مراد عاصیانِ امت ہیں اور ضالین سے مراد جاہلانِ امت ہیں۔ اس لیے کہ نعمت الٰہی اس بندہ کے لیے ہے جو معرفت الٰہی اور عمل صالح دونوں کا اہل ہو۔

اور جسے یہ دونوں نصیب نہیں اس پر نعمت الٰہی بھی نہیں۔

اور جو معرفت حق تو رکھتا ہے مگر اعمال صالحہ سے محروم ہے وہ فاسق ہے اور مستحق الغضب ہے اور جو معرفت حق سے محروم ہے مگر عمل صالح کرتا ہے وہ جاہل و گمراہ ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ مغضوب علیہم سے مراد دو فرقے ہیں۔

ایک کافر معاند کہ دیدہ و دانستہ انکار امر حق کرے۔

دوسرا عاصی متمرد کہ دیدہ و دانستہ ارتکاب گناہ کرتا ہے۔

ایسے ہی ضالین کے دو فرقے ہیں

ایک وہ جو کورانہ تقلید سے کفر میں پڑا ہے اس لیے کہ بوجہ قصور نظر حقیقت دین اس پر واضح نہ ہو۔

دوسرے وہ گنہگار کہ اسے اعتماد کرم غفور اتنا ہو کہ مرتکب معاصی کرے اور دلیر ہو جائے۔

بعض نے کہا کہ مغضوب علیہم کافر ہیں اور ضال عام مبتدع ہیں۔

بعض نے کہا کہ مغضوب علیہم وہ ہیں جن سے یقیناً انتقام بروز قیامت لیا جائے گا۔

اور ضالین عام ہیں ان کے حق میں احتمال عفو بھی ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عدی جو حضور کے فیض صحبت سے مشرف ہوئے ہیں
فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مغضوب علیہم اور ضالین کے معنی دریافت کیے تو حضور نے فرمایا کہ
مغضوب علیہم فرقہ یہود کا ہے اور ضالین نصاریٰ ہیں اس پر تصدیق قرآن کریم سے بیان فرمائی کہ یہود کے لیے ارشاد ہے
وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ۔

اور نصاریٰ کے حق میں ارشاد ہوا وَضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔

اب یہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ یہ سورۂ مبارکہ
نماز میں دو بار پڑھنی واجب ہے اور اس میں سات آیتیں ہیں۔

marfat.com

اور اعمال محسوسہ نماز میں بھی سات رکن ہیں۔

وہ ارکان سبعہ نماز میں یہ ہیں۔

قیام۔ رکوع۔ قومہ۔ سجدۂ اولیٰ۔ جلسہ بین السجدتین۔ سجدۂ ثانیہ۔ قعدہ

یہ سات عمل مثل ہفت اندام انسان کے ہیں

اندام جسم انسانی بھی سات ہیں۔

جسد بے روح۔ تو یہ سورۂ مبارکہ بمنزلہ روح ہے۔ تو جب روح جسم سے متصل ہو جاتی ہے تو حیات ابدی ستودگی حاصل ہو جاتی ہے۔

تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کو مقابل قیام تصور کرنا چاہیے اس لیے کہ قیام وجود ہر شے کا ظہور اسم الٰہی سے ہے۔

اور اس لیے بسم اللہ کے ساتھ ہی ہر کام کی ابتدا رکھی گئی اور فرمایا کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ بِبِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ (جو کام بھی بسم اللہ کے بغیر شروع کیا جائے وہ بے برکت ہے)

اور قیام نماز کے بعد آیۃ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہے۔

جو رکوع کے مقابل ہے اس لیے کہ حمد میں بندہ کی نظر حق سبحانہ کی طرف بھی ہے اور مخلوق پر بھی اور منعم حقیقی کی طرف بھی اور نعمت منعم پر بھی۔

تو یہ حالت متوسط بین النظر والاستغراق ہوئی۔

چنانچہ رکوع کی یہی وہ کیفیت ہے جو متوسط ہے قیام و قعود و سجود کے مابین۔

یا یوں سمجھئے کہ جب بندہ حمد میں اپنے رب کی نعمتیں بے شمار دیکھتا ہے تو بار احسان سے اس کی پشت دوتا ہو جاتی ہے اور منحنی ہو کر رکوع کی صورت میں آ کر

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتا ہے جو قومہ ہے کہ ہر بندہ جب بلندی پاتا ہے تو اپنے رب کے حضور اپنے کو پست دیکھ کر علو کو پستی سے بدلتا ہے تو رحمت حق تعالیٰ اسے پہلی حالت علو کی طرف واپس لاتی ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ اور جو اللہ کے لیے جھکے گا اللہ اسے بلند کرے گا۔

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ مناسب سجدۂ اولیٰ ہے۔

جو دلالت کرتا ہے تجلی قہری و جلالی کی طرف جو موجب خوف شدید اور مثمر نہایت تذلل و خضوع ہے اور خاک کی طرح اپنے کو پامال کرنا اور اپنا چہرہ خاک پر ملنا عین فروتنی ہے چنانچہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

فروتنی است نشانِ رسیدگانِ کمال ... کہ چوں سوار بہ منزل رسید پیادہ شد

ایک اور شعر بھی اسی مضمون کا موید ہے۔

marfat.com

ہر کہ خند خاک نشین برگ و برے پیدا کرد ۔۔۔ دانہ با خاک چو پیوست سرے پیدا کرد

اور مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں یوم الدین درحقیقت موت کے بعد سے ہی شروع ہوتا ہے اس لیے کہ بعد موت بندہ اپنے اصل کی طرف رجوع کرتا ہے اور اصل مٹی ہے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ (اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں لوٹائیں گے اور اسی سے تمہیں نکالیں گے) میں یہی فلسفہ بیان فرمایا گیا ہے۔

پھر اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ مناسب قعدہ بین السجدتین ہے اس لیے کہ اِیَّاکَ نعبد میں سجدہ اولٰے سے فراغت کا بیان ہے جس میں غایت تذلل مراد ہے اور دوسرے سجدے کے لیے ایاک نستعین کہہ کر استعانت طلب کرتا ہے۔

اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں ایک اہم مطلب کا سوال ہے جو مناسب سجدہ دوم ہے۔ اور یہی محل اجابت ہے۔

اور صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ میں حصول مطالب و وصول انعام الٰہی کے ساتھ تفاؤل ہے تو یہ مناسب قعدہ ہے اس لیے کہ دربار شاہی میں یہ طریقہ مستمرہ ہے کہ جب بندہ اور رعایا کا فرد غایت تواضع سے مجرا کر لیتا ہے تو اسے بیٹھنے کا حکم ہوتا ہے جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے اور شہنشاہ کے حضور بیٹھنا ہی خود ایک مرتبہ انعام و اکرام ہوتا ہے۔

لہٰذا بعد از حصول مرتبہ تقرب شکر و ثنا منعم حقیقی اور درود و سلام اپنے وکیل مقدمہ کے حضور پیش کرتا ہے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

ایک خاص اور لطیف بحث اور ہے وہ بھی سمجھ لیجئے۔

سورۂ فاتحہ میں دس چیزیں ہیں پانچ صفات ربوبیت ہیں یعنی اللہ۔ رب۔ رحمٰن۔ رحیم۔ مالک۔

اور پانچ صفات عبودیت ہیں عبادت۔ استعانت۔ طلب ہدایت و استقامت۔ طلب نعمت۔ پناہ از غضب الٰہی۔

عبادت اللہ تعالےٰ سے متعلق ہے اور استعانت رب تعالےٰ کے نام کے ساتھ اور طلب ہدایت اسم رحمٰن سے متعلق ہے اور طلب استقامت اسم رحیم سے متعلق ہے اور طلب نعمت و پناہ از غضب اسم مالک سے متعلق ہے

اور انسان بھی پانچ چیزوں سے مرکب ہے۔ بدن۔ نفس شیطانی۔ نفس سبعی۔ نفس بہیمی اور جوہر ملکی جسے عقل کہتے ہیں

تو جوہر ملکی کا متجلی اسم اللہ ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (خبردار اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں)

marfat.com

اور نسبت القیاد نفس شیطانی متجلی اسم رب ہے جیسا کہ ارشاد ہے رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ (اے میرے رب میں شیطانی وسوسوں سے تیری پناہ لیتا ہوں)

اور اصلاح نفس سبعی متجلی اسم رحمٰن سے ہے جیسا کہ ارشاد ہے اَلْمُلْكُ یَوْمَىٕذِ ﹰالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ (اصل بادشاہی اس دن رحمٰن کی ہو گی)

اور اصلاح نفس بہیمی بر تجلی اسم رحیم ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ - (اور اپنی رحمت سے بنائے اس نے تمہارے لیے دن اور رات تاکہ تم اس میں سکون پاؤ اور اس کا فضل تلاش کرو تاکہ تم شکر کرو)

اور ازالہ غفلت و کثافت بدن بر تجلی حضرت مالکیت ہے جیسا کہ ارشاد ہے لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (آج کس کی بادشاہی ہے؟ اللہ اکیلے زبردست کی)

اور جب انسان ان اسماء کی تجلیات سے بجمیع اجزاء صالح و مہذب ہو جاتا ہے تو

اس کا رجوع اس کے مطلب کی طرف ہوتا ہے اور اطاعت بدنی کے ساتھ اِیَّاكَ نَعْبُدُ کہتا ہے۔

اور اطاعت نفس بہیمی ترک کر کے لذات و ارتکاب منکرات میں آسانی حاصل کر کے اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے۔

اور خلاصی استیلاء نفس سبعی کی غرض سے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ عرض کرتا ہے:

اور دفع مکائد نفس شیطانی کے لیے استعانت بذات حق کر کے اصلاح جوہر ملکی کے لیے موافقت ارواح مقدسہ حاصل کرنے کو صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کہتا ہے اور غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہہ کر منکرات سے دوری چاہتا ہے۔

اس سورۃ مبارکہ کے بہت سے نام ہیں جن کی وجہ تسمیہ ہم اول لکھ چکے ہیں۔

یہاں اسماء سورہ مبارکہ کا اعادہ کیے دیتے ہیں اور وہ یہ ہیں اور وجہ تسمیہ پیش نہیں کریں گے۔

فاتحۃ الکتاب۔ فاتحہ۔ سورۃ الحمد۔ سورۃ الشکر۔ سورۃ الاساس۔ سورۃ الکنز۔ سورۃ المناجات۔ سورۃ وافیہ۔ سورۃ التفویض۔ سورۃ الشفاء۔ سورۃ الرقیہ۔ سبع مثانی۔ سورۃ قرآن عظیم۔ سورۃ تعلیم المسئلۃ۔ سورۃ کافیہ۔ ام القرآن۔

اب کچھ فضائل الحمد شریف بھی حسب موقع بیان کر دینے مناسب ہیں۔

مسند دارمی۔ مسند امام احمد اور ترمذی و نسائی اور سنن بیہقی اور صحیح ابن خزیمہ میں سید القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا اَتُحِبُّ اَنْ اُعَلِّمَكَ سُوْرَةً لَمْ تُنْزَلْ فِی التَّوْرٰىةِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ وَلَا فِی الْقُرْاٰنِ مِثْلُهَا قَالَ اَیٌّ نَعَمْ بَعْدَهٗ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ هُوَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ۔ (کیا تو پسند کرتا ہے کہ میں تجھے ایک ایسی سورت سکھاؤں کہ اس کی مثل کوئی سورت توریت۔ انجیل۔ زبور اور قرآن میں نہیں اتاری گئی تو ابی نے کہا ہاں تو

حضور نے فرمایا وہ سورۃ ام القرآن ہے کہ ہر نماز میں اسے پڑھتا ہے۔

اور صحیح مسلم اور نسائی اور ابن حبان اور طبرانی اور حاکم میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ ایک فرشتہ جبریل امین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر تھے کہ آسمان سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی جبریل نے بغور دیکھا اور فرمایا کہ یہ وہ فرشتہ ہے کہ آج ہی نازل ہوا ہے اس سے پہلے تخلیق آدم سے لے کر آج تک زمین پر نہیں آیا۔ پھر جب وہ فرشتہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کرنے لگا حضور کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک نور عطا فرمایا اور آپ سے قبل کسی کو نہیں دیا گیا۔ وہ سورۃ فاتحۃ الکتاب اور آمن الرسول سے آخر سورۃ بقرہ تک ہے اس کا ایک حرف اگر پڑھا جائے تو ثواب عظیم ہے۔

اور بخاری مسلم میں ہے اس کے علاوہ صحاح ستہ کی دوسری کتابوں میں بھی ہے کہ حضور کے اصحاب اس سورۃ کو مار گزیدہ اور عقرب گزیدہ اور مصروعین و مجانین پر پڑھکر دم کرتے تھے۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ مبارکہ کو پڑھ کر دم کرنا تجویز فرمایا اور ارشاد ہوا فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ شِفَآءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ۔ الحمد ہر بیماری کی شفا ہے۔

اور بزار نے اپنی مسند میں انس بن مالک سے روایت کی کہ جو شخص اپنا پہلو زمین پر رکھ کر الحمد اور اخلاص پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے ہر بلا سے امن میں رہے۔ سوا موت کے جو اس کے لیے مقدر ہو چکی ہو۔

عبد بن حمید اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ فاتحۃ الکتاب دو ثلث قرآن کریم کے ثواب کے برابر ہے۔

ابن مردویہ اور دیلمی اور ضیاء مقدسی اپنی احادیث مختارہ میں راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں خزانۂ عرش سے مجھے ملی ہیں اور کسی کو یہ نہیں ملیں۔ ام الکتاب۔ آیۃ الکرسی اور آخر سورۃ بقرہ اور سورۃ الکوثر۔

اور ابو نعیم اور دیلمی ابو درداء سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا الحمد ان سب چیزوں پر کفایت کرتی ہے جن پر تمام قرآن کفایت نہیں کرتا اور اگر ایک پلہ میں الحمد اور دوسرے پلہ میں سات قرآن ہوں تو الحمد بڑھ جائے۔

اور ابو عبیدہ فضائل قرآن کریم میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا الحمد شریف جس نے تلاوت کی اس نے گویا توریت۔ انجیل۔ زبور اور قرآن کریم کی تلاوت کی۔

اور تفسیر وکیع اور کتاب المصاحف میں ابن انباری سے اور کتاب العظمۃ میں ابو الشیخ اور ابو نعیم سے روایت ہے کہ شیطان کو تمام عمر میں چار بار نوحہ کرتے ہوئے پایا اور خاک سر پر ڈالتے ہوئے دیکھا اول جبکہ اس پر اِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ (بیشک تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے) کا حکم ہوا۔ دوسرے جب اسے آسمان سے زمین پر ڈالا تیسرے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی چوتھے جب سورۃ فاتحہ کا نزول ہوا۔

اعمال و اوراد سورۃ الفاتحہ

marfat.com

ابو الشیخ کتاب الثواب میں فرماتے ہیں کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو اسے چاہئے کہ الحمد شریف پڑھے اور حاجت کے لیے دعا کرے۔ ان شاء اللہ اس کی حاجت پوری ہوگی۔

ثعلبی فرماتے ہیں کہ ایک شخص علامہ شعبی کے دروازے پر آیا اور درد گردہ کی شکایت لایا۔ آپ نے فرمایا کہ اساس القرآن پڑھ کر درد کی جگہ دم کر۔ اس نے عرض کی اساس القرآن کیا ہے۔ فرمایا الحمد شریف۔

اور مشائخ کرام کے اعمال مجربہ میں مذکور ہے کہ سورۃ فاتحہ اسم اعظم ہے۔ اسے جس مطلب کے لیے پڑھا جائے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

اس کے پڑھنے کے دو طریق ہیں

اول یہ کہ سنت و نماز فجر کے مابین باتصال میم بسم اللہ بہ لام الحمد اکتالیس بار چالیس دن پڑھے۔ جو حاجت بھی ہو وہ ضرور پوری ہوگی

اور اگر مریض کے لیے یا مسحور کے واسطے پانی پر دم کر کے پلائیں اسے شفا ہو۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مہینہ کے پہلے یک شنبہ کو اکتالیس بار پڑھے جو حاجت ہو وہ پوری ہو جائے تو فبہا ورنہ دوسرے مہینہ ایسا ہی کرے اگر پھر بھی نہ ہو تو تیسرے مہینہ پھر کرے حاجت روا ہو۔

اگر چینی کے پیالہ میں گلاب، مشک اور زعفران سے لکھ کر مریض کو چالیس روز پلائیں، امراض مزمنہ سے شفایاب ہو۔

اور درد دندان، درد سر، درد شکم وغیرہ میں سات بار پڑھ کر دم کرے تو مجرب ہے۔

اس سورۃ میں سات آیتیں، ستائیس کلمے اور ایک سو چالیس حرف ہیں۔

شانِ نزول

کے متعلق عمرو بن سرجیل کی ایک روایت بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں ایک ندا سنتا ہوں جس میں (اِقْرَأْ) کہا جاتا ہے۔ ام المومنین نے یہ حال ورقہ بن نوفل کو سنایا۔ انہوں نے فرمایا جب یہ ندا آئے آپ باطمینان سنا کریں۔

اس کے بعد حضرت جبریل نے حاضر ہو کر عرض کیا فرمائیے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نزول میں یہ سورۃ مبارکہ پہلی سورۃ ہے مگر دوسری روایتیں اس امر کو ظاہر کرتی ہیں کہ باعتبار نزول پہلی سورت سورہ اقرأ ہے۔ مفسرین نے اس سورت کو مکہ معظمہ میں نازل ہونا بتایا اور بعض

marfat.com

نے مدنیہ ہیں اور بعض نے مکہ مدینہ دونوں ہیں۔

مضامین

اس سورۂ مبارکہ میں حمدِ الٰہی، ثنائے الٰہی، ربوبیتِ ذات، رحمتِ خاص، مالکیتِ مستقلہ، استحقاقِ عبادت بذاتِ حق، توفیقِ خیر، ہدایتِ عبد، توجہ الی اللہ، اختصاصِ عبادت، استعانت، طلبِ رشد، آدابِ دعا، احوالِ صالحین سے موافقت، گمراہوں سے اجتناب و نفرت، جزا اور روزِ جزا کا مفصل بیان ہے۔

مختصر تفسیر الحمد

ہر کام کی ابتداء میں بسم اللہ کی طرح حمد الٰہی بھی ضروری ہے۔ حمد کبھی واجب ہوتی ہے جیسے خطبہ جمعہ میں اور کبھی مستحب جیسے خطبہ نکاح و دعا میں اور ہر کھانے کے بعد پانی پی کر کبھی سنت مؤکدہ ہوتی ہے جیسے چھینک آنے کے بعد (طحطاوی)

رب العالمین اس لیے فرمایا کہ اس میں تمام کائنات کے حادث و ممکن اور محتاج و مربوب ہونے کی طرف اشارہ ہے اور ذات واجب تعالیٰ شانہ کے واجب قدیم، ازلی، ابدی، سرمدی، حی و قیوم، قادر و علیم ہونے کا اعلان ہے جس ذات کے لیے صفت رب العالمین مسلّم ہے اس کے متعلق علم الٰہیات کے تمام اہم مباحث انہیں دو لفظوں میں طے ہو گئے۔

مالک یوم الدین میں ظہور ملکیت تامہ کا بیان ہے اور یہ دلیل ہے کہ جو مالک ہے وہی مستحق عبادت ہے کیونکہ سب اس کے مملوک ہیں اور مملوک مستحق عبادت نہیں ہو سکتا اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ دنیا دار العمل ہے اور اس کے لیے ایک آخر ہے اس سلسلہ حیات کو ازلی اور قدیم کہنا باطل ہے اس لیے کہ اختتام دنیا کے بعد ایک یوم جزا بھی ہے اس سے مذہب تناسخ بھی باطل ہو گیا۔

ایاک نعبد، ذکر ذات و بیان صفات کے بعد یہ فرمانا اس امر کی طرف مشیر ہے کہ اعتقاد عمل پر مقدم ہے۔ اور قبولیت اعمال صحت اعتقاد پر موقوف ہے۔

نعبد میں صیغہ جمع لانا اس امر کی طرف بھی مشیر ہے کہ عبادات مفروضہ بجماعت ادا ہوں اور یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ عوام کی عبادتیں محبوبوں، مقبولوں کی عبادتوں کے ساتھ درجہ قبول حاصل کر لیں۔ ایاک کے ساتھ نعبد کہنے سے رد شرک بھی ہو جاتا ہے کہ سوائے ایک ذات کے کسی کی پوجا نہ کرنے کا اعتراف و اقرار ہے۔

marfat.com

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بلاواسطہ ہر صورت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس لیے کہ مستعان حقیقی وہ ہے باقی اسباب و ذرائع آلات و خدام اور احباب وغیرہ اولیاء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتحیۃ یہ سب مظہر عون الٰہی ہیں تو پھر لازم ہے کہ۔

ہر اعانت میں اس ذات پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دست قدرت کو کارکن دیکھے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء و انبیاء سے مدد چاہنا شرک ہے محض جہالت اور عقیدہ باطل ہے۔ اس لیے کہ مقربان حق کی امداد درحقیقت امداد حق ہے نہ کہ استعانت بالغیر۔

اگر ایاک نستعین کے یہ معنی ہوتے جو جہالت مآب سمجھے تو قرآن پاک میں اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور اَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ ہرگز وارد نہ ہوتا۔ اس لیے کہ صبر اور صلوٰۃ خدا نہیں اور ان دونوں سے مدد و استعانت کا حکم دیا جا رہا ہے اور قوت محضہ بھی خدا نہیں باوجود اس کے قوت سے بھی مدد حاصل کرنے کی تعلیم ہو رہی ہے علاوہ ازیں احادیث میں بہت سے مقامات پر اہل اللہ و خاصان بارگاہ سے استعانت کی تعلیم دی گئی ہے اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا بِاَصْحَابِ الْقُبُوْرِ وغیرہ وغیرہ مذکور ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں معرفت ذات و صفات کے بعد عبادت وغیرہ کی تعلیم دے کر طریقہ تعلیم فرمایا اور یہ بتایا کہ عبادت کے بعد بندے کو مشغول دعا ہونا چاہیے اور احادیث میں بھی بعد نماز دعا کی تعلیم دی گئی ہے۔ (طبرانی فی الکبیر بیہقی فی السنن)

صراط مستقیم سے مراد اسلام یا قرآن کریم یا خلق نبی رحیم یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے اہل و اصحاب ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صراط مستقیم طریق اہل سنت ہے جس میں اہل بیت و اصحاب اور سنت و کتاب کے ماتحت چلنا ہے اور سواد اعظم ہی اس صراط مستقیم پر ہے۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ یہ پہلے جملہ کی تفسیر ہے یعنی تفسیر القرآن بالقرآن یعنی صراط مستقیم سے مراد وہ صراط اور راستہ ہے جو طریق مسلمین و مومنین ہے وہ راستہ مطلوب ہے جس پر چلنے والے منعم علیہم ہیں۔ جن پر تیرا انعام ہوا۔

اس سے مسائل تو بہت نکلتے ہیں لیکن بر سبیل اختصار یوں سمجھئے کہ وہ راستہ جس کے متعلق حضور نے مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ فرمایا۔ وہ طریق مستقیم اور وہ امور جن پر خاصان خاص اللہ برگزیدہ افراد کا عمل رہا ہو وہی درحقیقت صراط مستقیم ہے۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ اس میں ہدایت ہے کہ طالب حق و ہدایت دشمنان الٰہی سے علیحدہ اجتناب کرے اور ان کی رسم و راہ وضع و طور سے پرہیز رکھے۔

marfat.com

ترمذی شریف میں ہے کہ مغضوب علیہم جن پر غضب ہوا ان سے مراد یہود ہیں اور ضالین جو راہ سے بہکے ہوئے ہیں وہ نصاریٰ ہیں۔

تحقیق لفظ ضالین

ضاد اور ظاء میں مباینت ذاتی ہے۔ اس میں مخارج اور دیگر تلفظ میں کسی صفت کا اشتراک دونوں کو متحد نہیں کر سکتا بنابریں غیر المغضوب کو غیر المغظوب پڑھنا اگر بقصد ہو تو تحریف کلام اللہ کا جرم بن کر پڑھنے والوں کو کافر بنا دیتا ہے اور اگر بلا قصد ہو تو نا جائز ہے۔

جو ضاد کی جگہ ظاء پڑھے۔ اس کی امامت جائز نہیں (محیط برہانی)

اس کے بعد آمین کہنا سنت ہے خواہ نماز میں ہو یا خارج نماز۔ ہمارے امام ابو حنیفۃ النعمان رضی اللہ عنہ کی تحقیق میں نماز کے اندر آمین بالخفا کہنی چاہئے۔ احادیث پر نظر اور تنقید کے بعد یہی نتیجہ حاصل ہوا ہے۔ جہر کی روایتوں میں جو حدیثیں لائی جاتی ہیں۔ اس میں مدّ بہا کا لفظ ہے جس سے جہر ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور جن روایتوں میں جہر کا بیان ہے ان کی سند میں کلام و جرح ہے۔

بنابریں آمین بالخفاء ہی پڑھنا مذہب حنفی میں صحیح ہے۔ جس کی تحقیق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

بفضلہ تعالےٰ تفسیر الفاتحہ تمام ہوئی۔

مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۵۲ء سنٹرل جیل لاہور

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد قادری (نور اللہ مرقدہ) خطیب جامع مسجد وزیر خاں لاہور وصدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان۔ و امیر دار العلوم حزب الاحناف پاکستان

marfat.com

سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ

تعارف سورۃ بقرہ

اس سورۃ میں گائے کے واقعات بیان کیے گئے ہیں اس وجہ سے اس کا نام سورۃ بقرہ رکھا گیا۔
قرآن کریم کی دوسری سورۃ ہے۔ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی یہ سورۃ قرآن پاک کی تمام سورتوں سے بڑی ہے
اس ۲۸۶ آیات اور ۴۰ رکوع ہیں۔
اس میں عقائد و اعمال کے متعلق اہم ترین تعلیمات ہیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے سیکھنے میں کئی سال لگ گئے اس سے مراد الفاظ کا حفظ نہیں بلکہ اس کے احکام اور مسئلوں کا سمجھنا تھا۔

مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ

سب سے اول ان لوگوں کے لیے ہدایت کا ذکر ہے جن کے دلوں میں اللہ کا خوف اور پرہیزگاری ہے۔ پھر فرمایا گیا کہ قرآن حکیم سننے والے تین قسم کے لوگ ہوں گے۔
اول مومن کامل جو دل کی گہرائیوں سے تصدیق کریں گے۔
دوم نافرمان کافر جو اس کے مخالف ہوں گے۔
سوم منافق جس کا ظاہر باطن یکساں نہ ہوگا۔
اس کے بعد عبادت کا حکم دیا گیا قرآن حکیم کی صداقت ثابت کی گئی ہے۔
چوتھے رکوع میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش انسان کی خلافت ارضی کے مستحق ہونے کا ذکر ہے۔
پانچویں رکوع میں ایک خاندان بنی اسرائیل کا ذکر ہے اس خاندان میں کثرت سے نبی اور رسول بھیجے گئے۔
ان کے حالات سبق آموز انداز میں بیان ہوئے آخر کار ان کا انجام بیان کیا گیا۔
پندرہویں رکوع تک بنی اسرائیل کی تاریخ کے کئی واقعات بیان ہوئے ہیں مثلاً ان کے عہد و پیمان کوہ طور پر جلوہ ربی۔ ہفتہ کے دن کا واقعہ۔ گائے کا واقعہ۔ قتل انبیاء کے واقعات۔ سحر و جادو کی ناپاک سعی لاحاصل۔ انبیاء کی توہین کے منصوبہ۔ نجات و بخشش کے غلط تصورات وغیرہ وغیرہ۔
سولہویں رکوع سے بنی اسرائیل کے مزید حالات کے علاوہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں نبو آخر الزمان

marfat.com

امام الانبیاء سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر خیر بیت اللہ شریف کا ذکر شہداء کا ذکر اور ان کے درجات مراتب بیان ہوئے ہیں۔

بیسویں رکوع میں ذات باری تعالے کی قدرت اور نشانات کا ذکر حلال حرام کا ذکر ہے نیکیوں کا ذکر ہے

چھبیسویں رکوع تک قصاص، میراث، روزہ، دعا، حج جہاد اور اللہ کی راہ میں مالی قربانی کے احکام مذکور ہیں۔

ستائیسویں رکوع سے معاشرہ، خاندانی زندگی کے مسائل مثلاً نکاح حیض و نفاس، طلاق و ایلاء، عدت نکاح ثانی، بچوں کی تربیت حق مہر وغیرہ وغیرہ۔

تینتیسویں رکوع میں طالوت کا جالوت سے مقابلہ، جہاد، فتح و شکست سامان جنگ، لشکروں کی کمی زیادتی پر منحصر نہیں قلت کثرت پر غالب آجاتی ہے۔

چونتیسویں رکوع میں انفاق فی سبیل اللہ، آیۃ الکرسی جس میں حی و قیوم ہونا اور دیگر صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسلام میں جبر نہیں ہے۔

اٹھائیسویں رکوع میں حضرت ابراہیم کی زندگی کے چند سبق آموز واقعات مذکور ہیں۔

صدقہ و خیرات اور پرہیزگاری کے احکام۔ سود کی ممانعت۔ گواہی کے بارے میں ہدایات۔ قوانین کا بیان اور تجارت کے چند اصول بیان کیے گئے ہیں۔

آخر میں چالیسویں رکوع میں ایمان اسلام کا خلاصہ جامع دعا۔ فرمانبردار اور نافرمان کا انجام بتایا گیا ہے مومن کی کامیابی کی بشارت اور کافر کی ناکامی کا دعوہ۔

یہ صرف افہام تفہیم کے لیے تحریر کیا گیا ہے ورنہ قرآن پاک کی جامعیت کمال کا الفاظ میں اظہار ناممکن ہے۔

اس سے قبل کل آسمانی کتابیں ایک سو تین نازل ہوئیں۔

پچاس صحیفے شیث علیہ السلام پر تیس ادریس علیہ السلام پر بیس ابراہیم علیہ السلام پر توریت موسیٰ علیہ السلام پر زبور داؤد علیہ السلام پر انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر لیکن یہ ام الکتاب قرآن کریم جامع ہے اور جامع البیان

سورہ بقرہ مدنی ہے یہ دو سو چھیاسی آیتیں چالیس رکوع ہیں۔

خلاصہ تفسیر سورۃ البقرہ مدنیۃ وھی مائتان وست وثمانون آیۃ واربعون رکوعا

سورۃ بقرہ اس سورۃ کا نام ہے یہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس میں دو سو چھیاسی آیتیں اور چالیس رکوع ہیں
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مدینہ طیبہ میں یہی سورت نازل ہوئی سوائے آیۃ کریمہ

marfat.com

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ کے یہ آیت حجۃ الوداع میں بمقام مکہ مکرمہ نازل ہوئی (خازن)
اس سورۂ مبارکہ میں چھ ہزار اور ایک سو اکیس کلمے اور پچیس ہزار پانچ حرف ہیں (خازن)

تحقیق اسماءِ سور

صاحب جمل کی تحقیق ہے کہ قرآن پاک میں سورتوں کے نام نہ لکھے جاتے تھے ۔ یہ طریقہ حجاج نے نکالا۔
شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ اس سورۃ مبارکہ میں ہزار حکم اور ہزار نہی اور ہزار خبریں ہیں۔ لیکن اہل باطل جادوگر اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔

خواص سورۂ مبارکہ

جس گھر میں یہ سورۂ مبارکہ پڑھی جائے تین دن تک ۔ سرکش شیطان اس میں داخل نہیں ہوتا
مسلم شریف میں ہے کہ جس گھر میں یہ سورۃ پڑھی جائے ۔ اس گھر سے شیطان بھاگتا ہے۔
جمل و بیہقی میں ہے سعید بن منصور حضرت مغیرہ بن شعبہ سے راوی ہیں کہ جو شخص سوتے وقت سورۂ بقر کی دس آیتیں پڑھے وہ قرآن کریم نہ بھولے گا ۔ وہ دس آیتیں یہ ہیں چار اول کی آیتیں ۔ آیۃ الکرسی اور دو اس کے بعد کی اور تین آخر سورۃ کی۔
طبرانی و بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ میت کو دفن کر کے اس کے سرہانے سورۂ بقر کی اول آیتیں اور پاؤں کی طرف آخر رکوع کی آیتیں پڑھا کرو۔

شان نزول

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک سے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ پر ایسی کتاب نازل کی جائے گی جو نہ پانی سے دھو کر مٹائی جائے نہ پرانی ہو (یعنی مسلمان کے سینہ میں محفوظ ہو جائے گی) تو قرآنِ پاک نازل ہوا ۔ اس میں فرمایا ذٰلِكَ الْكِتٰبُ وہ کتاب موعود یہ ہے۔
ایک قول ہے کہ بنی اسرائیل سے ایک کتاب نازل فرماتے اور بنی اسمٰعیل میں سے ایک رسول مبعوث کرنے

marfat.com

کا وعدہ فرمایا تھا جب حضور نے مدینہ طیبہ میں ہجرت فرمائی تو یہاں یہود بکثرت تھے۔ تو الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ نازل فرما کر اس وعدہ کے ایفا کی خبر دی۔ (خازن)

حُرُوْفِ مُقَطَّعَات

سورۃ بقرہ کی ابتدا الٓمٓ سے ہوتی ہے اس قسم کے حروف کو حروف مقطعات کہتے ہیں۔ یہ حروف اکٹھے لکھے جاتے ہیں لیکن جدا جدا پڑھے جاتے ہیں یہ اس سورت کے علاوہ پانچ سورتوں کے ابتداء میں آتے ہیں۔ حروف مقطعات سے شروع ہونے والی سورتوں کی کل تعداد ۲۹ ہے

مفسرین نے ان کے متعلق کہا ہے کہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ۔ اس کے مفہوم حقیقی کو اللہ ہی جانتا ہے۔ یہ اسرار الٰہی اور متشابہات ہیں۔ ان کی مراد اللہ اور اس کے رسول کے مابین ہے۔ وہی اسے جانیں۔

میان عاشق و معشوق رمزیست　　کراماً کاتبیں را زو خبر نیست

ہمیں ان کے حق ہونے پر ایمان لانا چاہیئے۔ لیکن معنی تاویلی اگر ممکن ہوں اور وہ کتاب و سنت کے موافق بھی ہوں تو مقبول ہوں گے اور ایسے تاویلی معنی مردود ہیں جو کتاب و سنت سے منطبق نہ ہوں۔ بنا بریں الٓمٓ کے معنی پر غور کرنے سے اس کی شان ارفع و اعلیٰ معلوم ہوتی ہے اور سمجھ میں آتا ہے کہ یہ تین حروف درحقیقت دیباچہ کلام پاک ہے اور جو مضمون دیباچہ میں ہوا کرتا ہے وہ بطریقہ زبر و بینات ان تین حرفوں سے حاصل ہو جاتا ہے لیکن اس کے سمجھنے کے لیے پہلے حروف ابجد کے عدد سمجھ لینے ضروری ہیں۔ لہٰذا اول ہم ابجد کے حروف لکھ کر ان کے عدد پیش کرتے ہیں پھر ہر سہ حروف کے معنی تاویلی پیش کریں گے۔ وھو ہٰذا۔

ابجد۔ ہوز۔ حطی۔ کلمن۔ سعفص۔ قرشت۔ ثخذ۔ ضظغ

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰

ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

marfat.com

حروف مقطعہ

الٓمّٓ۔ اس میں تین حرف ہیں ا ل م ۔ ابجد کے قاعدہ سے الف کا عدد ایک اور لام کے تیس۔ میم کے چالیس ہوتے ہیں۔ تو یہ عبارت حاصل ہوتی ہے۔ ایک وحدہ لاشریک نے یکتا قرآن کریم بے مثل مصطفےٰ پر تیس پاروں کے اندر چالیس سال کی عمر میں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ یہ معنی تاویلی اس لیے مقبول ہے کہ احادیث صحیحہ سے بھی یہی ثابت ہے۔

پھر الف توصیفی علیحدہ کر کے ل اور میم کے تیس اور چالیس عدد جمع کیے جائیں تو ستر (۷۰) کا عدد حاصل ہوتا ہے جو اشارۃً یہ بھی بتا رہا ہے کہ اس کلام پاک کے جمع کرنے والے خلفائے راشدین ہیں جن کے نام کے اول وہ حرف ہو جس کا عدد ۷۰ ہے اور عدد ستر (۷۰) ع کا ہے چنانچہ خلفاء اربعہ یہ ہیں۔ ابوبکر صدیق جن کا اسم گرامی عبداللہ بن ابی قحافہ ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔ اور علوم ادبیا جیسے کتب میں ایسا ہی مضمون ہوا کرتا ہے۔

نوٹ:۔ تمام قرآن کریم میں ۱۱۴ بسم اللہ ہیں جو ہر سورۃ کے اول ہیں۔ چونکہ سورۃ توبہ میں بسم اللہ نہیں ہے اس حساب سے ۱۱۳ ہوتی ہیں لیکن ایک بسم اللہ سورۃ نمل میں آیت کے ساتھ آگئی۔ اس بنا پر ۱۱۴ بسم اللہ ہی رہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ بقرہ۔ پ ۱

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۚ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک نہیں اس میں۔ ہدایت ہے ڈرنے والوں کو۔

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ

وہ جو ایمان لائیں غیب پر اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں خرچ کریں

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۙ

اور وہ جو ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا۔ اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

وہی لوگ ہیں اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

marfat.com

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے ڈراؤ یا نہ ڈراؤ۔ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کردی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے۔ یعنی پردہ اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے

حلِ لغات پہلا رکوع سورہ بقرہ۔ پ۱

ذٰلِكَ۔ وہ	الْكِتٰبُ۔ بلند مرتبہ کتاب (یعنی قرآن کریم)		لَا رَيْبَ۔ نہیں ہے شک
فِيْهِ۔ اس میں	هُدًى۔ ہدایت ہے	لِلْمُتَّقِيْنَ۔ ڈر والوں کو	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لائیں	بِالْغَيْبِ۔ بے دیکھے	وَ۔ اور	يُقِيْمُوْنَ۔ قائم رکھیں
الصَّلٰوةَ۔ نماز	وَ۔ اور	مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ۔ ہماری دی ہوئی روزی میں سے	
يُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کریں	وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لائیں
بِمَا۔ اس پر	اُنْزِلَ۔ جو اترا	اِلَيْكَ۔ تیری طرف (اے محبوب)	وَ۔ اور
مَا۔ جو	اُنْزِلَ۔ اترا	مِنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے	وَ۔ اور
بِالْاٰخِرَةِ۔ آخرت پر	هُمْ۔ وہ	يُوْقِنُوْنَ۔ یقین رکھیں	اُولٰٓئِكَ۔ وہی لوگ
عَلٰى هُدًى۔ ہدایت پر ہیں	مِّنْ رَّبِّهِمْ۔ اپنے رب کی طرف سے	وَ۔ اور	اُولٰٓئِكَ۔ وہی لوگ
هُمُ۔ وہ ہیں	الْمُفْلِحُوْنَ۔ مراد کو پہنچنے والے	اِنَّ۔ بے شک	الَّذِيْنَ۔ وہ (جن کی قسمت میں)
كَفَرُوْا۔ کفر ہے	سَوَآءٌ۔ برابر ہے	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	ءَاَنْذَرْتَهُمْ۔ چاہے تم انہیں
ڈراؤ	اَمْ۔ یا	لَمْ۔ نہ	تُنْذِرْهُمْ۔ ڈراؤ انہیں
لَا۔ نہیں	يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لانے کے	خَتَمَ۔ مہر کردی	اللّٰهُ۔ اللہ نے
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ ان کے دلوں پر		وَعَلٰى۔ اور اوپر	سَمْعِهِمْ۔ انکے کانوں کے
وَ۔ اور	عَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ۔ ان کی آنکھوں پر		غِشَاوَةٌ۔ گھٹا ٹوپ ہے
وَ۔ اور	لَهُمْ۔ ان کے لیے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے	عَظِيْمٌ۔ بڑا

marfat.com

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورہ بقرہ۔ پ۱

"الٓمّٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ۔ یہ قرآن کتاب کامل ہے"۔

ذٰلِكَ۔ مبتدا۔ لَا رَیْبَ فِیْہِ۔ اس کی خبر معنی یہ ہوئے کہ یہ کتاب وہ ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

کِتَاب۔ کَتِیْبَۃٌ سے بنا اس کے معنی ہیں جمع ہونا۔ چونکہ قرآن کریم میں تمام علوم جمع ہیں اس لیے یہ کامل کتاب ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

رَیْب۔ رِیْبَۃٌ سے بنا جس کے معنی ہیں قلق۔ پریشانی جیسے عربی محاورہ ہے رَیْبُ الزَّمَانِ یعنی زمانے کی مصیبتیں۔ اصطلاح میں اس شک کو ریب کہتے ہیں جس میں بدگمانی شامل ہو۔ تو معلوم ہوا کہ شک تردد کو کہتے ہیں ریب اس شک کو کہتے ہیں جس میں بدگمانی اور کھٹکا پایا جائے۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ قرآن کریم کلام الٰہی ہونے میں اس قدر لقین کا حامل ہے کہ اس میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

ھُدًی۔ ہدایت۔ راستہ کا علم۔ منزل پر پہنچنے کی قدرت

مُتَّقِیْنَ۔ مُتَّقِی کی جمع ہے۔ لفظ تقوی احتیاط، نگہداشت کو کہتے ہیں۔

مُتَّقِی۔ وَقِی۔ وَقَایَۃٌ۔ سے بنا، معنی ہیں حفاظت۔

شریعت میں تقوی اسے کہتے ہیں کہ انسان ان کاموں سے بچے جو اس کے لیے آخرت میں نقصان دہ ہوں آیت کے معنی ہوئے قرآن پاک ان لوگوں کو ہدایت دینے والا ہے جو پرہیزگار ہیں۔

ارشاد باری ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ جو شخص اللہ سے ڈرے گا خدا تعالیٰ اسے ہر مصیبت سے چھٹکارا عطا فرمائے گا۔ اور اس کو اس طرح رزق دے گا جو اس کے خیال میں بھی نہ آئے۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ لوگوں میں عزت حاصل کرے وہ اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری اختیار کرے۔

marfat.com

تعریف تقویٰ

تقویٰ کے معنی ہیں نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرف شرع میں ترک ممنوع کر کے نفس کو ہر گناہ سے بچانا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا متقی وہ ہے جو شرک و کبائر اور فواحش سے بچے۔

بعض کا قول ہے متقی اسے کہتے ہیں جو اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر نہ سمجھے۔

بعض کا قول ہے تقویٰ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے۔

بعض کے نزدیک تقویٰ نام ہے معصیت پہ اصرار اور طاعت پر غرور کا ترک کرنا۔

بعض کے نزدیک تقویٰ یہ ہے کہ بندہ کو اس کا مولیٰ وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ تقویٰ حرام سے اجتناب کو کہتے ہیں۔

یہ قول بھی ہے کہ تقویٰ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کی پیروی ہے۔ (خازن)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو کسی خار دار وادی سے کبھی گزرا ہے۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا وہاں سے تو کس طرح گزرا۔ عرض کیا اپنے دامن کو کانٹوں سے بچاتا ہوا گزرا۔ فرمایا ذالک التقویٰ یہی تقویٰ ہے۔

بیانات بالا میں لفظی فرق ضرور ہے لیکن معنی کے اعتبار سے باہم مناسبت رکھتے ہیں۔ در باعتبار قول مفسر کوئی اختلاف نہیں۔

مراتب تقویٰ

تقویٰ کے مراتب متعدد ہیں۔ عوام کا تقویٰ تو یہ ہے کہ ایمان لا کر کفر سے بچا رہے
متوسطین کا تقویٰ یہ ہے کہ امر و نواہی کی اطاعت کی جائے۔
خواص کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر ایسی چیز کو چھوڑ دیں جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرے (جمل)
شاہ صاحب قدس سرہ نے تقویٰ کی سات قسم لکھی ہیں۔

(۱) کفر سے بچنا۔ یہ ہر مسلمان کو حاصل ہے
(۲) بد مذہبی سے بچنا یہ ہر سنی خوش عقیدہ کو حاصل ہے۔
(۳) ہر کبیرہ سے احتراز کرنا
(۴) ہر صغیرہ سے بچنا

marfat.com

(۵) مشتبہات سے محترز رہنا (۶) شہوات سے اجتناب کرنا
(۷) غیر اللہ کی طرف التفات نہ کرنا۔ یہ اخص الخواص کا منصب ہے۔

اور قرآنِ کریم ساتوں مراتب کا ہادی ہے۔

آگے ارشاد ہوتا ہے اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ یعنی وہ جو بے دیکھے ایمان لائے۔ یہاں سے مُفْلِحُوْنَ تک سب آیتیں مومنین باخلاص کے حق میں ہیں جو ظاہر و باطن ایماندار ہیں۔ اس کے بعد کی دو آیتیں کھلے کافروں کے حق میں ہیں جو ظاہری اور باطنی کافر ہیں۔ اس کے بعد ومن الناس سے تیرہ آیتیں منافقین کے حق میں ہیں۔ جو باطن میں کافر ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں (جمل)

اَلَّذِیْنَ وہ لوگ جو کہ

یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں۔ ایمان کے لغوی معنی ہیں امن میں رہنا

مومن ہمیشہ کے لیے عذاب سے امن پالیتا ہے اس لیے مسلمانوں کو مومن کہا گیا ہے۔ ایمان اور عقیدہ مثل جڑ کے ہیں اور اعمال مثل پھل کے ہیں۔ پھل جبھی حاصل ہو سکتا ہے جب جڑ مضبوط و محفوظ ہو۔

اَلْغَیْبِ:۔ غیب کے معنی ہیں غائب یعنی چھپی ہوئی چیز۔

اصطلاح میں غیب وہ چیز کہلاتی ہے جو کہ ظاہری اور باطنی حواس اور عقل سے چھپی ہو۔ آنکھ، ناک، کان اور حواس سے معلوم نہ ہو سکے نہ عقل میں آ سکے۔ زندگی۔ موت۔ قیامت کا وقت معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس کا نام مفاتیح الغیب ہے۔ ارشاد باری ہے وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ۔ یعنی غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں۔ اور ان کو کوئی نہیں جانتا ماسوائے اللہ کے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسی کے لیے آسمان اور زمین کی کنجیاں ہیں۔ اللہ کا علم ذاتی ہے اور لا انتہا ہی ہے اور مخلوق کا علم عطائی ہے اور محدود۔ اللہ تعالیٰ اپنے غیوب پر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے مطلع فرماتا ہے۔

حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جمیع ماکان و مایکون کا علم عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا سے ظاہر ہے۔

بعض علماء نے یہاں ایک لطیف نکتہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ پہلی آیت میں مفاتیح اور دوسری میں مقالید کا لفظ آیا۔ دونوں الفاظ کے اول و آخر حروف کو جمع کریں تو اس کا مجموعہ محمد ہوتا ہے۔ تو یہ بات روشن ہو گئی کہ حضور

marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہی غیوب اللہ کی کنجی ہے۔

تعریف ایمان بالغیب

غیب مصدر یا اسم فاعل کے معنی میں آتا ہے اس تقدیر پر غیب وہ ہے جو حواس وعقل سے بدیہی طور پر معلوم نہ ہو سکے اس کی دو قسم ہیں۔

ایک وہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو یہ علم غیب ذاتی ہے اور اس علم غیب کے لیے آیۂ کریمہ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وارد ہے اور جس قدر ایسی آیتیں قرآن کریم میں وارد ہیں جن سے علم غیب کی غیر خدا سے نفی کی گئی ہے وہ اس قسم کا علم غیب یعنی ذاتی ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اللہ تعالےٰ کے ساتھ خاص ہے۔

اور غیب کی دوسری قسم وہ ہے جس پر دلیل ہو جیسے صانع عالم اور اس کے صفات اور نبوات اور انکے متعلقات احکام وشرائع اور روز آخر اور اس کے احوال وبعث ونشر حساب وجزا وغیرہ کا علم جن پر دلیلیں قائم ہیں اور جو تعلیم الٰہی سے حاصل ہوتا ہے یہاں یہی مراد ہے

اس دوسری قسم کے غیوب جو ایمان سے علاقہ رکھتے ہیں ان کا علم ویقین ہر مومن کو حاصل ہے اگر نہ ہو تو آدمی مومن نہیں اور اللہ تعالےٰ جو اپنے مقرب بندوں پر اولیاء وانبیاء پر جو غیوب کے دروازے کھولتا ہے وہ اسی قسم کا غیب ہے۔

یا غیب معنی مصدری میں لیا جائے اور غیب کا صلہ مومن پر قرار دیا جائے تو پہلی صورت میں آیت کے یہ معنی ہوں گے (جو بے دیکھے ایمان لائیں) دوسری صورت میں یہ ہوں گے (جو مومنین اللہ پر ایمان لائیں) یعنے ان کا ایمان منافقوں کی طرح محض مومنین کے دکھانے کے لیے نہ ہو۔ بلکہ وہ مخلص ہوں۔ غائب حاضر ہر حال میں مومن رہیں۔

غیب کی تفسیر میں ایک قول

یہ بھی ہے کہ غیب سے قلب مراد ہے اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وہ جو دل سے ایمان لائیں (جمل)

اور عام فہم معنی کے لیے یہ حکایت بہت ہی منطبق ہے۔

marfat.com

ایک بزرگ گذرے ہیں جن کا نام بہلول دانا تھا یہ مجذوب سالک تھے۔ آبادی سے دور رہا کرتے تھے۔ زمین سے مٹی جمع کر کے چھوٹے چھوٹے گھروندے بناتے بگاڑا کرتے تھے۔

ایک روز ادھر سے بادشاہ کی سواری گذری۔ بہلول سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے۔ بہلول نے فرمایا جنت میں مکانات تعمیر کر رہا ہوں۔ بہلول سے بادشاہ نے عرض کیا حضور ایک مکان مجھے بھی دیجئے۔ بہلول نے فرمایا دس ہزار درہم قیمت ہے دو اور لو۔ بادشاہ ہنستے ہوئے آگے گذر گئے اور خیال کیا یہ مجذوب کی بڑ ہے انہیں دس ہزار میں ہزار سے کیا واسطہ۔

اس کے بعد بیگم بھی گذریں اور بہلول کو مشغول تعمیر دیکھ کر وہی سوال کیا۔ بہلول نے وہی جواب دیا جو بادشاہ کو دیا تھا۔ بیگم نے ایک محل مانگا۔ بہلول نے دس ہزار درہم قیمت فرمائی بیگم نے حکم دے دیا کہ دس ہزار بہلول کو پیش کر دیے جائیں۔ چنانچہ درہم پیش کر دیے گئے۔ بہلول نے انہیں مٹی کے ساتھ ملا کر اپنا مشغلہ شروع کر دیا۔

رات کو بادشاہ خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک عجیب و غریب باغ ہے۔ اس میں جواہرات سے مرصع ایک محل ہے۔ بادشاہ مشتاقانہ اس میں داخل ہونے لگے دروازے پر دربانوں نے روک دیا۔ پوچھا یہ کس کا محل ہے جواب ملا یہ محل بیگم کا ہے جو بہلول دانا سے دس ہزار میں کل خریدا تھا۔

بادشاہ چونک پڑا صبح ہوتے ہی بہلول کی طرف بادشاہ گئے۔ عرض کیا حضور کیا ہو رہا ہے فرمایا وہی ہو رہا ہے جو تو خواب میں دیکھ کر آیا ہے۔ بادشاہ نے عقیدت مندانہ لہجہ میں عرض کیا۔ حضور ایک باغ مجھے بھی مل جائے۔ بہلول نے فرمایا تو نہیں لے سکتا۔ بادشاہ نے عرض کی حضور دس ہزار درہم میں بھی پیش کرتا ہوں۔ بہلول نے فرمایا یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ والوں کے لیے دس ہزار درہم تھے تو تو دیکھ کر لے رہا ہے۔ اب جیسا مال ہے ویسی ہی قیمت ادا کر۔

اس سے ثابت ہوا کہ ایمان بالغیب جو مومنوں کے لیے مختص کیا گیا ہے اس کا بدلہ کتنا عظیم ہے وللہ الحمد

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ۔ یقیمون۔ قائم کرتے ہیں اقامت سے بنا اس کے معنی ہیں قائم کرنا۔

اِقَامَتُ الصَّلٰوۃِ سے مراد یہ ہے کہ پوری شرائط اور پابندی کے ساتھ نماز باقاعدگی سے ادا کرنا۔

صلوٰۃ کے لفظی معنی دعا کے ہیں۔

شریعت کی اصطلاح میں صلوٰۃ عبادت خاص کو کہتے ہیں اس کا نام صلوٰۃ اس لیے رکھا گیا کہ اس عبادت میں سب سے زیادہ دعا کا حصہ ہے اس میں زبان سے دل سے اور جسم سے اور ظاہری باطنی اعضاء سے بھی دعا کی جاتی ہے۔

نماز خداوند قدوس کے آگے جھکنے اپنی بندگی کا اظہار کرنے اللہ سے گہرا تعلق پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

marfat.com

نماز بدنی عبادتوں میں سب سے اعلیٰ ہے اس میں اخلاقی اور طبی فائدے بھی ہیں۔

پانچ مرتبہ امام کے پیچھے قبلہ رخ کھڑے ہو کر آپس میں بھائی بھائی ہونے کا اقرار اور دلوں کو حسد بغض خودغرضی تکبر کینے سے پاک ہونے کا عہد کرنے کا نام نماز ہے اور نماز ہی سے محبت مساوات اخوت عبادت روحانی بالیدگی پابندی وقت اور اطاعت امیر کا درس ملتا ہے۔

اسی لیے نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ نماز دین کا ستون ہے۔

قرآن کریم میں مختلف مقام پر نماز کا حکم دیا گیا مگر کسی جگہ نہیں بتایا گیا کہ نماز اس طرح پڑھو اور کس کس وقت کتنی کتنی رکعتیں پڑھو جس کا منشا یہ ہے کہ ہم نے احکام بتا دیے اب تفصیل طریقہ اگر دیکھنا چاہتے ہو تو ہمارے محبوب رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فعل اور قول کو دیکھو ان کی زندگی ہمارے تمام احکام کی مکمل تفسیر ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ محبوب کی اداؤں کا نام نماز و عبادت ہے جو ان کی اداؤں کو اپنائے گا مقبول ہوگا۔

اگر کوئی شخص رکوع و سجدہ میں قرآن پاک کی تلاوت کرے قیام میں التحیات پڑھے ترتیب بدل دے تو نماز باطل ہوگی۔

جب حکم نازل ہوا اقیموا الصلوٰۃ (نماز قائم کرو) تو صحابہ کرام دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کَیْفَ نُصَلِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (اے اللہ کے رسول ہم نماز کس طرح ادا کریں)

رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صَلُّوْا كَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ نماز ادا کرو جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔ معلوم ہوا کہ محبوب کی اداؤں کا نام نماز ہے۔

حضرت محدث اعظم امام اہل سنت ابو محمد دیدار علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کو اس شعر میں بیان کیا

از نمازم نیست مطلب جز تماشائے نگار
می روم در اشتیاق افتاں و خیزاں سوئے دوست

(میری نماز کا بس یہی مطلب ہے کہ محبوب کا جلوہ نظر آجائے اور میں اسی شوق میں یعنی تلاش دوست میں دوست ہی کی طرف گرتا پڑتا چلا جاتا ہوں)

جو اسرار محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر معراج میں ظاہر کیے وہ صیغہ راز ہی میں رکھے گئے۔ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى۔ اس نے اپنے بندے پر وحی کی وہ کسی کو کیوں بتائے ہاں اتنا معلوم ہے کہ وہاں سے امت کے لیے پچاس وقت کی نمازوں کا دن رات میں تحفہ عطا ہوا۔

واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ یہ نمازیں تو بہت ہیں کم کرائیں حضرت موسیٰ

marfat.com

علیہ السلام کی سفارش پر بار بار سرکار نے جناب باری میں حاضری دی اور پانچ پانچ نمازیں کم ہوتی گئیں یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔

اور امتوں کو نماز پنجگانہ ہی نہیں ملی بلکہ یہ خصوصیت اس امت کے لیے ہے۔ یہ نمازیں علیحدہ علیحدہ انبیاء کرام نے ادا کیں۔

نماز فجر حضرت آدم علیہ السلام نے صبح ہونے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کیونکہ انہوں نے جنت میں رات نہ دیکھی تھی (شامی جلد اول)

نماز ظہر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی اپنے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کی جان محفوظ رہنے اور دنبہ قربانی کے آنے کے شکریہ میں ادا کی۔

نماز عصر حضرت عزیر علیہ السلام نے پڑھی جبکہ سو برس کے بعد زندہ فرمائے گئے۔

نماز مغرب حضرت داؤد علیہ السلام نے ادا کی توبہ قبول ہونے کے شکریہ میں کیوں کہ ان کی توبہ بوقت مغرب قبول ہوئی تھی۔

نماز عشا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ادا فرمائی یہ نماز حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔

نماز پنجگانہ بھی خصوصیات سے ہیں نماز مومن کافر میں فرق کرنے والی ہے نماز ایمان وکفر میں وجہ امتیاز ہے۔ نمازی ناجی مومن کامل ہے (طحاوی شریف باب صلوٰۃ الوسطیٰ)

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اور نماز قائم رکھیں اس سے مراد یہ ہے کہ نماز پر مداومت رکھیں اور بہ پابندی اوقات اس کے ارکان پورے ادا کریں۔ فرائض و مستحبات کی بھی حفاظت کریں۔ کسی رکن کی ادائیگی میں خلل نہ آنے دیں۔ تمام مفسدات ومکروہات سے بچتے ہوئے حقوق عبادت اچھی طرح ادا کرتے رہیں۔

نماز کے حقوق

دو طرح کے ہیں ایک ظاہری۔ وہ تو یہی ہیں جو ذکر ہو چکے۔ باطنی وہ خشوع وخضوع اور حضور قلب یعنی دل کو فارغ کر کے ہمہ تن بارگاہ حق میں متوجہ ہونا۔

رَزَقْنٰهُمْ۔ ہم نے انہیں دیا یہ دو لفظ ہیں رَزَقْنَا۔ هُمْ۔

رَزَقْنَا۔ رزق سے نکلا عربی میں یہ لفظ وسیع معنی رکھتا ہے۔ رزق کی لغت میں عطا یعنی دی ہوئی چیز کے معنی ہیں رزق۔ اصطلاح میں وہ ہے جس سے کوئی جاندار چیز نفع حاصل کرے۔ ہوا۔ پانی۔ لباس۔ غذائیں۔ زمین۔ اولاد

marfat.com

دنیا کی ہر چیز رزق ہے آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ ہر چیز میں سے ہماری راہ میں خرچ کرو مثلاً ہولے سے سانس اور سانس کو اللہ کے ذکر میں خرچ کرو وغیرہ وغیرہ۔

يُنْفِقُوْنَ۔ انفاق اس کے لغوی معنی ہیں بکھیرنا۔ خرچ کرنا اس کی دو صورتیں ہیں۔

ایک تو یہ کہ سارا مال راہ خدا میں خرچ کرنا اور خود فقیر بن جانا اس میں حقوق العباد (اولاد وغیرہ کا حق) مارنا ہے اس سے منع فرمایا مِنْ تبعیضیت کے لیے آتا ہے یعنی کچھ حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔

دوسرے توکل جیسے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح متوکل ہونا گھر والے بھی متوکل اپنا سارا گھر بارگاہ مصطفیٰ میں لٹا دیا ہے

پروانہ کو ہے شمع اور بلبل کو پھول بس ۔۔۔ صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

یہ تعلیم بھی صرف اسلام میں ہی ملیگی۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ یعنی اللہ کی دی ہوئی روزی میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔

راہ خدا میں خرچ کرنے سے یا زکوٰۃ مراد ہے جیسا کہ دوسری جگہ بھی فرمایا يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ یا مطلق انفاق وخرچ مراد ہو۔ عام اس سے کہ فرض مثل زکوٰۃ وغیرہ ہو یا واجب جیسے نذر و منت جو انسان خود اپنے ذمہ لیتا ہے۔ یا نفقہ اہل وعیال خواہ مستحب ہو جیسے صدقات نافلہ وایصال ثواب موتیٰ۔

چنانچہ فقہاء نے نفقات نافلہ میں گیارہویں اور تیجہ، چالیسواں وغیرہ کو بھی اس میں داخل کیا اور قرآن پاک کلمہ شریف کا پڑھنا بھی اجر وثواب کے لیے وارد ہے۔

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ اصل میں مِنْ مَّا رَزَقْنٰهُمْ ہے اور اس میں مِن تبعیضیہ ہے جو اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انفاق مستحب ہے اور اسراف ممنوع۔ انفاق خواہ اپنے لیے ہو یا اپنے اہل کے لیے۔ خواہ بغرض ایصال ثواب موتیٰ کے لیے ہو یا غریب یتیم بیوہ اسیر کی مدد کو وہ اعتدال کی حد تک انفاق ہے اور حد اعتدال سے متجاوز ہو کر وہی اسراف بن جاتا ہے۔

چنانچہ رَزَقْنٰهُمْ کی تقدیم اور رزق اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت فرما کر ظاہر فرمایا کہ تمہارا کمایا ہوا مال بھی تمہارا مکسوب نہیں۔ اس میں بھی ہماری عطا کو دخل ہے۔ دوسرے خرچ کرنا ہماری راہ میں دینا حسن ہے اور نہ دینا بخل ہے جو نہایت قبیح عادت ہے۔

۴۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور وہ جو ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف نازل ہوا (یعنی قرآن کریم) اور جو تم سے پہلے اترا (یعنی توریت۔ انجیل۔ زبور وغیرہ صحف سماویہ) اس آیت کریمہ میں اہل کتاب سے وہ مومنین مراد ہیں جو اپنی کتاب اور تمام سابقہ آسمانی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام کی

marfat.com

وجہوں پر بھی ایمان لائے اور قرآن کریم پر بھی۔ اور ما انزل کے ما موصولہ سے یہ فائدہ بھی نکلتا ہے کہ بعض قرآن یا بعض کتب سابقہ پر ایمان لانا معتبر نہیں۔ بلکہ تمام قرآن پاک اور تمام کتب سابقہ پر اور پوری شریعت پر ایمان مراد ہے (جمل)

اس سے مندرجہ ذیل مسائل نکلتے ہیں

(۱) جس طرح قرآن پاک پر ایمان لانا فرض ہے۔ اسی طرح ہر مکلف عاقل بالغ پر تمام کتب سماویہ پر ایمان لانا فرض ہے۔ البتہ نزول قرآن کے بعد سابقہ کتب سماویہ جو حضور سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئیں۔ ان کے وہ احکام جو شریعت محمدیہ میں منسوخ ہو گئے ان پر عمل درست نہیں مگر ان کے حق ماننے میں کوئی تامل جائز نہیں ہے مثلاً شرائع سابقہ میں بیت المقدس قبلہ تھا۔ اس پر ایمان لانا تو ہمارے لیے ضروری ہے مگر اس پر عمل یعنے نماز میں بیت المقدس کی طرف منہ کرنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ قرآن پاک میں وہ منسوخ ہو چکا۔

(۲) قرآن کریم سے قبل جو کچھ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کے انبیاء پر نازل ہوا ان سب پر اجمالاً ایمان لانا فرض عین ہے اور قرآن کریم پر تفصیلاً ایمان لانا فرض کفایہ ہے۔ بنا بریں عوام پر اس کی تفصیلات کے علم کی تفصیل فرض نہیں۔

تفصیلی علم حاصل کرنے کو علماء موجود ہیں جو تحصیل علم شرعی میں پوری جدوجہد کرتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ۔

آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ یہ قرآن پاک ان پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے جن میں وہ پہلی صفتیں بھی ہوں۔

یہ آیت متقین کی تفسیر ہے اَلَّذِیْنَ متقین پر معطوف ہے یعنی یہ لوگ تمام آسمانی کتابوں اور صحائف پر ایمان رکھتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ جو کتابیں آپ سے پہلے نبیوں پر نازل ہوئیں۔

آپ سے قبل جو انبیاء تشریف لائے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے قرآن کریم نے ان میں بعض کے نام ذکر بیان کئے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزمان جناب محمد رسول اللہ تک جتنے نبی تشریف لائے ان سب پر ایمان و یقین رکھنا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے ہیں۔

نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلسلہ نبوت کو ایک محل سے تشبیہ دی فرمایا ہر نبی اس عمارت کے بنانے

marfat.com

کے لیے اپنے اپنے زمانہ میں ایک ایک اینٹ رکھتا رہا۔ آخر میں حضرت عیسٰی علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے ایک اینٹ لگا دی لیکن ایک اینٹ کی کسر باقی رہ گئی تھی آپ نے فرمایا وہ آخری اینٹ میں ہوں اور قصر نبوت میں اب کسی اور اینٹ کی ضرورت نہیں رہی۔

اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ بے شک نبوت اور رسالت میرے بعد منقطع ہو گئی۔

اور فرمایا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ ایک ہی سچائی پیش کرتے رہے کہ تمام جہانوں کا رب ایک اللہ ہے قرآن کریم ایمان والوں کو حکم دیتا ہے کہ ان سب انبیاء کی تعلیم اور نازل شدہ احکام کی تصدیق کریں اس معاملہ میں یہ جاننا چاہیئے کہ کتب سابقہ پر فقط ایمان و تصدیق کافی ہے کیونکہ ان کتابوں میں تحریف کر دی گئی ہے جیسا کہ قرآن حکیم نے وضاحت کی ہے اب وہ کتابیں اپنی صورت میں باقی نہیں ہیں اور قرآن کریم ہی ان کتابوں کا جامع و ناسخ ہے لہٰذا کتب سابقہ کے بارے میں اب واقعی عقیدہ یہ ہوگا جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ سرکار نے ارشاد فرمایا کہ اگر پچھلی کتابوں میں کوئی بات ایسی ہے جس کی قرآن تصدیق کرتا ہے تو ہم بھی تصدیق کریں گے اور اگر کوئی بات ایسی ہے کہ قرآن اسکی تردید کرتا ہے تو ہم بھی برملا اس کی تردید کریں گے۔ اور اگر ایسی باتیں ہیں جنکی قرآن کریم نہ تصدیق کرتا ہے نہ تردید تو اس پر سکوت کیا جائے گا۔

کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس بات میں ناواقفی کی بنا پر ہم تردید یا تصدیق کر بیٹھیں اور وہ اس کے برخلاف ہو تو ہم اس صورت میں کتاب کے جھٹلانے والے ٹھہریں گے لہٰذا ایسے امور پر سکوت بہتر ہے۔

وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں یعنی دار آخرت اور جو کچھ اس میں ہے حساب اور جزا و سزا سب پر ایسا یقین و اطمینان رکھتے ہیں کہ ذرا شک و شبہ نہیں اس میں اہل کتاب وغیرہ کفار پر تعریض ہے جن کے عقیدہ میں آخرت کا انکار ہے اور جو توہمات فاسدہ کے شکار ہیں۔

اَلْاٰخِرَۃُ سے مراد اَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ یعنی مرنے کے بعد آنے والی دوسری زندگی ہے۔

یُوْقِنُوْنَ۔ وہ یقین رکھتے ہیں یہ لفظ الایقان سے بنا جو یقین سے نکلا۔ یقین اس علم کو کہتے ہیں جسے دلیل نے اس قدر واضح کر دیا ہو کہ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

"اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور مراد کو پہنچنے والے ہیں"

اُولٰٓئِکَ۔ اسم اشارہ ہے اشارہ کے لیے ضروری ہے کہ سننے والے کو محسوس ہو گویا وہ اس کو دیکھ رہا ہو۔

عَلٰی ھُدًی۔ میں علیٰ غلبہ کے لیے آتا ہے جیسے کہتے ہیں زید سواری پر ہے تو سواری پر غالب ہوتا ہے اسی

marfat.com

طرح ہدایت پر وہ لوگ غالب ہوتے ہیں ہدایت ان کے قبضہ میں آچکی ہوتی ہے۔

مِنْ رَّبِّهِمْ۔ میں نہایت لطیف اشارہ ہے کہ جو کچھ ان کو ملا ہے وہ ان کے رب کے کرم سے ملا ہے۔

اُولٰٓئِكَ۔ دوبارہ اس لیے بیان کیا گیا کہ متقیوں کی دو صفتیں بیان ہوئیں۔ ایمان بالغیب۔ نماز کا قائم کرنا راہ الٰہی میں خرچ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

اَلْمُفْلِحُوْنَ۔ یہ فلاح سے بنا فلاح کا لغوی معنی ہے کھلنا۔ قطع کرنا۔ اصطلاح میں فلاح کے معنی کامیابی کے ہیں۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اس قسم کے لوگ دنیا و آخرت ہر جگہ کامیاب ہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

اِنَّ۔ بے شک جہاں کوئی شخص کلام کا انکار کر رہا ہو۔ اس کلام کی اہمیت سمجھانے کے لیے فرمایا گیا۔

اَلَّذِیْنَ۔ خاص لوگ مراد ہیں۔ كَفَرُوْا۔ کفر سے ہے۔ مراد چھپانا ڈھکنا اسی لیے کفور چھلکے کو کہتے ہیں کیونکہ مغز کو ڈھانپے ہوتا ہے۔

سَوَآءٌ یعنی برابر ہے۔

ءَاَنْذَرْتَهُمْ۔ انذار سے بنا لغوی معنی ہیں ڈرانا۔ شریعت میں عذاب سے ڈرانے کو انذار کہتے ہیں۔

لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ آخر کار وہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔

یہ اپنے اپنے اولیاء کے تذکرہ کے بعد اعداء کا ذکر فرمایا اور تمام قرآن کریم کا اسلوب بیان یہی ہے کہ اولیاء مقربین کا ذکر اگر پہلے ہو تو اس کے بعد مخالفوں کا فوراً ان کا تذکرہ ضرور فرمایا ہے۔ عام اس سے کہ اول کفار کا ذکر ہو یا بعد میں۔ اس کے اندر ترتیب کی پابندی نہیں کی گئی کہ پہلے اولیاء کا ہی ذکر ہو لہٰذا لف ونشر غیر مرتب کہتے ہیں اور دونوں کا ذکر فرمانے میں حکمت ہدایت ہے کہ اس مقابلے سے ہر ایک کو اپنے کردار کی حقیقت اور اس کے نتائج پر نظر ہو جائے۔

آیۂ متلوہ کا شانِ نزول

یہ آیت ابوجہل، ابولہب وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی۔ جو علم الٰہی میں محروم ایمان ہیں۔ اس لیے ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرانا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں۔ انہیں نصیحت سے نفع نہ ہوگا۔ لیکن تبلیغ مبلغ اور نصیحت انبیاء اور حضور کی سعی بے کار نہیں۔ اس لیے کہ منصب رسالت کا اقتضا اور فریضہ

marfat.com

تبلیغ عامہ کا نتیجہ حجت علی وجہ الکمال تبلیغ قائم ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ اگر تبلیغ مبلغ سے قوم پند پذیر نہ ہو تو مبلغ کو ترک تبلیغ زیبا نہیں۔ بلکہ اس جدوجہد سے ہادی کو ہدایت کا ثواب ملے گا۔

دوسرے اس آیت میں من جانب اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر کے لیے تسلی بھی ہے کہ کفار کے ایمان نہ لانے سے غمگین نہ ہوں۔ اس لیے کہ آپ کی سعی تبلیغ کامل ہے۔ آپ کو اس کا اجر ملے گا۔ محروم تو بدنصیب ہیں جنھوں نے آپ کی اطاعت نہ کی۔ کفر کے معنی اللہ تعالیٰ کے وجود یا اس کی وحدانیت یا کسی نبی کی نبوت یا ضروریات سے دین سے کسی امر کا انکار یا کوئی ایسا فعل جو عند الشرع انکار کی دلیل ہو کفر ہے۔

"خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ"
اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی ہے اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے اور ان کے لیے بہت ہی بڑا عذاب ہے۔"

خَتَمَ۔ مہر لگا دی اس سے مراد وہ نتیجہ ہے جو مسلسل انکار اور مخالفت حق سے پیدا ہوتا ہے۔ مہر لگانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ باہر سے کوئی چیز اس کے اندر نہ جا سکے اور اندر سے باہر نہ آ سکے۔ خدا دل پر مہر لگ جائے تو نہ حق کی بات دل میں داخل ہو سکتی ہے اور نہ حق بات کے اظہار کی جرأت رہتی ہے۔

قُلُوْبِهِمْ۔ ان کے دل۔ یہ قلب کی جمع ہے۔ یہاں قلب سے مراد وہ قوت ہے جو شعور اور ارادہ کا مرکز ہے۔

سَمْعِهِمْ۔ ان کے کان۔ سمع کے معنی سننے کی قوت ہے اس سے مراد کان ہے۔

اَبْصَارِهِمْ۔ ان کی آنکھیں۔ ابصار کا واحد بصر ہے اس سے مراد دیکھنے کی قوت ہے۔

غِشَاوَةٌ۔ پردہ اس کا مادہ غشی ہے جس کے معنی ڈھانپنا ہے۔ یہاں مراد پردۂ غفلت ہے جو حواس پر چھا جاتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے مہر لگ جانے کا عمل جان بوجھ کر کفر اختیار کرنے اور اس پر اصرار کرنے کے بعد ہوتا ہے۔

اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے یعنی کفار کے لیے دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے اور ان پر عذاب میں کمی نہ ہو گی بلکہ عذاب پر عذاب بڑھتا چلا جائے گا بسبب ان کے کفر کے جو وہ دنیا میں کرتے تھے۔

اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کفار ضلالت اور گمراہی میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ حق کے دیکھنے، سننے اور سمجھنے سے اس طرح محروم ہو گئے جیسے کسی کے دل اور کانوں پر مہر لگی ہو اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہو۔ اور اس بیان سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ بندوں کے افعال بھی تحت قدرت الٰہی ہیں۔

marfat.com

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع ۔ سورۃ بقرہ ۔ پ ۱

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

فریب دیا چاہتے ہیں اللہ کو اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں سمجھ بوجھ نہیں۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝

ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھادی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے جھوٹ کا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝

اور جب ان سے کہا جائے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝

سنو وہی فسادی ہیں مگر انہیں سمجھ بوجھ نہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں، تو کہتے ہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں، سنو وہی احمق ہیں لیکن جانتے نہیں۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

اللہ ان سے ہنسی کرتا ہے (جیسا کہ اس کی شایان شان ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی

marfat.com

فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝

ان کی مثال اس طرح کی ہے جیسے آگ روشن کی تو جب اس سے اردگرد سب جگمگا گیا۔ اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا۔

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝

بہرے گونگے اندھے ہیں تو وہ پھر کر آنے والے نہیں۔

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ۝

یا جیسے موسلا دھار مینہ آسمان سے برسے کہ اس میں اندھیریاں اور گرج اور چمک ہیں اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں کڑک کے سبب موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

قریب ہے کہ بجلی ان کی نگاہیں اچک لے جائے گی جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھیں لے جاتا۔ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

حل لغات دوسرا رکوع۔ سورۃ بقرہ پ۱

وَمِنَ ۔ اور کچھ	النَّاسِ ۔ لوگ ہیں	مَنْ ۔ جو	يَقُولُ ۔ کہتے ہیں
اٰمَنَّا ۔ ہم ایمان لائے	بِاللّٰهِ ۔ اللہ پر	وَ ۔ اور	بِالْيَوْمِ ۔ دن
الْاٰخِرِ ۔ پچھلے پر	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہیں	هُمْ ۔ وہ
بِمُؤْمِنِيْنَ ۔ ایمان والے	يُخٰدِعُوْنَ ۔ فریب دیا چاہتے ہیں		اللّٰهَ ۔ اللہ کو
وَ ۔ اور ان کو	الَّذِيْنَ ۔ جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے	وَ ۔ اور
مَا ۔ نہیں	يَخْدَعُوْنَ ۔ فریب دیتے	اِلَّآ ۔ مگر	اَنْفُسَهُمْ ۔ اپنی جانوں کو
وَ ۔ اور	مَا ۔ نہیں	يَشْعُرُوْنَ ۔ سمجھ بوجھ رکھتے	فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۔ ان کے دلوں میں
مَرَضٌ ۔ بیماری ہے	فَزَادَ ۔ تو بڑھا دی	هُمُ ۔ ان میں	اللّٰهُ ۔ اللہ نے

marfat.com

مَرَضًا۔ بیماری	وَ۔ اور	لَهُمْ۔ ان کے لیے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے
اَلِيْمٌ۔ دردناک	بِمَا۔ بدلہ اس کا	كَانُوْا۔ کہ تھے	يَكْذِبُوْنَ۔ جھوٹ بولتے
وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	قِيْلَ۔ کہا جائے	لَهُمْ۔ ان سے
لَا۔ نہ	تُفْسِدُوْا۔ فساد کرو	فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں	قَالُوْا۔ کہتے ہیں
اِنَّمَا نَحْنُ۔ ہم تو	مُصْلِحُوْنَ۔ سنوارنے والے ہیں	اَلَا۔ سن لو	اِنَّهُمْ۔ وہی
هُمُ۔ وہ	الْمُفْسِدُوْنَ۔ فسادی ہیں	وَلٰكِنْ۔ مگر	لَا۔ نہیں
يَشْعُرُوْنَ۔ سمجھ رکھتے	وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	قِيْلَ۔ کہا جائے
لَهُمْ۔ انہیں	اٰمِنُوْا۔ ایمان لاؤ	كَمَا۔ جیسے	اٰمَنَ۔ ایمان لائے
النَّاسُ۔ لوگ	قَالُوْا۔ کہتے ہیں	اَ۔ کیا	نُؤْمِنُ۔ ہم ایمان لائیں
كَمَا۔ جیسے	اٰمَنَ۔ ایمان لائے	السُّفَهَآءُ۔ احمق	اَلَا۔ سن لو
اِنَّهُمْ هُمُ۔ وہی ہیں	السُّفَهَآءُ۔ احمق	وَلٰكِنْ۔ مگر	لَا۔ نہیں
يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	لَقُوا۔ ملیں
الَّذِيْنَ۔ ان سے	اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے	قَالُوْا۔ تو کہیں	اٰمَنَّا۔ ہم ایمان لائے
وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	خَلَوْا۔ اکیلے ہوں	اِلٰى۔ طرف
شَيٰطِيْنِهِمْ۔ اپنے شیطانوں کے		قَالُوْا۔ تو کہیں	اِنَّا۔ ہم
مَعَكُمْ۔ تمہارے ساتھ ہیں	اِنَّمَا۔ سوا اس کے نہیں	نَحْنُ۔ ہم تو	مُسْتَهْزِءُوْنَ۔ یونہی ہنسی
کرتے ہیں	اَللّٰهُ۔ اللہ	يَسْتَهْزِئُ۔ ہنسی کرے گا	بِهِمْ۔ ان سے
وَ۔ اور	يَمُدُّ۔ ڈھیل دیتا ہے	هُمْ۔ انکو	فِيْ طُغْيَانِهِمْ۔ انکی سرکشی میں
يَعْمَهُوْنَ۔ بھٹکتے رہیں	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ	الَّذِيْنَ۔ وہ ہیں جنہوں نے	اشْتَرَوُا۔ خریدا
الضَّلٰلَةَ۔ گمراہی کو	بِالْهُدٰى۔ ہدایت کے بدلے	فَمَا۔ تو نہ	رَبِحَتْ۔ نفع دیا کچھ
تِّجَارَتُهُمْ۔ ان کے سودے نے	وَ۔ اور	مَا۔ نہ	كَانُوْا۔ تھے
مُهْتَدِيْنَ۔ راہ جانتے	مَثَلُهُمْ۔ مثال ان کی	كَمَثَلِ۔ اس طرح کی ہے	الَّذِي۔ جس نے
اسْتَوْقَدَ۔ روشن کی	نَارًا۔ آگ	فَلَمَّا۔ تو جب	اَضَآءَتْ۔ روشن ہو گیا
مَا حَوْلَهٗ۔ گرداگرد	ذَهَبَ۔ لے گیا	اللّٰهُ۔ اللہ	بِنُوْرِهِمْ۔ ان کا نور
وَ۔ اور	تَرَكَهُمْ۔ چھوڑ دیا انہیں	فِيْ۔ بیچ	ظُلُمٰتٍ۔ اندھیروں کے

marfat.com

لَا۔ نہیں	یُبْصِرُوْنَ۔ دیکھتے	صُمٌّ۔ بہرے ہیں	بُکْمٌ۔ گونگے ہیں
عُمْیٌ۔ اندھے ہیں	فَهُمْ۔ پھر وہ	لَا۔ نہیں	یَرْجِعُوْنَ۔ آنے والے
اَوْ۔ یا	كَصَيِّبٍ۔ موسلا دھار بارش کے مثل		مِّنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے
فِيْهِ۔ اس میں	ظُلُمٰتٌ۔ اندھیریاں ہیں	وَّ۔ اور	رَعْدٌ۔ گرج
وَّ۔ اور	بَرْقٌ۔ چمک	یَجْعَلُوْنَ۔ ٹھونس رہے ہیں	اَصَابِعَهُمْ۔ انگلیاں اپنی
فِيْٓ اٰذَانِهِمْ۔ اپنے کانوں میں	مِّنَ الصَّوَاعِقِ۔ کڑک کے سبب		حَذَرَ۔ ڈر سے
الْمَوْتِ۔ موت کے	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	مُحِيْطٌ۔ گھیرے ہوئے ہے
بِالْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کو	يَكَادُ۔ قریب ہے	الْبَرْقُ۔ بجلی	يَخْطَفُ۔ اچک لے جائے گی
اَبْصَارَهُمْ۔ ان کی نگاہیں	كُلَّمَا۔ جب کبھی	اَضَآءَ۔ چمک ہوئی	لَهُمْ۔ ان کے لیے
مَّشَوْا۔ چلنے لگے	فِيْهِ۔ اس میں	وَ۔ اور	اِذَا۔ جب
اَظْلَمَ۔ اندھیرا ہوا	عَلَيْهِمْ۔ ان پہ	قَامُوْا۔ کھڑے رہ گئے	وَ۔ اور
لَوْ۔ اگر	شَآءَ۔ چاہتا	اللّٰهُ۔ اللہ	لَذَهَبَ۔ تو لے جاتا
بِسَمْعِهِمْ۔ ان کی سماعت	وَ۔ اور	اَبْصَارِهِمْ۔ بینائی	اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ	عَلٰى۔ اوپر	كُلِّ۔ ہر ایک	شَيْءٍ۔ چیز کے
قَدِيْرٌ۔ قادر ہے۔			

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورہ بقرہ۔ پ۱

وَمِنَ النَّاسِ۔ اَلنَّاس۔ انسان کی جمع ہے اس کو ناس اس واسطے کہتے ہیں کہ نسیؔ سے بنا ہے جس کے معنی بھولنا ہے کیونکہ یہ اپنے عہد میثاق کو بھول جاتا ہے اس لیے انسان کہا گیا یا یہ انسؔ سے بنا جس کے معنی ہیں دیکھنا ظاہر ہونا یہ چونکہ زمین پر ظاہر رہتا ہے اس لیے اسے انسان کہتے ہیں۔

يَقُوْلُ۔ بصیغہ واحد اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۔

ان آیات میں منافقین کا کلام نقل فرمایا گیا۔ وہ بظاہر کہتے تھے کہ ہم ایمان لے آئے تاکہ اسلام کی آڑ میں ہر قسم کی سختی سے بچے رہیں۔

مگر چونکہ وہ ایمان حقیقی نہ لائے تھے اس لیے مسلمانوں کو متنبہ فرما دیا گیا کہ یہ لوگ فریبی ہیں منافق اور دھوکہ باز

marfat.com

میں جیسا کہ آگے وضاحت سے اس کا ذکر ہے۔

اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت کی راہیں ان کے لیے اول ہی سے بند نہ تھیں۔ اگر بند ہوتیں تو انہیں عذر کی جگہ ملتی کہ ہمیں تبلیغ مبلغ نہیں ہوئی بلکہ ہدایت کہنے والے پہنچے۔ انہوں نے تبلیغ کی۔ منکروں نے سن کر بعض نے آشنا کیا اور بعض نے کفر کیا اور اس اقرار و انکار سے ان کے کفر و عناد، سرکشی اور بے دینی اور مخالفت حق اور عداوت انبیاء علیہم السلام کا یہ انجام ہے جیسے کوئی شخص طبیب کی مخالفت کرے اور زہر قاتل کھائے اور اس کا یہ اثر ہو کہ اس کے لیے دوا سے نفع کی صورت نہ رہے تو ایسی حالت میں وہ خود ہی مستحق ملامت ہے۔

مومنین اور کافرین کا تذکرہ پہلے رکوع میں بیان ہو چکا ہے۔ تیسرے گروہ منافقین کا تذکرہ ان آیات میں شروع ہوتا ہے۔ منافق لفظ نفق سے نکلا اس کے لفظی معنی ہیں سرنگ لگانا۔ جنگل کے جانور زمین میں سرنگ بناتے ہیں تاکہ وقت آنے پر چھپ سکیں۔ منافق اس بدبخت انسان کو کہتے ہیں جو بظاہر اسلام قبول کرے لیکن خفیہ دشمنی کا منتظر رہے۔

شان نزول

مدینہ منورہ میں ایک شخص عبداللہ بن ابی تھا جس کو وہاں اچھی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا قریب تھا کہ اس کو وہاں کا سردار بنا دیا جائے لیکن جب نور ہدایت ماہتاب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جلوہ گری فرمائی اور اہل مدینہ کے دل نور ایمانی سے منور ہوئے تو اس کی جو وجاہت میں فرق آ گیا اور لوگوں کا وہ رجحان نہ رہا جو پہلے تھا اس لیے اس کے دل میں بغض و عناد کی آگ بھڑک اٹھی مگر یہ بہت چالاک تھا وہ ظاہری طور پر تو مسلمان ہو گیا مگر دل سے مسلمانوں کا دشمن تھا بظاہر تو نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتا لیکن کفار میں مخالفت کرتا اس کا اور اس کے ساتھیوں کا نام منافقین تھا ان کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ان لوگوں کے متعلق قرآن پاک میں تیرہ آیات میں ذکر فرمایا گیا۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۔ وہ اللہ اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور وہ دھوکہ نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو اور وہ نہیں سمجھتے۔

يُخٰدِعُوْنَ وہ دھوکہ بازی کرتے ہیں۔ یہ لفظ خدع سے بنا اس کے معنی ہیں دل میں بری بات چھپانا اور بظاہر اچھا بن کر دکھانا تاکہ دوسرے کو دھوکہ دیا جا سکے۔

اَنْفُسَهُمْ۔ ان کی جانیں۔ یہ نفس کی جمع ہے اس سے مراد اپنی ذات ہے۔

وَمَا يَشْعُرُوْنَ۔ وہ نہیں سمجھتے۔ یہ لفظ شعور سے بنا۔ شعور عربی زبان میں بوجھنے کو کہتے ہیں۔ یہاں اس سے

marfat.com

مراد اندرونی احساس ہے یعنی وہ خود فریب میں مبتلا ہیں مگر اپنی حماقت کی انہیں خبر نہیں۔
جو کچھ وہ زبان سے کہتے ہیں اسے دل سے نہیں مانتے اور جو کچھ دل میں رکھتے ہیں اسے زبان پر نہیں لاتے۔
وہ صرف فائدہ حاصل کرنے کی خاطر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ان کی جرأت کا یہ عالم ہے کہ اللہ کو بھی دھوکہ دیتے ہیں بھلا اس سے بڑی نادانی اور کیا ہو سکتی ہے اس لیے اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ یہ نادان ہیں حقیقت کا شعور نہیں رکھتے۔

آگے فرمایا یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ فریب دینا چاہتے ہیں اللہ کو اور ایمان والوں کو۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ یہ تیرہ آیتیں منافقین کی شان میں نازل ہوئیں جو باطنی طور پر کافر تھے۔ اور ظاہری طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے تو اللہ تعالے نے فرمایا وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ وہ ایمان والے نہیں۔ اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ محض کلمہ پڑھ لینا اسلام کے لیے کافی نہیں اور نماز روزہ ادا کر لینا بھی مومن ہونے کی دلیل نہیں جب تک دل میں تصدیق نہ ہو۔

اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ جتنے فرقے مدعی ایمان ہیں اور اعتقادات کفریہ رکھتے ہیں سب کا یہی حکم ہے کہ وہ کافر خارج از اسلام ہیں۔ شریعت مطہرہ میں ایسے ہی لوگوں کو منافق کہتے ہیں اور منافق مومنوں کے لیے کافروں سے زیادہ مضرت رساں ہے۔

اور وَمِنَ النَّاسِ فرمانے میں یہ لطیف امر ہے کہ منافق گروہ صفات انسانی کے کمالات سے ایسا عاری ہے کہ اس کا ذکر کسی وصف و خوبی کے ساتھ نہیں کیا گیا بلکہ مِنَ النَّاسِ کہہ کر اسے جنس انسان فرمایا۔

دوسری یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ قرآن کریم نے کسی کو مطلق بشر اس جگہ فرمایا جہاں اس کے فضائل و کمالات کا انکار مقصود ہو ورنہ جا بجا اصحاب فضائل و ارباب کمال علیہم السلام کو بشر کہنے والے کافر ہی بتلائے جیسے اِنْ هُوَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ قَالُوْا مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وغیرہ۔

اور جہاں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فرمایا۔ وہاں یُوْحٰی اِلَیَّ فرما کر ان کی فضیلت کو واضح کر دیا۔ بنا بریں انبیاء کرام کو اپنے جیسے بشر کہنا ادب سے دور اور کفار کے دستور کے مطابق ہے۔

اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ فرما کر سامعین کو تعجب میں ڈالنے کے لیے فرمایا گیا ہو تاکہ سننے والا سمجھ سکے کہ انسان ہو کر ایسی حیوانیت میں ہیں۔

یُخٰدِعُوْنَ فرما کر بتایا کہ اللہ تعالے اس سے پاک ہے کہ اسے کوئی فریب یا دھوکہ دے سکے اور وہ ذات ارفع و اعلیٰ ہے جو اسرار و مخفیات کا جاننے والا ہے تو یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ سے یہ مراد ہے کہ منافق اپنی غلط فہمی میں انہیں فریب دینے کے خواہشمند ہیں جسے کوئی فریب نہیں دے سکتا۔ یا یہ کہ اللہ تعالے کو فریب دے بھی کون سکتا

marfat.com

ہے۔ مگر مومنین کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں یا سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب دینا چاہا ہیں اور چونکہ ذات اقدس کما اللہ تعالیٰ کی خلیفہ مطلق ہے اس لیے عطاء خلافت کا مقتضاء یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ اپنے خلیفہ کو اسرار کا علم عطا فرمائے چنانچہ آپ کی ذات علم سے فیض یاب ہوئی اور آپ کے پرتو صحبت سے مومنین بھی واقف اسرار مکنونہ بنے جیسا کہ فرمایا اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔ مومن کی فراست ایمانی سے ڈرو کہ وہ تمہاری فطرت کو نور سلم یزل کی روشنی سے دیکھتا ہے۔

نور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین مقربین ان منافقین کے مخفی کفر پر مطلع ہیں اور عامۃ المسلمین ان کی اطلاع سے باخبر تو یہ بے دین انہیں فریب تو دینا چاہتے ہیں مگر ان کا فریب کارگر نہیں ہوتا بلکہ ان کی جانوں پر ہی اس کا وبال پڑتا ہے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ تقیہ شعاری اسلام میں اسی لیے حرام رکھی گئی کہ صاحب تقیہ قابل اعتماد نہیں رہتا اس کی توبہ ناقابل اطمینان ہوتی ہے اور اسلام میں ایسے زندیق مانا گیا ہے اور علماء نے فیصلہ کیا لَا تُقْبَلُ تَوْبَةُ الزِّنْدِيْقِ کاش ایسے باطل پرستوں کو سمجھ آئے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ. یعنی ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی۔ یہ مرض بدعقیدگی کا مرض قلبی ہے جو روحانی زندگی کے لیے تباہ کن ہے اور یہی فساد فی الارض کا موجب ہے۔ کفار سے میل جول۔ ان کی خاطر دین میں مداہنت۔ ان کے ساتھ تملق و چاپلوسی اور ان کی رضا جوئی کے لیے صلح کل بن جانا اظہار حق سے زبان روکنا حرام ہے اور علامت نفاق ہے۔ اسی کو قرآن پاک میں لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ فرما کر ہدایت فرمائی۔

مَرَضٌ۔ بیماری۔ بیماریاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ جسمانی اور روحانی

جسمانی بیماری سے بدن میں نقص و خرابی پیدا ہوتی ہے۔

روحانی بیماری سے اخلاق بگڑتے ہیں اور روح کو روگ لگ جاتا ہے یہاں کفر و نفاق کی روحانی بیماری کا ذکر ہے کیونکہ انسان کے نیک کاموں اور دوسری زندگی کے سنوارنے میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔ مثلاً جہالت۔ حسد۔ کینہ دنیا کی محبت۔ جھوٹ وغیرہ۔

فَ۔ سو یہ حرف اشارہ ہے جو آگے ذکر ہوگا جو نتیجہ بیان کرے گا۔

زَادَ۔ بڑھا دی یعنی ان کے دل میں اسلام کی دشمنی اور مسلمانوں سے حسد بڑھ گیا۔

اَلِيْمٌ:۔ دردناک یہ لفظ اَلَم سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں درد۔ کافروں کے لیے عذاب عظیم ہوگا لیکن منافق کے لیے عذاب الیم دردناک عذاب ہوگا۔

يَكْذِبُوْنَ:۔ جھوٹ کہتے ہیں۔ یہ لفظ کذب سے بنا اس کے معنی جھوٹ کے ہیں۔ جھوٹ اس خبر کو کہتے ہیں جو

marfat.com

حقیقت کے خلاف ہو۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ازخود ان کے کفر و نفاق کو بڑھا دیا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے کفر و نفاق کے بدلہ میں ان کا روگ بڑھا دیا جس کا نتیجہ دردناک عذاب ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ جیسے لوگ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا ہم ایمان لائیں جیسے کہ بے وقوف ایمان لائے ہیں سن لو کہ خود وہی لوگ بیوقوف ہیں لیکن وہ علم نہیں رکھتے۔

النَّاسُ ۔لوگ ۔ الف لام سے یہ لفظ خاص انسانوں کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی وہ لوگ جو دل سے ایمان لائے اور دورخی چال پر نہ چلے۔

السُّفَهَاءُ ۔ بے وقوف لوگ ۔ یہ سفیہ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں ہلکا پن ۔ بیوقوفی میں عقل میں ہلکے پن اور کمی ہونے کے سبب سے ہوتی ہے ۔ لہٰذا اس لفظ کا استعمال بے وقوفی اور حماقت میں ہونے لگا۔

مدینہ کے منافق اپنی قوت کے بل بوتے پر بہت مغرور تھے انہیں یقین تھا کہ ان کے مقابلہ میں مسلمان نہیں ٹھہر سکیں گے ان کا خیال تھا کہ اسلام چند روز کا مہمان ہے جو خود بخود ختم ہو جائے گا اس لیے جو لوگ اس میں داخل ہو رہے ہیں وہ انجام سے غافل ہیں۔

ان کے اس قول کا جواب دیا گیا ۔ فرمایا کہ یہی لوگ احمق اور بے وقوف ہیں کیونکہ صداقت آخر غالب آ کر رہے گی۔

منافق عاقبت کا خیال نہیں کرتے وہ ابدی نفع و نقصان سے غافل رہتے ہیں اس لیے وہی بے وقوف اور احمق ہیں۔

پھر وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ میں واضح کیا کہ جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ ۔ جیسے اور لوگ ایمان لائے اس سے مرضی الٰہی میں صالحین کا اتباع محمود و مطلوب ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اہلسنت کے علاوہ تمام فرقے صالحین سے منحرف ہیں۔

اور بعض علماء نے اس آیت کو زندیقوں کی توبہ قبول ہونے کی دلیل قرار دیا ہے ۔ (بیضاوی) زندیق وہ ہے جو نبوت کا مقر ہو، شعائر اسلام کا اظہار کرے اور باطن میں ایسے عقیدے رکھے جو بالاتفاق کفر ہوں ۔ یہ بھی منافقوں کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔

أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ میں فرمایا کہ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ ۔ مشرکین نے جب ایمان والوں کو ایمان لانے کی وجہ سے احمق کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ناعاقبت اندیشی اور مآل سے بے خوفی کی وجہ میں جواب دیا ۔ وہی

marfat.com

احمق ہیں۔

اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ مومنین و صالحین کو برا کہنا یہ پرانا طریقہ اہل باطل کا ہے۔ یہی وجہ ہے آجکل کے باطل فرقے بھی پچھلے لوگوں کو برا کہہ رہے ہیں۔ مرزائی تمام مسلمانوں کو کافر کہہ رہے ہیں۔ خوارج حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور ان کے رفقاء کو برا سمجھتے ہیں۔ متعصب روافض خلفاء ثلثہ اور ان کی شان میں گستاخ ہیں۔ غیر مقلدین ائمہ مجتہدین بالخصوص امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخ ہیں۔ چکڑالوی جو اپنے کو اہل قرآن کہتے ہیں محدثین و صحابہ کرام کی برائی کرتے ہیں اور عام آزاد لوگ تمام اکابر دین کے خلاف ہیں اور ان کی شان میں زبان طعن دراز کرتے ہیں اس آیت کریمہ میں اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ فرما کر مومنین اور دیندار علماء کو تسلی فرما دی اور سمجھا دیا۔ کہ گمراہوں کی بدزبانی سے رنجیدہ نہ ہوں بلکہ سمجھ لیں کہ یہ اہل باطل کا قدیم دستور ہے (مدارک)

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ وَیَمُدُّھُمْ فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ۔

اور جب ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لائے تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو محض مذاق کر رہے تھے اللہ ان سے مذاق کرتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے وہ اپنی سرکشی میں اندھے ہو رہے ہیں

شَیٰطِیْنِھِمْ۔ ان کے شیطان۔ شیطان کا لفظ عربی میں سرکش اور بچھڑ جانے کے معنی میں ہے انسانوں جنوں سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہاں شیاطین سے مراد منافقین کے سردار لیے گئے ہیں اور سرکشی کی وجہ سے شیطان بنے ہیں

مُسْتَھْزِءُوْنَ۔ مذاق کرتے ہیں۔ یہ لفظ استہزاء سے بنا ہے جس کے معنی تمسخر کرنے اور مذاق اڑانے کے ہیں۔

طُغْیَانِھِمْ۔ یہ لفظ طغیٰ سے بنا۔ طغیانی کا ماخذ بھی یہی ہے اس کے معنی ایک مقدار و حد سے تجاوز کرنا اس سے مراد سرکشی حد سے بڑھ جانا ہے۔

یَعْمَھُوْنَ۔ اندھے ہو رہے ہیں عمہ اس کے معنی اندھا پن ہے۔ یہاں یہی کیفیت مراد ہے کہ انسان کو راستہ سجھائی نہ دے۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا۔ اور جب وہ ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اس میں اگلے پرانے منافقین کے راز کو منکشف کیا کہ یہ منافقین مومنین کے ساتھ ان کے سامنے بدزبانی کرتے تھے بلکہ ان کے سامنے تو آکر آمنا ہی کہتے تھے اور اپنے کو با اخلاص مومن ظاہر کرتے تھے اور تبرا بازیاں اور سب و شتم اپنی خاص مجلسوں میں کرتے تھے اللہ تعالے نے ان کا خفیہ راز بھی فاش کر دیا۔ (خازن)

ف آج کل کے باطل گروہ یہ بھی بقدر مقدور عامہ مومنین سے اپنے عقاید فاسدہ کو مخفی رکھتے ہیں اور اپنی کتابوں

marfat.com

کے ذریعہ وہ فاسد خیالات شائع کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ ایسے لوگوں سے ہوشیار رہیں ان کے فریب میں نہ آئیں۔ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ فرما کر شیاطین سے کفار کے وہ سردار مراد لیے جو افساد و اغواء میں سرگرم عمل ہیں (خازن و بیضاوی)

یہ منافق جب ان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں اِنَّا مَعَكُمْ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور مسلمانوں سے ملنا محض براہِ فریب و استہزاء ہے اور اس سے یہ بھی فائدہ ہے کہ ان سے ملنے میں ان کے راز معلوم ہوں اور ان کے اندر فتنہ و فساد ڈالنے کا موقع ملے (خازن)

اس کا جواب اللہ تعالیٰ دیتا ہے اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ جس طرح وہ تمسخر مسلمانوں سے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان سے تمسخر کرے گا یعنی ان کی فریب کاریوں کا بدلہ عذاب سے دیگا۔ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ جو منافقین نے کہا تھا اس کے جواب میں ارشاد ہوا اور یہ تمام فریب کی باتیں کرنا بطور تمسخر اظہار ایمان کرنا۔ یہی ان کا نفاق اور کفر تھا۔ مگر ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور دین کے ساتھ تمسخر و استہزاء کفر ہے۔

آیات متلوہ کا شانِ نزول

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے يَعْمَهُوْنَ تک آیات عبد اللہ بن ابی وغیرہ منافقین کے حق میں نازل ہوئیں۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک روز صحابہ کرام کی ایک جماعت گذر رہی تھی۔ راستہ میں ابن ابی مع اپنے خبثا جتھا کے بیٹھا تھا۔ اس نے صحابہ کو آتے دیکھ کر اپنے شطونگڑوں سے کہا دیکھو میں انہیں کیسا بناتا ہوں ذرا آ جانے دو۔ جب وہ حضرات قریب پہنچے تو ابن ابی نے سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے کر اپنی محبت سے آپ کی تعریف شروع کی۔ پھر اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑ کر مناقب بیان کرنے لگا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس سے ہاتھ چھڑا کر فرمایا اے ابن ابی خدا سے ڈر اور نفاق سے باز آ کیونکہ اللہ کی بدترین مخلوق منافق ہوتے ہیں۔ اس پر وہ بولا۔ جو باتیں میں نے آپ سے کی ہیں بخدا نفاق سے نہیں کہیں قسم بخدا میں آپ کی طرح مومن صادق ہوں۔ حضرت علی خاموش آگے تشریف لے گئے۔ ابن ابی نے اپنے یاروں میں اپنی چال بازی پر فخر کرتے ہوئے کہا۔ دیکھا ان لوگوں کو میں کس طرح شیشہ میں اتارا۔ اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ

منافقین مومنین سے ملتے وقت اظہار ایمان و اخلاص کرتے ہیں اور ان سے علیحدہ ہو کر اپنے شطونگڑوں میں ان کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور استہزاء کرتے ہیں اَخْرَجَهُ الثَّعْلَبِيُّ وَالْوَاحِدِيُّ عَنْ وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ السُّدِّيِّ فِي كِتَابِ الْمَنْقُوْلِ

marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء تو انبیاء ہیں صحابہ کرام اور پیشوایانِ دین کا تمسخر کرنا بھی کفر ہے اور ایسا مسخرہ آخرت میں مستحق عذاب ہے۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ یعنی جواباً فرمایا گیا کہ اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے اللہ کا استہزاء ظاہر ہے جو اس کی شایانِ شان ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ یہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ استہزاء و تمسخر سے ایسا ہی پاک ہے جیسا تمام عیوب و نقائص سے وہ منزہ ہے یہاں عرفاً جزاءِ استہزاء کو استہزاء کے لفظ میں استعارۃً فرمایا گیا جیسے اردو میں بھی بولتے ہیں۔ تیرا تمسخر و استہزاء تجھ کو ہو گیا اب میرا تمسخر بھی دیکھ اس کا مفہوم سب جانتے ہیں کہ پہلا تمسخر تو تمسخر کے حقیقی معنی میں تھا اور دوسرا تمسخر استعارتاً بمعنی جزاء و سزا کے ہے۔

عربی میں بھی جزاء کو اس فعل سے تعبیر کرنا آئینِ فصاحت سے تسلیم کیا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ کمال فصاحت اور حسین بیان کیا ہے کہ اس جملہ کو جملہ سابقہ کا معطوف نہ فرمایا بلکہ علیحدہ علیحدہ بیان کیا تاکہ ایک جگہ سیئہ بمعنی حقیقی لیا جائے اور دوسری جگہ سیئہ بمعنی مجاز سمجھا جائے۔

علامہ بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا ٹھٹھا کرنا یہ ہے کہ ان کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا۔ جب وہ دروازہ تک پہنچیں گے تو فوراً بند کر دیا جائے گا اور آگ کی طرف دھکیل دیے جائیں گے۔

حضرت حسن نے فرمایا کہ ٹھٹھے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے نفاق کو مومنین پر ظاہر فرما دیتا ہے (مظہری) وَيَمُدُّهُمْ اور اللہ انہیں مہلت دیتا ہے۔ مدّ کے معنی زیادتی کے ہیں۔ مدّ اور امداد کا ایک ہی معنی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مدّ کا استعمال شر کے لیے ہے اور امداد کا خیر کے لیے جیسے ارشاد باری ہے۔ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ اور ہم نے مال اور اولاد سے تمہاری مدد کی ہے۔

فِيْ طُغْيَانِهِمْ۔ اپنی سرکشی میں طغیان سے مراد گناہ اور کفر میں حد سے متجاوز ہونے کے ہیں۔

يَعْمَهُوْنَ۔ بھٹکے پھرتے ہیں۔ لفظ عمہ لغت میں دانائی اور بصیرت کے ضائع ہونے کو کہتے ہیں، جیسے عمی کا معنی ہے بینائی کا ضائع ہونا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ

یہی لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی مول لی ہدایت کے بدلے سو نہ ان کی تجارت ہی سود مند ہوئی اور وہ ہدایت پانے والے نہ ہوئے۔

اشْتَرَوُا۔ انہوں نے خرید لی ایک چیز کے بدلے دوسری چیز کا لینا یہ لفظ خریدنے کے معنی میں آتا ہے۔

marfat.com

منافقین نے منافقت کی روش اختیار کر لی۔

مَارَبِحَتْ ۔ سود مند نہ ہوئی یہ لفظ ربح سے بنا جس کے معنی نفع کے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔

یعنی بجائے ایمان کے کفر اختیار کرنا۔ نہایت برا مبادلہ ہے۔

شان نزول

یہ آیت یا ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے یا یہود کے حق میں جو پہلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر جب آپ کی تشریف آوری ہوئی تو منکر ہو گئے یا تمام کفار کے حق میں نازل ہوئی جنہیں فطرت سلیمہ عطا فرمائی گئی ان پر حق کے دلائل واضح کیے۔ ہدایت کی راہیں کھولیں لیکن انہوں نے عقل وانصاف سے کام نہ لیا اور گمراہی اختیار کی۔

اس سے فقہی نظریات میں بیع تعاطی کا جواز بھی ثابت ہوا یعنی وہ بیع جس میں خرید وفروخت کے الفاظ نہ کہے جائیں بلکہ محض رضامندی سے ایک جنس کے بدلے دوسری چیز لی جائے۔ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ فرما کر واضح کیا کہ ان کا سودا بے نفع ہے اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔ آگے فرمایا۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۔ ان کی مثال تو ان کی سی ہے جنہوں نے آگ جلائی پس جب آگ نے اس کے اردگرد کو روشن کر دیا تو اللہ نے سلب کر لی ان کی روشنی اور انہیں تاریکی میں چھوڑ دیا وہ نہیں دیکھ پاتے۔

مَثَلُهُمْ ۔ ان کی مثال۔ مثل کسی ایسے پرانے واقعہ کو کہتے ہیں جو موجودہ کسی واقعہ سے مشابہ ہو اور مشہوری کی وجہ سے لوگوں کو سمجھ میں بہت جلد آ سکتا ہو۔

ظُلُمٰتٍ ۔ اندھیرے یہ لفظ ظلمت کی جمع ہے جس کا ترجمہ اندھیرا ہے۔

حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافق دو قسم کے تھے ایک تو اسلام کے سخت دشمن مگر بظاہر معتقد ہونے کا دعوی کرتے تھے دوسرے جو طبیعت کے کمزور تھے نہ حامی تھے نہ مخالف جدھر فائدہ نظر آتا ادھر ہو جاتے اس آیت میں اسی قسم کو بیان کیا۔

ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے اندھیری رات میں آگ جلائی اس کی روشنی سے اردگرد کی چیزیں روشن ہو گئیں مگر اچانک آنکھوں کی روشنی اللہ تعالے نے چھین لی اب اسے کچھ نہیں دکھائی دے رہا۔

یہ مثال منافقوں پر ٹھیک ٹھیک درست آتی ہے پہلے وہ کفر کی تاریکی میں پڑے تھے نیک وبد میں فرق نہ کرتے تھے پھر اسلام کی روشنی ہوئی اس سے فائدہ اٹھانے لگے کہ اچانک ان سے اسلام سے فائدہ اٹھانے کے تمام

marfat.com

مواقع چھین گئے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی تو جب اس سے اس کا گرد اگرد جگمگا اٹھا تو اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیرے میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا۔

یہ ان کی مثال ہے جنہیں اللہ نے کچھ ہدایت کی روشنی دی۔ یا حقانیت ان پر منکشف ہوئی۔ پھر انہوں نے اپنی برادری کی جنبہ داری اور قبائل کی طرف داری میں اس روشنی سے کچھ فائدہ حاصل نہ کیا اور مادی دولت حاصل کرنے کی بجائے اس گمراہی کی ظلمت میں پڑے رہے ان کا انجام حسرت و افسوس اور حیرت اور خوف کے سوا کچھ نہیں اس میں وہ منافق بھی داخل ہیں جنہوں نے بظاہر اسلام قبول کیا اور دل میں تذبذب رکھ کر کافری ہے اور اقرار کی روشنی کو ضائع کر کے کفر کی ظلمت میں پھنسے رہ گئے تو وہ بھی اس آیت کریمہ کے مورد ہیں جو مسلمان ہو کر مثل مرزائیوں کے مرتد ہو گئے۔

اور وہ بھی جو حق کو سمجھ کر اقرار کرنے سے رک گئے۔ انہیں فرمایا۔

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ۔ بہرے، گونگے، اندھے ہیں وہ دین کی طرف واپس آنے والے نہیں۔

صُمٌّ۔ بہرے۔ اس کی واحد اصم ہے جس کے معنی بہرے کے ہیں منافق اگرچہ بظاہر بہرے نہیں لیکن انہیں بہرہ اس لیے کہا گیا کہ وہ اسلام کی حق باتیں سنتے اور مثال دیتے۔

بُكْمٌ۔ گونگے یہ ابکم کی جمع ہے اس کے معنی ہیں گونگا یعنی بات سے گریز کرتے گویا گونگے ہیں۔

عُمْيٌ۔ اندھے یہ اعمیٰ کی جمع ہے جس سے مراد اندھا آدمی ہے جو آنکھوں کے باوجود اللہ کی نشانیاں دیکھ کر قبول نہیں کرتے۔

علم حاصل کرنے کے تین ذرائع ہیں کان، زبان، آنکھ لیکن منافق اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث تینوں کو کھو بیٹھا اب نہ کسی ہدایت دینے والے کی بات سنتا ہے نہ وہ سچی تعلیم کے بارے میں پوچھتا ہے نہ حق کی نشانیوں کو آنکھوں سے دیکھتا ہے اب امید نہیں کہ وہ کفر سے اسلام کی طرف واپس آئے۔

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ۔ یا ان کی مثال ایسی جیسے آسمان سے زور کا مینہ برس رہا ہو اس میں اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی اپنے کانوں میں کڑک کی وجہ سے موت کے ڈر سے انگلیاں دیتے ہیں۔

كَصَيِّبٍ۔ جیسے مینہ۔ یہ لفظ صوب سے نکلا جس کے معنی ہیں بادل یا بارش کا نازل ہونا۔

السَّمَاءِ۔ آسمان۔ یہ لفظ سمو سے بنا اس کے معنی بلندی کے ہیں۔

marfat.com

اس آیت میں دوسری قسم کے منافقوں کا ذکر ہے جو طبیعت میں کمزور ہیں اور پوری طرح اسلام میں داخل نہیں شک و تذبذب میں غرق رہتے ہیں۔
اسلام بھی بارش کی طرح رحمت بن کر آیا۔ نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد۔ منافق ان پابندیوں سے بدکتے ہیں منافق اسلام کی خوبیاں دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ کر آتے ہیں اور جب قربانی کا وقت آتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔
وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ اور اللہ کافروں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔
محیط۔ احاطہ کیے ہوئے یہ لفظ احاطہ سے بنا جس کے معنی ہیں چاروں طرف سے کسی چیز کو گھیر لینا۔
یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کافروں پر اپنی ذات۔ علم۔ قدرت ہر لحاظ سے محیط ہے۔
اَوْ كَصَيِّبٍ۔ یا مثل موسلادھار مینہ کے جو آسمان سے برس رہا ہے کہ اس میں اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک یہ ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنے والوں کی دوسری مثال ہے۔ اس لیے کہ بارش زمین کی حیات کا سبب ہوتی ہے اور زمین کی حیات یہ ہے کہ اس پر سبزہ لگے پھلواری کھلے پھل دار درختوں میں میوے آئیں۔ اس بارش کے ساتھ خوفناک تاریکی۔ ہیبت ناک گرج آنکھیں خیرہ کر دینے والی چمک ہوتی ہے۔ اسی طرح قرآن کریم اور اور تعلیم اسلام مردہ دلوں کی حیات کا سبب ہے اور کفار و مشرکین کی مذمت ان سے کہا سزا آخرت کے مشابہ ہے تو جیسے تاریکی راہرو کو منزل تک پہنچنے سے مانع ہوتی ہے۔ ایسی ہی مشرکین و منافقین کا نفاق راہ یابی سے مانع ہے اور وعیدات عذاب گرج کے مشابہ ہیں اور حجج بینہ چمک کے مشابہ ہیں۔

شانِ نزول

منافقوں میں سے دو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے مشرکین کی طرف بھاگے۔ راہ میں بارش آگئی جس کا آیت کریمہ میں ذکر ہے اور اس کے ساتھ شدت کی گرج کڑک چمک تھی۔ تو یہ خوف زدہ ہو کر گرج سے کانوں میں انگلیاں ٹھونستے تھے کہ کہیں کان کے پردے نہ پھٹ جائیں چمک ہوتی تو چلنے لگتے۔ اندھیری ہوتی تو کھڑے ہو جاتے۔ آپس میں کہنے لگے۔ خدا خیر کرے صبح ہو جائے تو چل کر حضور کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اسلام قبول کریں گے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر وہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔
ان کے حال کو اللہ تعالٰے نے منافقین کے لیے مثال فرما کر بتایا کہ تم لوگ مجلس وعظ میں آ کر کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہو کہ کہیں حضور کا کلام ان پر اثر نہ کر جائے اور اپنے سنگت سے ہمیشہ کے لیے علیحدہ ہو کر مر نہ جائیں اور جب ان کے مال و اولاد میں زیادتی ہوتی۔ فتوح و غنیمت ملتی۔ تو بجلی کی چمک والوں کی طرح چلتے اور کہتے کہ یہ اب تو دین محمدی سچا ہے اور جب مال اولاد ہلاک ہوتے اور کوئی بلا آتی تو بارش کی اندھیری کی طرح ٹھٹک کر رہ جاتے

marfat.com

اور کتنے یہ مصیبتیں اسی دین کی وجہ سے ہیں آخر دین سے منحرف ہو جانے (لباب النقول للسیوطی)

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں کڑک کے سبب موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

جیسے اندھیرے میں رات کے وقت کالی گھٹا چھائی ہو اور بجلی کی گرج چمک جنگل میں مسافر کو حیران و پریشان کرتی ہو تو وہ کڑک کی وحشت ناک آواز سے ہلاکت کا اندیشہ لیے ہوئے کانوں میں انگلیاں ٹھونستا ہو ایسے ہی کفار کا حال ہے کہ وادی ضلالت میں شرک و کفر تعارات کے اندر جب قرآن پاک کی گرج اس کی ہدایت آموزی کی چمک اور عذاب آخرت کی کڑک سنتے ہیں تو کان بند کرتے ہیں اس اندیشہ سے کہ کہیں یہ تعلیم ہمارے دلنشین نہ ہو جائے جس سے اسلام و ایمان قبول کر کے باپ دادا کے کفر کو ترک کرنا پڑے جو ان کے نزدیک موت کے برابر ہے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ بجلی قریب ہے کہ ان کی نگاہیں اچک لے جائے۔

تو ان کا یہ گریز انہیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتا جنہیں ہدایت ہوئی ہے ہو کر رہے گی اور جو بچنا چاہتے ہیں وہ انگلیاں کانوں میں ٹھونس لینے سے عذر عدم سماعت کر کے قہر الٰہی سے خلاصی نہیں پا سکتے جیسے بجلی کی چمک سے معلوم ہوتا ہے کہ بینائی کو زائل کر دے گی۔ ایسے ہی دلائل باہرہ کے انوار اور ان کی بصیرت اور بصر کو خیرہ کرتے ہیں۔

يَخْطَفُ۔ اچک لے جائے۔ اس سے مراد ہے آنکھوں کا چندھیا جانا یعنی اسلام کا غلبہ منافقوں کی آنکھوں کو خیرہ کرنے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالنے کے لیے کافی ہے۔

كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ۔ جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے۔

جس طرح اندھیری رات اور ابر و بارش کی تاریکیوں میں مسافر متحیر ہوتا ہے جب بجلی چمکتی ہے کچھ چل لیتا ہے جب اندھیرا ہوتا ہے کھڑا رہ جاتا ہے۔ اسی طرح اسلام کے غلبہ اور معجزات کی روشنی میں منافق اسلام کی طرف راغب ہوتے ہیں اور جب کچھ مثلاً مشقت مصیبت پیش آتی ہے تو کفر کی تاریکیاں چلنے سے روک دیتی ہیں اور کھڑے رہ جاتے ہیں اسلام سے انحراف کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اسی مضمون کو دوسرے مقام پر اس طرح فرمایا۔ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ۔ (خازن۔ صاوی)

پہلی آیت میں بارش کی مثال دے کر ان کی فطرت بتائی گئی کہ وہ فائدوں کی طرف لپکتے ہیں لیکن فائدے حاصل کرنے کے لیے کچھ مشقت یا نقصانات اٹھانے پڑیں تو پیٹھ دکھا دیتے ہیں۔

منافقین اسلام کی کامیابیاں دیکھتے ہیں تو ان کے قدم اسلام کی طرف بڑھنے لگتے ہیں در حقیقت ان کے دل میں حق کی تلاش نہیں ہوتی صرف اسلام کے رعب و شوکت کی وجہ سے اسلام کی جانب راغب ہوتے ہیں اور جب ذرا ایمان کو آزمائش اور مصیبتیں پیش آتی ہیں تو پھر یہ انکار اور بے یقینی کی وجہ سے اس کی طرف ٹھٹک کر رہ جاتے ہیں اور اسلام کی طرف

marfat.com

ان کے بڑھتے ہوئے قدم رک جاتے ہیں۔ یعنی بجلی کے چمکنے کی طرح جب اسلام کی روشنی ان پر واضح ہوتی ہے تو مسلمان ہو جاتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن جوں ہی اندھیرا آجاتا ہے یعنی تکلیفیں اور مصیبتیں پیش آنے لگتی ہیں تو پھر ان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور واپس کفر کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

وَإِذَآ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا۟ ۚ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَٰرِهِمْ اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھیں لے جاتا۔ اس لیے کہ ان کا طرز عمل اسی کا مقتضی تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے سمع وبصر کو باطل نہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسباب کی تاثیر مشیت الٰہی کے ساتھ مشروط ہے۔ بلا مشیت تنہا اسباب کچھ نہیں کر سکتے اور یہ بھی واضح ہوا کہ مشیت اسباب کی محتاج نہیں وہ بے سبب جو چاہے کر سکتا ہے۔ اسی لیے فرمایا إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے وہ ہر شے پر قادر ہے۔

تعریف لفظ شئی

شے اس کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ چاہے اور جو تحت مشیت آسکے یہی وجہ ہے کہ جملہ ممکنات تحت شے ہیں اور جو شے میں داخل نہیں وہ تحت قدرت نہیں اور جو ممکن نہیں وہ واجب یا ممتنع ہے اس سے قدرت، ارادہ اور مشیت متعلق نہیں ہوتا جیسے ذات واجب تعالیٰ شانہ اور اس کی صفات یہ سب واجب ہیں اور جو واجب ہے وہ مقدور نہیں اس اصول کے سمجھ لینے کے بعد یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ کذب باری تعالیٰ اور تمام عیوب محال ہیں اس لیے کہ قدرت کو ان سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔

خلاصہ مضمون

شروع سورت سے یہاں تک کے بیان میں وضاحت فرما دی گئی کہ یہ کتاب متقین کی ہدایت کے لیے نازل ہوئی پھر متقین کے اوصاف کا ذکر فرمایا اس کے بعد اس سے محروم ہونے والے فرقوں کا اور ان کے احوال کا ذکر ہوا کہ سعادت مند انسان ہدایت و تقویٰ کی طرف راغب ہوتا ہے اور نافرمانی و بغاوت سے بچتا ہے۔

اس رکوع میں منافقوں کا بیان شروع ہو کر یہاں ختم ہوا اللہ تعالیٰ نے انسان کو سننے اور دیکھنے کی قوت بخشی لیکن منافقین نے یہ قوتیں صرف دنیا کے عارضی فائدہ تک محدود رکھیں، حق سے، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے آنکھ کان بند کر لیے۔

اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا کہ وہ اس غلط روش سے باز آئیں ورنہ یہ توفیق چھین لی جائیں گی۔

خالق کائنات نے عالم کے انتظام کے لیے قاعدے، وقت اور سبب مقرر کر رکھے ہیں اور دنیا کے تمام کافروں مشرکوں اور منافقوں کو فوراً گرفتار کر سکتا ہے لیکن تقدیر کے قاعدوں کے مطابق ڈھیل دی گئی ہے تاکہ وہ باز آجائیں اور اگر وہ باز نہیں آتے تو اس کا غضب آجاتا ہے جس کا ان کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

marfat.com

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ۱

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ
وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

اے لوگو اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَ
أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ
رِزْقًا لَكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ
تَعْلَمُونَ ۝

اور جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو تو اللہ کے لیے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ۔

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا
فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ
مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ
الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ
لِلْكَافِرِينَ ۝

پھر اگر نہ لا سکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لیے

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ
لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوا
مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا ۙ قَالُوا هَٰذَا الَّذِي
رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۖ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ۖ وَلَهُمْ
فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں جب انہیں نیا کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا اور وہ صورت میں ملتا جلتا انہیں دیا جائے گا اور ان کے لیے ان باغوں میں ستھری بیبیاں ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا
بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا
فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۖ وَأَمَّا
الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ

بے شک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال میں کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر تو وہ جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور کافر تو وہ کہتے ہیں۔ ایسی مثال دینے میں اللہ کا کیا

marfat.com

بِهٰذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝

مقصود ہے اللہ بہتوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے۔ اور بہتوں کو ہدایت فرماتا ہے اور گمراہ انہیں کو کرتا ہے جو بے حکم ہیں۔

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

اور جو اللہ کے عہد کو توڑتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یہی ہیں نقصان میں۔ بھلا تم کیونکر خدا کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَھُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

وہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔

لفظی ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورہ بقرہ۔ پ ۱

يٰٓاَيُّهَا۔ اے	النَّاسُ۔ لوگو	اعْبُدُوْا۔ پوجو	رَبَّكُمُ۔ اپنے رب کو
الَّذِيْ۔ جس نے	خَلَقَكُمْ۔ تمہیں پیدا کیا	وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ انکو پیدا کیا جو
مِنْ قَبْلِكُمْ۔ تم سے پہلے ہیں	لَعَلَّكُمْ۔ یہ امید کرتے ہوئے کہ تم		تَتَّقُوْنَ۔ پرہیزگار بنو
الَّذِيْ۔ جس نے	جَعَلَ۔ بنایا	لَكُمُ۔ تمہارے لیے	الْاَرْضَ۔ زمین کو
فِرَاشًا۔ بچھونا	وَّ۔ اور	السَّمَاۗءَ۔ آسمان کو	بِنَاۗءً۔ عمارت
وَ۔ اور	اَنْزَلَ۔ اتارا	مِنَ السَّمَاۗءِ۔ آسمان سے	مَاۗءً۔ پانی
فَاَخْرَجَ۔ تو نکالے	بِهٖ۔ اس سے	مِنَ الثَّمَرٰتِ۔ کچھ پھل	رِزْقًا۔ کھانے کو
لَّكُمْ۔ تمہارے لیے	فَلَا۔ تو نہ	تَجْعَلُوْا۔ ٹھہراؤ	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لیے
اَنْدَادًا۔ برابر والے	وَّ۔ اور	اَنْتُمْ۔ تم	تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہو
وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	كُنْتُمْ۔ ہو تم	فِيْ رَيْبٍ۔ شک میں

marfat.com

مِمَّا ۔ اس سے	نَزَّلْنَا ۔ جو ہم نے اتارا	عَلٰی ۔ اوپر	عَبْدِنَا ۔ اپنے بندے کے
فَاْتُوْا ۔ تو لاؤ	بِسُوْرَةٍ ۔ ایک سورت	مِّنْ مِّثْلِهٖ ۔ اس جیسی	وَ ۔ اور
ادْعُوْا ۔ بلاؤ	شُهَدَآءَكُمْ ۔ اپنے حمایتیوں کو	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ اللہ کے سوا	
اِنْ ۔ اگر	كُنْتُمْ ۔ ہو تم	صٰدِقِيْنَ ۔ سچے	فَاِنْ ۔ پھر اگر
لَّمْ ۔ نہ	تَفْعَلُوْا ۔ کیا تم نے	وَ ۔ اور	لَنْ ۔ ہرگز نہ
تَفْعَلُوْا ۔ کر سکوگے تم	فَاتَّقُوْا ۔ تو ڈرو	النَّارَ ۔ آگ سے	الَّتِيْ ۔ وہ جس کا
وَّقُوْدُهَا ۔ ایندھن	النَّاسُ ۔ آدمی ہیں	وَ ۔ اور	الْحِجَارَةُ ۔ پتھر
اُعِدَّتْ ۔ تیار کی گئی ہے	لِلْكٰفِرِيْنَ ۔ کافروں کے لیے	وَ ۔ اور	بَشِّرِ ۔ خوشخبری دے
الَّذِيْنَ ۔ ان کو جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے	وَ ۔ اور	عَمِلُوا ۔ کام کیے
الصّٰلِحٰتِ ۔ اچھے	اَنَّ ۔ کہ بے شک	لَهُمْ ۔ ان کے لیے	جَنّٰتٍ ۔ باغ ہیں
تَجْرِيْ ۔ چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا ۔ ان کے نیچے	الْاَنْهٰرُ ۔ نہریں	كُلَّمَا ۔ جب
رُزِقُوْا ۔ کھانے کو دیا جائیگا	مِنْهَا ۔ ان باغوں سے	مِنْ ثَمَرَةٍ ۔ کوئی پھل	رِّزْقًا ۔ کھانے کو
قَالُوْا ۔ تو کہیں گے	هٰذَا ۔ یہ تو	الَّذِيْ ۔ وہی ہے	رُزِقْنَا ۔ جو پہلے ملا تھا
مِنْ قَبْلُ ۔ پہلے	وَ ۔ اور	اُتُوْا بِهٖ ۔ وہ دیا گیا انہیں	مُتَشَابِهًا ۔ ملتا جلتا
وَ ۔ اور	لَهُمْ ۔ ان کے لیے	فِيْهَا ۔ اس میں	اَزْوَاجٌ ۔ بیبیاں ہیں
مُّطَهَّرَةٌ ۔ پاک	وَ ۔ اور	هُمْ ۔ وہ	فِيْهَا ۔ ان باغوں میں
خٰلِدُوْنَ ۔ ہمیشہ رہیں گے	اِنَّ ۔ بے شک	اللّٰهَ ۔ اللہ	لَا ۔ نہیں
يَسْتَحْيٖٓ ۔ حیا کرتا	اَنْ ۔ اس سے کہ	يَّضْرِبَ ۔ سمجھانے کو	مَثَلًا ۔ مثال کے طور پر
مَّا بَعُوْضَةً ۔ ذکر کرے مچھر	فَمَا ۔ یا اس سے	فَوْقَهَا ۔ بڑھ کر	فَاَمَّا ۔ تو وہ
الَّذِيْنَ جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے	فَيَعْلَمُوْنَ ۔ وہ جانتے ہیں کہ	اَنَّهُ ۔ بے شک وہ
الْحَقُّ ۔ حق ہے	مِنْ رَّبِّهِمْ ۔ ان کے رب کی طرف سے	وَ ۔ اور	اَمَّا الَّذِيْنَ ۔ وہ جو
كَفَرُوْا ۔ کفر کر چکے	فَيَقُوْلُوْنَ ۔ تو وہ کہتے ہیں	مَاذَا ۔ کیا ہے	اَرَادَ ۔ ارادہ و مقصد
اللّٰهُ ۔ اللہ کا	بِهٰذَا ۔ اس سے	مَثَلًا ۔ مثال دینے کا	يُضِلُّ ۔ گمراہ کرتا ہے
بِهٖ ۔ اس سے	كَثِيْرًا ۔ بہتیروں کو	وَّيَهْدِيْ ۔ اور ہدایت فرماتا ہے	بِهٖ ۔ اس سے
كَثِيْرًا ۔ بہتوں کو	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہیں	يُضِلُّ ۔ گمراہ کرتا

marfat.com

بِہٖ ۔ اس سے	اِلَّا ۔ مگر	الْفٰسِقِیْنَ ۔ بے حکموں کو	الَّذِیْنَ ۔ ایسے جو
یَنْقُضُوْنَ ۔ توڑ دیتے ہیں	عَھْدَ ۔ عہد	اللّٰہِ ۔ اللہ کا	مِنْ بَعْدِ ۔ بعد اس کے کہ
مِیْثَاقِہٖ ۔ پکا ہو	وَ ۔ اور	یَقْطَعُوْنَ ۔ کاٹتے ہیں	مَا ۔ اس چیز کو
اَمَرَ ۔ کہ حکم دیا	اللّٰہُ ۔ اللہ نے	بِہٖ ۔ اسکے متعلق	اَنْ ۔ یہ کہ
یُّوْصَلَ ۔ جوڑیں	وَ ۔ اور	یُفْسِدُوْنَ ۔ فساد پھیلاتے ہیں	فِی الْاَرْضِ ۔ زمین میں
اُولٰٓئِکَ ۔ یہی ہیں	ھُمُ ۔ وہ جو	الْخٰسِرُوْنَ ۔ نقصان میں ہیں	کَیْفَ ۔ بھلا کیونکر
تَکْفُرُوْنَ ۔ تم منکر ہوگئے	بِاللّٰہِ ۔ خدا کے	وَ ۔ اور حالانکہ	کُنْتُمْ ۔ تم تھے
اَمْوَاتًا ۔ مردہ بے جان	فَاَحْیَاکُمْ ۔ اس نے تمہیں زندہ کیا	ثُمَّ ۔ پھر	یُمِیْتُکُمْ ۔ تمہیں مارے گا
ثُمَّ ۔ پھر	یُحْیِیْکُمْ ۔ تمہیں زندہ کرے گا	ثُمَّ ۔ پھر	اِلَیْہِ ۔ اس کی طرف
تُرْجَعُوْنَ ۔ پلٹ کر جاؤ گے	ھُوَ ۔ وہ	الَّذِیْ ۔ وہ ہے	خَلَقَ ۔ جس نے بنایا
لَکُمْ ۔ تمہارے لیے	مَّا ۔ جو کچھ	فِی الْاَرْضِ ۔ زمین میں ہے	جَمِیْعًا ۔ سب
ثُمَّ ۔ پھر	اسْتَوٰٓی ۔ قصد فرمایا	اِلَی ۔ طرف	السَّمَآءِ ۔ آسمان کی
فَسَوّٰھُنَّ ۔ تو ٹھیک بنائے	سَبْعَ ۔ سات	سَمٰوٰتٍ ۔ آسمان	وَ ۔ اور
ھُوَ ۔ وہ	بِکُلِّ ۔ ہر ایک	شَیْءٍ ۔ شے کو	عَلِیْمٌ ۔ جاننے والا ہے۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۃ بقرہ پ ۱

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ کا خطاب اکثر اہل مکہ کے لیے اور یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے اہل مدینہ مخاطب کیے گئے ہیں۔

پہلے میں خطاب مومن کافر سب کے لیے عام ہے اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انسانی شرافت اسی میں ہے کہ وہ تقویٰ حاصل کرے اور مصروف عبادت رہے۔

اُعْبُدُوْا ۔ عبادت کرو۔ یہ لفظ عبادت سے بنا جس کی اصل عبد ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو عاجزی اور ادب کے ساتھ ماننا جسے اطاعت اور فرمانبرداری

marfat.com

بھی کہتے ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ عبادت کے ضروری اجزا ہیں لیکن عبادت پوری زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔ اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ۔ اپنے رب کو پوجو اَلَّذِیْ خَلَقَکُمْ جس نے تمہیں پیدا کیا وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا۔ اس امید پر کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ اس سے واضح ہوا کہ عبادت کا فائدہ عابد ہی کو ملتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور منزہ ہے کہ اسے عبادت یا کسی چیز سے نفع حاصل ہو۔

عبادت وہ غایت تعظیم ہے جو بندہ کو اپنی عبودیت اور الوہیت معبود میں امتیاز کراتی ہے اور یہی اعتراف اور اعتقاد وہ ہے جو عبادت کو مقبول کراتا ہے یہاں اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ جو آیا وہ عبارت عام ہے یعنی انسان جب عبادت کرے تو اس ذات کی کرے جو اس کی تمام انواع و اقسام اصول و فروع سے بالا اور رب کائنات ہے۔

اس سورہ مبارکہ میں اہل تقوی۔ کافر۔ منافق کی مفصل تعریف بیان کردی تقوی ایک ایسی نعمت ہے کہ انسان اس کے حصول کا خواہشمند ہوگا اس کا طریقہ بتایا گیا کہ انسان سب سے پہلے اپنے رب کو تلاش کرے اور اسکی کھلی نشانیوں اور عبارت سے اس کو پہچانے۔ پھر اسی معرفت سے تقوی حاصل کرے۔

جو شخص اپنے رب کی عبادت نہ کرے وہ انسان نہیں کیونکہ کافروں پر بھی عبادت کرنا لازم ہے جیسے بے وضو پر فرض ہے کہ وضو کرے ایسے کافر پر فرض ہے کہ ایمان لائے۔

جب دوزخیوں سے مسلمان دریافت کریں گے کہ تم دوزخ میں کیوں آئے تو وہ جواب دیں گے لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ۔ کہ ہم نمازی نہ تھے اور صدقات نہ دیتے تھے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن حساب و کتاب کا وعظ فرمایا جس سے لوگ چیخیں مار کر رونے لگے اسی حال میں حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے گذرے آپ نے فرمایا

"اے شبلی اللہ کے بندوں کو کیوں اتنا پریشان کرتے ہو قیامت کا حساب بہت دراز ہوگا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ارشاد فرمائے گا" من ترا بودم تو کرا بودی؟

یعنی اے بندو ہم تو تمہارے تھے تم کس کے تھے؟ خداوند تو اپنے فضل و کرم سے ہم کو اپنا بنالے۔ آگے ارشاد خداوندی ہے۔

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنا دیا اور آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے تمہاری روزی کے لیے مختلف پھل نکالے سو نہ ٹھہراؤ اللہ کے لیے کوئی مقابل اور تم جانتے ہو۔"

فِرَاشًا۔ فرش وہ چیز جو بچھا دی گئی ایسی ٹھوس چیز جس پر ہم قدم رکھ سکتے ہوں۔

marfat.com

اَنۡدَادًا ۔ مقابل یہ لفظ نِدّ کی جمع ہے جو عربی میں مثل و مشابہ کے معنوں میں آتا ہے لہذا مخالف موافق دونوں معنی میں ہی ہو سکتا ہے۔

پہلی آیت میں نعمت ایجاد کا بیان فرمایا ہے جو طلب صادق کے اطمینان کے لیے کافی و وافی ہے۔

زمین پر ہم رہتے ہیں چلتے پھرتے ہیں آسمان جس کو اللہ تعالے نے خیمہ کی چھت کی طرح بنا کر ادھر کھڑا کر رکھا ہے کھانے پینے کا بندوبست کرنے کے لیے اور بارش برساتا ہے جس سے رنگارنگ پھل پھول غذا پیدا فرماتا ہے انسان ہر حال میں اپنے رب کا محتاج ہے۔

پہلی آیت میں نعمت ایجاد کا بیان فرمایا کہ تمہیں اور تمہارے آباؤ اجداد کو کتم عدم سے موجود کیا۔ اس دوسری آیت میں اسباب معیشت و آسائش۔ آب وغذا کا بیان ہوا جس میں ظاہر کیا کہ وہی ولی نعمت ہے تو غیر کی پرستاری محض باطل ہے۔ چنانچہ فرمایا فَاَخۡرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰہِ اَنۡدَادًا وَّ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ تو اس نے پانی سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو تو اللہ کے لیے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ۔

توحید الٰہی کے لیے یہ دلائل واضح بیان فرما کر آگے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کریم کے کتاب الٰہی ہونے کے وہ معجز نما دلیل قاہر بیان فرمائی جاتی ہیں جو طلب صادق کے اطمینان کے لیے کافی و وافی ہے۔ اور منکر کو عاجز کرنے والی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ ۔ یعنی اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے اس خاص بندے یعنی جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا۔ تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ۔

نَزَّلۡنَا ۔ ہم نے اتارا یہ تنزیل سے بنا جس کے معنی ہیں کسی چیز کا اوپر سے نیچے اتارنا یہاں قرآن پاک مراد ہے۔

مِّثۡلِہٖ ۔ اس جیسا۔ اس میں قرآن مجید کے لفظی اور معنوی دونوں خوبیوں کی طرف اشارا ہے۔

شُہَدَآءَکُمۡ ۔ اپنے مددگار۔ اس کے معنی ہیں باخبر۔ یہاں اس سے مراد قرآن کریم جیسی سورت بنانے کا چیلنج ہے اس لیے کہ بندے کے کلام کا مقابلہ آسانی کر سکتا ہے فَوۡقَ کُلِّ ذِیۡ عِلۡمٍ عَلِیۡمٌ ۔ اس لیے فرمایا کہ دنیا میں دنیا کا ہر فرد ایک دوسرے سے زیادہ علم میں پڑھا لکھا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ ایک اپنی علمی استعداد کے موافق اگر کچھ جواہر پارے پیش کرے تو اس کے مقابلہ میں دوسرا اس سے زیادہ علم پیش کر سکتا ہے۔

فصحاء عرب۔ بلغاء مکہ اپنی نظمیں۔ نثریں۔ خطبے لکھ کر ہَلۡ مِنۡ فَصِیۡحٍ ہَلۡ مِنۡ شَاعِرٍ کی آوازیں لگاتے اور میدان فصاحت میں آکر کوس لِمَنِ الۡمُلۡکُ بجاتے تھے۔ لیکن ہر ایک کے کلام کے مقابلے میں کوئی نہ کوئی آجاتا تھا مگر جب قرآن پاک نے فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ کا ڈنکا بجایا تو سب کے سب دبے پڑے رہ گئے اور تمام اہل زبان گونگے بن گئے۔

marfat.com

چنانچہ فقط فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ پر اکتفا نہیں کی، بلکہ اور اعلان کیا وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ اللہ کے سوا اپنی سب جماعتوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

پھر آگے فرمایا فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرماتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لیے۔ پتھر سے وہ بت مراد ہیں جنہیں کافر پوجتے تھے۔ اور ان کی محبت میں قرآن کریم اور رسول رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کا عناد و انکار کرتے تھے۔ اعدت للکافرین نے اس امر کو بھی واضح کر دیا کہ جہنم بنائی نہیں جائے گی بلکہ دوزخ پیدا ہو چکی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نَارُكُمْ هٰذِهِ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ میں سے ستر حصہ میں سے ایک حصہ ہے (بخاری مسلم)

مخبر صادق طبیب حاذق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جہنم میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جسے دو جوتیاں آگ کی پہنائی جائیں گی اس سے اس کا دماغ ایسا جوش مارتا ہوگا جیسے دیگ کا کھولتا ہوا پانی (مسلم)

اس مضمون میں یہ بھی اشارۃً واضح ہو گیا کہ جہنم بت پرستوں کے لیے دوامی ہے اور مومنین کے لیے بفضلہ تعالیٰ خلود نار یعنی ہمیشگی جہنم کی نہیں ہے۔ آگے اسلوب بیان قرآن کے مطابق ترہیب کے بعد ترغیب فرمائی گئی چنانچہ ارشاد ہوا۔

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔

اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔ صالحات کے تحت وہ تمام نیکیاں ہیں جو از روئے شرع اچھی ہیں ان میں فرائض و نوافل بھی داخل ہیں (جلالین)

عمل صالح کا ایمان پر عطف اس امر کی دلیل ہے کہ عمل جزو ایمان نہیں۔

وہ جو ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ کی معبودیت اور رحمت مجسم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن حکیم کی صداقت میں کسی قسم کا شک شبہ نہ ہوا۔

نیک عمل اس سے مراد ایسے کام ہیں جو قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کے مطابق ہوں اِن آیات میں ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو بشارت دی گئی ہے کہ وہ ایسے باغات میں داخل کیے جائیں گے جن میں آرام اور راحت کے لیے سب کچھ موجود ہوگا ان میں خوش ذائقہ اور ٹھنڈے پانی کے چشمے بہتے ہوں گے۔

marfat.com

خلاصہ یہ ہوا کہ محض اچھے کام کافی نہیں جب تک ایمان کامل نہ ہو۔
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے نیک عمل کیے۔
اعمال صالحہ ان عملوں کو کہتے ہیں جن کی شریعت تحسین کرے۔ علامہ بغوی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ عمل صالح وہ ہے جس میں چار چیزیں ہوں۔ علم۔ نیت۔ صبر۔ اخلاص۔
حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے عملوا الصلحت پڑھ کر فرمایا کہ عمل صالح وہ ہے جو ریاکاری سے پاک ہے
آگے فرمایا اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ ان کے لیے باغ ہیں۔ جن کے نیچے بہترین نہریں رواں ہیں۔ جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا تو صورت دیکھ کر کہیں گے یہ وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا۔ جنت کے پھل باہم مشابہ ہوں گے اور ذائقہ ان کا جدا جدا۔ اس لیے جنتی کہیں گے کہ یہی پھل تو ہمیں پہلے مل چکا ہے۔ مگر کھانے سے نئی لذت پائیں گے تو اس کا لطف بہت زیادہ ہو جائے گا۔
وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ۔ ان کے لیے ان باغوں میں بیبیاں ہیں۔ اس میں اطلاق ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ جنتی بیبیاں خواہ حوریں ہوں یا اور سب زنانے عوارض اور تمام ناپاکیوں سے اور ہر قسم کی گندگی سے مبرا ہوں گی نہ جسم پر میل ہوگا نہ بول و براز نہ حیض نفاس۔ اس کے ساتھ ہی وہ بد مزاجی و بد خلقی سے پاک ہوں گی (مدارک خازن)
وَهُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ اور ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یعنی جنتی جنت میں داخل ہونے کے بعد کبھی فنا نہ ہوں گے۔ اور کبھی جنت سے نکالے نہ جائیں گے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جنت اور اہل جنت کو بعد دخول جنت خلود ہے اور فنا نہیں۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کوئی جنت کے حاصل کرنے کے لیے تیار و مستعد ہے بے شک جنت ایسی چیز ہے کہ اس کا کسی دل میں خطرہ تک نہیں گذرا قسم ہے رب کعبہ کی کہ جنت ایک چمکتا ہوا اور چمکتی ہوئی پھلواری، اونچے مضبوط محل اور نہریں جاری ہیں پکے میوے اور طرح طرح کی نعمتیں ہیں۔ سب نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب مستعد ہیں۔ فرمایا ان شاء اللہ کہو (بغوی)
إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا۔ بے شک اللہ اس سے نہیں شرماتا۔ کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بھی بڑھ کر۔

شان نزول

جب اللہ تعالٰی نے آیت کریمہ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا اور أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ میں منافقوں کی دو مثالیں بیان فرمائیں تو منافقوں نے یہ اعتراض کیا کہ اللہ تعالٰی کی ذات تو اس سے بالاتر ہے کہ

marfat.com

ایسی مثالیں بیان فرمائے۔ اس کے رد میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور کافر و مومن کا اس طرح تجزیہ فرمایا۔

مثال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بات جس کے لیے مثال دی گئی ہے خوب واضح کر کے ذہن نشین کر دی جائے تاکہ مطلب اس مثال سے پورا ہو سکے وہ مثال سب سے اچھی کہلائے گی خواہ وہ چیز جو مثال میں پیش کی گئی ہے کیسی ہی معمولی ہو مثلاً مچھر ایک ادنی سی مخلوق ہے۔

جہاں بتوں یا کسی مخلوق کی بے حقیقتی بیان کرنا مقصود ہو وہاں سب سے زیادہ مناسب مثال مچھر ہی کی ہو سکتی ہے اس پر اعتراض کرنا بے وقوفی و نادانی ہے۔

اللہ تعالے مچھر یا اس سے بھی چھوٹی چیز کی مثال دینے سے نہیں جھجکتا۔ کیونکہ مثال سے سمجھنا مقصود ہے جیسی بات ہوگی ویسی ہی مثال دی جائے گی۔

فَوْقَهَا۔ فوق کے لفظی معنی اوپر کے ہیں۔ اس سے مراد اس سے بھی زیادہ ادنی حقیر چیز ہے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا۔ تو جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں ایسی مثال میں اللہ کا کیا مقصود ہے۔

حالانکہ ہر ذی عقل اسے تسلیم کرے گا کہ افہام عوام میں لانے کے لیے مثالوں سے سمجھانا ہی مقتضائے حکمت ہے جو مضمون ایسے ہوں جن کا تحمل ہر ذہن نہ کر سکے اسے مثال میں سمجھایا جائے تو بہت جلد ہی دل نشین ہوتا ہے۔ اور فصحاء اور بلغاء عرب کا بھی یہی دستور رہا ہے۔ لیکن جب اعتراض ہی بغرض اظہار عناد و حسد ہو تو یہ ہدایت و ضلالت من جانب اللہ ہے۔ اسی لیے فرمایا۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ۔ بہت سوں کو اللہ اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے گمراہ نہیں کرتا مگر انہیں جو بے حکم ہیں۔

یضل بہ فرما کر کفار کے اس مقولہ کا جواب دیا جو انہوں نے کہا تھا مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا اس مثال سے اللہ تعالے کا کیا مقصود ہے تو جواب ہیں اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فرما کر دونوں فریق الگ الگ کر دیے گئے اور بتا دیا کہ جن کی عقل پر جہالت نے غلبہ کیا اور جن کی عادت مکابرہ و معاندہ کی ہے اور جو امر حق اور کھلی حکمت کے انکار کے عادی ہیں انہیں انہی مثالوں سے گمراہ فرماتا ہے اور جو قبول حق اور حکمت کو جانتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ کسی عظیم المرتبت چیز کی تمثیل کسی بڑی چیز سے اور حقیر چیز کی مثال اس چیز سے دینا ہی حکمت اور قرین عقل ہے۔ جیسا کہ آیات بالا کی وضاحت میں حق کی مثال نور سے اور باطل کی ظلمت سے دی گئی ہے۔ یہ طریقہ فصحاء

marfat.com

اور آئین فصاحت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہدایت کا پیغام بھیجا۔ انسان کو اختیار دیا گیا کہ جو راہ چاہے اختیار کرے انسان جو نفس کی بری خواہشوں کے پیچھے لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کر دیتا ہے جیسے فاسق بدکار لوگ۔

تعریف فاسق

شریعت مطہرہ میں فاسق اس نافرمان کو کہتے ہیں جو کبیرہ کا مرتکب ہو۔ اس کے تین درجے ہیں۔ ایک فاسق تغابی وہ یہ کہ اتفاقیہ کسی کبیرہ کا مرتکب ہوا۔ مگر اسے برا جانتا رہا۔

دوسرا فاسق منہمک کہ کبائر پر اپنا انہماک بڑھا کر عادی ہو گیا اور اسے اجتناب کی پرواہ بھی نہ رہی۔ یہ دونوں قسم کے لوگ ایسے فاسق ہیں جن پر مومن کا اطلاق ہوتا ہے جب تک اکبر کبائر یعنی شرک و کفر نہ کریں ان کو مومن کہیں گے۔

تیسرا فاسق جحود ہے کہ حرام کو حلال جان کر ارتکاب کرے۔ احکام شرع کی مخالفت کو جائز جانے۔ اس درجہ والا ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ اور اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ وغیرہ میں فاسقین سے وہی نافرمان مراد ہیں جو ایمان سے خارج ہو گئے۔

اور لفظ فاسق کا اطلاق کفار پر بھی اسی وجہ میں قرآن کریم میں کیا گیا مفسرین کرام نے بھی فاسق سے مراد کافر لیا اور بعض نے منافق اور بعض نے یہودی۔ بہرحال یہود ہوں یا منافق۔ کفر میں سب مساوی ہیں۔

آگے ہے کہ ان لوگوں کا طریقہ بیان فرمائے کہ اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور اس چیز کو کاٹتے ہیں جس کے جوڑنے کا حکم خدا نے دیا اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ وہی نقصان میں ہیں۔ یہاں عہد توڑنے کا ذکر فرمایا۔ اس سے وہ عہد مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے کتب سابقہ میں حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی نسبت فرمایا۔

ایک قول یہ ہے کہ عہد تین قسم کے ہیں پہلا عہد وہ جو اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد آدم سے لیا کہ اس کی ربوبیت کا اقرار کریں جس کا تذکرہ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ میں ہوا۔

دوسرا عہد وہ جو انبیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہے کہ رسالت کی تبلیغ فرمائیں اور اقامت دین کریں اس کا بیان وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ میں ہوا۔ اور وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ میں ہوا۔

تیسرا عہد علماء کے ساتھ خاص ہے کہ حق کو نہ چھپائیں۔ مداہنت نہ کریں۔ اس کا بیان وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ میں ہوا اور نقض عہد کا جن پر جرم عائد کیا گیا۔ وہ تینوں ہی معاہدوں سے منحرف ہیں۔

marfat.com

آگے فرمایا وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا حکم خدا نے دیا۔ یعنی صلہ رحمی جس کا تعلق رشتہ و قرابت کے ساتھ ہے آپس میں محبت اور دوستی سے ہے اسے صلہ رحمی کہتے ہیں تو گویا شریعت مطہرہ کا قانون تمام انبیاء کے ماننے پر ہر فرد انسان کو مجبور کرتا ہے۔ کتب الٰہی کی تصدیق حق پر جمع ہونے کا حکم دیتا ہے یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ملنے کا حکم فرمایا ان میں سے کسی ایک حکم کو قطع کرنا بعض کو بعض سے غلط طریقہ پر جدا کرنا۔ تفرقوں کی بنا ڈالنا بھی زمین میں فساد کرنا ہے أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ایسے لوگ ہی نقصان میں ہیں

عہد اس قول و اقرار کو کہتے ہیں جس کے کرنے کے بعد اس کی پابندی لازمی اور ضروری ہو جاتی ہے عہد اللہ سے مراد اللہ کو رب ماننے اور اس کی اطاعت کرنے کا اقرار ہے۔

پہلی آیت سے یہ مضمون وابستہ ہے کہ فاسق نافرمان لوگ اللہ کے ساتھ جو اقرار کر چکے ہیں اسے توڑ دیتے ہیں فاسق ہر اس عہد اور تعلق کو کاٹ دیتا ہے جس کا اللہ نے حکم دیا۔ فاسق ملک میں فساد پھیلاتا ہے۔ یہی لوگ دین و دنیا میں گھاٹے میں ہیں۔

اس کے بعد جبکہ دلائل توحید و نبوت اور جزائے کفر و ایمان کا تذکرہ فرمایا اور انہیں عام و خاص نعمتوں کا اور آثار قدرت و عجائبات حکمت کا ذکر فرمایا اور اس دلنشین کفر کی قباحت دکھا کر کفار کو خطاب میں بطور تعجب مخاطب کیا اور فرمایا۔

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

بھلا تم کیونکر خدا کے منکر ہو حالانکہ تم مردہ بے جان تھے۔ اس خدا نے تمہیں زندہ کیا پھر ثم سے عطف کر کے اس امر کو بھی واضح فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ زندہ کرتے ہی مار اجائے بلکہ باقتضاء ثم تراخی کے ساتھ موت دے گا اور اس موت کے بعد کسی تراخی مدت کے ساتھ تمہیں پھر زندہ کرے گا جسے نشر کہا جاتا ہے پھر اس کے بعد اس ذات باری کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے اس ابہام کو کس خوبصورتی سے سننے والے کے آگے رکھا کہ وہ اپنے حال اور اپنی اپنے ہم جنس کے احوال سے ایمان کی طرف آنے کے لیے عقلاً مجبور ہو جائے۔

اس لیے کہ اسے معلوم ہو جائے کہ ایک دن وہ بے جان قطرہ۔ مضغہ، علقہ تھا پھر اس مردہ جسم میں جان ڈالی محض انسان تک نہیں بلکہ زمین بھی مردہ ہوتی ہے اور اسے زندہ کیا جاتا ہے۔ ہمارے عرف میں بھی زمین پر جب سبزہ نہ رہے تو اسے مردہ زمین کہتے ہیں اس کا زندہ کرنا بھی ہے کہ اس پر سبزہ لگے یہی عرف قرآن کریم ظاہر کرتا ہے يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔

تو مطلب یہ ہے کہ زمین بے جان کو سبزہ اگا کر ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور تم جب بے جان عنصر کی صورت میں

marfat.com

تھے تو مضغہ کی شکل میں پھر اخلاط کی شکل میں پھر نطفہ کی حالت میں جس نے تمہیں زندہ کیا اور عمر کی میعاد پوری کر کے پھر تمہیں موت دے گا اور اس کے بعد حشر میں یا نشر میں یا قبر کی زندگی میں جو سوال کے لیے ہوگی یا حساب وغیرہ کے لیے۔ اسی کی طرف لوٹائے ہوئے جاؤ گے اپنے اس حال کو جانتے ہوئے تمہارا کفر کرنا نہایت تعجب ناک ہے۔

بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ کا خطاب مومنین سے ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ تم کس طرح کافر ہو سکتے ہو حالانکہ تم جہل کی موت سے مردہ تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں علم و ایمان کی زندگی عطا فرمائی۔ اس کے بعد تمہارے لیے وہی موت ہے جو عمر گزارنے کے بعد سب کو آیا کرتی ہے اس کے بعد وہ تمہیں حقیقی، دائمی، ابدی حیات عطا فرمائے گا۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ تمہیں ایمان و اعمال صالح کا ایسا ثواب دے گا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ۔ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی دل پر اس کا خطرہ گزرا۔

تُرْجَعُوْنَ۔ لوٹائے جاؤ گے۔ اس کا مادہ رجع ہے۔

یہ لفظ اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ انسان مرنے کے بعد ہمیشہ کے لیے ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اسے دوبارہ زندگی ملے گی اور اسے اللہ کے سامنے پیش ہونا پڑے گا وہی معبود حقیقی ہے جس نے زمین کو بچھونا بنایا اس میں دریا بہائے زمین کو سرسبز و شاداب بنایا اس پر پہاڑ کھڑے کیے نباتات، جمادات پیدا کیں، آسمان بغیر ستونوں کے بلند کیا جس نے تمہیں زندگی بخشی۔ معلوم ہوا کہ تمام وسیلے اللہ ہی کے دست قدرت میں ہیں، وہی سب کا اصلی معبود ہے اور حقیقی رب، زندگی اور موت اسی کے ہاتھ ہے۔

پھر اپنی شان تخلیق بیان فرما کر اپنا تعارف کرایا اور فرمایا هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ وہی ذات ارفع و اعلیٰ ہے جس نے تمہارے لیے جو کچھ زمین میں ہے بنایا۔ یعنی کانیں، سبزے، جانور، پرند، مچھلیاں، موتی، ہیرے، لعل، جواہر، دریا، پہاڑ، پھول، پھل، سایہ دار درخت، سبزیاں، ترکاریاں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور جو کچھ زمین پر ہیں۔ سب اللہ تعالیٰ نے تمہارے دینی اور دنیوی منافع کے لیے بنائے۔ دینی نفع اس طرح کہ دنیا کے عجائبات دیکھ کر تمہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی معرفت ہو اور دنیوی منافع یہ کہ کھاؤ پیو آرام کرو، اپنی ضروریات پوری کرو، کاموں میں بوقت ضرورت اشیاء کو لاؤ۔ ان سے ریل گاڑی، ہوائی جہاز، ریڈیو، وائرلیس، بجلی، موٹر کاریں، ٹیلیفون، سائیکل سب بنا کر اس کی نعمتوں سے متمتع ہو۔ علامہ کرخی اور ابو بکر رازی وغیرہ بعض مفسرین نے خَلَقَ لَكُمْ کو قابل انتفاع اشیاء کی اباحت کے لیے انہیں مباح الاصل قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے۔

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ پھر آسمان کی طرف استوا یعنی قصد فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔

marfat.com

فَسَوّٰىهُنَّ. ٹھیک کر دیے گئے۔ یہ تَسْوِیَہ سے بنا جس کے معنی ہیں کسی چیز کے مختلف حصوں اور جوڑوں کو ان کی جگہ بٹھا دینا۔ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ۔ سات آسمان۔ سَمٰوٰت۔ اس کا مادہ سَمُوٌّ ہے جس کے معنی بلندی کے ہیں اسی مناسبت سے آسمان کو آسمان کہتے ہیں۔ سَبْعَ کے معنی ہیں سات۔

انسان جسم اور روح کے مجموعہ کا نام ہے ان دونوں کی ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ ہی پورا فرماتا ہے جس نے عناصر اربعہ سے پیدا کیا پھر اس کی حاجتوں کو پورا کیا۔

جَمِیْعًا کا لفظ کہہ کر بتایا کہ سب کچھ حضرت آدم اور ان کی اولاد کے لیے انسان کے جسم کے ساتھ روح کی پرورش ہونی چاہئے جس کے لیے ہادی ہر زمانے میں بھیجے گئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام میں رونق افروز تھے کہ ایک بادل آیا۔ آپ نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے صحابہ نے عرض کی اللہ اور اللہ کے رسول جانتے ہیں فرمایا کہ یہ ہے اللہ تعالیٰ اسے ایسی قوم کی طرف بھیجتا ہے جو اس کا شکر نہیں کرتی نہ اس سے دعا مانگتی ہے۔ پھر فرمایا جانتے ہو کہ تمہارے اوپر کیا ہے صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا آسمان ہے۔

پھر فرمایا آسمان اور تمہارے درمیان کس قدر مسافت ہے صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ آپ نے سات آسمان گنوا دیے پھر فرمایا اس کے اوپر عرش عظیم ہے جس کی مسافت پانچ سو برس ہے۔

یہ خلقت و ایجاد اللہ تعالیٰ کے عالم جمیع اشیاء ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ایسی پرحکمت خلق کا پیدا کرنا بغیر علم محیط کے ممکن و متصور نہیں ہوسکتا۔ مرنے کے بعد زندہ ہونا کفار کے عقیدہ میں محال تھا۔ اس آیت کریمہ میں ان کے بطلان پر قوی برہان قائم فرمادی کہ جب اللہ تعالیٰ قادر مطلق اور علیم علی الاطلاق ہے اور ابدان کے مادے جمع ہونے اور حیات کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں تو موت کے بعد حیات کیسے محال ہوسکتی ہے۔

تخلیق سماء و ارض کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان میں فرشتوں کو اور زمین میں جنات کو سکونت دی۔ جنات نے فساد انگیزی کی تو ملائکہ کی ایک جماعت بھیجی جس نے انہیں پہاڑوں اور جزیروں میں نکال بھگایا۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ بقرہ پ ۱

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ	اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرمایا فرشتوں سے کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں بولے کیا

marfat.com

فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ٥

ایسے کو نائب کرے گا جو اس زمین میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے اور ہم تو تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ٥

اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔

قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ٥

بولے پاکی ہے تجھے ہمیں علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔

قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ ۖ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ٥

فرمایا اے آدم بتادے انہیں سب اشیاء کے نام جب آدم نے انہیں سب کے نام بتادیے فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی ہوئی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ٥

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوا۔

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ٥

اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ٥

تو شیطان نے جنت سے انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا نیچے اترو آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے۔

marfat.com

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

پھر سیکھ لیئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کرلی۔ بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو پیرو ہوا میری ہدایت کا اسے نہ کوئی اندیشہ ہے نہ کوئی غم۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

لفظی ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورہ بقرہ۔ پ ۱

وَ۔ اور	اِذْ۔ یاد کرو جب	قَالَ۔ فرمایا	رَبُّكَ۔ تمہارے رب نے
لِلْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتوں سے	اِنِّىْ۔ میں	جَاعِلٌ۔ بنانے والا ہوں	فِى الْاَرْضِ۔ زمین میں
خَلِيْفَةً۔ خلیفہ	قَالُوْٓا۔ بولے	اَتَجْعَلُ۔ کیا بنائے گا	فِيْهَا۔ زمین میں
مَنْ۔ اسے نائب جو	يُّفْسِدُ۔ فساد پھیلائے گا	فِيْهَا۔ زمین میں	وَ۔ اور
يَسْفِكُ۔ بہائے گا	الدِّمَآءَ۔ خون	وَ۔ اور	نَحْنُ۔ ہم تو
نُسَبِّحُ۔ تجھے ہی سراہتے ہیں	بِحَمْدِكَ۔ تیری تسبیح کرتے ہیں	وَ۔ اور	نُقَدِّسُ۔ پاکی بولتے ہیں
لَكَ۔ تیرے لیے	قَالَ۔ فرمایا	اِنِّىْٓ۔ میں	اَعْلَمُ۔ جانتا ہوں
مَا۔ وہ سب جو	لَا۔ نہیں	تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے تم	وَ۔ اور
عَلَّمَ۔ سکھائے اللہ نے	اٰدَمَ۔ آدم کو	الْاَسْمَآءَ۔ نام	كُلَّهَا۔ تمام اشیاء کے
ثُمَّ۔ پھر	عَرَضَهُمْ۔ سب اشیاء پیش کرکے	عَلَى۔ اوپر	الْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتوں کے
فَقَالَ۔ فرمایا	اَنْۢبِئُوْنِىْ۔ بتاؤ مجھے	بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ۔ نام ان چیزوں کے	
اِنْ۔ اگر	كُنْتُمْ۔ ہو تم	صٰدِقِيْنَ۔ سچے	قَالُوْا۔ بولے
سُبْحٰنَكَ۔ پاکی ہے تجھے	لَا۔ نہیں ہے	عِلْمَ۔ کچھ علم	لَنَآ۔ ہمیں
اِلَّا۔ مگر	مَا۔ جتنا	عَلَّمْتَنَا۔ تو نے ہمیں سکھایا	اِنَّكَ۔ بے شک

marfat.com

اَنْتَ ۔ تو ہی	الْعَلِیْمُ ۔ علم والا	الْحَکِیْمُ ۔ حکمت والا ہے	قَالَ ۔ فرمایا
یَا ۔ اے	اٰدَمُ ۔ آدم	اَنْبِئْھُمْ ۔ بتا دے انہیں	بِاَسْمَآئِھِمْ ۔ سب اشیاء کے نام
فَلَمَّا ۔ جب آدم نے	اَنْبَاَھُمْ ۔ بتا دیے	بِاَسْمَآئِھِمْ ۔ سب کے نام	قَالَ ۔ فرمایا
اَ ۔ کیا	لَمْ ۔ نہ	اَقُلْ ۔ کہتا تھا میں	لَّکُمْ ۔ تمہیں
اِنِّیْٓ ۔ کہ میں	اَعْلَمُ ۔ جانتا ہوں	غَیْبَ ۔ چھپے ہوئے	السَّمٰوٰتِ ۔ آسمانوں کے
وَ ۔ اور	الْاَرْضِ ۔ زمین کے	وَ ۔ اور	اَعْلَمُ ۔ میں جانتا ہوں
مَا ۔ وہ سب	تُبْدُوْنَ ۔ جو تم ظاہر کرتے ہو	وَ ۔ اور	مَا ۔ وہ سب
کُنْتُمْ ۔ جو کچھ	تَکْتُمُوْنَ ۔ تم چھپاتے ہو	وَ ۔ اور	اِذْ ۔ یاد کرو جب
قُلْنَا ۔ ہم نے کہا	لِلْمَلٰٓئِکَۃِ ۔ فرشتوں کو	اسْجُدُوْا ۔ سجدہ کرو	لِاٰدَمَ ۔ آدم کو
فَسَجَدُوْٓا ۔ تو سب نے سجدہ کیا	اِلَّآ ۔ مگر	اِبْلِیْسَ ۔ ابلیس نے	اَبٰی ۔ منکر ہوا
وَ ۔ اور	اسْتَکْبَرَ ۔ غرور کیا	وَ ۔ اور	کَانَ ۔ ہو گیا
مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۔ کافروں سے		وَ ۔ اور	قُلْنَا ۔ ہم نے فرمایا
یَا ۔ اے	اٰدَمُ ۔ آدم	اسْکُنْ ۔ رہ	اَنْتَ ۔ تو
وَ ۔ اور	زَوْجُکَ ۔ تیری بی بی	الْجَنَّۃَ ۔ اس جنت میں	وَ ۔ اور
کُلَا ۔ کھاؤ	مِنْھَا ۔ اس میں سے	رَغَدًا ۔ بے روک ٹوک	حَیْثُ ۔ جہاں سے
شِئْتُمَا ۔ تمہارا جی چاہے	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	تَقْرَبَا ۔ پاس جانا
ھٰذِہِ ۔ اس	الشَّجَرَۃَ ۔ پیڑ کے	فَتَکُوْنَا ۔ تو ہو جاؤ گے	مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ حد سے بڑھنے
والوں سے	فَاَزَلَّھُمَا ۔ تو لغزش دی ان دونوں کو	الشَّیْطٰنُ ۔ شیطان نے	عَنْھَا ۔ اس جنت سے
فَاَخْرَجَھُمَا ۔ تو نکلوا دیا انکو	مِمَّا ۔ وہاں سے	کَانَا ۔ جہاں تھے	فِیْہِ ۔ اس میں
وَ ۔ اور	قُلْنَا ۔ ہم نے فرمایا	اھْبِطُوْا ۔ نیچے اترو	بَعْضُکُمْ ۔ بعض تمہارا
لِبَعْضٍ ۔ بعض کے لیے	عَدُوٌّ ۔ دشمن ہے	وَ ۔ اور	لَکُمْ ۔ تمہارے لیے
فِی الْاَرْضِ ۔ زمین میں	مُسْتَقَرٌّ ۔ ٹھہرنا ہے	وَّمَتَاعٌ ۔ اور برتنا ہے	اِلٰی حِیْنٍ ۔ ایک وقت تک
فَتَلَقّٰٓی ۔ پھر سیکھ لیے	اٰدَمُ ۔ آدم نے	مِنْ رَّبِّہٖ ۔ اپنے رب سے	کَلِمٰتٍ ۔ کچھ کلمے
فَتَابَ ۔ تو توبہ قبول کی اللہ نے	عَلَیْہِ ۔ اس کی	اِنَّہٗ ۔ بیشک	ھُوَ ۔ وہی ہے
التَّوَّابُ ۔ توبہ قبول کرنے والا	الرَّحِیْمُ ۔ مہربان	قُلْنَا ۔ ہم نے فرمایا	اھْبِطُوْا ۔ اتر جاؤ

marfat.com

مِنْهَا۔ جنت سے	جَمِيْعًا۔ سب	فَاِمَّا۔ پھر اگر	يَاْتِيَنَّكُمْ۔ تمہارے پاس آئے
مِنِّيْ۔ میری طرف سے	هُدًى۔ کوئی ہدایت	فَمَنْ۔ تو جو	تَبِعَ۔ پیرو ہوا
هُدَايَ۔ میری ہدایت کا	فَلَا۔ تو نہیں ہے	خَوْفٌ۔ کوئی اندیشہ	عَلَيْهِمْ۔ اس پر
وَ۔ اور	لَا۔ نہیں ہے	هُمْ۔ وہ	يَحْزَنُوْنَ۔ غم میں آنے والا
وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ جو	كَفَرُوْا۔ کفر کریں	وَ۔ اور
كَذَّبُوْا۔ جھٹلائیں	بِاٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتیں	اُولٰٓئِكَ۔ وہ ہیں	اَصْحٰبُ النَّارِ۔ دوزخ والے
هُمْ۔ وہ ہوں گے	فِيْهَا۔ اس دوزخ میں	خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ	

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورہ بقرہ پ۱

وَاِذْ قَالَ۔ اس میں حرف (اِذْ) کا یہ مقتضی ہے کہ اِذْ کو صیغہ امر محذوف مانا جائے۔ اسی وجہ سے وَاِذْ قَالَ کا ترجمہ اس طرح ہوا اور یاد کرو جب تمہارے رب نے لِلْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں سے کہا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

مَلٰٓئِكَةِ فرشتے مَلَكٌ کی جمع ہے۔ یہ لفظ اَلُوک سے نکلا جس کے معنی پیغام پہنچانا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پیغام نبیوں تک لاتے ہیں۔ ملائکہ نوری مخلوق ہیں، وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور اللہ کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتے ارشاد باری ہے۔ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ وہ اللہ کے حکموں کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا اور تمام فرشتوں پر فضیلت کا دینا ایسی نعمت عظمیٰ ہے جو تمام اولاد آدم کو شامل ہے۔

خَلِيْفَةً۔ نائب۔ خلیفہ اس کو کہتے ہیں جو کسی کا نائب ہو۔ خلیفۃ اللہ وہ ہے جو زمین پر اللہ کی شریعت کی حکومت قائم کرے۔ یعنی انسان کو جو طاقتیں ملی ہیں وہ زمین پر اللہ کی خلافت قائم کرنے کے لیے ہیں۔

تحقیق لفظ خلیفۃ

خلیفہ وہ ہوتا ہے جو احکام و اوامر کے اجرا اور تمام تصرفات میں اپنے منیب یعنی اصل کا نائب ہو۔ یہاں خلیفہ سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں۔ اگرچہ آپ کے علاوہ دیگر تمام انبیاء کرام بھی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں بھی فرمایا گیا يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِی الْاَرْضِ۔ اے داؤد ہم نے

marfat.com

تمہیں خلیفہ بنایا زمین میں یہاں فرشتوں کو خلافت آدم کی خبر اس لیے دی گئی کہ ان کے خلیفہ اور نائب بنائے جانے کی حکمت دریافت کر کے معلوم کر سکیں اور ان پر نائب اور خلیفہ الٰہی کی عظمت و شان ظاہر ہو جائے کہ ان کو پیدائش سے پہلے ہی خلیفہ و نائب کا منصب عطا ہوا اور آسمان والوں کو ان کی ولادت کی بشارت دی گئی اس پر ملائکہ سابقہ مخلوق جنات وغیرہ کے فسادات چونکہ دیکھ چکے تھے عرض کرنے لگے۔

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ملائکہ بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس زمین میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے۔

یہاں ملائکہ کا یہ عرض کرنا بغرض اعتراض یا بہ خیال طعن نہیں تھا بلکہ حکمت تخلیق خلیفہ معلوم کرنے کے لیے تھا اور انسانوں کی طرف فساد انگیزی کی نسبت کرنا اس کا علم یا تو انہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا ہوا یا لوح محفوظ سے حاصل کیا ہو یا خود انہوں نے قوم سابقہ جنات کی فساد انگیزی و خونریزی پر قیاس کیا ہو۔

اب رہا یہ سوال کہ تخلیق خلیفہ کا تذکرہ اللہ نے کیوں فرمایا۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ من جانب اللہ بندوں کو تعلیم ہے کہ اگرچہ اللہ تعالےٰ اس سے منزہ اور پاک ہے اور محتاج مشورہ نہیں لیکن اپنے بندوں کو تعلیم ہے کہ وہ کام سے پہلے مشورہ کر لیا کریں۔

آگے فرمایا جاتا ہے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ فرشتوں نے عرض کی اور ہم تجھے سراہتے ہیں تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بولتے ہیں قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ فرمایا مجھے علم ہے جو تم نہیں جانتے یعنی میری حکمتیں تم پر ظاہر نہیں بات یہ ہے کہ انسان میں انبیاء بھی ہوں گے۔ اولیاء بھی۔ علماء بھی اور وہ علم و عمل دونوں کے جامع ہوں گے۔

یَسْفِكُ۔ وہ بہائے۔ یہ لفظ سفک سے نکلا ہے جس کے معنی خون بہانے کے ہیں۔

الدِّمَآءَ۔ خون۔ یہ دم کی جمع ہے اس کے معنی خون ہیں۔

نُسَبِّحُ۔ ہم تسبیح پڑھتے ہیں۔ یہ لفظ تسبیح سے بنا اس سے مراد ہے دل سے اللہ کو تمام مخلوق سے بالا سمجھنا اور زبان سے اقرار کرنا۔

نُقَدِّسُ۔ پاکیزگی بیان کرتے ہیں یہ تقدیس سے بنا جس کے معنی پاکیزگی بیان کرنا۔

اللہ تعالےٰ نے اپنی نورانی مخلوق فرشتوں کے سامنے اظہار فرمایا کہ میں اس زمین پر اپنا ایک نائب مقرر کرنا چاہتا ہوں تو فرشتوں نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ وہ مخلوق لازمی طور پر فساد پھیلائے گی۔

ارشاد فرمایا میں جانتا ہوں اور تم نہیں جانتے۔ یعنی تم کو معلوم نہیں کہ اس خلیفہ کے بنانے میں کیا کیا مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔

marfat.com

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

اٰدَمَ ۔ یہ تمام انسانوں کے باپ کا نام ہے انہیں ابوالبشر کہتے ہیں یہ لفظ عجمی ہے۔

الْاَسْمَآءَ ۔ نام یہ اسم کی جمع ہے اس کے معنی نام ہیں اسم کے ذریعہ چیز کو جانا پہچانا جاتا ہے یہاں اسم سے مراد وہ خاصیتیں ہیں جن کی ضرورت حضرت آدم اور ان کی اولاد کو پیش آنی تھیں۔

اللہ تعالے نے آدم کو مٹی سے بنایا اس میں خواہشات پیدا کر دیں اور علم بھی عطا فرمایا قواعد بھی عطا کیے۔

اور اللہ تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔

اللہ تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام پر تمام اشیاء و جملہ مسمیات پیش فرما کر آپ کو ان کے اسماء و صفات و افعال و خواص و اصول علوم و صناعات سب کا علم بطریق الہام عطا فرمایا پھر ملائکہ سے فرمایا اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو کہ میں کوئی مخلوق تم سے زیادہ عالم پیدا نہ کروں گا اور خلافت کے مستحق تم ہی ہو جیسا کہ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ سے تم نے کہا تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ اس لیے کہ نائب اور خلیفہ کا کام تصرف و تدبیر اور عدل و انصاف ہے اور یہ بغیر اس کے ممکن نہیں جب تک خلیفہ کو ان تمام چیزوں کا علم نہ ہو بنا بریں اللہ تعالے نے اپنے نائب کو تمام علوم سے اسی لیے نوازا کہ وہ متصرف ہر اس چیز پر ہو جس کا اسے فیصلہ کرنا ہے۔

اس سے یہ امر بھی منکشف ہو گیا کہ آدم علیہ السلام کی فضیلت ملائکہ پر علم ہی کے سبب ہے اور علم وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ خلوتوں تنہائیوں کی عبادت سے انسان کو افضل کرتی ہے حالانکہ عبادت میں ملائکہ سب سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ انبیاء کرام اسی علم ہی کی وجہ میں ملائکہ سے افضل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملائکہ نے اظہار عجز کرتے ہوئے عرض کیا۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَاؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ۔ ملائکہ نے عرض کی پاکی ہے تجھے۔ ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔

اس میں ملائکہ کی طرف سے عجز و قصور کا اعتراف اور اس امر کا اظہار ہے کہ ان کا سوال اعتراضاً نہیں تھا بلکہ استفساراً تھا۔ اور اب انہیں انسان کی فضیلت اور اس کے پیدا کرنے کی حکمت معلوم ہو گئی جس سے وہ بے خبر تھے پھر جناب باری تعالے کی طرف سے ارشاد ہوا۔

قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْۚ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۔ فرمایا اے آدم بتا دے انہیں سب اشیاء کے نام۔ جب آدم نے انہیں سب موجودات کے نام بتا دیے تو فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب

marfat.com

چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

جب آدم علیہ السلام نے بہ حیثیت نائب ہر چیز کا نام اور اس کی پیدائش کی حکمت بتا دی تو فرمایا۔ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ۔ اس میں ملائکہ کی وہ بات جو انہوں نے ظاہر کی تھی وہ ظاہر ہے کہ انسان کی فساد انگیزی و خونریزی کا خطرہ پیش کیا تھا اور جو بات چھپائی تھی کہ ملائکہ نے اشارتاً مستحق خلافت اپنے کو ظاہر کرنا چاہا اور تو جالیسے عطف کر کے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ کہا اور کنایہ یہ بھی کہہ دیا کہ اللہ تعالے ملائکہ سے افضل و اعلم کوئی مخلوق پیدا نہ فرمائے گا۔

اس کا جواب مناسب جامعیت سے آیت کریمہ میں دے دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی اشارتاً اس آیت سے انسان کی خلافت اور علم کی فضیلت بھی ثابت ہوگئی اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ تعلیم کی نسبت اللہ تعالے کی طرف سے کرنا بھی صحیح ہے اگرچہ بعض نے کہا کہ اللہ تعالے کو معلم کہنا صحیح نہیں۔ اس لیے کہ معلم پیشہ ور تعلیم والا ہوتا ہے۔

اور اللہ تعالے اس سے بالا ہے نیز یہ امر روشن ہوگیا کہ جملہ لغات اور تمام زبانیں اللہ تعالے کی طرف سے ہیں۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ۔ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ وہ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا۔

لِاٰدَمَ کے معنی آدم کی طرف

اِبْلِیْس۔ اس کے لفظی معنی نا امید کے ہیں یہ فرشتہ نہ تھا بلکہ آگ کا بنا ہوا جن تھا۔ اللہ تعالے کی اطاعت و عبادت کی وجہ سے فرشتوں کی صف میں داخل کر لیا گیا تھا۔

اَبٰی۔ جان بوجھ کر انکار کرنا۔

اِسْتَکْبَرَ۔ تکبر کیا۔ یعنی اپنے بڑا غرور کرنا۔ اللہ کے حکم کا انکار کرنے سے ابلیس کافر ہوگیا اللہ کی رحمت سے محروم کر دیا گیا تھا عذاب کا مستحق ہوگیا تھا۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کو واضح فرمایا کہ اللہ تعالے نے حضرت آدم صفی اللہ کو تمام موجودات کا نمونہ اور عالم روحانی و جسمانی کا مجموعہ بنایا اور ملائکہ کے لیے حصول کمالات کا وسیلہ کیا تو انہیں حکم دیا گیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کریں کیونکہ شکر گزاری اور حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت کا اعتراف اور اپنے مقولہ اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا سے معذرت کی شان پائی جاتی ہے۔

بعض مفسرین اس طرف گئے کہ اللہ تعالے نے حضرت آدم کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ملائکہ کو سجدہ کا حکم دے دیا تھا اس کی سند اس آیت کریمہ سے ہے فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ یعنی جب

marfat.com

اسے ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لیے سجدے میں گر پڑنا۔
(سورۃ الحجر پارہ ۱۴ رکوع ۲) بیضاوی اور سجدہ میں گرنے کا حکم تمام ملائکہ کو دیا گیا تھا (خازن)

لغت میں سجدہ سر جھکا کر عاجزی اور فرمانبرداری ظاہر کرنا۔ شریعت میں سجدہ زمین پر پیشانی رکھنے کو کہتے ہیں بشرطیکہ نیت بھی ہو۔

سجدے میں سات عضو زمین پر لگنے چاہئیں پاؤں کے دونوں انگوٹھے دونوں گھٹنے۔ دونوں ہتھیلیاں اور ناک و پیشانی۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب ابن آدم سجدہ کی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک گوشہ میں جا کر روتا ہے اور کہتا ہے کہ افسوس افسوس ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کر کے جنت حاصل کر لی اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں نے نافرمانی کی اور جہنم لے لی۔

تحقیق سجدہ کا

سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک سجدۂ عبودیت جو بقصد پرستش کیا جائے۔ دوسرا سجدۂ تحیت جو محض تعظیم کے لیے کیا جائے۔ شریعت مطہرہ میں سجدۂ عبودیت صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کیلئے خاص ہے یہ سجدہ کسی غیر خدا کے لیے جائز نہیں اور کسی شریعت میں یہ کبھی جائز نہ ہوا۔ اور فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اور فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اور فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ میں مفسروں نے سجدہ عبودیت مانا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سجدہ خاص اللہ تعالےٰ کے لیے ہے اور حضرت آدم محض اس سجدہ کے لیے بطور قبلہ تھے تو آدم مسجود الیہ تھے اور مسجود لہ اللہ تعالےٰ ہی تھا لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

کیونکہ اس سجدہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا فضل و شرف ظاہر فرمانا مقصود تھا اور مسجود الیہ کا ساجد سے افضل ہونا کچھ ضروری نہیں جیسے کعبہ معظمہ حضور سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کا قبلہ و مسجود الیہ ہے باوجودیکہ حضور اس سے بدرجہا افضل ہیں اور ملائکہ سے آدم علیہ السلام بھی بدرجہا افضل ہیں تو مسجود الیہ ماننے میں حضرت آدم علیہ السلام کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہے اسی وجہ میں اس قول کی تضعیف کی گئی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں سجدۂ ملائکہ جو تھا وہ سجدہ عبودیت نہ تھا بلکہ سجدۂ تعظیم یا سجدۂ تحیت تھا اور خاص آدم علیہ السلام کے لیے تھا اور سجدہ کی تعریف وضع الجبہۃ علی الارض جو ہے وہی تھا یعنی پیشانی زمین پر رکھ کر ادا کیا تھا محض جھک کر یہی قول صحیح ہے اور اسی پر جمہور ہیں (مدارک)

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سجدۂ تحیت بھی اب جائز نہیں پھر یہ سجدہ اگر سجدہ ہی تھا تو کیسے جائز ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سجدۂ تحیت کو شریعت محمدیہ میں ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ شرائع سابقہ میں سجدۂ تحیت جائز تھا جیسے

marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شریعت میں اسے منسوخ فرمایا۔ اسی وجہ میں آج کسی کے لیے جائز نہیں۔ احادیث شاہد ہیں کہ حضرت سلمان فارسی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا تو حضور نے فرمایا کہ مخلوق کو سجدہ نہیں چاہئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں (مدارک)

دوسری ایک حدیث ہے جس میں صحابہ نے حضور کو سجدہ کرنا چاہا تو حضور نے فرمایا اَرَأَیْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِیْ اَتَسْجُدُ لَہٗ اگر تو میری قبر سے گذرے تو کیا اسے سجدہ کرے گا صحابی نے عرض کی نہیں۔ فرمایا جس مقبور کو سجدہ نہیں اس کے زندہ کو بھی سجدہ نہیں۔

ملائکہ میں سب سے پہلا سجدہ کرنے والے حضرت جبریل ہیں۔ پھر میکائیل۔ پھر اسرافیل پھر عزرائیل پھر تمام ملائکہ مقربین۔ یہ سجدہ جمعہ کے روز زوال سے عصر تک ہوا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ملائکہ مقربین سو برس تک سجدہ میں رہے۔

اور ایک قول ہے کہ پانچ سو برس سجدہ میں رہے۔

شیطان نے سجدہ نہ کیا اور براہ تکبر یہ اعتقاد کرتا رہا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہے اس کے لیے سجدہ کا حکم معاذ اللہ خلاف حکمت ہے اسی اعتقاد باطل سے وہ کافر ہو گیا۔

آیت کریمہ سے دلالۃً ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں سے افضل ہیں اسی وجہ میں ان سے انہیں سجدہ کرایا گیا۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ تکبر نہایت قبیح ہے۔ اس سے مثل شیطان کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے (بیضاوی، جمل)

اس کے بعد دخول جنت وہبوط جنت اور قربت شجرہ کا مضمون شروع ہے۔

وَقُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو (الجنۃ میں الف لام عہد ذہنی ہے اس کی وجہ سے ترجمہ میں اس جنت میں رہو ترجمہ کیا گیا) اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

شجرہ سے مراد گندم یا انگور وغیرہ ہے (جلالین)

جَنَّۃ۔ لغوی معنی وہ باغ جس کے گھنے درخت زمین کو چھپالیں شریعت میں وہ عظیم باغ ہے جس میں بیشمار نعمتیں ہیں۔

زَوْجُكَ۔ سے مراد حضرت حوا ہیں۔

حَیْثُ شِئْتُمَا۔ جنت کی وسعت مراد ہے۔

marfat.com

حضرت آدم کو خلافت کے بعد موقع دیا کہ وہ اور ان کی بیوی جنت میں جہاں چاہیں رہائش اختیار کریں اور جو چاہیں کھائیں مگر صرف ایک درخت کا پھل۔

مفسرین کا قول ہے کہ حضرت آدم جنت میں تنہا تھے ان کی طبیعت گھبرائی تھی اللہ تعالے نے حضرت حوا کو پیدا فرمایا اور حکم دیا کہ دونوں جنت میں جہاں چاہو پھرو چلو جو چاہو کھاؤ مگر

لَا تَقْرَبَا۔ قریب نہ جاؤ اس حکم سے مراد یہ تھی کہ حضرت آدم اس درخت کا پھل نہ کھائیں۔

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔ یہ درخت جنت کے درختوں میں سے کوئی درخت تھا حضرت آدم کو اس کی پہچان کرا دی گئی تھی قرآن پاک نے اس کی وضاحت نہیں کی۔

بعض کے نزدیک یہ انگور کا درخت تھا بعض نے اسے گیہوں کا کہا اور بعض نے انجیر اور بعض نے کھجور کا کہا احادیث میں اس کی وضاحت نہیں فرمائی گئی۔

ظلم کی توجیہ

لغت میں ظلم کے معنی ہیں کسی شے کو بے محل رکھنا۔ یہ عکس عدل ہے۔ اس لیے کہ عدل کے معنی ہیں وضع شے علیٰ محلہٖ۔ کسی شے کو اس کی جگہ رکھنا۔ شے کو بے محل وضع کرنا ممنوع ہے اور عقیدہ اہل سنت میں انبیاء کرام معصوم ہیں ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ یہاں ظلم کو خلاف اولیٰ کے معنی میں لیا گیا۔

ہمارے عقیدہ میں انبیاء علیہم السلام کو ظالم کہنا اہانت و کفر ہے جو ان میں سے کسی ایک نبی کو ظالم کہے وہ کافر ہے اللہ تعالےٰ کی ذات پاک کائنات کی مالک ہے وہ سب کا مولیٰ ہے جو چاہے فرمائے۔ اس میں اس کی عزت و جبروت کی شان ہے۔ دوسرے کو کیا مجال کہ خلاف ادب کوئی جملہ زبان پر لائے یا حضرت حق کے فرمان کو اپنے لیے وجہ جواز بنائے اور اس جرأت کے لیے سند لائے۔ ہمیں تعظیم و توقیر اور ادب و اطاعت کا حکم فرمایا۔ ہم پر یہی لازم ہے۔ فافہم و تدبر۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ۔ تو شیطان نے جنت سے انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا گیا۔

اس کے متعلق سیر میں رطب و یابس بہت کچھ ہے اور مفسرین نے بھی کم و بیش بہت کچھ لکھا ہے لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ اس واقعہ کو صرف اتنا مانا جائے کہ کسی طرح شیطان نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے پاس پہنچ کر کہا۔ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى۔ کیا میں تمہیں شجر خلد بتا دوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے انکار فرمایا اس نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر اندیش ہوں۔ آپ کو خیال ہوا کہ اللہ پاک کی جھوٹی قسم کون کھا سکتا ہے بایں خیال حضرت حوا نے اس میں سے کچھ کھایا پھر حضرت آدم علیہ السلام کو دیا۔ آپ نے بھی تناول فرمایا۔ بعد میں حضرت آدم کو خیال آیا کہ لا تقربا میں جو نہی ہے وہ غالباً تنزیہی ہے تحریمی نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اگر اس نہی کو تحریمی خیال فرماتے تو ہرگز ایسا

marfat.com

نہ کرتے۔ اس لیے کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اجتہاد میں خطا ہو جائے۔ چنانچہ آپ کو بھی اجتہاد میں خطا ہوئی اور خطا اجتہادی معصیت نہیں ہوتی۔ اور اس تاویل کی تائید آیت کریمہ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا سے بھی ہوتی ہے۔

گناہ میں عزم ہوتا ہے لیکن خطا میں عزم نہیں ہوتا خطا سے بھول چوک مراد ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے نے حضرت آدم سے فرمایا جو نعمتیں ہم نے تم کو جنت میں جائز کی تھیں کیا وہ تمہارے لیے کافی نہ تھیں۔ حضرت آدم نے عرض کی کہ اے رب العالمین بے شک جنت کی نعمتیں میرے لیے کافی تھیں۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ تیرے نام کی جھوٹی قسم بھی کوئی کھا سکتا ہے۔ ارشاد ہوا وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ۔ اور ہم نے فرمایا نیچے اترو۔ آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن ہے اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے۔

صاحب خازن فرماتے ہیں کہ حضرت حوا اور آدم اور ان کی ذریت کو جو ان کے صلب میں تھی جنت سے زمین پر جانے کا حکم ہوا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام زمین ہند میں بمقام سراندیپ وہاں کے پہاڑوں میں اترے۔ اور حضرت حوا جدہ میں۔

صاحب روح البیان نے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی برکت سے زمین کے اشجار میں پاکیزہ خوشبو پیدا ہوئی اس کی وجہ سے ارباب سیر نے آپ کا گریہ بھی لکھا اور کیا کیا بیان کیا واللہ اعلم بالصواب۔

فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔

فَتَلَقَّىٰ۔ پھر سیکھ لیے۔ تلقی سے بنا جس کے معنی ملنا۔ حاصل کرنا۔

كَلِمَاتٍ۔ کلمہ کی جمع ہے اس کا معنی بات ہے اللہ تعالٰی نے اپنی رحمت سے حضرت آدم کو توبہ کے کلمات سکھا دیے۔

فَتَابَ۔ توجہ فرمائی۔ توبہ سے بنا۔ اس کے معنی توبہ کرنا۔ رجوع کرنا۔ لوٹ آنا۔ گناہوں سے معافی مانگنا۔

حضرت آدم کو جنت سے نکلنے کا حکم ہوا تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

بعض روایتوں سے کچھ صحیح واقعہ یہ ملتا ہے کہ آدم علیہ السلام نے زمین پر تشریف لانے کے بعد تین سو برس تک حیا سے آسمان کی طرف سر نہ اٹھایا اور اس قدر روئے کہ آپ کے آنسو حضرت داؤد علیہ السلام جو کثیر البکا تھے اور تمام سکان زمین کے آنسوؤں کے مجموعہ سے بڑھ گئے (خازن)

طبرانی اور حاکم اور ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پر عتاب ہوا تو آپ فکر توبہ میں حیران تھے اسی حال میں یاد آیا کہ میں نے وقت پیدائش سر اٹھا کر دیکھا تو

marfat.com

عرش پر لکھا تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں نے سمجھ لیا تھا کہ بارگاہِ الٰہی میں یہ رتبہ کسی کو میسر نہیں جو محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ اللہ تعالے نے ان کا نام اپنے نام اقدس کے ساتھ عرش پر مکتوب فرمایا۔ تو آپ نے اپنی دعا میں رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ کے ساتھ عرض کیا۔
اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ۔

اور ابن منذر کی روایت میں یہ کلمے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَكَرَامَتِهٖ عَلَيْكَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ خَطِيْئَتِیْ
یعنی یا رب میں تجھ سے تیرے بندے محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ و مرتبت کے طفیل اور اس کی کرامت کے صدقے میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں۔ بس یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالے نے مغفرت فرمادی۔

اس سے یہ امر بھی منکشف ہوا کہ مقبولانِ بارگاہ کے وسیلے سے دعا بحق فلاں یا بجاہ فلاں کہہ کر مانگنا جائز اور سنت آدم علیہ السلام ہے۔

اور یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالے پر کسی کا حق واجب نہیں ہوتا لیکن وہ مقبولوں کو اپنے فضل سے حق دیتا ہے تو دعا میں وہی فضیلت حق کا وسیلہ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی جاتی ہے۔

صحیح حدیث سے یہ حق ثابت ہے جیسے وارد ہوا مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ دسویں محرم کو قبول ہوئی جب آپ جنت سے تشریف لائے تو اہل فضیلت کے ساتھ عربی زبان بھی آپ سے سلب کر لی گئی تھی اور بجائے اس کے سریانی زبان جاری ہو گئی تھی۔ قبول توبہ کے بعد پھر عربی زبان عطا ہوئی (فتح العزیز)

تعریف توبہ

توبہ نام ہے رجوع الی اللہ کا اس کے تین رکن ہیں ایک اعتراف جرم۔ دوسرے ندامت تیسرے عزم ترک معصیت۔

چوتھی یہ بات بھی ملحوظ رہنی ضروری ہے کہ ترک معصیت کا عزم اس گناہ میں ہوگا جو حقوق اللہ سے متعلق ہو اور وہ گناہ جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے اس کی تلافی جتنی ممکن ہو کرے مثلاً ترک الصلوٰۃ کی توبہ کے لیے پچھلی نمازوں کی قضا ضروری ہے جتنی ممکن ہو اور اگر خالص حق العباد ہی ہوں تو ان کی تلافی ضروری ہے مثلاً قرض ہے اس کے ادا کرنے کی مقدور بھر سعی لازم ہے کسی کا مال ڈکیتی یا چوری سے اگر لیا تو بعد توبہ اس کا ادا کرنا یا جس کا مال ہے اس سے معافی مانگنا ضروری ہے اور اگر ممکن نہیں تو معاف۔

تذکرۃ الاولیاء میں ایک بزرگ کا واقعہ حسب موقع یاد رکھیں۔ خاندان چشتیہ کے ایک بزرگ ہیں جو توبہ سے قبل

marfat.com

بڑے نامی ڈاکو تھے۔ ایک قاری کہ قافلہ میں تھے ان کا گزر اس ڈاکو کی کمین گاہ سے ہوا۔ یہ ڈاکو معہ اپنی جماعت کے ڈاکہ زنی کے لیے منتظر وقت تھا کہ قافلہ سے اس قاری کی تلاوت میں یہ آیت کریمہ سنی اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ انہوں نے آیت سنی اور اپنے ہمراہیوں سے بجائے ڈاکہ ڈالنے کے کہا خَشَعَ قَلْبِیْ میرا دل ٹوٹ گیا۔ قافلہ کو روکا اور قاری صاحب کے ہاتھ پر توبہ کی۔ انہوں نے ہدایت فرمائی کہ تیرا عمل یہ ہے کہ جن جن کا مال تو نے لیا ہے انہیں ادا کر یا معافی مانگ۔

چونکہ توبۃ النصوح کی تھی انہوں نے اسی گھڑی سے شہر بہ شہر گشت شروع کر دیا اور جہاں جو ملا اس سے اپنے قصور کی معافی لی یا اس کا معاوضہ دیا حتی کہ ایک شخص وہ ملا جس کا بارہ من سونا اس نے لوٹا تھا اس سے بھی ملے اور کہا میں نے اپنے فعل مذموم سے توبہ کر لی ہے لہذا آپ مجھے معاف کر دیں وہ بولا میں تو آخرت میں لوں گا۔ انہوں نے کہا پھر آپ مجھے ملازم رکھ لیں اور جو تنخواہ مقرر کریں اس سے اپنا سونا وصول کر لیں۔

اس نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ جنگل میں تو تم نے مجھے لوٹا تھا اب گھر میں گھس کر لوٹنا چاہتے ہو میں اتنا بیوقوف نہیں کہ اب پھر تمہاری باتوں میں آ کر گھر بیٹھے اپنے کو خراب کر لوں جاؤ اپنا راستہ لو۔ اور تمہارا میرا فیصلہ قیامت کو ہوگا

یہ مجبور ہو گئے تو انہوں نے اپنے رب تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور اس آدمی سے کہا کہ میاں جس کے حضور میں نے توبہ کی ہے اس کی رحمت کاملہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ مٹی کو سونا بنا سکتا ہے لہذا تو ترازو لگا اور اپنا سونا وزن کر اس نے تعجب کرتے ہوئے ترازو لگا دی۔ اللہ کا نام لے کر مٹی ترازو کے پلڑے میں ڈالنی شروع کی۔ اس کی نیت اور صدق توبہ اور رحمت الٰہی سے وہ مٹی سونا بن گئی اور بارہ من وزن سونے کا پورا ہو گیا۔ یہ شخص یہودی تھا جب اس نے یہ کرشمہ قدرت دیکھا تو علی الفور ایمان لے آیا اور کلمہ پڑھ لیا۔

اس ہدایت سے کرشمۂ قدرت اور صدق دل سے توبہ کی عظمت واضح ہوتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آدم صلی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ ان کے مرتبے کے موافق کس تقرب کی موجب بنی ہوگی۔ ان کے مرتبے کے لحاظ سے ان کی وہ خطا خطا تھی اور رتبے کے موافق توبہ بھی خاص توبہ ہوگی پھر اس کی قبولیت کی شان بھی انہی کے مرتبے کے موافق ہوئی کہ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۔ کہہ کر سب کی زبان بند کر دی کہ خبردار اسے معصیت اگر کہا تو ایمان کا شیشہ خطرہ میں پڑ کر چور چور ہو جائے گا۔ اس خطا میں بھی ہماری حکمت بالغہ تھی اور اس توبہ میں بھی تمہارے لیے تعلیم توبہ۔ ان کے ذریعہ اظہار حکمت فرمانا تھی۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

اِهْبِطُوْا نیچے جاؤ۔

marfat.com

حضرت آدم کی خطا معاف کر دی گئی لیکن زمین پر رہنے کا حکم بدستور باقی رہا کیونکہ آدم علیہ السلام زمین پر خلیفہ بنائے گئے تھے تاکہ دنیا میں رہ کر اللہ کی اطاعت کریں۔ انبیاء مرسلین کے ذریعہ میری ہدایات تم تک پہنچتی رہیں گی۔ جو میری اطاعت قبول کرے گا وہ کبھی دوزخ کا خوف نہ رکھے گا۔

خَوْفٌ۔ کسی آنے والے نقصان یا تکلیف کے احساس کو کہتے ہیں۔

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اس کا مادہ حزن ہے جس کے معنی ہیں کسی دل پسند چیز سے محروم ہونے کا رنج۔

ہم نے فرمایا تم جنت سے اتر جاؤ۔ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم۔ یہ مومنین صالحین کے لیے بشارت ہے کہ میری ہدایتوں پر عمل کرنے کے بعد انہیں فزعِ اکبر کے دن خوف ہوگا نہ آخرت میں غم۔ وہ بے غم جنت میں داخل ہوں گے اور جو کفر کریں ان کے لیے وعید فرمایا کہ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ بقرہ پ ۱

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ

اے یعقوب کی اولاد یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور خاص میرا ہی ڈر رکھو۔

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ

اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو اور مجھی سے ڈرو۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

marfat.com

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں ہے

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۝

اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور وہ نماز بے شک بھاری ہے مگر ان پر جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں۔

الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

جنہیں یقین ہے کہ انہیں رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

لفظی ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ بقرہ۔ پ ۱

یٰا۔ اے	بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ۔ یعقوب کی اولاد	اُذْکُرُوْا۔ یاد کرو	نِعْمَتِیَ۔ میرا احسان
الَّتِیْ۔ جو	اَنْعَمْتُ۔ میں نے انعام کیا	عَلَیْکُمْ۔ تم پر	وَ۔ اور
اَوْفُوْا۔ پورا کرو	بِعَہْدِیْ۔ میرا عہد	اُوْفِ۔ میں پورا کروں گا	بِعَہْدِکُمْ۔ تمہارا عہد
وَ۔ اور	اِیَّایَ۔ خاص میرا ہی	فَارْھَبُوْنِ۔ ڈر رکھو	وَ۔ اور
اٰمِنُوْا۔ ایمان لاؤ	بِمَا۔ اس پر جو	اَنْزَلْتُ۔ میں نے اتارا	مُصَدِّقًا۔ اس کی تصدیق کرتا ہوا
لِمَا۔ جو	مَعَکُمْ۔ تمہارے ساتھ ہے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
تَکُوْنُوْا۔ ہو	اَوَّلَ۔ سب سے پہلے	کَافِرٍ۔ کافر	بِہٖ۔ اس کے
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَشْتَرُوْا۔ خریدو	بِاٰیٰتِیْ۔ میری آیتوں کے بدلے
ثَمَنًا۔ دام	قَلِیْلًا۔ تھوڑے	وَ۔ اور	اِیَّایَ۔ خاص مجھ سے ڈرو
فَاتَّقُوْنِ۔ ڈرو	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَلْبِسُوا۔ ملاؤ
الْحَقَّ۔ حق سے	بِالْبَاطِلِ۔ باطل کو	وَتَکْتُمُوا۔ اور چھپاتے ہو	الْحَقَّ۔ حق کو
وَ۔ اور حالانکہ	اَنْتُمْ۔ تم	تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہو	وَ۔ اور
اَقِیْمُوا۔ قائم رکھو	الصَّلٰوۃَ۔ نماز	وَ۔ اور	اٰتُوا۔ دو
الزَّکٰوۃَ۔ زکوٰۃ	وَ۔ اور	ارْکَعُوْا۔ رکوع کرو	مَعَ۔ ساتھ
الرّٰکِعِیْنَ۔ رکوع کرنے والوں کے	اَ۔ کیا	تَاْمُرُوْنَ۔ حکم دیتے ہو	النَّاسَ۔ لوگوں کو۔

marfat.com

بِالْبِرِّ۔ بھلائی کا	وَ۔ اور	تَنْسَوْنَ۔ بھولتے ہو	اَنْفُسَكُمْ۔ اپنی جانوں کو
وَ۔ اور	اَنْتُمْ۔ تم	تَتْلُوْنَ۔ پڑھتے ہو	الْكِتٰبَ۔ کتاب
اَفَلَا۔ کیا نہیں ہے	تَعْقِلُوْنَ۔ تمہیں عقل	وَ۔ اور	اسْتَعِيْنُوْا۔ مدد چاہو
بِالصَّبْرِ۔ صبر سے	وَ۔ اور	الصَّلٰوةِ۔ نماز سے	وَ۔ اور
اِنَّهَا۔ بیشک وہ	لَكَبِيْرَةٌ۔ ضرور بھاری ہے	اِلَّا۔ مگر	عَلَى۔ ان پر جو
الْخٰشِعِيْنَ۔ دل سے جھکتے ہیں	الَّذِيْنَ۔ جنہیں	يَظُنُّوْنَ۔ یقین ہے	اَنَّهُمْ۔ کہ انہیں
مُّلٰقُوْا۔ ملنا ہے	رَبِّهِمْ۔ اپنے رب سے	وَ۔ اور	اَنَّهُمْ۔ انہیں
اِلَيْهِ۔ اسکی طرف	رٰجِعُوْنَ۔ لوٹ کر جانا ہے۔		

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔ سورہ بقرہ۔ پ۱

پانچویں رکوع میں بنی اسرائیل کی تاریخ۔ ان کے مراتب۔ لغزشیں، گناہ اور ملے ہوئے انعام چھن جانے کا بیان ہے۔ ان واقعات میں ایمان والوں کے لیے عبرت اور نصیحت ہے۔

يٰبَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ۔ اے اولاد یعقوب

بنی اسرائیل۔ بنی۔ اولاد۔ اسرا۔ بندہ۔ ئیل۔ خدا۔ یعنی خدا کے بندہ کی اولاد۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا۔ ان کی اولاد اور خاندان کو بنی اسرائیل کا لقب ملا ان کو یہودی بھی کہتے ہیں۔

اصل میں یہ سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے ان کے دو صاحبزادے تھے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔ یہ حجاز مقدس میں آباد ہوئے ان کی آخری اولاد سے نبی آخرالزمان۔ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔

دوسرے صاحبزادے حضرت اسحٰق ہوئے ان کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے۔ ان کا لقب اسرائیل تھا ان کی اولاد فلسطین میں آباد ہوئی۔

یہ لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے کچھ عرصہ کے بعد مصر کے لوگوں نے غلبہ حاصل کر لیا اور ان کو غلام بنا لیا اور ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غلامی سے اس قوم کو نجات دلائی اور یہ لوگ وادی سینا میں۔ آباد ہوگئے۔

اسرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی عبد اللہ بنتے ہیں۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے (مدارک)

marfat.com

علامہ کلبی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے تمام انسانوں کو یٰاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا فرما کر عام دعوت دی پھر اِذْ قَالَ رَبُّكَ فرما کر ان کے باپ یعنی آدم علیہ السلام کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ پھر بنی اسرائیل کو دعوت دی جو یہودی ہیں اور یہاں سے سَیَقُوْلُ تک ان سے کلام جاری ہے کہیں بلاطفت انعام یاد دلا کر دعوت دی گئی کبھی خوف دلا کر کبھی حجت قائم کر کے کسی جگہ ان کی بدعملی پر توبیخ ہوتی ہے کہیں گذشتہ عقوبات کا ذکر کر کے عبرت دلائی گئی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

اُذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ۔ یاد کرو وہ میرا احسان جو میں نے تم پر کیا۔ وہ احسان کہ تمہارے آباؤ اجداد کو فرعون سے نجات دلائی۔ دریا کو پھاڑ کے راستہ دیا۔ ابر کو تمہارے سایہ کے لیے مقرر فرمایا وغیرہ وغیرہ اس کے علاوہ اور احسانات جو آگے آتے ہیں ان سب کو یاد کرو اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کر کے شکر بجا لاؤ کیونکہ کسی نعمت کا شکر نہ کرنا اس احسان کو بھلانا ہے آگے فرمایا

اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ۔ اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا یعنی تم ایمان و اطاعت بجا لا کر میرا عہد پورا کرو میں جزا و سزا دے کر تمہارا عہد پورا کروں گا اس عہد کا مفصل بیان آیت کریمہ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا میں ہے اس آیت کریمہ میں شکر نعمت اور وفائے عہد کے وجوب کا بیان ہے اور یہ بھی کہ مومن کو چاہئے کہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ یعنی مجھ سے ہی ڈرو۔

نِعْمَتِیَ۔ میرے احسان۔ مراد اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں اور احسانات ہیں جو اس نے یہودیوں پر کئے۔ مثلاً غلامی سے نجات دی ان کے دشمن فرعون کو غرق کیا بحیرہ قلزم میں راستہ بنایا اور جنگل بیابان میں من و سلویٰ جیسی خوراک عطا کی۔

عَهْدِیْ۔ مراد اقرار عہد دو فریقوں کے آپس کے قول قرار کو کہتے ہیں۔ یہاں وہ اقرار مراد ہے جو عالم ارواح میں کیا تھا۔

فَارْهَبُوْنِ۔ تم ڈرتے رہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا ڈر اور دل میں خوف نہ رکھو۔

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ۔ اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ ہو۔

مَآ اَنْزَلْتُ۔ جو میں نے نازل کیا اس سے قرآن حکیم مراد ہے جو نبی آخر الزمان امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔

لِمَا مَعَكُمْ۔ وہ جو تمہارے پاس ہے اس سے توریت مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

marfat.com

جس کی تصدیق قرآن کریم نے کی۔

بنی اسرائیل کو قرآن پاک پر ایمان لانے کی دعوت سب سے پہلے دی گئی۔ اہل کتاب میں ہی سب سے زیادہ مشہور تھے۔ مدینہ منورہ اور اس کے آس پاس بستے تھے۔ پہلی آیت میں اللہ تعالٰے نے ان کو اپنے انعام و احسانات یاد دلائے۔ پھر عہد کے ایفاء کا حکم دیا۔

ان آیات سے توریت و انجیل پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا اور اس میں توریت انجیل کی وہ آیات مراد ہیں جن میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت ہے۔ مقصد یہ ہے کہ حضور کی نعت دولت دنیا کے لیے مت چھپاؤ کہ متاع دنیا ثمن قلیل اور نعمت آخرت کے مقابل بے حقیقت ہے جو حیات اخروی میں ایمان والوں کو ملے گی۔

شان نزول

یہ آیت کعب بن اشرف اور دوسرے رؤسا و علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی جو اپنی قوم کے جاہلوں اور کمینوں سے نگے وصول کرتے بلکہ ان سے سالانہ وظیفہ مقرر کر کے حاصل کرتے۔ ان جاہلوں نے اپنے باغات کے پھلوں اور نقد مالوں میں اپنے حق معین کر رکھے تھے۔ انہیں اندیشہ ہوا کہ توریت میں جو حضور کی نعت ہے اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو قوم حضور پر ایمان لائے گی اور اس کے بعد ہمارا کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔ یہ تمام سالانہ وظیفے اور مالی منافع ختم ہو جائیں گے۔ محض اس غرض کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہوں نے اپنی کتابوں میں تغیر و تبدل کر دیا۔ جب لوگ دریافت کرتے کہ توریت میں حضور کے کیا اوصاف ہیں تو وہ چھپا لیتے اور ان جاہلوں کو دکھاتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (خازن)

چنانچہ ارشاد ہوا وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا وَّاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ۔ یعنی میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو اور مجھ ہی سے ڈرو اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

نماز اور زکوٰۃ دونوں ہر مذہب میں لازمی حصہ رہے ہیں۔ صرف مسائل میں جزوی اختلافات رہا ہے۔

وَارْکَعُوْا ۔ جھکو یہ لفظ رکوع سے بنا جس کے معنی ہیں جھکنا۔

اللہ تعالےٰ نے یہود کو اسلام کی دعوت دی۔ اعتقاد۔ ایمان اور عمل کی تعلیم دی۔ سب سے اعلیٰ عبادت نماز ہے جو اللہ کو پہچاننے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کے بعد زکوٰۃ کا حکم دیا تاکہ غریبوں اور مسکینوں۔ محتاجوں کی حاجت پوری ہو سکے۔

marfat.com

اس آیت میں نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نمازوں کو ان کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو۔ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ میں جماعت کی ترغیب بھی ہے۔ چنانچہ حدیث میں بھی وارد ہوا صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوۃِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً۔ جماعت سے نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ افضل ہے۔ آگے فرمایا۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

اَلْبِرّ۔ بر کے معنی نیکی اور احسان کے ہیں۔ اس میں خوش خلقی۔ ہر عبادت میں خلوص اور اچھے معاملات سب شامل ہیں۔

اَلْکِتٰب۔ یہاں کتاب سے مراد توریت ہے جس میں یہود کے لیے سب احکام موجود ہیں۔

بنی اسرائیل کے علماء دنیاوی مال و شہرت کے طالب تھے لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے رہتے تھے اس آیت میں ان علماء کو غیرت دلائی گئی کہ تم یہ کیا کرتے ہو کہ لوگوں کو وعظ نصیحت اور خود اس کے برعکس علماء کا عیش پرست ریاکار ہو جانا قوم کی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔

شانِ نزول

علماء یہود سے ان کے رشتہ دار مسلمان اسلام کے متعلق دریافت کرتے تو وہ کہتے تم اس دین پر قائم رہو جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین حق ہے۔ ان کا کلام سچا ہے اور خود بدستور یہودی ہی تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت ان یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مشرکین عرب کو حضور کے مبعوث ہونے کی خبر دی تھی اور حضور کے اتباع کرنے کی ہدایت کی تھی پھر جب حضور مبعوث ہوئے تو یہ ہدایت کرنے والے آتش پرست بن کر حسد میں جل کر کافر ہو گئے اس پر انہیں توبیخ فرمایا گیا (خازن، مدارک)

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر جو میری طرف جھکتے ہیں جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

اِسْتَعِیْنُوْا۔ مدد حاصل کرو۔ یہ لفظ عون سے بنا جس کے معنی مدد کے ہیں۔ اس کا مصدر استعانت ہے۔ یعنے مدد چاہنا۔

اَلصَّبْر۔ برداشت کی قوت۔ صبر ہر حالت میں درکار ہوتا ہے

اَلْخَاشِعِیْن۔ یہ لفظ خشوع سے بنا اس کے معنی عاجزی ظاہر کرنا ہے۔

marfat.com

سبحان اللہ! کس شان سے صبر و صلوٰۃ سے مدد طلب کرنے کی تعلیم دی ہے۔ انسان کے حوائج میں صبر اور نماز سے مدد چاہنا ہی انسان کی کامیابی کا ذریعہ ہے جو مصائب و آلام میں اخلاقی حیثیت سے مقابلہ کرنے کے لیے انسان کو تیار کر دیتی ہے۔ انسان عدل و عزم، حق پرستی پر بغیر صبر کے قائم نہیں رہ سکتا۔

صبر کی تین قسم ہیں۔

اول خدمت و مصیبت پر نفس کو روکنا۔ دوسرے طاعت و عبادت کی مشقتوں میں مستقل رہنا تیسرے معصیت کی طرف مائل ہونے سے طبیعت کو باز رکھنا۔

بعض مفسرین نے یہاں صبر سے روزہ مراد لیا ہے۔ اور وہ بھی صبر کا ایک جزو ہے۔ اس آیت میں مصیبت کے وقت نماز سے مدد چاہنا جو بتایا ہے وہ اس لیے کہ نماز عبادت بدنیہ و نفسانیہ کی جامع ہے اور اس میں قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہم امور کے پیش آنے کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مشغول نماز ہو جاتے تھے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ آگے اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا فرما کر بشارت دی گئی کہ آخرت میں مومنین کو دیدار الٰہی کی نعمت ملے گی۔ قرآن کریم میں یظنون گمان کے معنی نہیں دیتا بلکہ یقین کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

حضرت ربیعہ بن کعب فرماتے ہیں کہ میں حضور کی خدمت میں ہر وقت رہتا تھا ایک رات جب کہ وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں وضو کا پانی لایا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ جنت میں حضور کے ساتھ رہنا مانگتا ہوں یعنی حضور کی معیت۔ فرمایا اس کے سوا اور کچھ میں نے عرض کی یا رسول اللہ بس میری یہی خواہش ہے۔ فرمایا کثرت سے سجدے کیا کر یعنی نوافل کثرت سے پڑھا کر (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ سجدہ کی حالت میں بندہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (مسلم)

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۱

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ۔	اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ اس سارے زمانے پر تمہیں بڑائی دی
وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَـيْـــًٔـا	اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ

marfat.com

وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝

نہ ہو سکے گی اور نہ کافر کے لیے کوئی سفارش مانی جائے اور نہ کچھ لے کر اس کی جان چھوڑی جائے اور نہ ان کی مدد ہو۔

وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝

اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی کہ تم پر برا عذاب کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بلا تھی یا بڑا انعام۔

وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝

اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا پھاڑ دیا تو تمہیں بچا لیا اور فرعون والوں کو تمہارے دیکھتے ہوئے ڈبو دیا۔

وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ۝

اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا پھر اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور تم ظالم تھے۔

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معافی دی کہ کہیں تم احسان مانو۔

وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝

اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں تمیز کرنا کہ کہیں تم راہ پاؤ۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لیے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے آ لیا اور تم دیکھ رہے تھے۔

marfat.com

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

پھر مرنے کے بعد ہم نے تمہیں زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

اور ہم نے ابر کو تمہارا سائبان کیا اور تم پر من وسلویٰ کو اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی چیزیں اور انہوں نے کچھ ہمارا نہ بگاڑا ہاں اپنی ہی جانوں کا بگاڑ کرتے تھے۔

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ۔ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں۔ ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ

تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا۔

فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے حکمی کا۔

لفظی ترجمہ چھٹا رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ۱

یٰا۔ اے	بَنِیْٓ اِسْرَاۗءِیْلَ۔ اولاد یعقوب	اذْکُرُوْا۔ یاد کرو	نِعْمَتِیَ۔ میرا احسان
الَّتِیْٓ۔ وہ جو	اَنْعَمْتُ۔ میں نے کیا	عَلَیْکُمْ۔ تم پر	وَ۔ اور
اَنِّیْ۔ یہ کہ	فَضَّلْتُکُمْ۔ بڑائی دی تمہیں	عَلَی۔ اوپر	الْعٰلَمِیْنَ۔ عالموں کے
وَ۔ اور	اتَّقُوْا۔ ڈرو	یَوْمًا۔ اس دن سے جس دن	لَّا۔ نہ
تَجْزِیْ۔ بدلہ ہوگی	نَفْسٌ۔ جان	عَنْ۔ کسی	نَّفْسٍ۔ جان کا
شَیْـًٔا۔ کچھ	وَّ۔ اور	لَا۔ نہ	یُقْبَلُ مِنْھَا۔ قبول ہوگی اس سے
شَفَاعَۃٌ۔ کوئی سفارش	وَّ۔ اور	لَا۔ نہ	یُؤْخَذُ۔ لیا جائے گا
مِنْھَا۔ اس سے کچھ	عَدْلٌ۔ بدلہ	وَّ۔ اور	لَا۔ نہ

marfat.com

هُمْ ۔ وہ	يُنْصَرُوْنَ ۔ مدد کیے جائیں	وَ ۔ اور	اِذْ ۔ یاد کرو جب
نَجَّيْنٰكُمْ ۔ ہم نے نجات دی تم کو	مِّنْ ۔ سے	اٰلِ ۔ اولاد یا جماعت	فِرْعَوْنَ ۔ فرعون سے
يَسُوْمُوْنَكُمْ ۔ کرتے تمہیں سخت	سُوْٓءَ ۔ برا	الْعَذَابِ ۔ عذاب سے رکھتے تھے	يُذَبِّحُوْنَ ۔ ذبح کرتے تھے
اَبْنَآءَكُمْ ۔ تمہارے بیٹوں کو	وَ ۔ اور	يَسْتَحْيُوْنَ ۔ زندہ رکھتے	نِسَآءَكُمْ ۔ تمہاری بیٹیوں کو
وَ ۔ اور	فِيْ ۔ بیچ	ذٰلِكُمْ ۔ اس کے تمہارے لیے	بَلَآءٌ ۔ امتحان یا انعام تھا
مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ تمہارے رب کی طرف سے	عَظِيْمٌ ۔ بہت بڑا	وَ ۔ اور	اِذْ ۔ یاد کرو جب
فَرَقْنَا ۔ ہم نے پھاڑا	بِكُمُ ۔ تمہارے لیے	الْبَحْرَ ۔ دریا	فَاَنْجَيْنٰكُمْ ۔ تو تمہیں بچا لیا
وَ ۔ اور	اَغْرَقْنَا ۔ ڈبو دیا	اٰلَ ۔ اولاد یا جماعت	فِرْعَوْنَ ۔ فرعون کو
وَ ۔ اور	اَنْتُمْ ۔ تم	تَنْظُرُوْنَ ۔ دیکھ رہے تھے	وَ ۔ اور
اِذْ ۔ یاد کرو جب	وٰعَدْنَا ۔ ہم نے وعدہ کیا	مُوْسٰٓى ۔ موسیٰ سے	اَرْبَعِيْنَ ۔ چالیس
لَيْلَةً ۔ رات کا	ثُمَّ ۔ پھر	اتَّخَذْتُمُ ۔ تم نے پکڑ لیا	الْعِجْلَ ۔ بچھڑا
مِنْ ۔ ان کے	بَعْدِهٖ ۔ بعد	وَ ۔ اور	اَنْتُمْ ۔ تم
ظٰلِمُوْنَ ۔ ظالم تھے	ثُمَّ ۔ پھر	عَفَوْنَا ۔ معافی دی ہم نے	عَنْكُمْ ۔ اس سے
مِّنْۢ بَعْدِ ۔ بعد میں	ذٰلِكَ ۔ اس کے	لَعَلَّكُمْ ۔ تاکہ تم	تَشْكُرُوْنَ ۔ شکر گزار رہو
وَ ۔ اور	اِذْ ۔ یاد کرو جب	اٰتَيْنَا ۔ دی ہم نے	مُوْسَى ۔ موسیٰ کو
الْكِتٰبَ ۔ کتاب	وَ ۔ اور	الْفُرْقَانَ ۔ فرق کرنے والی	لَعَلَّكُمْ ۔ تاکہ تم
تَهْتَدُوْنَ ۔ ہدایت پاؤ	وَ ۔ اور	اِذْ ۔ یاد کرو جب	قَالَ ۔ کہا
مُوْسٰى ۔ موسیٰ نے	لِقَوْمِهٖ ۔ اپنی قوم سے	يٰقَوْمِ ۔ اے قوم	اِنَّكُمْ ۔ تم نے
ظَلَمْتُمْ ۔ ظلم کیا	اَنْفُسَكُمْ ۔ اپنی جانوں پہ	بِاتِّخَاذِكُمُ ۔ پکڑ کر	الْعِجْلَ ۔ بچھڑا
فَتُوْبُوْٓا ۔ تو رجوع کرو	اِلٰى ۔ طرف	بَارِئِكُمْ ۔ اپنے پیدا کرنے والے کے	فَاقْتُلُوْٓا ۔ تو قتل کرو
اَنْفُسَكُمْ ۔ آپس میں یا اپنی جانوں کو	ذٰلِكُمْ ۔ یہ	خَيْرٌ ۔ بہتر ہے	لَّكُمْ ۔ تمہارے لیے
عِنْدَ ۔ نزدیک	بَارِئِكُمْ ۔ تمہارے پیدا کرنیوالے کے	فَتَابَ ۔ تو قبول کی	عَلَيْكُمْ ۔ تم سے توبہ
اِنَّهٗ ۔ بیشک	هُوَ ۔ وہ	التَّوَّابُ ۔ توبہ قبول کرنیوالا	الرَّحِيْمُ ۔ مہربان ہے
وَ ۔ اور	اِذْ ۔ یاد کرو جب	قُلْتُمْ ۔ تم نے کہا	يَا ۔ اے
مُوْسٰى ۔ موسیٰ	لَنْ ۔ ہرگز نہیں کہ	نُّؤْمِنَ ۔ ایمان لائیں	لَكَ ۔ تم پہ

marfat.com

حَتّٰى. جب تک   نَرَى. دیکھ نہ لیں   اللّٰهَ. اللہ کو   جَهْرَةً. علانیہ
فَاَخَذَتْكُمُ. تو پکڑ لیا تم کو   الصّٰعِقَةُ. کڑک نے   وَ. اور
اَنْتُمْ. تم   تَنْظُرُوْنَ. دیکھ رہے تھے   ثُمَّ. پھر   بَعَثْنٰكُمْ. زندہ کیا تم کو
مِّنْۢ بَعْدِ. بعد   مَوْتِكُمْ. مرنے تمہارے کے   لَعَلَّكُمْ. تاکہ تم
تَشْكُرُوْنَ. احسان مانو   وَ. اور   ظَلَّلْنَا. ہم نے سائبان کیا
عَلَيْكُمُ. اوپر تمہارے   الْغَمَامَ. ابر کو   وَ. اور   اَنْزَلْنَا. نازل کیا ہم نے
عَلَيْكُمُ. تم پر   الْمَنَّ. من   وَ. اور   السَّلْوٰى. سلوا
كُلُوْا. کھاؤ   مِنْ. اس سے   طَيِّبٰتِ. پاک ستھری   مَا. جو
رَزَقْنٰكُمْ. ہم نے تم کو دی   وَ. اور   مَا. نہیں
ظَلَمُوْنَا. ظلم کیا انہوں نے ہم پر   وَ. اور   لٰكِنْ. لیکن
كَانُوْا. تھے وہ   اَنْفُسَهُمْ. اپنی جانوں پر   يَظْلِمُوْنَ. ظلم کرنے والے   وَ. اور
اِذْ. یاد کرو جب   قُلْنَا. ہم نے کہا   ادْخُلُوْا. داخل ہو   هٰذِهِ. اس
الْقَرْيَةَ. بستی میں   فَكُلُوْا. تو کھاؤ   مِنْهَا. اس سے   حَيْثُ. جہاں
شِئْتُمْ. چاہو تم   رَغَدًا. بے روک ٹوک   وَ. اور   ادْخُلُوا. داخل ہو تم
الْبَابَ. دروازوں میں   سُجَّدًا. سجدہ کرتے ہوئے   وَ. اور   قُوْلُوْا. کہو
حِطَّةٌ. معاف ہوں ہماری خطائیں   نَغْفِرْ. ہم بخش دیں گے   لَكُمْ. تمہاری
خَطٰيٰكُمْ. خطائیں   وَ. اور   سَنَزِيْدُ. قریب ہے کہ زیادہ دیں ہم
الْمُحْسِنِيْنَ. نیکی کرنے والوں کو   فَبَدَّلَ. تو بات بدل دی   الَّذِيْنَ. ان
ظَلَمُوْا. ظالموں نے   قَوْلًا. وہ بات جو کہی تھی   غَيْرَ. سوا   الَّذِيْ. اس کے
قِيْلَ. جو کہی گئی تھی   لَهُمْ. ان کے لیے   فَاَنْزَلْنَا. تو اتارا ہم نے   عَلَى. اوپر
الَّذِيْنَ. ان کے   ظَلَمُوْا. جنہوں نے ظلم کیا تھا   رِجْزًا. عذاب
مِّنَ السَّمَآءِ. آسمان سے   بِمَا. بدلا اس کا   كَانُوْا. کرتے   يَفْسُقُوْنَ. وہ بے حکمی
کرتے۔

marfat.com

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورۂ بقرہ پ ۱

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ. اے اولاد یعقوب۔ اس کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے اور بنی اسرائیل کے معنی اور وجہ تسمیہ بھی بیان ہو چکی۔

اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ۔ یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا۔ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی۔ اس میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ العالمین پر ال جو لایا گیا، یہ استغراقی ہے یا فضیلت جزوی کے لیے ہے اور پھر یہ استغراقی ہے تو استغراق حقیقی ہے یا استغراق جزوی ہے تو اب اس کے معنی یہ ہوں گے وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ میں نے تمہارے آباء کو ان کے زمانہ والوں پر فضیلت دی یعنی یہ استغراق جزوی ہے صاحب تفسیر روح البیان اور جمل وغیرہ کا یہی خیال ہے۔

اسی لیے مفسرین نے اَیْ عَالَمِیْ زَمَانِہِمْ کہا۔ یا پھر فضل جزئی مراد ہو جس کے ان لینے سے کسی دوسری امت کی فضیلت کے منافی نہیں۔ اسی لیے امت محمدیہ کے حق میں ارشاد ہوا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اے امت محمدیہ تم سب امتوں سے بہترین امت ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ دوسری امت کا امت محمدیہ سے بہتر ہو منافی فضیلت امت محمدیہ ہے۔

بنی اسرائیل کو تمام جہان والوں پر فضیلت دی گئی لیکن یہ لوگ راہ راست سے بھٹک گئے تو اس مقام سے گر کر غضب الٰہی کے گڑھے میں گر گئے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں ان احسانات کا تذکرہ فرماتا ہے اور ان انعامات کو یاد دلاتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ. اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی۔ اس دن سے مراد روز قیامت ہے۔ آیت کریمہ میں نفس دو مرتبہ آیا ہے اس میں پہلی جان سے مراد مومن کی جان ہے اور دوسرے سے مراد کافر کی جان ہے (مدارک)

اور نہ قبول کی جائے گی کسی کافر کے لیے کوئی سفارش اور نہ لیا جائے کہ اس کافر کی جان چھوڑ دی جاوے اور نہ ان کی مدد ہو۔

یوم سے دن مراد ہے یعنی قیامت کا دن۔ دین میں جزا سزا آخرت کا عقیدہ ضروری ہے۔ [illegible] سے قیامت کا یقین اٹھ چکا تھا۔ اس لیے انہیں یوم آخرت کی تنبیہ کی جاتی ہے۔

marfat.com

یہاں سے رکوع ختم ہونے تک دس نعمتیں بیان کی ہیں جو بنی اسرائیل کے آباء کو دی گئیں۔ پہلی نعمت وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ۔ اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات دلائی۔ یہ قوم قبط و عمالقہ مصر سے تھی۔ اس زمانہ کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا۔

اور فرعون تو ہر اس شخص کو کہا جائے گا جو مصر کا بادشاہ ہو۔ جیسے زار روس کا بادشاہ ہے۔ برطانیہ انگریز حکومت کا نام ہے۔ قیصر جرمن کے بادشاہ کو کہتے ہیں۔ روم کے بادشاہ کو سلطان۔ کابل کے بادشاہ کو امیر۔ اسی طرح مصر کا بادشاہ فرعون کہلاتا تھا۔

قرآن کریم میں جس فرعون کا ذکر ہے وہ فراعنہ مصر سے یہی فرعون مراد ہے یہ عہد موسیٰ علیہ السلام میں حکمران تھا۔ اس کی عمر چار سو برس سے زائد ہوئی اس کی اولاد کوئی نہیں تھی اسی وجہ سے اس نے اور اس کی بیوی حضرت آسیہ نے باہمی مشورے کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو متبنیٰ بنانا چاہا اور اپنے گھر میں آپ کی پرورش شروع کی جس کا مفصل واقعہ پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ میں ہے جو وَاِذْ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّکَ مَا یُوْحٰٓی اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ سے شروع ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آخر اس کے گھر میں پرورش پا کر اس کی خدائی کے رد میں اس کے مقابل کھڑے ہو گئے یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ میں آل سے مراد کیا ہے۔ مفسرین نے آل سے مراد متبعین لی ہے (جمل) اس کی مزید تحقیق یہ بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ متبع کا ترجمہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے حَیْثُ قَالَ مَنْ سَلَکَ عَلٰی طَرِیْقِیْ فَهُوَ اٰلِیْ۔ جو میرے طریقہ سے منسلک ہو وہی میری آل ہے وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ فرعون نامراد لاولد تھا اور اسی وجہ سے حضرت آسیہ نے فرعون کو آکر مشورہ دیا تھا لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰٓی اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا۔ فرعون اسے قتل نہ کر کہ شاید یہ ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اسے متبنیٰ بنا لیں۔ سورہ قصص کا پہلا رکوع۔

آخر حضرت آسیہ کا مشورہ ولید بن مصعب نے مان لیا اور آپ کی پرورش آپ کی والدہ کے دودھ سے ہی ہوئی جن کا نام یوحانز ہے۔ تو یہاں فرعون کی آل سے مراد قطعاً متبعین فرعون ہیں نہ کہ اس کی اولاد اور یہی وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ سے واضح ہوتا ہے اس لیے کہ دریائے نیل میں جو غرق کیے گئے وہ فرعون اور اس کے لشکری تھے نہ کہ فرعون اور اس کی اولاد۔ یہی وجہ ہے کہ اہلسنت میں قاعدہ آخر کا درود ہے۔ اس میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ ہی پر اکتفا کیا گیا۔ اس لیے کہ آل میں اہل بیت اطہار نبوت اور متبعین دربار نبوی سب شامل ہیں تو درود میں جامع لفظ آل لے لیا جو بعض درود ایسے ہیں جن میں تفصیل کے ساتھ وعلی محمد وعلی آل محمد واصحابہ وازواجہ وبارک وسلم بھی بالتفصیل آیا ہے۔ آگے ہے۔

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ تم پر برا عذاب کرتے تھے۔ یہ تو حقیقت ہے کہ عذاب برا ہی عذاب ہے اور کوئی عذاب اچھا نہیں ہوتا برا ہی ہوتا ہے۔ تو سوء العذاب جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اس اعتبار سے کہ عذابوں میں سخت ترین عذاب سمجھ لیا جائے۔ یہی توجیہ صاحب جلالین نے کی اور وہ عذاب شدید ترین یہ تھا کہ فرعون نے بنی اسرائیل پر محنت ومشقت کے دشوار کام لازم کر دیے۔ پتھروں کی چٹانیں کاٹ کر انہیں ڈھونا اس کی وجہ سے ان کی کمر اور گردن زخمی ہو جاتیں۔

غربا بنی اسرائیل پر اتنے ٹیکس مقرر کر دیے تھے کہ ان کی برداشت وہ نہ کر سکتے تھے اس پر ایک جبر اور تھا کہ غروب آفتاب سے قبل وہ ٹیکس روزانہ وصول کیا جاتا تھا جو غریب بوجہ ناداری کسی دن ٹیکس ادا نہ کر سکتا تھا اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ ملا کر باندھ دیے جاتے تھے اور مہینہ بھر تک اسے اسی عذاب میں رکھا جاتا علاوہ ازیں بہت سی سختیاں ہوتی تھیں (خازن) جن کی تفصیل آگے ہے۔

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے اس کا واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ آئی اور اس نے تمام مصر کو گھیر لیا اس سے تمام قبطی جل گئے اور بنی اسرائیل کا کوئی آدمی اس کی لپیٹ میں نہ آیا وہ تمام بچ گئے اس خواب سے اسے وحشت ہوئی تعبیر کے لیے معبروں کو جمع کر کے اس نے پوچھا۔ انہوں نے تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا اس سال میں پیدا ہوگا اور وہ تیری سلطنت وحکومت کے زوال کا باعث بنے گا۔

تعبیر سن کر فرعون نے حکم عام دے دیا کہ بنی اسرائیل میں آج سے جو لڑکا پیدا ہو قتل کر دیا جائے۔ دائیاں بلائی گئیں اور سب کو ہدایت کر دی گئی۔ آخر شہر کی دائیوں کے ہاتھ سے نوے ہزار حمل گرا دیے گئے اور بروایت دیگر ستر ہزار لڑکے قتل کر دیے گئے۔ اور مشیت الٰہی سے اس قوم کے بوڑھے جلد جلد مرنے لگے۔ تو قوم قبط کے رؤسا نے گھبرا کر فرعون سے شکوہ کیا کہ بنی اسرائیل میں موت کی گرم بازاری ہے اس پر ان کے بچے بھی قتل کیے جاتے ہیں تو ہمیں خدمت گار کہاں سے میسر آئیں گے۔؟

فرعون نے حکم دے دیا کہ ایک سال بچے چھوڑ دیے جائیں اور ایک سال قتل کیے جائیں۔ خدا کی شان جس سال بچوں کو قتل نہ کرنا تھا اس سال حضرت ہارون پیدا ہوئے اور جس سال قتل کا حکم تھا اس سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بلا تھی۔ بلا عربی میں امتحان اور آزمائش کو کہتے ہیں اور یہ آزمائش نعمت سے بھی ہوتی ہے اور زحمت ومصیبت اور شدت ومحنت سے بھی۔

نعمت سے کہ یہ امتحان ہو جاتا ہے کہ عطاء نعمت کے بعد شکر گزار بندہ شکور بنا یا اعراض کر کے ناشکرا بنا ہے

marfat.com

کا مظہر ہو کر کفرانِ نعمت کی طرف جا کر معطیِ حقیقی کو بھول گیا۔ یہ امتحان بھی بلاءِ عظیم ہے اور محنت و شدت میں صبر پر قائم رہنا اور زبان شکوہ بند رکھنا اور مجیب الدعوات کی اجابتِ دعوت کا انکار کرنا یہ بھی بلاء و امتحانِ عظیم ہے۔ بایں اعتبار اگر فی ذالکم کا اشارہ مظالمِ فرعون کی طرف ہو تو بلاء سے شدت و محنت اور زحمت و مصیبت مراد ہے اور اگر ذالکم کا اشارہ نجات دینے کی طرف ہو تو مصیبت سے نجات دینے کی طرف ہونے کی بنا پر بڑا انعام ہوگا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔ اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا پھاڑ دیا تو تمہیں بچا لیا اور فرعونیوں کو تمہارے دیکھتے ہوئے ڈبو دیا۔

یہ دوسری نعمت کا اظہار ہے جو بنی اسرائیل کو عطا ہوئی اور وہ یہ کہ بنی اسرائیل کو فرعونیوں کے ظلم و ستم سے نجات دی اور فرعون کو مع اس کی قوم کے ان کی آنکھوں دیکھتے غرق کر دیا۔ یہاں آلِ فرعون سے فرعون مع اپنی قوم کے مراد ہے جیسے کہ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ میں حضرت آدم اور اولادِ آدم دونوں مراد ہیں (دلیل) اس مختصر واقعہ یوں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بحکمِ الٰہی شبا شب بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے روانہ ہو گئے۔ صبح جب فرعون کو معلوم ہوا تو وہ ان کی جستجو میں لشکر لے کر چلا اور دریائے نیل کے کنارے بنی اسرائیل کو جا لیا۔ یہ واقعہ سورۂ شعراء میں تیسرے رکوع سے شروع ہوتا ہے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ۔ تو بنی اسرائیل نے جب لشکر جرار فرعون کو دیکھا۔ تو انہوں نے آپ سے فریاد کی آپ نے بحکمِ الٰہی دریا میں اپنا عصا مارا اور اس کی برکت سے اس دریا میں بارہ خشک راستے پیدا ہو گئے۔ پانی دیواروں کی طرح کھڑا ہو گیا اور ان آبی دیواروں میں مشبک جال کے سوراخ بن گئے۔ بنی اسرائیل کے ہر قبیلے والے ان راستوں میں سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے باہم باتیں کرتے گزر گئے۔

فرعون نے بھی ہمت کی اور انہیں راستوں سے بنی اسرائیل کے تعاقب میں چل پڑا۔ جس وقت وہ وسطِ دریا میں پہنچا تو دونوں طرف سے دریا مل گیا۔ یہ دریا چار فرسخ چوڑا تھا اس دریا کو بحرِ قلزم کہتے ہیں جو بحرِ فارس کے کنارے پر ہے یا وہ دریا ہے جو ماوراءِ مصر ہے جس کا نام اساف ہے۔ بنی اسرائیل دریا پار سے فرعون اور فرعونیوں کے غرق ہونے کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ یہ غرق محرم الحرام کی دس تاریخ کو ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن صوم شکر رکھا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ باکرامت تک یہودی اس دن روزہ رکھا کرتے تھے حضور نے بھی اس دن کا روزہ رکھا اور فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فتح کی خوشی منانے اور اس کی شکر گزاری کرنے کے ہم زیادہ حقدار ہیں۔

اس سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ صومِ عاشورہ سنتِ فعلی ہے۔ دوسرے یہ بھی واضح ہوا کہ انبیاء کرام پر جو انعام

marfat.com

الٰہی ہوئے اس کی یادگار قائم کرنا اور شکر بجا لانا مسنون ہے۔ تیسرے یہ بھی منکشف ہوا کہ ایسے امور کے لیے تعین یوم و تاریخ سنت انبیاء ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ یادگار انبیاء اگر کفار بھی قائم کرتے ہوں تو اسے ذہبوڑا جائے۔

وَإِذْ وَٰعَدْنَا مُوسَىٰٓ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ ٱتَّخَذْتُمُ ٱلْعِجْلَ مِنۢ بَعْدِهِۦ وَأَنتُمْ ظَٰلِمُونَ اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا۔ پھر ان کے پیچھے تم نے بچھڑا پوجنا شروع کر دیا اور تم ظالم تھے۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ فرعون اور اس کے لشکری جب غرق دریا ہو کر ہلاک ہو گئے تو اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر کی طرف واپس لوٹے تو بنی اسرائیل نے خواہش کی کہ ہمارے کوئی خدائی قانون ہونا چاہئے تاکہ ہم اس کے مطابق و موافق عمل درآمد کریں تو اللہ تعالےٰ نے ان کی درخواست پر عطائے توریت کا وعدہ فرمایا اور اس کے لیے میقات مقرر کیا جس کی مدت مع اضافہ ایک ماہ دس یوم تھی یہ مدت ذیقعدہ اور دس دن ذالحج کے تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب چالیس دن پورے کرنے تشریف لے گئے تو اپنے بھائی حضرت ہارون کو اپنا خلیفہ بنا کر قوم میں چھوڑ گئے اور آپ کوہ طور پر تشریف لے جا کر چالیس شب وہاں ٹھہرے اس چلہ میں آپ نے کسی سے بات نہ کی۔ اللہ تعالےٰ نے زبرجدی الواح میں توریت آپ پر نازل فرمائی۔ آپ کے لیں غیبت میں یہاں بنی اسرائیل میں سامری نے ایک سونے کا بچھڑا جواہرات سے مرصع بنا کر قوم سے کہا کہ یہ تمہارا معبود ہے۔

سامری ایک سنار یا جولی کا رہنے والا تھا بعض نے کہا کہ کرمان کا رہنے والا تھا لیکن منافق تھا اس نے جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کی ایک مٹھی خاک اٹھا کر رکھ لی اور بنی اسرائیل کا زیور بھی اسی کے پاس تھا۔ اس کا بچھڑا بنا کر حضرت جبریل کے گھوڑے کے قدم کی خاک اس میں ڈال دی اس سے وہ بولنے لگا اور ادھر ادھر دوڑنے لگا سامری نے بنی اسرائیل سے کہا۔ هَٰذَآ إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ فَنَسِىَ۔ تمہارا اور موسیٰ کا معبود یہ ہے تو یہ مقصود بھول گئے اور کوہ طور پر چلے گئے۔ بنی اسرائیل نے رات دن ملا کر ان کی گنتی کی اور ایک ماہ انتظار کر کے سامری کے بہکانے پر بچھڑا پوجنے لگے۔

صرف حضرت ہارون اور آپ کے ہمراہی بارہ ہزار بنی اسرائیل ایسے تھے جو اس شرک کے مرتکب نہ ہوئے باقی تمام بنی اسرائیل نے اس بچھڑے کی پوجا کی (خزائن) اور خدا کے سوا غیر کی پوجا کرنے والا مشرک ہو جاتا ہے چنانچہ یہ سب ظالم ہو گئے۔ قرآن کریم میں ظالم اور ظلم مشرک اور شرک کے معنی میں اکثر جگہ آیا ہے چنانچہ وانتم ظالمون کے یہاں معنی مشرکون ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام جلیل القدر نبی تھے۔ اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ یہ عبرانی لفظ ہے بعض نے مصری لفظ بیان کیا جس کا معنی بچہ یا بیٹا ہے۔ آپ کے والد کا نام عمران تھا۔ بہن کا مریم بھائی کا نام ہارون آپ کا زمانہ پندرہ سو یا تیرہ

marfat.com

سو سال قبل مسیح بیان کیا جاتا ہے۔ آپ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلائی۔ آگے ارشاد ہے۔
ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معافی دی کہ کہیں تم احسان مانو۔ ان کے شرک کی سزا پر جو معافی دی گئی اس کے عفو کی کیفیت یہ ہے (عفو گناہ محو کرنے کو کہتے ہیں) کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں ان کے شرک پر ملامت کی تو انہوں نے عرض کیا کہ ہماری توبہ قبول کرا دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ توبہ کی صورت یہ ہے کہ جنہوں نے بچھڑا نہیں پوجا وہ پوجنے والوں کو قتل کریں اور مجرم برضا و رغبت اس حکم کو تسلیم کریں اور سکون کے ساتھ قتل ہو جائیں پوجا کرنے والے بنی اسرائیل اس پر رضا مند ہو گئے اور قتل و قتال کا بازار صبح سے شام تک گرم رہا۔

حتیٰ کہ جب ستر ہزار بچھڑا پوجنے والے قتل ہو گئے۔ خون کی ندی بہ گئی۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون بتضرع و زاری حق کی طرف ملتجی ہوئے کہ اب ان کی خطا معاف ہو۔ وحی آئی کہ جو قتل ہوئے انہیں ہم شہداء میں داخل کرتے ہیں باقی جو رہ گئے وہ مغفور فرمائے گئے۔ قاتل و مقتول سب جنتی ہیں۔

اس سے یہ مسئلہ بھی حاصل ہوا کہ شرک کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے اور اس کی سزا قتل مرتد ہے۔ اس لیے کہ شرک اللہ تعالےٰ سے بغاوت ہے اور ایسی بغاوت کہ جو قتل و خونریزی سے سخت تر جرم ہے اس کی سزا قتل ہے۔ یہاں اس امر کا سمجھنا بھی ضروری ہے کہ گئو سالہ بنا کر پوجنے میں بنی اسرائیل کے ذمہ کتنے جرم عائد ہوئے اول تصویر سازی جو حرام ہے دوسرے اس کی پوجا سے خلیفۂ موسیٰ حضرت ہارون نے انہیں منع فرمایا اور انہوں نے آپ کی ایک نہ سنی اور نافرمانی کی۔ تیسرے بچھڑا پوج کر مشرک ہوئے۔

یہ ظلم آل فرعون کے مظالم سے بھی زیادہ شدید تھا جیسے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ فرمایا گیا اور ایمان لانے کے بعد یہ افعال ان سے سرزد ہوئے جو موجب ردت تھے اس لیے اس کی سزا میں وہ مستحق تو اس کے تھے کہ عذاب الٰہی انہیں مہلت نہ دے اور فی الفور ہلاکت سے ان کا کفر پر خاتمہ ہو جائے۔ لیکن حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی بدولت انہیں توبہ کا موقع دیا گیا اور یہ اللہ تعالےٰ کا ان پر بڑا فضل ہوا جس کا شکر کرنا ان پر لازمی تھا اسی لیے فرمایا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

شکر سے مراد اطاعت ہے یعنی انسان اللہ کی نعمت کی قدر پہچانے ناقدری نہ کرے۔ شکر قلب، زبان، اعضاء سب سے ہوتا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نعمت کا شکر اس کا ذکر کرنا ہے۔

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی فرماتے ہیں۔ نعمت کا شکر یہ ہے کہ اس نعمت کو منعم حقیقی کی رضا میں صرف کیا جائے۔ آگے ارشاد ہے۔

marfat.com

وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۔ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِندَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۔

اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں تمیز کرنے والی تاکہ کہیں تم راہ پر آؤ اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر دو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بیشک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اس میں اس امر کا اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل میں استعداد توبہ باقی تھی فرعون اور اس کے لشکریوں کی طرح وہ باطل نہیں ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی نسل سے صالحین و نبی پیدا ہوئے جو علم الٰہی میں ان کی نسل سے پیدا ہونے والے تھے اور ان کو مقتول ہونے کا حکم جو ملا وہ ان کے لیے کفارہ تھا۔

اس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ اگرچہ ان میں استعداد توبہ تو تھی مگر ان میں سختی بھی بے حد تھی۔ چنانچہ اس سختی کی وجہ سے ان کی توبہ کا کفارہ اتنا سخت تجویز ہوا

اَلْفُرْقَانَ ۔ جدا کرنے والے احکام یہ لفظ فرق سے نکلا۔ فرقان کے بارہ میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں:

۱۔ وہ معجزات جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئے۔

۲۔ وہ غلبہ اور فتح جو فرعونی لشکر کے مقابلہ میں بنی اسرائیل کو حاصل ہوئی۔

۳۔ یہودی اس سے وہ مسائل بھی مراد لیتے ہیں جن کی تعلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کے علاوہ زبانی بھی حاصل ہوئی۔

۴۔ الفرقان قرآن پاک کا نام ہے۔ دیگر آسمانی کتابوں کا نام بھی ہے۔

فرقان کے معنی ہیں حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی۔

ہدایت صرف اسی کو مل سکتی ہے جو اللہ تعالےٰ کی کتاب پر عمل کرے۔

لِقَوْمِهِ ۔ اپنی قوم سے وہ خاص لوگ مراد ہیں جنہوں نے بچھڑے کو معبود سمجھ کر سجدہ کیا۔

ظَلَمْتُمْ ۔ تم نے نقصان کیا یعنی حق چھوڑ کر باطل کو قبول کیا۔

خَيْرٌ لَّكُمْ ۔ تمہارے لیے بہتر ہے یعنی جب تم ایک دوسرے کو قتل کر دو گے تو گناہ کی گندگی سے پاک ہو جاؤ گے اور نجات پاؤ گے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ

marfat.com

اور یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے۔

اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب بنی اسرائیل نے توبہ کی اور کفارۂ گناہ میں اپنی جانیں دے دیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں گائے پوجنے کی عذر خواہی کے لیے تجلیات ربانیہ میں لائیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے اندر سے ستر آدمی منتخب کیے تاکہ انہیں کوہ طور پر لے جائیں۔ انہوں نے جا کر حضرت موسیٰ سے عرض کی موسیٰ ہم آپ کا یقین یوں ہی نہیں کریں گے جب تک ہم علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں۔ آپ نے انہیں فرمایا کہ تمہاری آنکھیں اس جلوہ کی متحمل نہ ہوں گی مگر وہ اپنی ضد پر اڑے رہے آخر جب یہ کوہ طور پہنچے تو آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس کی ہیبت سے یہ سب کے سب ستر آدمی مر گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ حق میں تضرع و زاری کر کے عرض کی کہ اب الٰہی میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں یکے بعد دیگرے زندہ کیا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک صاعقہ تو ان پر پڑا اور ستر کے ستر کو جلا کر راکھ کر گیا۔ پھر دعائے موسیٰ علیہ السلام سے یکے بعد دیگرے سب زندہ ہوئے اس سے شان انبیاء ظاہر ہوئی کہ ان کی شان میں گستاخانہ جرأت سے لن نؤمن کہنے کی شامت میں بنی اسرائیل ہلاک کیے گئے پھر انہیں کی دعا سے زندہ ہوئے

دوسرے اس واقعہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد والوں کو عبرت دلائی جا رہی ہے کہ انبیاء کی جناب میں ترک ادب غضب الٰہی کا موجب ہو جاتا ہے اس سے ڈرتے رہیں۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولان خاص کی دعا سے سب کچھ کر سکتا ہے حتیٰ کہ مردے زندہ کر دیتا ہے پھر ارشاد ہوتا ہے جس میں تیسرے انعام کا تذکرہ ہے ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ پھر ہم نے تمہیں زندہ کر دیا۔ بعث کے معنی لغت میں کسی شے کو اس کی جگہ سے اٹھانے کے ہیں۔ من بعد موتکم تمہارے مرنے کے بعد حق تعالیٰ نے ان کو اس لیے زندہ کر دیا کہ وہ اپنی عمریں اور رزق پورا کر لیں۔ لعلکم تشکرون کہ تم زندہ کیے جانے کا شکر ادا کرو۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ اور ہم نے تم پر سائبان کیا بادل کا

بادل کو غمام اس لیے کہتے ہیں کہ وہ آفتاب کو چھپا لیتا ہے۔

وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى۔ ہم نے اتارا تم پر من اور سلویٰ۔

من سے مراد ترنجبین ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ من گوند کی مثل ایک شے ہے جو درختوں پر گرتی ہے اور اس کا مزہ شہد کی طرح ہوتا ہے۔ من کھاتے کھاتے کافی دن گزر گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تو ان پر سلویٰ نازل ہوا۔

marfat.com

سلویٰ۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ ایک پرندہ ہے جو بٹیر کے مشابہ ہوتا ہے۔
اللہ تعالےٰ ایک ابر بھیجتا اس میں طلوع آفتاب تک ہر شخص ایک دن رات کی مقدار اپنا رزق لے لیتا تھا۔
جمعے کے روز دو دن کی مقدار لیتا کیونکہ ہفتہ کو نہیں برستا تھا۔
کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ۔ کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزوں سے۔

طیبات۔ حلال لذیذ چیزیں۔
اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا تھا کہ ہر روز جو کھا سکو وہ لو اور ذخیرہ جمع نہ کرو۔ انہوں نے دوسرے دن کا بھی ذخیرہ کرنا شروع کر دیا اور وہ خراب ہو جاتا تھا اس لیے یہ نعمت بند ہو گئی۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو کھانا اور گوشت نہ سڑتا۔ (مسلم) اب مفصل تفسیر ملاحظہ فرمائیں
وَظَلَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی۔ کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ۔ اور ہم نے ابر کو تمہارا سائبان کیا اور تم پر من اور سلویٰ اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزوں سے اور انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا لیکن اپنی جانوں کا بگاڑ کرتے تھے۔
اس کی تفسیر یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام لشکر بنی اسرائیل میں پہنچے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ اللہ تعالےٰ کا یہ حکم ہے کہ ملک شام حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد کا مدفن ہے اور اسی میں بیت المقدس ہے اس کو قوم عمالقہ سے آزاد کرانے کے لیے اب جہاد کرو اور مصر چھوڑ کر وہیں وطن بناؤ۔
یہ حکم بنی اسرائیل پر نہایت شاق گزرا اور تعمیل حکم میں حیلے بہانے کرنے لگے اس لیے کہ مصر چھوڑنا انہیں گوارا نہ تھا۔ آخر جب انہیں مجبور کیا گیا حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے اپنی رکاب سعادت میں لے کر یہاں سے روانہ کیا تو راستے میں انہیں سخت دشواری جو پیش آئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کی شکایت کی حتیٰ کہ چلتے چلتے اس صحرائے تیہ وادی میں پہنچے جہاں نہ سبزہ تھا نہ سایہ اور غلہ بھی ساتھ نہ رہا۔ یہاں دھوپ کی شدت۔ گرمی کی مصیبت۔ بھوک کی سخت شکایت پیدا ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سب نے مل کر عرض کی۔ آپ بارگاہ رب العزت میں دعا کی اللہ تعالےٰ نے دعا قبول فرمائی اور بنی اسرائیل کے لیے ایک سپید ابر ان پر ظاہر فرمایا۔ جو شب و روز ان کے ساتھ چلتا یہ ان پر چوتھا احسان تھا۔
پھر اندھیری راتوں میں قطع مراحل کرنے کے وقت ان کے لیے ایک نوری ستون اتارا جس کی روشنی میں چلتے اور کام کرتے یہ پانچواں احسان تھا۔ پھر ان کے کپڑے میلے نہ ہوتے یہ چھٹا احسان تھا۔ ناخن اور بال نہ بڑھتے یہ ساتواں احسان تھا۔ سفر میں جو بچہ پیدا ہوتا اسی کے ساتھ اس کا لباس بھی آتا اور اس لباس میں یہ خوبی تھی کہ جیسے جیسے بڑھتا اتنا

marfat.com

لباس بھی بڑھتا، یہ آٹھواں احسان تھا۔ پھر اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى کا نواں احسان فرمایا۔

من ترنجبین کی طرح ایک شیریں چیز تھی جو روزانہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہر شخص کے لیے ایک صاع فی کس کے حساب سے آسمان سے نازل ہوتی۔ لوگ اسے چادروں میں لے کر دن بھر کھاتے (صاع آدھ پاؤ کم دو سیر یا تین چھٹانک دو سیر کا وزن ہے) اور سلویٰ ایک چھوٹا پرند ہوتا تھا۔ اس کو ہوا لاتی یہ شکار کر کے کھاتے۔ یہ دونوں چیزیں ہفتہ کے روز تو مطلق نہ آتیں باقی ہر روز نازل ہوتیں اور جمعہ کے روز اور دنوں سے دو چند آتیں اور حکم یہ تھا کہ جمعہ کے روز شنبہ کے لیے بھی حسب ضرورت جمع کر لیں۔ مگر ایک دن کی مقدار سے زیادہ نہ لیں اور اس سے زائد جمع نہ کریں۔

بنی اسرائیل نے ان نعمتوں کی ناشکری کی اور وہ اس طرح کہ جمعہ کو اتنا جمع کرنے لگے کہ وہ سڑ جاتے۔ آخر اس نعمت سے انہیں محروم کر کے اس بددیانتی کی وجہ سے سزاوار عذاب ہوئے۔ آگے ارشاد ہے جس میں دسویں نعمت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ۔ اور یاد کرو جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ اس میں بے روک ٹوک جہاں سے چاہو کھاؤ پیو اور دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں۔

اَلْقَرْيَةَ: شہر، مورخین نے کہا ہے کہ یہ بستی فلسطین کا مشہور شہر اریحا تھی جسے اسرائیلیوں نے حضرت موسیٰ کے وصال کے بعد حضرت یوشع کے زمانہ میں فتح کیا تھا۔

حِطَّةٌ: بخش دے، یہ ایک جملہ کا اختصار ہے اس کے معنی ہیں کہ اے ہمارے رب ہماری خطاؤں کو معاف فرما۔ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ وہ اس جملہ کو اپنی زبانوں سے ادا کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوں۔

الْمُحْسِنِيْنَ: نیکی کرنے والے یہ لفظ احسان سے بنا جس کے معنی حسن سلوک و نیکی کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو دریائے اردن کے کنارے تک پہنچا کر کنعان کی سرزمین دکھائی اور بشارت دی عنقریب اس شہر اریحا کو فتح کرو گے۔ لہٰذا جب تم اس شہر میں داخل ہوگے تو اللہ کی نعمتیں اللہ قسم قسم کے میوے تمہیں کھانے کو ملیں گے اس لیے اس کا شکر اس طرح ادا کرنا کہ شہر کے دروازوں سے داخل ہوتے وقت غرور و کبر نہ کرنا بلکہ سجدہ کرتے ہوئے نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ کے حضور گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے داخل ہونا تو اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل نہ کی بلکہ نافرمانی شروع کر دی۔

marfat.com

اس بستی سے جس میں جانے کا حکم ہوا وہ بیت المقدس کے قریب ہے جس میں عمالقہ آباد تھے اسے اریحا کہتے تھے۔ بنی اسرائیل کے پہنچنے سے پہلے عمالقہ اس بستی کو خالی کر گئے اور میوے اور غلے پکے ہوئے تیار تھے۔ انہیں حکم ہوا کہ اس بستی کے دروازے سے جب داخل ہو تو اسے بمنزلہ کعبہ سمجھو اور اس میں داخل ہونا اور سجدہ کرتے جانا کفارۂ ذنوب قرار دیا گیا۔

اس داخلہ میں جو حکم تھا وہ بخاری و مسلم کی حدیث میں اس طرح مذکور ہے کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ وہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں اور زبان سے حطۃ کلمۂ توبہ و استغفار کہتے جائیں۔ انہوں نے دونوں حکموں کی مخالفت کی داخل تو ہوئے مگر سرینوں کے بل گھسٹتے اور بجائے کلمۂ توبہ کے تمسخر سے حَبَّۃٌ فِیْ شَعْرَۃٍ کہا اس کے معنی ہوتے ہیں بال میں دانہ۔

اس سے معلوم ہوا کہ زبان سے استغفار کرنا اور بدنی عبادت سجدہ کرنا متمم توبہ ہے۔ دوسرے یہ امر بھی معلوم ہوا کہ تَوْبَۃُ السِّرِّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ بِالْعَلَانِیَۃِ جو کلیہ ہے اس کے اعتبار سے مشہور گناہ کی توبہ علانیہ ہونی چاہیے اور خفیہ گناہ کی توبہ خفیہ مقبول ہے۔ یہ مسئلہ بھی واضح ہوا کہ مقامات متبرکہ جو رحمت الٰہی کے مورد ہوں وہاں توبہ کرنا اور طاعت بجا لانا قربت نیک اور سرعت قبول کا سبب ہوتا ہے (فتح العزیز) اسی لیے صالحین کا دستور رہا ہے کہ انبیاء و اولیاء کے موالد و مزارات پر حاضر ہو کر استغفار و طاعات بجا لاتے ہیں یہی فائدہ عرس و زیارت میں بھی متصور ہے۔ آگے فرمایا

فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ۔

فبدل ... یعنی جن الفاظ کو ادا کرنے کی انہیں ہدایت کی تھی۔ ان الفاظ کو بدل کر دوسرے الفاظ اختیار کر لیے جن میں معافی کی جگہ ہنسی تمسخر کے معنی پوشیدہ تھے۔

رِجْزًا عذاب۔ سرکش اور باغی انسانوں پر اللہ کا عذاب مختلف صورتوں میں آتا ہے یہ لفظ بھی ہر قسم کے عذاب کے لیے آتا ہے۔ مفسرین نے کہا کہ جس عذاب کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وہ طاعون کی شکل میں آیا تھا۔

بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ۔ چونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ یہ لفظ فسق سے بنا جس کے معنی ہیں حکم نہ ماننا۔ اسی لیے نافرمان کو فاسق کہتے ہیں۔

حضرت یوشع کے زمانہ میں بنی اسرائیل نے اریحا شہر کو فتح کیا تو ان لوگوں نے شکریہ ادا کرنے کی بجائے بدکاری اختیار کی اور اللہ تعالیٰ کے احکام بدل کر تمسخر ہنسی مذاق کرنے لگے۔ ارشاد ہوا

تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے

marfat.com

عملی کا، یہ عذاب طاعون تھا۔ جس سے ایک ساعت میں چوبیس ہزار ہلاک ہو گئے۔ صحاح کی حدیث میں ہے کہ طاعون پچھلی امتوں کے عذاب کا بقیہ ہے جب تمہارے شہر میں واقع ہو تو وہاں سے نہ بھاگو اور جس شہر میں ہو وہاں نہ جاؤ۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ بقرہ پ۱

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ
بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ
عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوْا
وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ
مُفْسِدِيْنَ ۝

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے پانی مانگا۔ تو ہم نے فرمایا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو اس میں سے فوراً بارہ چشمے بہہ نکلے۔ ہر گروہ نے اپنا گھاٹ جان لیا کھاؤ اور پیو خدا کے دیئے ہوئے رزق میں سے اور فساد اٹھاتے زمین میں نہ پھرو

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ
وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ
الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَ
عَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۗ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ
هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ ۗ اِهْبِطُوْا مِصْرًا
فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ
وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۗ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ
يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا
وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝

اور یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز صبر نہ کریں گے ایک کھانے پر تو آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ نکالے ہمارے لیے زمین کی اگائی ہوئی چیزیں کچھ ساگ اور ککڑی گندم اور مسور اور پیاز فرمایا کیا گھٹیا چیز کو بہتر کے بدلے طلب کرتے ہو اچھا مصر کے کسی شہر میں اترو وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا ہے اور ان پر مسلط کر دی گئی ذلت اور ناداری اور پھنس گئے خدا کے غضب میں یہ بدلہ تھا اس ناشکری کا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور ناحق شہید کرتے انبیاء کو یہ بدلہ تھا ان کی معصیت اور سرکشی کا اور حد سے بڑھنے کا۔

لفظی ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ بقرہ پ۱

وَ۔ اور	اِذْ۔ یاد کرو جب	اسْتَسْقٰی۔ پانی مانگا	مُوْسٰی۔ موسیٰ نے
لِقَوْمِهٖ۔ اپنی قوم کیلئے	فَقُلْنَا۔ تو ہم نے فرمایا	اضْرِبْ۔ مارو	بِعَصَاكَ۔ اپنا عصا

marfat.com

الْحَجَرَ۔ اس پتھر پر	فَانْفَجَرَتْ۔ تو زور سے بہہ نکلے	مِنْهُ۔ اس سے	اثْنَتَا عَشْرَةَ۔ بارہ
عَيْنًا۔ چشمے	قَدْ۔ تحقیق	عَلِمَ۔ جان لیا	كُلُّ۔ ہر
أُنَاسٍ۔ گروہ نے	مَشْرَبَهُمْ۔ اپنا گھاٹ	كُلُوا۔ کھاؤ	وَ۔ اور
اشْرَبُوا۔ پیو	مِنْ رِّزْقِ۔ رزق	اللّٰهِ۔ اللہ کا	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	تَعْثَوْا۔ پھرو	فِي۔ بیچ	الْأَرْضِ۔ زمین کے
مُفْسِدِينَ۔ فساد اٹھاتے	وَ۔ اور	إِذْ۔ یاد کرو جب	قُلْتُمْ۔ تم نے کہا
يَا۔ اے	مُوسٰى۔ موسیٰ	لَنْ۔ ہرگز نہیں	نَّصْبِرَ۔ صبر کریں گے ہم
عَلٰى۔ اوپر	طَعَامٍ۔ کھانے	وَّاحِدٍ۔ ایک کے	فَادْعُ۔ تو دعا کرو
لَنَا۔ ہمارے لیے	مِمَّا۔ اس سے جو	تُنْبِتُ۔ اگاتی ہو	الْأَرْضُ۔ زمین سے
مِنْ بَقْلِهَا۔ از قسم ساگ	وَقِثَّائِهَا۔ اور ککڑی	وَ۔ اور	فُومِهَا۔ لہسن یا گندم
وَ۔ اور	عَدَسِهَا۔ مسور	وَ۔ اور	بَصَلِهَا۔ پیاز
قَالَ۔ فرمایا	أَ۔ کیا	تَسْتَبْدِلُونَ۔ بدلے میں مانگتے ہو	الَّذِي۔ وہ
هُوَ۔ جو	أَدْنٰى۔ کمتر ہے	بِالَّذِي۔ اس سے	هُوَ۔ جو
خَيْرٌ۔ بہتر ہے	اهْبِطُوا۔ اترو	مِصْرًا۔ شہر میں	فَإِنَّ۔ تو بیشک
لَكُمْ۔ تمہارے لیے	مَا۔ وہ ہے جو	سَأَلْتُمْ۔ تم مانگتے ہو	وَ۔ اور
ضُرِبَتْ۔ مسلط کر دیا	عَلَيْهِمُ۔ ان پر	الذِّلَّةُ۔ ذلت کو	وَ۔ اور
الْمَسْكَنَةُ۔ ناداری کو	وَ۔ اور	بَاءُوا۔ پھر گئے	بِغَضَبٍ۔ غضب میں
مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ کی طرف سے	ذٰلِكَ۔ یہ	بِأَنَّهُمْ۔ اس لیے کہ	كَانُوا۔ وہ
يَكْفُرُونَ۔ انکار کرتے	بِآيٰتِ۔ آیات	اللّٰهِ۔ الٰہی کا	وَ۔ اور
يَقْتُلُونَ۔ شہید کرتے	النَّبِيّٖنَ۔ نبیوں کو	بِغَيْرِ۔ بغیر	الْحَقِّ۔ حق کے
ذٰلِكَ۔ یہ	بِمَا۔ بدلہ تھا	عَصَوْا۔ نافرمانی کا	وَ۔ اور
كَانُوا۔ تھے وہ	يَعْتَدُونَ۔ حد سے بڑھنے والے۔		

اردو مختصر تفسیر ساتواں رکوع سورہ بقرہ پ ۱

وَإِذِ اسْتَسْقٰى مُوسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا

marfat.com

بمقتضاء اِذ ترجمہ میں لفظ یاد کرو محذوف بڑھایا گیا اور ترجمہ میں اس طرح کہا اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو۔ فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے۔

عَصَا۔ کے معنی ہیں لاٹھی۔ یہ عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ کے طور پر عطا ہوا تھا اس سے سمندر میں راستے بن گئے۔ پتھر سے چشمے نکلے۔ جادوگروں کے سامنے اژدہا بن گیا اور جادو کے اثرات ہڑپ کر گیا۔

یہ عصا جنتی آس کا تھا ان کے قد کے برابر دس ہاتھ لمبا تھا اس میں دو شاخیں تھیں جو تاریکی میں روشن ہوجاتی تھیں حضرت آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے۔

اَلْحَجَر۔ پتھر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ پتھر آدمی کے سر کے برابر مربع تھا اس کے چار گوشے تھے ہر چہار سے تین تین بارہ چشمے نکلے۔

جب راستے میں پانی کی کمی کی وجہ سے پیاس نے پریشان کیا تو سب نے موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی۔ آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تو حکم ہوا کہ موسیٰ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو۔ یہ پتھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہم شکل مربع تھا۔ آپ جب پانی کی ضرورت محسوس کرتے اس پر عصا مارتے تو اس سے بارہ چشمے جاری ہوجاتے اور قوم کے بارہ قبیلے والے اس سے سیراب ہوتے اس موقع پر بھی وہی حکم ہوا کہ اس پتھر پر عصا مار کر چشمے جاری کردو یہ پتھر چھ لاکھ آدمیوں کو روزانہ سیراب کرتا تھا اور جب آپ دوبارہ عصا مارتے تو پانی کا نکلنا بند ہوجاتا تھا۔ اور یہ موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی معجزہ کا ظہور یوں ہوا کہ انگشت ہائے مبارک سے چشمے جاری ہوئے اور جماعت کثیرہ سیراب ہوئی اور یہ بہ نسبت پتھر کے بہت زبردست بات ہے کہ عضو انسانی سے چشمے جاری ہوں (خازن و مدارک)

قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ۔ ہر گروہ نے اپنا گھاٹ جان لیا كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ۔ کھاؤ اور پیو اللہ کے رزق سے یعنی آسمانی طعام من وسلویٰ کھاؤ اور ان پتھر کے چشموں کا پانی پیو جو تمہیں فضل الٰہی سے بے محنت میسر ہے وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ۔ اور زمین میں فساد نہ اٹھاتے پھرو۔ یہاں سے بنی اسرائیل کی دون ہمتی اور نافرمانی کے چند واقعات بیان کیے گئے۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ

جب تم نے کہا اے موسیٰ۔ بنی اسرائیل کی یہ بات بھی نہایت بے ادبی تھی کہ ایک پیغمبر اولوالعزم کا نام لے کر پکارا حالانکہ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا میں حکم ہے کہ رسول کو ایسے نہ پکارو جیسے ایک

marfat.com

دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ یا اور کوئی تعظیم کا جملہ استعمال کیا جائے (فتح العزیز)

اس سے یہ امر واضح ہوا کہ جب انبیاء کا خالی نام لینا بھی بے ادبی ہے تو ان کی شان میں بشر یا انہیں ایلچی کہنا کیونکر گستاخی نہ ہوگا۔ غرضیکہ انبیاء کے ذکر میں بے عظمتی کا شائبہ بھی ناجائز ہے۔

لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ جب ہم ہرگز ایک کھانے پر صبر نہیں کریں گے تو آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہمارے لیے نکالے مِنْۢ بَقْلِهَا کچھ ساگ وَقِثَّآئِهَا اور ککڑی وَفُوْمِهَا اور فوم (لہسن) لیکن عام مترجمین نے فوم کا ترجمہ گندم کیا۔ بہر حال لہسن ہو یا گندم آگے فرمایا وَعَدَسِهَا اور مسور وَبَصَلِهَا اور پیاز تو فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے کہ بد بختو من و سلویٰ کے بدلے یہ چیزیں طلب کر رہے ہو عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ سے ایک ہی طرح کا کھانا مراد ہے تو جب وہ اپنی ضد پر اڑ رہے اور اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ کی پرواہ نہ کی یعنی جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ادنیٰ چیز مثل گندم ککڑی مسور پیاز کو من و سلویٰ سے بدل رہے ہو۔ سوچ لو۔ مگر وہ نہ مانے تو آپ نے فرمایا اچھا تمہاری بے عقلی کی سزا اب یہ ہے کہ

اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ۔ اترو مصر میں یا کسی شہر میں وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا ہے۔

مصر عربی میں شہر کو بھی کہتے ہیں۔ کوئی شہر ہو اور مصر چونکہ ایک خاص شہر کا نام بھی ہے۔ جہاں موسیٰ علیہ السلام تھے یہاں دونوں میں سے کوئی مراد ہو سکتا ہے۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں مصر سے مراد خاص شہر مصر نہیں ہو سکتا کیونکہ مصر کا لفظ غیر منصرف ہے اور اس مصر پر تنوین ہے۔ مصر جیسا کہ مراد لیا گیا وہ غیر منصرف ہی استعمال ہوا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ اور اُدْخُلُوْا مِصْرَ۔ اور جو مصر سے شہر مصر مراد لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سکون اوسط کی وجہ سے لفظ ہند کی طرح اس کو منصرف پڑھنا درست ہے۔ قوانین نحو میں اس کی تصریح موجود ہے۔

علاوہ ازیں قراءت حسن وغیرہ میں مصر بلا تنوین بھی پڑھا گیا۔

اور بعض مصاحف میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور مصحف ابی رضی اللہ عنہ میں بھی ایسا ہی ہے۔ بنا بریں ترجمہ میں دونوں احتمال ملحوظ رکھ کر شہر یا مصر ہی رکھا گیا۔

ساگ، ککڑی، مسور، گندم، پیاز وغیرہ کا مطالبہ اگرچہ گناہ نہ تھا لیکن من و سلویٰ جیسی نعمت بے محنت کا نذرانہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف میلان دون ہمتی و پست خیالی تھا اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام جلیل القدر کے بعد بنی اسرائیل کی کم ہمتی اور کم حوصلگی کا بھی پورا ظہور ہوا حتیٰ کہ تسلط جالوت اور حادثہ بخت نصر کے بعد تو وہ بہت ہی ذلیل اور خوار ہو گئے۔ چنانچہ آگے آیت کریمہ میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ اور ان پر مسلط کر دی گئی ذلت اور

marfat.com

ناداری اور پھنس گئے اور گھر گئے اللہ کے غضب میں۔

یہود کی ذلت تو یہ کہ دنیا میں کہیں نام کو ان کی سلطنت نہیں فلسطین میں انکو آباد کریں گے انگریز نے ہزار
پہلو بنائے اور بنا رہا ہے۔ لیکن وہاں بھی امن سے انہیں رہنا میسر نہیں۔ اور ناداری یہ کہ مالدار ہوتے ہوئے بھی حرص
کی وجہ سے پریشان ہیں اور غضب الٰہی میں گھرنا یہ کہ انبیاء و صلحاء کی بدولت جو فضیلتیں انہیں ملیں اور جو رتبے انہیں
حاصل ہوئے ان سے محروم ہو گئے۔ اس غضب کا سبب رد نعمت ہی نہ تھا کہ انہوں نے آسمانی غذاؤں کے بدلے
ارضی پیداوار کی خواہش کی یا دوسری طرح اور غلطیاں کیں جو زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں صادر ہوئیں۔ بلکہ عہد نبوت
سے دور ہوتے اور زمانہ دراز گزرنے سے ان کی استعداد بھی باطل ہو گئی۔ اور نہایت قبیح افعال اور عظیم جرائم ان سے
سرزد ہوئے یہ سب امور ان کی ذلت و خواری کا باعث ہوئے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۔ اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے۔

جیسا کہ انہوں نے حضرت زکریا و یحییٰ و شعیب علیہم السلام کو شہید کیا اور یہ قتل ایسے ناحق تھے جن کی وجہ یہ
خود قاتل ہو کر بھی نہیں بتا سکتے۔

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۔ یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں کا اور حد سے بڑھنے کا۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ بقرہ پ ۱

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى
وَالصّٰبِئِيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور
نصرانیوں اور ستارہ پرستوں ان میں سے جو کوئی ایمان
لائے اللہ اور قیامت کے دن پر اور نیک کام کرے
ان کے ثواب ہے ان کا ان کے رب کے پاس اور انہیں
کچھ اندیشہ نہیں اور نہ انہیں کچھ غم۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ
خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔

اور یاد کرو جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تم پر طور کو
اونچا کیا۔ لو جو کچھ ہم تم کو دیتے ہیں زور سے اور اسکے یاد
کرو جو اس میں ہے تاکہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔

پھر اس کے بعد تم پھر گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت
تم پر نہ ہوتی تو تم ضرور نقصان میں ہوتے

marfat.com

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ۝

اور بے شک ضرور تمہیں معلوم ہے جنہوں نے تم میں سے ہفتے کے دن سرکشی کی۔ تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندر نقصان میں پڑے ہوئے۔

فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝

تو ہم نے اس بستی کا یہ واقعہ عبرت کر دیا آگے اور پیچھے والوں کے لیے اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۖ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو، بنی اسرائیل بولے آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں میں شامل ہو جاؤں۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ۝

بنی اسرائیل بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں واضح کرے کہ گائے کیسی ہے آپ نے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ اوسر بلکہ دونوں کے بیچ میں تو کرو جس کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ۝

بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمیں بتا دے اس کا رنگ کیا ہے آپ نے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک پیلی گائے ہے جس کی رنگت دمکتی ہوئی دیکھنے والوں کے لیے دیدہ زیب جس سے خوش ہوں۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ۝

بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمیں بتا دے اور صاف بیان کر دے کہ وہ گائے کیسی ہے۔ بے شک گایوں میں شبہ پڑ گیا اور اللہ چاہے گا تو ہم راہ پر آ کر راستہ پا لیں گے

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۝ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۝

فرمایا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور کھیتی کو پانی دے بے عیب ایسی کہ اس میں کوئی داغ نہیں بولے اب آپ ٹھیک بات لائے تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔

marfat.com

لفظی ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ بقرہ پ۱

اِنَّ۔ بے شک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَ۔ اور
الَّذِیْنَ۔ وہ جو	هَادُوْا۔ یہودی	وَ۔ اور	النَّصٰرٰی۔ نصرانی
وَ۔ اور	الصّٰبِئِیْنَ۔ ستارہ پرست	مَنْ۔ جو بھی	اٰمَنَ۔ ایمان لائے
بِاللّٰهِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور	الْیَوْمِ۔ دن	الْاٰخِرِ۔ قیامت پر
وَ۔ اور	عَمِلَ۔ عمل کرے	صَالِحًا۔ نیک	فَلَهُمْ۔ تو ان کے لیے
اَجْرُهُمْ۔ ثواب ہے ان کا	عِنْدَ۔ نزدیک	رَبِّهِمْ۔ ان کے رب کے	وَ۔ اور
لَا۔ نہیں ہے	خَوْفٌ۔ کچھ خوف	عَلَیْهِمْ۔ ان پر	وَ۔ اور
لَا۔ نہیں ہے	هُمْ۔ انہیں	یَحْزَنُوْنَ۔ غم	وَ۔ اور
اِذْ۔ یاد کرو جب	اَخَذْنَا۔ ہم نے لیا	مِیْثَاقَكُمْ۔ تم سے عہد	وَ۔ اور
رَفَعْنَا۔ اونچا کیا	فَوْقَكُمْ۔ تم پر	الطُّوْرَ۔ طور کو	خُذُوْا۔ لو
مَا۔ جو کچھ	اٰتَیْنٰكُمْ۔ ہم تم کو دیتے ہیں	بِقُوَّةٍ۔ زور سے	وَّ۔ اور
اذْكُرُوْا۔ یاد کرو	مَا۔ جو	فِیْهِ۔ اس میں ہے	لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تمہیں
تَتَّقُوْنَ۔ پرہیزگاری ملے	ثُمَّ۔ پھر	تَوَلَّیْتُمْ۔ پھر گئے تم	مِّنْۢ بَعْدِ۔ بعد
ذٰلِكَ۔ اس کے	فَلَوْلَا۔ تو اگر نہ ہوتا	فَضْلُ۔ فضل	اللّٰهِ۔ اللہ کا
عَلَیْكُمْ۔ تم پر	وَ۔ اور	رَحْمَتُهٗ۔ اس کی رحمت	لَكُنْتُمْ۔ تو ہو جاتے تم
مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ نقصان والے		وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بیشک
عَلِمْتُمْ۔ تمہیں معلوم ہے	الَّذِیْنَ۔ وہ لوگ	اعْتَدَوْا۔ سرکشی کرنے والے	مِنْكُمْ۔ تم سے
فِی السَّبْتِ۔ ہفتہ میں	فَقُلْنَا۔ تو ہم نے کہا	لَهُمْ۔ ان سے	كُوْنُوْا۔ ہو جاؤ تم
قِرَدَةً۔ بندر	خٰسِئِیْنَ۔ دھتکاری، نقصان والے		فَجَعَلْنٰهَا۔ تو کر دیا ہم نے
نَكَالًا۔ وبال اور عبرت	لِّمَا۔ اس واقعہ کو	بَیْنَ یَدَیْهَا۔ جو ان کے آگے تھا	
وَ۔ اور	مَا۔ جو	خَلْفَهَا۔ ان کے پیچھے	وَ۔ اور
مَوْعِظَةً۔ نصیحت	لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ پرہیزگاروں کے لیے		وَ۔ اور

marfat.com

اِذْ۔ یاد کرو جب	قَالَ۔ کہا	مُوْسٰی۔ موسیٰ نے	لِقَوْمِہٖ۔ اپنی قوم سے
اِنَّ۔ بیشک	اللّٰہَ۔ اللہ	یَاْمُرُکُمْ۔ تمہیں حکم دیتا ہے	اَنْ۔ یہ کہ
تَذْبَحُوْا۔ ذبح کرو	بَقَرَۃً۔ ایک گائے	قَالُوْا۔ بولے	اَتَتَّخِذُنَا۔ کیا آپ ہمیں
بنلتے ہیں	ھُزُوًا۔ مسخرہ	قَالَ۔ فرمایا	اَعُوْذُ۔ میں پناہ مانگتا ہوں
بِاللّٰہِ۔ اللہ سے	اَنْ۔ اس امر کی	اَکُوْنَ۔ ہو جاؤں میں	مِنَ الْجٰھِلِیْنَ۔ جاہلوں سے
قَالُوْا۔ بولے	اُدْعُ۔ دعا کریں	لَنَا۔ ہمارے لیے	رَبَّکَ۔ اپنے رب سے
یُبَیِّنْ۔ کہ بتا دے	لَنَا۔ ہمیں	مَا۔ کہ	ھِیَ۔ وہ گائے کیسی ہے
قَالَ۔ فرمایا	اِنَّہٗ۔ بے شک اللہ	یَقُوْلُ۔ فرماتا ہے	اِنَّھَا۔ کہ وہ گائے
بَقَرَۃٌ۔ ایسی ہے کہ	لَّا۔ نہ	فَارِضٌ۔ بوڑھی	وَّ۔ اور
لَا۔ نہ	بِکْرٌ۔ اور نہ بن بچے والی بچیا	عَوَانٌ۔ درمیانی عمر کی	بَیْنَ۔ درمیان
ذٰلِکَ۔ ان کے	فَافْعَلُوْا۔ تو کرو	مَا۔ جو	تُؤْمَرُوْنَ۔ تمہیں حکم دیا گیا
قَالُوْا۔ بولے	اُدْعُ۔ دعا کیجئے	لَنَا۔ ہمارے لیے	رَبَّکَ۔ اپنے رب سے
یُبَیِّنْ۔ کہ بتا دے	لَنَا۔ ہمیں	مَا۔ کیسا ہے	لَوْنُھَا۔ رنگ اس کا
قَالَ۔ فرمایا	اِنَّہٗ۔ بے شک وہ	یَقُوْلُ۔ فرماتا ہے	اِنَّھَا۔ کہ وہ
بَقَرَۃٌ۔ گائے	صَفْرَآءُ۔ پیلی	فَاقِعٌ۔ زرد ہے	لَّوْنُھَا۔ رنگ اس کا
تَسُرُّ۔ جس سے خوش ہوں	النّٰظِرِیْنَ۔ دیکھنے والے	قَالُوْا۔ بولے	اُدْعُ۔ دعا کیجئے
لَنَا۔ ہمارے واسطے	رَبَّکَ۔ اپنے رب سے	یُبَیِّنْ۔ صاف بیان کرے	لَّنَا۔ ہمارے لیے
مَا۔ کیسی ہے	ھِیَ۔ وہ	اِنَّ۔ بیشک	الْبَقَرَ۔ گائے
تَشٰبَہَ۔ مشتبہ ہو گئیں	عَلَیْنَا۔ ہم پر	وَ۔ اور	اِنَّآ۔ ہم
اِنْ۔ اگر	شَآءَ۔ چاہا	اللّٰہُ۔ اللہ نے	لَمُھْتَدُوْنَ۔ تقیار و پالیے
قَالَ۔ فرمایا	اِنَّہٗ۔ بتحقیق وہ	یَقُوْلُ۔ فرماتا ہے	اِنَّھَا۔ کہ وہ
بَقَرَۃٌ۔ گائے ایسی ہے کہ	لَّا۔ نہ تو	ذَلُوْلٌ۔ اس سے خدمت لی جاتی ہے۔	
تُثِیْرُ۔ کہ جوتے	الْاَرْضَ۔ زمین	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
تَسْقِی۔ پانی دیتی ہے	الْحَرْثَ۔ کھیتی کو	مُسَلَّمَۃٌ۔ بے عیب	لَّا۔ نہیں
شِیَۃَ۔ کوئی داغ	فِیْھَا۔ اس میں	قَالُوْا۔ بولے	الْئٰنَ۔ اب

marfat.com

جِئْتَ۔ لائے آپ	بِالْحَقِّ۔ سچا علم	فَذَبَحُوْهَا۔ تو ذبح کیا	وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	كَادُوْا۔ تھے وہ	يَفْعَلُوْنَ۔ کرنے والے۔	

مختصر تفسیر آٹھواں رکوع پ۱

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِئِيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے یہودی تھے یا نصرانی یا ستارہ پرست جو بھی ایمان لایا اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور نیک کام کیے تو ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔

اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے یہاں ایمان سے مراد زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کا نام ہے۔ اللہ پر ایمان یہ ہے کہ اس کے حبیب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزمان مانے اور اعمال صالحہ کرے۔

هَادُوْا۔ یہودی ہوئے۔

نَصٰرٰى۔ نصرانی کی جمع ہے۔ فلسطین میں ایک قصبہ ناصرہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔ اس قصبہ کی مناسبت سے حضرت عیسیٰ مسیح ناصری کہلاتے ہیں آپ کے متبعین کو نصاریٰ کہا جاتا ہے۔

اَلصّٰبِئِيْنَ۔ صابئین۔ صابی کی جمع ہے جس کے لفظی معنی ہیں اپنے دین سے منہ موڑ کر کسی اور دین کی طرف مائل ہو جانا۔ صابی عرب کا ایک فرقہ تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ زبور پڑھتے ہیں عبادت میں کعبہ کی طرف منہ کرتے تھے۔

عرب ان کو بے دین صابی کے معنی میں کہتے تھے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ نام۔ خاندان۔ نسل لقب کی کوئی حقیقت نہیں اللہ کے یہاں صرف حقیقی ایمان اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ تقویٰ پر عمل کرنا۔ نجات کے لیے احکام کی اطاعت اور نبی آخر الزمان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا شرط ہے۔

شان نزول

اس آیت کی ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی کہ یہ آیت حضرت سلمان فارسی اور ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی (لباب النقول)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہودی یا نصرانی یا کسی مذہب میں ہونا اسلام میں آنے سے مانع نہیں۔ مشرک ہے کہ گمراہ

marfat.com

کوئی بھی ہو جب وہ قرآن کریم اور صاحب قرآن عظیم جناب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مان کر قیامت کے دن پر ایمان لے آئے پھر اسلام کی ہدایت کے مطابق عمل صالح کرنے لگے تو وہ مومن ہے اور جو مومن ہو جائے اسے آخرت میں کوئی اندیشہ نہیں اور غم نہیں جیسا کہ فرمایا لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور پیشوائی کو آئیں گے فرشتے اور کہیں گے یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتیوں کو کہتے ہیں اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے ہیں اور صابئین وہ فرقہ ہے جو حضرت ابراہیم کے عہد میں ستارہ پرستی کرتا تھا۔ ان سے ہی آپ کا مقابلہ ہوا انہوں نے آپ کے لیے آگ دہکائی ان کو ہی آپ نے جواب میں فرمایا تھا فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ اس کے بعد آگے بنی اسرائیل کی عہد شکنی کا ذکر شروع ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ تم توریت مانو گے اور اس پر عمل کرو گے مگر تم نے اس کے احکام کو شاق جان کر اس کے قبول سے انکار کر دیا حالانکہ توریت کے لیے تم نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی تھی۔ اور تم نے خود عرض کیا تھا کہ ہمارے لیے ایک ایسی آسمانی کتاب ہونی چاہیے جس میں قوانین شریعت اور آئین عبادت مفصل مذکور ہوں۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بحکم الٰہی چالیس دن رات کوہ طور پر جا کر رہے جس کا مفصل واقعہ آگے آتا ہے آخر شب جب وہ کتاب عطا ہوئی تو تم نے اس کے قبول سے انحراف کیا اور اپنا سابقہ عہد پورا نہ کیا۔ تو وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ اور تم پر طور کو اونچا کیا۔ یعنی بنی اسرائیل کی عہد شکنی کے بعد حضرت جبریل بحکم الٰہی تشریف لائے اور کوہ طور کو اٹھا کر ان کے سروں پر بقدر قامت معلق کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب یہ برہان الٰہی ہے اگر عہد پورا کرتے ہو تو فبہا ورنہ یہ پہاڑ جو تم پر معلق ہے تمہارے اوپر گرے گا اور تم سب کچل دیے جاؤ گے۔ یہ درحقیقت وفاء عہد کے لیے اکراہ تھا اور پہاڑ کا سر پر معلق ہو جانا قدرت الٰہیہ کا برہان قوی تھا اس سے قبولیت کا مادہ رکھنے والوں کے دل مطمئن ہوئے اور وہ سمجھے کہ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بے شک اللہ کے رسول اور مظہر قدرت الٰہی ہیں پھر حکم ہوا

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ لو جو کچھ تم کو ہم دیتے ہیں زور سے اور اس کے مضامین یاد کرو تاکہ تمہیں پرہیزگاری ملے جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ اب کوئی مفر نہیں تو سجدے میں گر پڑے اور اسی حالت میں پہاڑ کو دیکھنے لگے یہ طریقہ یہود میں جاری ہو گیا یہود اپنے آدھے چہرہ سے سجدہ کرتے اور کہتے اس سجدہ کی وجہ سے عذاب اٹھا لیا گیا۔

marfat.com

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ پھر اس کے بعد تم منحرف ہو گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم نقصان اور خرابی میں ہو جاتے۔ یہاں فضل اور رحمت سے یا توفیق توبہ مراد ہے یا تاخیر و تعویق عذاب۔

ایک قول یہ ہے کہ فضل اور رحمت سے مراد رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ گویا فرمایا گیا کہ اگر تمہیں محبوب عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی دولت و نعمت نہ ملتی اور اس ذات ستودہ صفات کی تبلیغ سے ہدایت نصیب نہ ہوتی تو تمہارا انجام ہلاک و خسران ہوتا۔ خسران تباہ ہونے والے خسر اس کا مادہ ہے اس کے معنی گھاٹا نقصان کے ہیں خاسرین گھاٹا اٹھانے والے نقصان اٹھانے والے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۔ اور تمہیں یقیناً علم ہے کہ تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے ہفتہ کے دن میں سرکشی کی تو ہم نے انہیں فرمایا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل اور دھتکارے ہوئے۔

شہر ایلہ میں بنی اسرائیل آباد تھے۔ یہاں ان پر یہ پابندی لگائی گئی تھی کہ ہفتہ کا دن عبادت کے لیے خاص کر دیں اس روز سیر و شکار سب ترک کر دیں دنیاوی مشاغل سے مجتنب رہیں اس حکم کی تعمیل کرنے والے جہاں تھے وہاں ایسے بھی تھے جنہوں نے یہ حیلہ تراشا کہ شنبہ کو شکار تو نہ کیا مگر جمعہ کے روز دریا کے کنارے نہایت سے گڑھے کھود کر ہفتہ کے روز علیحدہ رہے اور اتوار کے دن جا کر دیکھتے تو ان گڑھوں میں جو دریا کے کنارے کھودے ہوئے تھے ان میں پانی کے بہاؤ کے ذریعہ ہفتہ کی تمام مچھلیاں مقید ہو جاتیں اور یہ لوگ یک شنبہ یعنی اتوار کو جا کر نکال لاتے اور کہتے ہم تعمیل حکم میں شنبہ کو شکار قطعاً نہیں کرتے اور اس چالبازی سے چالیس یا ستر سال مسلسل شکار کرتے رہے۔

جب حضرت داؤد علیہ السلام کا عہد آیا تو آپ نے انہیں اس چالبازی سے روکا اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں مداخلت ہے وہ نہ مانے۔ آپ نے فرمایا اگر تم باز نہیں آتے تو تم پر عذاب الٰہی آئے گا اس سے بھی خوف نہ کیا۔ آخر آپ نے بددعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بندروں کی شکل میں مسخ کر دیا اور عقل و حواس تو ان کے باقی رہے مگر قوت گویائی زائل کر دی گئی اور ان کے بدنوں سے بدبو نکلنے لگی وہ اپنی اس حالت پر روتے روتے تین دن میں سب کے سب مر گئے اور ان کی نسل ہی منقطع ہو گئی۔ ان کی تعداد تقریباً ستر ہزار تھی۔

دوسرا گروہ جو بارہ ہزار کے قریب تھا انہیں اس حیلہ جوئی سے روکتا تھا جب اس گروہ نے دیکھا کہ یہ نہیں مانتے تو انہوں نے اپنے محلہ میں ان کی آبادی کے علاقہ سے علیحدہ ہونے کو ایک دیوار بنالی۔ یہ اس عذاب سے محفوظ رہے۔

انہی میں ایک تیسرا گروہ اور تھا جو اس گروہ سے مایوس تھا اس وجہ سے ان سے بات ہی نہ کرتا تھا اور نصیحت بھی کرنے سے علیحدہ تھا گویا ساکت تھا نہ برا کہتا نہ بھلا۔

marfat.com

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یہ سوال ہوا تو حضرت عکرمہ نے فرمایا کہ وہ مفقود ہیں اس لیے کہ امر بالمعروف فرض کفایہ ہے اور فرض کفایہ جب بعض ادا کر دیں تو یہ کل کے حکم میں ہو گیا۔
اور ان کا سکوت اس وجہ سے تھا کہ یہ لوگ اول عیش پسند افراد کے پند پذیر ہونے سے مایوس تھے۔ حضرت عکرمہ کی یہ تقریر سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اتنے خوش ہوئے کہ فرط محبت میں اٹھ کر عکرمہ سے معانقہ فرمایا اور پیشانی چومی (فتح العزیز)
اس سے واضح ہوا کہ سرور میں معانقہ کرنا سنت صحابہ ہے۔ دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں نصیحت پذیر لوگ نہ ہوں وہاں نصیحت سے سکوت جائز ہے یہ مداہنت میں داخل نہیں۔ تیسرے یہ کہ بے دین طبقہ سے اجتناب کرنا غضب الٰہی سے محفوظ کر دیتا ہے۔
فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ تو ہم نے اس بستی کا یہ واقعہ اس کے آگے اور پیچھے والوں کے لیے عبرت کر دیا اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت۔ تاکہ قیامت تک جو ان واقعات کو پڑھیں اس سے عبرت پکڑیں اور غضب الٰہی سے خائف رہیں۔
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً۔ اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا تھا۔ خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔
اس کی تفسیر یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک مالدار تھا اس کے چچازاد بھائی نے بطمع وراثت اس کو قتل کر کے دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا اور صبح اس کے خون کا دعویٰ دوسری بستی والوں پر کر دیا۔ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ حقیقت حال منکشف فرما دے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ عامیل کو کس نے قتل کیا۔
۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی حکم ملا کہ یہ لوگ ایک گائے ذبح کر کے اس کا کوئی حصہ مقتول کی لاش پر ماریں تو وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کو بتا دے گی۔ بنی اسرائیل میں چونکہ کج بحثی کی عادت تھی۔ اس وجہ سے ان پر قانون میں سختی ہوتی گئی اور امت مرحومہ مصطفیٰ کو ایسی کج بحثی اور کثرت سوال سے منع فرما کر قیامت تک کے لیے عام قانون نافذ کر دیا چنانچہ ارشاد ہوا۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْــَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا۔ اس کی تفصیل آیت کے مضمون میں اس آیت کے ماتحت معہ شان نزول آئے گی جو ساتویں پارہ کے پہلے ربع اور تیسرے رکوع میں آئے گی۔ یہاں صرف ترجمہ بیان کر کے مختصر وضاحت کی جاتی ہے۔
اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر اس وقت پوچھو گے جبکہ قرآن

marfat.com

اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کردی جائیں گی۔ اللہ انہیں معاف کر چکا ہے۔

اس آیت کریمہ سے ارباب اصول و فقہاء نے اشیاء کے متعلق لکھا کہ احکام مذکور عنہ اور مسکوت عنہ دو قسم کے ہیں۔ مذکور عنہ کا حکم وہی ہے جو علم میں ہو حلال حلال اور حرام حرام اور مسکوت عنہ وہ ہے جس کا تذکرہ حرمت و حلت کے ساتھ نہیں۔ اسے عفی اللہ عنہا کے تحت مباح قرار دیا گیا اور اسی اصول پر اصل اشیاء میں اباحت مانی گئی ہے۔

بنی اسرائیل نے بجائے اس کے کہ حکم سنتے ہی ایک گائے ذبح کر ڈالتے، انہیں اپنی حسب عادت جرح کی سوجھی چنانچہ جوں جوں وہ جرح کرتے گئے پابندی بڑھتی گئی۔ چنانچہ اس کا ذکر آگے اس طرح ہے۔

قَالُوْا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا۔ بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں۔

اس لیے کہ مقتول کے قاتل کا پتہ لگانے کے لیے ذبح گائے کو کیا نسبت ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ۔ فرمایا پناہ بخدا کہ میں جاہلوں سے ہوں۔

اس لیے کہ ایسا جواب جو سوال سے ربط نہ رکھے جاہلوں کا کام ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ معاملہ کے موقع پر استہزاء جاہلوں کا کام ہے۔ اور انبیاء کرام کی شان اس سے برتر ہے۔ مختصر یہ کہ جب بنی اسرائیل نے سمجھ لیا کہ گائے کا ذبح کرنا ضروری ہے تو انہوں نے بجائے اس کے کہ فوراً کوئی گائے ذبح کر ڈالتے گائے کے اوصاف دریافت کرنے شروع کر دیے۔ حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا اگر بنی اسرائیل بحث نہ بڑھاتے اور مَاهِیَ۔ مَا لَوْنُهَا۔ يُبَيِّنْ لَّنَا مَاهِيَ وغیرہ نہ پوچھتے تو کسی بھی گائے کا ذبح کر دینا کافی ہوتا۔ مگر انہوں نے اپنی پرانی عادت کے مطابق بحث شروع کر دی۔ اور کہا۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَاهِيَ۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں بتادے گائے کیسی ہے مَاهِيَ۔ وہ کیسی ہو۔ اس میں کچھ بحثیں کرنے لگے۔ عمر کا سوال کیا۔ رنگ کے بارے میں دریافت کیا تو جواب ملا۔

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے

فَارِضٌ۔ نہ بوڑھی یعنی بچے جننے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہو۔

بِكْرٌ۔ بن بیاہی جس نے ابھی بچہ نہ جنا ہو

عَوَانٌ۔ درمیان۔ نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا ہو۔

یعنی وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی ہو نہ بن بیاہی ہو بلکہ ان دونوں میں درمیانی درجہ رکھتی ہو وہ کرو زیادہ سوال نہ کرو بلکہ اتنی شرط پہ گائے ذبح کرو مگر وہ اپنی عادت کو کہاں چھوڑ سکتے تھے۔ پھر انہوں نے سوال کرنے شروع کر دیے۔

marfat.com

وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ بن بیاہی جس کا بچہ نہ ہو ان دونوں میں درمیانی درجہ کی کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے۔

اس جواب میں اشارتاً فرما دیا گیا کہ سوال زیادہ نہ کرو بلکہ اتنی ہی شرط پر گائے ذبح کر ڈالو۔ مگر وہ اپنی عادت کو کہاں چھوڑتے پھر انہوں نے اور جرح نکالی اور کہا

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتا دے اس کا رنگ تو جواب میں اور قید بڑھائی گئی اور فرمایا۔

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ کہ وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک پیلی گائے ہے جس کی رنگت ڈہڈہاتی اور اتنی پیلی کہ دیکھنے والوں کو خوش کرتی ہے۔ اس جواب پر بھی ان کی سیری نہ ہوئی اور سوال پہ سوال بڑھا کر اور قید سر لی چنانچہ کہا۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لیے صاف بیان کرے وہ گائے کیسی ہے۔ بے شک گایوں میں ہم کو شبہ پڑ گیا اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم راہ پا جائیں گے تو اس کے جواب میں اور قید بڑھا دی گئی چنانچہ فرمایا

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا۔ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے۔ بے عیب ہے جس میں کوئی بھی داغ نہیں ہے

قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ۔ بولے آپ نے اب ہمیں صاف حکم لا کر دیا تو اسے ذبح کر دیا اور ویسے وہ ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔

یعنی انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جواب سن کر کہا کہ اب اس گائے کی پوری تعریف معلوم ہو گئی چنانچہ اس گائے کی تلاش میں نکلے ان کی بستی میں ایسی صفت کی ایک ہی گائے تھی جس کا قصہ یہ ہے۔

کہ بنی اسرائیل میں ایک نیک شخص تھا جس کا ایک صغیر السن بچہ تھا اور ان کے ہاں سوائے ایک گائے کے بچہ کے اور کچھ نہ تھا بچہ کے باپ نے اس کی گردن پر مہر لگا کر اللہ کے نام پر چھوڑ دیا اور دعا کی الٰہی یہ بچہ اس بچے کے لیے تیرے حضور ودیعت کرتا ہوں کہ جب یہ بچہ جوان ہو اس کے کام آئے۔ اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا اور بچھیا کی جنگل میں حفاظت الٰہی کے ساتھ پرورش ہوتی رہی۔

اور وہ بچہ جوان ہو گیا اور اللہ تعالے کے فضل سے صالح اور متقی ماں کا فرمانبردار پروان چڑھا۔ ایک روز ماں نے کہا بیٹا۔

marfat.com

"تیرے باپ نے ایک بچھیا جنگل میں چھوڑی تھی اور وہ جوان ہو گئی ہوگی۔ اسے جنگل سے لاتا کہ اس سے کچھ حاصل کیا جائے۔ بچہ جنگل میں گیا اور جو علامتیں ماں نے اسے بتائی تھیں ان علامتوں کی گائے تلاش کرتا رہا۔ آخر ش وہ مل گئی۔ لڑکے نے اسے اللہ کی قسم دے کر بلایا وہ گائے آگئی بچے کی ماں نے اسے تین دینار میں فروخت کرنے کا حکم دیا۔ اور کہا جب سودا ہو جائے تو میری اجازت حاصل کر کے دینا۔

جوان اس گائے کو بازار میں لایا تو من جانب اللہ ایک فرشتہ شبیہ انسانی میں آیا اور چھ دینار پر مانگا اس نے کہا میں اپنی والدہ کی اجازت حاصل کر لوں۔ بلا اجازت میں نہیں دے سکتا۔ اس زمانہ میں عام طور پر گائیں چھ دینار پر ہی بکتی تھیں۔

فرشتہ نے کہا اگر ابھی دیتے ہو تو چھ دینار لے لو۔ جوان نے کہا میں اجازت کے بغیر نہیں دے سکتا جوان نے آکر قصہ سنایا ماں نے کہا بیٹا چھ دینار کافی قیمت ہے جا اسے جا کر دے آ۔

وہ جوان صالح پھر بازار میں آیا تو فرشتہ نے بارہ دینار قیمت لگادی یہ پھر اجازت لینے گیا۔ ماں نے اپنی فراست سے معلوم کر لیا کہ یہ خریدار نہیں کوئی غیبی اعانت ہے چنانچہ ماں نے کہا جس نے بارہ دینار قیمت لگائی ہے اس سے دریافت کرو کہ یہ گائے بیچیں بیچنی چاہیے یا نہیں چنانچہ جوان نے اس سے یہی سوال کیا۔ جوان نے بتایا تھا تو فرشتے نے کہا ابھی اس گائے کو روک رکھو حتی کہ بنی اسرائیل کے لوگ خریدنے آئیں اور جب وہ آئیں تو انہیں کہنا کہ اس کی قیمت یہ ہے کہ اس کی کھال میں سونا بھر کر دیا جائے۔

مختصر یہ کہ بنی اسرائیل جستجو کرتے ہوئے اس کے گھر آئے اور فیصلہ ہوا کہ وہ سونا کھال میں بھر کر قیمت ادا کریں گے غرضیکہ وہ گائے بضمانت موسیٰ علیہ السلام انہیں دے دی گئی اور انہوں نے ذبح کر کے اس کی کھال میں سونا بھر کر دے دیا۔

اس قصہ سے متعدد مسئلے نکلتے ہیں۔

اول یہ کہ صالح سعادت مند وہی اولاد ہے جو والدین کی مطیع ہو۔

دوسرے یہ کہ جو اپنے اہل و عیال کو اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں دے دے اللہ تعالیٰ اس کی پرورش اچھی فرماتا ہے

تیسرے یہ کہ جو اپنا مال اللہ کے بھروسہ پر اس کی حفاظت میں دے اس میں اللہ تعالیٰ برکت دیتا ہے۔

چوتھے اللہ کی راہ میں نفیس مال دینا موجب حل مشکلات ہوتا ہے۔

پانچویں یہ کہ گائے کی قربانی افضل ہے اور منصوص ہے۔ اور

فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ اس لیے فرمایا کہ ان کے مسلسل سوالات سے ظاہر تھا کہ وہ گائے ذبح کرنے کا قصد ہرگز نہیں رکھتے تھے مگر ان کے ہر ایک سوال کا شافی و کافی جواب مل جانے پر انہیں وہ گائے بلا خیال گرانی

marfat.com

ذبح کرنا پڑی۔

اس کے بعد بنی اسرائیل نے اس گائے کے کسی عضو کو مردہ پر مارا وہ بحکم الٰہی زندہ ہوا اس کے حلق سے خون بہ رہا تھا اور اس نے اپنا قاتل اپنا چچازاد بتایا۔ آخر ش چچازاد بھائی کو بھی اقرار کرنا پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر حکم قصاص جاری کیا۔

اس کے بعد شرعی احکام قاتل و مقتول کے لیے نافذ ہوئے چنانچہ قاتل اپنے مقتول کے مال میراث سے محروم کر دیا گیا۔

اور یہ بھی تصریح کی گئی کہ اگر عادل باغی کو قتل کرے یا کسی حملہ آور سے جان بچانے کے لیے مدافعانہ طور پر مقابلہ کرے اور اس میں وہ قتل ہو جائے تو مقتول کی میراث سے قاتل محروم نہ ہوگا۔

اس کے بعد رکوع شروع ہے۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ بقرہ پ۱

وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝

اور جب تم نے قتل کیا ایک جان کو تو تہمت ڈالنے لگے اس کی ایک دوسرے پر اور اللہ ظاہر کرنے والا تھا جسے تم چھپاتے تھے۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

تو ہم نے حکم دیا کہ مارو اس مقتول کو اس کا ایک ٹکڑا ایسے ہی اللہ زندہ کرتا ہے مردے اور دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانی تاکہ تم عقل کرو۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

پھر سخت ہو گئے تمہارے دل بعد اس کے تو وہ مثل پتھروں کے ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت اور بیشک پتھروں سے تو بعض ایسے ہیں جن سے نہریں بہ نکلتی ہیں اور بعض ان سے وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو اس سے پانی نکلتا ہے اور بعض ان سے وہ ہیں جو گر جاتے ہیں اللہ کے خوف سے اور اللہ غافل نہیں تمہاری کرنیوں سے۔

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ

تو کیا اے مسلمانو! تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا یہودی یقین کر لیں

marfat.com

فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ٥

اور ان میں تو ایک گروہ وہ تھا کہ سنتا تھا اللہ کا کلام پھر سمجھنے کے بعد اسے بدل دیتا جان بوجھ کر۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ٥

اور جب ملتے ہیں وہ مسلمانوں سے تو کہتے ہیں کہ ایمان لائے اور جب آپس میں اکیلے ہوں تو کہتے ہیں وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا مسلمانوں سے بیان کر دیتے ہو کہ حجت پکڑیں اس سے تمہارے رب کے یہاں کیا تمہیں عقل نہیں۔

أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ٥

کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ٥

اور ان میں سے ان پڑھ ہیں جو کتاب نہیں جانتے مگر کچھ اپنی من گھڑت اور وہ نرے گمان میں ہیں۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ ٥

تو خرابی ہے ان کے لیے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے کہ اس کے بدلے خریدیں ذلیل و قلیل رقم تو خرابی ہے انہیں جو لکھتے ہیں ہاتھ سے اور خرابی ہے ان کے لیے جو حاصل کرتے ہیں۔

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ٥

اور یہودی بولے ہمیں ہرگز آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن فرما دیجئے کیا خدا سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز عہد کے خلاف نہ کرے گا یا تم کہتے ہو اللہ پر وہ بات جسے تم نہیں جانتے۔

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ٥

ہاں جو کمائے گناہ اور گھیر لے اسے اس کا گناہ تو وہ جہنمی ہے اس میں ہمیشہ رہے گا۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ٥

اور وہ جو ایمان لائے اور نیکی کرے وہ جنتی ہے اس میں ہمیشہ رہے گا۔

marfat.com

لفظی ترجمہ نواں رکوع، سورۃ بقرہ، پ ۱

وَ۔ اور	اِذْ۔ جب	قَتَلْتُمْ۔ قتل کیا تم نے	نَفْسًا۔ ایک جان کو
فَادّٰرَءْتُمْ۔ تو تہمت لگائی تم نے ایک دوسرے پر		فِیْھَا۔ اس میں	وَ۔ اور
اللّٰہُ۔ اللہ	مُخْرِجٌ۔ ظاہر کرنے والا ہے	مَا۔ جو	کُنْتُمْ۔ تھے تم
تَکْتُمُوْنَ۔ چھپاتے	فَقُلْنَا۔ تو ہم نے فرمایا	اضْرِبُوْہُ۔ مارو اسکو	بِبَعْضِھَا۔ اس گائے کا کوئی حصہ
کَذٰلِکَ۔ ایسے ہی	یُحْیِ۔ زندہ فرماتا ہے	اللّٰہُ۔ اللہ	الْمَوْتٰی۔ مردے کو
وَ۔ اور	یُرِیْکُمْ۔ تمہیں دکھاتا ہے	اٰیٰتِہٖ۔ اپنی نشانیاں	لَعَلَّکُمْ۔ تاکہ تم
تَعْقِلُوْنَ۔ عقل پکڑو	ثُمَّ۔ پھر	قَسَتْ۔ سخت ہوگئے	قُلُوْبُکُمْ۔ تمہارے دل
مِنْ بَعْدِ۔ بعد	ذٰلِکَ۔ اس کے	فَھِیَ۔ تو وہ	کَالْحِجَارَۃِ۔ مثل پتھروں کے ہیں
اَوْ۔ یا	اَشَدُّ۔ اس سے بھی	قَسْوَۃً۔ سخت	وَ۔ اور
اِنَّ۔ بیشک	مِنَ الْحِجَارَۃِ۔ ایک پتھروں سے	لَمَا۔ وہ ہیں جو	یَتَفَجَّرُ۔ جاری ہوتی ہیں
مِنْہُ۔ اس سے	الْاَنْھٰرُ۔ نہریں	وَ۔ اور	اِنَّ۔ بیشک
مِنْھَا۔ ان سے وہ ہیں	لَمَا۔ جو	یَشَّقَّقُ۔ پھٹ جاتے ہیں	فَیَخْرُجُ۔ تو نکلتا ہے
مِنْہُ۔ اس سے	الْمَآءُ۔ پانی	وَ۔ اور	اِنَّ۔ بیشک
مِنْھَا۔ ان سے	لَمَا۔ وہ بھی ہیں جو	یَھْبِطُ۔ گر جاتے ہیں	مِنْ خَشْیَۃِ۔ خوف
اللّٰہِ۔ خدا سے	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں ہے	اللّٰہُ۔ اللہ
بِغَافِلٍ۔ غافل	عَمَّا۔ اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ۔ تم عمل کرتے ہو	اَ۔ کیا
فَتَطْمَعُوْنَ۔ تم چاہتے ہو	اَنْ۔ یہ کہ	یُّؤْمِنُوْا۔ یقین کریں	لَکُمْ۔ تم پر
وَ۔ اور	قَدْ۔ بیشک	کَانَ۔ تھا	فَرِیْقٌ۔ ایک فرقہ
مِّنْھُمْ۔ ان میں سے	یَسْمَعُوْنَ۔ سنتا ہے	کَلٰمَ۔ کلام	اللّٰہِ۔ اللہ کا
ثُمَّ۔ پھر	یُحَرِّفُوْنَہٗ۔ بدل ڈالتا ہے اسے	مِنْ بَعْدِ۔ بعد	مَا۔ اس کے جو
عَقَلُوْہُ۔ سمجھ لیا اسے	وَ۔ اور	ھُمْ۔ وہ	یَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہیں
وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	لَقُوا۔ ملتے ہیں	الَّذِیْنَ۔ ان کو

marfat.com

اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے	قَالُوْا۔ تو کہتے ہیں	اٰمَنَّا۔ ہم ایمان لائے	وَ۔ اور
اِذَا۔ جب	خَلَا۔ علیحدہ ہوتا ہے	بَعْضُهُمْ۔ بعض ان کا	اِلٰى۔ طرف
بَعْضٍ۔ بعض کی	قَالُوْا۔ تو کہتے ہیں	اَ۔ کیا	تُحَدِّثُوْنَهُمْ۔ بتاتے ہو تم ان کو
بِمَا۔ جو	فَتَحَ۔ کھولا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	عَلَيْكُمْ۔ تم پر
لِيُحَاجُّوْكُمْ۔ تاکہ جھگڑیں تم سے	بِهٖ۔ اسکے ساتھ	عِنْدَ۔ نزدیک	رَبِّكُمْ۔ رب تمہارے کے
اَفَلَا۔ کیا نہیں	تَعْقِلُوْنَ۔ عقل کرتے تم	اَوَلَا۔ کیا نہیں	يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے
اَنَّ۔ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	يَعْلَمُ۔ جانتا ہے	مَا۔ جو
يُسِرُّوْنَ۔ چھپاتے ہیں	وَ۔ اور	مَا۔ جو	يُعْلِنُوْنَ۔ ظاہر کرتے ہیں
وَ۔ اور	مِنْهُمْ۔ بعض ان سے	اُمِّيُّوْنَ۔ ان پڑھ ہیں	لَا۔ نہیں
يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	الْكِتٰبَ۔ کتاب	اِلَّا۔ مگر	اَمَانِيَّ۔ خواہشات
وَ۔ اور	اِنْ۔ نہیں	هُمْ۔ وہ	اِلَّا۔ مگر
يَظُنُّوْنَ۔ گمان کرتے ہیں	فَوَيْلٌ۔ تو خرابی ہے	لِّلَّذِيْنَ۔ ان کو جو	يَكْتُبُوْنَ۔ لکھتے ہیں
الْكِتٰبَ۔ کتاب	بِاَيْدِيْهِمْ۔ اپنے ہاتھوں سے	ثُمَّ۔ پھر	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
هٰذَا۔ یہ	مِنْ عِنْدِ۔ نزدیک سے	اللّٰهِ۔ اللہ کے ہے	لِيَشْتَرُوْا۔ کو خریدیں
بِهٖ۔ اس کے ساتھ	ثَمَنًا۔ قیمت	قَلِيْلًا۔ حقیر	فَوَيْلٌ۔ تو خرابی ہے
لَّهُمْ۔ ان کے لیے	مِّمَّا۔ اس سے جو	كَتَبَتْ۔ لکھا	اَيْدِيْهِمْ۔ انکے ہاتھوں نے
وَ۔ اور	وَيْلٌ۔ خرابی ہے	لَّهُمْ۔ ان کے لیے	مِّمَّا۔ اس سے جو
يَكْسِبُوْنَ۔ کماتے ہیں	وَ۔ اور	قَالُوْا۔ بولے	لَنْ۔ ہرگز نہیں
تَمَسَّنَا۔ لگے گی ہمیں	النَّارُ۔ آگ	اِلَّا۔ مگر	اَيَّامًا۔ دن
مَّعْدُوْدَةً۔ گنتی کے	قُلْ۔ کہہ	اَتَّخَذْتُمْ۔ کیا پکڑا تم نے	عِنْدَ۔ نزدیک
اللّٰهِ۔ اللہ کے	عَهْدًا۔ عہد	فَلَنْ۔ تو ہرگز نہیں	يُّخْلِفَ۔ خلاف کریگا
اللّٰهُ۔ اللہ	عَهْدَهٗ۔ اپنے عہد کا	اَمْ۔ یا	تَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہو تم
عَلَى۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے	مَا۔ جو	لَا۔ نہیں
تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے تم	بَلٰى۔ ہاں	مَنْ۔ جو	كَسَبَ۔ کمائے
سَيِّئَةً۔ برائی	وَ۔ اور	اَحَاطَتْ۔ گھیرے	بِهٖ۔ اس کو

marfat.com

خَطِيْٓئَتُهٗ۔ گناہ اس کا	فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہی ہیں	اَصْحٰبُ۔ رہنے والے	النَّارِ۔ آگ کے
ھُمْ۔ وہ	فِيْهَا۔ اس میں	خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں	وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَ۔ اور	عَمِلُوا۔ عمل کیے
الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ ہیں	اَصْحٰبُ۔ رہنے والے	الْجَنَّةِ۔ جنت کے
ھُمْ۔ وہ	فِيْهَا۔ اس میں	خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔	

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع سورۃ بقرہ پ۱

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۭ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۔ اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے۔

فَادّٰرَءْتُمْ پھر تم ایک دوسرے پر دھرنے لگے۔ یہ لفظ دَرْء سے بنا جس کے معنی جھگڑے کے بھی ہیں اور ٹال مٹول کرنے کے بھی ہیں اس سے مراد آپس میں جھگڑنا اور ایک دوسرے پر الزام لگانا ہے۔

فَادّٰرَءْتُمْ فیہا صیغہ جمع مذکر حاضر ماضی باب تفاعل سے ہے اور مہموز اللام ہے اس کا اصل تَدَارَءْتُمْ ہے ت کو دال سے بدل کر دال کو دال میں ادغام کر دیا۔ اور ابتدا بسکون کے رفع کرنے کو الف بڑھا دیتے۔

دَرْء کے معنی دفع کرنے کے ہیں چونکہ متخاصمین میں ایک دوسرے پر الزام دفع کرتا ہے اور مزاحمت پر تلا ہوتا ہے تو اس کے معنی اِخْتَلَفْتُمْ کے نکلے اور مداراۃ بھی جو کہ اس سے ہے گو حسن معاشرت کے لیے بولا جاتا ہے مگر مادہ اس کا بھی یہی ہے اس لیے کہ ایک دوسرے دوست سے دفع شر کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصل قاتل کا نام بتانے کے لیے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ ایک گائے ذبح کریں تو انہوں نے ٹال مٹول کی۔

اصل واقعہ تو پہلے رکوع میں بیان ہو چکا بہرحال وہ تو ایک دوسرے کے ذمہ اس خون کو لگانے کا ارادہ رکھتے تھے تاکہ یہ میگوئیاں ہو کر بات دب جائے اور قاتل کا پتہ نہ چلے مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ تھی کہ قاتل کو ظاہر کیا جائے۔ تو ان میں سے ایک کو مدعی بنا کر موسیٰ علیہ السلام تک بات پہنچی اس کے اور موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم مل گیا۔ اس کے بعد جو ہوا وہ یہ ہے کہ

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔ تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس ذبح شدہ گائے کا ایک ٹکڑا مارو۔ اللہ یونہی مردے اٹھائے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔

marfat.com

کر نہیں کہیں نقل آئے۔

بنی اسرائیل نے گائے ذبح کرکے اس کے کسی عضو سے مردہ کو مارا وہ بحکم الٰہی زندہ ہوا۔ اس کے حلق سے خون کے فوارے جاری ہوگئے۔ اس نے اپنے بچازاد بھائی کو بتایا کہ اس نے مجھے قتل کیا ہے۔ آخر اسے بھی اقرار کرنا پڑا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر قصاص کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد شریعت کا حکم ہوا کہ قاتل مقتول کی میراث سے محروم رہے گا لیکن اگر عادل نے باغی کو قتل کیا یا کہ حملہ آور سے جان بچانے کے لیے مدافعت کی۔ اس میں وہ قتل ہوگیا تو مقتول کی میراث سے محروم نہ ہوگا۔

اور تم سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ مردے کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔ اور روز جزا مردوں کو زندہ کرنا اور حساب لینا قطعی یقینی ہے اور حق ہے۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہوگئے اور ایسے عبرت ناک نشان ظاہر ہونے سے بھی سبق نہ لیا تو وہ پھر پتھروں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے نہریں بہ نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر جاتے ہیں اور اللہ تمہارے کرتوت سے غافل نہیں۔

اَشَدُّ قَسْوَةً۔ قسوت یعنی قساوت سختی، شدت کو کہتے ہیں۔

بنی اسرائیل بداعمالیوں، سرتابیوں میں مبتلا رہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرماتا رہا۔ لیکن انہوں نے سبق حاصل نہ کیا گویا ان کے دل پتھر بلکہ اس سے زیادہ سخت ہوگئے، کیونکہ پتھروں میں بھی بعض ایسے ہوتے ہیں جن سے مخلوق خدا فائدہ حاصل کرتی ہے بعض پتھروں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں، مخلوق کو پانی ملتا ہے۔

بنی اسرائیل نے نہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم سے فائدہ اٹھایا نہ نیک بندوں کی بات سنی گویا ان کے دل عام پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہوگئے تھے جس پر کوئی بات کارگر نہ ہوتی تھی۔

يَهْبِطُ۔ ہبوط سے ہے جس کے معنی گرنے کے ہیں۔

بعض پتھر پہاڑ کی چوٹیوں سے گرتے ہیں گویا ہیبت الٰہی سے لرز کر سجدہ میں گرتے ہیں۔ یعنی پایں ہمہ تمہارے دل اثر پذیر نہیں، پتھروں میں اللہ نے ادراک و شعور دیا ہے۔ الٰہی خوف الٰہی ہوتا ہے وہ تسبیح اور حمد الٰہی کرتے ہیں۔ کما قال تعالیٰ۔ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ پ۱۵ رکوع ۵، کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو۔ لیکن تم اس کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

marfat.com

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور سورج ۔ چاند ۔ ستارے ۔ پہاڑ ۔ درخت ۔ چوپائے اور بہت سے آدمی ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کا نام لے کر پکارتا ہے اور دریافت کرتا ہے کہ تجھ پر کوئی اللہ کا یاد کرنے والا بھی آیا ہے اگر وہ اثبات میں جواب دیتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے ۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم وہ ثبیر پر رونق افروز تھے ۔ کفار حضور کے تعاقب میں تھے ، پہاڑ بول اٹھا یا نبی اللہ آپ مجھ پر سے اتر جائیے مجھے خوف ہے کہ کہیں کفار گھیر نہ لیں اور اللہ تعالے مجھ پر عذاب کرے ۔ جبل حرا نے عرض کی یا رسول اللہ آپ یہاں تشریف لائیں ۔

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو قبل از بعثت مجھے سلام کیا کرتا تھا ۔

ترمذی شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اطراف مکہ میں جاتا جو درخت یا پہاڑ سامنے آتا وہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عرض کرتا ۔

اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو خوف الٰہی سے گر پڑتے ہیں ۔ اور اللہ تعالے تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں اسے ہر ایک کے ظاہری اور باطنی اعمال کا علم ہے ۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلَامَ اللّٰہِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَہٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْہُ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۔

تَطْمَعُوْنَ تم توقع رکھتے ہو ۔ یہ لفظ طمع سے نکلا اس کے عام معنی لالچ کرنے اور حرص رکھنے کے ہیں اور امید و توقع کے بھی ہیں یہاں آخری معنی ہیں ۔

یُحَرِّفُوْنَہٗ ۔ وہ اسے بدل ڈالتے ہیں اس لفظ کا مادہ حرف ہے اور مصدر تحریف ہے جس کے معنی بدل ڈالنا ہے یہ دو طریق پر ہے ۔

۱ : تحریف لفظی ۔ لفظوں کو بدل ڈالنا ۔ تلفظ بدل دینا جس سے اس کی حقیقت بدل جائے مثلاً یہود نے حِطَّۃٌ کی جگہ حِنْطَۃٌ اور رَاعِنَا کی جگہ رَاعِیْنَا کہا ۔

۲ : تحریف معنوی الفاظ کے معنی بدل دینا ۔

آیہ کریمہ میں اللہ تعالے مسلمانوں کو فرماتا ہے کہ کیا تم اس بات کی آرزو کرتے ہو کہ یہ تمہاری بات مان لیں گے ۔ حالانکہ

marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اور ان کے بعد بھی ایک ایسا فریق تھا جو اللہ کا کلام سننے کے بعد جان بوجھ کر اس میں تحریف کرتا تھا ان سے ایمان لانے کی کس طرح امید ہو سکتی ہے یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ آیت معنی یہ ہیں۔

"تو کیا اے مسلمانو! تم یہ چاہتے ہو کہ یہودی تم پر یقین لے آئیں حالانکہ ان میں کا ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتا اور سمجھنے کے بعد اسے دیدہ و دانستہ بدل دیتا" اور یہی نہیں بلکہ منافقت بھی ان میں کافی تھی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ اور جب وہ مسلمانوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب آپس میں تخلیہ کریں تو کہیں وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا مسلمانوں سے بیان کر دیتے ہو تا کہ اس سے تمہارے رب کے حضور تم پر حجت لائیں کیا تمہیں شعور (عقل) نہیں۔

لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ۔ اس کے ذریعہ تمہیں جھٹلائیں گے۔ حج اس کا مادہ ہے۔ لفظ حجت بھی اسی سے بنا جس کے معنی دلیل ہیں پورے جملے کے معنی ہیں اس کے ذریعہ حجت پکڑنا۔ توریت میں تحریف کرنے والے یہودی اپنے منافق دوستوں کو کہا کرتے تھے کہ تم اپنی کتاب کی تعلیم مسلمانوں کو بتلا کر اپنے خلاف مسلمانوں کے ہاتھ دلائل دیتے ہو۔

اس آیت میں ان منافق یہودیوں کا ذکر فرمایا گیا جو مسلمانوں سے جب ملتے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا ایمان ظاہر کر کے تمام پیشگوئیاں اور واقعات بیان کرتے جو ان کی کتابوں میں موجود تھیں لیکن جب یہ یہود آپس میں ملتے تو ایک دوسرے کو لعنت ملامت کرتے اور کہتے کہ تم اپنی تعلیمات مسلمانوں کو بتا کر خود اپنے خلاف ماخذ بناتے جو وہ تمہاری باتوں کو سند بنا کر اللہ کے یہاں گواہی دیں گے کہ یہود سب کچھ جاننے کے بعد اصل دین کی طرف نہیں لوٹے گویا یہ احمق سمجھ رہے تھے کہ ان باتوں کا علم صرف یہودیوں کے ذریعہ ہی مسلمانوں کو ہوا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ظاہر باطن تمام باتوں کو اپنے پیارے نبی پر ظاہر فرمایا ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ عہد رسالت کے یہودی سب یکساں نہ تھے۔ حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان میں منافق بھی تھے ان کا یہ حال تھا کہ جب صحابہ کرام سے ملتے تو کہتے کہ ہمارا ایمان بھی اسی پر ہے جس پر آپ لوگ ایمان لاتے ہیں تم لوگ حق پر ہو اور تمہارے آقا مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سچے نبی ہیں۔ وہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ سب حق ہے۔ ہم ان کی نعت توریت میں پاتے ہیں تو رؤسا یہود انہیں ملامت کرتے اور کہتے تم نے یہ کیوں کہہ دیا کہ توریت میں حضور کی نعت موجود ہے۔

اس سے یہ امر واضح ہوا کہ حق پوشی کرنے والا اور حضور کے اوصاف چھپانے والا منافق یہودی ہوتا ہے اور یہ طریقہ یہود کا ہے آج بھی جو حق پوشی کرنے والے اور مناقب مصطفیٰ کے چھپانے والے ہیں وہ یہود منش ہیں۔

اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۔ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ

marfat.com

هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اور ان میں کچھ اَن پڑھ ہیں جو کتاب نہیں جانتے مگر زبانی الٹ لینا اور کچھ وہ بھی ہیں جو نرے گمان وظن میں ہیں۔

اَمَانِیَّ۔ اُمْنِیَہ کی جمع ہے اور اس کے حاصل معنی زبانی الٹ لینے کے ہیں۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کتاب کو نہیں جانتے مگر بغیر معنی سمجھنے کے زبانی رٹ لینے کے ہیں (خازن)

اَمَانِیَّ۔ آرزوئیں جھوٹی آرزوئیں اس کا واحد امنیہ ہے۔ یہ لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ ایسی آرزو جس کی حقیقت کوئی نہ ہو اور کوئی محض خیال خام میں مگن رہے۔

۲۔ کوئی شخص جھوٹی روایات خرافات میں مبتلا رہے۔

یہود کی تاریخ میں اس قسم کی روایات کی بے شمار مثالیں موجود ہیں مثلاً ان کے خیال میں جنت میں ان کے سوا کوئی نہ جائے گا وغیرہ وغیرہ

بعض مفسرین نے اس کے یہ معنی کیے ہیں کہ امانی سے مراد وہ جھوٹی من گھڑت باتیں مراد ہیں جو یہود نے اپنے علماء سے سن کر بلا تحقیق مان لی تھیں۔ آگے ارشاد ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔

تو ہلاکت ہے ان کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہیں یہ خدا کے پاس سے ہے تاکہ اس کے بدلے ذلیل و قلیل رقم حاصل کریں۔

وَیْلٌ کے معنی حسرت اور ہلاکت کے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ویل کے معنی شدت عذاب کے ہیں۔ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ ویل جہنم کی ایک وادی ہے اگر اس میں پہاڑ بھی جلائے جائیں تو ریت کی طرح ہو جائیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ویل جہنم کی ایک وادی ہے کہ کافر اس میں چالیس برس تک اترتا جائے گا تب بھی اس کی تہ کو نہ پہنچ سکے گا۔ (بغوی)

وَیْلٌ۔ فعل محذوف کا مصدر ہے زجر و توبیخ کے معنی میں آتا ہے۔

ثَمَنًا قیمت۔ اس لفظ کے معنی صرف نقد یا زر قیمت کے نہیں بلکہ جو چیز بھی کسی چیز کے معاوضہ میں حاصل ہو وہ اس کا ثمن ہے اس آیت میں ثمن سے مراد دنیوی معاوضہ ہے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو علماء توریت و رؤساء یہود کو اندیشہ ہوا کہ اب ان کی روزی جاتی رہے گی اور سرداری ختم ہو جائے گی اس لیے کہ توریت میں حضور کا حلیہ مبارک اور اوصاف مذکور ہیں جب لوگ حضور کو اس کے مطابق پائیں گے تو ایمان لے آئیں گے اور ہماری اطاعت ترک کر دیں گے

marfat.com

اس اندیشہ سے انہوں نے توریت میں تحریف کرنی شروع کر دی حتیٰ کہ حلیہ مبارک بھی بدل ڈالا چنانچہ توریت میں آپ کے اوصاف یہ لکھے تھے کہ

آپ خوبرو ہیں۔ آپ کے موئے مبارک نہایت حسین ہیں۔ چشم مبارک سرگیں قد مبارک درمیانہ ہے۔ یہودیوں نے بجائے اس کے یہ لکھ دیا وہ بہت دراز قامت اور آنکھیں کنجی اور نیلی بال الجھے ہوئے۔ یہ مضمون عوام کو سناتے اور کہتے یہ توریت میں حضور کے اوصاف ہیں جو منجانب اللہ ہیں اس سے وہ یہ امید رکھتے کہ حضور کے اوصاف توریت میں اس کے خلاف پائیں گے تو آپ پر ایمان نہ لائیں گے اور ہمارے ہی مطیع بنے رہیں گے پھر ہماری عزت و حرمت و اطاعت میں فرق نہ آئے گا۔ آگے ارشاد ہے۔

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ تو ہلاکت ہے ان کے لیے ان کے ہاتھوں لکھنے کی اور ہلاکت ہے ان کے لیے ان کی کمائی سے۔

مِّمَّا يَكْسِبُونَ۔ ان کی کمائی سے۔ اس کے یہاں دو معنی ہیں۔ ایک ان کے گناہوں کا ڈھیر جو وہ اپنے کسب اور حرکتوں سے جمع کرتے چلے جاتے ہیں۔

دوسرے وہ مالی نفع جو احکام الٰہی میں تبدیلی یا تحریف کر کے حاصل کرتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ان لوگوں کے لیے سخت خرابی ہے جو اللہ کے احکام میں تبدیلی کر کے کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہود کہتے تھے کہ وہ دوزخ میں ہرگز نہ رہیں گے مگر اتنی مدت جس مدت تک ان کے آباؤ اجداد نے گوسالہ پرستی کی تھی اور یہ چالیس روز ہیں اس کے بعد وہ عذاب جہنم سے آزاد ہو جائیں گے اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا۔

وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً۔ اور یہود بولے کہ ہمیں ہرگز آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن۔ یعنی صرف چالیس دن۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہود کہا کرتے تھے کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے اور ہر برس کے عوض ایک دن ہم پر عذاب ہوگا۔ اس کا جواب فرمایا گیا۔

قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ ۖ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ فرما دیجیے کیا خدا سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا۔ یا خدا پر وہ بات بناتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جو گناہ کمادے اور اس کی یہ بدکاریاں اسے گھیر لیں تو وہ جہنمی ہے وہ ہمیشہ اس میں رہے گا۔ اس لیے کہ جھوٹ بڑا سخت گناہ ہے اور یہ ایسا عیب ہے کہ اللہ تعالیٰ

marfat.com

اور یہ منزہ ہے اس سے کذب ممکن نہیں بنابریں اگر تم نے اللہ تعالے سے وعدہ لیا ہے کہ وہ تمہیں چالیس روز میں آزاد کرے گا تو وہ وعدہ کے خلاف ہرگز نہ کرے گا اور اگر اس نے وعدہ نہیں فرمایا تو تمہارا یہ دعوی باطل اور لغو ہے اور جس کے اعمال نے گھیر لیے ہیں اور وہ شرک وکفر کی دلدل میں پھنس چکا ہے تو یقینا جہنمی ہے اور مشرک کے لیے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ ارشاد ہو چکا ہے اس لیے ایسے مشرک کی بخشش ہرگز نہ ہوگی جو بحالت کفر وشرک مرگیا ہو۔ رہا مومن عاصی اس کی بخشش یقینی ہے اس لیے کہ مومن کا ایمان اعظم الطاعات ہے اور بدکاریں بھی ایمان ہوتا ہے جو اس کے ساتھ رہتا ہے اسی لیے آگے فرمایا

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ - اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ جنت والے ہیں انہیں ہمیشہ اس جنت میں رہنا ہے اس لیے کہ ان کا ایمان اسے سیہ کاری سے تائب ہونے کی توفیق دیتا ہے۔

اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ اس کو گناہ نے گھیر لیا یعنی انہوں نے جان بوجھ کر بدی کی راہ اختیار کی اور پھر گناہ کے اندر اس طرح گھر گئے کہ ایمان کے لیے کوئی گنجائش باقی نہ رہی یہ حالت اہل کفر کی ہے۔

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ - انہوں نے اچھے عمل کیے آخرت میں حصول جنت اور دنیا میں کامیابی کے لیے ایمان کے ساتھ اچھے اعمال کو لازمی شرط قرار دیا گیا ہے۔ اچھے اعمال سے مراد وہ کام ہیں جو انسان اللہ تعالے کے احکام کے مطابق بجالائے۔

بنی اسرائیل کا یہ گمان تھا کہ وہ اللہ تعالے کے لاڈلے ہیں انہیں ان کے گناہوں کی سزا نہیں ملے گی اور اگر ملی بھی تو چند روز یا ان کے بزرگ بخشوا لیں گے چنانچہ وہ حرام حلال میں نہ چوکتے تھے ان کے اس غلط گمان کی تردید فرمائی اور بتایا کہ نجات کا دارومدار صرف دو باتوں پر ہے پہلی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ اور دوسری نیک عمل کرنا۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورہ بقرہ پ ۱

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ

اور جب ہم نے عہد لیا بنی اسرائیل سے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو پھر

marfat.com

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

تم پھر گئے مگر تھوڑے تم ہی سے اور تم منحرف تھے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝

اور جب ہم نے لیا عہد کہ تم اپنوں کا خون نہ بہاؤ گے اور نہ نکالو گے اپنوں کو اپنی بستیوں سے پھر تم نے اقرار کیا اور تم گواہ ہو۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

پھر تم ہو کہ اپنے آپس میں قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو نکالتے ہو ان کے گھروں سے اور مدد دیتے ہو ان کے نکالنے پر گناہ اور زیادتی سے۔ اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو بدلہ دے کر چھڑاتے ہو اور ان کا نکالنا تم پر حرام ہے تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ حکموں سے کفر کرتے ہو تو کیا بدلہ ہے اس کا جو ایسا کرے تم میں سے مگر رسوائی دنیا میں دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن سخت تر عذاب کی طرف لوٹائے جائیں اور اللہ تمہاری کرنیوں سے غافل نہیں ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

یہ وہ ہیں کہ آخرت کے بدلے میں خریدتے ہیں دنیا کی زندگی تو نہ ہلکا ہوگا ان سے عذاب اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

لفظی ترجمہ دسواں رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۱

وَ۔ اور	اِذْ۔ جب	اَخَذْنَا۔ ہم نے لیا	مِيْثَاقَ۔ عہد
بَنِىْٓ۔ اولاد	اِسْرَآءِيْلَ۔ یعقوب سے	لَا۔ نہ	تَعْبُدُوْنَ۔ پوجو گے تم
اِلَّا۔ مگر	اللّٰهَ۔ اللہ کو	وَ۔ اور	بِالْوَالِدَيْنِ۔ ماں باپ
کے ساتھ	اِحْسَانًا۔ احسان	وَ۔ اور	ذِى الْقُرْبٰى۔ رشتہ داروں
وَ۔ اور	الْيَتٰمٰى۔ یتیموں	وَ۔ اور	الْمَسٰكِيْنِ۔ مسکینوں سے

marfat.com

وَ۔ اور	قُوْلُوْا۔ کہو	لِلنَّاسِ۔ لوگوں سے	حُسْنًا۔ اچھی بات
وَ۔ اور	اَقِیْمُوا۔ قائم کرو	الصَّلٰوۃَ۔ نماز	وَ۔ اور
اٰتُوا۔ دو	الزَّکٰوۃَ۔ زکوٰۃ	ثُمَّ۔ پھر	تَوَلَّیْتُمْ۔ تم منحرف ہو گئے
اِلَّا۔ مگر	قَلِیْلًا۔ تھوڑے	مِّنْکُمْ۔ تم میں سے	وَ۔ اور
اَنْتُمْ۔ تم	مُّعْرِضُوْنَ۔ منحرف ہوئے	وَ۔ اور	اِذْ۔ جب
اَخَذْنَا۔ لیا ہم نے	مِیْثَاقَکُمْ۔ عہد تم سے	لَا۔ نہ	تَسْفِکُوْنَ۔ بہاؤ گے
دِمَآءَکُمْ۔ اپنا خون	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُخْرِجُوْنَ۔ نکالو گے
اَنْفُسَکُمْ۔ اپنوں کو	مِّنْ دِیَارِکُمْ۔ اپنی بستی سے	ثُمَّ۔ پھر	اَقْرَرْتُمْ۔ تم نے اقرار کیا
وَ۔ اور	اَنْتُمْ۔ تم	تَشْهَدُوْنَ۔ گواہ ہو	ثُمَّ۔ پھر
اَنْتُمْ۔ تم	هٰۤؤُلَآءِ۔ وہ ہو کر	تَقْتُلُوْنَ۔ قتل کرتے ہو	اَنْفُسَکُمْ۔ اپنوں کو
وَ۔ اور	تُخْرِجُوْنَ۔ نکالتے ہو	فَرِیْقًا۔ ایک گروہ کو	مِّنْکُمْ۔ اپنے سے
مِّنْ دِیَارِهِمْ۔ ان کے گھروں سے		تَظٰهَرُوْنَ۔ مدد دیتے ہو	عَلَیْهِمْ۔ ان پہ
بِالْاِثْمِ۔ گناہ	وَ۔ اور	الْعُدْوَانِ۔ زیادتی کی	وَ۔ اور
اِنْ۔ اگر	یَّاْتُوْ۔ آئیں	کُمْ۔ تم ہیں	اُسٰرٰی۔ قیدی
تُفٰدُوْهُمْ۔ فدیہ دیتے ہو ان کا		وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ
مُحَرَّمٌ۔ حرام ہے	عَلَیْکُمْ۔ تم پہ	اِخْرَاجُهُمْ۔ انکا نکالنا	اَ۔ کیا
تُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہو	بِبَعْضِ۔ بعض	الْکِتٰبِ۔ کتاب پر	وَ۔ اور
تَکْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے ہو	بِبَعْضٍ۔ بعض سے	فَمَا۔ تو کیا	جَزَآءُ۔ بدلہ ہے
مَنْ۔ جو	یَّفْعَلُ۔ کرے	ذٰلِکَ۔ ایسا	مِنْکُمْ۔ تم میں سے
اِلَّا۔ مگر	خِزْیٌ۔ رسوائی	فِی الْحَیٰوۃِ۔ زندگی	الدُّنْیَا۔ دنیا میں
وَ۔ اور	یَوْمَ۔ دن	الْقِیٰمَۃِ۔ قیامت کے	یُرَدُّوْنَ۔ لوٹائے جائیں گے
اِلٰی۔ طرف	اَشَدِّ۔ سخت	الْعَذَابِ۔ عذاب کی	وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	اللّٰهُ۔ اللہ	بِغَافِلٍ۔ بے خبر	عَمَّا۔ تمہاری
تَعْمَلُوْنَ۔ کرتوتوں سے	اُولٰٓئِکَ۔ یہ	الَّذِیْنَ۔ وہ ہیں	اشْتَرَوُا۔ کہ خرید تے ہیں
الْحَیٰوۃَ۔ زندگی	الدُّنْیَا۔ دنیا کی	بِالْاٰخِرَۃِ۔ آخرت کے بدلے	فَلَا۔ تو نہ

marfat.com

یُخَفَّفُ۔ ہلکا ہو	عَنْھُمْ۔ ان سے	اَلْعَذَابُ۔ عذاب	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	ھُمْ۔ وہ	یُنْصَرُوْنَ۔ مدد کیے جائیں	

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع۔ سورہ بقرہ پ۱

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ اور جب ہم نے عہد لیا بنی اسرائیل سے کہ نہ پوجنا کسی کو سوا اللہ کے اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔

مِیْثَاق۔ اقرار و عہد۔ وثوق اور وثاق کے لفظ بھی اس کے مادے سے نکلے ہیں۔ بنی اسرائیل کے اس میثاق کا ذکر قرآن پاک کے دوسرے حصوں میں کئی جگہ آیا ہے۔ توریت و انجیل میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔

میثاق کے معنی مستحکم عہد کے ہیں۔ آیہ کریمہ میں وہ عہد جو بنی اسرائیل سے لیا تھا وہ مندرجہ ذیل امور پر تھا۔ ایک تو اشراک باللہ سے مجتنب رہنے کا اس لیے کہ یہ اعظم گناہ ہے۔

دوسرے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا اس لیے کہ وہ عبادت ہے کہ اس کی فضیلت میں حضور نے فرمایا۔ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمِّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَقْدَامِ الْاَبَوَیْنِ۔

اور والدین سے حسن سلوک کے یہ معنی ہیں کہ ان سے کوئی ایسی بات نہ کی جائے کہ جس سے انہیں ایذا پہنچے، یا صدمہ ہو اور اپنے بدن اور مال سے ان کی خدمت میں کوتاہی نہ ہو۔ البتہ اگر وہ شرک کی طرف لانے کی کوشش کریں تو اس میں ان کے حکم کی تعمیل نہ کرے۔ حَیْثُ قَالَ

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا۔ اور اگر تجھ سے اس بات پر جھگڑا کریں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرائے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو نہ کہا مان ان کا اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کر۔

چنانچہ فقہاء کرام نے فرمایا کہ اگر والدین اپنی خدمت کے لیے ترک نوافل کا حکم دیں تو وہ نفل ترک کردے۔ اس لیے کہ ان کی خدمت نفل سے مقدم ہے۔ فرض و واجبات والدین کے حکم سے ترک نہیں کیے جائیں گے۔

والدین کے ساتھ احسان کے طریقے احادیث میں ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ تہ دل سے ان سے محبت رکھے رفتار و گفتار میں نشست و برخاست میں ان کا ادب کرنا لازمی ہے۔ ان کی شان میں تعظیم کے الفاظ کہے۔ انہیں راضی رکھنے میں

marfat.com

بحد شریعت سعی کرے۔ اپنے نفیس سے نفیس مال کو ان کی خدمت میں صرف کرنے سے اعراض نہ کرے۔ ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیت پر عمل پیرا ہو۔ ان کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ صدقہ دے اگر مال نہ ہو تو تلاوت کلام پاک سے ایصال ثواب کرے۔ اللہ تعالےٰ کے حضور ان کی مغفرت کے لیے دعا کرے۔ ہفتہ میں کم سے کم ان کی قبر پر حاضری دے۔

اور والدین کے ساتھ بھلائی کرنا یہ بھی ہے کہ اگر وہ گناہوں کے عادی ہوں یا بدمذہبی کی طرف ان کا میلان ہو تو ان کی نرمی سے اصلاح کرے اور انہیں صلاح و تقوی اور عقیدہ حقہ کی طرف لایا جائے۔

تیسرے یہ کہ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے ان کے حقوق ادا کرے اور ان کی خدمت کرنے میں کسی قسم کی بھی کوتاہی نہ کرے۔

چوتھے یتامیٰ کے ساتھ ہمدردی و محبت سے پیش آئے۔ یتیم اس بچہ کو کہتے ہیں جس کے ماں باپ نہ ہوں۔ حضور نے فرمایا اَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ کَھَاتَیْنِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ میں اور یتیم کا کفیل بروز قیامت ساتھ رہیں گے۔ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے والے کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنے اس کے سر کے بال ہیں۔

پانچویں مسکین کی مدد کرنا۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس شام کے لیے بھی کھانے کو نہ ہو یعنی فقر و تنگ دستی نے اس کو ساکن کر دیا ہو۔

چھٹے لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آنا۔ بخندہ پیشانی ملنا۔ نیک بات نرمی و حسن سے کرنا ایسی بات جو سراپا نیکی ہو۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیک بات لوگوں کو بتلاتے رہو اور بری بات سے روکتے رہو۔

ساتویں نماز قائم رکھنا کہ یہ فرائض خدا سے ہے۔

آٹھویں زکوٰۃ دینا۔ اور

زکوٰۃ ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کی ملکیت پر سال گذر جانے کے بعد اس میں سے چالیسواں حصہ کسی مسلمان غریب، مسکین، یتیم، اسیر کو دینی فرض ہو جاتی ہے۔

اس کی حکمت یہ ہے کہ چالیس سال میں سابقہ مالداری غرباء میں تقسیم ہوتی رہے اور اس کی جدید کمائی اس کی ملکیت بنے۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ مسلمانوں کی کمائی مسلمانوں میں مشترک ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ پھر تم اپنے عہد سے بدل گئے مگر تم میں سے تھوڑے۔ اور تم منحرف تھے۔

یعنی یہودیوں عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھی تو اپنے عہد پر قائم رہے اور باقی سب بدل گئے اور یہ عہد شکنی

marfat.com

کے پرانے عادی تھے۔

شانِ نزول آیت کریمہ کا یہ ہے کہ۔

بنی اسرائیل سے توریت میں عہد لیا گیا تھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں گے۔

وطن سے نہ نکالیں گے۔

اور جو بنی اسرائیل کسی کی قید میں ہو اسے فدیہ دے کر چھڑا لیں گے۔

اس پر انہوں نے اقرار بھی کیا اور آپس میں اس عہد پر گواہ بھی ہوئے۔

لیکن بعد میں قائم نہ رہے اور بدل گئے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ نواحِ مدینہ میں دو فرقے سکونت پذیر تھے ایک بنی قریظہ، دوسرے بنی نضیر اور مدینہ میں دو فرقے اوس اور خزرج رہتے تھے ان میں باہمی حلف تھا یعنی یہ ایک دوسرے کے حلیف تھے۔

بنی قریظہ اوس کے حلیف تھے اور بنی نضیر خزرج کے یہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کرتے اور اپنے حلیف کے ساتھ ہو کر آپس میں شمشیر زنی کرتے چنانچہ بنو قریظہ بنو نضیر پر چڑھائی کرتے اور بنی نضیر بنی قریظہ کے قتل پر تیار رہتے حتیٰ کہ ان کے گھر ویران کر دیتے انہیں ان کے مساکن سے نکال دیتے۔

لیکن جب ان کی قوم کے لوگوں کو ان کے حلیف قید کر لیتے تو وہ انہیں مال فدیہ دے کر چھڑا لیتے یعنی اگر بنی نضیر کا کوئی شخص اوس کے ہاتھ قید ہو جاتا تو بنی قریظہ اس کو مالی معاوضہ دے کر رہا کرا لیتے، حالانکہ اگر وہی شخص لڑائی کے وقت ان کی زد میں آ جاتا تو اس کے قتل کرنے میں کبھی دریغ نہ کرتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ملامت کی گئی۔ اس لیے کہ وقت قتل تو قتل سے باز نہیں آتے اور قید ہو جانے کی صورت میں اپنا عہد سامنے رکھو۔ یہ بعض عہد پر ایمان اور بعض سے کفر کے مرادف ہے۔

آیت کریمہ سے مندرجہ ذیل مسائل نکلے۔

اول یہ کہ ظلم و عدوان پر کسی ظالم کی مدد کرنا بھی حرام ہے۔

دوسرے یہ کہ معاہدے کے خلاف کرنا حرام ہے۔

تیسرے یہ کہ حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے۔

چوتھے یہ کہ کتاب اللہ کے بعض کو ماننا اور بعض کو نہ ماننا کفر ہے۔

پانچویں یہ کہ انبیاء کرام میں سے ایک نبی کو ماننا اور دوسرے نبی کو نہ ماننے سے کفر سے نہیں بچ سکتا جیسے یہود کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مان کر حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہو کر کافر ہوئے۔ اس کی تشریح میں اس کے آگے ارشاد ہے۔

marfat.com

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنفُسَكُم مِّن دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ. اور جب ہم نے لے بنی اسرائیل تم سے عہد لیا کہ خون نہ کرو گے اپنوں کا اور اپنے لوگوں کو ان کی بستیوں سے نہ نکالو گے پھر تم نے اقرار کیا اور تم گواہ ہو۔

تَسْفِكُونَ کا مادہ سفک ہے جس کے معنی بہانا ہے محاورہ کے مطابق اس جملے کے معنی قتل کرنا ہے۔

اللہ تعالے نے یہودیوں سے دو مزید وعدے لیے تھے ایک تو یہ کہ وہ آپس میں خونریزی نہ کریں گے۔

دوسرے یہ کہ وہ جلاوطن نہ کریں گے کیونکہ قوم کا اجتماعی رعب ختم ہو جائے گا۔ مخالفوں کو موقع ملے گا اور وہ اپنا تسلط جما لیں گے۔

ثُمَّ أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِن يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ٥

پھر تم ہو کہ اپنوں کو قتل کرنے لگے اور اپنوں میں سے ایک گروہ کو ان کی بستیوں سے نکالتے ہو ان کے مخالف کی مدد کرتے ہو اور گناہ اور ظلم میں ان کی اعانت کرتے ہو اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو بدلہ دے کر چھڑا لیتے ہو اور انکا نکالنا تم پر حرام ہے کو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو کیا ہے اس کا بدلہ جو تم میں سے ایسا کرے مگر یہ کہ رسوا ہو دنیا میں اور بروز قیامت پھیرا جائے گا سخت عذاب کی طرف اور اللہ تعالے تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ گناہ اور ظلم سے۔ اثم کے معنی گناہ ہیں۔ آثم گنہ گار کو کہتے ہیں۔

عدوان کے لفظی معنی سرکشی اور بغاوت کے ہیں۔ اعتداء حد سے بڑھنے کو کہتے ہیں یہاں ظلم کے معنی میں استعمال ہوا ہے بنی اسرائیل باہم جو قتل و غارت کرتے تھے یہ سب کچھ محض گناہ و ظلم و ستم کے طور پر ہوتا تھا۔

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بنی اسرائیل کے دو قبیلے بنو نضیر اور بنو قریظہ جو مدینہ منورہ کے قریب رہتے تھے ان کی بھی عادت یہی تھی کہ ہمیشہ باہم جنگوں میں مصروف رہتے تھے۔ ساکنین مدینہ کے بھی دو قبیلے تھے اوس اور خزرج یہودیوں کا ایک قبیلہ مشرکوں کے ساتھ مل جاتا تھا اور دوسرا مشرکوں کے دوسرے جتھوں سے مل جاتا تھا پھر قتل و غارت باہمی ہوتی تھی۔

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے بارہ فرقوں میں سخت اختلاف پیدا ہوا ان کی بھی باہم خونریزیاں ہوئیں جس کے نتیجہ میں وہ برباد ہو گئے۔

marfat.com

ان اعمال کے بدلے دنیا کی تو یہ رسوائی ہوئی کہ بنی قریظہ سنہ ہجری میں ایک دن میں سات سو آدمی قتل کیے گئے اور بنی نضیر اس سے پہلے ہی جلا وطن کیے جا چکے تھے جو حلیفوں کی خاطر عہد الٰہی کی مخالفت کرتے رہے یہ اس کا وبال تھا۔ آگے ارشاد ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝

یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی کوئی مدد ہی کی جائے گی۔

بے راہ روی اور غلط کاریوں سے باز رکھنے والی صرف اللہ اور آخرت کا تصور ہے۔ یہود کی مذہبی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو آخرت پر ایمان ہی نہ رہا تھا۔

وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ۔ انہیں مدد نہ پہنچے گی۔ نصر کا مادہ انصار مدد کرنے والے ہیں یعنی اس عذاب سے رہائی کے لیے کسی طرف سے انہیں قطعاً مدد نہ پہنچے گی۔

وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کی اس سے عہد اقرار کرکے پھر گئے اور دین کو دنیاوی مفاد پر قربان کر دیا۔ دنیا کی عارضی لذتوں کی خاطر دین کو چھوڑ دیا ان کے لیے آخرت میں سخت ترین عذاب ہے مرنے کے بعد انسان کو نیک عمل ہی ساتھ دے سکتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۃ بقرہ پ١

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ۝

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور ہم نے ابن مریم کو کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس سے اس کی مدد کی تو کیا جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول وہ حکم لائے جو تمہاری دلی خواہش نہیں تھی تو تم نے تکبر کیا تو ان نبیوں میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو قتل کرتے ہو۔

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ ۝

اور یہودی بولے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں، بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کی وجہ سے تو ان میں تھوڑے ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

marfat.com

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۚ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝

اور جب ان کے پاس آئی کتاب اللہ کے پاس سے اس کی تصدیق کرنے والی جو ان کے پاس ہے توریت اور اس سے پہلے وہ ان کے وسیلے سے (یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب وہ آئے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس جانے پہچانے ہوئے تو ان سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَن يُنَزِّلَ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

کتنے برے مولوں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ اللہ کے اتارے سے منکر ہوں اس سے کہ اللہ اتارے اپنے فضل سے جس پر چاہے وحی اتارے تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے اور کافروں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنبِيَاءَ اللَّهِ مِن قَبْلُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

اور جب کہا جائے ان سے کہ اللہ کے اتارے پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں جو ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے ہیں اور باقی سے منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے ان کے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتا ہوا تم فرماؤ کہ پھر نبیوں کو کیوں شہید کیا جو پہلے آئے اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا۔

وَلَقَدْ جَاءَكُم مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ ۝

اور بے شک آیا موسیٰ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر پھر تم نے اس کے بعد بچھڑا معبود بنا لیا اور تم ظالم اور مشرک تھے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا ۖ قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۚ قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُم بِهِ إِيمَانُكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

اور یاد کرو جب ہم نے تم سے عہد لیا اور کوہ طور تمہارے اوپر بلند کیا لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے اور سنو۔ بولے ہم نے سنا اور نہ مانا اور رچ گیا ان کے دلوں میں بچھڑا ان کے کفر کے سبب تم فرماؤ کیا برا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر ایمان رکھتے ہو۔

قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِندَ اللَّهِ

فرماؤ اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لیے ہو

marfat.com

خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝
وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝
وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۝ وَمِنَ
الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۝ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ
اَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ
اَنْ يُّعَمَّرَ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

نہ اوروں کے لیے تو موت کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو۔

اور ہرگز کبھی موت کی آرزو نہ کریں گے اپنی بداعمالیوں کے سبب جو کرچکے ہیں اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے۔

اور یقیناً آپ انہیں پائیں گے لوگوں سے زیادہ حریص جینے پر اور مشرکوں سے ایک ایک محبوب رکھتا ہے کہ کسی طرح عمر پائے ہزار برس اور وہ جینا اسے عذاب سے دور نہ کرے گا اور اللہ ان کی کرتوت دیکھ رہا ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بیشک	اٰتَيْنَا۔ دی ہم نے	مُوْسَى۔ موسیٰ کو
الْكِتٰبَ۔ کتاب	وَ۔ اور	قَفَّيْنَا۔ پے درپے بھیجے ہم نے	مِنْ بَعْدِهٖ۔ اس کے بعد
بِالرُّسُلِ۔ رسول	وَ۔ اور	اٰتَيْنَا۔ دیں ہم نے	عِيْسَى۔ عیسیٰ
ابْنَ۔ بیٹے	مَرْيَمَ۔ مریم کو	الْبَيِّنٰتِ۔ کھلی نشانیاں	وَ۔ اور
اَيَّدْنٰهُ۔ تائید کی اس کی	بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ جبریل سے۔		اَفَكُلَّمَا۔ تو کیا جب
جَآءَكُمْ۔ آئے تمہارے پاس	رَسُوْلٌ۔ رسول	بِمَا۔ اس کے ساتھ جو	فَ۔ تو
تَهْوٰى۔ چاہتے تھے	اَنْفُسُكُمُ۔ تمہارے نفس	اسْتَكْبَرْتُمْ۔ تو تکبر کیا تم نے	فَفَرِيْقًا۔ تو ایک گروہ کو
كَذَّبْتُمْ۔ تم نے جھٹلایا	وَ۔ اور	فَرِيْقًا۔ ایک گروہ کو	تَقْتُلُوْنَ۔ شہید کرتے ہو
وَ۔ اور	قَالُوْا۔ بولے	قُلُوْبُنَا۔ ہمارے دلوں پر	غُلْفٌ۔ پردے ہیں
بَلْ۔ بلکہ	لَّعَنَهُمُ۔ لعنت کی ان پر	اللّٰهُ۔ اللہ نے	بِكُفْرِهِمْ۔ ان کے کفر کے سبب
فَقَلِيْلًا۔ تو تھوڑے ہیں	مَّا۔ جو	يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں	وَ۔ اور
لَمَّا۔ جب	جَآءَهُمْ۔ آئی ان کے پاس	كِتٰبٌ۔ کتاب	مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ اللہ کے
پاس سے	مُصَدِّقٌ۔ تصدیق کرتی	لِّمَا۔ اس کی	مَعَهُمْ۔ جو ان کے ساتھ ہے
وَ۔ اور	كَانُوْا۔ تھے وہ	مِنْ قَبْلُ۔ اس سے قبل	يَسْتَفْتِحُوْنَ۔ فتحیابی مانگتے

marfat.com

عَلَی۔ اوپر	اَلَّذِیْنَ۔ انکے جو	کَفَرُوْا۔ کفر کرنیوالے تھے	فَلَمَّا۔ تو جب
جَآءَھُمْ۔ آیا انکے پاس	مَّا۔ وہ	عَرَفُوْا۔ جانا پہچانا	کَفَرُوْا۔ منکر ہوئے
بِہٖ۔ اس کے	فَلَعْنَۃُ۔ تو لعنت ہے	اللّٰہِ۔ اللہ کی	عَلَی۔ اوپر
الْکٰفِرِیْنَ۔ منکروں کے	بِئْسَمَا۔ کس برے داموں	اشْتَرَوْا۔ خریدا	بِہٖ۔ انہوں نے
اَنْفُسَھُمْ۔ اپنی جان کو	اَنْ۔ اس سے	یَّکْفُرُوْا۔ کہ کفر کریں	بِمَا۔ اسکے ساتھ
اَنْزَلَ۔ جو نازل کیا	اللّٰہُ۔ اللہ نے	بَغْیًا۔ حسد کرتے جلن میں	اَنْ۔ اس سے کہ
یُّنَزِّلَ۔ نازل کیا	اللّٰہُ۔ اللہ نے	مِنْ فَضْلِہٖ۔ اپنے فضل سے	عَلٰی۔ اوپر
مَنْ۔ جس کے	یَّشَآءُ۔ چاہے	مِنْ عِبَادِہٖ۔ اپنے بندوں سے	فَبَآءُوْ۔ تو سزاوار ہوگئے
بِغَضَبٍ۔ غضب کے	عَلٰی۔ اوپر	غَضَبٍ۔ غضب کے	وَ۔ اور
لِلْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کیلئے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے	مُّھِیْنٌ۔ ذلت کا	وَ۔ اور
اِذَا۔ جب	قِیْلَ۔ کہا جائے	لَھُمْ۔ ان سے	اٰمِنُوْا۔ ایمان لاؤ
بِمَا۔ اس پر جو	اَنْزَلَ۔ نازل کیا	اللّٰہُ۔ اللہ نے	قَالُوْا۔ کہتے ہیں
نُؤْمِنُ۔ ایمان لائے ہم	بِمَا۔ اس پر جو	اُنْزِلَ۔ نازل ہوا	عَلَیْنَا۔ ہم پر
وَ۔ اور	یَکْفُرُوْنَ۔ منکر ہیں	بِمَا۔ اس کے جو	وَرَآءَہٗ۔ علاوہ ہے اسکے
وَ۔ اور	ھُوَ۔ وہ	الْحَقُّ۔ حق ہے	مُصَدِّقًا۔ تصدیق کرنیوالا
لِّمَا۔ اس کا جو	مَعَھُمْ۔ ان کے ساتھ ہے	قُلْ۔ فرمادو تو	فَلِمَ۔ کس لیے
تَقْتُلُوْنَ۔ قتل کیا تم نے	اَنْۢبِیَآءَ اللّٰہِ۔ اللہ کے نبیوں کو		مِنْ قَبْلُ۔ اس سے پہلے
اِنْ۔ اگر	کُنْتُمْ۔ تھے تم	مُّؤْمِنِیْنَ۔ ایمان لانے والے	وَ۔ اور
لَقَدْ۔ بیشک	جَآءَکُمْ۔ آئے تمہارے پاس	مُّوْسٰی۔ موسیٰ	بِالْبَیِّنٰتِ۔ کھلی نشانیاں لیکر
ثُمَّ۔ پھر	اتَّخَذْتُمُ۔ پکڑا تم نے	الْعِجْلَ۔ بچھڑا	مِنْۢ بَعْدِہٖ۔ اس کے بعد
وَ۔ اور	اَنْتُمْ۔ تم	ظٰلِمُوْنَ۔ ظالم مشرک تھے	وَ۔ اور
اِذْ۔ جب	اَخَذْنَا۔ لیا ہم نے	مِیْثَاقَکُمْ۔ عہد تمہارے	وَ۔ اور
رَفَعْنَا۔ اونچا کیا ہم نے	فَوْقَکُمُ۔ تم پر	الطُّوْرَ۔ طور کو	خُذُوْا۔ لو
مَآ۔ جو	اٰتَیْنٰکُمْ۔ ہم نے تمہیں دیا	بِقُوَّۃٍ۔ زور سے	وَّ۔ اور
اسْمَعُوْا۔ سنو	قَالُوْا۔ بولے	سَمِعْنَا۔ ہم نے سنا	وَ۔ اور

marfat.com

عَصَيْنَا - نہ مانا	وَ - اور	اُشْرِبُوْا - رچ بچ گئی	فِیْ قُلُوْبِهِمْ - ان کے دلوں میں
الْعِجْلَ - بچھڑا	بِكُفْرِهِمْ - بوجہ ان کے کفر کے	قُلْ - کہہ	بِئْسَمَا - برا ہے وہ جو
يَأْمُرُكُمْ - حکم دیتا ہے تمہیں	بِهٖ - اس کا	اِيْمَانُكُمْ - تمہارا ایمان	اِنْ - اگر
كُنْتُمْ - ہوتے تم	مُؤْمِنِيْنَ - ایمان لانے	قُلْ - کہو	اِنْ - اگر
كَانَتْ - ہے	لَكُمُ - تمہارے لیے	الدَّارُ - گھر	الْاٰخِرَةُ - آخرت کا
عِنْدَ - نزدیک	اللّٰهِ - اللہ کے	خَالِصَةً - مخصوص	مِّنْ دُوْنِ - سوائے
النَّاسِ - لوگوں کے	فَتَمَنَّوُا - تو تمنا کرو	الْمَوْتَ - موت کی	اِنْ - اگر
كُنْتُمْ - ہو تم	صٰدِقِيْنَ - سچوں میں	وَ - اور	لَنْ - ہرگز نہ
يَّتَمَنَّوْهُ - تمنا کریں گے	اَبَدًا - کبھی	بِمَا - بسبب اس کے	قَدَّمَتْ - جو آگے کر چکے ہیں
اَيْدِيْهِمْ - ان کے ہاتھ	وَ - اور	اللّٰهُ - اللہ	عَلِيْمٌ - جانتا ہے
بِالظّٰلِمِيْنَ - ظالموں کو	وَ - اور	لَتَجِدَنَّهُمْ - یقیناً پائیں گے آپ انہیں	
اَحْرَصَ - زیادہ حریص	النَّاسِ - لوگوں میں	عَلٰى - اوپر	حَيٰوةٍ - زندہ رہنے کے
وَ - اور	مِنَ الَّذِيْنَ - ان میں سے وہ	اَشْرَكُوْا - جو شرک ہیں	يَوَدُّ - محبوب رکھتے ہیں
اَحَدُهُمْ - ایک ان کے	لَوْ - اگر	يُعَمَّرُ - زندہ رہیں	اَلْفَ - ہزار
سَنَةٍ - سال	وَ - اور	مَا - نہیں	هُوَ - وہ
بِمُزَحْزِحِهٖ - علیحدہ ہو سکتے	مِنَ الْعَذَابِ - عذاب سے	اَنْ - اگر	يُّعَمَّرَ - زندہ رہیں
وَ - اور	اللّٰهُ - اللہ	بَصِيْرٌ - دیکھنے والا	بِمَا - ان کے
يَعْمَلُوْنَ - کرتوت۔			

مختصر تفسیر اردو گیارہواں رکوع سورہ بقرہ پ ۱

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ - اور بیشک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا کی۔

اس کتاب سے توریت شریف مراد ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے تمام عہد مذکور تھے جس میں سب سے اہم یہ تھے کہ ہر زمانہ کے پیغمبروں کی اطاعت کرنا ان پر ایمان لانا۔ ان کی تعظیم و توقیر کے معاملہ میں کوئی مرحلہ فروگذاشت نہ کرنا۔

وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ - اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے۔

marfat.com

بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تک انبیاء کا سلسلہ جاری رہا جن میں مشہور نبی یہ ہیں۔ حضرت یوشع حضرت داؤد۔ حضرت زکریا حضرت حزقیل۔ شمعون۔ سلیمان حضرت ایوب حضرت شعیا حضرت ارمیا و حضرت عزیر حضرت عیسیٰ حضرت الیاس۔ حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل میں سب سے آخری نبی ہیں ان کے بعد نبوت بنی اسمٰعیل میں منتقل ہو گئی۔

تَقْفِیَنَا۔ یہ لفظ قفا سے ہے اسم کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اس وقت یہ پشت کے معنی دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جو انبیاء آتے رہے ان کی تعداد چار ہزار بیان کی گئی ہے یہ سب کے سب شریعت موسوی کے محافظ اور اس کے احکام جاری کرنے والے تھے اور چونکہ خاتم الانبیاء سید الاصفیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کسی کو نہیں مل سکتی۔ اس لیے حضور کے بعد شریعت محمدیہ کی حفاظت و اشاعت ربانی علماء ملت کو عطا ہوئی۔

یہاں اس مسئلہ کو حسب موقعہ مختصراً سمجھ لینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جماعت مرتدہ مرزائیہ عام طور پر عوام میں یہ مغالطہ پھیلاتی ہے کہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ قرآن کریم میں وارد ہے اور خاتم مہر کے معنی میں آتا ہے۔

اس کا اول تو جواب حدیث نبوی سے مسکت ہمارے سامنے ہے کہ حضور نے فرمایا اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ لَا نَبِیَّ میں لا نفی جنس ہے اور یہ وہی لا ہے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں ہے۔

سرور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے گنجائش تاویل ہی نہ چھوڑی خاتم کے معنی لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کر دئے تو اب کسی قسم کے قیل و قال محض موشگافی اور بے ایمانی ہی ہو سکتی ہے۔

اس کے علاوہ عربی لغت کا فیصلہ عربی لغات کے ذریعہ پر موقوف ہے۔ منتہی الارب۔ قاموس۔ صراح تاج العروس سب نے لکھا اَلْخَاتَمُ وَالْخَاتِمُ مَا یُخْتَمُ بِہٖ۔ خاتَم خاتِم دونوں طرح اسی معنی میں آتا ہے جس پر کوئی شے ختم ہو جائے۔

بلکہ بعض نے تو مَا یُخْتَمُ بِہِ النُّبُوَّۃُ بھی لکھ دیا ہے۔ پھر قرآن کریم کا قاعدہ بیان اتنا واضح ہے کہ جہاں ختم کو بمعنی مہر لایا گیا ہے وہاں علیٰ ضرور آیا ہے اور جہاں آخر کے معنی لیے گئے وہاں علیٰ قطعاً نہیں۔

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ یہاں ختم کے ساتھ علیٰ موجود ہے اس لیے کہ یہاں مہر کے معنی میں مادہ ختم لایا گیا اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاہِہِمْ یہاں بھی علیٰ اس لیے لایا گیا کہ ختم بمعنے مہر لیا گیا وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ میں علیٰ اسی لیے نہیں آیا کہ یہاں مہر کے معنی نہیں بلکہ آخر کے معنی مقصود ہیں۔ اس کے علاوہ بکثرت احادیث سے یہ

marfat.com

ہمارے دعویٰ کی موید ہیں آگے ارشاد ہے۔

وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح سے اس کی مدد کی۔

اَلْقُدُس یعنی طہارت، پاکی، قدس، پاک سے مراد اللہ تعالے ہے۔ تعظیم کے لیے اپنی ذات کی طرف نسبت فرمایا جیسے بیت اللہ۔ اللہ کا گھر۔ ناقۃ اللہ۔ اللہ کی اونٹنی۔

دوسری وَنَفَخْنَا فِیْہِ مِنْ رُّوْحِنَا۔ پھونکا اس میں ہم نے اس میں روح اپنی سے۔ یا روح کی اضافت القدس کی طرف ایسی ہے جیسے حاتم الجود۔ حاتم سخاوت کا۔ حاتم کی اضافت جود کی طرف ہے۔ اسی طرح القدس، پاکی صفت روح کی ہوگی حضرت جبریل اور عیسیٰ علیہما السلام کو ان کے معصوم اور پاک ہونے کی وجہ سے پاک فرمایا گیا حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ولادت کے وقت شیطان سے پاک رکھا۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بچہ اولاد آدم میں پیدا ہوتا ہے اسے ولادت کے وقت شیطان چھوتا ہے سوائے مریم اور اس کے بیٹے کے کہ وہ دونوں محفوظ رہے (بخاری مسلم)

اور نشانیوں سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے ہیں جیسے اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ اندھے کو سوانکھا کر دیتا ہوں اور کوڑھی کو تندرست اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

یا بینات سے مراد انجیل ہے۔

اور روح القدس سے مراد حضرت روح الامین ہیں کہ وہ اجسام خاک نہیں۔ بلکہ اجسام نور ہیں۔ روحانی ہیں وحی لاتے ہیں جس سے قلوب کی حیات ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کے عہد میں رہنے پر مامور تھے۔ آپ ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ اس وقت تک حضرت جبریل سفر حضر میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوئے تائید روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل میں ایک فضیلت جلیلہ ہے۔

سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں حضور کے بعض امتیوں کو بھی تائید روح القدس میسر ہوئی صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے جب مسجد نبوی میں منبر بچھایا جاتا اور آپ اس پر حضور کی نعت کرتے تو ان کے لیے حضور فرماتے اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اے اللہ حسان کی روح القدس سے مدد فرما۔

اَفَکُلَّمَا جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَھْوٰی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ۔ تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آیا جو تمہارے نفس کی خواہش کے خلاف تھا تو تم نے تکبر کیا اور ان انبیاء کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ انبیاء کو شہید کیا۔

marfat.com

انبیاء کرام کے احکام اپنی خواہشوں کے خلاف پاتے تو سرے سے نبیوں ہی کی مخالفتیں شروع کر دیں اور موقع پا کر بہت انبیاء کرام شہید کر ڈالے حضرت شعیب حضرت زکریا اور بہت سے انبیاء کرام کو شہید کر دیا۔ سید انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے درپے رہے کبھی آپ پر جادو کیا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر کسی نے جادو کیا حتی کہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ آپ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ فلاں کام کیا ہے یا نہیں ایک روز بارگاہ ایزدی میں دعا فرمائی پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے عائشہ معلوم ہے کہ میں نے بارگاہ ایزدی میں جو دعا کی تھی اس سے مجھے معلوم ہو گیا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا بات ہے؟

فرمایا میرے پاس دو شخص آئے ایک میرے سرہانے بیٹھا اور دوسرا پائنتی پھر ایک نے دوسرے سے دریافت کیا تو دوسرے نے جواب دیا کہ لبید بن عاصم یہودی نے ایک کنگھی اور کچھ بالوں اور کھجور کے پھل کے غلاف میں جادو کیا ہے اور وہ جادو ذروان میں ہے۔

رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس کنوئیں پر تشریف لائے اور ان چیزوں کو نکلوایا اللہ تعالے نے صحت عطا فرمائی۔

اور کبھی زہر دیا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیبر کے یہودیوں نے ایک بکری زہر آلود کر کے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک ٹکڑا اٹھایا جو دست کا تھا اور کھانا شروع کیا چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ہمراہ تھے جب کچھ کھا لیا تو حضور نے فرمایا کہ کھانے سے سب ہاتھ اٹھا لو اور ان یہودیوں کو بلوا بھیجا جب وہ آئے تو دریافت فرمانے پر انہوں نے اعتراف کر لیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ زہر ہم نے اس لیے ملایا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو آپ کو کچھ نقصان نہ ہوگا ورنہ ہم آپ سے بچ جائیں گے۔

شافع محشر نے ان کا قصور معاف فرما دیا اور سزا نہیں دی اور صحابہ میں جس جس نے کھایا تھا وہ وفات پا گئے

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وصال کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے اے عائشہ خیبر میں جو زہر آلود کھانا کھایا تھا اس کا اثر اب تک محسوس ہو رہا ہے (بخاری)

اور اس کے علاوہ بھی انواع و اقسام کے فریب قتل کے لیے کیے لیکن اللہ تعالے کا وعدہ تھا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اے محبوب تیرا عاصم و محافظ لوگوں سے اللہ ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ۔ اور یہودی بولے ہمارے دلوں

marfat.com

پھر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

یہ جملہ یہود نے استہزاءً کہا تھا۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ حضور کی ہدایت کو ان کے دلوں تک راہ نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس استہزاء یعنی لفظ غلف کا جواب دیا۔ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ۔ پردے نہیں پڑے ہیں بلکہ وہ ہماری رحمت سے دور ہو گئے ہیں۔ اپنی سرکشی اور کفر کی وجہ سے۔ بندہ دل تو اللہ تعالیٰ نے فطرت پر پیدا فرمایا ہے۔ ان میں قبول حق کی استعداد ہے یہ سرکشی اور ہٹ دھرمی ان کے کفر کی شامت ہے کہ انہوں نے سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتراف کرنے کے بعد انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی اور جس پر لعنت ہو وہ رحمت سے محروم ہو جاتا ہے اور جو رحمت حق سے محروم ہو وہ یقیناً قبول کی نعمت سے محروم ہے اور تھوڑے ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

یہاں فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ بیان فرمایا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ اللہ نے مہر کر دی ہے ان پر ان کے کفر کی وجہ سے۔ تو وہ ایمان نہ لائیں گے مگر تھوڑے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور اوصاف کا بیان مفصل قرآن پاک میں آگیا اور توریت میں بھی موجود ہے کما فی تفسیر کبیر و خازن

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود کہا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ یعنی الٰہی ہمیں نبی امی کے صدقے میں فتح و نصرت عطا فرما۔

يَسْتَفْتِحُوْنَ۔ فتح مانگتے تھے۔ یہ لفظ فتح سے نکلا۔

نبی آخر الزمان رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت سے قبل یہودی جب مدینہ والوں سے شکست کھاتے تو اس وقت آنے والے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے فتح و نصرت مانگا کرتے تھے اس سے چند فائدے ظاہر ہوئے۔

۱:۔ یہ کہ مقبولان حق کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔

۲:۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے قبل دنیا میں دنیا پر حضور کی تشریف آوری کا شہرہ تھا اور اس وقت بھی حضور کے وسیلہ

marfat.com

سے علم کی حاجت روائی ہوتی تھی۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ۔ جب حضور کی بعثت ہوئی تو یہود جانتے تھے کہ یہ وہی ہستی مقدس ہے جس کے وسیلہ سے ہم ان کی تشریف آوری سے قبل ان کا وسیلہ کرا کر فتح طلب کرتے تھے۔ مَا عَرَفُوْا میں ما موصولہ ہے یہ اس لیے ما آیا کہ توریت کے ذریعہ تمام یہود جان چکے تھے کہ نبی آخر الزمان خاتم النبیین حضور ہی ہیں۔ لیکن ان کا انکار محض حسد و عناد اور جاہ و ریاست کی وجہ سے تھا تو اس حسد کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ تو اللہ کی لعنت یعنی رحمت سے محرومی منکروں کے لیے ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ کس برے داموں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ اللہ کے نازل کیے ہوئے سے منکر ہوئے اس جلن اور حسد سے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہے وحی اتارے تو بھاگیا ان پر غضب پر غضب یعنی غضب الٰہی کے سزاوار ہو گئے اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

تفسیر:۔ یہ ایک فطری چیز ہے کہ انسان اپنی جان کی خلاصی کے لیے وہی کچھ کرنا چاہتا ہے جس سے اسے امید رہائی ہو۔ یہود نے ذرا کچھ سوچ کر انکار کیا تاکہ ان کی قوم میں ان کا وقار رہتا ہے اور یہ خیال نہ کیا کہ دنیا کی عزت چند روزہ ہے۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وعدہ الٰہی ہے کہ انجام کار کی بھلائی تقویٰ والوں کو ہے مگر انہوں نے دنیا کو مقدم کر کے اس برے سودے میں پڑ گئے اور اللہ کے نبی اور اس کی کتاب کے منکر ہو گئے جو خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ کے مصداق بن کر غضب دنیا اور غضب آخرت میں پھنس گئے اور ذلت کے عذاب کا وعید ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا وہ یہ چاہتے ہی رہے کہ ختم نبوت کا منصب بنی اسرائیل ہی میں سے کسی کو ملتا۔ جب دیکھا کہ وہ محروم رہے اور یہ شرف بنی اسمٰعیل کو ملا اور منصب خاتمیت سے نوازے گئے تو حسب عادت حسد کرنے لگے حتیٰ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا انکار کر دیا تو انواع و اقسام کی ذلت والے عذاب کے مستحق ہوئے آگے ارشاد ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۚ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے نازل کیے پر ایمان لاؤ یعنی قرآن کریم اور تمام وہ کتابیں اور صحائف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے سب پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اترا یعنے صرف اور صرف توریت۔ اور باقی سے انکار کرتے ہیں۔ یہ محض توریت پر ایمان لانے کا دعویٰ غلط ہے اس لیے کہ قرآن

marfat.com

بلکہ جو توریت کا مصدق ہے اس کا انکار یقیناً توریت کا انکار ہے یا آگے ہُوَ الْحَقُّ وہ قرآن حق ہے اور انکے پاس والی کتاب یعنی توریت کی تصدیق فرماتا ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۔ اے محبوب آپ فرمائیں اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو توریت کی حمایت تو کئی ہزار انبیاء کرتے تھے تو پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا اگر تم اپنی کتاب توریت پر ایمان رکھتے تھے۔

معلوم ہوا یہ دعویٰ بھی تمہارا غلط ہے محض تمہاری بکواس اور بیہودہ سرائی ہے۔ درحقیقت تمہارا ایمان صرف اور صرف اپنی خواہشات نفسانیہ پر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ۔ اور بے شک تمہارے پاس موسیٰ علیہ السلام کھلی نشانیاں لے کر تشریف لائے پھر تم نے اس کے بعد یعنی ان کے کوہ طور پر چلے جانے کے بعد بچھڑا پوجنا شروع کر دیا اور تم ظالم تھے یعنی مشرک۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۔

اور یاد کرو جب ہم نے تم سے عہد لیا توریت پر عمل کرنے کا تو تم نے وہ عہد بھی پورا نہ کیا آخر کوہ طور بذریعہ جبریل تمہارے سروں پر بلند کیا اور حکم دیا کہ لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے اور سنو تو بجائے اس کے کہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اس میں بھی ان کی تکذیب ہے کہ شریعت موسوی کے ماننے کا دعویٰ بھی جھوٹا ہے اگر تم مانتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور ید بیضا وغیرہ کھلی نشانیوں کے دیکھنے کے بعد بچھڑا ہرگز نہ پوجتے بلکہ وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ ان کے دلوں میں بچھڑا رچ رہا تھا ان کے کفر کے سبب اے محبوب فرما دو کیا برا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان جو خالص کفر ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو یہ سچا ایمان کیسے ہو سکتا ہے۔ آگے پھر انہیں کا رد ہے ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۔ تم فرماؤ اگر پچھلا گھر یعنی جنت اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لیے ہے اوروں کے لیے نہیں تو بھلا ہمت کر کے موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو۔

تفسیر:۔ یہود کے باطل تخیل و توہم میں سے یہ بھی تھا کہ جنت خاص انہی کے لیے ہے چنانچہ اس کا رد فرمایا گیا اور ارشاد ہوا اگر تمہارے زعم باطل میں جنت تمہارے لیے خاص ہے اور آخرت کی طرف سے تم مطمئن ہو تمہیں کسی عمل کی ضرورت نہیں ہے تو یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ جنتی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیوی نعمتیں بھی مصیبت ہیں

marfat.com

لہٰذا یہاں کی مصیبتیں کیوں برداشت کرتے ہو۔ جلدی موت کی تمنا کرو تاکہ تمہیں تمہارے زعم کے مطابق راحت حاصل ہو جائے اور اگر تم نے موت کی دعا نہ کی تو اس میں تمہارے جھوٹا ہونے کا ثبوت ہے چنانچہ حدیث میں حضور نے فرمایا اگر یہودی اس مطالبہ پر موت کی دعا کرتے تو یقیناً روئے زمین پر ایک یہودی نہ رہتا سب ہلاک ہو جاتے مگر خود ہی فرمایا جاتا ہے کہ ان کی یہ ہمت ہرگز نہیں کہ تمنائے موت کریں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کا تحفہ موت ہے۔

حضرت حبان بن اسود فرماتے ہیں کہ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے نہ اس کی دعا کرے کیونکہ موت آنے کے بعد آدمی کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور مومن کی عمر خیر و نیکی ہی بڑھاتی ہے۔ (مسلم)

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ۔ اور ہرگز موت کی آرزو نہ کریں گے ان کی بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے ہیں یہ غیبی خبر ہے جو قرآن نے دی کہ باوجود عناد اور شدید حسد و عناد کے خدائی مطالبہ پر وہ ہرگز یہ جرأت نہ کریں گے کہ تمنائے موت کا لفظ بھی زبان پر لائیں چنانچہ موت کی تمنا کی جرأت کسی بھی یہودی کو نہ ہوئی آگے فرمایا وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ۔ اللہ مشرکوں ظالموں کو خوب جانتا ہے پھر ان کے مخبوں کا نقشہ کھینچا گیا۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ۔

بے شک تم ضرور انہیں پاؤ گے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی حرص رکھتے ہیں اور مشرکوں سے ہر ایک تمنا کرتا ہے کہ کہیں ہزار برس جیے۔ حالانکہ لمبی عمر کا پانا عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ اور اللہ ان کے کرتوت دیکھ رہا ہے۔

چنانچہ حضور سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم موت کی محبت اور لقاء الٰہی کا شوق اس قدر دل میں رکھتے تھے کہ اس سنت کے اتباع میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہر نماز کے بعد یہ دعا فرمایا کرتے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَفَاةً فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ۔ یا رب مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے شہر میں وفات نصیب کر۔

پھر علاوہ تمام صحابہ اور بالخصوص شہداء بدر و احد اور اصحاب بیعت رضوان کو موت فی سبیل اللہ سے محبت تھی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے لشکر کفار کے سردار رستم بن فرخ زاد کے پاس جو نامہ بھیجا اس میں تحریر فرمایا تھا اِنَّ مَعِيَ قَوْمًا يُحِبُّوْنَ الْمَوْتَ كَمَا يُحِبُّ الْاَعَاجِمُ الْخَمْرَ۔ میرے ساتھ ایسی قوم ہے جو موت کو اتنا محبوب رکھتی ہے جتنا عجمی شراب کو۔

marfat.com

نشان مرد مومن با تو گویم !
چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ میں مجوسیوں کے اخلاق کی طرف اشارہ ہے وہ آپس میں تحیت وسلام کے موقع پر "زہ ہزار و ہزار برس جیو" کی دعا دیا کرتے تھے۔ تو یہودی مجوسی گبر ترسا یہ سب اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَیٰوۃٍ ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پارہ ۱ بارھواں رکوع سورۃ بقرہ پ ۱

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔

تم فرما دو جو کوئی جبریل کا دشمن ہو تو اس نے تمہارے دل پر قرآن اتارا اللہ کے حکم سے تمہارے آگے کی کتابوں کی تصدیق کرتا اور ہدایت اور بشارت مومنوں کو

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔

جو کوئی دشمن ہو اللہ کا اور فرشتوں کا اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ۔

اور بے شک ہم نے تمہاری طرف نازل فرمائیں روشن آیتیں اور ان کے منکر نہ ہوں گے مگر بے حکمے فاسق لوگ۔

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔

اور کیا جب کبھی عہد کرتے ہیں تو ان میں کا ایک فریق اسے پھینک دیتا ہے۔ بلکہ ان میں اکثر وہ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

اور جب ان کے پاس آیا کوئی رسول اللہ کے پاس سے ان کے ساتھ والی کتابوں کی تصدیق کرتا تو پھینکا کتاب والوں کے ایک فریق نے اللہ کی کتاب کو پس پشت گویا وہ جانتے ہی نہیں۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۤ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا

اور پیرو ہوئے اس کے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان میں اور سلیمان نے کفر نہ کیا لیکن شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور وہ جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اترا اور وہ دونوں فرشتے

marfat.com

يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۞

کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو آزمائش ہیں اپنا ایمان ضائع کرکے کافر نہ ہو۔ تو ان سے وہ سیکھتے ہیں جس سے جدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں اور وہ ضرر نہیں پہنچا سکتے اس سے کسی کو مگر خدا کے اذن سے اور وہ سیکھتے ہیں وہ جو انہیں نقصان دے گا نفع نہ دے گا اور بیشک ضرور انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا نہیں ہے اس کے لیے آخرت میں حصہ اور بے شک کیا بری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانیں بیچیں کہیں انہیں علم ہوتا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۞

اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو اللہ کے پاس وہ ثواب لیتے بہت اچھا۔ کاش، انہیں کسی طرح علم ہوتا۔

لفظی ترجمہ

قُلْ۔ تم فرما دو	مَنْ۔ جو کوئی	كَانَ۔ ہو	عَدُوًّا۔ دشمن
لِّجِبْرِيْلَ۔ جبریل کا	فَاِنَّهٗ۔ تو اس نے تو	نَزَّلَهٗ۔ نازل کیا	عَلٰى۔ اوپر
قَلْبِكَ۔ دل تمہارے کے	بِاِذْنِ۔ ساتھ حکم	اللّٰهِ۔ اللہ کے	مُصَدِّقًا۔ تصدیق کرتا
لِّمَا۔ اس کو	بَيْنَ يَدَيْهِ۔ جو اس کے آگے ہے		وَ۔ اور
هُدًى۔ ہدایت	وَّ۔ اور	بُشْرٰى۔ بشارت	لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں کے لیے
مَنْ۔ جو کوئی	كَانَ۔ ہو	عَدُوًّا۔ دشمن	لِّلّٰهِ۔ اللہ کا
وَ۔ اور	مَلٰٓئِكَتِهٖ۔ اس کے فرشتوں کا	وَ۔ اور	رُسُلِهٖ۔ اس کے رسولوں کا
وَ۔ اور	جِبْرِيْلَ۔ جبریل کا	وَ۔ اور	مِيْكٰىلَ۔ میکائیل کا
فَاِنَّ۔ تو بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	عَدُوٌّ۔ دشمن ہے	لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کا
وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک	اَنْزَلْنَآ۔ اتارا	اِلَيْكَ۔ تمہاری طرف

marfat.com

اٰیٰتٍ۔ آیتوں	بَیِّنٰتٍ۔ روشن کو	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
یَکْفُرُ۔ منکر	بِھَا۔ اس کے	اِلَّا۔ مگر	اَلْفٰسِقُوْنَ۔ بے حکم فاسق
اَوَ۔ کیا	کُلَّمَا۔ جب کبھی وہ	عٰھَدُوْا۔ عہد کرتے ہیں	عَھْدًا۔ کوئی عہد
نَبَذَہٗ۔ پھینک دیتا ہے	فَرِیْقٌ۔ ایک فریق	مِّنْھُمْ۔ ان سے	بَلْ۔ بلکہ
اَکْثَرُھُمْ۔ اکثر انکے	لَا۔ نہیں	یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان والے	وَ۔ اور
لَمَّا۔ جب	جَآءَھُمْ۔ آیا ہے انکے پاس	رَسُوْلٌ۔ کوئی رسول	مِّنْ عِنْدِ۔ پاس سے
اللّٰہِ۔ اللہ کے	مُصَدِّقٌ۔ تصدیق کرتا	لِّمَا۔ اس کی	مَعَھُمْ۔ جو انکے پاس ہے۔
نَبَذَ۔ پھینک دیتا ہے	فَرِیْقٌ۔ ایک فریق	مِّنَ الَّذِیْنَ۔ ان کا جنہیں	اُوْتُوا۔ دی گئی
اَلْکِتٰبَ۔ کتاب	کِتٰبَ اللّٰہِ۔ اللہ کی کتاب	وَرَآءَ۔ پیچھے	ظُھُوْرِھِمْ۔ اپنی پشت کے
کَاَنَّھُمْ۔ گویا کہ	لَا۔ نہیں	یَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	وَ۔ اور
اتَّبَعُوْا۔ پیرو ہوئے	مَا۔ اس کے جو	تَتْلُوا۔ پڑھتے ہیں	الشَّیٰطِیْنُ۔ شیطان
عَلٰی۔ اوپر	مُلْکِ۔ سلطنت	سُلَیْمٰنَ۔ سلیمان کے	وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	کَفَرَ۔ کفر کیا	سُلَیْمٰنُ۔ سلیمان نے	وَ۔ اور
لٰکِنَّ۔ لیکن	الشَّیٰطِیْنَ۔ شیطانوں نے	کَفَرُوْا۔ کفر کیا	یُعَلِّمُوْنَ۔ سکھاتے ہیں
النَّاسَ۔ لوگوں کو	السِّحْرَ۔ جادو	وَ۔ اور	مَا۔ جو
اُنْزِلَ۔ اترا	عَلَی۔ اوپر	الْمَلَکَیْنِ۔ دو فرشتوں کے	بِبَابِلَ۔ بابل میں
ھَارُوْتَ۔ ہاروت	وَ۔ اور	مَارُوْتَ۔ ماروت پر	وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	یُعَلِّمٰنِ۔ سکھاتے وہ	مِنْ اَحَدٍ۔ کسی کو ایک سے	حَتّٰی۔ جب تک
یَقُوْلَا۔ نہ کہہ لیتے	اِنَّمَا۔ کہ ہم	نَحْنُ۔ وہ ہم ہیں	فِتْنَۃٌ۔ آزمائش
فَلَا۔ تو نہ	تَکْفُرْ۔ کفر کرو تم	فَیَتَعَلَّمُوْنَ۔ تو ان سے سیکھتے ہیں	
مِنْھُمَا۔ ان دونوں سے	مَا۔ وہ جو	یُفَرِّقُوْنَ۔ جدائی ڈالے	بِہٖ۔ اس سے
بَیْنَ۔ درمیان	الْمَرْءِ۔ مرد کے	وَ۔ اور	زَوْجِہٖ۔ اسکی عورت کے
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	ھُمْ۔ وہ	بِضَآرِّیْنَ۔ ضرر پہنچانیوالا
بِہٖ۔ اس سے	مِنْ اَحَدٍ۔ کسی کو	اِلَّا۔ مگر	بِاِذْنِ۔ اذن سے
اللّٰہِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور	یَتَعَلَّمُوْنَ۔ سیکھتے ہیں	مَا۔ وہ جو

marfat.com

يَضُرُّهُمْ۔ انہیں نقصان دے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	يَنْفَعُهُمْ۔ نفع دے انکو
وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بیشک	عَلِمُوْا۔ وہ جانتے ہیں	لَمَنِ۔ جس نے
اشْتَرٰهُ۔ خریدا وہ سودا	مَا۔ نہیں	لَهٗ۔ اس کا	فِي۔ بیچ
الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے	مِنْ خَلَاقٍ۔ کوئی حصہ	وَ۔ اور	لَبِئْسَ۔ بیشک بری ہے
مَا۔ وہ چیز	شَرَوْا۔ جو خریدی	بِهٖ۔ اس سے	اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جان دے کر
لَوْ۔ اگر	كَانُوْا۔ ہوتے وہ	يَعْلَمُوْنَ۔ جاننے والے	وَ۔ اور
لَوْ۔ اگر	اَنَّهُمْ۔ وہ	اٰمَنُوْا۔ ایمان لاتے	وَ۔ اور
اتَّقَوْا۔ پرہیزگاری کرتے	لَمَثُوْبَةٌ۔ تو ثواب پاتے	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ اللہ تعالےٰ کے پاس	
خَيْرٌ۔ بہتر	لَوْ۔ اگر	كَانُوْا۔ ہوتے وہ	يَعْلَمُوْنَ۔ جاننے والے

مختصر تفسیر اردو بارہواں رکوع سورہ بقرہ پ۱

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ آپ فرمائیں جو کوئی جبریل کا دشمن ہو تو اس جبریل نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہوا اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کے لیے۔

شان نزول

اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ یہود کا عالم عبداللہ بن صوریا نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ کے پاس آسمان سے جو فرشتہ آتا ہے وہ کون ہے حضور نے فرمایا جبریل۔

ابن صوریا نے کہا وہ تو ہمارا دشمن ہے وہ عذاب اور شدت اور خسف لاتا ہے کئی دفعہ ہم سے عداوت کر چکا ہے اگر آپ کے پاس میکائیل آتا تو ہم آپ پر ایمان لے آتے۔

اس کا جواب اللہ تعالےٰ نے دیا کہ یہود کی جبریل سے عداوت بے معنی ہے بلکہ اگر انہیں انصاف پسند ہوتا تو وہ جبریل امین سے محبت کرتے اور ان کے شکر گذار ہوتے کہ وہ ایسی کتاب لائے جس سے ان کی کتابوں کی تصدیق ہوتی ہے اور بشریٰ للمؤمنین فرمانے میں یہود کا رد ہے کہ اب تو جبریل ہدایت اور بشارت لاتے ہیں تو اب ان سے عداوت کیوں اب تو اس عداوت سے باز آؤ۔ کیونکہ ہر قسم کا حکم اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے جبریل اور دوسرے فرشتوں رسولوں کی دشمنی بے معنی ہے۔ آگے فرمایا۔

marfat.com

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔

جو کوئی دشمن ہے۔ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے ایسے کافروں کا۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا کہ یہ جبریل جس کو تمہارے پیغمبر ذکر کرتے ہیں ہمارے دشمن ہیں حضرت عمر نے فی البداہت فرمایا مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ جو اللہ کا اور اس کے فرشتوں اور پیغمبروں اور جبریل و میکائیل کا دشمن ہے تو بیشک اللہ اس کا دشمن ہے۔ راوی حدیث حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر نازل ہوئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام اپنے اسلام لانے سے پہلے اپنی زمین پر کام کر رہے تھے اس حال میں ان کو معلوم ہوا کہ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں آپ کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں آپ سے تین باتیں دریافت کرتا ہوں ان کو نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

ایک تو یہ کہ قیامت کی علامتوں میں سے سب سے پہلی علامت کیا ہے؟

دوسرے یہ کہ سب سے پہلے جنت والوں کا کھانا کیا ہوگا؟

تیسرے یہ کہ بچہ کبھی باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی ماں کے اس کی کیا وجہ ہے؟

سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ابھی جبریل امین نے ان تین سوالوں کے جواب بتائے ہیں۔ عبداللہ بن سلام نے حضرت جبریل کا نام سن کر کہا کہ یہ تو فرشتوں میں سے یہود کے دشمن ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

تفسیر:۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کا دشمن اور ملائکہ کے ساتھ عداوت کرنے والا کافر اور غضب الٰہی کا مستحق ہو جاتا ہے اور محبوبان حق سے دشمنی اللہ تعالےٰ سے دشمنی کرنا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

اور بے شک ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اتاریں۔ آیات بینات تک کی آیت مالک بن صیف یہودی کے جواب میں نازل ہوئی۔ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اللہ کے وہ عہد یاد دلائے جو انہوں نے حضور پر ایمان لانے کے متعلق کیے تھے تو ابن صیف نے عہد ہی کا انکار کر دیا۔

یہودیوں کی تاریخ غداری اور عہد شکنی کے واقعات سے بھری پڑی ہے جب کبھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول

marfat.com

نشانیاں... کر آتے تو وہ اس کو جھٹلانے اور عہد کے باوجود اس پر قائم نہ رہتے تھے۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔ اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللہ کے پاس سے ایک رسول ان کی کتابوں کی تصدیق کرتا تو کتاب والوں کے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب پس پشت پھینک دی گویا وہ جانتے ہی نہیں۔

تفسیر: حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم توریت زبور وغیرہ کی تصدیق فرماتے تھے اور خود ان کتابوں میں بھی حضور کی تشریف آوری کی خبر اور آپ کے اوصاف و احوال کا بیان تھا۔ گویا حضور کی تشریف آوری اور آپ کا وجود باجود ان کتابوں کی تصدیق تھا تو چاہئے یہ تھا کہ اہل کتاب حضور کی رونق افروزی پر اپنی کتابوں پر ایمان لانے کے ساتھ حضور پر بھی ایمان لے آتے تاکہ ان کا اقرار و ایمان اور پختہ ہوتا۔ مگر اس کے برعکس انہوں نے یہ کیا کہ اپنی کتابوں میں تحریف کر کے توریت سے بھی کفر کیا۔

علامہ سدی کا قول ہے کہ جب حضور تشریف لائے تو یہود نے توریت سے حضور کے اوصاف کا مقابلہ کیا۔ اور جب توریت اور قرآن کو بالکل مطابق پایا تو توریت کو بھی چھوڑ دیا یعنی قرآن سے تو بے التفاتی کر ہی رکھی تھی توریت کو بھی پس پشت پھینک دیا۔

حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ یہود نے توریت حریر اور دیبا کے ریشمی غلافوں میں مغرق زری سے مطلا و مزین کر کے رکھ دیا اور اس کے احکام سے ایسے غیر ملتفت ہوئے گویا پس پشت ڈال دیا اور بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ جو فرمایا گیا اس کی تصریح یہ ہے کہ یہود کے چار فرقے تھے۔

ایک توریت پر ایمان لایا اور اس کے حقوق ادا کرتے رہے یہ مومنین اہل کتاب ہیں ان کی تعداد کم تھی۔ اور اکثرہم سے بھی پتہ چلتا ہے۔

اور دوسرا فرقہ وہ تھا جس نے علی الاعلان توریت کے عہد توڑے اس کی حدود سے باہر ہوئے سرکشی کرتے رہے جیسا کہ نَّبَذَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُم میں انکا بیان ہے۔

تیسرا فرقہ وہ تھا جس نے عہد شکنی کا اعلان تو نہ کیا لیکن اپنی جہالت سے عہد شکنی کا مظاہرہ کرتے رہے یہ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ کے مورد ہیں۔

چوتھے فرقے نے ظاہری طور پر تو عہد کیے اور بغاوت و عناد اور حسد حقد باطنی کی وجہ سے مخالفت کرتے رہے یہ تصنع سے جاہل بنتے تھے چنانچہ فرمایا کَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔ گویا انہیں معلوم ہی نہیں آگے ارشاد ہے۔

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ۔ اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان میں اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان

marfat.com

کافر ہوئے جو جادو لوگوں کو سکھاتے ہیں۔

شانِ نزول

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں بنی اسرائیل جادو سیکھنے میں مشغول ہوئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کو اس سے روکا اور ان کی کتابیں لے کر اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیں۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ہو گئی اور وہ علماء بھی رحلت کر گئے جو اس راز سے واقف تھے تو شیطان آدمی کی صورت میں بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں تمہیں ایسا خزانہ نہ بتاؤں جسے تم تمام عمر نہ پا سکو گے وہ خزانہ اس کرسی کے نیچے کھود کر دیکھو۔ لوگوں نے کھودنا شروع کر دیا شیطان علیحدہ کھڑا ہو گیا۔ اس لیے کہ اس کرسی کا یہ خاصہ تھا کہ جب شیطان اس کرسی کے پاس آتا تو فوراً جل جاتا تھا۔ لوگوں نے اس کرسی کے نیچے سے کتب مدفونہ جادو والی کتابیں نکال کر لوگوں سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام انہی کے ذریعہ سلطنت کرتے تھے اور جن و انس اور پرند چرند کو مسخر کرتے تھے۔

شیطان تو یہ بات بتا کر اڑ گیا بنی اسرائیل کے علماء و صلحاء نے اس کا رد کیا لیکن ان کے جاہل لوگ جادو کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم ماننے لگے اور اس کے سیکھنے میں مشغول ہو گئے انبیاء کرام کی تعلیم اور کتابوں کو چھوڑ کر حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملامت شروع کی اور کہتے رہے کہ انہوں نے ہم پر حکومت انہی منتروں کے ذریعہ کی ہے۔ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک وہ اسی جہالت پر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی براءت وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ فرما کر کر دی کہ نہیں کفر کیا یعنی سحر کیا سلیمان علیہ السلام نے وہ نبی ہیں اور انبیاء کفر کے کاموں سے قطعاً معصوم ہیں ان کی طرف جادو کی نسبت کرنا محض اوہام باطل کا نتیجہ ہے۔

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا ۔ لیکن شیطانوں نے کفر کیا۔ يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۔ کہ سکھاتے تھے لوگوں کو جادو۔

سحر ایسے الفاظ اور اعمال کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعہ سے انسان کو شیاطین سے قرب ہو جاتا ہے اور شیاطین اس سے مسخر ہو جاتے ہیں وہ الفاظ آدمی کے بدن میں مرض اور موت اور جنون کا اثر پیدا کر دیتے ہیں کا آنکھ میں خلاف امر خیال جما دیتے ہیں جیسا کہ فرعون کے ساحروں نے رسیاں وغیرہ ڈال کر تخیل کرا دیا تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا ڈال کر اشتباہ و آزمائش پیدا کر دی تھی۔

علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے نزدیک سحر کا وجود حق ہے اور اس پر عمل کرنا کفر ہے۔

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۔ اور وہ جادو جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اترا۔

marfat.com

اَلْمَلَكَيْنِ ۔ یہ دو فرشتے ہیں جن کا نام ہاروت و ماروت ہے ۔

بَابِلَ ۔ عراق کے دار الخلافہ کا نام تھا۔ یہ شہر بغداد سے ۶۰ میل جنوب کی طرف دریائے فرات کے کنارے پر واقع تھا۔ یہ شہر بہت بڑا تھا، خوشحال تھا۔ فرات اور دجلہ اس علاقے کو سیراب کرتے تھے اس شہر میں جادو منتر سفلی عملیات کا بہت چرچا تھا۔

وہ جادو جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اترا جس کی تہمت انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر جادوگری کی جھوٹی لگائی۔ حالانکہ ہاروت و ماروت کے پاس بھی جو آتا اسے وہ کہہ دیتے کہ

وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا ھُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم محض آزمائش میں ہیں تو تم اپنا ایمان نہ کھو تو ان سے سیکھتے ہیں وہ جس سے جدائی ڈالی جائے مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے نقصان نہیں پہنچا سکتے کسی کو مگر اذن الٰہی سے۔

حضرت ابن عباس اور قتادہ رضوان اللہ علیہم سے ہاروت و ماروت کا قصہ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ

جب فرشتوں نے دیکھا کہ آدم علیہ السلام کی اولاد کے گناہوں کے دفتر کے دفتر آسمان پر جاتے ہیں تو انہیں فرشتوں نے طعنہ دیا کہ کیسے بندے ہیں جو خالق حقیقی کی نافرمانی کر رہے ہیں حق تعالےٰ نے فرمایا اگر میں تم کو زمین پر بھیج دوں اور وہ قوت شہوانیہ جو ان میں ہے تم میں بھی پیدا کر دوں تو تم بھی ایسا ہی کرو۔

فرشتوں نے عرض کیا کہ اے مالک و خالق تو پاک ہے ہم ہرگز تیری نافرمانی نہ کریں گے۔ حکم ہوا کہ جو تم میں اچھا جانتے ہیں دو اپنے آپ کو پیش کریں۔ فرشتوں نے ہاروت ماروت اور عزرائیل کو منتخب کر لیا۔ اللہ تعالےٰ نے ان میں قوت شہوانی پیدا کر دی۔ حکم ہوا زمین پر جاؤ اور لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرو۔ شرک، ناحق خون، زنا اور شراب سے منع فرمایا حسب ارشاد فرشتے زمین پر آئے اور اپنی خدمات میں مصروف ہو گئے۔

ہاروت ماروت دونوں دن بھر تو لوگوں میں عدل و انصاف کرتے رہتے شام کو اسم اعظم کے ذریعہ آسمان پر چلے جاتے ابھی کچھ ہی عرصہ گذرا تھا کہ امتحان کا وقت آگیا وہ یہ کہ ایک عورت جس کا نام زہرہ تھا۔ اس کے شوہر کا معاملہ عدالت میں پیش ہوا۔ یہ عورت فارس کی ملکہ تھی اور نہایت حسینہ تھی یہ اسے دیکھتے ہی فریفتہ ہو گئے اس کو اپنی خواہش ظاہر کی تو

marfat.com

اس نے کہا کہ جب تک تم بت پرستی اختیار نہ کرو گے اور میرے خاوند کو قتل نہ کرو گے اور شراب نہ پیو گے اس وقت تک میں تمہارے قریب نہیں آسکتی۔ اس نے شراب پیش کی انہوں نے پی لی پھر اس کے خاوند کو قتل کر دیا پھر اس سے زنا کے مرتکب ہوئے اللہ تعالے نے زہرہ کو مسخ کرکے شہاب بنایا۔ انہوں نے آسمان پر چڑھنا چاہا تو بازووں نے ساتھ نہ دیا یہ دونوں حضرت ادریس علیہ السلام کی خدمت میں آئے جو اس وقت کے نبی تھے اور ان سے شفاعت کے طلبگار ہوئے تو بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا کہ ان کو سزا ضرور ملے گی۔ اب تمہیں اختیار ہے دنیاوی سزا بھگت لو یا اخروی جو جاہو قبول جائے گی۔ فرشتوں نے دنیاوی عذاب کو آسان سمجھ کر قبول کر لیا۔ وہ بابل میں پاؤں کے بل ایک آگ کے کنوئیں میں لٹکے ہوئے ہیں۔

شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "اللہ زہرہ پہ لعنت کرے کہ اس نے ہاروت ماروت کو فتنہ میں ڈالا۔"

محمد بن یوسف صالحی سبیل الرشاد میں بحوالہ کمال الدین فرماتے ہیں اس کے متعلق روایات موضوع ہیں۔

جادو کا علم تو ضرور ہے لیکن اسے سیکھ کر اس پر عمل کرنا اسے مباح اور جائز جاننا کفر ہے یہی ہاروت ماروت ہر سیکھنے والے کو اول واضح کر دیتے۔ اس کے بعد بھی اگر وہ سیکھنے پہ اصرار کرتا تو سکھا دیتے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ علم ہی ایسا برا ہے تو اسے تعلیم کے لیے کیوں ظاہر کیا گیا۔

اس کا جواب واضح الفاظ میں صرف اتنا ہے کہ یہ جادو فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے مابین امتیاز و آزمائش کے لیے نازل ہوا۔ اس سے عوام میں واضح ہو گیا کہ کس نے سیکھ کر اس پر عمل کیا اور کافر ہوا اور کس نے اس سے اجتناب کر کے اپنا ایمان ایمان محفوظ کیا۔

جادو کے متعلق شرعی حکم یہ ہے کہ جادو کا وہ منتر جو منافی ایمان نہ ہو وہ جائز ہے اس کے کلمات و افعال میں اگر ناجائز باتیں ہوں تو اس سے اجتناب لازمی ہے جو اس سے بچے نہ سیکھے یا سیکھے تو اس پر عمل نہ کرے اس کے کفر ہونے کا معتقد ہو وہ مسلمان رہے گا۔ اس لیے علم شعبدہ بھی یہی ہے۔

امام ابو منصور ماتریدی کا فیصلہ ہے کہ جو سحر کفر ہے اس کا عامل اگر مرد ہو واجب القتل ہے اور جو سحر کفر نہیں مگر اس کے ذریعہ جانیں ہلاک کی جاتی ہیں تو اس کا عامل قطاع الطریق کے حکم میں ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ جادوگر کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔

اور الّا باذن اللّٰہ جو فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالے ہے اور اسباب کی تاثیر من کل الوجوہ تحت مشیت ہے۔

وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۔ اور وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دے گا نفع نہ دے گا۔

علوم غیر نافعہ کا سیکھنا مکروہ ہے۔ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ

marfat.com

لَا یَنْفَعُ۔ اے اللہ میں علم غیر نافع سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔ اور بے شک ضرور انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا کیا آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور بے شک کیا بری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانیں بیچیں۔ کاش وہ جانتے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۚ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ اگر وہ ایمان لاتے اور حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر یقین کرتے اور پرہیزگاری کرتے تو اللہ کے پاس ان کا بہت اچھا ثواب ہے۔ کاش وہ کسی طرح جانتے۔

آیت متلوہ میں اللہ تعالیٰ نے جادو اور سفلی عملیات کی حقیقت کھول کر بیان فرما دی اور اس کا نتیجہ بھی بیان فرما دیا کہ وہ ہمارے حکم کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے بلکہ خود انہی کا نقصان ہوتا ہے۔ آخرت میں ان کے لیے کوئی نعمت نہیں۔ اگر وہ اس کے بجائے نیکی اختیار کرتے، اس کے عذاب سے ڈرتے تو یقیناً اللہ انہیں بہت بہتر اجر دیتا۔

بامحاورہ ترجمہ تیرھواں رکوع سورہ بقرہ پ۱

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں کہو انظرنا یعنی حضور ہم پر نظر فرمائیں اور سن لو کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک، نہیں چاہتے یہ کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کی طرف سے اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۗ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○

جب کوئی آیت ہم منسوخ کریں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہی کے لیے ہے ملکیت آسمانوں

marfat.com

وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

اور زمین کی اور تمہارا نہیں اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ مددگار۔

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝

کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے وہ سوال کرو جو موسیٰ سے پہلے ہوا تھا اور جو ایمان کے بدلے کفر لے وہ ٹھیک بہک گیا سیدھے راستہ سے۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

پسند کرتے ہیں بہت سے اہل کتاب کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف لوٹا لائیں اپنے دلوں کی جلن اور حسد سے بعد اس کے کہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے۔ تو تم چھوڑو اور درگزر کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور جو آگے بھیجو گے بھلائی اپنی جانوں کے لیے اسے اللہ کے پاس پاؤ گے بے شک اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

اور اہل کتاب بولے ہرگز جنت میں نہ جائے گا مگر وہ جو یہودی یا نصرانی ہو یہ ان کی خیالی باتیں ہیں تم فرماؤ لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا منہ جھکایا اللہ کے لیے اور وہ نیکوکار ہے تو اس کی نیکی کا بدلہ اس کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔

لفظی ترجمہ

یٰۤاَیُّهَا۔ اے وہ	الَّذِیْنَ۔ لوگو جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	لَا۔ نہ
تَقُوْلُوْا۔ کہو	رَاعِنَا۔ راعنا	وَ۔ اور	قُوْلُوْا۔ کہو
انْظُرْنَا۔ ہم پر نظر رکھیے	وَ۔ اور	اسْمَعُوْا۔ سن لو	وَ۔ اور

marfat.com

لِلْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کیلئے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے	اَلِیْمٌ۔ دردناک	مَا۔ نہیں
یَوَدُّ۔ پسند کرتے	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	کَفَرُوْا۔ کافر ہوئے	مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ۔ اہل
کتاب میں سے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	الْمُشْرِکِیْنَ۔ مشرکین
اَنْ۔ یہ کہ	یُنَزَّلَ۔ اترے	عَلَیْکُمْ۔ تم پر	مِّنْ خَیْرٍ۔ کوئی بھلائی
مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ تمہارے رب کیطرف سے	وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ	یَخْتَصُّ۔ خاص کرتا ہے
بِرَحْمَتِہٖ۔ اپنی رحمت سے	مَنْ۔ جسے	یَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور
اللّٰہُ۔ اللہ	ذُوْ۔ صاحب	الْفَضْلِ۔ فضل	الْعَظِیْمِ۔ عظیم ہے
مَا۔ جو	نَنْسَخْ۔ منسوخ کریں ہم	مِنْ اٰیَۃٍ۔ کوئی آیت	اَوْ۔ یا
نُنْسِھَا۔ بھلادیں	نَاْتِ۔ تو لے آئینگے	بِخَیْرٍ۔ بہتر	مِّنْھَآ۔ اس سے
اَوْ۔ یا	مِثْلِھَا۔ اسکے مثل	اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہیں
تَعْلَمْ۔ جانتے	اَنَّ۔ کہ بیشک	اللّٰہَ۔ اللہ	عَلٰی۔ اوپر
کُلِّ۔ ہر	شَیْءٍ۔ چیز کے	قَدِیْرٌ۔ قادر ہے	اَ۔ کیا
لَمْ۔ نہیں	تَعْلَمْ۔ جانتے	اَنَّ۔ کہ بیشک	اللّٰہَ۔ اللہ
لَہٗ۔ کے لیے	مُلْکُ۔ بادشاہی ہے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور
الْاَرْضِ۔ زمین کی	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	لَکُمْ۔ تمہارے لیے
مِّنْ دُوْنِ۔ سوا	اللّٰہِ۔ اللہ کے	مِنْ وَّلِیٍّ۔ کوئی حمایتی	وَّ۔ اور
لَا۔ نہ	نَصِیْرٍ۔ مددگار	اَمْ۔ کیا	تُرِیْدُوْنَ۔ ارادہ کرتے ہو
اَنْ۔ کہ	تَسْئَلُوْا۔ سوال کرو	رَسُوْلَکُمْ۔ اپنے رسول سے	کَمَا۔ جیسا
سُئِلَ۔ سوال کیے گئے	مُوْسٰی۔ موسیٰ	مِنْ قَبْلُ۔ پہلے سے	وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	یَّتَبَدَّلِ۔ بدلے	الْکُفْرَ۔ کفر کو	بِالْاِیْمَانِ۔ ایمان سے
فَقَدْ۔ تو تحقیق	ضَلَّ۔ بہک گیا	سَوَآءَ۔ سیدھے	السَّبِیْلِ۔ راستے سے
وَدَّ۔ چاہا	کَثِیْرٌ۔ بہت سے	مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ کتابیوں نے	
لَوْ۔ کاش	یَرُدُّوْنَکُمْ۔ پھیر دیں تم کو	مِّنْ بَعْدِ۔ بعد	اِیْمَانِکُمْ۔ ایمان تمہارے کے
کُفَّارًا۔ کفر کی طرف	حَسَدًا۔ اسی جلن سے	مِّنْ عِنْدِ۔ نزدیک	اَنْفُسِھِمْ۔ اپنی جانوں کے
مِّنْ بَعْدِ۔ بعد	مَا۔ اس کے کہ	تَبَیَّنَ۔ ظاہر ہوا	لَھُمُ۔ ان پر

marfat.com

اَلْحَقُّ. حق	فَاعْفُوْا. تو چھوڑ دو	وَ. اور	اصْفَحُوْا. درگزر کرو
حَتّٰی. یہاں تک کہ	یَاْتِیَ. آئے	اللّٰهُ. اللہ کا	بِاَمْرِهٖ. اپنا حکم
اِنَّ. بے شک	اللّٰهَ. اللہ	عَلٰی. اوپر	كُلِّ. ہر
شَیْءٍ. چیز کے	قَدِیْرٌ. قادر ہے	وَ. اور	اَقِیْمُوا. قائم رکھو
الصَّلٰوةَ. نماز	وَ. اور	اٰتُوا. ادا	الزَّكٰوةَ. زکوٰۃ
وَ. اور	مَا. جو کچھ	تُقَدِّمُوْا. آگے بھیجو گے	لِاَنْفُسِكُمْ. اپنی جانوں
لِ. کے لیے	مِّنْ. کوئی	خَیْرٍ. بھلائی	تَجِدُوْهُ. پاؤ گے اسے
عِنْدَ. پاس	اللّٰهِ. اللہ کے	اِنَّ. بے شک	اللّٰهَ. اللہ
بِمَا. اسے جو	تَعْمَلُوْنَ. تم کرتے ہو	بَصِیْرٌ. دیکھ رہا ہے	وَ. اور
قَالُوْا. بولے کتابی	لَنْ. ہرگز نہیں	یَّدْخُلَ. داخل ہوں گے	الْجَنَّةَ. جنت میں
اِلَّا. مگر	مَنْ. جو	كَانَ. ہو	هُوْدًا. یہودی
اَوْ. یا	نَصٰرٰی. نصرانی	قُلْ. فرما دو	هَاتُوْا. لاؤ
بُرْهَانَكُمْ. اپنی دلیل	اِنْ. اگر	كُنْتُمْ. ہو تم	صٰدِقِیْنَ. سچے
بَلٰی. ہاں کیوں نہیں	مَنْ. جس نے	اَسْلَمَ. جھکایا	وَجْهَهٗ. اپنا منہ
لِلّٰهِ. اللہ کے لیے	وَ. اور	هُوَ. وہ	مُحْسِنٌ. نیکوکار ہو
فَلَهٗ. تو اس کا	اَجْرُهٗ. بدلہ	عِنْدَ. نزدیک	رَبِّهٖ. اس کے رب کے ہے
وَ. اور	لَا. نہیں	خَوْفٌ. خوف	عَلَیْهِمْ. اُن پر
وَ. اور	لَا. نہ	هُمْ. وہ	یَحْزَنُوْنَ. غمگین ہوں

مختصر تفسیر اردو تیرھواں رکوع سورہ بقرہ پ۱

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور اچھی طرح سن لو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

شانِ نزول

یہ ہے کہ جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی اثنائے تعلیم میں یوں عرض

marfat.com

کرنے ذاعِنَا یا ذَمْنُوْن اھلو اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ ہماری بھی رعایت فرمائیے یعنی ہمیں کلام اقدس کو سمجھنے کا موقع دیجئے۔ لیکن یہ لفظ رَاعِنَا یہود کے عرف میں سوء ادبی کے معنی رکھتا تھا۔ انہوں نے تو بغرض اہانت رَاعِنَا کہا اور صحابہ کرام نے ان کی دیکھا دیکھی رَاعِنَا کہنا اختیار کیا۔ حضرت سعد بن معاذ یہود کی اس اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہود کو یہ لفظ کہتے دیکھ کر فرمایا:

اے دشمنانِ خدا۔ تم پر اللہ کی لعنت اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن مار دوں گا۔

یہود بولے ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں لیکن مسلمان بھی تو یہی لفظ راعنا کہتے ہیں۔

یہ جواب سن کر حضرت سعد رنجیدہ ہو کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں لفظ راعنا کا استعمال ممنوع فرمایا گیا اور اس کی بجائے اس کا ہم معنی لفظ اُنْظُرْنَا کہنے کا حکم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ

١۔ انبیاء کرام کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں کلماتِ ادب عرض کرنا فرض ہے۔

٢۔ جس کلمہ میں ان کی شان میں ترکِ ادب کا وہم بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے۔

آگے فرمایا وَاسْمَعُوْا یعنی ہمہ تن گوش رہو کہ سن لو کہ بارگاہ رسالت میں یہ جرأت ہی کرنا بے ادبی ہے کہ اپنی طرف حضور کی توجہ مبذول کرنے کی عرض ہو بلکہ خود اتنی ہوش و گوش سے متوجہ ہو کہ حضور کا ہر لفظ تمہاری سماعت سے خارج نہ ہو جائے دربارِ نبوت کا یہی ادب ہے۔ گویا دربارِ نبوت میں آدمی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازم و ضروری ہے وَلِلْکٰفِرِیْنَ میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی خالص کفر ہے۔ اس سے ہمیشہ پرہیز ہے ورنہ ادنیٰ واہمہ و شائبہ کفر سے ایمان چلا جانا ممکن ہے۔ با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔ نہیں چاہتے وہ جو کافر ہیں کتابی نہ مشرک کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ جن لوگوں نے کفر کیا۔ لفظ کفر کے معنی ہیں چھپانا۔ اسلام کی اصطلاح میں اللہ و رسول کے منکر کو کافر کہا جاتا ہے۔

اَهْلُ الْكِتٰبِ۔ یہ قرآن پاک میں مختلف مقام پر آیا ہے یعنی کتاب والے توریت۔ انجیل زبور وغیرہ

اَلْمُشْرِكِيْنَ۔ مشرک یہ لفظ شرک سے بنا۔ مشرک اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں شریک ٹھہرائے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود بنائے۔

وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل کے لیے چن لیتا ہے اس لیے کسی کو کسی سے بھی حسد نہیں کرنا چاہئے۔

شانِ نزول۔ یہود کی ایک جماعت مسلمانوں سے دوستی اور ہمدردی کا اظہار کرتی تھی۔ ان کی تکذیب میں یہ

marfat.com

آیت کریمہ نازل ہوئی اور مسلمانوں کو مطلع کیا کہ کفار خیر خواہی کے دعویٰ میں جھوٹے ہیں بلکہ وہ اندرونی طور پر سخت بدخواہ ہیں وہ ہرگز نہیں چاہتے کہ تم پر اللہ تعالٰے کی طرف سے کوئی بھلائی نازل ہو (جمل)

اور کفار اہل کتاب اور مشرکین دونوں مسلمانوں سے اتنا بغض وعناد رکھتے ہیں کہ اس کا رنج ہے کہ ان کے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نبوت و وحی عطا ہوئی اور مسلمانوں کو یہ نعمت عظمیٰ کیوں ملی (خازن وغیرہ)

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَآ اَوْ مِثْلِہَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝ جب کوئی آیت ہم منسوخ کریں یا بھلا دیں تو اس کی جگہ اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ تعالٰے ہر چیز پر قادر ہے۔ کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کے لیے ہے آسمان اور زمین کی ملکیت اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی حمایتی ہے نہ مددگار۔

نَنْسَخْ کے معنی ہیں ہم منسوخ کرتے ہیں یعنی ایک حکم کی جگہ دوسرا حکم دیتے ہیں سابقہ آسمانی کتابوں کا قرآن پاک کے آجانے کے بعد منسوخ ہو جانا بالکل کھلی بات ہے۔

شانِ نزول۔ آیت کریمہ کا یہ ہے کہ قرآن کریم نے شرائع سابقہ و کتب قدیمہ کو منسوخ فرمایا تو کفار کو بہت تشویش ہوا اور انہوں نے اس پر طعن کرنی شروع کی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا کہ منسوخ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور ناسخ بھی اسی کی طرف سے ہے اور اس میں جو حکمت الٰہی ہے وہ اسی کے علم میں ہے بظاہر یہ حقیقت ہے کہ فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ۔

بنابریں ناسخ و منسوخ دونوں میں حکمت ہے اور ناسخ کبھی منسوخ سے زیادہ سہل اور نافع ہوتا ہے۔ قدرت الٰہی پر یقین رکھنے والے اس میں تردد نہیں کرتے۔ کائنات میں مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالٰے دن سے رات کو بدلتا ہے، موسم گرما سرما لاتا ہے، بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپا آتا ہے، بیماری سے تندرستی اور بہار سے خزاں کو منسوخ فرماتا ہے۔ یہ تمام نسخ اور تبدیلیاں اس کی قدرت کے دلائل ہیں تو ایک آیت اور ایک حکم کے منسوخ ہونے میں کیا تعجب۔ نسخ درحقیقت حکم سابق کی مدت کا بیان ہوتا ہے کہ وہ حکم اس مدت کے لیے تھا۔

کفار کی محض نافہمی تھی کہ وہ نسخ پر اعتراض کرتے تھے اور اہل کتاب کا اعتراض ان کے معتقدات کے لحاظ سے بھی غلط ہے۔ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کے احکام کی منسوخیت تسلیم کرنا پڑے گی اور یہ ماننا پڑے گا کہ شنبہ کے دن دنیوی کام ان سے پہلے حرام نہ تھے۔ ان پر حرام ہوئے۔ یہ بھی اقرار کرنا ناگزیر ہوگا کہ توریت میں حضرت نوح کی امت کے لیے تمام چوپائے حلال ہونا بیان کیا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بہت سے حرام کر دیے گئے۔ ان امور کے ہوتے ہوئے نسخ کا انکار کس طرح ممکن ہے۔

اس سے یہ مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ جس طرح ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہوتی ہے۔ اسی طرح حدیث متواتر

marfat.com

سے بھی ہوتی ہے۔
مسئلہ: نسخ کبھی صرف تلاوت کا ہوتا ہے کبھی صرف حکم کا کبھی تلاوت و حکم دونوں کا۔
بیہقی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک انصاری صحابی شب کو تہجد کے لیے اٹھے اور سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اسے پڑھنا چاہا لیکن وہ سورت یاد نہ آئی اور سوائے بسم اللہ کے کچھ نہ پڑھ سکے صبح کو دوسرے صحابہ سے اس کا ذکر کیا ان حضرات نے فرمایا ہمارا بھی یہی حال ہے وہ سورت ہمیں بھی یاد تھی اور اب ہمارے حافظہ میں نہ رہی سب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعہ عرض کیا حضور نے فرمایا نُسِخَتِ الْبَارِحَۃَ آج شب وہ سورت اٹھالی گئی۔ اس کے حکم و تلاوت دونوں منسوخ ہوئے جن کاغذوں پر لکھی گئی تھی ان پر نقش تک باقی نہ رہے (رسالہ ناسخ و منسوخ للعلامہ ہبۃ اللہ ابن ابی القاسم)

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ۔ کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسا سوال کرو جو موسیٰ سے پہلے کیا گیا تھا اور جو ایمان کے بدلے کفر لے وہ ٹھیک راستہ سے بہک گیا۔

شان نزول

یہود نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہمارے پاس ایسی کتاب لائیں جو آسمان سے یکبارگی نازل ہو ہے تھا تھوڑی تھوڑی جو اترتی ہے اسے ہم ماننے کو تیار نہیں۔ ان کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ تم لوگ وہی جو موسیٰ علیہ السلام سے بھی مطالبہ کر کے کچھ پوچھنے لگ گئے تھے لاطائل بحث اور دوسرے طریقہ پر وہی اپنی مرضی کے موافق تنزل مانگنا یہ تمہارا پرانا طریقہ ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سوال میں فساد ہو وہ بزرگوں کے آگے پیش کرنا نافرمانی کے شرارت ہے ایسے یہودیت آتی ہے۔
بعض مفسرین نے فرمایا کہ مشرکین نے یہ جو کہا تھا کہ ہم تو ہرگز آپ پر یقین نہ کریں گے یہاں تک کہ آپ چڑھ جائیں آسمان پر جب تک آپ یہاں نہ لائیں گے اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ بہت سے کتابیوں نے چاہا کہ کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو چکا ہے تو تم چھوڑو اور درگذر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

شان نزول

آیات کا سبب ہے کہ جنگ احد کے بعد یہود کی جماعت نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

marfat.com

سے کہا کہ اگر آپ لوگ حق پر ہوتے تو شکست نہ ہوتی۔ لہٰذا ہمارا مشورہ ہے کہ تم لوگ اب بھی ہمارے دین میں آجاؤ۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ تو بتاؤ تمہارے نزدیک عہد شکنی کیسی ہے۔ انہوں نے کہا نہایت مذموم اور بری بات ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے حضور سے عہد کیا ہے کہ زندگی کے آخری لمحہ تک حضور کا دامن نہ چھوڑوں گا اور کفر کی طرف ہرگز نہ جاؤں گا اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا۔ میں راضی ہوا اللہ کے رب ہونے اور دین کے اسلام ہونے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر اور آخر میں فرمایا میں راضی ہوا قرآن کے ایمان ہونے اور کعبہ کے قبلہ ہونے اور مومنین کے بھائی ہونے سے۔

• پھر یہ دونوں صحابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یہودیوں نے جو مظاہرہ باطل کیا تھا۔ وہ گوش گذار کیا۔ حضور نے ان کے جواب پسند فرمائے اور فرمایا تم نے نجات پائی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور آگے جو ارشاد ہے کُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ وہ صاف ہے کہ اسلام کی حقانیت جاننے کے بعد یہود کا مسلمانوں کی طرف سے کفر و ارتداد کی تمنا کرنا اور یہ چاہنا کہ وہ اسلام کے بعد ایمان کی نعمت سے محروم ہو جائیں محض از روئے حسد تھا اور حسد بڑا سخت عیب ہے۔ حسد کے معنی ہیں کسی کی خوبی و ترقی کو دیکھ کر کڑھنا اور یہ خواہش کرنا کہ اس سے چھن کر مجھے مل جائے۔ حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد سے بچو۔ وہ نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو۔

اس سے یہ مسئلہ نکلا کہ حسد حرام ہے۔

یہ بھی مستنبط ہوا کہ اگر کوئی بد عمل دولت یا جاہ و ثروت کی خاطر گمراہی و بے دینی پھیلانا چاہے وہ بے دین ہے اس کے فتنہ کو فرو کرنے کی سعی کرنا اس کا اثر زائل کرنے میں حسد جائز بلکہ مستحسن ہے۔

آخر میں حضور کی تشفی کے لیے فرمایا کہ ابھی ان سے عفو اور درگذر کیجئے۔ انہیں اصلاح نفس کی دعوت دیتے رہئے پھر جو حکم الٰہی آئے اس پر عمل فرمادیں یعنی جہاد۔ مگر ابھی درگذری لازم ہے۔ جب حکم جہاد آجائے اس وقت ان کی سرکوبی کی جائے۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ ۚ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم ان کی طرف توجہ نہ دو بلکہ اللہ کے حکم جہاد کے اعلان کا انتظار کرو اس مدت میں دو بنیادی اصول اول یہ کہ نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو تاکہ فرد و جماعت کی طاقت بڑھتی رہے اور ایمان سے برگشتہ نہ ہوں۔ نماز سے قوم میں تنظیم اور آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ زکوٰۃ سے دولت تقسیم ہوتی ہے غریب اپنی مالی کمزوری کی وجہ سے دین سے برگشتہ نہ ہوں گے

marfat.com

اگر تم نیک عمل کرو گے تو ان کا اجر تمہارے رب کے پاس موجود ہو گا۔

وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ اور اہل کتاب نے کہا ہرگز جنت میں نہ جائے گا مگر وہ جو یہودی یا نصرانی ہو۔ یہ ان کی خیالی باتیں ہیں تم فرماؤ لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔

یعنی یہودیوں کا ایک دعویٰ یہ بھی تھا کہ جنت کا حقدار یہودی اور نصرانی کے سوا اور کوئی نہیں یہ باتیں محض اس لیے کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کریں یہ ایسی ہی بے پا در ہوا باتیں ہیں جیسے نسخ آیات پر اعتراض تھے۔ دوسری جگہ اسی پارہ کے آخر میں بھی فرمادیا وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا۔ اس قسم کے خیالات باطلہ کا اللہ تعالیٰ نے رد فرمایا۔ آگے ارشاد ہے۔

بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔

ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا منہ جھکایا اللہ کے لیے اور وہ نیکوکار ہے تو اس کی نیکی کا بدلہ اس کے رب کے پاس ہے۔ اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کوئی غم۔

یہ حکم اور بشارت قیامت تک کے لیے ہے خواہ وہ کسی زمانہ کسی نسل یا کسی قوم کا ہو اس میں اس امر کا رد فرمایا گیا کہ یہود و نصاریٰ کا دعویٰ کہ جنت کے فقط وہی مالک اور حقدار ہیں بالکل باطل اور غلط ہے کیونکہ دخول جنت موقوف ہے عقیدہ صالحہ اور اعمال صالحہ پر اور یہ انہیں میسر ہی نہ ہو سکا۔

بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع سورہ بقرہ پ ۱

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○

اور یہود کہتے ہیں نصرانی کچھ نہیں اور نصرانی بولتے ہیں یہودی کچھ نہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں اسی طرح جاہلوں نے ان کی بات کہی تو اللہ قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ جھگڑتے ہیں۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۚ أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ○

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لیے جانے سے اور ان کی ویران کرنے میں کوشش کرے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حق نہیں رکھتے

marfat.com

کہ مسجدوں میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں ہے بڑا عذاب

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

اور پورب پچھم سب اللہ ہی کا ہے تو تم جدھر منہ کرو ادھر ہی وجہ اللہ ہے بیشک اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحَانَهُ ۖ بَلْ لَّهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ۝

اور بولے خدا نے اپنے لیے اولاد رکھی، پاکی ہے اسے بلکہ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کے حضور گردن جھکائے ہیں۔

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝

نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ ۗ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۘ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ ۗ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُّوقِنُونَ ۝

اور بے علم بولے اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا یا ہمیں کوئی نشانی ملے۔ ایسا ہی سوال ان سے پہلوں نے کیا ان کے دل ایک جیسے ہیں بے شک کھول دیں ہم نے نشانیاں یقین والوں کے لیے۔

إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا ۙ وَّلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحٰبِ الْجَحِيمِ ۝

بے شک ہم نے تمہیں بھیجا خوشخبری سناتا اور ڈر سناتا اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيرٍ ۝

اور ہرگز تم سے یہودی راضی نہ ہوں گے اور نہ نصاریٰ جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو تم فرما دو اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے اور اگر تو نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے تیرا بچانے والا کوئی نہیں اور نہ مددگار

الَّذِينَ آتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ ۗ أُولٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝

وہ جنہیں ہم نے کتاب دی وہ جیسی چاہیے اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے اور جو اس کے منکر ہوں تو وہی نقصان میں ہیں۔

marfat.com

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	قَالَتِ۔ بولے	الْیَهُوْدُ۔ یہود	لَیْسَتِ۔ نہیں ہیں
النَّصٰرٰی۔ نصاریٰ	عَلٰی۔ اوپر	شَیْءٍ۔ کسی چیز کے	وَ۔ اور
قَالَتِ۔ بولے	النَّصٰرٰی۔ نصاریٰ	لَیْسَتِ۔ نہیں ہیں	الْیَهُوْدُ۔ یہود
عَلٰی۔ اوپر	شَیْءٍ۔ کسی چیز کے	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ
یَتْلُوْنَ۔ پڑھتے ہیں	الْکِتٰبَ۔ کتاب	کَذٰلِکَ۔ اسی طرح	قَالَ۔ بولے
الَّذِیْنَ۔ وہ جو	لَا۔ نہ	یَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہیں	مِثْلَ۔ مثل
قَوْلِهِمْ۔ ان کے قول کے	فَاللّٰهُ۔ تو اللہ	یَحْکُمُ۔ فیصلہ کریگا	بَیْنَهُمْ۔ ان میں
یَوْمَ۔ دن	الْقِیٰمَةِ۔ قیامت کے	فِیْمَا۔ اس بات میں	کَانُوْا۔ تھے
فِیْهِ۔ اس میں	یَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے	وَ۔ اور	مَنْ۔ کون ہے
اَظْلَمُ۔ ظالم تر	مِمَّنْ۔ اس سے جو	مَنَعَ۔ منع کرے	مَسٰجِدَ۔ مسجدوں
اللّٰهِ۔ اللہ کے	اَنْ۔ یہ کہ	یُّذْکَرَ۔ ذکر کیا جائے	فِیْهَا۔ اس میں
اسْمُهٗ۔ نام اس کا	وَ۔ اور	سَعٰی۔ کوشش کرے	فِیْ۔ بیچ
خَرَابِهَا۔ خراب کرنا اس کے	اُولٰٓئِکَ۔ یہ وہ ہیں	مَا۔ نہیں	کَانَ۔ ہے
لَهُمْ۔ ان کو حق	اَنْ۔ یہ کہ	یَّدْخُلُوْهَا۔ داخل ہوں اس میں	اِلَّا۔ مگر
خَآئِفِیْنَ۔ ڈرتے	لَهُمْ۔ ان کے لیے	فِیْ۔ بیچ	الدُّنْیَا۔ دنیا کے
خِزْیٌ۔ رسوائی ہے	وَّ۔ اور	لَهُمْ۔ ان کے لیے	فِیْ۔ بیچ
الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے	عَظِیْمٌ۔ بڑا	وَ۔ اور
لِلّٰهِ۔ اللہ کیلئے ہے	الْمَشْرِقُ۔ پورب	وَ۔ اور	الْمَغْرِبُ۔ پچھم
فَاَیْنَمَا۔ تو جدھر	تُوَلُّوْا۔ پھیرو تم اپنا	فَثَمَّ۔ ادھر ہی	وَجْهُ۔ وجہ
اللّٰهِ۔ اللہ ہے	اِنَّ۔ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	وَاسِعٌ۔ وسعت والا
عَلِیْمٌ۔ علم والا ہے	وَ۔ اور	قَالُوا۔ بولے	اتَّخَذَ۔ پکڑا
اللّٰهُ۔ اللہ نے	وَلَدًا۔ بیٹا	سُبْحٰنَهٗ۔ پاک ہے اسے	بَلْ۔ بلکہ

marfat.com

لَہٗ۔ اس کے لیے
وَ۔ اور
قَانِتُوْنَ۔ فرمانبردار ہیں
اَلْاَرْضِ۔ زمین کا
اَمْرًا۔ کسی بات کا
كُنْ۔ ہو جا
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
اللّٰهُ۔ اللہ
كَذٰلِكَ۔ ایسے ہی
پہلے تھے
بَيَّنَّا۔ کھول چکے
اِنَّا۔ بیشک
وَ۔ اور
تُسْئَلُ۔ پوچھے جاؤ گے تم
وَ۔ اور
الْيَهُوْدُ۔ یہود
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
اِنَّ۔ بیشک
الْهُدٰى۔ ہدایت ہے
اَهْوَاءَهُمْ۔ انکی خواہش کی
مِنَ الْعِلْمِ۔ علم
مِنْ وَّلِيٍّ۔ کوئی حمایتی
الَّذِيْنَ۔ وہ لوگ جنہیں
حَقَّ۔ جیسی چاہیے
یہ سارا پہ

مَا۔ جو کچھ
الْاَرْضِ۔ زمین کے
بَدِيْعُ۔ نیا پیدا کرنے والا
وَ۔ اور
فَاِنَّمَا۔ جزیں نیست
فَيَكُوْنُ۔ تو وہ ہو جاتی ہے
لَا يَعْلَمُوْنَ۔ نہیں جانتے
اَوْ۔ یا
قَالَ۔ کہا
مِثْلَ۔ مثل
الْاٰيٰتِ۔ نشانیوں کو
اَرْسَلْنٰكَ۔ بھیجا تجھ کو
نَذِيْرًا۔ ڈر سنانا
عَنْ۔ سے
لَنْ۔ ہرگز نہ
وَ۔ اور
تَتَّبِعَ۔ پیروی کرے
هُدَى۔ ہدایت
وَ۔ اور
بَعْدَ۔ بعد
مَا۔ نہیں ہے
وَ۔ اور
اٰتَيْنٰهُمُ۔ دی ہم نے
يَتْلُوْنَهٗ۔ پڑھنا
وَ۔ اور

بَلْ۔ بلکہ
كُلٌّ۔ ہر ایک
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
اِذَا۔ جب
يَقُوْلُ۔ فرماتا ہے
وَ۔ اور
لَوْلَا۔ کیوں نہیں
تَاْتِيْنَا۔ لائے
الَّذِيْنَ۔ انہوں نے
قَوْلِهِمْ۔ ان کی بات کے
لِقَوْمٍ۔ اس قوم کے لیے
بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ
وَ۔ اور
اَصْحٰبِ۔ اصحاب
تَرْضٰى۔ راضی ہونگے
لَا۔ نہ
مِلَّتَهُمْ۔ ان کے مذہب کی
اللّٰهِ۔ اللہ کی
لَئِنِ۔ اگر
الَّذِيْ۔ اس کے کہ
لَكَ۔ تمہارے لیے
لَا۔ نہ
الْكِتٰبَ۔ کتاب
اُولٰٓئِكَ۔ یہ وہ ہیں
مَنْ۔ جو

السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے
لَّهٗ۔ اسکے آگے
وَ۔ اور
قَضٰى۔ حکم فرمائے
لَهٗ۔ اس سے
فَقَالَ۔ بولے
يُكَلِّمُنَا۔ کلام کرتا ہم سے
اٰيَةٌ۔ کوئی نشانی
مِنْ قَبْلِهِمْ۔ جو ان سے
قَدْ۔ بیشک
يُّوْقِنُوْنَ۔ جو یقین والے ہیں
بَشِيْرًا۔ خوشخبری دیتا
لَا۔ نہیں
الْجَحِيْمِ۔ جہنم کے متعلق
عَنْكَ۔ تجھ سے
النَّصٰرٰى۔ نصاریٰ
قُلْ۔ فرما دو
هُوَ۔ وہی
اتَّبَعْتَ۔ پیروی کی آپ نے
جَآءَكَ۔ آیا تجھے
مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
نَصِيْرٍ۔ مددگار
يَتْلُوْنَهٗ۔ پڑھتے ہیں وہ
تِلَاوَتِهٖ۔ جو پڑھنے کا حق
يَكْفُرْ۔ منکر ہو

marfat.com

بِہٖ۔ اس سے | فَاُولٰٓئِکَ۔ تو وہی ہیں | ھُمُ۔ وہ | الْخٰسِرُوْنَ۔ نقصان والے

مختصر تفسیر چودھواں رکوع۔ سورہ بقرہ۔ پ۱

وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ وَّھُمْ یَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ ۔ اور یہود بولے نصرانی کچھ نہیں اور نصرانی بولے یہود کچھ نہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں۔

شانِ نزول

نجران کے نصاریٰ کا ایک وفد حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا۔ تو علماء یہود نے بھی اپنا وفد بھیجا۔ دونوں میں بحث تمحیص شروع ہوگئی اور بات اتنی بڑھی کہ دونوں وفدوں کی آوازیں اونچی ہوگئیں۔ ایک شور مچ گیا۔ یہود کے علماء نے کہا نصاریٰ کا دین کچھ نہیں حتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر بیٹھے۔ اسی طرح باہمی رد و قدح میں نصاریٰ نے یہود سے کہا کہ تمہارا دین کچھ نہیں اور ضد میں توریت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منکر ہو گئے اس معاملہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا کہ باوجود اس بات کے کہ دونوں جانتے ہیں کہ عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام اللہ کے رسول ہیں اور انجیل و توریت خدا کی کتابیں ہیں مگر جہالت کا برا ہو کہ جہالت تامی میں کسی کو بھی نبی اور کتاب کی پرواہ نہ رہی۔

باوجودیکہ انجیل جسے نصاریٰ جانتے ہیں اس کی تصدیق توریت کرتی ہے اور توریت جسے یہودی مانتے ہیں۔ جو موسیٰ علیہ السلام پر اتری اس کی تصدیق انجیل میں موجود ہے لیکن اپنے جاہلی حسد اور پرانی عداوت کے ماتحت ایک دوسرے کے خلاف ہیں کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِھِمْ فَاللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ؕ اسی طرح جاہلوں نے ان کی سی بات کہی تو اللہ قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا جس بات میں جھگڑتے ہیں۔

علماء اہل کتاب کی طرح ان جاہلوں نے جو نہ علم رکھتے تھے نہ کتاب جیسے بت پرست۔ آتش پرست وغیرہ انہوں نے ہر ایک دین والے کی تکذیب شروع کر دی اور کہا کہ وہ کچھ نہیں ان جاہلوں میں سے مشرکین عرب بھی ہیں جنہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین کی شان میں بھی ایسے کلمات کہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا ؕ اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَھُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْھَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ ؕ لَھُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ؕ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں خدا کا نام لیے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے۔ ان کی ہمت نہیں کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب۔

شانِ نزول:۔ یہ آیت کریمہ بیت المقدس کی بے حرمتی کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ روم

marfat.com

کے نصرانیوں نے اپنے بادشاہ طیطلس کی قیادت میں بنی اسرائیل پر فوج کشی کی اور یہودیوں کے بڑے بڑے مردوں کا قتلِ عام کیا۔ ان کی اولاد، اعزہ، اقربا قید کیے گئے۔ توریت شریف کو جلایا۔ مسجد بیت المقدس کو اتنا ویران کیا کہ اس میں نجاست ڈالی۔ خنزیر ذبح کیے۔ جا کر مسجد میں ذبح کیے۔ اور یہ ویرانی خلافت فاروقی تک بدستور موجود رہی۔ عہد فاروقی میں مسلمانوں نے اسے پھر آباد کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے معاملہ میں نازل ہوئی جنہوں نے ابتدائے اسلام میں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے روکا تھا اور جنگ حدیبیہ کے وقت اس میں نماز و حج سے ان کو منع کیا تھا۔ اور مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ میں ذکر سے مراد خطبہ، تسبیح، وعظ، نعت سب کچھ ہے۔ اور ذکر اللہ کو منع کرنا ہر جگہ برا ہے خاص کر مسجدوں میں جو ذکر اللہ کے لیے ہی بنائی جاتی ہیں۔

اس سے یہ مسئلہ نکلا کہ جو شخص مسجد کو ذکر و نماز سے معطل کر دے وہ مسجد کا ویران کرنے والا اور سخت ظالم ہے۔

مسجد کی ویرانی جیسے ذکر و نماز کے روکنے سے ہوتی ہے ویسے ہی اس کی عمارت کو نقصان پہنچانے اور بے حرمتی کرنے سے بھی ہوتی ہے۔

لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ دنیا میں انہیں یہ رسوائی پہنچی کہ قتل کیے گئے، گرفتار ہوئے، جلا وطن کیے گئے اور خلافت فاروقی و عثمانی میں ملک شام ان کے قبضہ سے نکلا، پھر بیت المقدس سے نہایت ذلت کے ساتھ نکالے گئے۔

آج بھی اگرچہ انگریز فلسطین وغیرہ میں انہیں آباد کر کے با عزت بنانا چاہ رہا ہے لیکن انہیں حقیقی آرام و چین کی زندگی نصیب نہیں۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔ اور مشرق و مغرب یعنی پورب پچھم بھی سب اللہ ہی کا ہے۔ تو تم جدھر منہ کرو ادھر ہی وجہ اللہ ہے (یعنی خدا کی رحمت تمہاری طرف ہر سمت سے متوجہ ہے) بیشک اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

وجہ کے لفظی معنی چہرہ کے ہیں دوسرے ذات کے معنی ہیں یعنی جس طرف بھی اس کی ذات موجود ہے تم جہاں چاہو اللہ کو پاؤ گے خواہ مشرق و مغرب شمال جنوب ہو سب اسی کے ہیں۔

شانِ نزول: صحابہ کرام حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک اندھیری رات سفر میں تھے۔ تاریکی کی وجہ سے جہت قبلہ معلوم نہ ہو سکی ہر ایک ہمراہی نے جس طرف اس کا دل جما نماز پڑھی۔ صبح کو حضور کی خدمت میں گذشتہ حال عرض کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ جہت قبلہ اگر معلوم نہ ہو سکے تو جس طرف دل جمے کہ یہ قبلہ ہے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔ یہ حکم اس مسافر کے حق میں ہے جو سواری پر نفل ادا کرے اس کی سواری جس طرف متوجہ ہو جائے اسی طرف اس کی نماز

marfat.com

درست ہے۔ بخاری و مسلم کی احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ جب تحویل قبلہ کا حکم دیا گیا تو یہود نے مسلمانوں پر طنز کی۔ ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اور بتایا گیا کہ مشرق و مغرب سب اللہ کا ہے جس طرف چاہے سمت قبلہ معین فرمائے کسی کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔ (خازن وغیرہ)

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت دعا کرنے والوں کے حق میں وارد ہوئی۔ حضور سے سوال ہوا تھا کہ دعا کس طرف منہ کر کے مانگی جائے اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ آیت کریمہ حق سے گریز و فرار کرنے والوں کے لیے نازل ہوئی۔

اَیْنَمَا تُوَلُّوْا کا خطاب ان لوگوں کو ہے جو ذکر الٰہی سے روکتے اور مسجدوں کی ویرانی میں سعی کرتے ہیں۔ تو فرمایا تم رسوائی دنیا اور عذاب آخرت سے کہیں بھاگ کر بچ نہیں سکتے کیونکہ مشرق و مغرب سب اللہ کا ہے جہاں بھاگیں گے وہ ہر جگہ گرفت فرمائے گا اس تقدیر پر وجہ اللہ کے معنی خدا کا قرب و حضور ہے۔ (فتح العزیز)

ایک قول یہ بھی ہے کہ جب کفار مسجد بیت المقدس سے یا خانہ کعبہ میں نماز سے روکیں تو مسجد کی خصوصیت ادائے عبادت کے لیے نہیں ہم نے روئے زمین مسجد بنا دی ہے چنانچہ حضور نے فرمایا جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَھُوْرًا جہاں چاہو جب چاہو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ۔ اور یہود بولے خدا نے اپنے لیے اولاد رکھی۔ پاکی ہے اسے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ یہود نے حضرت عزیر کو اور نصاری نے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہا۔ مشرکین عرب نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اللہ فرمایا سبحٰنہ وہ پاک ہے اس سے کہ اس کے اولاد ہو۔ اس کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اس کو عیب لگانا اور سورۃ اخلاص کی آیتوں کو جھٹلانا ہے وہاں تو صاف ارشاد ہے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ابن آدم نے مجھے گالی دی میرے لیے اولاد بتائی میں اولاد اور بیوی سے پاک ہوں۔

کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوْنَ۔ سب اس کے حضور گردن ڈالے ہوئے ہیں۔ یہ اس لیے فرمایا کہ اولاد ہونا مملوک ہونے کے منافی ہے جب سارا جہان اس کا مملوک ہے تو کوئی اس کی اولاد کیسے ہو سکتا ہے

قٰنِتُوْنَ۔ تابع۔ فرمانبردار۔ قانت۔ حکم ماننے والا۔ قنوت اسی لفظ سے ہے۔ نماز وتر کی دعا کو دعائے قنوت اسی لیے کہتے ہیں۔

marfat.com

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَاِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ۔ نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور جب کسی بات کا حکم فرماتے تو یہی فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ یعنی کائنات اس کے ارادہ فرماتے ہی وجود میں آجاتی ہے اس لیے کہ وہ بغیر کسی مثال کے ہر شے کو عدم سے وجود میں لانے والا ہے۔

بَدِیۡعُ ۔ بغیر مادے اور نمونے کے پیدا کرنے والا۔ یہ لفظ بدع سے بنا جس کے معنی ہیں مادہ کے بغیر نیست سے ہست کرنا۔ بدیع سے مراد ایسا موجد ہے اور صانع مطلق ہے جو کسی چیز کا محتاج نہیں ہر چیز اس کی محتاج ہے۔

اس آیت میں مشرکین کے اس عقیدہ کا رد فرمایا گیا کہ مادہ کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا اس سے اللہ تعالے نے کائنات کی تخلیق کی۔ بدیع فرما کر فرمایا کہ اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اس نے تمام موجودات کو پیدا فرمایا۔

وَقَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ لَوۡلَا یُکَلِّمُنَا اللّٰہُ اَوۡ تَاۡتِیۡنَاۤ اٰیَۃٌ ؕ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّثۡلَ قَوۡلِہِمۡ ؕ تَشَابَہَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ ؕ قَدۡ بَیَّنَّا الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ ۔ اور وہ بولے جو جاہل تھے کہ اللہ ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا یا ہمیں کوئی نشانی ملے ان سے پہلے بھی ایسی باتیں کر چکے ہیں ایک سے ان کے دل ہیں بیشک ہم نے نشانیاں کھول دیں یقین والوں کے لیے۔

اہل کتاب کے لوگوں نے ایک یہ پہلو بھی لوگوں کو متردد کرنے کا نکالا کہ اللہ خود بے واسطہ کیوں نہیں کلام فرماتا جس طرح ملائکہ اور انبیاء سے باتیں کرتا ہے۔ یہ ان کا سوال انتہائی تکبر اور غایت سرکشی کے زیر اثر تھا انہوں نے انبیاء اور ملائکہ کو اور اپنے آپ کو برابر سمجھا۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ رافع بن خزیمہ نے حضور کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ سے عرض کیجئے کہ وہ ہم سے کلام کرے تاکہ ہم خود سنیں۔ آیت کریمہ میں اسی لیے فرمایا کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۔ ان سے پہلے یہودی بھی موسیٰ علیہ السلام سے لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہۡرَۃً کہہ چکے تھے تو فرمایا تَشَابَہَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ ۔ ان کے دل ایک سے ہیں۔ یعنی یہ مطالبات کا نشانہ تھا اور وہ انکار بھی صرف عناد کے ماتحت کر رہے تھے۔

قَدۡ بَیَّنَّا الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ فرما کر بتایا کہ اندھا پن اور جہالت اور کفر و فساد میں یہ سب بکواس ہے۔ صد ہم نے اپنی نشانیاں انصاف پسندوں کے لیے کھول دی ہیں۔ اس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تسکین خاطر بھی فرمائی گئی کہ محبوب آپ ان کے سرکشی اور معاندانہ انکار سے رنجیدہ نہ ہوں پہلے کفار بھی انبیاء کرام کے ساتھ ایسے ہی لایعنی اور بے معنی اعتراض کیا کرتے تھے۔

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا ۙ وَّ لَا تُسۡـَٔلُ عَنۡ اَصۡحٰبِ الۡجَحِیۡمِ ۔ بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا بھیجا اور ان جہنم والوں کی گمراہی کے متعلق آپ سے سوال نہ ہوگا۔

marfat.com

بِالْحَقِّ: حق کے ساتھ، مراد یہ ہے کہ اسے حق کی طرف ہدایت بنا کر بھیجا ہے یعنی آپ سچی باتیں بتلانے، روشن دلائل پیش کرنے والے ہیں۔

بَشِیْرًا: خوشخبری دینے والا، جو لوگ ایمان لائیں اور اللہ تعالیٰ اور نبی برحق کے احکام کی پیروی کریں انہیں نیک اعمال کے بدلے دنیا و آخرت میں کامیابی کی خوشخبری دینے والے ہیں۔

نَذِیْرًا: ڈرانے والا، اعمال بد کے برے انجام سے ڈرانے والے

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آیات قرآن اور معجزات باہرات کے ساتھ اس لیے مبعوث کیا کہ انصاف والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر یقین کر سکیں لیکن جو طالب یقین نہ ہو وہ دلائل سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ اور ہرگز تم سے راضی نہ ہوں گے یہود اور نصاریٰ جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو یعنی ان کا ایمان لانا اس وجہ سے ہے کہ وہ آپ کے دین سے حسد کرتے ہیں۔ آپ سے وہ راضی نہ ہوں گے جب تک آپ کے متبعین ان کے دین کی پیروی نہ کرلیں اور یہ ناممکن ہے کیونکہ وہ باطل پر ہیں۔

مِلَّتَهُمْ: ان کا دین، عربی میں مسلک، دین، طریقہ کے معنی ہیں۔

اَهْوَآءَ: خواہشات نفسانی۔

قُلْ فرما دیجیے کہ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے۔ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اور اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے تجھے معلوم ہو چکا، یعنی اے سننے والے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جب تو نے جان لیا کہ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس حق و ہدایت کی بارشیں فرماتے تشریف لائے تو تم ہرگز یہود و نصاریٰ و مشرکین کسی غیر مذہب کا اتباع نہ کرنا اگر کیا تو تمہیں عذاب الٰہی سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ (خازن) جیسا کہ ارشاد ہے۔ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ تیرے لیے کوئی حامی اور مددگار نہ ہوگا۔ آگے فرمایا

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ حق ہے تلاوت کا، یہی وہ ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہوں تو وہی زیان و خسران میں ہیں۔

شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت اہل سفینہ کے معاملہ میں نازل ہوئی۔

marfat.com

اہل سفینہ وہ چالیس آدمی تھے جن میں بتیس اہل حبشہ اور آٹھ شامی راہب تھے۔ ان میں بحیرا راہب بھی تھے۔ یہ اہل سفینہ حضرت جعفر بن ابی طالب کے ہمراہ حاضر بارگاہ ہوئے تھے۔

تو اللہ تعالٰے نے آیات متلوہ میں ان کی تعریف فرمائی اور کہا۔ درحقیقت توریت پر ایمان لانے والے وہی ہیں۔ جو اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں اور بغیر تحریف اور تبدیل کے پڑھتے اس کے معنی سمجھتے اور مانتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ توریت میں جب انہوں نے حضور کی نعت اور صفت پڑھی تو حضور پر ایمان لائے اور جو اپنی خواہشات نفسانیہ کے پیرو تھے وہ ایمان نہ لائے بلکہ توریت کے خلاف حضور کے منکر ہو گئے اور ہمیشہ کے لیے رسوا اور آخرت کے عذاب کے مستحق ہوئے۔

بامحاورہ ترجمہ پندرھواں رکوع سورۃ بقرہ پ۱

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانہ کے لوگوں پر تمہیں فضیلت دی۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

اور ڈرو اس دن سے کہ کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہوگی اور نہ اس کو کچھ لے کر چھوڑیں اور کافر کو کوئی سفارش نفع نہ دے نہ اس کی مدد ہو۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور یاد کرو جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے پوری کر دکھائیں فرمایا میں تجھے لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں عرض کی اور میری اولاد سے؟ فرمایا میرا عہد نہیں پہنچتا ظالموں کو

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝

اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو مرجع اور امن بنایا لوگوں کے لیے اور بناؤ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام اور ہم نے عہد لیا ابراہیم اور اسماعیل سے کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں کے لیے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا

اور یاد کرو جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب

marfat.com

اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

بنا دے اس گھر کو امان والا اور اس کے رہنے والوں کو روزی دے پھلوں سے جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں فرمایا اور جو کفر کریں تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا پھر مجبور کر دوں گا اسے عذاب جہنم کی طرف اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اور یاد کرو جب اٹھاتا تھا اس گھر کی نیویں اور اسمٰعیل یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

اے رب ہمارے بنا ہمیں اپنے حضور جھکنے والا۔ اور بنا ہماری ذریت میں سے ایک امت تیری فرمانبردار اور سکھا ہمیں حج کے طریقے اور ہم پر اپنی رحمت سے توجہ فرما۔ بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنیوالا مہربان۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور تیری کتاب سکھائے اور حکمت بتائے اور انہیں ستھرا کرے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

لفظی ترجمہ

یٰبَنِیٓ۔ اے	بَنِیٓ۔ اولاد	اِسْرَآءِیْلَ۔ یعقوب	اذْکُرُوْا۔ یاد کرو
نِعْمَتِیَ۔ میرا احسان	الَّتِیٓ۔ وہ جو	اَنْعَمْتُ۔ میں نے کیا	عَلَیْکُمْ۔ تم پر
وَ۔ اور	اَنِّیْ۔ جو میں نے	فَضَّلْتُکُمْ۔ بڑائی دی تمہیں	عَلَی۔ اوپر
الْعٰلَمِیْنَ۔ اس زمانہ کے	وَ۔ اور	اتَّقُوْا۔ ڈرو	یَوْمًا۔ اس دن سے
لَا۔ نہ	تَجْزِیْ۔ بدلہ	نَفْسٌ۔ کوئی جان	عَنْ نَّفْسٍ۔ کسی جان

marfat.com

شَيْئًا۔ کچھ	وَّ۔ اور	لَا۔ نہ	يُقْبَلُ۔ قبول ہوگی
مِنْهَا۔ اس سے	عَدْلٌ۔ کوئی بدلہ	وَّ۔ اور	لَا۔ نہ
تَنْفَعُهَا۔ نفع دیگی اسے	شَفَاعَةٌ۔ شفاعت	وَّ۔ اور	لَا۔ نہ
هُمْ۔ وہ	يُنْصَرُوْنَ۔ مدد کیے جائیں	وَ۔ اور	اِذِ۔ یاد کرو جب
ابْتَلٰى۔ آزمایا	اِبْرٰهٖمَ۔ ابراہیم کو	رَبُّهٗ۔ اس کے رب نے	بِكَلِمٰتٍ۔ کچھ باتوں سے
فَاَتَمَّهُنَّ۔ تو اس نے وہ پوری کیں		قَالَ۔ فرمایا	اِنِّیْ۔ میں
جَاعِلُكَ۔ بنانے والا ہوں تجھے	لِلنَّاسِ۔ لوگوں کا	اِمَامًا۔ پیشوا	قَالَ۔ عرض کی
وَ۔ اور	مِنْ۔ سے	ذُرِّيَّتِیْ۔ میری اولاد سے	قَالَ۔ فرمایا
لَا۔ نہیں	يَنَالُ۔ پہنچتا	عَهْدِی۔ میرا عہد	الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کو
وَ۔ اور	اِذْ۔ یاد کرو جب	جَعَلْنَا۔ بنایا	الْبَيْتَ۔ اس گھر کو
مَثَابَةً۔ مرجع	لِلنَّاسِ۔ لوگوں کیلئے	وَ۔ اور	اَمْنًا۔ امن
وَ۔ اور	اتَّخِذُوْا۔ بناؤ	مِنْ مَّقَامِ۔ مقام	اِبْرٰهٖمَ۔ ابراہیم کو
مُصَلًّى۔ نماز کی جگہ	وَ۔ اور	عَهِدْنَا۔ عہد لیا ہم نے	اِلٰى۔ طرف
اِبْرٰهٖمَ۔ ابراہیم کی	وَ۔ اور	اِسْمٰعِيْلَ۔ اسمٰعیل کی	اَنْ۔ یہ کہ
طَهِّرَا۔ ستھرا کرو	بَيْتِیَ۔ میرا گھر	لِلطَّآئِفِيْنَ۔ طواف کرنیوالوں	وَ۔ اور
الْعٰكِفِيْنَ۔ اعتکاف والوں	وَ۔ اور	الرُّكَّعِ۔ رکوع کرنے والوں	السُّجُوْدِ۔ سجدہ کرنیوالوں کیلئے
وَ۔ اور	اِذْ۔ یاد کرو جب	قَالَ۔ کہا	اِبْرٰهٖمُ۔ ابراہیم نے
رَبِّ۔ اے رب	اجْعَلْ۔ کردے	هٰذَا۔ اس	بَلَدًا۔ شہر کو
اٰمِنًا۔ امن والا	وَّ۔ اور	ارْزُقْ۔ روزی دے	اَهْلَهٗ۔ اسکے رہنے والوں کو
مِنَ الثَّمَرٰتِ۔ پھلوں سے		مَنْ۔ جو	اٰمَنَ۔ ایمان لائے
مِنْهُمْ۔ ان سے	بِاللّٰهِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور	الْيَوْمِ۔ دن
الْاٰخِرِ۔ قیامت پر	قَالَ۔ فرمایا	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو
كَفَرَ۔ کفر کرے	فَاُمَتِّعُهٗ۔ تو اسے برتنے کو	قَلِيْلًا۔ تھوڑا دوں گا	ثُمَّ۔ پھر
اَضْطَرُّهٗٓ۔ مجبور کروں گا	اِلٰى۔ طرف	عَذَابِ۔ عذاب	النَّارِ۔ جہنم کے
وَ۔ اور	بِئْسَ۔ بری ہے	الْمَصِيْرُ۔ لوٹنے کی جگہ	وَ۔ اور

marfat.com

اِذْ۔ جب	یَرْفَعُ۔ اٹھاتا تھا	اِبْرٰهٖمُ۔ ابراہیم	الْقَوَاعِدَ۔ نیویں
مِنَ الْبَیْتِ۔ بیت کی	وَ۔ اور	اِسْمٰعِیْلُ۔ اسمٰعیل	رَبَّنَا۔ اے رب ہمارے
تَقَبَّلْ۔ قبول کر	مِنَّا۔ ہم سے	اِنَّكَ۔ بیشک	اَنْتَ۔ توہی
السَّمِیْعُ۔ سننے والا	الْعَلِیْمُ۔ جاننے والا ہے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	وَ۔ اور
اجْعَلْنَا۔ بنا ہمیں	مُسْلِمَیْنِ۔ جھکنے والا	لَكَ۔ اپنے لیے	وَ۔ اور
مِنْ ذُرِّیَّتِنَا۔ ہماری اولاد سے		اُمَّةً۔ امت	مُّسْلِمَةً۔ جھکنے والی
لَّكَ۔ تیرے لیے	وَ۔ اور	اَرِنَا۔ دکھا ہم کو	مَنَاسِكَنَا۔ قاعدے
وَ۔ اور	تُبْ۔ رجوع کر	عَلَیْنَا۔ ہم پر	اِنَّكَ۔ بیشک تو
اَنْتَ۔ توہی	التَّوَّابُ۔ رجوع فرمانے والا	الرَّحِیْمُ۔ بہت رحم کرنے والا ہے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب
وَ۔ اور	ابْعَثْ۔ بھیج	فِیْهِمْ۔ ان میں	رَسُوْلًا۔ ایک رسول
مِّنْهُمْ۔ ان میں سے	یَتْلُوْا۔ پڑھے	عَلَیْهِمْ۔ ان پر	اٰیٰتِكَ۔ تیری آیتیں
وَ۔ اور	یُعَلِّمُهُمُ۔ سکھائے انہیں	الْكِتٰبَ۔ کتاب	وَ۔ اور
الْحِكْمَةَ۔ حکمت	وَ۔ اور	یُزَكِّیْهِمْ۔ ستھرا کرے انہیں	اِنَّكَ۔ بیشک تو
اَنْتَ۔ توہی	الْعَزِیْزُ۔ غالب	الْحَكِیْمُ۔ حکمت والا ہے۔	

مختصر تفسیر پندرھواں رکوع سورۃ بقرہ پ۱

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ۔ اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانہ کے سب لوگوں پر تمہیں بڑائی دی اور ڈرو اس دن سے کہ کوئی جان کسی دوسری جان کا بدلہ نہ ہوگی اور نہ اس کو کچھ دے کر چھوڑیں اور نہ کافر کے لیے کوئی سفارش نفع دے۔ اور نہ ان کی مدد ہو۔

اس میں وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ پر خازن وغیرہ تفسیر میں لکھا ہے کہ عالَمِیْ زمانہا یعنی یہ بڑائی اور فضیلت ان کے زمانہ کے لوگوں پر دی گئی۔

اور چونکہ مومن کے لیے سفارش اور اس کی بخشش کے ذرائع احادیث سے ثابت ہیں اور کافروں کے لیے کوئی سفارش

marfat.com

نفع نہ دینا ثابت ۔ اس لیے وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ سے مراد یہی ہے کہ کافر کو کوئی شفاعت و سفارش نفع نہ دے۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ اس میں یہود کے دعویٰ کا رد ہے وہ کہتے تھے ہمارے باپ دادا بزرگ گذرے ہیں وہ ہمیں شفاعت کر کے چھڑا لیں گے تو انہیں لَا تَنْفَعُهَا فرما کر مایوس کیا گیا کہ جب تم توریت۔ انجیل۔ قرآن کریم سب کے منکر ہو تو منکر کے لیے شفاعت قبول نہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۔ اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں۔ فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ عرض کی اور میری اولاد سے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

إِذِ ابْتَلَىٰ جب آزمایا۔ یہ لفظ بلیہ سے نکلا ہے اس کے معنی مصیبت اور آزمائش کے ہیں۔

إِبْرَاهِيمَ۔ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام توریت میں ابرام اور ابراہیم دونوں طرح آیا ہے۔ ابراہیم پورے قرآن میں انہتر مقام پر آیا ہے۔

حضرت ابراہیم کی ولادت سرزمین عراق میں مقام سوس پر ہوئی پھر آپ کے والد آپ کو بابل میں لے آئے۔ یہ نمرود کا ملک تھا۔

بیسویں صدی کے آغاز میں آثار قدیمہ کے ماہرین نے کھدائی کر کے دریافت کیا اس شہر کی آبادی ڈھائی لاکھ سے پانچ لاکھ تک تھی یہ بڑا صنعتی اور تجارتی مرکز تھا۔

۲۱۰۰ قبل مسیح کے لگ بھگ زمانہ میں حضرت ابراہیم کے ظہور کا زمانہ مانا گیا ہے۔ اس عہد کی تحریرات جو کھنڈروں سے دستیاب ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی میں ان لوگوں کا نقطہ نظر خالص مادہ پرستانہ تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جد انبیاء کہا جاتا ہے آپ کے فضل و شرف کے اعتراف میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کسی کو کلام نہیں۔ بلکہ آپ کی نسل سے ہونے میں سب کو فخر ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے وہ حالات اس آیت مبارکہ میں بیان فرمائے جن سے سب پر اسلام قبول کرنا لازم ہو جاتا ہے کیونکہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر واجب کیں وہ سب اسلام کے خصائص سے ہیں۔ اور إِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ میں جس آزمائش کا ذکر ہے وہ یہ ہے کہ بندے پر کوئی پابندی لازم فرما کر دوسروں پر اس کے کھرے کھوٹے ہونے کا اظہار کیا جائے نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی معلومات میں معاذ اللہ اضافہ کرنے کو آزمائش کرے۔

کلمات سے مضمون مراد ہے۔ چنانچہ جو باتیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آزمائش کے لیے واجب کیں ان میں مفسرین کے چند قول ہیں۔

قتادہ کہتے ہیں کہ وہ مناسک حج ہیں۔

marfat.com

مجاہد نے کہا اس سے وہ دس باتیں مراد ہیں جو اگلی آیتوں میں بیان ہوں گی۔

سید المفسرین ابن عباس فرماتے ہیں وہ دس باتیں یہ ہیں۔ مونچھیں کترونا۔ کلی کرنا۔ ناک میں صفائی رکھنا۔ اور اس کے صاف کرنے کو پانی استعمال کرنا۔ مسواک۔ سر میں مانگ نکالنا۔ ناخن ترشوانا۔ بغل کے بال لینا۔ موئے زہار جو زیر ناف ہوتے ہیں ان کو صاف کرنا۔ ختنہ۔ پانی سے استنجا۔ یہ دس باتیں آپ پر واجب تھیں اور ہم پر ان میں سے بعض واجب اور بعض سنت ہیں۔

پھر لَا یَنَالُ عَہْدِی الظّٰلِمِیْنَ۔ سے مراد آپ کی وہ اولاد ہے جو ظالم کافر ہیں وہ امام کا منصب نہ پائیں گے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ کافر مسلمانوں کا پیشوا امام نہیں۔ اس کا اتباع مسلمانوں پر حرام ہے۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی ؕ وَعَہِدْنَاۤ اِلٰۤی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَہِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ۔ اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لیے مرجع اور امان بنایا اور ابراہیم کے کھڑا ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے عہد لیا ابراہیم اور اسمعیل سے کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے۔

عَہِدْنَآ۔ یہ لفظ عہد سے بنا جس کے معنی ہیں اقرار لیکن یہاں یہ لفظ اَمَرْنَا کے معنی میں ہے۔

اِسْمٰعِیْلَ۔ حضرت ابراہیم کے بڑے صاحبزادے تھے۔ قبیلہ قریش آپ کی نسل سے ہے۔ بیت اللہ کی تعمیر کا حکم آپ کو اور آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہما السلام کو دیا گیا۔

طَہِّرَا۔ پاک کر رکھو۔ جس کے معنی پاکیزگی ہیں یعنی کفر و شرک سے پاک رکھو۔

بَیْتِیَ۔ خانہ کعبہ کو میرا گھر کہہ کر پکارا۔ اس سے عظمت و بزرگی ظاہر کرنا مراد ہے۔

اَلطَّآئِفِیْنَ۔ طواف کرنے والوں کے لیے۔

عٰکِفِیْنَ۔ اعتکاف کرنے والے یہ لفظ عکوف سے نکلا جس کے معنی تعظیماً ٹھہرنے کے ہیں۔ شریعت میں اعتکاف سے مراد مسجد میں عبادت کی نیت سے ایک مدت تک قیام کرنا ہے جیسا کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔

بیت سے کعبہ معظمہ مراد ہے اور اس میں تمام حرم شریف داخل ہے اور وَ اَمْنًا فرما کر بیت اللہ کو امن بنانے کے یہ معنی ہیں کہ حرم کعبہ میں قتل و غارت حرام ہے اور وہاں شکار بھی ممنوع۔ چنانچہ حرم میں شیر۔ بھیڑیا بھی شکار نہیں کیا جاسکتا اسے چھوڑ کر لوٹ جانے کا حکم ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ مومن اس میں داخل ہو کر عذاب سے مامون ہو جاتا ہے۔ حرم کو حرم ہی اس لیے کہا جاتا ہے۔ کہ اس میں قتل۔ ظلم۔ شکار حرام و ممنوع ہے (تفسیرات احمدی)

marfat.com

اگر کوئی مجرم بھی حرم میں آجائے تو وہاں اس سے تعرض ممنوع ہے (مدارک)۔

مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک بار سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر وہ پتھر دکھایا جس کا نام مقام ابراہیم ہے۔ حضرت عمر نے عرض کی کہ یہ پتھر معظم ہے تو ہم اس کو مصلی کیوں نہ بنالیں اس کے سامنے کھڑے ہو کر کعبہ کے رخ نماز کیوں نہ ادا کریں، اسی دن عصر کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (مدارک)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری تین باتیں میرے رب نے قبول فرمالیں۔

۱:۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ مقام ابراہیم کو مصلی کیوں نہ بنالیں تو آیت کریمہ نازل ہوئی وَاتَّخِذُوا الخ

۲:۔ دوسری بات یہ کہ میں نے عرض کی کہ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم فرمائیں تو اللہ تعالے نے آیات پردہ نازل فرمائیں۔

۳:۔ تیسرے ازواج مطہرات سے میں نے عرض کی کہ رسول اللہ کی اطاعت کرو ورنہ اللہ تعالے تمہارے بدلے دوسری اور بیبیاں ان کو عطا فرمائے گا تو آیت کریمہ نازل ہوئی عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ محبوب تم کو طلاق دیدیں تو کچھ بعید نہیں کہ ان کا پروردگار بدلے میں ایسی بیبیاں عطا فرمائے جو تم سے بہتر ہوں (بخاری)

حضرت امام حنیفہ نعمان اور امام مالک رضوان اللہ عنہما نے اس آیت سے استنباط کیا کہ طواف کے سات چکر کے بعد دو رکعت پڑھنا واجب ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالے کے حکم سے حضرت سیدہ ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کو مکہ میں چھوڑ دیا اور ایک طویل عرصہ بعد کیا تو چاہ زمزم پر قبیلہ جرہم کے لوگ آپ کی اجازت سے قیام پذیر ہوئے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اس قبیلہ میں نکاح کر لیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اجازت طلب کی تو حضرت سارہ نے اس شرط پر اجازت دی کہ وہاں اتریں نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو اس وقت حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو چکا تھا۔

حضرت اسمٰعیل گھر پر موجود نہ تھے آپ نے ان کی بیوی سے دریافت کیا کہ تمہارے خاوند کہاں ہیں انہوں نے جواباً کہا شکار کو گئے ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حرم سے باہر شکار فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کے لیے ہے؟ زوجۂ اسمٰعیل نے جواب دیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گذر اوقات کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے تنگدستی کی شکایت کی۔

حضرت ابراہیم نے فرمایا جب تمہارے خاوند آئیں تو ہمارا سلام کہہ دینا اور ان کو ہمارا یہ پیغام دینا کہ اپنے دروازے کی دہلیز بدل دیں یہ بات فرما کر حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس تشریف لے گئے۔

marfat.com

جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شکار سے واپس تشریف لائے تو باپ کی خوشبو محسوس کی آپ نے پوچھا کیا یہاں کوئی آئے تھے۔ آپ کی بیوی نے جواب دیا ہاں ایک بڈھا آیا تھا ایسی ایسی شکل وصورت تھی وہ یہ کہہ گئے تھے اس سے کہنا کہ چوکھٹ تبدیل کرنے کو کہہ گئے تھے۔

حضرت اسمٰعیل نے فرمایا کہ وہ میرے والد بزرگوار تھے اور تجھے علیحدہ کرنے کا حکم دے گئے ہیں لہذا اب تو اپنے گھر جا آپ نے طلاق دے کر قطع تعلق فرمالیا آپ نے دوسری شادی اسی قبیلہ میں فرمائی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام طویل عرصہ کے بعد پھر دوبارہ تشریف لائے حضرت اسمٰعیل پھر گھر پر موجود نہ تھے آپ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دوسری بیوی سے حضرت اسمٰعیل کے بارے میں دریافت فرمایا انہوں نے عرض کی کہ شکار کے لیے گئے ہوئے ہیں۔ ان شاء اللہ آرہے ہوں گے آپ تشریف رکھیئے۔ حضرت ابراہیم نے کھانے کو دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کے لیے ہے؟ انہوں نے گوشت اور دودھ پیش کیا۔ آپ نے گذر اوقات کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے جواباً عرض کیا اچھا وقت گذر رہا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں میاں بیوی کے لیے برکت کی دعا فرمائی پھر زوجۂ اسمٰعیل نے درخواست کی کہ آپ سواری سے نیچے تشریف لائیں میں آپ کا سر مبارک دھو ڈالوں۔ آپ نیچے تشریف نہ لائے وہ مقام ابراہیم پتھر لائیں اس کو دائیں طرف رکھا ابراہیم علیہ السلام نے اس پر اپنا قدم مبارک رکھا انہوں نے دائیں جانب کا سر مبارک دھویا پھر بائیں جانب کا حصہ دھویا اس پتھر پر آپ کے دونوں قدم مبارک کے نشان آج تک موجود ہیں آپ نے واپسی پر فرمایا کہ تمہارے خاوند آجائیں تو ہمارا سلام پہنچا دینا اور یہ پیغام دینا کہ اب تمہارے دروازے کی چوکھٹ بہت خوب ہے اسے نہ اکھاڑنا۔

جب حضرت اسمٰعیل تشریف لائے تو باپ کی خوشبو پھر محسوس کی دریافت کیا آپ کی بیوی نے عرض کی کہ ایک ضعیف العمر نہایت حسین صورت شخص آئے تھے میں نے ان کی یہ خدمت کی اور وہ یہ پیغام دے گئے ہیں ان کے قدموں کے نشان بھی اس پتھر پر موجود ہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا وہ میرے باپ حضرت ابراہیم تھے اور چوکھٹ سے مراد تم ہو۔

کچھ عرصہ کے بعد حضرت علیہ السلام تشریف لائے اس وقت حضرت اسمٰعیل ایک درخت کے نیچے زمزم شریف کے قریب تیر تراش رہے تھے باپ کو دیکھتے ہی آداب بجا لائے باپ نے دعاء خیر دی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں ایک گھر بناؤں تم میری مدد کرو گے؟ حضرت اسمٰعیل نے عرض کی کہ میں ہر طرح سے حاضر ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی بنیادیں تعمیر کرنی شروع کر دیں۔ حضرت اسمٰعیل پتھر پکڑاتے جاتے

marfat.com

تھے اس طرح خانہ کعبہ تعمیر ہوا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رکن اور مقام یہ دونوں جنت کے یاقوت ہیں اللہ تعالے نے ان کے نور سلب کر دیئے اگر نور باقی رہتا تو یہ مشرق سے مغرب تک کو روشن کر دیتے۔

علماء اس حدیث سے یہ مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ جس جگہ اولیاء اللہ ایک مدت تک رہیں وہاں آسمان سے تبرکات اور نعمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں وہاں نیکی کا اجر بھی زیادہ ملتا ہے۔

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی۔ اس پر آپ کے قدم مبارک کا نشان ہے۔ اس کو نماز کا مقام بنانے کا امر استحبابی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس نماز سے مراد وہ دو رکعت ہیں جو طواف کے بعد مقام ابراہیم کے قریب پڑھی جاتی ہیں۔ (تفسیرات احمدی) مصلی۔ نماز پڑھنے کی جگہ۔ آگے ارشاد ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ۔ اور یاد کرو جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جو ان میں سے اللہ اور آخرت پر ایمان لائیں۔

یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حسب ارشاد الٰہی لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ۔ دعا میں مومنین کو ہی خاص کیا۔ جو با تقضاء ادب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے شایان شان تھا اللہ تعالے نے آپ کی دعا قبول کی اور ارشاد کیا کہ رزق سب کو دیا جائے گا خواہ مومن ہو خواہ کافر لیکن کافر کا رزق صرف حیات ہی ہے۔ بعد میں ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ آخرت میں وہ عذاب ہی میں رہے گا۔ چنانچہ فرمایا۔ قَالَ وَمَن كَفَرَ اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا۔ پھر اسے عذاب دوزخ کی طرف مجبور کروں گا اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ اور جب اٹھاتے تھے ابراہیم اس گھر کی نیادیں اور اسمٰعیل یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے۔

علامہ بغوی نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالے نے زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے بیت اللہ کی جگہ پیدا فرمائی۔ اس جگہ صرف ایک سفید جھاگ پانی پر قائم تھا پھر اس کے نیچے زمین بچھا دی گئی۔

جب اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو انہوں نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی اللہ تعالی نے

marfat.com

جنت کے یاقوت کا بنا ہوا بیت المعمور اتارا۔ اس کے دروازے زمرد کے تھے ایک دروازہ مشرق تھا ایک مغربی اس کو بیت اللہ کے مقام پر رکھ دیا اور حکم ہوا اے آدم ہم نے تمہارے لیے یہ گھر اتارا ہے اس کا تم ایسے ہی طواف کرو جیسے عرش کے گرد کرتے تھے۔

حجر اسود بھی اتارا اس وقت یہ پتھر روشن تھا رنگ اس کا سفید تھا بعد میں کالا ہو گیا۔

طوفان نوح تک بیت المعمور قائم رہا جب طوفان نوح آیا تو اللہ تعالےٰ نے چوتھے آسمان پر اٹھا لیا ہر روز ستر ہزار فرشتے زیارت کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ حضرت جبریل کو حکم ہوا کہ حجر اسود کو جبل ابو قبیس میں چھپا دیا جائے تاکہ طوفان میں غرق نہ ہو۔

اس وقت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک یہ جگہ خالی رہی حضرت ابراہیم نے دعا کی ایک تنا ہوا تے اس کی بنیادیں ظاہر کر دیں اور حضرت ابراہیم نے انہی بنیادوں پر تعمیر کیا۔

پہلی مرتبہ کعبہ معظمہ کی بنیادیں حضرت آدم علیہ السلام نے رکھیں اس کے بعد طوفان نوح آیا اور پہلی تعمیر مٹ گئی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی بنیاد پر تعمیر فرمائی۔ یہ تعمیر خاص آپ کے دست مبارک سے ہوئی اس تعمیر میں پتھر اٹھا کر لانے کی سعادت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ہوئی۔ دونوں حضرات نے اس وقت دعا کی کہ یا رب ہماری یہ خدمت و طاعت قبول فرما اور دعا کی۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اے ہمارے رب اور کر ہمیں اپنے حضور جھکنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے لیے قاعدے بتا دے اور ہم پر اپنی رحمت سے رجوع فرما۔ بیشک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

مناسک سے مراد دین کے احکام اور حج کے اعلام ہیں یعنی خوب عبادت کرنا ہے اس سے حج کے احکام مراد ہیں۔ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی یہ دعا قبول ہوئی حضرت جبریل امین نے اللہ کے حکم سے عرفہ کے دن تمام مناسک بتائے۔ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل سے جب عرفات میں پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اے ابراہیم آپ نے تمام مناسک پہچان لیے تو فرمایا ہاں۔ اس دن سے اس کا نام عرفہ ہو گیا۔

حضرت ابراہیم و اسمٰعیل اگرچہ مطیع و مخلص و خاص بندے تھے لیکن با ایں ہمہ بارگاہ حق سے طاعت اور اخلاص میں اور زیادہ کمال کی طلب فرماتے ہیں۔ ذوق طاعت سے سیری نہیں علاوہ ازیں یہ دونوں ہستیاں معصوم ہیں مگر تواضعاً دعا ہو رہی ہے۔ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ اور ہماری توبہ قبول فرما بے شک تو ہی معاف فرمانے والا مہربان ہے۔

marfat.com

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ اے رب ہمارے بھیج ان میں ایک ایسا رسول جو انہی میں سے ہو کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت کرے اور انہیں تیری کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں پاکیزہ فرمائے بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی ذرّیت میں یہ دعا حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھی۔ آپ نے کعبہ معظمہ کی تعمیر سے فارغ ہونے کے بعد دعا فرمائی کہ الٰہی اپنے نبی آخرالزمان سید الانس والجان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری نسل میں ظاہر فرما اور یہ شرف بنی اسمٰعیل کو عطا کر۔

آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور حضور کا ظہور انہیں کی نسل سے ہوا۔ ان کی نسل میں حضور کے سوا اور کوئی نبی نہیں ہوا۔ حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے حضور باقی تمام انبیاء حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ چنانچہ حضور نے اپنا میلاد مبارک خود بیان فرمایا جسے امام بغوی ایک حدیث سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور وہ وقت تھا کہ حضرت آدم کے پتلے کا خمیر ہو رہا تھا۔ اَنَا عِنْدَ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَ اٰدَمُ لَمُنْجَدِلٌ بَیْنَ طِیْنَتِہٖ۔ میں تمہیں اپنی ابتدا کی خبر دوں میں ایک نور ساطع ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے محل اور قصور روشن ہو گئے۔

اس حدیث میں دعاء ابراہیم سے یہی آیت کریمہ کا مضمون مراد ہے (جمل۔ خازن)

تعلیم الکتاب اور حکمت سے مراد قرآن کریم اور اس کے حقائق و معارف ہیں۔

اور حکمت سے مراد حکمت اسرار الٰہی ہے۔

بعض نے کہا حکمت سے مراد فقہ ہے۔

قتادہ کہتے ہیں حکمت سنت کا دوسرا نام ہے۔

بعض کے نزدیک حکمت سے مراد علم احکام ہے۔

اور یُزَکِّیْهِمْ جو فرمایا اس کا ترجمہ ستھرا کرنا، پاکیزہ بنانا ہیں۔ درحقیقت اس سے مراد نفوس و ارواح کو کدورتوں سے پاک کر کے حجاب اٹھا دینا مقصود ہے تاکہ اس قابل ہو سکیں کہ ان میں حقائق کی جلوہ گری ہو سکے اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا عزیز اسے کہتے ہیں جس کا کوئی مثل نہ ہو۔

با محاورہ ترجمہ سولھواں رکوع سورہ بقرہ پ ۱

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ اور کون منہ پھیرے ملت ابراہیم سے سوا اس کے جو دل کا

marfat.com

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

بیوقوف ہو اور بے شک ہم نے چن لیا اسے دنیا میں اور بے شک وہ آخرت میں صالحوں سے ہے۔

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

جب فرمایا ان سے ان کے رب نے گردن اطاعت جھکا۔ عرض کی میں نے گردن جھکائی اس کے لیے جو جہان کا پالنے والا ہے۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

اور وصیت کی اسی دین کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے میرے بیٹو بے شک اللہ نے چن لیا تمہارے لیے یہ دین تو نہ مرنا مگر مسلمان رہتے ہوئے۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ ○ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○

کیا تم میں کے موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی جب کہ اس نے اپنے بیٹوں کو فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے ہم پوجیں گے اسے جو آپ کا خدا ہے اور آپ کے آباء ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق کا ایک خدا اور ہم اس کے لیے گردن جھکائے ہوئے ہیں۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

یہ ایک امت ہے کہ گذر چکی ان کے لیے ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لیے ہے جو تم کماؤ اور پرسش نہ ہوگی تم سے ان کے کاموں کی۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

اور کتابی بولے یہودی یا نصرانی ہو جاؤ راہ پاؤ گے۔ فرما دو بلکہ ہم تو دین ابراہیم لیتے ہیں اور نہ تھے وہ مشرکوں سے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ

کہو تم ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم کی طرف اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو دیا گیا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو دیے گئے باقی انبیاء کو اپنے رب کے

marfat.com

أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝

باہم سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے لیے گردن جھکائے ہوئے ہیں

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۝ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۝ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۝ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

تو اگر ایمان لائیں جیسے ایمان لائے تم تو بے شک وہ ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں تو تمہارے لیے اللہ کافی ہوگا اور وہی سنتا جانتا ہے۔

صِبْغَةَ اللَّهِ ۝ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۝ وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ۝

اللہ کا رنگ ہے اور کون ہے جو اللہ سے بہتر رنگ لگے اور ہم اس کی پوجا کرتے ہیں۔

قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۝ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۝ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ۝

فرماؤ کیا اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور ہمارے عمل ہمیں اور تمہارے عمل تمہیں اور ہم اسی کے سچے خلص ہیں۔

أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۝ قُلْ أَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَتَمَ شَهَادَةً عِندَهُ مِنَ اللَّهِ ۝ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے فرماؤ کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ کو اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو چھپائے گواہی اللہ کی طرف سے آئی ہوئی اور اللہ نہیں تمہارے کرتوت سے بے خبر۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۝ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۝ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

یہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا ان کے لیے ان کی کمائی اور تمہارے لیے تمہاری کمائی اور نہ پوچھے جاؤ گے اس سے جو وہ عمل کرتے تھے۔

لفظی ترجمہ

وَ ۔ اور	مَنْ ۔ جو	يَرْغَبُ ۔ منہ پھیرے	عَنْ مِلَّةِ ۔ دین سے
إِبْرَاهِيمَ ۔ ابراہیم کے	إِلَّا ۔ مگر	مَنْ ۔ وہ	سَفِهَ ۔ احمق
نَفْسَهُ ۔ اپنے دل کا	وَ ۔ اور	لَقَدِ ۔ بیشک	اصْطَفَيْنَاهُ ۔ ہم نے چن لیا اسے
فِي ۔ بیچ	الدُّنْيَا ۔ دنیا کے	وَ ۔ اور	إِنَّهُ ۔ بیشک وہ

marfat.com

فِیْ ۔ بیچ　الْاٰخِرَۃِ ۔ آخرت کے ہے　لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۔ نیکوں میں سے

اِذْ ۔ جبکہ　قَالَ ۔ فرمایا　لَہٗ ۔ اس سے　رَبُّہٗ ۔ اس کے رب نے

اَسْلِمْ ۔ گردن جھکا　قَالَ ۔ کہا　اَسْلَمْتُ ۔ گردن جھکائی میں نے

لِرَبِّ ۔ واسطے رب　الْعٰلَمِیْنَ ۔ جہانوں کے　وَ ۔ اور　وَصّٰی ۔ وصیت کی

بِھَا ۔ اس دین کی　اِبْرٰھِیْمُ ۔ ابراہیم نے　بَنِیْہِ ۔ اپنے بیٹوں کو　وَ ۔ اور

یَعْقُوْبُ ۔ یعقوب نے　یٰبَنِیَّ ۔ اے میرے بیٹو　اِنَّ ۔ بیشک　اللّٰہَ ۔ اللہ نے

اصْطَفٰی ۔ چنا　لَکُمُ ۔ تمہارے لیے　الدِّیْنَ ۔ دین　فَلَا ۔ تو نہ

تَمُوْتُنَّ ۔ مرنا　اِلَّا ۔ مگر　وَ ۔ یہ کہ　اَنْتُمْ ۔ تم

مُّسْلِمُوْنَ ۔ گردن جھکائے ہو　اَمْ ۔ کیا　کُنْتُمْ ۔ تم تھے　شُھَدَآءَ ۔ گواہ

اِذْ ۔ جب　حَضَرَ ۔ آئی　یَعْقُوْبَ ۔ یعقوب کو　الْمَوْتُ ۔ موت

اِذْ ۔ جب　قَالَ ۔ کہا　لِبَنِیْہِ ۔ اپنے بیٹوں کو　مَا ۔ کیا

تَعْبُدُوْنَ ۔ پوجوگے　مِنْۢ بَعْدِیْ ۔ میرے بعد　قَالُوْا ۔ بولے　نَعْبُدُ ۔ پوجیں گے ہم

اِلٰھَکَ ۔ تیرے رب کو　وَ ۔ اور　اِلٰہَ ۔ اس رب کو　اٰبَآئِکَ ۔ جو تمہارے آباء

کا ہے　اِبْرٰھِیْمَ ۔ ابراہیم　وَ ۔ اور　اِسْمٰعِیْلَ ۔ اسمعیل

وَ ۔ اور　اِسْحٰقَ ۔ اسحٰق کا　اِلٰھًا ۔ خدا　وَّاحِدًا ۔ ایک

وَ ۔ اور　نَحْنُ ۔ ہم　لَہٗ ۔ اس کے لیے　مُسْلِمُوْنَ ۔ گردن جھکانے

والے ہیں　تِلْکَ ۔ یہ　اُمَّۃٌ ۔ امت ہے　قَدْ ۔ بیشک

خَلَتْ ۔ گذر گئی　لَھَا ۔ اس کے لیے　مَا ۔ وہ ہے جو　کَسَبَتْ ۔ اس نے کمایا

وَ ۔ اور　لَکُمْ ۔ تمہارے لیے　مَّا ۔ وہ ہے جو　کَسَبْتُمْ ۔ تم کماؤ

وَ ۔ اور　لَا ۔ نہ　تُسْئَلُوْنَ ۔ پوچھے جاؤ گے　عَمَّا ۔ ان کاموں سے

کَانُوْا ۔ کہ وہ تھے　یَعْمَلُوْنَ ۔ عمل کرتے　وَ ۔ اور　قَالُوْا ۔ بولے یہودی

کُوْنُوْا ۔ ہو جاؤ　ھُوْدًا ۔ یہودی　اَوْ ۔ یا　نَصٰرٰی ۔ نصرانی

تَھْتَدُوْا ۔ راہ پاجاؤ گے　قُلْ ۔ فرما دو　بَلْ ۔ بلکہ　مِلَّۃَ ۔ دین

اِبْرٰھِیْمَ ۔ ابراہیم کا　حَنِیْفًا ۔ سیدھا ہے　وَ ۔ اور　مَا ۔ نہیں

کَانَ ۔ تھے وہ　مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ شرکوں سے　قُوْلُوْا ۔ یوں کہو　اٰمَنَّا ۔ ایمان لائے ہم

marfat.com

بِاللّٰہِ ۔ اللہ پر	وَ ۔ اور	مَآ اُنْزِلَ ۔ اس پر جو اتارا گیا	اِلَیْنَا ۔ ہم پر
وَمَآ ۔ اور وہ جو	اُنْزِلَ ۔ اترا	اِلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ ۔ ابراہیم پر	وَاِسْمٰعِیْلَ ۔ اور اسمٰعیل
وَاِسْحٰقَ ۔ اور اسحق پر	وَیَعْقُوْبَ ۔ اور یعقوب پر	وَالْاَسْبَاطِ ۔ اور اولاد پر	وَمَآ اُوْتِیَ ۔ اور جو دیا گیا
مُوْسٰی ۔ موسیٰ کو	وَعِیْسٰی ۔ اور عیسیٰ کو	وَمَآ اُوْتِیَ ۔ اور جو دیا گیا	النَّبِیُّوْنَ ۔ نبیوں کو
مِنْ رَّبِّھِمْ ۔ ان کے رب کی طرف سے	لَا نُفَرِّقُ ۔ نہیں فرق کرتے ایمان میں	بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ۔ کسی ایک کے	وَنَحْنُ ۔ اور ہم ہیں
لَہٗ ۔ اسی کے لیے	مُسْلِمُوْنَ ۔ جھکنے والے	فَاِنْ اٰمَنُوْا ۔ تو اگر ایمان لے آئیں	بِ ۔ اس کے ساتھ
فَقَدِ ۔ تو بیشک	اھْتَدَوْا ۔ ہدایت پا گئے	وَاِنْ ۔ اور اگر	تَوَلَّوْا ۔ منحرف ہوں
فَاِنَّمَا ۔ تو اسکے سوا نہیں	ھُمْ فِیْ ۔ وہ بیچ	شِقَاقٍ ۔ ضد کے ہیں	فَسَیَکْفِیْکَھُمُ ۔ تو کافی ہوگا تمہیں
اللّٰہُ ۔ وہی اللہ	وَھُوَ ۔ اور وہ	السَّمِیْعُ ۔ سننے والا	الْعَلِیْمُ ۔ جاننے والا ہے
صِبْغَۃَ اللّٰہِ ۔ رنگ اللہ کا	وَمَنْ ۔ اور کون ہے	اَحْسَنُ ۔ اچھا	مِنَ اللّٰہِ ۔ اللہ سے
صِبْغَۃً ۔ رنگے ہوئے ہیں	وَّنَحْنُ لَہٗ ۔ اور ہم اسکے	عٰبِدُوْنَ ۔ پوجا کرتے ہیں	قُلْ ۔ کہہ دو
اَتُحَآجُّوْنَنَا ۔ کیا جھگڑتے ہو	فِی اللّٰہِ ۔ اللہ کی ذات میں	وَھُوَ ۔ اور وہ	رَبُّنَا ۔ ہمارا رب ہے۔
وَرَبُّکُمْ ۔ اور تمہارا رب ہے	وَلَنَآ ۔ اور ہمارے لیے	اَعْمَالُنَا ۔ ہمارے عمل ہیں	وَلَکُمْ ۔ اور تمہارے لیے
اَعْمَالُکُمْ ۔ تمہارے اعمال	وَنَحْنُ لَہٗ ۔ اور ہم اسکے لیے	مُخْلِصُوْنَ ۔ خلوص بندے ہیں	اَمْ تَقُوْلُوْنَ ۔ کیا کہتے ہو
اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ ۔ یہ کہ ابراہیم	وَاِسْمٰعِیْلَ ۔ اور اسمٰعیل	وَاِسْحٰقَ ۔ اور اسحق	وَیَعْقُوْبَ ۔ اور یعقوب
وَالْاَسْبَاطَ ۔ اور اولاد	کَانُوْا ھُوْدًا ۔ تھے یہودی	اَوْ نَصٰرٰی ۔ یا نصرانی	قُلْ ۔ فرما دو
ءَاَنْتُمْ ۔ کیا تم	اَعْلَمُ ۔ زیادہ جانتے ہو	اَمِ اللّٰہُ ۔ یا اللہ	وَمَنْ ۔ اور کون ہے
اَظْلَمُ ۔ ظالم ترین	مِمَّنْ ۔ اس سے جو	کَتَمَ ۔ چھپائے	شَھَادَۃً ۔ گواہی
عِنْدَہٗ ۔ جو اسکے پاس ہے	مِنَ اللّٰہِ ۔ اللہ سے	وَمَا اللّٰہُ ۔ اور نہیں اللہ	بِغَافِلٍ ۔ بے خبر
عَمَّا ۔ اس سے	تَعْمَلُوْنَ ۔ جو تم کرتے ہو	تِلْکَ اُمَّۃٌ ۔ یہ امت ہیں کہ	قَدْ خَلَتْ ۔ جو گزر گئی
لَھَا مَا ۔ انکے لیے وہ ہے جو	کَسَبَتْ ۔ وہ کریں	وَلَکُمْ مَّا ۔ اور تمہارے لیے وہ جو	کَسَبْتُمْ ۔ تم کرو
وَلَا ۔ اور نہ	تُسْئَلُوْنَ ۔ سوال ہوگا تم سے	عَمَّا کَانُوْا ۔ اس کا کہ تھے	یَعْمَلُوْنَ ۔ عمل کرتے۔

مختصر تفسیر سولھواں رکوع سورۃ بقرہ ۔ پ ۱

فَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ اِلَّا مَنْ سَفِہَ نَفْسَہٗ ۔ اور کون ہے جو منہ پھیرے دین ابراہیم سے سوائے اس کے

marfat.com

جو دل کا احمق ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ علماء یہود میں سے حضرت عبد اللہ بن سلام نے اسلام لانے کے بعد اپنے دو بھتیجوں مہاجر اور سلمہ کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ توریت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اولاد اسمٰعیل سے ایک نبی پیدا کروں گا جن کا نام احمد ہوگا جو ان پر ایمان لائے گا وہ راہ پا جائے گا اور جو ان پر ایمان نہ لائے گا ملعون ہے۔ یہ سن کر سلمہ ایمان لے آئے اور مہاجر نے اسلام لانے سے انکار کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا کہ جب حضرت سید عالم کے لیے خود حضرت ابراہیم نے اس رسول معظم کی بعثت کی دعا کی تو جو ان کے دین سے پھرے وہ دین ابراہیم سے پھرا اس میں یہود و نصاریٰ و مشرکین عرب پر تعریض و خطاب بھی ہے کہ جو اپنے کو افتخار نسب میں تو حضرت ابراہیم کی طرف منسوب کرے اور دین کے لحاظ سے انحراف کرے تو یہ سفاہت نفس ہی کی وجہ ہو سکتی ہے اور شرافت نفس کے سفیہ کا حق نہیں ہوتا۔

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا اور بیشک ضرور ہم نے اسے چن لیا دنیا میں رسالت و خلّت کے ساتھ انہیں خلیل اللہ بنایا۔

وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور بیشک وہ آخرت میں ہمارے نیک صالح بندوں سے ہیں اور صالحین کے لیے درجات بلند ہیں اور حضرت ابراہیم جب ہمارے خلیل ہیں تو کرامت دارین کے ضرور جامع ہیں تو ان کے طریق و دین کے طلب سے منحرف ہونے والا لازمی طور پر سفیہ احمق اور نادان ہے۔

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ جبکہ اسے اس کے رب نے فرمایا گردن جھکا۔ اسلام لا تو عرض کی گردن جھکائی اور اسلام قبول کیا اس کے لیے جو رب سارے جہان کا ہے۔ ع سپردم بتو مایۂ خویش را

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود مردود نے مشکیں باندھ کر منجنیق کے ذریعہ آگ میں پھینکا جبریل امین نے آ کر پوچھا کچھ حاجت ہے حضرت ابراہیم نے فرمایا تجھ سے حاجت نہیں میرا رب میرا حال خوب جانتا ہے حق تعالیٰ نے ان کی اس تسلیم و رضا کی برکت سے نار کو گلزار بنا دیا۔

وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ٥

اور وصیت فرمائی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے میرے بیٹو بیشک اللہ نے چن لیا تمہارے لیے دین کو تو نہ مرنا مگر مسلمان۔

گویا آپ کی وصیت میں اسلام پر ثابت قدم رہنے کی تاکید تھی۔ موت تو آنی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم دین اسلام پر اتنا مضبوط رہو کہ مرتے دم تک مسلمان رہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آٹھ بیٹے تھے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ تو ہاجرہ قبطیہ تھیں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی والدہ حضرت سارہ تھیں باقی چھ فرزندوں کی والدہ قنطورا کنعانیہ تھیں حضرت سارہ کے وصال کے بعد ان سے عقد کیا تھا۔ ان سے ایک لڑکی بھی تھی۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ

marfat.com

إِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ تم کیا گواہ ہو جب آئی یعقوب کو موت جب کہا انہوں نے اپنی اولاد کو میرے بعد تم کس کی پوجا کرو گے بولے ہم پوجیں گے اسے جو آپ کا اور آپ کے آباد کا خدا ہے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق کا ایک خدا اور ہم اس کے لیے جھکے ہوئے ہیں۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہود نے کہا تھا کہ حضرت یعقوب نے اپنی وفات کے روز اپنی اولاد کو یہودی رہنے کی وصیت کی تھی اللہ تعالٰی نے ان کی اس غلط بیانی کی تردید کی اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خازن)

اس میں فرمایا کہ اے بنی اسرائیل تمہارے پہلے لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کے انتقال کے وقت موجود تھے جب انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر ان سے اسلام و توحید کا اقرار لیا تھا اور انہوں نے جواب دیا تھا وہ آیت متلوہ میں بیان ہوا۔ اور حضرت اسمعیل کو حضرت یعقوب کے آباد میں داخل کرنا اس لیے ہے کہ آپ ان کے چچا ہیں اور چچا ہم مرتبہ باپ کے ہوتا ہے۔ حدیث میں بھی آیا کہ اسمٰعیل کا نام اسحاق علیہ السلام سے پہلے دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ آپ حضرت اسحاق سے چودہ سال بڑے ہیں دوسرے اس لیے کہ آپ حضور کے جد ہیں۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ یہ امت ہے کہ گزر چکی ان کے لیے ہے جو انہوں نے کیا اور تمہارے لیے ہے جو تم کرو اور ان کے کرنے کے متعلق تم نہ پوچھے جاؤ گے۔

اس امت سے مراد حضرت ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام اور ان کی مسلمان اولاد ہے۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ اور یہودی بولے تم یہودی یا نصرانی ہو جاؤ ہدایت پا جاؤ گے تم فرماؤ بلکہ ہم تو دین ابراہیم لیے ہوئے ہیں جو ہر قسم کی باطل پرستی سے جدا تھا اور وہ مشرکوں سے نہ تھا۔

حنیف کے معنی تمام دینوں سے اسلام کی طرف جھکنے والا

شان نزول

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت رؤسائے یہود اور نجرانی نصاریٰ کے جواب میں نازل ہوئی۔ یہودیوں نے مسلمانوں سے یہ کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام پر افضل ہیں اور توریت تمام آسمانی کتابوں پر افضل ہے اور یہودی دین تمام ادیان و ملل سے اعلیٰ ہے اس کے ساتھ ہی انہوں نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور انجیل و قرآن کے ساتھ کفر کر کے مسلمانوں سے کہا کہ اگر راہ راست چاہتے ہو تو یہودی بن جاؤ۔ نجران کے نصاریٰ نے بھی مسلمانوں کو اپنے مذہب میں آنے کی دعوت دی اس پر یہ جواب آیا جو پہلی آیت میں فرمایا۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ کہو ہم ایمان

marfat.com

لائے اللہ پر اور اس پر جو نازل ہوا ہماری طرف اور جو نازل کیا گیا ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق اور یعقوب پر اور ان کی اولاد پر اور جو دیا گیا موسیٰ و عیسیٰ کو اور جو دیا گیا نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ہم فرق نہیں کرتے ایمان میں کسی پر اور ہم اللہ کے لیے جھکے ہوئے ہیں۔

اس میں یہود و نصاریٰ وغیرہ اہل باطل پر تعریض ہے کہ تم مشرک ہو اس لیے ملت ابراہیم پر ہونے کا تمہارا دعوے باطل ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو حکم ہے قُولُوا آمَنَّا۔

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۔ پھر اگر وہ بھی ایمان لائیں جیسے تم ایمان لائے تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر انحراف کریں تو وہ ضد و کد میں ہیں ان میں طلب حق کا شائبہ بھی نہیں۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔ تو اے محبوب قریب ہے کہ کافی ہے تمہارے لیے اللہ اور وہ سنتا جانتا اس میں منجانب اللہ تسلی ہے کہ وہ اپنے حبیب کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اسے اخبار بالغیب بھی ہے کہ آئندہ ہونے والی فتح و ظفر کا پہلے سے اظہار فرمایا۔ چنانچہ بنی قریظہ قتل ہوئے۔ بنی نضیر جلاوطن کیے گئے اور مسلمانوں کو غلبہ کیا۔ یہود و نصاریٰ کو جزیہ دینا پڑا۔

صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ۔ ہم نے اللہ کا رنگ قبول کیا اور اللہ سے بہتر کون رنگ رنگنے والا ہے اور ہم اسی کو پوجتے ہیں۔

یعنی جس طرح رنگ کپڑے کے ظاہر و باطن کو رنگ نفوذ کرکے ایک کر دیتا ہے اسی طرح دین الٰہی کے عقائد حق ہمارے رگ و پے میں سما گئے ہمارا ظاہر و باطن قلب و قالب اس کے رنگ میں رنگا گیا ہے۔ ہمارا رنگ ظاہری نہیں کچا نہیں جو معمولی سے چھینٹے سے داغدار ہو جائے بلکہ پختہ رنگ اور ایسا رنگ ہے کہ نفوس و روح کو پاک کرتا ہے ظاہر میں اوصاف اس کے آثار اوضاع و افعال سے نمودار ہوتے ہیں۔

ایک اس تشبیہ سے یہ واقعہ بھی ہے کہ نصاریٰ جب اپنے دین میں کسی کو داخل کرتے یا ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو پانی میں زرد رنگ گھول کے اس میں اس کو یا بچے کو غوطہ دیتے جب وہ زرد رنگ میں رنگ جاتا تو سمجھتے کہ اب یہ پکا نصرانی ہوا۔ اس میں اس واہمہ کا رد بھی ہے کہ تمہارے یہ عارضی رنگ تم ہی کو مبارک ہوں رنگ خدائی الگ ہے اور اس رنگ کا مقابلہ یہ گھلے ہوئے کچے رنگ نہیں کر سکتے۔

قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ۔ فرما دو کیا اللہ کے بارے میں تم جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا رب ہے اور ہمارے عمل ہمارے لیے اور تمہارے عمل تمہارے لیے اور ہم تو خالص و مخلص اسی کے لیے ہیں۔

شان نزول اس کا یہ ہے کہ یہود نے مسلمانوں سے کہا ہم پہلی کتاب والے ہیں۔ ہمارا قبلہ پرانا ہے ہمارا دین قدیم

marfat.com

ہے۔ انبیاء ہم میں سے ہوئے اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو ہم میں سے ہی ہوتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے نبی بنائے عرب میں سے ہو یا کسی اور سے۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق و یعقوب اور انکی اولاد یہودی یا نصرانی تھے فرما دو کیا تمہیں زیادہ علم ہے یا اللہ کو۔ اس کا جواب قطعی یہی ہے کہ اللہ ہی اعلم ہے جس نے قرآن کریم میں خبر دی۔ مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ۔ ابراہیم یہودی نصرانی نہ تھے لیکن وہ تھے حنیف اور مسلمان وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اور وہ تم جیسے مشرکوں کے باطل خیال پر نہ تھے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس کے پاس اللہ کی طرف سے گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔

یہ یہود کا خیال ہے کہ توریت میں حضور کی نعت اللہ کی طرف سے آچکی ہے اور یہ اسے چھپا رہے ہیں تو ان سے ظالم ترین کون ہو سکتا ہے۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْــَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۔ یہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا ان کے لیے ان کی کمائی اور تمہارے لیے تمہاری کمائی اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی۔

اس لیے کہ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اس طرح ہر ایک اپنی بد مذہبی میں رہ کر آخرت میں ماخوذ ہوگا۔ اور راہ راست والا اپنے سیدھے راستہ پر رہ کر ہدایت کا صلہ پائے گا۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الْاِسْتِقَامَةَ عَلَى الْهِدَایَةِ وَالْاِسْلَامِ وَاَمِتْنَا عَلٰى دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِحُرْمَةِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ عَلَیْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَكْمَلُ التَّسْلِیْمِ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ اٰمِیْن اٰمِیْن

۳۰۔ اپریل ۱۹۵۳ء روز شنبہ، سکھر جیل

ابوالحسنات سید محمد احمد قادری چشتی اشرفی خطیب مسجد وزیر خاں لاہور (نور اللہ مرقدہٗ)

۲۴ دسمبر ۱۹۷۵ء مطابق ۲۰۔ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ کو اضافات اور ترتیب کا کام مکمل ہوا۔ الحمد للہ علی احسانہ

ابن الحسنات سید خلیل احمد قادری

خطیب مسجد وزیر خاں۔ لاہور

marfat.com

پارہ ۲

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع پ۲۔ سورۃ بقرہ

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ
قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ
الْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ۝
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا
شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ
شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ
عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ
يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً
اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ
لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝
قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ
قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ
شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ
اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝
وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ

اب کہیں گے بیوقوف لوگوں میں سے کس نے پھیر دیا
ان کو اس قبلہ سے جس پر تھے۔ آپ فرمائیں پورب پچھم
سب اللہ ہی کا ہے۔ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے
سیدھی راہ کی۔

اور بات یہ ہے کہ ہم نے کیا تمہیں امت افضل کہ تم لوگوں
پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے اوپر گواہ ہوں اور وہ جو
کیا تھا ہم نے قبلہ جس پر تم تھے اس لیے تھا کہ ہم دیکھیں
کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پیروں پلٹتا
ہے اور اگرچہ یہ بات بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ نے
ہدایت دی اور اللہ ایسا نہیں کہ تمہارا ایمان ضائع کرے
بے شک اللہ لوگوں پر بہت مہربان رحم والا ہے۔

بے شک ہم دیکھ رہے ہیں تمہارا منہ پھرنا آسمان کی طرف
تو ہم ضرور پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف سے جس سے آپ
راضی ہیں تو پھیر لو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف اور جہاں تم
ہو اپنا منہ اس طرف کر لیا کرو اور بے شک جنہیں کتاب
ملی وہ ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق
ہے اور اللہ ان کے کرتوتوں سے غافل نہیں۔

اور اگر آؤ تم ان کی طرف جنہیں کتاب ملی کسی نشانی پر بھی

marfat.com

مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ۝

تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو گے اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلے کے تابع نہیں اور (اے سننے والے) اگر تو ان کی خواہشات پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت تو ضرور ظالم ہوگا۔

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا کی وہ اس نبی کو ایسا جانتے ہیں جیسے لوگ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بیشک ان کا ایک گروہ دیدہ و دانستہ حق چھپاتا ہے۔

الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝

(اے سننے والے) یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے تو خبردار تو شک کرنے والوں سے نہ ہو۔

لفظی ترجمہ

سَيَقُولُ۔ اب کہیں گے	السُّفَهَآءُ۔ بیوقوف لوگ	مِنَ النَّاسِ۔ لوگوں میں سے	مَا۔ کیوں
وَلّٰهُمْ۔ پھیر دیا انہوں نے	عَنْ قِبْلَتِهِمُ۔ اس قبلہ سے	الَّتِي۔ جو	كَانُوا۔ تھے
عَلَيْهَا۔ اوپر اس کے	قُلْ۔ فرمادو	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لیے ہے	الْمَشْرِقُ۔ پورب
وَ۔ اور	الْمَغْرِبُ۔ پچھم	يَهْدِي۔ چلائے	مَنْ۔ جسے
يَشَآءُ۔ چاہے	إِلٰى۔ طرف	صِرَاطٍ۔ راہ	مُسْتَقِيمٍ۔ سیدھی مضبوط کے
وَ۔ اور	كَذٰلِكَ۔ ایسے ہی	جَعَلْنٰكُمْ۔ کیا ہم نے تم کو	أُمَّةً۔ امت
وَسَطًا۔ افضل	لِتَكُونُوا۔ تاکہ ہو تم	شُهَدَآءَ۔ گواہ	عَلَى۔ اوپر
النَّاسِ۔ لوگوں کے	وَ۔ اور	يَكُونَ۔ ہو	الرَّسُولُ۔ رسول
عَلَيْكُمْ۔ تمہارے اوپر	شَهِيدًا۔ گواہ	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
جَعَلْنَا۔ کیا ہم نے	الْقِبْلَةَ۔ قبلہ	الَّتِي۔ وہ کہ	كُنْتَ۔ تھے تم
عَلَيْهَا۔ اس پر	إِلَّا۔ مگر	لِنَعْلَمَ۔ اسلئے کہ جانیں ہم	مَنْ۔ کون
يَتَّبِعُ۔ پیروی کرتا ہے	الرَّسُولَ۔ اس رسول کی	مِمَّنْ۔ اور کون	يَنْقَلِبُ۔ پھرتا ہے۔

marfat.com

عَلٰی۔ اوپر	عَقِبَیْہِ۔ اپنی ایڑیوں کے	وَ۔ اور	اِنْ۔ بیشک
کَانَتْ۔ ہے	لَکَبِیْرَۃً۔ یقینا بھاری	اِلَّا۔ مگر	عَلَی۔ اوپر
الَّذِیْنَ۔ انکے کہ	ھَدَی۔ ہدایت کی	اللّٰہُ۔ اللہ نے	وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	کَانَ۔ ہے	اللّٰہُ۔ اللہ	لِیُضِیْعَ۔ کہ ضائع کرے
اِیْمَانَکُمْ۔ تمہارے ایمان	اِنَّ۔ بیشک	اللّٰہَ۔ اللہ	بِالنَّاسِ۔ لوگوں پر
لَرَءُوْفٌ۔ مہربان	رَّحِیْمٌ۔ رحم والا ہے	قَدْ۔ بیشک	نَرٰی۔ ہم دیکھ رہے ہیں
تَقَلُّبَ۔ تمہارا پھیرنا	وَجْھِکَ۔ اپنے منہ کو	فِی۔ بیچ	السَّمَآءِ۔ آسمان کے
فَلَنُوَلِّیَنَّکَ۔ تو منہ پھیر دینگے	قِبْلَۃً۔ اس قبلہ کی طرف	تَرْضٰھَا۔ جس سے تم راضی ہو	فَوَلِّ۔ تو پھیر لو
وَجْھَکَ۔ اپنا منہ	شَطْرَ۔ طرف	الْمَسْجِدِ۔ مسجد	الْحَرَامِ۔ حرام کے
وَ۔ اور	حَیْثُ۔ جہاں کہیں	مَا۔ بھی	کُنْتُمْ۔ ہو تم
فَوَلُّوْا۔ تو پھیر لو	وُجُوْھَکُمْ۔ منہ اپنا	شَطْرَہٗ۔ اس طرف	وَ۔ اور
اِنَّ۔ بیشک	الَّذِیْنَ۔ وہ جنہیں	اُوْتُوا۔ دی گئی ہے	الْکِتَابَ۔ کتاب
لَیَعْلَمُوْنَ۔ یقینا جانتے ہیں	اَنَّہُ۔ کہ بیشک وہ	الْحَقُّ۔ حق ہے	مِنْ رَّبِّھِمْ۔ ان کے رب کی
طرف سے	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	اللّٰہُ۔ اللہ
بِغَافِلٍ۔ غافل	عَمَّا۔ اس سے کہ	یَعْمَلُوْنَ۔ وہ کرتے ہیں	وَ۔ اور
لَئِنْ۔ اگر	اَتَیْتَ۔ تم آؤ	الَّذِیْنَ۔ ان کے پاس جنہیں	اُوْتُوا۔ دی گئی ہے
الْکِتَابَ۔ کتاب	بِکُلِّ۔ ہر ایک	اٰیَۃٍ۔ آیت سے	مَّا۔ تو نہ
تَبِعُوْا۔ پیروی کریں	قِبْلَتَکَ۔ تمہارے قبلہ کی	وَ۔ اور	مَا۔ نہ
اَنْتَ۔ تم	بِتَابِعٍ۔ پیرو ہوگے	قِبْلَتَھُمْ۔ انکے قبلہ کے	وَ۔ اور
مَا۔ نہ	بَعْضُھُمْ۔ بعض ان کا	بِتَابِعٍ۔ پیرو ہوگا	قِبْلَۃَ۔ قبلہ
بَعْضٍ۔ بعض کا	وَ۔ اور	لَئِنِ۔ اگر	اتَّبَعْتَ۔ پیروی کی تونے
اَھْوَآءَھُمْ۔ انکی خواہش کی	مِنْ بَعْدِ۔ بعد	مَا۔ اس کے کہ	جَآءَکَ۔ آیا تم پر
مِنَ الْعِلْمِ۔ علم سے	اِنَّکَ۔ بیشک تو	اِذًا۔ اس وقت ہوگا	لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالموں
میں سے	اَلَّذِیْنَ۔ وہ لوگ کہ	اٰتَیْنٰھُمُ۔ دی گئی انہیں	الْکِتَابَ۔ کتاب
یَعْرِفُوْنَہٗ۔ جانتے ہیں اسکو	کَمَا۔ جیسے	یَعْرِفُوْنَ۔ جانتے ہیں	اَبْنَآءَھُمْ۔ اپنے بیٹوں کو

marfat.com

وَ۔ اور	اِنَّ۔ بیشک	فَرِيْقًا۔ ایک فریق	مِّنْهُمْ۔ ان سے ہے
لَيَكْتُمُوْنَ۔ کر چھپاتے ہیں	الْحَقَّ۔ حق	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ
يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہیں کہ	اَلْحَقُّ۔ حق ہے	مِنْ رَّبِّكَ۔ تمہارے رب کی طرف سے	
فَلَا۔ تو نہ	تَكُوْنَنَّ۔ ہو	مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔ شک کرنے والا	

تفسیر اردو پہلا رکوع پ۲۔ سورۃ بقرہ

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا۔ اب کہیں گے بیوقوف لوگ کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے جس پر تھے۔

اَلسُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ۔ بے وقوف لوگ

سفہاء کا واحد سفیہ ہے۔ سفیہ کے معنی بیچھورے اور کم عقل کے ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر اعتراض اور تنقید کرتے ہیں۔

قدیم نبیوں اور ہجرت سے قبل مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس تھا۔ ہادی سبل ختم الرسل سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھتے رہے مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد بھی سترہ ماہ تک بیت المقدس کو ہی قبلہ برقرار رکھا۔ لیکن خواہش یہ تھی کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ شریف کو قبلہ بنائیں آخرکار مدینہ منورہ میں تیرہ یا سترہ ماہ کے بعد آپ کو قبلہ تبدیل کرنے کا حکم ملا۔

یہودیوں کو جب خبر ملی تو انہیں مخالفت کا ایک بہانہ مل گیا وہ طرح طرح کے اعتراض کرنے لگے اور کہنے لگے کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی عداوت وحسد کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ قرآن عظیم میں ان باتوں کی تردید فرمائی گئی اور ارشاد ہوا کہ اے محبوب فرما دیجئے کہ ہم نے کسی حسد یا تعصب کی وجہ سے قبلہ تبدیل نہیں کیا بلکہ اللہ کے حکم سے بدلا ہے۔

شانِ نزول

یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جب بجائے بیت المقدس کے کعبہ معظمہ کو قبلہ بنایا گیا اس پر انہوں نے طعن کی کیونکہ یہ یہود کو ناگوار تھا اور وہ نسخ کے قائل نہ تھے۔ نسخ کے خلاف عام طور پر یہودی تھے اس لیے کہ ان کے عقیدہ میں ناسخ ومنسوخ کا عقیدہ غلط ہے۔

بعض مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے حق میں آئی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی اور یہی پہلو نکلتا ہے کہ اس سے کفار کے وہ سب گروہ

marfat.com

مراد ہوں کیونکہ طعن و تشنیع میں مشرکین مکہ اور یہود و نصاریٰ سب ہی شریک تھے۔ قرآن کریم نے یہ غیبی خبر دی کہ یہ لوگ ایسی بکواس کریں گے۔ اس لیے انہیں سفہاء فرمایا گیا کہ وہ ایسی روشن اور واضح بات پر معترض ہوئے جو ظاہر ہے کہ انبیاء سابقین نے نبی آخر الزمان کے خصائص میں آپ کا لقب ذو القبلتین بتایا اور تحویل قبلہ اس کی تصدیق ہے کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی پہلے انبیاء خبر دیتے آئے۔ ایسے روشن نشان سے فائدہ نہ اٹھانا اور بے توفیقی و جہالت سے معترض ہونا کمال حماقت و سفاہت ہے۔

قبلہ کی تعریف: قبلہ اس جہت کو کہتے ہیں جس کی طرف مسلمان منہ کر کے عبادت کرے یہاں قبلہ سے مراد بیت المقدس ہے۔

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۭ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ فرما دیجیے پورب پچھم مشرق ہو یا مغرب ہر سمت اللہ کی ہے تو اسے اختیار ہے جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے اور ایسے ہی ہم نے کیا تم کو سب امتوں سے افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے گواہ ہیں۔

یعنی مشرق و مغرب اسی کا ہے تو اسے اختیار ہے جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے اور جس کو چاہے قبلہ بنائے کسی کو کیا حق جو اس کے اختیارات میں اعتراض کرے بندے کا کام صرف اور صرف اپنے رب کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا ہے۔

استقبال قبلہ عبادات میں سے ہے اور عبادت اللہ تعالےٰ کے حکم پر اعتماد کرنا ہے خصوصیت مکانی اس میں معتبر نہیں ہم کو تو اللہ تعالےٰ نے سمت کعبہ منہ کرنے کا حکم دیا اس لیے ہم حکم کی اتباع کرتے ہیں۔

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سے مراد وہ راہ ہے جسے اللہ تعالےٰ پسند کرے۔

وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح اے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ہم نے تم کو سیدھی راہ کی ہدایت کی اسی طرح ہم نے تم کو بہتر بنایا جس طرح ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اسی طرح تم کو بہتر امت بنایا۔

جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا ہم نے تم کو اوروں سے بہتر عادل علم و عمل و معرفت سے آراستہ بنایا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ وَسَطًا کے معنی عدلًا معتدل کے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا قَالَ اَوْسَطُهُمْ کہا اس شخص نے جو ان کا بہتر تھا یہاں اوسط کا اطلاق واحد پر آیا۔

تقدیر آیت کی یہ ہے جَعَلْنٰكُمْ اَهْلَ دِيْنٍ وَّسَطٍ یعنی ہم نے دین وسط والا بنایا اسلام کو دین وسط فرمایا کیونکہ احکام شرعیہ سب افراط و تفریط کے درمیان ہیں۔ علماء نے اس آیت کو اجماع امت محمدیہ کے احکام میں حجت ہونے کی دلیل ٹھہرایا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرور کائنات رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

عصر کے بعد منبر اقدس پر تشریف لائے اور جو کچھ قیامت تک کے واقعات ہونے والے تھے آپ نے بیان فرمائے۔ یہاں تک کہ جب دھوپ درختوں اور دیواروں کی منڈیروں پر چلی گئی تو آپ نے فرمایا کہ دنیا کی عمر اب اتنی ہی باقی ہے جس قدر کہ یہ دن باقی ہے۔

یاد رکھو کہ یہ امت محمدیہ ستر امتوں کا کام دیتی ہے اور ان سب سے اللہ کے نزدیک یہ امت بہتر و بزرگ ہے (ترمذی۔ ابن ماجہ)

اور لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ۔ تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر یعنی قیامت کے دن امت محمدیہ اللہ تعالیٰ کے حضور گواہی دے گی کہ انبیاء کرام نے اپنی امت کو احکام پہنچا دیئے۔ یہی معنی گواہ ہونے کے ہیں۔

امت مرحومہ کو یہ فضیلت ملی کہ وہ دنیا و آخرت میں لوگوں پر گواہ ہو اس سے چند مسائل مستنبط ہوئے۔

اول یہ کہ دنیا میں مسلمان کی شہادت مومن کافر سب کے حق میں شرعاً معتبر اور مقبول ہے۔ کافر کی شہادت مسلمان پر معتبر نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ اس امت کا اجماع حجت اور لازم القبول ہے۔

تیسرے یہ کہ اموات کے حق میں بھی اس امت کی شہادت معتبر اور مقبول ہے۔ چنانچہ رحمت و عذاب کے فرشتے اس کی شہادت کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اس لیے حضور نے فرمایا اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اور لَا تَذْكُرُوا مَوْتَاكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ۔ یعنی اپنی میت کا تذکرہ بھلائی سے کیا کرو کہ تم گواہ ہو زمین پر۔

صحاح کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور کے سامنے سے ایک جنازہ گذرا صحابہ نے اس کی تعریف کی حضور نے وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ تین بار فرمایا کہ واجب ہوئی واجب ہوئی واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی برائی کی حضور نے اسی طرح تین بار وَجَبَتْ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا حضور کیا واجب ہوئی۔ فرمایا پہلے جنازہ کی تم نے تعریف کی۔ اس کے لیے جنت واجب ہوئی۔ دوسرے کی تم نے برائی کی اس کے لیے جہنم واجب ہوئی۔ تم زمین پر اللہ کے شہداء یعنی گواہ ہو۔ پھر حضور نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ۔

چوتھے یہ مسئلہ بھی نکلا کہ یہ تمام شہادتیں صلحاء امت اور اہل صدق کے ساتھ خاص ہیں اور ان کے معتبر ہونے کے لیے زبان کی نگہداشت شرط ہے جو لوگ زبان کی احتیاط نہیں کرتے اور بے جا خلاف شرع کلمات ان کی زبان سے نکلتے ہیں اور ناحق لعنت کرتے ہیں صحاح کی حدیث میں ہے کہ روز قیامت نہ وہ شافع ہوں گے نہ شاہد۔

اس امت کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ آخرت میں جب تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے اور کفار سے کہا جائے گا کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے والا احکام لے کر نہیں پہنچا تو وہ انکار کریں گے اور کہہ دیں گے کوئی نہیں آیا۔ حضرات انبیاء سے دریافت ہوگا وہ عرض کریں گے یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی اس پر ان سے

marfat.com

اقامتہ للحجۃ دلیل طلب ہوگی وہ عرض کریں گے کہ امت محمدیہ ہماری گواہ ہے پھر یہ امت انبیاء کے دعوی کی تصدیق اور کفار کے انکار کی تکذیب کرے گی۔ اس پر گذشتہ امت کے کفار کہیں گے کہ انہیں کیا معلوم یہ ہم سے بعد ہوئے تھے دریافت فرمایا جائے گا تم کیسے جانتے ہو۔ یہ عرض کریں گے یارب تونے ہماری طرف اپنا رسول بھیجا۔ محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج کر قرآن نازل فرمایا۔ ان کے ذریعے ہم قطعی یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام نے فرض تبلیغ علی وجہ الکمال ادا کیا۔ پھر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس امت کے متعلق دریافت ہوگا حضور ان کی تصدیق فرمائیں گے۔

حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں تمہارا رسول تم پر گواہی دے گا کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت کے نور سے اپنے دین کے ہر اتباع کرنے والے کو کہ اس کا دین میں کیا مرتبہ ہے اور ان کی ایمان کی کیا کچھ حقیقت اور وہ کونسا پردہ ہے جس سے ان کی ترقی رکی ہوئی ہے پس وہ تمہارے گناہوں کو بھی جانتے ہیں تمہارے ایمان کے درجات اور نیک و بد اعمال و اخلاص کو بھی جانتے ہیں (فتح العزیز)

پانچویں اس سے یہ مسئلہ بھی نکلا کہ اشیاء معروفہ میں شہادت سماعی بھی معتبر ہے یعنی جن چیزوں کا علم یقین سننے سے حاصل ہو، اس پر شہادت دی جاسکتی ہے۔ آگے ہے

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔ اور یہ رسول تمہارے گواہ ہوں گے۔

اس کی تفسیر یہ ہے کہ امت کو تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اطلاع احوال امم و تبلیغ انبیاء قطعی و یقینی حاصل ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکرم الٰہی نور نبوت سے ہر شخص کا حال اور اس کی حقیقت ایمان اور اعمال نیک و بد اور اخلاص و نفاق پر مطلع ہیں۔

چھٹے یہ مسئلہ بھی نکلا کہ حضور کی شہادت دنیا میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول ہے یہی وجہ ہے کہ حضور نے اپنی زمانہ کے حاضرین کے متعلق جو کچھ فرمایا مثلاً صحابہ اور ازواج و اہل بیت کے فضائل و مناقب یا غائبوں اور بعد میں پیدا ہونے والوں کے لیے مثلاً اویس قرنی امام مہدی وغیرہ اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے۔

ساتویں یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر نبی کو امت کے اعمال پر مطلع کیا جاتا ہے تاکہ وہ روز قیامت شہادت دے سکیں۔ چونکہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی شہادت عام ہوگی۔ اس لیے حضور تمام امتوں کے احوال پر مطلع ہیں۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالے اولین و آخرین کو ایک جگہ جمع کرے گا۔ پھر سابقہ امتوں کے کفار سے خطاب کرکے فرمائے گا کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں پہنچا وہ صاف انکار کریں گے کہ ہمارے پاس کوئی نہیں آیا۔ پھر اللہ تعالے انبیاء سے دریافت کرے گا انبیاء متفقہ طور پر عرض کریں گے

marfat.com

کہ اے اللہ ہم تیرے احکام ان کو پہنچا چکے ہیں۔ یہ صریح جھوٹ بولتے ہیں اللہ تعالے عالم الغیب والشہادۃ ہے مگر اتمام حجت کے لیے انبیاء سے گواہی طلب کرے گا۔

نسائی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن نوح علیہ السلام طلب فرمائے جائیں گے ان سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم نے اس امت کو تبلیغ فرمائی یا نہیں حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے رب العزت تیری عزت وجلال کی قسم بیشک میں نے ان کو تیرے احکام پہنچا دیے ہیں پھر اس امت سے فرمایا جائے گا کیا نوح نے ان کو احکام پہنچائے وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی نہیں آیا نہ ہی تبلیغ کی جناب باری کا امر حضرت نوح علیہ السلام سے گواہ طلب فرمائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ میرے گواہ اور شاہد نبی آخر الزمان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر تم وہاں آکر گواہی دو گے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ الخ فرمایا تم نوح علیہ السلام کی گواہی دو گے اور میں تمہاری گواہی دوں گا۔

امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوگی اور گواہی دے گی کہ انبیاء نے سب احکام انہیں پہنچا دیے ہیں کفار کہیں گے کہ ان کو کیسے معلوم ہوا یہ تو ہم سے برسوں برس بعد پیدا ہوئے ہیں۔

امت محمدیہ جواب دے گی کہ ہمارے اندر اللہ تعالے نے آخری رسول مکرم مبعوث فرمائے ان پر کتاب نازل کی اس کتاب میں اس بات کی تصدیق تھی کہ تمام انبیاء نے اپنی اپنی امت کو احکام پہنچا دیے تھے اللہ تعالٰی سب سے زیادہ سچا ہے اس کے بعد مخبر صادق طبیب حاذق شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم طلب فرمائے جائیں اور ان امتوں کا حال دریافت کیا جائے گا سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم ان کی صداقت اور عدالت کی گواہی دیں گے (ترمذی و بخاری شریف)

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن ایک نبی بارگاہ رب العزت میں پیش ہوں گے جن کے ساتھ صرف ایک امتی ہوگا ایک اور نبی آئیں گے جن کے ساتھ صرف دو امتی ہوں گے ان کی امت سے دریافت فرمایا جائے گا انہوں نے احکام پہنچائے۔ اکثریت انکار کر دے گی پھر امت مصطفی علیہ التحیۃ والثنا کی گواہی پیش ہوگی۔

شہید کے معنی۔ شہید حاضر کے معنی بھی دیتا ہے۔ شہید بمعنی مطلع بھی ہو سکتا ہے کیونکہ شہادت کا لفظ علم و اطلاع کے معنی میں بھی آیا ہے جیسے فرمایا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔

آگے ارشاد ہے۔

marfat.com

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

اس کی تفسیر یہ ہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم پہلے کعبہ کی طرف نماز پڑھتے تھے بعد ہجرت بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ سترہ ماہ تک ادھر نماز پڑھی تھی کہ پھر کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔ اس تحویل قبلہ کی پہلی حکمت یہ ارشاد ہوئی اس سے مومن و کافر میں امتیاز ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مومنین کعبہ کی طرف پڑھتے پڑھتے بیت المقدس کی طرف امتثالاً بالامر سترہ مہینے جھکتے رہے پھر کعبہ کا حکم ہوا تو بلا کسی قسم کی قیل وقال کے ادھر جھک گئے اور جن کے دلوں میں ایمان نہ تھا وہ معترض ہوئے کہ یہ کیا تماشا ہے کبھی ادھر کبھی ادھر رخ کرایا جا رہا ہے۔

وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً اور بے شک یہ تحویل بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۝ اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان ضائع کرے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے زمانہ میں تحویل قبلہ سے پہلے بنی نجار میں سے اسعد بن زرارہ اور بنی سلمہ میں سے براء بن معرور نے وفات پائی۔ ان کے رشتہ داروں نے تحویل قبلہ کے بعد ان کی نمازوں کا حکم دریافت کیا اس پر آیت کریمہ کے ذریعہ اطمینان دلایا گیا اور فرمایا گیا کہ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ کہ ان کی نمازیں ضائع نہیں ہوئیں بلکہ انہیں ثواب ملے گا کیونکہ بیت المقدس بھی ہمارے ہی حکم سے قبلہ مقرر ہوا تھا اللہ تعالے تو انسانوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہے وہ کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا۔

إِيمَانَكُمْ میں ایمان سے یا تو ایمان پر قائم رہنا مراد ہے اور یا پھر منسوخ شدہ قبلہ پر ایمان رکھنا مقصود ہے۔

بعض مفسرین نے ایمان سے مراد نماز ہی لی ہے۔

روایت ہے کہ حیی بن اخطب یہودی نے مسلمانوں سے کہا کہ تم نے ایک طویل زمانہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی یہ ہدایت تھی یا گمراہی؟

مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہدایت وہ ہے جس کا اللہ تعالے حکم فرمائے اور گمراہی وہ ہے جس سے منع فرمائے۔ لہذا جب تک ہم کو بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم رہا اس وقت تک وہ ہدایت تھا اور جب منع کر دیا تو گمراہی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ بے شک اللہ لوگوں پر شفقت رکھنے والا بڑا مہربان ہے۔ رؤف کے معنی شدت رحمت ہیں۔

marfat.com

آیت صلوٰۃ میں نمازوں کو ایمان سے تعبیر فرمانا اس امر کی طرف مشیر ہے کہ نماز بجماعت ادا کرنا دلیل ایمان ہے۔
قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ ہم دیکھ رہے ہیں تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے تو ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کا قبلہ بنانا پسند خاطر تھا اور اس امید میں آسمان کی طرف بار بار نظر فرماتے تھے کہ حضور کی مرضی پوری کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی سو ایسی صورت میں نازل ہوئی کہ آپ نماز میں تھے اور حکم تولی جب آیا تو نماز ہی میں کعبہ کی طرف پھرے اور جو مقتدی تھے انہوں نے بھی حضور کی اقتداء میں اپنا رخ بیت المقدس سے مسجد حرام کی طرف پھیرا۔

اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی رضامندی اتنی منظور ہے کہ سمت قبلہ بھی آپ کی مرضی کے موافق مقرر فرمائی۔ چنانچہ محض حضور کی رضا کی خاطر تحویل قبلہ ہوئے اور کعبہ کو سمت سجدہ بنایا گیا اور ہمیشہ کے لیے قانون نافذ فرمایا گیا۔

ہجرت سے قبل بیت اللہ قبلہ تھا یا بیت المقدس؟

بعض کہتے ہیں کہ مکہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس کی طرف توجہ فرماتے تھے اور کعبہ بھی سامنے ہوتا تھا اس حدیث کو امام احمد نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ جو اس کی سند جید ہے۔

بعض نے مطلقاً کہا ہے کہ بیت المقدس کی طرف استقبال فرماتے تھے۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ میں حضور رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا استقبال فرماتے تھے۔ اور جب ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوئے۔

ابن جریر نے بسند قوی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی جب حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا کہ بیت المقدس کی طرف استقبال فرمایا کریں۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی پھر مکہ میں ہی قیام کے دوران بیت المقدس کی طرف پڑھنے کا حکم ہو گیا چنانچہ تین برس مسلسل بیت المقدس کی جانب نماز پڑھی پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

پہلا قول علامہ بغوی کا صحیح اور قوی ہے۔ اکثر احادیث بھی اسی قول کی تائید کرتی ہیں۔

ہجرت کے بعد حضور علیہ السلام نے کتنے زمانہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اس میں چند اقوال پیش خدمت ناظرین ہیں

marfat.com

ابوداؤد کے نزدیک بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سترہ ماہ نماز پڑھی۔
امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک سولہ ماہ
اور امام بخاری رضی اللہ کے نزدیک بروایت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سولہ سترہ ماہ پڑھی۔

حق بات یہ ہے کہ سولہ ماہ اور کچھ دن بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اس لیے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے پانچ ربیع الاول بروز پیر ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ میں بارہ ربیع الاول پیر کے دن تشریف لائے۔ اور تحویل قبلہ کا حکم سنہ ہجری ۱۵ رجب المرجب واقعہ بدر سے دو ماہ قبل ہوا۔ جمہور علماء نے اسی قول کو معتبر قرار دیا۔

سترہ ماہ اور بعض نے تیرہ یا انیس یا اٹھارہ ماہ یا دو برس دو ماہ کہتے ہیں یہ سب اقوال ضعیف ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف فرما تھے تو یہودیوں نے کہنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دین میں تو ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر ہمارے قبلہ کا اتباع کرتے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے یہ تمنا فرمائی کہ بیت اللہ جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے اس کو قبلہ بنایا جائے جبریل آسمان کی طرف گئے اور حضور علیہ السلام اللہ کے حکم کے انتظار میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے رہے۔ نماز کی حالت میں آسمان یا اطراف میں نگاہ کا اٹھانا امت کے لیے سخت سزا ہے لیکن محبوب کی نگاہ آسمان کی طرف ہے تو ارشاد ہوا۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ہم دیکھ رہے ہیں آپ کا آسمان کی طرف منہ کرنا فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا بے شک پھیر دیں گے ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ چاہتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی سلمہ میں براء بن معرور کے انتقال کے بعد ام بشر بنت براء بن معرور سے ملنے کے لیے تشریف لائے۔ ام بشر نے حضور کے لیے کھانا تیار کیا وہاں ظہر کا وقت آ گیا آپ نے معہ صحابہ کے بنی سلمہ کی مسجد میں نماز شروع کی جب آپ دو رکعتیں پڑھ چکے تو جبریل امین علیہ السلام نے آکر اشارہ کیا آپ نماز میں کعبۃ اللہ کی طرف میزاب کی جانب پھر گئے۔ جس جگہ مرد تھے وہاں عورتیں آگئیں اور جہاں عورتیں تھیں وہاں مرد آ گئے غرضکہ سب نمازی گھوم گئے اس مسجد کا نام مسجد قبلتین ہے۔ اس مسجد میں بحمدہ تعالیٰ نوافل اور ظہر کی نماز پڑھنے کی سعادت فقیر کو بھی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقہ میں بار بار حاضری نصیب کرے۔ آمین

حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ کر جا رہے تھے کہ انہوں دیکھا کہ بنی حارثہ عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں اور رکوع میں ہیں انہوں نے باآواز بلند کہا کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ کی طرف نماز پڑھی ہے وہ بھی سن کر فوراً بیت اللہ کی طرف گھوم گئے۔

صحیح بخاری میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز کا ذکر کیا ہے لیکن تحقیق یہی ہے کہ زوال کے بعد

marfat.com

ظہر کی نماز کا ہی وقت تھا۔

ممکن ہے کہ براء بن عازب کو بنی سلمہ میں ظہر پڑھنے کی اطلاع نہ ملی ہو یا ان کی مراد یہ ہو کہ پوری نماز سب سے پہلے کعبہ کی طرف عصر کی نماز پڑھی ہو کیونکہ ظہر کی دو رکعت بیت المقدس اور دو رکعت بیت اللہ شریف کی طرف پڑھی تھیں۔

یا یہ مقصد ہو کہ اپنی مسجد یعنی مسجد نبوی میں جو نماز سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہو وہ عصر کی نماز تھی کیونکہ تحویل قبلہ کی خبر قباء والوں کو اگلے روز فجر کی نماز میں ہوئی۔

چنانچہ صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبا میں لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے آ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے کعبۃ اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا حکم ہو گیا اور سب اسی وقت کعبہ کی طرف پھر گئے۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ پھیر لو اپنا منہ بیت المقدس سے نماز کے وقت مسجد حرام کی طرف یعنی جس جہت میں مسجد حرام ہے۔

لفظ شطرہ اس شے کو کہتے ہیں جو کسی شے سے علیحدہ ہو عرب دارٌ شطورٌ اس گھر کو کہتے ہیں جو اور گھروں سے جدا ہو پھر اس کا استعمال بمعنی جانب آنے لگا اگرچہ وہ علیحدہ نہ ہو۔

مسجد حرام کو مسجد حرام اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں قتال یا شکار کرنا اور درخت کاٹنا حرام ہے اس لیے اس کو حرم کہتے ہیں۔

سوال یہ ہوتا ہے کہ مسجد حرام کو کعبہ فرمایا جاتا کیونکہ قبلہ ہی کعبہ ہے لیکن مسجد حرام اس لیے فرمایا کہ بات ثابت ہو جائے کہ جو کعبہ سے دور ہے اس پر جہت و سمت کعبہ استقبال کیا جائے جو واجب ہے عین کعبہ نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ قبلہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے معلوم ہوا کہ دور والوں کے لیے قبلہ کی جہت سمت کعبہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں تشریف لائے۔ اور تمام گوشوں میں آپ نے دعا فرمائی پھر اندر کے حصہ میں نماز نہیں پڑھی جب باہر تشریف لائے تو کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ قبلہ ہے۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔ اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں بھی ہو اپنا منہ اسی طرف پھیرو اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں رو بقبلہ ہونا شرط ہے۔

وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ۔

marfat.com

اور جنہیں کتاب دی گئی ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ ان کے کرتوت سے
سے بے خبر نہیں۔

یہود و نصاریٰ کی کتابوں میں حضور کے اوصاف کے سلسلہ میں یہ بھی مذکور تھا کہ آپ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف پھریں گے اور انہیں ان کے نبیوں نے بشارتوں کے ساتھ حضور کا یہ نشان بھی بتلایا تھا کہ آپ بیت المقدس اور کعبہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھیں گے۔

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ اور اگرچہ ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے کر آؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے۔

اس لیے کہ نشان اور دلیل اس کو نفع دیتی ہے جو کسی شبہ کی وجہ میں کسی حقیقت کا منکر ہو اور یہ یہودی نصرانی تو محض حسد و عناد سے حضور کے منکر ہیں۔ ورنہ یہ جانتے ہیں کہ حضور کی ذات وہی ہے جس کی صفت توریت و انجیل میں آئی ہے۔ انہیں نفع نہیں ہو سکتا اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں۔ اس لیے کہ ان کے قول سے یہ قبلہ تو منسوخ نہ ہوگا۔ بلکہ ہمیشہ رہے گا۔

یا اس لیے فرمایا کہ اہل کتاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے قبلہ کی طرف رجوع فرمانے سے مایوس ہو چکے تھے۔ یہود و نصاریٰ کا تو یہ حال ہے کہ ہر فریق کا علیحدہ علیحدہ قبلہ ہے۔ یہود کا قبلہ بیت المقدس کا غربی حصہ ہے اور نصاریٰ کا قبلہ شرقی حصہ ہے اس لیے یہ دونوں آپس میں موافقت نہ کریں گے۔

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ الی ظٰلِمِيْنَ تک

اگر آپ نے ان کی خواہشوں کا اتباع کیا اس علم کے حاصل ہو جانے کے بعد تو بیشک ایسی حالت میں آپ بھی نافرمانوں میں سے ہوں گے۔

اس آیت سے کسی کو یہ شبہ ہو کہ معاذ اللہ حضور ان کا اتباع کریں کیونکہ یہ قضیہ شرطیہ ہے اور قضیہ شرطیہ کے صدق کے لیے یہ لازم نہیں کہ اس کے طرفین صادق ہوں مثلاً اگر کوئی ضعیف بوڑھا آدمی کہے کہ میں جوان ہو جاؤں تو فلاں کام کروں گا ظاہر ہے کہ اس کا جوان ہونا اور اس کام کا وجود میں آنا ناممکن ہے۔

اس آیت میں امت کو تہدید و تادیب مقصود ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے خلاف اہل کتاب کی خواہشوں کا ہرگز اتباع نہ کریں۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۔ جنہیں ہم نے کتاب دی یعنی علماء یہود و نصاریٰ پیغمبر

marfat.com

كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔
اہل کتاب کے علماء حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب جانتے ہیں جن کا توریت میں ذکر ہے اور جن پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا حکم دیا گیا۔
یہ تشبیہ اس لیے دی گئی کہ باپ اپنے بیٹوں کو جو گھر میں پیدا ہوا ہو وہ کسی طرح مخفی نہیں رہ سکتا اب جو شخص حضور کی نبوت کا انکار کرتا تھا اس کو ذات مصطفی کے ساتھ عناد و حسد تھا ورنہ وہ آپ کو نبی برحق جانتے تھے۔
اہل کتاب کے علماء حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب جانتے ہیں جن کا توریت میں ذکر ہے اور جن پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا حکم دیا گیا۔
کتب سابقہ میں نبی آخر الزمان حضور سید عالم کے اوصاف ایسے واضح اور صاف بیان کیے گئے ہیں جن سے احبار و رہبان یہود و نصاریٰ تمام اہل کتاب کو حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہ سکتا اور وہ حضور کے اس منصب عالی کو کامل یقین کے ساتھ جانتے ہیں۔
احبار یہود میں سے حضرت عبد اللہ بن سلام مشرف باسلام ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت فرمایا کہ آیت کریمہ يَعْرِفُوْنَہٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ میں جو معرفت بیان کی گئی ہے اس کی کیا شان ہے۔ فرمایا اے عمر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان اوصاف کی روشنی میں جب دیکھا جو توریت میں مذکور ہیں تو میں نے حضور کو بلا تعارف کرائے بے اشتباہ پہچان لیا اور میرا پہچاننا اپنے بیٹوں کے پہچاننے سے بدرجہا زیادہ اتم و اکمل ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کیسے تو ابن سلام نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور اللہ کی طرف سے اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں ان کے اوصاف اللہ تعالےٰ نے ہماری کتاب توریت میں بیان فرمائے ہیں بیٹے کی طرف سے ایسا یقین کیسے ہو عورتوں کا حال ایسا قطعی کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر آپ کی پیشانی چوم لی۔
اس سے معلوم ہوا کہ غیر محل شہوت میں محبت دینی سے پیشانی چوم لینا سنت صحابہ ہے۔
وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ اور بے شک ان میں سے ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔ یعنی توریت اور انجیل میں جو حضور کی نعت ہے اسے یہود کا ایک گروہ حسد و عناد سے دیدہ و دانستہ چھپاتا ہے اور ظاہر ہے کہ جان بوجھ کر حق چھپانا سخت گناہ ہے۔

توریت میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کعب احبار سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت توریت میں کیسی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے توریت میں لکھا پایا ہے۔

marfat.com

"وہ محمد بن عبد اللہ ہیں، مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے ملک شام ان کے قبضہ میں ہوگا، نہ وہ بدزبان ہوں گے اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے۔ برائی کے بدلہ میں برائی نہ کریں گے بلکہ وہ درگذر فرمائیں گے۔

ان کی امت بہت حمد کرنے والی ہوگی ہر سختی اور نرمی اور خوشی وغم میں اللہ کی حمد کرے گی تکبیر کہنے والے اپنے اطراف کو وضو سے منور کرنے والی ہوگی وسط کمر پر تہبند باندھے گی۔ نمازوں میں صف بندی کریں گے جیسے میدان جنگ وجہاد میں۔ سجدوں میں ان کی آوازیں شہد کی مکھی کی سی نرم اور پست آواز ہوگی۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔ یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے تو خبردار شک کرنے والوں سے نہ ہو۔ یہاں حضور سے مخاطبہ نہیں۔ بلکہ عام اعلان ہے۔ بنا برایں اس کے ترجمہ میں لے سننے والے سمجھ لے کہ حق تیرے رب کی طرف سے ہی کہنا چاہیئے۔

ان لوگوں میں سے نہ ہو جو حق کو باوجود اس کے عالم ہونے کے چھپاتے ہیں یا وجود علم یقینی ہونے کے شک کرتے ہیں حق وہی ہے جو خدا کی طرف سے ہے یعنی آپ کا نبی قبلتین جو توریت میں مذکور ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔ پ۲۔ سورہ بقرہ

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور ہر ایک کے لیے متوجہ ہونے کی ایک سمت ہے کہ وہ اس کی طرف منہ کرتا ہے تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں۔ تم کہیں بھی ہو اللہ تم سب کو اکٹھا لے آئے گا بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

اور جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں ہے۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ

اور جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ رہے۔ جو ان میں سے ناانصافی اور ظلم کریں تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور یہ اس لیے ہے کہ میں پوری

marfat.com

اخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ○ — کروں اپنی نعمت تم پر اور کس طرح تم ہدایت پاؤ۔

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ○ — جیسا کہ ہم نے بھیجا تم میں سے ایک رسول تم میں کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت کرتا ہے اور تمہیں ستھرا کرتا ہے۔ اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم دیتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ○ — تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکر نہ ہو۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	لِكُلٍّ۔ ہر ایک کے لیے	وِجْهَةٌ۔ ایک سمت ہے	هُوَ۔ وہ
مُوَلِّيهَا۔ اسی طرف منہ کرتا ہے		فَاسْتَبِقُوا۔ تو سبقت کرو	الْخَيْرَاتِ۔ نیکیوں کی
أَيْنَ۔ جہاں	مَا۔ کہیں	تَكُونُوا۔ ہو تم	يَأْتِ۔ لے آئیگا
بِكُمُ۔ تمہیں	اللَّهُ۔ اللہ	جَمِيعًا۔ سب کو	إِنَّ۔ بیشک
اللَّهَ۔ اللہ	عَلَى۔ اوپر	كُلِّ۔ ہر	شَيْءٍ۔ شے کے
قَدِيرٌ۔ قادر ہے	وَ۔ اور	مِنْ حَيْثُ۔ جہاں سے	خَرَجْتَ۔ آؤ تم
فَوَلِّ۔ تو پھیرو	وَجْهَكَ۔ منہ اپنا	شَطْرَ۔ طرف	الْمَسْجِدِ۔ مسجد
الْحَرَامِ۔ حرام کے	وَ۔ اور	إِنَّهُ۔ بیشک وہ	لَلْحَقُّ۔ ضرور حق ہے
مِنْ رَبِّكَ۔ تمہارے رب سے	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	اللَّهُ۔ اللہ
بِغَافِلٍ۔ بے خبر	عَمَّا۔ اس سے	تَعْمَلُونَ۔ کہ تم کرتے ہو	وَ۔ اور
مِنْ حَيْثُ۔ جہاں سے	خَرَجْتَ۔ آؤ تم	فَوَلِّ۔ تو پھیرو	وَجْهَكَ۔ منہ اپنا
شَطْرَ۔ طرف	الْمَسْجِدِ۔ مسجد	الْحَرَامِ۔ حرام کے	وَ۔ اور
حَيْثُ۔ جہاں کہیں	مَا۔ بھی	كُنْتُمْ۔ ہو تم	فَوَلُّوا۔ تو پھیرو
وُجُوهَكُمْ۔ منہ اپنا	شَطْرَهُ۔ طرف اس کے	لِئَلَّا۔ تاکہ نہ	يَكُونَ۔ ہو جائے

marfat.com

لِلنَّاسِ ۔ لوگوں کے لیے	عَلَيْكُمْ ۔ تم پر	حُجَّةٌ ۔ کوئی حجت	اِلَّا ۔ مگر
الَّذِيْنَ ۔ وہ لوگ	ظَلَمُوْا ۔ جو ظالم ہیں	مِنْهُمْ ۔ ان میں سے	فَلَا ۔ تو نہ
تَخْشَوْهُمْ ۔ ڈرو ان سے	وَ ۔ اور	اخْشَوْنِيْ ۔ ڈرو مجھ سے	وَ ۔ اور
لِاُتِمَّ ۔ اسلئے کہ پوری کروں	نِعْمَتِيْ ۔ اپنی نعمت	عَلَيْكُمْ ۔ تم پر	وَ ۔ اور
لَعَلَّكُمْ ۔ تاکہ تم	تَهْتَدُوْنَ ۔ ہدایت پاؤ	كَمَا ۔ جیسا کہ	اَرْسَلْنَا ۔ ہم نے بھیجا
فِيْكُمْ ۔ تم میں	رَسُوْلًا ۔ ایک رسول	مِّنْكُمْ ۔ تم میں سے	يَتْلُوْا ۔ تلاوت کرتا ہے
عَلَيْكُمْ ۔ تم پر	اٰيٰتِنَا ۔ ہماری آیتیں	وَ ۔ اور	يُزَكِّيْكُمْ ۔ تمہیں ستھرا کرتا ہے
وَ ۔ اور	يُعَلِّمُكُمُ ۔ سکھاتا ہے	الْكِتٰبَ ۔ کتاب	وَ ۔ اور
الْحِكْمَةَ ۔ حکمت	وَ ۔ اور	يُعَلِّمُكُمْ ۔ سکھاتا ہے	مَّا ۔ وہ جو
لَمْ ۔ ہرگز نہ	تَكُوْنُوْا ۔ تھے تم	تَعْلَمُوْنَ ۔ جانتے	فَاذْكُرُوْنِيْٓ ۔ تو ذکر کرو میرا
اَذْكُرْكُمْ ۔ چرچا کروں گا میں تمہارا		وَ ۔ اور	اشْكُرُوْا ۔ شکر کرو
لِيْ ۔ میرا	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ ہو	تَكْفُرُوْنِ ۔ کفر کرنے والے

مختصر تفسیر اردو رکوع دوسرا پ۲ سورۃ بقرہ

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اور ہر ایک کے لیے ایک سمت ہے وہ اسی طرف رخ کرتا ہے تو تم متابعت کرو بھلائیوں میں۔ تم کہیں ہو اللہ تمہیں اکٹھا لے آئے گا۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا ۔ اور ہر ایک کے لیے ایک سمت ہے جس طرف وہ رخ کرتا ہے۔ وجہۃ اس جانب کو کہتے ہیں جس طرف رخ کرتے ہیں یعنی ہر امت اور گروہ کا ایک قبلہ ہے۔

قبلہ کا مسئلہ عبادات سے ہے کہ جس میں رائے کو دخل نہیں اور نہ کسی خصوصیت مکانی پر اس کا مدار ہے اس لیے اس میں اختلاف جائز نہیں۔ ہر مسلمان کا قبلہ ایک ہے اگر جہت کعبہ جانتا ہے تو وہی قبلہ ہے اگر سفر میں بالفرض قبلہ کی جہت کا پتہ نہ چلے تو جس طرف دل گواہی دے اسی طرف پڑھ لیا کرو خواہ تم مشرق میں ہو یا مغرب میں اللہ تعالیٰ تمہاری نماز قبول فرمائے گا اور اسے ایسا کرے گا کہ گویا کعبہ ہی کی طرف پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے۔

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۔ تو تم متابعت کرو بھلائیوں میں خیر میں جب اللہ تعالیٰ بیت المقدس کے استقبال کا حکم فرمائے تو اس کی طرف رخ کرو اور جب کعبۃ اللہ کی طرف توجہ کا حکم ہو تو فوراً کعبۃ اللہ کی طرف رخ کرو

marfat.com

اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالےٰ تم کو جمع کرے گا۔ یہ قیامت کے دن کی طرف اشارہ ہے کہ اس دن سب ایک جگہ جمع کیے جائیں گے اور اعمال صالح و طالح کی جزا و سزا دی جائے گی۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ بیشک اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ اور جہاں سے آؤ تم اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو۔ یہ قانونِ عبادت قیامت تک کے لیے نافذ فرمایا گیا کہ تم خواہ کسی شہر سے سفر کے لیے نکلو، نماز میں اپنا منہ مسجد حرام یعنی کعبۃ اللہ کی طرف ہی کرو۔ اس حکم کو مکرر بیان کرنے کی یہ وجہ ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ سفر و حضر میں حکم یکساں ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم کو اور امتوں پر تین باتوں سے فضیلت دی گئی اول تمہاری نمازیں جماعتیں ملائکہ کے مثل جماعتیں بنائی گئیں۔ دوسرے ہمارے لیے زمین کو مسجد بنا دیا جہاں چاہیں نماز پڑھیں۔ تیسرے زمین کی مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی بنائی گئی پانی نہ ہونے یا مضر ہونے کی وجہ سے تیمم جائز فرمایا۔

وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔

یعنی یہ سمت قبلہ ہماری مقرر کردہ ہے اس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ تمہیں اسی سمت عبادت کرنی چاہیئے اور اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال کی کیفیت سے بے خبر نہیں ہے، بلکہ تمہارے حرکات و سکنات اور خطرات تک اس کے سامنے ہیں۔

وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْكُمْ حُجَّةٌ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِیْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ اور اے محبوب تم جہاں کہیں آؤ اپنا منہ اسی کعبہ کی طرف کرو کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ رہے۔ جیسے کفار کو یہ طعن کرنے کا موقع ملے کہ انہوں نے قریش کی مخالفت میں حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کا قبلہ چھوڑ دیا۔ باوجودیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اولاد میں سے ہیں، اور ان کی عظمت و بزرگی مانتے ہیں، یا یہ کہ انہوں نے اپنا قبلہ اور بنا رکھا ہے اور اپنی امت کے لیے قبلہ اور مقرر کیا ہے۔ نہیں بلکہ نبی اور امتی دونوں کی سمت قبلہ ایک ہو۔

لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْكُمْ حُجَّةٌ۔ تاکہ لوگوں کا تم پر کوئی الزام نہ رہے۔

یعنی اے مومنو! تحویل قبلہ کی وجہ یہ ہے کہ یہود کا تم پر الزام نہ رہے کیونکہ توریت میں صاف لکھا ہے کہ کعبہ قبلہ ابراہیمی ہے اور نبی آخر الزمان کا وہی قبلہ مقرر کر دیا جائے گا تو اب اگر تحویل قبلہ نہ ہوتی تو یہود کہتے کہ دیکھو توریت میں

marfat.com

جو علامت بتائی گئی تھی وہ نبی آخر الزمان میں موجود نہیں اور مشرکین بھی طعن نہ کریں کیونکہ وہ بھی جانتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ بیت اللہ ہے۔ اگر تحویل نہ ہوتی تو دونوں اعتراض کرتے اس لیے دونوں کی زبان طعن بند کر دی گئی۔

اِلَّا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡهُمۡ۔ مگر جو ان میں سے ظالم و بے انصاف ہیں۔

یعنی وہ تو پھر بھی بے جا اعتراض کرتے ہی رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ قریش میں جو لوگ معاند و ظالم تھے انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اب خبر ہوئی ہے کہ ہم ہدایت پر تھے پہلے وہ ہم کو گمراہ سمجھتے تھے اسی لیے انہوں نے ہمارے قبلہ کو اختیار کیا۔

یہود میں جو سرکش تھے انہوں نے بھی بکواس کی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ بیت المقدس قبلہ ہے۔ اس علم کے باوجود اس طرف پھر گئے۔ اسکی وجہ حسد تھی کفار کے ان کلمات واہیات کو حجت اس لیے فرمایا گیا کہ وہ اپنے نزدیک اس خرافات کو حجت ہی تصور کرتے تھے۔ حالانکہ حجت وہ دلیل ہے جس سے مقابل پر غلبہ حاصل ہو۔ ان سب توجیہات پر اَلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا فرمایا یعنی خواہ مخواہ کا مجادلہ و مکابرہ کریں گے۔

فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ وَاخۡشَوۡنِیۡ۔ ان سے خوف نہ کرو بلکہ مجھ سے ہی ڈرو

یعنی ان ظالموں سے مت ڈرو کیونکہ ہم تمہارے مددگار رہیں تم کو ان پر دلیل میں غلبہ حاصل رہے گا۔

وَلِاُتِمَّ نِعۡمَتِیۡ عَلَیۡكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ۔ تو جب آپ کے متبع میرے سچے بندے ہو کر میرا ہی خوف دل میں رکھیں گے تو میں اپنی نعمت پوری کروں گا۔ کہیں تم ہدایت پاؤ۔

حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نعمت کا پورا ہونا جنت میں داخل ہونا ہے اور جہنم سے خلاصی پانا ہے۔ (ترمذی۔ بخاری)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نعمت کا اتمام اسلام پر مرنا ہے۔

كَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا فِیۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡكُمۡ اٰیٰتِنَا وَیُزَكِّیۡكُمۡ وَیُعَلِّمُكُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَیُعَلِّمُكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ۔ فَاذۡكُرُوۡنِیۡۤ اَذۡكُرۡكُمۡ وَاشۡكُرُوۡا لِیۡ وَلَا تَكۡفُرُوۡنِ ۔ جیسا کہ ہم نے تم میں رسول بھیجا تم میں سے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں ستھرا کرتا ہے ہر قسم کی نجاست اور شرک و معصیت سے اور سکھاتا ہے کتاب و حکمت۔ کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور حکمت سے مراد مفسرین نے فقہ لیا ہے اور تمہیں وہ تعلیم دیتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔ جو ظاہر ہے کہ ہزاروں لاکھوں ایجادات ایسے ایسے سکھائے کہ ہمیں اس کا علم ہی نہ تھا۔ جنت و دوزخ۔ حور و غلمان اس کا ہمیں علم کہاں تھا وغیرہ وغیرہ۔

محمد بن جریر کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نے دو دعائیں کی تھیں ایک تو یہ تھی اے اللہ ہم کو مسلمان بنا ہماری اولاد سے ایک امت مسلمان پیدا کر۔ دوسری دعا یہ تھی اے اللہ ان میں سے ایک رسول بھیج تو آیت کے معنی یہ ہوئے کہ جو حضرت

marfat.com

ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کریں گے اور تم کو ہدایت دیں گے اپنی نعمت کامل کریں گے۔

تعلیم کو دو مرتبہ فرمایا گیا۔ دوبارہ تعلیم سے مراد علم لدنی ہے جو قرآن سے ماخوذ نہیں بلکہ باطن قرآن ہے جو سینہ بہ سینہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا جاتا ہے اس کے حاصل کرنے کے لیے سوائے اس نور کے عکس کے اور کوئی طریقہ نہیں اس کی حقیقت کا ادراک بعید از قیاس ہے۔

حضرت حنظلہ بن ربیع اسدی فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اول جانشین مصطفیٰ ملے مجھ سے پوچھا کیا حال ہے میں نے عرض کی اے ابوبکر حنظلہ منافق ہو گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبحان اللہ یہ کیا بات ہے سوچ تو بتاؤ۔

حنظلہ نے کہا کہ جس وقت ہم بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہتے ہیں تو حضور ہم کو جنت دوزخ کے حالات بیان فرماتے ہیں تو اس وقت یہ حال ہوتا ہے کہ گویا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور جب وہاں سے آتے ہیں تو دنیاوی کاموں بیوی بچوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو کچھ یاد نہیں رہتا حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ یہی حال اپنا ہے چلو حضور کی خدمت میں عرض کریں۔

یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر آئے اور عرض کی یا رسول اللہ حنظلہ تو منافق ہو گیا فرمایا یہ کیا کہا۔ عرض کی۔

یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں جب تک حاضر رہتے ہیں اور جنت دوزخ کے حالات سنتے ہیں تو ہر چیز سامنے ہوتی ہے اور جب ہم اپنے گھروں میں جاتے ہیں اور دنیاوی کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو کچھ یاد نہیں رہتا سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمہاری ہمیشہ وہی حالت رہے جو میرے پاس رہتی ہے تو تم سے فرشتے تمہارے بچھونوں اور راستوں میں آکر مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہ حالت کبھی کیسی ہوا کرتی ہے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر یہی حالت غالب رہے تو یہ عالم عالم ملکوت ہو جائے اور کارخانۂ عالم بالکل درہم برہم ہو جائے۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ۔ تو میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا شکر کرو اور تم ناشکرے نہ بنو۔

ذکر تین صورتوں میں ہوتا ہے۔ لسانی۔ قلبی۔ بالجوارح۔ ذکر لسانی اللہ تعالیٰ کی تقدیس و تسبیح و ثنا وغیرہ بیان کرنا خطبہ توبہ استغفار دعا بھی اسی میں داخل ہیں۔

ذکر قلبی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا یاد کرنا۔ اس کی عظمت و کبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا اسی

marfat.com

میں علماء کا استنباط اور مسائل شرعیہ میں غور وخوض بھی داخل ہے۔

ذکر بالجوارح۔ کہ اعضاء اطاعت الٰہی میں مشغول ہوں۔ نماز وغیرہ نوافل پڑھے جائیں۔ حج کے لیے سفر کرنا بلکہ نماز ان تینوں کا جامع ذکر پر مشتمل ہے۔ تکبیر وتسبیح وثنا وقرأت تو ذکر لسانی ہے۔ اور خشوع وخضوع۔ اخلاص حضور قلب یہ ذکر قلبی ہوا اور قیام رکوع وسجود وغیرہ یہ ذکر بالجوارح۔

سید المفسرین ابن عباس نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ تم طاعت کر کے مجھے یاد کرو میں تمہاری اعانت وامداد سے تمہیں یاد کروں گا۔

صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر آدمی کے دل میں دو کوٹھڑیاں ہیں ایک میں فرشتہ رہتا ہے اور ایک میں شیطان جب آدمی ذکر اللہ کرتا ہے تو شیطان ہٹ جاتا ہے اور جب ذکر الٰہی اللہ سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اپنی منقار چونچ رکھتا ہے اور اس کو بہکاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مفردین سبقت لے گئے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مفردین کون ہیں؟ فرمایا جو مرد اللہ کا بہت ذکر کرے اور وہ عورتیں جو بہت ذکر کرنے والیاں ہیں (مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ذکر حقیقت میں غفلت کو دور کرتا ہے کیونکہ غفلت کا سبب قساوت ہے۔

ارشاد فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ یعنی مراد کو پہنچے وہ لوگ جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ افضل کلام چار کلمات ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ۔

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے جو شخص قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہے اور اس کی تلاوت میں میرے ذکر اور اپنی حاجت مانگنے کی بھی فرصت نہ رہے تو میں اسے سائلوں سے زیادہ دوں گا۔

وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔ اور میرا احسان مانو یعنی میری نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

وَلَا تَكْفُرُوْنِ اور میری ناشکری نہ کرو نعمتوں کا انکار اور انبیاء و مرسلین کی تکذیب اور امر بالمعروف کی مخالفت وغیرہ۔

marfat.com

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع پ۲۔ سورۃ بقرہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ
إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝

اے ایمان والو نماز اور صبر سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

اور نہ کہو انہیں جو قتل ہوئے اللہ کی راہ میں مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہاں تمہیں شعور نہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ
مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ
الصَّابِرِينَ ۝

اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں کے نقصان سے اور کچھ جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور بشارت سنا صبر والوں کو۔

الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ
وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

ایسے صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہمیں اسی طرف لوٹنا ہے۔

أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَ
أُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝

یہ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ۝ فَمَنْ حَجَّ
الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ
بِهِمَا ۝ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ
عَلِيمٌ ۝

بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے اور جو نفل کے طور پر نیکی کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَ
الْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ
أُولٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ۝

بے شک وہ جو ہمارے اتارے ہوئے کو چھپاتے ہیں جو روشنی اور ہدایت ہے بعد اس کے کہ لوگوں کے لیے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولٰئِكَ
أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝

مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں اور ظاہر کریں تو یہ وہ ہیں جن کی توبہ قبول کروں گا اور میں تو بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہوں۔

marfat.com

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝

بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر لعنت ہے اللہ اور ملائکہ اور سب آدمیوں کی۔

ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ہلکا ہو ان سے عذاب اور نہ ان کی طرف نظر رحمت ہو۔

اور تمہارا خدا ایک خدا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔

لفظی ترجمہ

يَا ۔ اے	اَيُّهَا ۔ وہ	الَّذِيْنَ ۔ جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے
اسْتَعِيْنُوْا ۔ مدد چاہو	بِالصَّبْرِ ۔ صبر	وَ ۔ اور	الصَّلٰوةِ ۔ نماز سے
اِنَّ ۔ بے شک	اللّٰهَ ۔ اللہ	مَعَ ۔ ساتھ ہے	الصّٰبِرِيْنَ ۔ صبر کرنیوالوں کے
وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	تَقُوْلُوْا ۔ کہو	لِمَنْ ۔ انہیں جو
يُّقْتَلُ ۔ قتل ہوئے			فِيْ ۔ بیچ
سَبِيْلِ ۔ راستہ	اللّٰهِ ۔ اللہ کے	اَمْوَاتٌ ۔ مرا ہوا	بَلْ ۔ بلکہ
اَحْيَآءٌ ۔ وہ زندہ ہیں	وَ ۔ اور	لٰكِنْ ۔ لیکن	لَا ۔ نہیں
تَشْعُرُوْنَ ۔ تمہیں شعور	وَ ۔ اور	لَنَبْلُوَنَّكُمْ ۔ ضرور آزمائیں گے ہم تمہیں	
بِشَيْءٍ ۔ کچھ	مِنَ الْخَوْفِ ۔ خوف سے	وَ ۔ اور	الْجُوْعِ ۔ بھوک سے
وَ ۔ اور	نَقْصٍ ۔ تھوڑے	مِنَ الْاَمْوَالِ ۔ مال سے	وَ ۔ اور
الْاَنْفُسِ ۔ جان سے	وَ ۔ اور	الثَّمَرٰتِ ۔ پھلوں سے	وَ ۔ اور
بَشِّرِ ۔ خوشخبری دو	الصّٰبِرِيْنَ ۔ صبر والوں کو	الَّذِيْنَ ۔ ان کو کہ	اِذَا ۔ جب
اَصَابَتْهُمْ ۔ پہنچے انہیں	مُّصِيْبَةٌ ۔ مصیبت	قَالُوْا ۔ تو کہیں	اِنَّا ۔ ہم
لِلّٰهِ ۔ اللہ کے لیے ہیں	وَ ۔ اور	اِنَّا ۔ ہم	اِلَيْهِ ۔ اسی کی طرف
رٰجِعُوْنَ ۔ لوٹنے والے ہیں	اُولٰٓئِكَ ۔ یہی ہیں کہ	عَلَيْهِمْ ۔ ان پر	صَلَوٰتٌ ۔ درود ہیں
مِّنْ رَّبِّهِمْ ۔ انکے رب سے	وَ ۔ اور	رَحْمَةٌ ۔ رحمت	وَ ۔ اور

marfat.com

اُولٰٓئِکَ۔ یہی	ھُمُ۔ وہ ہیں	اَلْمُھْتَدُوْنَ۔ ہدایت والے	اِنَّ۔ بے شک
اَلصَّفَا۔ صفا	وَ۔ اور	اَلْمَرْوَۃَ۔ مروہ	مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ۔ اللہ کی
نشانیوں سے ہیں	فَمَنْ۔ تو جو	حَجَّ۔ حج کرے	اَلْبَیْتَ۔ بیت اللہ کا
اَوْ۔ یا	اعْتَمَرَ۔ عمرہ کرے	فَلَا۔ تو نہیں	جُنَاحَ۔ گناہ
عَلَیْہِ۔ اس پر	اَنْ۔ یہ کہ	یَّطَّوَّفَ۔ طواف کرے	بِھِمَا۔ ان دونوں کا
وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	تَطَوَّعَ۔ نفل کرے	خَیْرًا۔ بھلائی کی
فَاِنَّ۔ تو بے شک	اللّٰہَ۔ اللہ	شَاکِرٌ۔ صلہ دینے والا	عَلِیْمٌ۔ جاننے والا ہے
اِنَّ۔ بے شک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	یَکْتُمُوْنَ۔ چھپاتے ہیں	مَا۔ اسے جو
اَنْزَلْنَا۔ اتارا ہم نے	مِنَ الْبَیِّنٰتِ۔ روشن باتوں سے		وَ۔ اور
الْھُدٰی۔ ہدایت	مِنْ بَعْدِ۔ بعد اس کے کہ	مَا۔ وہ	بَیَّنّٰہُ۔ روشن کیا
لِلنَّاسِ۔ لوگوں پر	فِی الْکِتٰبِ۔ کتاب میں	اُولٰٓئِکَ۔ یہ وہ ہیں	یَلْعَنُھُمُ۔ لعنت ان پر
اللّٰہُ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	یَلْعَنُھُمُ۔ لعنت کرتے ہیں ان پر	اللّٰعِنُوْنَ۔ لعنت کرنے والے
اِلَّا۔ مگر	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	تَابُوْا۔ توبہ کریں	وَ۔ اور
اَصْلَحُوْا۔ سنواریں	وَ۔ اور	بَیَّنُوْا۔ ظاہر کریں	فَاُولٰٓئِکَ۔ یہ ہیں جن کی
اَتُوْبُ۔ توبہ قبول کروں گا	عَلَیْھِمْ۔ ان پر	وَ۔ اور	اَنَا۔ میں
التَّوَّابُ۔ توبہ قبول کرنے والا	الرَّحِیْمُ۔ مہربان ہوں	اِنَّ۔ بے شک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو
کَفَرُوْا۔ کفر کریں	وَ۔ اور	مَاتُوْا۔ مریں	وَ۔ اور
ھُمْ۔ وہ	کُفَّارٌ۔ کافر ہوں	اُولٰٓئِکَ۔ یہ وہ ہیں	عَلَیْھِمْ۔ جن پر
لَعْنَۃُ۔ لعنت ہے	اللّٰہِ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	الْمَلٰٓئِکَۃِ۔ فرشتوں
وَ۔ اور	النَّاسِ۔ لوگوں کی	اَجْمَعِیْنَ۔ سب کی	خٰلِدِیْنَ۔ ہمیشہ رہیں گے
فِیْھَا۔ اس میں	لَا۔ نہ ہو گی	یُخَفَّفُ۔ تخفیف	عَنْھُمُ۔ ان سے
الْعَذَابُ۔ عذاب کی	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	ھُمْ۔ وہ
یُنْظَرُوْنَ۔ رحمت سے دیکھے جائیں		وَ۔ اور	اِلٰھُکُمْ۔ تمہارا خدا
اِلٰہٌ۔ خدا	وَّاحِدٌ۔ ایک ہے	لَا۔ نہیں	اِلٰہَ۔ کوئی معبود
اِلَّا۔ مگر	ھُوَ۔ وہ	الرَّحْمٰنُ۔ رحمت والا	الرَّحِیْمُ۔ مہربان

marfat.com

مختصر تفسیر تیسرا رکوع ۔ پ۲ ۔ سورۃ بقرہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ہ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

صبر لغت میں روکنے کو کہتے ہیں یعنی اپنی خواہشات نفسانیہ کو روکو کیونکہ یہ جہنم کی ڈھال ہے۔ حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سخت مہم پیش آتی تو نماز میں مشغول ہو جاتے اور نماز سے مدد چاہنے میں نماز استسقاء اور صلوۃ الحاجت بھی ہے۔ نماز مومن کا نور ہے نماز دین کا ستون ہے ارشاد باری ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ بے شک مراد کو پہنچے وہ لوگ جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں وَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ خرابی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں (ترمذی)

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ۔ بے شک اللہ تعالےٰ جل جلالہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے یعنی اللہ کی مدد اور قبولیت دعا صبر والوں کے ساتھ ہے

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ اور نہ کہو انہیں جو قتل ہوئے اللہ کی راہ میں مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی حیات کا شعور نہیں۔

شان نزول یہ ہے کہ یہ آیت شہداء بدر کے حق میں نازل ہوئی۔ لوگ شہداء کے حق میں کہتے تھے کہ فلاں کا انتقال ہو گیا وہ دنیوی آسائش سے محروم ہو گیا تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ تو بہ حال زندہ ہیں لیکن ان کا زندہ ہونا تمہارے فہم و شعور سے بالا ہے ۔ جیسے اگر دیکھیں ... [illegible] عالم کون میں اجسام عام اور درخت و حجر سب ہیں ان کا وجود ... [illegible]

اور عالم امر میں روح ملائکہ حور و غلمان وغیرہ ہیں یہ محض حکم کن سے وجود میں آئے اور نشو و نما ... [illegible] بالا ہو کر حق التقدیر ظہور ہوا اور ان کا وجود ابدی ہے۔

بنا بریں جب روح جسم انسان سے خارج ہوتی ہے تو جسم پر کیفیات کا اثر ہوتا ہے وہ معطل بھی ہوتا ہے اس میں ... [illegible] لیکن روح میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا وہ جسم سے نکلنے کے بعد بھی اپنی کیفیت وجود ... [illegible] اگر عذاب میں ہو تو عذاب کی تکالیف محسوس کرتی ہے اور اگر جنت میں ... [illegible] آرام محسوس کرتی ہے۔

marfat.com

شہید کی تعریف:۔ شہید وہ ہے جو مسلمان ہو مکلف بالاحکام یعنی بالغ ہو۔ تیز ہتھیار سے قتل مار دیا گیا ہو۔ یا میدان جنگ میں مردہ یا زخمی پایا گیا ہو۔ اس پر شرعیہ احکام ہیں یہ اس کو غسل نہ دیا جائے۔ کفن اس کے اپنے کپڑوں میں ہی دیا جائے اسی حال میں۔ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اسی حال میں اسے دفن کیا جائے۔

شہید کا اخروی درجہ:۔ آخرت میں شہید کا بڑا رتبہ ہے اس کے ادنیٰ درجے کے شہداء وہ ہیں کہ ان پر احکام مذکورہ تو جاری نہیں ہوتے لیکن آخرت میں ان کے لیے درجہ شہادت ہے۔ جیسے ڈوب کر مرنے والا یا دیوار کے نیچے دب کر یا طلب علم کی خاطر یا سفر حج میں مرنے والا۔ نفاس میں مرنے والی عورت۔ پیٹ کے امراض میں مرنے والا۔ طاعون میں۔ ذات الجنب اور سل میں مرنے والا۔ جمعہ کے روز مرنے والا۔

مخبر صادق۔ طبیب حاذق سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہداء جب شہید ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو ایک نہایت اعلیٰ جسم عطا فرماتا ہے۔ روح جب اس جسم میں داخل ہو جاتی ہے تو وہ اپنے پہلے جسم کو دیکھتی ہے بولتی ہے پھر حوریں آکر اس کو لے جاتی ہیں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کی شکل میں رہتی ہیں اور جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں اور عرش الٰہی کے نیچے قنادیل میں آرام کرتی ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب حامل قرآن مرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کے گوشت کو نہ کھانا زمین عرض کرتی ہے کہ اے رب کریم میں اس کے گوشت کو کیونکر کھا سکتی ہوں کہ اس کے سینہ میں تیرا کلام ہے

جب حافظ قرآن اور شہدا کا یہ مقام ہے تو انبیاء کرام کا مقام تو ان سے بلند و بالا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ۔ اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے۔ یہاں آزمائش سے فرمانبردار اور نافرمان کا حال ظاہر کرنا مراد ہے۔

موت کے بعد ہی اللہ تعالیٰ شہداء کو حیات فرماتا ہے۔ ان کی ارواح پر رزق پیش کیے جاتے ہیں۔ انہیں باقی دی جاتی ہیں ان کے عمل جاری رہتے ہیں اجر و ثواب بڑھتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔

اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے قبر میں بھی جنت کے میوے اور نعمتیں پاتے ہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ۔ بے شک ہم آزمائش کریں گے کسی قدر امت محمدیہ کی کچھ مصائب پہنچا کر اجر و نعمت سنا دیجیے

marfat.com

مستفید کریں گے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں خوف، جوع، نقص اموال نقص الانفس، نقص ثمرات پانچ چیزیں ہیں جن کے ساتھ آزمائش کی خبر دی ہے تو خوف سے مراد خشیۃ الٰہی ہے اور جوع یعنی بھوک سے مراد صیام رمضان ہیں۔ نقص اموال سے مراد زکوٰۃ ہے اور صدقات بھی اس میں داخل ہیں اور نقص انفس سے مراد امراض کے ذریعہ اموات۔ پھلوں کی کمی سے مراد اولاد کا ضائع ہونا ہے۔ اس لیے کہ اولاد ایک قسم کا پھل ہے۔ ان تمام آزمائشوں میں جو صابر و شاکر رہے اور اطاعت برضائے حق ہو کر پورا اترے اس کے لیے بشارت ہے۔ اور وہی صابر ہے۔

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ خوشخبری سنا دیجئے ان صبر کرنے والوں کو جب انہیں مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے اللہ تعالیٰ اسے اچھا بدلہ عطا فرماتا ہے اور اس قدر دیتا ہے کہ وہ راضی ہو جائے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مصیبت کے وقت جو کلمات اس امت کو تعلیم دیے گئے کسی امت کو نہیں سکھائے گئے حتیٰ کہ یعقوب علیہ السلام کو بھی نہیں بتائے گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں انہوں نے یَا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ فرمایا ہائے افسوس یوسف پر

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ بندہ کو جو مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مصیبت کا اسے ثواب دیتا ہے اور اچھا عوض عطا فرماتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندے کا بچہ مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے تو نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی۔ وہ عرض کرتے ہیں ہاں۔ پھر ارشاد ہوتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا۔ عرض کرتے ہیں ہاں تو سوال ہوتا ہے اس نے اس مصیبت میں کیا کیا۔ عرض کرتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا تو جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے اس کے لیے جنت میں مکان بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

مصائب کے پیش آنے سے قبل اگر خبر ہو جائے تو اس میں چند حکمتیں ہیں

اول یہ کہ مصیبت پیش آنے سے قبل اگر خبر ہو جائے تو سہل آسان ہو جاتا ہے۔

marfat.com

دوسرے یہ کہ جب کافر دیکھیں کہ مسلمان بلا اور مصیبت کے وقت صابر و شاکر رہ کر استقلال سے اپنے دین پر قائم رہتا ہے تو انہیں دین اسلام کی خوبی معلوم ہو جاتی ہے اور اس کی طرف رغبت ہوتی ہے۔
تیسرے یہ کہ آنے والی مصیبت کی خبر قبل وقوع اطلاع غیبی ہے اور یہ حضور کے معجزوں میں سے ایک ہے۔
چوتھے یہ کہ منافقین کے قدم آیت کی خبر سے اکھڑ جائیں اور مومن استقلال سے راضی برضا رہے اس سے دونوں میں امتیاز ہو جائے۔

حدیث میں ہے کہ مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا رحمت الٰہی کے نزول کا سبب ہوتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے مومن کی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کفارہ گناہ بنا تا ہے اور بشارت ہوتی ہے۔

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے بخشش ہے اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا انتقال ہو گیا تو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تعزیت نامہ اس طرح ارسال فرمایا۔

"اے معاذ تمہارے بیٹے کو احکم الحاکمین نے بہت سے ثواب کے بدلے لے لیا ہے۔
اور اجر صلوٰۃ و رحمت اور ہدایت ہے مصائب کے پیش آنے سے قبل صبر میں۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔ بے شک صفا و مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں۔

صفا و مروہ مکہ مکرمہ میں دو پہاڑ ہیں جو کعبہ معظمہ کے مقابل جانب مشرق واقع ہیں مروہ شمال کی طرف مائل ہے اور صفا جنوب کی طرف جبل ابی قبیس کے دامن میں۔

حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے انہی پہاڑوں کے قریب اس مقام پر جہاں زمزم ہے بحکم الٰہی سکونت اختیار فرمائی۔ اس وقت یہ جگہ نہایت سنگلاخ اور بیابان تھی یہاں نہ سبزہ تھا نہ پانی خورد و نوش کا سامان معدوم لیکن برضائے الٰہی ان مقبولان حق نے صبر و استقلال سے یہاں قیام کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام خورد سال تھے اس جنگل میں جب آپ کو پیاس لگی اور تشنگی سے جاں بلب ہونے لگے تو حضرت ہاجرہ بے تابانہ کوہ صفا پر تشریف لے گئیں جب وہاں سے پانی کا پتہ نہ چلا تو اتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں۔ اس طرح سات بار آپ ادھر سے ادھر تلاش آب میں دوڑیں تو اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ کا جلوہ اس طرح ظاہر کیا کہ

غیب سے ایک چشمہ نمودار ہوا جو زمین سے ابل رہا تھا آپ نے اس کے گرد مٹی جمع فرمانی شروع کی اور زمزم فرماتی رہیں اس کے معنی ہیں ٹھہر تھم۔ چنانچہ وہ پانی اس مٹی سے گھیر لیا اور آج وہ زمزم کے نام سے ایک متبرک چشمہ

marfat.com

مشہور ہے اور سنت ہاجرہ کا ایسا اجرا ہوا کہ صفا و مروہ کے مابین سعی کرنے والوں کو مقبول بارگاہ بنایا اور ان دونوں مقامات کو محل اجابت دعا فرمایا حتی کہ شعائر اللہ میں داخل کیا یعنی خدائی نشان۔

شعائر اللہ سے دین کی نشانیاں مراد ہیں خواہ وہ مکان ہو جیسے کعبہ۔ عرفات۔ مزدلفہ۔ منیٰ۔ رمی جمار ثلثہ۔ صفا و مروہ۔ مساجد یا احرام و حلق شعار جیسے رمضان۔ شہر حرام جس کی بابت فرمایا۔ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ۔ عید الفطر۔ عید الاضحیٰ۔ جمعہ۔ ایام تشریق یا دوسری علامات جیسے اذان۔ اقامت۔ نماز بجماعت۔ نماز جمعہ۔ نماز عیدین۔ ختنہ یہ سب شعائر دین ہیں۔

فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔ تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے۔ اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے طواف کرے۔

شان نزول

زمانہ جاہلیت میں صفا مروہ پر دو بت رکھے تھے صفا پر جو بت تھا اس کا نام اساف تھا اور جو مروہ پر تھا اسے نائلہ کہتے تھے۔ کفار مکہ جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تو ان بتوں پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے۔

عہد اسلام میں بت تو توڑ دیے گئے لیکن چونکہ کفار یہاں مشرکانہ فعل کرتے تھے اس لیے مسلمانوں کو صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا گوارا نہ ہوا کہ اس میں کفار کے مشرکانہ فعل کے ساتھ کچھ مشابہت ہے۔ اس آیت میں ان کا اطمینان فرما دیا گیا کہ تمہاری نیت جب خالص ہے اور تم محض عبادت الٰہی کے لیے سعی کر رہے ہو تو مشابہت کا اثر تم پر کچھ نہیں۔ زمانہ جاہلیت میں مشرکین نے کعبہ میں بھی بت رکھ چھوڑے تھے۔ اب عہد اسلام میں وہ بت اٹھا دیے گئے اور کعبہ شریف کا طواف بدستور جاری رہا اور اسے شعار دین قرار دیا گیا۔ اسی طرح کفار و مشرکین کی بت پرستی سے صفا مروہ کے شعائر دین ہونے میں کچھ فرق نہیں۔ اس سے چند مسئلے مستنبط ہوئے۔

اول سعی صفا مروہ شریعت میں واجب ہے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی ہے۔ اس کے ترک سے دم دینا یعنی قربانی دینا واجب ہوتی ہے۔

دوسرے صفا مروہ کے درمیان سعی حج و عمرہ دونوں میں لازم ہے فرق ہے تو صرف یہ کہ حج کے لئے عرفات جانا اور وہاں سے طواف کعبہ کے لیے آنا شرط ہے اور عمرہ کے لیے عرفات میں جانا شرط نہیں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں مکہ میں آئی تو حیض شروع ہو گیا میں نے خانہ کعبہ کا طواف نہ کیا اور نہ ہی صفا مروہ کی سعی کی میں نے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا حال عرض کیا آپ نے فرمایا سوائے طواف کعبہ کے سب کام ایسے ہی کرو جیسے حاجی کرتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف سے منع فرمایا ہے لیکن اور تمام امور کی اجازت دی حضرت ام المومنین نے نہ طواف کیا نہ سعی

marfat.com

اور حضور کے علم میں یہ بات تھی حضور علیہ السلام نے فرمایا اے عائشہ طہارت و پاکی کے بعد طواف و سعی کر لینا حج و عمرہ کے تمہارے فریضے اتر جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ سعی طواف کے تابع ہے۔

تیسرے یہ کہ عمرہ کرنے والا اگر بیرون مکہ سے آئے تو اس کو براہ راست مکہ مکرمہ میں آ کر طواف کرنا چاہئے اور اگر مکہ کا ساکن ہو تو اسے چاہئے کہ حرم سے باہر جائے وہاں سے طواف کعبہ کے لیے احرام باندھ کر آئے تو حج و عمرہ میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ حج سال میں ایک ہی مرتبہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عرفات میں عرفہ کے دن یعنی نویں ذوالحجہ کو جانا حج میں شرط ہے سال میں ایک ہی مرتبہ ممکن ہے اور عمرہ ہر دن ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے کوئی تاریخ اور کوئی بھی دن متعین نہیں ہے۔

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ۔ اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔

تطوع کے معنی اطاعت کے ہیں خواہ وہ فرض ہو یا نفل۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد تمام اعمال ہیں۔ اس میں حج کی تخصیص نہیں اس کے معنی یہ ہوں گے جس نے کوئی کام نفلی بھی کیا ہو یا فرض جیسے نماز، زکوٰۃ یا طواف وغیرہ۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ۔ بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے لیے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے۔ ان پر اللہ کی لعنت ہے اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

یہ آیت ان علماء یہود کی شان میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و مناقب اور آیت رجم اور توریت کے دوسرے احکام چھپاتے تھے۔

اس سے یہ حکم مستنبط ہوا کہ علم دین کا چھپانا حرام اور بیان کرنا بلاخوف لومۃ لائم فرض ہے۔

لعنت کرنے والوں سے ملائکہ و مومنین ایک قول یہ ہے کہ اللہ کے تمام بندے مراد ہیں۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ
خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ۔ مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں اور ظاہر کریں تو میں ان کی توبہ قبول کروں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار

marfat.com

کرکے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالے اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالے کو اپنے بندے کی توبہ کرنے سے اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جس کی سواری ایک سنسان جنگل میں ہو اور پھر وہ گم ہو جائے اس پر اس کا کھانا پانی ہو وہ مایوس ہو کر ایک درخت کے نیچے لیٹ جائے رنج و فکر میں ہو کہ اچانک اس کی سواری مل جائے اور اس کے قریب آجائے تو اس شخص سے زیادہ اپنے بندہ کی توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے۔

بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے یعنی آیت کریمہ اس امر کو بیان کر رہی ہے کہ مومن تو کافروں پر لعنت کریں گے ہی قیامت کے دن کافر بھی باہم ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو کفر پر مرے۔ جس کی موت کفر پر ہو اس پہ لعنت کرنی جائز ہے نہ کہ گنہگار مسلمان پر کہ اس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔ اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی رحمت والا مہربان۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ کفار نے حضور سے کہا آپ اپنے رب کی شان و صفت بیان کریں اس پہ یہ آیت نازل ہوئی اس میں انہیں بتایا کہ معبود صرف ایک ہی ہے نہ وہ متجزی ہوتا ہے نہ منقسم نہ اس کے لیے مثل ہے نہ نظیر الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں وہ یکتا ہے اپنے افعال میں مصنوعات کو تنہا اس نے بنایا۔ وہ اپنی ذات میں ایک ہے کوئی اس کا قسیم نہیں اپنی صفات میں یگانہ ہے کوئی اس کا شبیہ نہیں۔

لَاضِدٌّ وَلَانِدٌّ وَلَاحَدٌّ لِرَبِّیْ　　اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ وَلَمْ يَلْقَ زَوَالًا

میرے رب کا نہ کوئی ضد ہے نہ شریک اور نہ ہی کوئی حد ہے وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا اور اس کو کوئی زوال نہیں ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ دونوں آیات اسم اعظم ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع پ۲ سورۃ بقرہ

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ　　بے شک پیدائش میں آسمانوں اور زمین کے اور رات دن

marfat.com

اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي
الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ
السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ
مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ
الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَ
الْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝

کے اختلاف میں اور کشتی کہ دریا میں چلتی ہے لوگوں کے فائدے کے لیے اور وہ جو اتارتا ہے اللہ آسمان سے پانی تو زندہ کرتا ہے مرنے کے بعد زمین کو اور پھیلائے اس زمین میں ہر قسم کے جانور اور گردش ہواؤں کی اور وہ بادل جو مسخر ہیں آسمان اور زمین میں البتہ ان میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا
يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ
حُبًّا لِّلَّهِ ۗ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ
الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ
اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝

اور کچھ لوگ وہ ہیں جو معبود پکڑتے ہیں اللہ کے سوا اور ان کا ہمسر محبوب رکھتے ہیں انہیں اللہ کی محبت کی طرح اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں اور اگر دیکھیں ظالم وہ وقت جب کہ عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے آئے گا اس لیے کہ سب زور خدا کا ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ
وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝
وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ
مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ
اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُم
بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝

جب بیزار ہوں گے پیشوا ان سے جو ان کے پیرو ہیں اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گے ان کے سب اسباب اور کہیں گے پیرو کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا میں) تو ہم ان سے بیزار ہوتے جیسے وہ ہم سے بیزار ہوئے یونہی اللہ انہیں دکھائے گا ان کے عمل حسرتیں ہیں ان پر اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں ہیں

لفظی ترجمہ

إِنَّ ۔ بے شک	فِي ۔ بیچ	خَلْقِ ۔ پیدا کرنے	السَّمٰوٰتِ ۔ آسمانوں
وَ ۔ اور	الْأَرْضِ ۔ زمین کے	وَ ۔ اور	اخْتِلَافِ ۔ اختلاف
اللَّيْلِ ۔ رات	وَ ۔ اور	النَّهَارِ ۔ دن کے	وَ ۔ اور
الْفُلْكِ ۔ کشتی	الَّتِي ۔ اسی جو	تَجْرِي ۔ چلتی ہے	فِي الْبَحْرِ ۔ دریا میں

marfat.com

بِمَا۔ جس سے	يَنْفَعُ۔ نفع لیتے ہیں	النَّاسَ۔ لوگ	وَ۔ اور
مَا۔ وہ جو	اَنْزَلَ۔ نازل کیا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے
مِنْ مَّآءٍ۔ پانی سے	فَاَحْيَا۔ تو زندہ کیا	بِهِ۔ اس سے	الْاَرْضَ۔ زمین کو
بَعْدَ۔ بعد	مَوْتِهَا۔ اس کے مرنے کے	وَ۔ اور	بَثَّ۔ پھیلائے
فِيْهَا۔ اس میں	مِنْ كُلِّ۔ ہر طرح کے	دَآبَّةٍ۔ چارپائے	وَ۔ اور
تَصْرِيْفِ۔ پھیرنا	الرِّيٰحِ۔ ہواؤں کو	وَ۔ اور	السَّحَابِ۔ بادل
الْمُسَخَّرِ۔ حکم کا بندھا ہوا	بَيْنَ۔ درمیان	السَّمَآءِ۔ آسمان	وَ۔ اور
الْاَرْضِ۔ زمین کے	لَاٰيٰتٍ۔ نشانیاں ہیں	لِقَوْمٍ۔ واسطے اس قوم کے جو	يَّعْقِلُوْنَ۔ عقلمند ہیں
وَ۔ اور	مِنَ النَّاسِ۔ کچھ لوگ	مَنْ۔ وہ ہیں جو	يَّتَّخِذُ۔ پکڑتے ہیں
مِنْ دُوْنِ۔ سوائے	اللّٰهِ۔ اللہ کے	اَنْدَادًا۔ برابر والا	يُّحِبُّوْنَهُمْ۔ محبت کرتے ہیں انسے
كَحُبِّ۔ مثل محبت	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ وہ لوگ جو
اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے	اَشَدُّ۔ سخت	حُبًّا۔ محبت والے ہیں	لِّلّٰهِ۔ اللہ کے ساتھ
وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	يَرَى۔ دیکھیں	الَّذِيْنَ۔ وہ لوگ جو
ظَلَمُوْٓا۔ ظالم ہیں	اِذْ۔ جب	يَرَوْنَ۔ دیکھیں	الْعَذَابَ۔ عذاب
اَنَّ۔ بیشک	الْقُوَّةَ۔ زور	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لیے ہے	جَمِيْعًا۔ سب کچھ
وَ۔ اور	اَنَّ۔ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	شَدِيْدُ۔ سخت
الْعَذَابِ۔ عذاب والا ہے	اِذْ۔ جب	تَبَرَّاَ۔ بیزار ہوں	الَّذِيْنَ۔ وہ جنکی
اتُّبِعُوْا۔ پیروی کی گئی	مِنَ الَّذِيْنَ۔ ان سے جو	اتَّبَعُوْا۔ پیروی کرتے تھے	وَ۔ اور
رَاَوُا۔ دیکھیں	الْعَذَابَ۔ عذاب	وَ۔ اور	تَقَطَّعَتْ۔ کٹ جائیں
بِهِمُ۔ ان سے	الْاَسْبَابُ۔ سب اسباب	وَ۔ اور	قَالَ۔ کہیں
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اتَّبَعُوْا۔ پیرو ہیں	لَوْ۔ اگر	اَنَّ۔ بیشک
لَنَا۔ ہمارے لیے	كَرَّةً۔ دوبارہ جانا ہو	فَنَتَبَرَّاَ۔ تو بیزار ہوں	مِنْهُمْ۔ ان سے
كَمَا۔ جیسے	تَبَرَّءُوْا۔ بیزار ہوئے وہ	مِنَّا۔ ہم سے	كَذٰلِكَ۔ ایسے ہی
يُرِيْهِمُ۔ دکھاتا ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	اَعْمَالَهُمْ۔ ان کے عمل	حَسَرٰتٍ۔ حسرتیں
عَلَيْهِمْ۔ ان پر	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	هُمْ۔ وہ

marfat.com

ہرگز جہنم سے نکلنے والے مِنَ النَّارِ جہنم سے۔

مختصر تفسیر اُردو چوتھا رکوع۔ پ۲ سورۃ بقرہ

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۰ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کا بدلنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے کے لیے ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلایا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کے بندھے ہوئے ہیں ان سب میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

کعبہ معظمہ کے گرد مشرکین کے تین سو ساٹھ بت تھے جنہیں وہ معبود سمجھتے تھے جب انہوں نے سنا کہ اللہ تعالیٰ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ کہہ کر اپنی توحید کا اعلان کر رہا ہے تو انہیں بڑی حیرت ہوئی کہ ہمارے تین سو ساٹھ معبود تو مکہ کا بھی نظام نہیں کر سکتے۔ یہ ایک خدا کائنات کا معبود بن کر دنیا کا نظام کیونکر صحیح کر سکے گا۔

تو یہ لوگ بارگاہ رسالت میں آئے اور کہنے لگے کہ جب معبود ایک ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں تو آپ ہمیں ایسی آیت سنائیں جس سے وحدانیت پر استدلال صحیح ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس میں انہیں بتایا کہ آسمان اور اس کی بلندی اس کا بغیر ستون اور علاقہ کے قائم رہنا اور جو کچھ اس میں نظر آتا ہے آفتاب۔ ماہتاب اور ستارے وغیرہ یہ تمام اجزاء ہیں پھر اس کی درازی اور پانی پر مفروش ہونا۔ پہاڑ۔ دریا چشمے معادن جواہر درخت سبزہ۔ پھل اور شب و روز کا آنا جانا۔ گھٹنا بڑھنا۔ کشتیوں اور ان کا مسخر ہونا باوجود سب وزن اور بوجھ کے روئے آب پر رہنا اور آدمیوں کا ان میں سوار ہونا۔ زیر آب جاتے ہوئے دریا کے عجائبات دیکھنا اور تجارتوں میں ان سے بار برداری کا کام لینا اور بارش اور اس سے خشک مردہ ہو جانے کے بعد زمین کا سرسبز و شاداب ہونا اور تازہ زندگی لینا۔ زمین کو انواع و اقسام کے جانوروں سے بھر دینا جن میں بے شمار عجائب و حکمت ودیعت ہیں۔ اسی طرح ہواؤں کی گردش اور ان کے خواص۔ پھر ابر کا اس کا اتنے کثیر پانی کے ساتھ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہنا یہ آٹھ شیون قدرت ہیں یہ حضرت قادر و قیوم کے علم و حکمت اور اس کی وحدانیت پر برہان قوی ہیں اور ان کی دلالت وحدانیت پر بے شمار وجوہ ہیں۔ اس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ۔

یہ سب امور ممکنہ ہیں اور ان کا وجود بہت سے مختلف طریقوں سے ممکن تھا مگر ان کا مخصوص شان سے وجود

marfat.com

ہیں آتا ہے دلالت کرتا ہے کہ ضرور کوئی ان کا موجد ہے اور ایسا موجد ہے جو قادر و حکیم ہے اور اپنی حکمت و مشیت سے جیسا چاہتا ہے بناتا ہے کسی کو اس کی صناعی میں دخل دینے۔ اعتراض کرنے کا حق نہیں۔

وہ معبود بالیقین ہے وہ واحد و یکتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بھی فرض کیا جائے تو لامحالہ طور پر اسے بھی مقدورات پر قادر ماننا پڑے گا۔ پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو ایجاد و تاثیر میں دونوں متفق الارادہ ہوں یا نہ ہوں اگر ہوں تو شے واحد میں اس کے وجود کے لیے دو موثروں کا تاثیر کرنا لازم آئے گا اور یہ محال ہے کیونکہ یہ مستلزم ہے معلول کو دونوں سے متفق ہونے کو اور دونوں کی طرف محتاج ہونے کو۔ دوسرے کی طرف محتاج نہیں ہوتا اور اگر علت کو علت مستقلہ فرض کیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ معلول دونوں میں سے ہر ایک کی طرف محتاج ہو اور ہر ایک سے غنی ہو۔ تو اجتماع نقیضین ہوگا اور یہ بھی محال ہے۔

اور اگر فرض کرو کہ تاثیر ان میں سے ایک کی ہے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور ایک کے مقابل دوسرے کا عجز لازم آئیگا جو اِلٰہ ہونے کے منافی ہے۔

اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ دونوں کے ارادے مختلف ہوتے ہیں تو تمانع و تطارد لازم آئے گا کہ ایک کسی شے کے وجود کا ارادہ کرے تو دوسرا اس کے عدم کا تو وہ شے ایک ہی موجود و معدوم دونوں ماننا پڑے گا اور یہ دونوں مفروضے باطل ہیں۔ اس لیے قرآن کریم میں برہان تمانع پیش کیا اور فرمایا لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا بنا بریں ماننا پڑے گا کہ وہ شے یا موجود ہے یا معدوم۔ اگر موجود ہے تو عدم چاہنے والا عاجز ہوگا اور جو عاجز ہو وہ اللہ نہیں اور اگر معدوم ہو تو وجود کا ارادہ کرنے والا مجبور رہا اور مجبور اللہ نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ ایک ہی ہو سکتا ہے اور آیت کریمہ کے تمام انواع بے نہایت وجوہ سے اس کی توحید پر دال ہیں۔

اختلاف رات دن کی آمد و رفت میں موسم کا اختلاف رات دن کا گھٹنا بڑھنا وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ اور جہازوں کو جو سمندر میں چلتے ہیں کس طرح مسخر کیا بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وہ چیزیں جو نفع دیتی ہیں۔

وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ آسمان سے پانی اتارا

فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ۔ پھر زندگی بخشی زمین کو یعنی سبزیاں اگائی ہیں بعد اس کی خشکی کے اور پھیلا دیے اس میں ہر قسم کے جانور۔

اور ہواؤں کے پھیرنے کبھی مشرق کی جانب کبھی مغرب کی جانب کبھی شمال کبھی جنوب۔

وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ اور ابر میں جو آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہے نہ گرتا ہے نہ چھٹتا ہے۔

marfat.com

ابن وہب فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ہیں جن کی کسی کو خبر نہیں کہ کہاں سے آتی ہیں ایک ابر دوسری کڑک اور تیسری بجلی یہ اللہ ہی لاتا ہے۔

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔ ان سب میں عقل والوں کے لیے دلیلیں ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۔ اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود پکڑتے ہیں اور انہیں اللہ کا برابر کرانہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور سخت محبت کرتے ہیں۔

اَنْدَادًا سے مراد بت ہیں یا رؤساء ہیں جنکی اطاعت میں کفار کو دین کی پرواہ نہ تھی۔

يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ یعنی ایسی محبت تعظیم و اطاعت کرتے ہیں جیسے اللہ کی تعظیم کرتے ہیں۔ محبت لغت میں میلان قلب کو کہتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ اور جو ایمان والے ہیں ان کو اللہ کی محبت ہے جیسے کافر اپنے بتوں سے محبت کرتے ہیں۔ ایمان والوں کی محبت کبھی منقطع نہ ہوگی لیکن کافروں کا یہ حال ہے آج ایک بت کی طرف متوجہ ہوئے تو کل دوسرے کے ساتھ۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالے ان لوگوں سے جو بتوں کی محبت میں تباہ ہوگئے ہیں فرمائے گا کہ اگر تم کو بتوں سے سچی محبت ہے تو ان کے ساتھ جہنم میں جاؤ وہ صاف انکار کر دیں گے اور ہرگز نہ جائیں گے۔

اور کیسی ہوگی، اگر دیکھیں ظالم وہ وقت جبکہ عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے آئے گا اور بے شک سارا اندر وقوت خدا کو ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب شدید ترین عذاب ہے۔

اس میں غیر خدا کو پوجنے والوں کو تو بیخ و ڈرایا گیا اور انہیں شرک و کفر کے انجام بتائے گئے تا کہ وہ خوف وخشیہ الٰہی دل میں پیدا کریں، آگے ارشاد ہے۔

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ۔ جب بیزار ہوں گے وہ جن کی پیروی کی گئی ان سے جو ان کی پیروی کرتے تھے اور عذاب دیکھیں گے اور منقطع ہو جائیں گے ان کے سب ذرائع اور اسباب۔

یہ قیامت کے دن کا حال ہے جب مشرکین اور ان کے پیشوا جنہوں نے انہیں ترغیب دی تھی ایک جگہ جمع ہوں گے اور عذاب نازل ہوتا ہوا دیکھ کر ایک دوسرے سے بیزار ہو جائیں گے اور دنیاوی تعلقات جو دنیا میں ان

marfat.com

ان کے مابین تھے خواہ وہ دوستیاں ہوں یا رشتہ داریاں یا باہمی معاہدے سب منقطع ہو جائیں گے حتیٰ کہ ان کا وہ عقیدہ کفر یہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اسی لیے کفر کو دو قسموں میں بتایا گیا۔ ایک وہ جو کفر کفار ہے دوسرا وہ جو کفر مومنین ہے۔ کفر کفار کفر زائل ہے اور کفر مومنین کفر ثابت ہے۔ چنانچہ کفر مومنین کی تعریف میں قرآن کریم میں فرمایا۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ تو جو کفر کرے بتوں اور شیطان سے اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی کھلنا نہیں ہے (پ ۳ رکوع ۲)

اور کفر زائل کفر کفار ہے جیسے فرعون کہ مدعی الوہیت بھی ہوگیا مگر حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ یہاں تک کہ اسے غرق نے آلیا بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں (پ ۱۱ رکوع ۱۴)

وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ۔ اور کہیں گے وہ جو پیروی کرتے تھے کاش ہمیں لوٹ کر دنیا میں جانا ہوتا تو ہم ان سے بیزاری کرتے جیسے انہوں نے ہم سے بیزاری کی۔ یونہی اللہ انہیں دکھائے گا ان کے کام کے انجام اور حسرتیں ہوں گی ان پر اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں۔

یعنی بروز قیامت اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کی صورت اور ان کے برے اعمال ان کے سامنے کرے گا تو انہیں حسرت ہی حسرت ہوگی اور پچھتائیں گے کہ ہم نے ایسا کیوں کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ جنت کے مقامات دکھا کر ان سے کہا جائے گا کہ اگر تم اللہ کی فرمانبرداری کرتے تو یہ تمہارے لیے تھے پھر وہ مساکن و منازل مومنین کو دیے جائیں۔ اس پر انہیں حسرت و ندامت ہوگی۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع پ ۲ سورہ بقرہ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۔

اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔

وہ تو تمہیں حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا اور یہ کہ اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں۔

marfat.com

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝

اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے اتارے ہوئے کی پیروی کرو تو کہیں بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت۔

وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝

اور کافروں کی مثال اس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو جو نہ سنے مگر چیخ پکار۔ بہرے گونگے اندھے تو انہیں کچھ سمجھ نہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝

اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو جو مجبور ہو جائے نہ خواہش سے کھائے اور نہ ضرورت سے زائد تو اس پر گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

بے شک وہ جو چھپاتے ہیں اللہ نے جو اتاری کتاب سے اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لیتے ہیں یہ وہ ہیں جو اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور اللہ قیامت کو ان سے بات نہیں کرے گا اور نہ انہیں ستھرا کرے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور عذاب لیا بخشش کے بدلے تو کیا برداشت ہوگی انہیں آگ کی۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝

یہ اس لیے کہ اللہ نے نازل کی کتاب حق کے ساتھ۔ اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے وہ شقاق و نفاق میں پڑے ہیں۔

marfat.com

لفظی ترجمہ

يَا۔ اے	اَيُّهَا۔ اے	النَّاسُ۔ لوگو	كُلُوْا۔ کھاؤ
مِمَّا۔ اس سے جو	فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	حَلٰلًا۔ پاک
طَيِّبًا۔ ستھرا	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَتَّبِعُوْا۔ پیروی کرو
خُطُوٰتِ۔ قدموں	الشَّيْطٰنِ۔ شیطان کی	اِنَّهٗ۔ بیشک وہ	لَكُمْ۔ تمہارا
عَدُوٌّ۔ دشمن ہے	مُّبِيْنٌ۔ کھلا ہوا	اِنَّمَا۔ وہ تو	يَاْمُرُ۔ حکم کرے گا
كُمْ۔ تمہیں	بِالسُّوْٓءِ۔ بدی	وَ۔ اور	الْفَحْشَآءِ۔ بیحیائی کا
وَ۔ اور	اَنْ۔ یہ کہ	تَقُوْلُوْا۔ کہو تم	عَلَى۔ اوپر
اللّٰهِ۔ اللہ کے	مَا۔ وہ جو	لَا۔ نہ	تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہو
وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	قِيْلَ۔ کہا جائے	لَهُمُ۔ انہیں
اتَّبِعُوْا۔ پیروی کرو	مَا۔ اس کی جو	اَنْزَلَ۔ نازل کیا	اللّٰهُ۔ اللہ نے
قَالُوْا۔ تو کہیں	بَلْ۔ بلکہ	نَتَّبِعُ۔ پیروی کرتے ہیں	مَا۔ اس کی جس پر
اَلْفَيْنَا۔ پایا ہم نے	عَلَيْهِ۔ اوپر اس کے	اٰبَآءَنَا۔ اپنے باپ دادا کو	اَوَ۔ کیا
لَوْ۔ اگر	كَانَ۔ ہوں	اٰبَآؤُهُمْ۔ انکے باپ دادا	لَا۔ کہ نہ
يَعْقِلُوْنَ۔ عقل رکھتے ہوں	شَيْئًا۔ کچھ	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
يَهْتَدُوْنَ۔ ہدایت پر	وَ۔ اور	مَثَلُ۔ مثال	الَّذِيْنَ۔ انکی
كَفَرُوْا۔ جو کافر ہوئے	كَمَثَلِ۔ مثل	الَّذِيْ۔ اسکی سی ہے	يَنْعِقُ۔ جو پکارے
ایسے کو کہ	لَا۔ نہ	يَسْمَعُ۔ سنے	اِلَّا۔ مگر
دُعَآءً۔ پکار	وَ۔ اور	نِدَآءً۔ چیخ	صُمٌّ۔ بہرے
بُكْمٌ۔ گونگے	عُمْيٌ۔ اندھے	فَهُمْ۔ تو انہیں	لَا۔ نہیں ہے
يَعْقِلُوْنَ۔ عقل	يَا۔ اے	اَيُّهَا۔ وہ لوگو	الَّذِيْنَ۔ جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	كُلُوْا۔ کھاؤ	مِنْ طَيِّبٰتِ۔ پاک چیزوں سے	مَا۔ جو
رَزَقْنٰكُمْ۔ روزی دی ہم نے تمہیں	وَ۔ اور	اشْكُرُوْا۔ شکر کرو	لِلّٰهِ۔ اللہ کا

marfat.com

اِنْ ۔ اگر	کُنْتُمْ ۔ ہو تم	اِیَّاهُ ۔ اسی کو	تَعْبُدُوْنَ ۔ پوجتے
اِنَّمَا ۔ سوائے اسکے نہیں کہ	حَرَّمَ ۔ حرام کیا	عَلَیْکُمُ ۔ تم پر	الْمَیْتَةَ ۔ مردار
وَ ۔ اور	الدَّمَ ۔ خون	وَ ۔ اور	لَحْمَ ۔ گوشت
الْخِنْزِیْرِ ۔ سور کا	وَ ۔ اور	مَا ۔ وہ جانور	اُهِلَّ ۔ جو غیر خدا کا نام لے کر
ذبح کیا گیا	بِہٖ ۔ ہولے	لِغَیْرِ ۔ واسطے غیر	اللّٰهِ ۔ اللہ کے
فَمَنِ ۔ تو جو	اضْطُرَّ ۔ مضطر ہوا	غَیْرَ ۔ غیر	بَاغٍ ۔ باغی
وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	عَادٍ ۔ حد سے متجاوز	فَلَا ۔ تو نہیں
اِثْمَ ۔ گناہ	عَلَیْہِ ۔ اس پر	اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰهَ ۔ اللہ
غَفُوْرٌ ۔ بخشنے والا	رَّحِیْمٌ ۔ مہربان ہے	اِنَّ ۔ بیشک	الَّذِیْنَ ۔ وہ جو
یَکْتُمُوْنَ ۔ چھپاتے ہیں	مَا ۔ اسے جو	اَنْزَلَ ۔ نازل کیا	اللّٰهُ ۔ اللہ نے
مِنَ الْکِتٰبِ ۔ کتاب سے	وَ ۔ اور	یَشْتَرُوْنَ ۔ لیتے ہیں	بِہٖ ۔ اس کے بدلے
ثَمَنًا ۔ ذلیل رقم	قَلِیْلًا ۔ تھوڑی	اُولٰٓئِکَ ۔ یہ وہ ہیں کہ	مَا ۔ نہیں
یَاْکُلُوْنَ ۔ کھاتے	فِیْ ۔ بیچ	بُطُوْنِهِمْ ۔ اپنے پیٹوں کے	اِلَّا ۔ مگر
النَّارَ ۔ آگ	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	یُکَلِّمُهُمُ ۔ کلام کریگا ان سے
اللّٰهُ ۔ اللہ	یَوْمَ ۔ دن	الْقِیٰمَةِ ۔ قیامت کے	وَ ۔ اور
لَا ۔ نہ	یُزَکِّیْهِمْ ۔ ستھرا کرے انہیں	وَ ۔ اور	لَهُمْ ۔ ان کے لیے
عَذَابٌ ۔ عذاب ہے	اَلِیْمٌ ۔ دردناک	اُولٰٓئِکَ ۔ یہی	الَّذِیْنَ ۔ جو ہیں
اشْتَرَوُا ۔ جو لیتے ہیں	الضَّلٰلَةَ ۔ گمراہی	بِالْهُدٰی ۔ ہدایت کے بدلے	وَ ۔ اور
الْعَذَابَ ۔ عذاب	بِالْمَغْفِرَةِ ۔ بخشش کے بدلے	فَمَا ۔ تو کیا	اَصْبَرَهُمْ ۔ صبر و برداشت ہوگی
هُمْ ۔ ان کو	عَلَی ۔ اوپر	النَّارِ ۔ آگ کے	ذٰلِکَ ۔ یہ
بِاَنَّ ۔ اس لیے کہ	اللّٰهَ ۔ اللہ نے	نَزَّلَ ۔ نازل کی	الْکِتٰبَ ۔ کتاب
بِالْحَقِّ ۔ حق کے ساتھ	وَ ۔ اور	اِنَّ ۔ بے شک	الَّذِیْنَ ۔ وہ جو
اخْتَلَفُوْا ۔ اختلاف میں ہیں	فِیْ ۔ بیچ	الْکِتٰبِ ۔ کتاب کے	لَفِیْ ۔ یقینا
شِقَاقٍ ۔ نفاق	بَعِیْدٍ ۔ بعید میں ہیں		

marfat.com

مختصر تفسیر اُردو پانچواں رکوع پ۲ سورۃ بقرہ

یَا اَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدموں پر قدم نہ رکھو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے بحیرہ وغیرہ کو حرام قرار دیا تھا اس میں اس امر کی ممانعت کی گئی ہے کہ اللہ تعالٰی کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دینا اس کی رزاقیت سے بغاوت اور مداخلت فی الدین ہے بیل بچار وغیرہ یہ سب حلال جانور ہیں۔ لیکن اپنے خیال کے ماتحت شیطان کے پیچھے لگ کر حلال کو حرام بنا بنا لیتے ہیں۔

مسلم شریف میں ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے جو مال میں اپنے بندوں کو دیتا ہوں وہ ان کے لیے حلال ہے۔ اور اسی میں فرمایا کہ میں نے اپنے بندوں کو باطل سے بے تعلق پیدا کیا پھر ان کے پاس شیطان آئے اور انہوں نے دین سے بہکایا اور جو میں نے ان کے لیے حلال کیا اسے وہ حرام ٹھہراتے رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے یہ آیت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کی تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالٰی مجھے مستجاب الدعوات کر دے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے سعد خوراک پاک کر و مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے۔ اس ذات کی قسم جس کی قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب آدمی اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک وہ قبولیت سے محروم رہتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ۝

اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ۔ بس تم کو وہ برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔

سُوْء۔ اس شے کو کہتے ہیں جو غمگین کرنے والی ہو۔

فحشاء۔ سے گناہ مراد ہے۔

سُوْء سے مراد گناہ صغیرہ ہے کیونکہ اس سے بھی انسان نادم اور غمگین ہوتا ہے اور فحشاء سے مراد گناہ کبیرہ ہے جس میں حد واقع ہو۔

marfat.com

شیطان دل میں برائی کا وسوسہ پیدا کرتا ہے۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان علیہ اللعنۃ پانی پر اپنا تخت لگاتا ہے پھر اطراف عالم میں اپنے شیاطین کو بھیجتا ہے یہ ادنے سے ادنے بھی ہیں اور زیادہ سے زیادہ فتنہ پھیلانے والے ہیں چنانچہ دنیا میں فساد کرکے اپنی اپنی کارگزاری پیش کرتے ہیں شیطان سن کر کہتا ہے کہ ابھی کچھ کام نہیں ہوا۔

پھر ایک کہتا ہے کہ فلاں میاں بیوی کے درمیان قطع تعلق کرا دیا شیطان سن کر خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے خوب کام کیا پھر اسے اپنا مقرب بناتا ہے (مسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ آدمی میں دو اثر ہیں ایک شیطان کا دوسرا فرشتے کا۔ شیطان شر کی طرف رغبت دلاتا ہے اور فرشتہ خیر کی طرف جو شخص نیکی اور بھلائی کا خیال پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور شیطان سے پناہ مانگے پھر یہ آیت آپ نے تلاوت فرمائی اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ شیطان تم سے فقر کا وعدہ کرتا ہے اور برائی کا حکم دیتا ہے۔

اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے نازل کیے پر اطاعت کرو یعنی توحید اور قرآن پر ایمان لاؤ اور ان پاک چیزوں کو حلال جانو جنہیں اللہ نے حلال کیا تو کہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت۔ تو ظاہر ہے کہ جب باپ دادا امور دین کو نہ سمجھتے ہوں تو وہ راہ راست پر کیسے ہو سکتے ہیں پھر ایسوں کی پیروی کرنا حماقت اور گمراہی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور جنت کی ترغیب دی عذاب سے ڈرایا تو رافع بن حرملہ اور مالک بن عوف نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کا اتباع نہ کریں گے ہم تو اپنے باپ دادا کا اتباع کریں گے کیونکہ وہ ہم سے زیادہ عالم تھے۔

وَمَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً صُمٌّۢ بُکْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۔ اور کافروں کی مثال ایسی ہے جو پکارے اسے کہ خالی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے بہرے گونگے اندھے تو انہیں سمجھ نہیں ہے۔

یعنی جس طرح چوپائے جانور چرانے والوں کی صرف آواز ہی سنتے ہیں مگر ان کی بات نہیں سمجھتے یہی حال ان کفار کا ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صدائے مبارک تو سنتے ہیں لیکن اس کے معنی دل نشین کرکے ارشاد والا سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس لیے کہ وہ ایمان اور عقل اور عدل کی طرف سے بہرے گونگے اندھے ہیں انہیں نصیحت سے فائدہ نہیں پہنچا۔ انہوں نے کلام حق سے فائدہ نہ اٹھایا۔ آگے ارشاد ہے۔

marfat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں ہم نے جو تمہیں دیں اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اسی کی پوجا کرتے ہو۔ اس نے تو یہی تم پر حرام کیے ہیں۔ مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو جو مضطر ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں ہے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ کی نعمتوں کا شکر کرتے ہوئے پاک ستھری چیزوں کی کھانے کی اجازت دے کر آگے ہدایت فرمائی کہ جو جانور بغیر ذبح کیے مرجائے یا اسے شرعی طریق کے خلاف مارا ہو۔ مثلاً گلا گھونٹ کر یا لاٹھی پتھر ڈھیلے سے یا غلے اور گولی سے ہلاک کیا ہو یا وہ گر کر مر گیا ہو یا کسی جانور نے سینگ مار کر مارا ہو یا کسی درندے نے ہلاک کیا ہو۔ اسے مردار کہتے ہیں اور اس کا کھانا طیبات کا کھانا نہیں۔ زندہ جانور کا عضو کاٹ کر کھانا بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ مردار کھانا جس کی تعریف بیان ہو چکی حرام ہے۔ مگر اس کی کھال رنگ لینے کے بعد۔ اس کے بال سینگ ہڈی، پٹھے وغیرہ صاف کر کے کام میں لانا جائز ہے۔ کُلُّ اِهَابٍ اِذَا دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ (ہر ایک چمڑا جب اسے رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے) مگر سور اور انسان کا کوئی حصہ رنگنے۔ پکانے کے بعد بھی استعمال میں لانا ممنوع ہے۔ (تفسیرات احمدی)

غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ۔ نہ خلاف کرنے والا نہ حد سے بڑھنے والا۔

باغ کے معنی حلال سمجھنے والا عاد کے معنی طلب حلال میں کوتاہی کرنے والا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے مثلاً مچھلی اور ٹڈی دو خون کلیجی اور تلی۔ مگر زندہ جانور کا گوشت حرام ہے۔

حضرت ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو گوشت زندہ جانور سے علیحدہ کر لیا جائے وہ مردار ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے سال میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اور میں نے سنا کہ آپ نے شراب، مردار، سور اور بتوں کی بیع کو حرام فرما دیا۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ مردار کی چربی کا کیا حکم ہے لوگ کشتیوں اور کھالوں پر روغن لگاتے ہیں۔ اس کی روشنی سے نفع اٹھاتے ہیں۔ فرمایا سب حرام ہے پھر فرمایا کہ یہود پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے اللہ تعالیٰ نے ان پر مردار کی چربی حرام کی تھی انہوں نے اس کو پگھلا کر فروخت کرنا

marfat.com

شروع کر دیا اور اس سے نفع حاصل کیا۔

ایک مسئلہ یہ بھی ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ خون ہر جانور کا حرام ہے اگر وہ بہنے والا ہو۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں تصریح ہے اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا یا بہنے والا خون، خنزیر (سور) نجس العین ہے۔ اس کا گوشت، پوست، بال ناخن وغیرہ تمام اجزا نجس و حرام ہیں ان میں سے کسی کو کسی طرح کام میں لانا جائز نہیں۔

چونکہ پہلے سے کھانے کا بیان ہو رہا ہے۔ اس لیے یہاں صرف لحم الخنزیر کی حرمت بیان ہوئی ورنہ وہ سرتاپا نجس ہے۔ آگے فرمایا۔

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ اور جس پر پکارا گیا اللہ کے غیر کا نام۔

حضرت ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ اس سے وہ جانور مراد ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ اہلال۔ اصل میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں۔ ہلال پہلی رات کے چاند دیکھنے کو کہتے ہیں۔ عرب کہا کرتے تھے اہل الہلال۔ یعنی دیکھا چاند چونکہ چاند دیکھنے کے وقت بلند آواز سے تکبیر کہا کرتے تھے اس لیے آواز بلند کرنے کو اہلال کہنے لگے۔ کفار اپنے معبودوں کے لیے ذبح کے وقت ان کا نام بآواز بلند لیا کرتے تھے مثلاً بسم اللات، بسم منات اس کا رد فرمایا گیا۔

شاہ صاحب نے فتح العزیز میں اس بحث کو پوری تفصیل سے بیان کر کے آخر میں لکھا ہے۔

"ولکن در ایں مسئلہ آنست کہ جان دادن بجز جان آفریں روا نیست"

اور اہلال کہتے ہیں اس فعل کو جو عند الذبح ہو۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ جس پر عند الذبح بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ نہ کہا جائے وہ اگرچہ ذبح ہی کیا ہوا ہو نہ کھاؤ۔ اس کا خلاصہ مسئلہ یوں ہے کہ جس جانور پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے خواہ تنہا یا خدا کے نام کے ساتھ عطف کر کے وہ حرام ہے اور اگر ذبح اللہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد غیر کا نام لیا مثلاً کہا عقیقہ کا بکرا ولیمہ کا دنبہ گیارھویں کا جانور، فلاں بزرگ کا جانور۔ گویا اس ذبیحہ کا ثواب جسے پہنچانا مقصود ہو خواہ وہ ولی ہو یا آباؤ اجداد تو ایسے نام لینے سے اس پر حرمت نہیں آتی (تفسیر احمدی)

اب آگے مضطر کا حکم ہے۔ مضطر وہ ہے جو حرام چیز کھانے پر مجبور ہو اگر نہ کھائے تو جان جانے کا خوف ہو شدت بھوک کی شدت یا نا داری کی وجہ سے جان پر بن جائے یا کوئی حرام کھانے پر جبر کرتا ہو اور اس کے خلاف کرنے سے جان کا اندیشہ ہو۔ تو ایسی حالت میں جان بچانے کے لیے حرام چیز کا بقدر ضرورت یعنی اتنا کھا لینا جائز ہے کہ خوف ہلاکت نہ رہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا

marfat.com

يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ وہ لوگ جو چھپاتے ہیں اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے بدلے ذلیل وقلیل رقم لیتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں نہیں کھاتے مگر آگ اور اللہ بات نہ کرے گا ان سے قیامت کے دن اور نہ انہیں ستھرا کریگا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ علماء یہود اور ان کے رؤسا جو یہ امید رکھتے تھے کہ نبی آخر الزمان ان میں سے آئیں گے جب انہوں نے دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری قوم میں مبعوث ہوئے تو انہیں اندیشہ ہوا کہ جن کی صفت توریت وانجیل میں آئی ہے وہ یہی ہیں تو انہوں نے توریت وانجیل سے حضور کی نعت اور صفت چھپانے کی تجویز کی۔ تاکہ لوگ توریت سے حضور کے اوصاف دیکھ کر ادھر کو نہ جھکیں اور جو ہدیہ اور نذرانہ ان کو اب تک مل رہے تھے اس طرف نہ دیں۔ ان کی حکومت جو ان کی قوم میں تھی وہ جاتی نہ رہے اس حسد سے انہوں نے توریت وانجیل سے حضور کی نعت اور حضور کے وقت نبوت کا بیان چھپایا بلکہ تحریف کرنے پر اتر آئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

چھپانے سے یہ مراد ہے کہ کتاب کے مضمون سے کسی کو مطلع نہ ہونے دیا جائے اور کسی کو پڑھ کر نہ سنایا جائے۔ اور چھپانا یہ بھی ہے کہ مفہوم صحیح کو بدل کر غلط تاویلیں کر کے اپنی تان کر ڈالنا اور اصل معنی پر پردہ ڈالنا تو یہ دونوں کام احبار یہود، رؤساء یہود کی خاطر کرتے تھے اور دنیا کے حقیر نفع کی خاطر اخروی ثواب سے محروم ہوتے تھے۔ حتی کہ رشوتیں لے کر ذلیل وقلیل رقم کی خاطر حق پوشی کرتے تھے اور اپنے پیٹ جہنم کی آگ سے بھرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے روایت کی کہ یہ آیات اور سورہ آل عمران کی آیات یہود کے لیے نازل ہوئیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ۔ وہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس درجہ انہیں آگ کی برداشت ہے۔ یہ اس لیے کہ اللہ نے کتاب سچائی سے اتاری اور بے شک وہ لوگ جو کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے ہیں وہ ضرور پرلے سرے کے جھگڑالو ہیں۔ ضرور دور کے نفاق وشقاق میں ہیں۔

یہ آیت بھی یہود کے حق میں نازل ہوئی۔ ان میں سے بعض وہ تھے جو توریت کو حق مانتے۔ بعض وہ تھے جو باطل کہتے اور بعض تاویلات کرتے۔ بعض ایسے تھے جو تحریف کرتے تھے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے خیالات پر اتری جو قرآن کریم کو شعر کہتے تھے۔ کوئی سحر کوئی کہانت بتاتے تھے۔

marfat.com

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع پ۲۔ سورۃ بقرہ

لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق
والمغرب ولکن البر من امن بالله والیوم
الاخر والملئکة والکتب والنبین واتی
المال علی حبه ذوی القربی والیتمی والمسکین
وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب
واقام الصلوة واتی الزکوة والموفون
بعهدهم اذا عهدوا والصبرین فی البأساء
والضراء وحین البأس اولئک الذین صدقوا
واولئک هم المتقون ۝

کوئی بھلائی نہیں یہ کہ منہ کرو تم مشرق یا مغرب کی طرف
لیکن بھلائی یہ ہے کہ جو ایمان لائے اللہ اور قیامت
اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر اور دے اپنا
مال اللہ کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں
اور مسافروں اور سائلوں اور گردن چھڑانے میں اور
نماز قائم رکھے اور زکوۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے
والے جب عہد کریں اور صبر کرنے والے مصیبت اور
سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات
سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں۔

یایها الذین امنوا کتب علیکم القصاص
فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد
والانثی بالانثی فمن عفی له من اخیه
شیء فاتباع بالمعروف واداء الیه باحسان
ذلک تخفیف من ربکم ورحمة فمن
اعتدی بعد ذلک فله عذاب الیم ۝
ولکم فی القصاص حیوة یاولی الالباب
لعلکم تتقون ۝

اے ایمان والو! تم پر فرض کیا گیا قصاص (یعنی ناحق مارے
گئے کے خون کا بدلہ) آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے
بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت جس کے لیے اپنے
بھائی کی طرف سے معافی ہوئی تو بھلائی سے تقاضا ہو اور
اچھی طرح ادا اور یہ تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور رحمت تو اس
کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لیے دردناک عذاب ہے
اور تمہارے خون کا بدلہ لینے میں زندگی ہے اے عقلمند تاکہ
تم تقوی حاصل کرو۔

کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان
ترک خیرا الوصیة للوالدین والاقربین
بالمعروف حقا علی المتقین ۝

تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے اگر کچھ
مال چھوڑ جائے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور
قریب کے رشتہ داروں کے لیے موافق دستور یہ واجب
ہے پرہیزگاروں پر۔

فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه علی

تو جو بدل لائے بعد اس کے کہ سن لے تو اس کا گناہ انہیں پر

marfat.com

الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ؕ
فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ
بَيْنَهُمْ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؕ

ہے جو بدلیں بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔
پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے بے انصافی یا گناہ کیا تو صلح کرا دے ان میں تو اس پر گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لفظی ترجمہ

لَيْسَ۔ نہیں	اَلْبِرَّ۔ کوئی بھلائی	اَنْ۔ یہ کہ	تُوَلُّوْا۔ پھیرو تم
وُجُوْهَكُمْ۔ منہ اپنا	قِبَلَ۔ جانب	الْمَشْرِقِ۔ مشرق	وَ۔ اور
الْمَغْرِبِ۔ مغرب	وَ۔ اور	لٰكِنَّ۔ لیکن	الْبِرَّ۔ بھلائی
مَنْ۔ اسے ہے جو	اٰمَنَ۔ ایمان لائے	بِاللّٰهِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور
الْيَوْمِ۔ دن	الْاٰخِرِ۔ قیامت پر	وَ۔ اور	الْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتوں
وَ۔ اور	الْكِتٰبِ۔ کتاب	وَ۔ اور	النَّبِيّٖنَ۔ نبیوں پر
وَ۔ اور	اٰتَى۔ دے	الْمَالَ۔ مال	عَلٰى۔ اوپر
حُبِّهٖ۔ محبت اسکی کے	ذَوِی الْقُرْبٰى۔ رشتہ داروں کو		وَ۔ اور
الْيَتٰمٰى۔ یتیموں کو	وَ۔ اور	الْمَسٰكِيْنَ۔ مسکینوں کو	وَ۔ اور
ابْنَ السَّبِيْلِ۔ مسافروں کو		وَ۔ اور	السَّآئِلِيْنَ۔ سوال کرنے
والوں کو	وَ۔ اور	فِي الرِّقَابِ۔ گردن چھڑانے میں وَ۔ اور	
اَقَامَ۔ قائم رکھے	الصَّلٰوةَ۔ نماز	وَ۔ اور	اٰتَى۔ دے
الزَّكٰوةَ۔ زکوٰۃ	وَ۔ اور	الْمُوْفُوْنَ۔ اپنا قول پورا کرنیوالے	بِعَهْدِهِمْ۔ اپنے عہد میں
اِذَا۔ جب	عٰهَدُوْا۔ عہد کریں	وَ۔ اور	الصّٰبِرِيْنَ۔ صبر کرنے والے
فِي۔ بیچ	الْبَاْسَآءِ۔ مصیبت کے	وَ۔ اور	الضَّرَّآءِ۔ سختی کے
وَ۔ اور	حِيْنَ۔ وقت	الْبَاْسِ۔ جہاد کے	اُولٰٓئِكَ۔ یہ ہیں
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	صَدَقُوْا۔ سچ بولے	وَ۔ اور	اُولٰٓئِكَ۔ یہی ہیں
هُمُ۔ وہ	الْمُتَّقُوْنَ۔ پرہیزگار	يٰ۔ اے	اَيُّهَا۔ وہ لوگو

marfat.com

الَّذِيْنَ . جو	اٰمَنُوْا . ایمان لائے ہو	كُتِبَ . فرض کیا گیا	عَلَيْكُمْ . تمہارے اوپر
الْقِصَاصُ . قصاص	فِي . بیچ	الْقَتْلٰى . مقتولوں کے	اَلْحُرُّ . آزاد
بِالْحُرِّ . آزاد کے بدلے	وَ . اور	الْعَبْدُ . غلام	بِالْعَبْدِ . غلام کے بدلے
وَ . اور	الْاُنْثٰى . عورت	بِالْاُنْثٰى . عورت کے بدلے	فَمَنْ . تو جو
عُفِيَ . معاف دیا گیا	لَهٗ . اسکے لیے	مِنْ اَخِيْهِ . اپنے بھائی سے	شَيْءٌ . کچھ
فَاتِّبَاعٌ . تو پیروی ہو	بِالْمَعْرُوْفِ . اچھی طرح	وَ . اور	اَدَاۗءٌ . ادا کرنا
اِلَيْهِ . اسکی طرف	بِاِحْسَانٍ . نیکی کے ساتھ	ذٰلِكَ . یہ	تَخْفِيْفٌ . بوجھ ہلکا کرنا ہے
مِّنْ رَّبِّكُمْ . تمہارے رب کی طرف سے		وَ . اور	رَحْمَةٌ . رحمت
فَمَنِ . تو جو	اعْتَدٰى . زیادتی کرے	بَعْدَ . بعد	ذٰلِكَ . اس کے
فَلَهٗ . تو اسکے لیے	عَذَابٌ . عذاب ہے	اَلِيْمٌ . دردناک	وَ . اور
لَكُمْ . تمہارے لیے	فِي . بیچ	الْقِصَاصِ . قصاص کے	حَيٰوةٌ . زندگی ہے
يّٰا . اے	اُولِي الْاَلْبَابِ . عقل والو		لَعَلَّكُمْ . تاکہ تم
تَتَّقُوْنَ . پرہیزگار رہو	كُتِبَ . لکھا گیا	عَلَيْكُمْ . تم پر	اِذَا . جب
حَضَرَ . آ جائے	اَحَدَكُمُ . تمہارے کسی کو	الْمَوْتُ . موت	اِنْ . اگر
تَرَكَ . چھوڑے	خَيْرَا . کچھ مال	الْوَصِيَّةُ . وصیت	لِلْوَالِدَيْنِ . والدین کو
وَ . اور	الْاَقْرَبِيْنَ . رشتہ داروں کو		بِالْمَعْرُوْفِ . موافق دستور
حَقًّا . یہ واجب ہے	عَلَى . اوپر	الْمُتَّقِيْنَ . پرہیزگاروں کے	فَمَنْ . تو جو
بَدَّلَهٗ . بدل دے	بَعْدَ . بعد	مَا . اس کے کہ	سَمِعَهٗ . سن لے
فَاِنَّمَا . تو سوا اسکے نہیں	اِثْمُهٗ . گناہ اس کا	عَلَى . اوپر	الَّذِيْنَ . ان کے ہے
يُبَدِّلُوْنَهٗ . جو اسے بدلیں	اِنَّ . بیشک	اللّٰهَ . اللہ	سَمِيْعٌ . سننے والا
عَلِيْمٌ . جاننے والا ہے	فَمَنْ . تو جو	خَافَ . خوف کرے	مِنْ مُّوْصٍ . وصیت کرنے
والے سے	جَنَفًا . بے انصافی کا	اَوْ . یا	اِثْمًا . گناہ کا
فَاَصْلَحَ . تو اس میں اصلاح کر دے		بَيْنَهُمْ . ان میں	فَلَا . تو نہیں
اِثْمَ . گناہ	عَلَيْهِ . اس پر	اِنَّ . بے شک	اللّٰهَ . اللہ
غَفُوْرٌ . بخشنے والا	رَّحِيْمٌ . مہربان ہے۔		

marfat.com

مختصر تفسیر چھبیسواں رکوع پ۲۔ سورۃ بقرہ

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ اس میں کوئی خاص نیکی نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں نیکی تو یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب پر اور نبیوں پر۔

اللہ کے نزدیک جو فعل پسندیدہ ہو اس کو بِر کہتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ یہود مغرب بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور نصاریٰ مشرق کی طرف منہ کرتے تھے۔ ہر فریق کا گمان تھا کہ جو قبلہ ان کا مقرر ہوا ہے وہی قبلہ ہے اور باقی قبلے غلط ہیں۔ اس آیت میں اس کا رد کیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ جیسے تم قبلہ سمجھ رہے ہو وہ منسوخ ہو گیا (مدارک)

علامہ بغوی اور قتادہ اور بعض مفسرین کا یہ قول بھی ہے کہ یہ خطاب اہل کتاب اور مومنین کو عام ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ صرف رو بقبلہ ہونا نیکی نہیں بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ اللہ جو رب قبلہ ہے اس پر ایمان لائے اور قیامت کے دن کو مانے۔ ملائکہ کو تسلیم کرے۔ کتاب کو حق جانے اور تمام انبیاء کرام کی تصدیق کرے اور پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو۔ الخ

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۞ اور اللہ کی محبت میں اپنا مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور سائلوں اور مسافروں کو۔

ذَوِي الْقُرْبٰى میں سب رشتہ دار شامل ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر تو ایک دینار اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور ایک دینار مسکین کو اور ایک دینار اپنے اہل کو ان میں سے زیادہ ثواب اس دینار کا ہے جو اپنے اہل کو دیا (مسلم)

وَالْيَتٰمٰى یتیم اس بچہ کو کہتے ہیں جس کا باپ بالغ ہونے سے پہلے مر چکا ہو۔

ابْنَ السَّبِيْلِ سے مراد مسافر ہے جو اپنے اہل و عیال سے علیحدہ ہو۔

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا۔ جب اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتے ہیں تو اسکو پورا کرتے ہیں جب قسم

marfat.com

کھاتے ہیں اس کو سچا کر دکھاتے ہیں جب منت مانتے ہیں اس کو وفا کرتے ہیں۔
وَالصّٰبِرِیْنَ اور صبر کرتے ہیں۔ صبر اعمال میں سے زیادہ افضل ہے کیونکہ صبر میں مداومت ہے۔
فِی الْبَاْسَآءِ۔ باساء شدت اور فقر کو کہتے ہیں۔
وَالضَّرَّآءِ۔ مرض اور اپاہج پن کو کہتے ہیں
بَاْس۔ کے معنی قتال اور جنگ کے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص دربار نبوی میں حاضر آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ کونسے صدقہ کا زیادہ ثواب ہے فرمایا اس صدقہ کا کہ انسان صحت مند ہو فقر سے ڈرتا ہو خوشحالی کی امید رکھتا ہو دینے سے گریز کرے ارشاد باری ہے ہرگز نہ پہنچو گے تم نیکی کو جب تک اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔

اور گردنیں چھڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی کے موقعہ پر اور جہاد میں یہی وہ ہیں جنھوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں۔

اس آیت میں نیکی کرنے کے چند طریقے تعلیم فرمائے۔

(۱) ایمان لانا	(۲) مال دنیا اللہ کی محبت میں دینا
(۳) نماز قائم کرنا	(۴) زکوٰۃ دینا
(۵) عہد پورا کرنا	(۶) مصائب و آلام و جہاد میں صبر کرنا

تفصیل ایمان

(۱) اول اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کہ وہ قادر و قیوم ہے۔ حی۔ ازلی۔ ابدی۔ سرمدی ہے۔ علیم حکیم، سمیع و بصیر غنی وقدیر وحدہ لا شریک لہ ہے۔

(۲) قیامت پر ایمان لانے کہ وہ حق ہے۔ اس میں بندوں کا حساب ہوگا۔ اعمال کی جزا و سزا ہوگی۔ مقبولان حق شفاعت کریں گے۔ سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سعادت مندوں کو حوض کوثر پر سیراب فرمائیں گے پل صراط پر گذر ہوگا اور اس روز کے تمام احوال جو قرآن میں آئے یا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بتائے سب حق ہیں۔

(۳) فرشتوں پر ایمان لانے کہ وہ اللہ کی مخلوق اور ایسے فرمانبردار بندے ہیں کہ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۔ ان کی تعریف قرآن پاک میں ہے وہ نہ مرد ہیں نہ عورت۔ نورانی اجسام رکھتے ہیں۔

marfat.com

ان میں چار بہت مقرب ہیں۔ جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل علیہم السلام۔
فرشتوں میں سے کسی کے دو بازو ہیں کسی کے تین کسی کے چار، سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جبرائیل کے چھ سو بازو تھے وہ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ نکاح کرتے ہیں ان کی خوراک تسبیح و تہلیل ہے۔ ان کے
اعمال کا بدلہ اللہ کی رضا اور مقام قرب ہے ارشاد و فرمان باری تعالے ہے عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ
وہ اللہ عرش والے کے نزدیک معزز ہے۔

(۴) کتب آلٰہیہ پر ایمان لانا کہ جو کتب اللہ تعالے نے نازل فرمائیں حق ہیں۔ ان میں چار بڑی کتابیں ہیں توریت جو
موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتری۔ زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام پر
آئی۔ قرآن کریم جو حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم پر آیا۔ اس کے علاوہ پچاس صحیفے حضرت شیث پر تیس
حضرت ادریس پر۔ دس حضرت آدم پر دس حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

(۵) تمام انبیاء پر ایمان لانا کہ وہ سب اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور گناہوں سے معصوم ہیں ان کی صحیح تعداد اللہ تعالے
ہی کے علم میں ہے جیسا کہ فرمایا وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ ان میں تین سو تیرہ رسول ہیں۔ نبیین بصیغہ
جمع مذکر سالم ذکر فرمانا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انبیاء مرد ہی ہو سکتے ہیں۔ عورت کبھی نبی نہیں ہو سکتی
اور صراحتاً بھی آیت کریمہ میں ارشاد ہے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْ اِلَیْهِمْ (تفسیر احمدی)
ایمان کے بعد اعمال کا اور مال دینے کا بیان فرمایا اس کے چھ مصرف بتلائے گئے۔ گردنیں چھڑانے سے غلاموں
کو آزاد کرنا مراد ہے یہ سب مستحب طور پر مال دینے کا بیان ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى
بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اے ایمان والو۔ تم پر خون کا بدلہ فرض کیا گیا آزاد
کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ
معافی ہوئی تو بھلائی کی پیروی اور اچھی طرح ادائگی یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت
تو اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا مسلمان وہ ہے
جو اللہ کے ایک ہونے اور میرے (حضور علیہ السلام) آخری نبی و رسول ہونے کا اقرار کرے اور گواہی دے اس کا خون
بہانا جائز نہیں مگر تین وجہ سے۔ قصاص۔ زنا۔ مرتد ہو جانے معاذ اللہ (مسلم)

شان نزول۔ یہ حکم قبیلہ اوس و خزرج کے بارے میں آیا ہے۔ ان میں سے ایک قبیلہ دوسرے سے قوت

marfat.com

اور تعداد و مال و شرافت میں زیادہ تھا۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ اپنے غلام کے بدلے دوسرے قبیلہ کے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو اور ایک کے بدلے دو کو قتل کرے گا۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ اس قسم کی تعدی اور بے انصافی کے عادی تھے عہد اسلام میں یہ معاملہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اور عدل و مساوات کا قانون نافذ ہوا۔ اس پر وہ لوگ راضی ہو گئے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ پر غلبہ میں زیادہ تھا وہ دوسرے قبیلہ کی عورتوں سے بغیر مہر نکاح کر لیتے تھے اور زیادتیاں کرتے تھے اس قبیلہ نے قسم کھائی کہ وہ اپنے غلام کے عوض آزاد کو عورت کے بدلے مرد کو ایک کے بدلے دو کو قتل کریں گے یہ معاملہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش ہوا تو آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قرآن کریم میں قصاص کا مسئلہ کئی جگہ بیان ہوا ہے۔ اس آیت کریمہ میں قصاص اور عفو دونوں کے حکم ہیں۔ حتیٰ کہ یہ تفصیل بھی یہاں بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قصاص اور عفو میں مختار کیا ہے چاہیں قصاص لیں یا معافی دیں۔ آیت کے اول میں قصاص کا وجوب بیان کیا اور ہر قاتل بالعمد پر قصاص واجب فرمایا خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا یا غلام کو مسلمان مارا یا کافر مرد ہلاک کیا یا عورت کیونکہ قتلیٰ قتیل کی جمع ہے جو سب کو شامل ہے البتہ جسے دلیل شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائے گا (احکام القرآن)

اس آیت سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ قصاص میں قاتل ہی قتل ہوگا خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت اہل جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ آزادوں میں مقابلہ ہوتا ایک کے بدلے دو کو قتل کر ڈالتے۔ غلام اگر ایک قبیلے کا مارا گیا تو دوسرے قبیلے کے آزاد کو مار ڈالتے۔ عورتوں میں اگر جنگ ہوتی تو عورت کے بدلے مرد کو قتل کرتے۔ صرف قاتل کے قتل پر صبر نہ کرتے اسے منع کیا گیا۔

اور آگے فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ میں ایک اور آسانی بھی فرما دی گئی کہ جب قاتل کو ولی مقتول کچھ معاف کریں اور اس کے ذمہ مال کا بدلہ لازم کریں۔ اس پر اولیاء مقتول تقاضہ کرنے میں نیک روش اختیار کریں اور قاتل خوں بہا خوش معاملہ کے ساتھ ادا کرے یہ صلح علی المال کہلاتی ہے (تفسیر احمدی)

حتیٰ کہ ولی مقتول کو یہ بھی اختیار ہے کہ قاتل کو بلا معاوضہ معاف کر دے یا مال پر صلح کرے اگر وہ اس پر راضی نہ ہو اور قصاص ہی چاہے تو لازماً قصاص فرض ہے۔ اس سے چند مسائل نکلتے ہیں۔

مسئلہ:۔ اگر مقتول کے تمام ورثاء قصاص معاف کر دیں تو قاتل پر کچھ لازم نہ رہے گا۔

مسئلہ:۔ اگر مقتول کے تمام ورثاء مال پر صلح کریں تو قصاص ساقط ہو جائے گا اور مال کی ادا واجب (تفسیر احمدی)

marfat.com

مسئلہ - ولی مقتول کو مِنْ اَخِیْہِ شَیْءٌ قاتل کا جو بھائی کہا گیا اس میں اس امر کی طرف دلالت ہے کہ اگرچہ قتل بڑا گناہ ہے مگر اس سے اخوت ایمانی قطع نہیں ہوتی اس میں صرف فرقہ خارجیہ کا اختلاف ہے کہ ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ کافر ہے۔

آگے فَمَنِ اعْتَدٰی فرما کر اس امر پر تنبیہ فرمائی گئی کہ اس کے بعد بھی بدستور جاہلیت کی رسم پر غیر قاتل کو اگر قتل کیا یا دیت ادا کرنے یا معاف کر دینے کے بعد بھی قتل کیا تو اس پر عذاب ہے اور آخرت میں بھی دردناک عذاب ہے۔ آگے فرمایا

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ - اور تمہارے لیے خون کا بدلہ لینے میں زندگی ہے اے عقلمندو تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

اس کی تفسیر ظاہر ہے کہ قصاص مقرر ہونے سے لوگ قتل سے باز رہیں گے اور جانیں بچیں گی۔ اگر قصاص کا خطرہ ہی نہ ہو تو قتل عام ہو جاتے ہیں کونسی رکاوٹ ہے جس سے قتل و قتال رکے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨالْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ۔ تم پر فرض ہوا کہ تم میں سے کسی کو موت آئے اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لیے موافق دستور یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر۔

اگر موت کے آثار و علامات ظاہر ہو جائیں اور ظن غالب ہو جائے کہ اب موت آنے والی ہے۔ خیر سے مراد مال ہے وصیت کو بمعنی اَنْ یُّوْصِیَ یا اِیْصَاءً وصیت کرنا مانا گیا ہے ماں باپ رشتہ داروں کے لئے۔

ابتداءِ اسلام میں اس آیت سے وصیت فرض تھی پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی اس آیت کو آیت میراث نے منسوخ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق پہنچا دیا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ وارث کے لیے وصیت نہیں ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سخت بیمار تھا میری عیادت کے لیے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ میری حالت تو ملاحظہ فرما رہے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اپنے تمام مال کی وصیت کر دوں۔

فرمایا نہیں میں نے عرض کی نصف کی کر دوں فرمایا نہیں میں نے عرض کیا تہائی فرمایا ہاں تہائی بھی بہت ہے اپنے بچوں اور اہل خانہ کو خوش حال چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگیں۔

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ۔ امر بالمعروف کی وصیت کرنا فرض کیا گیا یہ بات متقیوں پر واجب ہے۔

حق ہونا۔

marfat.com

فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ تو جو وصیت کو سن کر بدل دے تو اس کا گناہ انہی بدلنے والوں پر ہے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔ پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے کچھ بے انصافی یا گناہ کیا تو اس نے ان میں صلح کرا دی تو اس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تو جو وصیت سن کر بدلے خواہ وصی ہو یا ولی یا شاہد اور وہ تبدیلی کتابت میں کرے یا تقسیم میں یا ادائے شہادت میں آکر۔ اگر وہ وصیت موافق شرع ہے تو بدلنے والا گنہگار ہے اور دوسرے خواہ موصی ہوں یا موصٰی لہ بری ہیں۔ یعنی وارث یا وصی یا امام یا قاضی جس کو بھی موصی کی طرف سے ناانصافی یا ناحق کارروائی کا اندیشہ ہو وہ اگر موصٰی لہ یا وارثوں میں شرع کے موافق صلح کرا دے تو گناہ گار نہیں، کیونکہ اس نے حمایت حق کے لیے باطل کو بدلا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو وصیت کے وقت دیکھے کہ موصی حق سے تجاوز کرتا اور خلاف شرع طریقہ اختیار کرتا ہے تو اس کو رد کرے اور حق و انصاف کا حکم کرے۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع پ۲ سورۃ بقرہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے فرض کیے گئے ان پر جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو

أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۚ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

گنتی کے دنوں میں تو تم میں جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے روزوں کو گنو اور دنوں میں اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو اس کے لیے بہتر ہے اور اگر روزہ رکھو تو زیادہ اچھا ہے اگر تم جانو۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا

مہینہ رمضان کا جس میں قرآن اترا ہدایت لوگوں کے لیے اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو یہ مہینہ پائے تو ضرور روزہ رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے

marfat.com

أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

اور دونوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور چاہیے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی تاکہ تم شکر گزار ہو۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝

اور جب اے محبوب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہئے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ بھلائی پائیں

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

روزے میں رات کو تمہیں حلال ہے پاس جانا اپنی عورتوں کے وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لباس اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف کیا تو اب ان سے صحبت کرو۔ اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہے اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سپیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ ایسے ہی بیان کرتا ہے اللہ اپنی آیتیں لوگوں کو کہ کہیں انہیں پرہیزگاری ملے۔

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس جاؤ مقدمہ کرنا کہ کھالے ایک فریق لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے جان بوجھ کر۔

marfat.com

لفظی ترجمہ

يَا ۔ اے	اَيُّهَا ۔ وہ	الَّذِيْنَ ۔ لوگو جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے ہو
كُتِبَ ۔ فرض کیے گئے	عَلَيْكُمُ ۔ تم پر	الصِّيَامُ ۔ روزے	كَمَا ۔ جیسے
كُتِبَ ۔ فرض کیے گئے	عَلَى ۔ اوپر	الَّذِيْنَ ۔ ان کے	مِنْ قَبْلِكُمْ ۔ جو تم سے
پہلے تھے	لَعَلَّكُمْ ۔ تاکہ تم	تَتَّقُوْنَ ۔ پرہیزگار بنو	اَيَّامًا ۔ چند دن
مَعْدُوْدٰتٍ ۔ گنے ہوئے ہیں	فَمَنْ ۔ تو جو	كَانَ ۔ ہو	مِنْكُمْ ۔ تم میں سے
مَرِيْضًا ۔ بیمار	اَوْ ۔ یا	عَلٰى ۔ اوپر	سَفَرٍ ۔ سفر کے
فَعِدَّةٌ ۔ تو گنتی	مِّنْ اَيَّامٍ ۔ دنوں کی	اُخَرَ ۔ بعد میں	وَ ۔ اور
عَلَى ۔ اوپر	الَّذِيْنَ ۔ ان کے حق کی	يُطِيْقُوْنَهٗ ۔ طاقت زائل ہو گئی	
فِدْيَةٌ ۔ بدلہ ہے	طَعَامُ ۔ کھانے کا	مِسْكِيْنٍ ۔ ایک مسکین کو	فَمَنْ ۔ تو جو
تَطَوَّعَ ۔ زیادہ کرے	خَيْرًا ۔ نیکی	فَهُوَ ۔ تو وہ	خَيْرٌ ۔ بہتر ہے
لَّهٗ ۔ اس کے لیے	وَ ۔ اور	اَنْ ۔ یہ کہ	تَصُوْمُوْا ۔ اگر روزہ رکھے
خَيْرٌ ۔ بہتر ہے	لَّكُمْ ۔ تمہارے لیے	اِنْ ۔ اگر	كُنْتُمْ ۔ ہو تم
تَعْلَمُوْنَ ۔ جانتے	شَهْرُ ۔ مہینہ	رَمَضَانَ ۔ رمضان کا	الَّذِيْ ۔ وہ مہینہ ہے
اُنْزِلَ ۔ کہ نازل ہوا	فِيْهِ ۔ اس میں	الْقُرْاٰنُ ۔ قرآن	هُدًى ۔ ہدایت
لِّلنَّاسِ ۔ لوگوں کے لیے	وَ ۔ اور	بَيِّنٰتٍ ۔ راہنمائی	مِّنَ الْهُدٰى ۔ ہدایت ہے
وَ ۔ اور	الْفُرْقَانِ ۔ حق و باطل کا فرق	فَمَنْ ۔ تو جو	شَهِدَ ۔ پائے
مِنْكُمُ ۔ تم سے	الشَّهْرَ ۔ مہینہ	فَلْيَصُمْهُ ۔ تو چاہیے روزے رکھے	وَ ۔ اور
مَنْ ۔ جو	كَانَ ۔ ہو	مَرِيْضًا ۔ بیمار	اَوْ ۔ یا
عَلٰى ۔ اوپر	سَفَرٍ ۔ سفر کے	فَعِدَّةٌ ۔ تو گنتی	مِّنْ اَيَّامٍ ۔ دنوں میں
اُخَرَ ۔ بعد کو	يُرِيْدُ ۔ ارادہ کرتا ہے	اللّٰهُ ۔ اللہ	بِكُمُ ۔ تمہارے ساتھ
الْيُسْرَ ۔ آسانی کا	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہیں	يُرِيْدُ ۔ ارادہ کرتا
بِكُمُ ۔ تمہارے ساتھ	الْعُسْرَ ۔ سختی کا	وَ ۔ اور	لِتُكْمِلُوا ۔ چاہیے کہ پوری کرلو

marfat.com

اللّٰهَ۔ اللہ کی	عَلٰی۔ اوپر	مَا۔ اس کے کہ	هَدٰىكُمْ۔ ہدایت کی تمہیں
وَ۔ اور	لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم	تَشْكُرُوْنَ۔ شکرگزار ہو	وَ۔ اور
اِذَا۔ جب	سَاَلَكَ۔ پوچھیں تجھ سے	عِبَادِيْ۔ میرے بندے	عَنِّيْ۔ مجھے
فَاِنِّيْ۔ تو میں	قَرِيْبٌ۔ قریب ہوں	اُجِيْبُ۔ قبول کرتا ہوں	دَعْوَةَ۔ دعا
الدَّاعِ۔ دعا کرنیوالے کی	اِذَا۔ جب	دَعَانِ۔ دعا کرے مجھ سے	فَلْيَسْتَجِيْبُوْا۔ تو چاہیئے کہ
حکم مانیں	لِيْ۔ میرا	وَ۔ اور	لْيُؤْمِنُوْا۔ ایمان لائیں
بِيْ۔ میرے ساتھ	لَعَلَّهُمْ۔ تاکہ وہ	يَرْشُدُوْنَ۔ راہ پائیں	اُحِلَّ۔ حلال ہے
لَكُمْ۔ تمہارے لیے	لَيْلَةَ۔ رات	الصِّيَامِ۔ روزے کی میں	الرَّفَثُ۔ بے تکلفی
اِلٰى۔ طرف	نِسَآئِكُمْ۔ اپنی عورتوں کے	هُنَّ۔ وہ	لِبَاسٌ۔ لباس ہیں
لَّكُمْ۔ تمہارے لیے	وَ۔ اور	اَنْتُمْ۔ تم	لِبَاسٌ۔ لباس ہو
لَّهُنَّ۔ ان کے لیے	عَلِمَ۔ جانا	اللّٰهُ۔ اللہ نے کہ	اَنَّكُمْ۔ تم
كُنْتُمْ۔ تھے	تَخْتَانُوْنَ۔ خیانت کرتے	اَنْفُسَكُمْ۔ اپنی جانوں سے	فَتَابَ۔ تو اس نے رجوع کیا
عَلَيْكُمْ۔ تم پر	فَ۔ اور	عَفَا۔ معاف کیا	عَنْكُمْ۔ تم پر سے
فَالْئٰنَ۔ تو اب	بَاشِرُوْ۔ صحبت کرو	هُنَّ۔ ان سے	وَ۔ اور
ابْتَغُوْا۔ ڈھونڈو	مَا۔ وہ جو	كَتَبَ۔ لکھا	اللّٰهُ۔ اللہ نے
لَكُمْ۔ تمہارے لیے	وَ۔ اور	كُلُوْا۔ کھاؤ	وَ۔ اور
اشْرَبُوْا۔ پیو	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	يَتَبَيَّنَ۔ ظاہر ہو	لَكُمْ۔ تمہیں
الْخَيْطُ۔ ڈورا	الْاَبْيَضُ۔ سپید صبح کا	مِنَ الْخَيْطِ۔ ڈورے سے	الْاَسْوَدِ۔ سیاہ سے
مِنَ الْفَجْرِ۔ صبح میں	ثُمَّ۔ پھر	اَتِمُّوا۔ پورا کرو	الصِّيَامَ۔ روزہ
اِلَى الَّيْلِ۔ رات تک	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُبَاشِرُوْهُنَّ۔ صحبت کرو انسے
وَ۔ اور	اَنْتُمْ۔ تم	عٰكِفُوْنَ۔ اعتکاف سے ہو	فِي۔ بیچ
الْمَسٰجِدِ۔ مسجدوں کے	تِلْكَ۔ یہ ہیں	حُدُوْدُ۔ حدیں	اللّٰهِ۔ اللہ کی
فَلَا۔ تو نہ	تَقْرَبُوْا۔ قریب ہو	هَا۔ اس کے	كَذٰلِكَ۔ ایسے ہی
يُبَيِّنُ۔ بیان کرتا ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	اٰيٰتِهٖ۔ اپنی آیتیں	لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے
لَعَلَّهُمْ۔ تاکہ وہ	يَتَّقُوْنَ۔ پرہیزگار ہوں	وَ۔ اور	لَا۔ نہ

marfat.com

تَاْکُلُوْا۔ کھاؤ	اَمْوَالَکُمْ۔ اپنے مال	بَیْنَکُمْ۔ آپس میں	بِالْبَاطِلِ۔ باطل طریقے سے
وَ۔ اور	تُدْلُوْا۔ نہ لے جاؤ	بِھَا۔ اس کو	اِلَی۔ طرف
الْحُکَّامِ۔ حاکموں کے	لِتَاْکُلُوْا۔ تاکہ کھاؤ	فَرِیْقًا۔ ایک حصہ	مِّنْ اَمْوَالِ۔ مال
النَّاسِ۔ لوگوں سے	بِالْاِثْمِ۔ گناہ کے ساتھ	وَ۔ اور	اَنْتُمْ۔ تم
تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہو			

مختصر تفسیر ساتواں رکوع۔ پ۲۔ سورۃ بقرہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے گنتی کے دنوں میں۔

اس رکوع میں روزوں کی فرضیت کا بیان ہے۔

روزہ عرف شرع میں اس کا نام ہے کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا حیض نفاس سے خالی عورت صبح صادق سے غروب آفتاب تک بہ نیت عبادت خورد و نوش اور مجامعت ترک کرے (عالمگیری)

صوم لغت میں امساک (رکنا) کو کہتے ہیں، سورج دوپہر کے وقت بالکل وسط میں آتا ہے اس کو عرب صَامَ النَّھَارُ کہتے ہیں یعنی دن رک گیا۔

رمضان المبارک کے روزوں کا حکم

رمضان المبارک کے روزوں کا حکم غزوہ بدر سے ۱ر رمضان المبارک سنہ ۲ ہجری بروز جمعہ ہوا۔

بعض نے کہا کہ ۱۰ر شوال سنہ ۲ ہجری کو فرض کیے گئے یعنی واقعات بدر سے ایک ماہ چند دن قبل حکم ہوا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہجرت کے بعد اول قبلہ کی تبدیلی کا حکم ہوا اس کے بعد روزہ کا ہوا

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے روزوں کے احکام سے قبل عاشورہ کے روزہ کا حکم فرماتے تھے جب رمضان المبارک کی فرضیت کا حکم آ گیا۔ تو عشرہ محرم کے روزہ کا اختیار دے دیا گیا کہ جو چاہے رکھے جو نہ چاہے نہ رکھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ وہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم اس دن

marfat.com

روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ یہ بہت مبارک دن ہے اس دن بنی اسرائیل کو دشمن سے نجات حاصل ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکریہ کے طور پر روزہ رکھا اس لیے ہم بھی رکھتے ہیں۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اقتداء میں تم سے زیادہ ہم حقدار ہیں۔ اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی حکم فرمایا (بخاری، مسلم)

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے عبادت قدیمہ ہیں۔ زمانۂ آدم علیہ السلام سے تمام شریعتوں میں فرض ہوتے چلے آئے۔ اگرچہ ایام کی تعداد اور احکام صوم مختلف تھے مگر اصل روزے سب امتوں پر لازم رہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے رات کی تاریکی سے دوسری رات کی تاریکی تک روزہ فرض تھا۔ اسلام کے شروع میں بھی اسی طرح فرض تھا۔ نصاریٰ پر بھی اسی مہینے کے روزے فرض تھے لیکن وہ اکثر ایسا کیا کرتے تھے کہ جب روزے سخت گرمی میں آتے تو پیاس کی شدت اور گرمی کی وجہ سے بار محسوس کرتے اور جب سردی میں آتے تو بھوک کی وجہ سے بار گذرتے انہوں نے ربیع کا مہینہ منتخب کر لیا اور دس روزے اور بڑھا لیے اور یہ دس روزے کفارہ کے طور پر بڑھا لیے اس طرح چالیس روزے خود ہی مقرر کر لیے۔

پھر ان کا ایک بادشاہ بیمار ہوا تو اس نے یہ منت مانی کہ صحت ہونے پر ایک ہفتہ کے روزے اور رکھوں گا۔ اسے صحت ہوئی تو انہوں نے پچاس روزے اپنے اوپر لازم کر لیے۔

روزہ کسر نفس کا بہترین ذریعہ ہے اور پرہیزگاروں کا خاص شعار ہے۔ امت مرحومہ پر یہ روزہ صرف ایک ماہ کے لیے فرض ہوا اور وہ مہینہ رمضان المبارک ہے

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے جوانو! جو تم میں سے استطاعت رکھتا ہو وہ نکاح کرے۔ نکاح نگاہ کو پست کر دیتا ہے اور حرام سے روکتا ہے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے کیونکہ روزے شہوانی قوت کو توڑتے ہیں۔

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۔ چند روز گنتی کے ہیں۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۔ تو جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں تو اتنے روزے اور دنوں میں گنے اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ فدیہ دیں ایک مسکین کا کھانا۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا ۔ پھر جو شخص تم میں بیمار ہو

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۔ یا سفر میں تو اتنے روزے اور دنوں میں گنے۔

marfat.com

حضرت ابو حنیفۃ النعمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی اس حدیث سے استدلال کیا کہ موزوں پہ مسح کرنے کی مدت تین دن تین رات مسافر کے لیے ہے اور مقیم کے لیے ایک دن ایک رات ہے۔
حضرت امام ہمام ابو حنیفۃ النعمان تین دن رات کی مسافت جو اونٹ یا پیدل کی چال پر ہو فرمایا افطار و قصر کرے اور پھر دوسرے دنوں میں پورا کرے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قضا چاہے تو جدا جدا کرے چاہے تو مسلسل کرے۔

حضرت ابو حنیفۃ النعمان فرماتے ہیں کہ برسوں کے بعد بھی قضا کرے تب بھی قضا کے سوا اور کچھ اس پر واجب نہیں ہے۔

مرض اور سفر میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ مرض کب متحقق ہوگا اور سفر کسے کہتے ہیں۔
مریض وہ ہے جسے طبیب غیر ظاہر الفسق کہے کہ روزہ سے طوالت مرض یا ہلاکت تک پہنچنے کا خطرہ ہے اور سفر وہ جس کی مسافت تین دن سے کم نہ ہو۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالے نے سفر و مرض میں رخصت دی کہ وہ ایسی حالت میں افطار کرے اور بعد میں ان کی قضا۔ ایام منہیۃ الصوم پانچ ہیں جن میں قضا کے روزے بھی رکھنا ممنوع ہیں۔
عید الفطر، عید الاضحیٰ، ذو الحجہ کے ایام تشریق ۱۱۔۱۲۔۱۳۔
اگر کوئی شخص بیمار تو نہیں۔ مگر طبیب مسلمان کی رائے ہے کہ روزہ رکھنے سے بیمار ہو جائے گا تو وہ بھی مریض کے حکم میں ہے۔

عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ کے معنی یہ ہیں کہ جس بوڑھے مرد یا عورت کو پیرانہ سالی کے ضعف سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہے اسے شیخ فانی کہتے ہیں ایسے شخص کو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے عوض آدھا صاع یعنی ایک چھٹانک روپے آٹھ آنے بھر گیہوں یا آٹا یا اس سے دو چند جو یا اس کی قیمت بطور فدیہ روزانہ ادا کرے اور اگر اس سے زیادہ دے تو بہتر ہے اور اگر فدیہ کی طاقت نہ ہو تو استغفار کرے۔ اللہ عفو فرمائے گا۔ خیر میں زیادہ دینے کی فضیلت بیان کی۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے (یعنی فدیہ کی مقدار بڑھا دے) تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر روزہ رکھو تو یہ بہت اچھا ہے بشرطیکہ تم جانو۔
اَنْ تَصُوْمُوْا۔ روزہ کی طاقت رکھنے والے مخاطب ہیں۔ یعنی فدیہ سے روزہ بہتر ہے۔
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۔ مہینہ رمضان کا وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنما اور فیصلہ کن

marfat.com

روشن باتیں تو تم میں جو یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔

شہر کہتے ہیں مہینہ کو اور اس کے تین عشرے ہوتے ہیں یا ایک کم تین عشرے سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا۔ دس انگلیوں کو تین بار فرما کر ارشاد فرمایا پھر فرمایا اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا اور تیسری دفعہ ایک انگلی کو دبا کر فرمایا یعنی مہینہ تیس دن کا ہوگا یا ۲۹ دن کا ہوگا۔

دوسری جگہ فرمایا صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ افطار کرو اگر انتیس کا چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کرو۔

رمضان میں پانچ حروف ہیں جو اس ماہ مبارک کی برکات ظاہر فرماتے ہیں ر سے رحمت م سے مغفرت۔ ض سے ضمان الٰہی الف سے باہمی الفت ن سے نور ایمان۔

سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ اس ماہ مبارک کے اول عشرہ میں رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے وسط میں بخششوں سے عالم کو نوازا جاتا ہے اور آخر عشرہ میں جہنم سے آزادی کے پروانے مل جاتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کو رمضان اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ گناہوں کو جلا دیتا ہے رمض بھٹی کو کہتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو شیطان سرکش جن جکڑ دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں منادی ندا دیتا ہے کہ اے بھلائی کے طالب آ جا اور اے برائی کے طالب بس کر آج جہنم سے اللہ کے واسطے بہت سے نجات حاصل کرنے والے ہیں یہ ندا ہر رات ہوتی رہتی ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابن آدم کو نیکی کا ثواب دس نیکیوں سے لے کر سات سو نیکیوں تک ملتا ہے یہ سب روزہ اور اعمال خیر میں ہے۔

اور روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا ثواب دوں گا کیونکہ اپنا کھانا پینا اور شہوانی خیالات میری خاطر چھوڑا جاتا ہے۔

روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری پروردگار سے ملتے وقت روزے دار کے منہ سے جو بو آتی ہے وہ اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔

اس کے متعلق مفسرین کے چند اقوال ہیں

ا۔ یہ کہ رمضان وہ ہے جس کی شان و شرافت میں قرآن کریم نازل ہوا۔

marfat.com

۲:- یہ کہ قرآن کریم کے نزول کی ابتدا رمضان المبارک میں ہوئی۔

اور قرآن کریم میں دو جگہ اور فرمایا کہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ تیسری جگہ ارشاد فرمایا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ۔

اس کی توجیہ و تطبیق یوں ہے کہ لیلۃ مبارکہ سے مراد شعبان کی پندرھویں شب ہے اس شب میں قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا۔ پھر وہاں سے تیئیس سال میں تھوڑا تھوڑا حضور پر جبریل لائے اسی وجہ سے اس رات کو لیلۃ مبارکہ کہا گیا۔

اور انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر میں بتایا کہ رمضان المبارک کی شب قدر باتفاق عامہ ستائیسویں شب رمضان ہے پہلی بار حضور پر نازل ہوا اور اس رکوع میں اس امر کو ظاہر کیا کہ رمضان المبارک میں نزول قرآن بوساطت روح الامین شروع ہوا۔

قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ قرء کے معنی لغت میں جمع کرنے کے ہیں کیونکہ قرآن پاک میں اولین و آخرین کے علوم، سورتیں، آیتیں، حروف مقطعات موجود ہیں اس لیے اس کو قرآن کریم کہا گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم علم حاصل کرنے کا ارادہ کرو تو قرآن کریم کو سیکھو۔

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ۔ جو لوگوں کا رہنما ہے اور جس میں ہدایت اور حق و باطل کا صاف صاف حکم موجود ہے۔

قرآن کریم اپنے اعجاز سے گمراہی سے نکالتا ہے حلال حرام اور احکام کی راہ دکھاتا ہے۔ ہدایت اور فرقان معطوف قرآن عظیم سے بدل ہیں

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ اس کے اقرام میں حکم ہے کہ جو اس ماہ رمضان کو پائے وہ ضرور اس کے روزے رکھے۔

یعنی جو شخص تم میں سے یہ ماہ مبارک پائے اور وہ تندرست اور مقیم ہو، اور عورت حیض و نفاس سے بھی پاک ہو وہ روزہ رکھے۔

ایک عورت نے دربار عالی جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے دریافت کیا یا رسول اللہ عورتوں کے دین کا کیا نقصان ہے آپ نے فرمایا کہ دیکھتے نہیں کہ جب حیض آتا ہے تو روزہ نماز کچھ نہیں ادا کر سکتیں و بخاری

فَلْيَصُمْهُ۔ تو ضرور اس کے روزے رکھے یعنی جس قدر مہینہ پاوے روزے رکھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال میں مکہ تشریف لائے۔ رمضان المبارک کے دن تھے۔ آپ نے روزہ رکھا لیکن جب مقام کدید پر پہنچے تو روزہ افطار کیا اور فقاد

marfat.com

نے بھی افطار کیا۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص اول دن میں مقیم ہو اور پھر سفر کرے تو اس دن حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک افطار جائز نہیں کیونکہ اس نے اول دن پالیا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضرت معاذہ عدویہ نے سوال کیا کہ حیض والی عورت روزہ کی قضا کرتی ہے نماز کی قضا نہیں کرتی حضرت ام المومنین نے جواب دیا کہ زمانۂ نبوی میں ہم کو حیض آتا تھا تو ہم کو روزہ ہی کی قضا کا حکم تھا نماز کی قضا کا حکم نہ تھا۔

مسئلہ:۔ مسافر جب مقیم ہو اور مریض جب تندرست ہو تو رمضان المبارک کے بعد ان دنوں کی قضا ضروری ہے اگر کسی کے روزے مرض یا سفر کی وجہ سے فوت ہو گئے اور وہ شخص قضا کیے بغیر مر گیا تو حضرت امام ہمام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے نزدیک ورثا پر کچھ لازم نہیں۔ اگر میت نے وصیت کی تو تہائی مال سے ادا ہوگی۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئی عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں میرے روزے رکھنے اس کو کفایت کر جائیں گے؟ فرمایا ہاں کفایت کر جائیں گے۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اور جو بیمار ہو یا سفر میں تو اتنے روزے دوسرے دنوں میں گنتی کرے۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور دشواری نہیں چاہتا اگر سفر میں روزہ سے تکلیف نہ ہو تو اس کے لیے روزہ ہی بہتر ہے جیسے کہ آجکل مشینری کا دور ہے سفر آسان ہے لیکن وقت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

ایک دفعہ لاہور سے کراچی ہوائی جہاز سے رمضان شریف میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مجھ سے اگلی سیٹ پر ایک صاحب نے گھڑی دیکھی اور روزہ افطار کر لیا میں نے ان کو ٹوکا تو وہ کہنے لگے لاہور میں سوا پانچ بجے افطار ہو جاتا ہے۔ لہذا میں نے افطار کر لیا میں نے ان کو کہا کہ افطار کے لیے غروب آفتاب شرط ہے یہاں سورج سامنے نظر آ رہا ہے اب قضا کریں۔ اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ سارے دن کی محنت ضائع ہو جاتی ہے۔

افطار کرنا معذوری کی حالت میں شرعی سہولت ہے اس لیے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا. اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی استطاعت کے موافق۔ مریض اور مسافر کے لیے افطار کرنا بوجہ سہولت کے رخصت ہے۔

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. اور لازم ہے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور تاکہ تم شکر گزاری کرو۔

marfat.com

اکمال عدت سے مراد پورے مہینہ کے دن گننا اور تکبروا اللہ سے مراد عید کے دن اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھنا اور دوگانہ عید ادا کرنا ہے۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کی یہ عادت تھی کہ عید الفطر کی رات میں تکبیرات پکار پکار کر پڑھتے تھے۔ بعض نے کہا کہ عید الفطر کی تکبیرات مراد ہیں۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۔ اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔ دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تاکہ وہ رشد و ہدایت کی راہ پائیں۔

اس آیت میں طالبانِ حق کی طلب مولا کا بیان ہے جنہوں نے عشق الٰہی میں اپنے حوائج اور ہر خواہش کو قربان کر دیا اور وہ اسی کے طلب گار رہے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں اپنے قرب و وصال کا مژدہ دیا۔

شانِ نزول

اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ ایک جماعت صحابہ کی ایسی تھی جس نے جذبۂ عشق الٰہی میں سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور ہمارا رب کہاں ہیں اس پر انہیں نوید قرب سے نوازا گیا اور فرمایا کہ ہم ہر ساعت ہر لمحہ ہر جگہ قریب ہیں۔ کہاں اور کہیں یہاں اور وہاں وہ ہوتا ہے جو مکان کا محتاج ہو اللہ تعالےٰ کی ذات مکان سے پاک ہے جو کسی سے مکانی قرب رکھے وہ اس کے دور ہونے سے مزید مکانی تبدیلی رکھے گا اور ذات واجب تعالےٰ شانہ مکان سے پاک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے تمام بندوں سے قریب ہے بجز ذات مکانی ہونے وہ منازل مکانی کے اعتبار سے قریب و بعید ہوگا۔ اللہ تعالےٰ کی یہ شان نہیں ہے۔ نہ منازل قرب میں رسائی حاصل کرنے کے لیے بندہ کو اپنی غفلت اور ما سوائے اللہ سے تعلق دور کرنا لازمی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

دوست نزدیک تر از من بمن است   ویں عجب تر کہ من از دے دورم

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اِنِّیْ قَرِیْبٌ کے معنی یہ ہیں کہ علم کے اعتبار سے تمہارے قریب ہوں کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ نہیں۔

صاحب بیضاوی نے کہا کہ اِنِّیْ قَرِیْبٌ بطور تشبیہ و تمثیل فرمایا گیا ہے۔

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۔ دعا کی جامع مانع تعریف عرض حاجت ہے۔ اور اجابت یہ ہے کہ مانگنے والے نے جو مانگا وہ عطا ہو۔ بندہ جب اپنے رب سے عرض مدعا کرتا ہے اور اسے پکارتا ہے تو لبیک یا

marfat.com

جلدی جواب ملتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مانگنے والا جب مانگے تو ضروری نہیں کہ اسی وقت اجابت دعا ہو جائے بلکہ کبھی وہ اپنے کرم سے فی الفور اجابت فرماتا ہے کبھی بہ مقتضائے حکمت تاخیر سے پھر کبھی مانگنے والوں کی حاجت دنیا میں پوری ہوتی ہے کبھی آخرت میں کبھی اس مانگنے والے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے تو جو مانگا وہ نہیں ملتا بلکہ دوسری چیز عطا فرمائی جاتی ہے۔

وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ بہت باتیں ایسی ہیں کہ تم اس سے کراہت کرتے ہو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہوتی ہیں اور بہت سی باتیں ہیں کہ تم پسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے حق میں شر ہوتی ہیں۔ اللہ ہی اس کی حکمت جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دعا میں کمی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر آیت ادعونی استجب لکم (تم مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا) نازل فرمائی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر تم کسی گناہ کے واسطے یا قطع رحمی کے لیے دعا نہ کرو اور جلدی نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جلدی سے کیا مراد ہے فرمایا کہ بندہ یہ کہہ دے کہ میں نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے قبول نہ کی اور اکتا کر دعا کرنا چھوڑ دے۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآىٕكُمْؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَیْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ۔ حلال کیا گیا راتیں روزوں کی رفث یعنی اپنی عورتوں کے پاس جانا۔ وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔ اللہ نے جانا کہ تم اپنے نفسوں میں خیانت کرتے ہو تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف کیا۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں جب عشاء کی نماز پڑھ لی جاتی یا اس سے قبل غروب آفتاب کے بعد اگر کوئی سو جاتا تو اس پر کھانا پینا جماع کرنا (بیویوں کی قربت) اگلی رات تک حرام ہو جاتی تھی۔ بعض صحابہ کرام نے اس حکم کی خلاف ورزی کی اور دربار رسالت میں معذرت پیش کی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس حکم کا شان نزول یہ ہے کہ شرائع سابقہ میں روزہ افطار کر لینے کے بعد کھانا پینا مجامعت کرنا نماز عشاء تک حلال تھا۔ بعد عشاء یہ سب چیزیں شب میں بھی حرام تھیں۔ یہ قانون عہد رسالت تک باقی تھا۔

بعض صحابہ سے رمضان کی راتوں میں بعد عشاء مباشرت وقوع میں آئی۔ ان میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو بعد وقوع اظہار ندامت کیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر طالب معافی

marfat.com

ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما کر معاف کیا اور اسی کی وجہ میں مغرب لبعد سے صبح صادق تک مجامعت حلال کی گئی اور اکل و شرب کی اجازت عام فرمائی گئی۔

آیت مذکورہ میں جو خیانت کا اظہار ہوا وہ وہی مجامعت ہے جو قبل اباحت شبہائے رمضان میں سرزد ہوئی تھی تو سابقہ خیانت معاف فرما کر آئندہ کے لیے حکم اباحت و حلال ملا۔

فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ص تو اب انسے صحبت کرو اور جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو اسے طلب کرو اور کھاؤ پیو حتیٰ کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سپیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر۔

باشروہن امر کا صیغہ ہے لیکن یہ امر اباحت ہے جس سے یہ حکم واضح ہوا کہ جس امر کی ممانعت تھی اب وہ جائز کی صورت میں بدل دیا گیا۔ گویا اب لیالی رمضان میں مباشرت مباح ہے اور وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ میں اس امر کی ہدایت ہے کہ مباشرت محض حظ نفس کے لیے نہ ہو بلکہ یہ مباشرت نسل اور اولاد حاصل کرنے کی نیت سے ہونی چاہیے جس سے مسلمانوں میں ترقی اور دین میں قوت بڑھے۔

میاں بیوی کے تعلقات زوجیت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے لباس کا لفظ فرمایا گیا اور لباس سے تشبیہ دی گئی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے نکاح کر لیا اس نے دو تہائی دین جمع کر لیا۔

بعض مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد اس امر کا لحاظ رکھنا ہے کہ مباشرت موافق حکم شرع ہو۔ جس محل سے مجامعت شرعاً جائز ہے اس محل سے ہو اور اس سے تجاوز نہ ہو (تفسیر احمدی)

ایک قول یہ ہے کہ طلب کرنے سے مراد رمضان کی راتوں میں کثرت عبادت اور بیداری کر کے شب قدر کی جستجو کرنا ہے۔ اور كُلُوْا وَاشْرَبُوْا میں رات کے اندر کھانے پینے کی اجازت کا۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا الخ اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سپیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر۔

یعنی یہاں تک کہ صاف نظر آنے لگے صبح صادق کی سپیدی دھاری۔ کالی دھاری سے خیط ابیض سے دن کی روشنی اور خیط اسود سے رات کی سیاہی مراد ہے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو بلال کی اذان اور صبح کاذب کی وجہ سے تم سحری کھانے سے مت رکا کرو بلکہ اس فجر سے رکا کرو جو افق میں پھیل جاتی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اسی سے مراد یہ ہے کہ حضرت بلال تاریکی ہی میں اذان دیتے تھے فرمایا تم ابن ام مکتوم کی اذان سننے تک کھاتے پیتے رہا کرو۔ راوی کہتے ہیں حضرت ابن مکتوم آنکھوں سے نابینا تھے

marfat.com

وہ اذان اس وقت دیتے تھے جب ان کو کوئی کئی بار کہتا تھا صبح ہوگئی صبح ہوگئی۔

شان نزول

صرمہ بن قیس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ مزدور پیشہ تھے۔ دن بھر مزدوری کرتے تو شام کے لیے قوت لایموت پیدا کر لیتے۔ ایک دن رمضان میں بحالت روزہ دن بھر محنت کی۔ اپنی زمین میں کام کر کے شام کو گھر آئے اپنی بیوی سے کھانا مانگا وہ کھانا بنانے میں مصروف ہوئیں یہ تھکے ہوئے تھے۔ ذرا سہارا لے کر بیٹھے تو آنکھ لگ گئی۔ بیوی نے کھانا بنا کر بیدار کیا۔ انہوں نے کہا میں سو گیا تھا لہٰذا اب کیسے کھاؤں۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ رمضان میں سو جانے کے بعد کھانا پینا ممنوع تھا۔

غرضیکہ آپ نے دوسرا روزہ رکھ لیا ضعف انتہا کو پہنچ گیا حتیٰ کہ دوپہر کو غشی ہوگئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام تک اطلاع پہنچی۔ قلب اقدس پر ان کا غش ہونا بار گزرا۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس سے رمضان شریف کی راتوں میں کھانا پینا مباح کیا گیا۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انابت و رجوع کی برکت سے مقارنت و مقاربت رات میں جائز ہوئی۔

اور خیط ابیض و خیط اسود سے مراد رات کو سیاہ ڈورے سے استعارہ کیا اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی گئی۔ مطلب یہ ہے کہ امت مرحومہ کو حکم مل گیا کہ تمہارے لیے رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک کھانا پینا مباح قرار دیا گیا (تفسیر احمدی)

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ۔ پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔

اس میں روزہ کی مدت بتائی گئی کہ روزہ رات تک پورا کرو۔ حدیث میں تفصیل سے بتایا کہ اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ جب مشرق کی طرف سے رات کی سیاہی منہ دکھائے اور مغرب میں دن چھپ جائے تو روزہ دار اپنا روزہ افطار کر لے۔

اس میں حرف الیٰ پر کچھ موشگافیاں ہیں۔ اسی بنا پر حضرات شیعہ اپنا روزہ رات ہونے کے بعد جبکہ تارے اچھی طرح کھل جائیں افطار کرتے ہیں اور وہ الزام میں یہ کہتے ہیں کہ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ میں بھی الیٰ غایت کے لیے آیا اور اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ میں بھی الیٰ غایت کے لیے ہے۔ لہٰذا اگر وضو میں غسل ید کے اندر کہنی داخل ہے تو روزہ میں رات کیوں نہ داخل ہو۔ اگر وضو کے وقت کہنیاں وضو میں نہ دھوئی جائیں تو رات کا حصہ روزہ میں بھی نہ داخل ہو۔

اس کا جواب ارباب اصول نے یہ دیا ہے کہ ہر غایت اپنے مغیا کی جنس سے اگر ہو تو داخل مغیا ہے گا اور اگر غایت اپنے مغیا سے غیر ہو تو خارج ہوگا۔ بنا بریں مرفق یعنی کہنی اپنے مغیا کی جنس سے ہے یعنی ہاتھ کی جنس میں کہنی

marfat.com

ہے۔ لہٰذا وضو میں غسل ید کے ساتھ کہنی داخل رہنی چاہیئے اور دن جو منتہا ہے اس کی غایت رات غیر جنس ہے بنا بریں وہ خارج رہے گی۔ اسی وجہ سے ید کے الی المرافق کے حکم میں کہنی غسل میں داخل ہے اور الی اللیل میں رات خارج ہے۔ آگے حکم ہے۔

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۔ اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جبکہ تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ۔ اللہ ایسے ہی بیان کرتا ہے اپنی آیتیں تاکہ وہ پرہیزگاری حاصل کریں۔

لغت میں عکوف کے معنی اقامت کرنے اور ٹھہرنے کے ہیں اور شریعت میں مسجد میں اللہ کی عبادت کے لیے ٹھہرنے کا نام ہے۔

اس سے دو باتیں واضح ہوئیں اول یہ کہ اعتکاف مسجد میں ہی ہونا چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ اعتکاف میں بیوی سے کسی قسم کی قربت جائز نہیں، بوس و کنار سے لے کر آگے تک سب حرام ہے۔

علامہ بغوی فرماتے ہیں یہ آیت چند صحابہ کے لیے نازل ہوئی وہ مسجد میں اعتکاف کرتے اور جب ضرورت محسوس کرتے اپنی بیویوں کے پاس چلے جاتے پھر غسل کرکے آجاتے پھر یہ حکم نازل ہوا کہ رات ہو یا دن کسی حال میں بھی اعتکاف کے اندر بیویوں کے پاس جانا حرام ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں معتکف کو چاہیے کہ کسی مریض کی عیادت نہ کرے اور نہ کسی جنازہ میں جائے نہ عورت کو ہاتھ لگائے، اور ضروری کام کے لیے جائے۔ اعتکاف میں روزہ ضروری ہوتا ہے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔

اگرچہ عورتوں کا اعتکاف گھروں میں جائز ہے لیکن مرد کا اعتکاف مسجد میں اور اس مسجد میں لازم ہے جہاں باجماعت نماز ہوتی ہو اور اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۔ اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر جان بوجھ کر کھا لو۔

اس آیت میں باطل طور پر مال کھانا حرام فرمایا گیا خواہ وہ لوٹ کر یا چھین کر یا چوری کرکے یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام تجارتوں یا حرام کاری سے یا رشوت خوری سے یا جھوٹی شہادت سے کسی طرح حاصل کیا جائے یہ سب حرام ہے۔

دوسرا حکم یہ بھی نکلتا ہے کہ ناجائز فائدہ حاصل کرنے کے لیے کسی پر مقدمہ بنانا اسے حکام تک لے جانا حرام ہے

marfat.com

رشوت دے کر اپنا غلط حق قائم کرنا بھی حرام ہے اور حدیث میں تو مطلقاً اسے ملعون فرمایا جو مسلمان کو اپنے فائدے کے لیے ضرر پہنچائے۔

شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ امرؤ القیس پر ربیعہ بن عبدان حضرمی نے ایک زمین کے لیے دربار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں دعویٰ کیا سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی کو فرمایا کہ تمہارے پاس کوئی گواہ ہے حضرمی نے نفی میں جواب دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تمہارے پاس گواہ نہیں ہے تو امرؤ القیس مدعا علیہ کی قسم پر فیصلہ ہوگا امرؤ القیس یہ سن کر قسم کھانے کے لیے مستعد ہوا آپ نے فرمایا اگر جھوٹی قسم اس غرض سے کھائے گا کہ اس کا مال ظلماً کھا لے تو قیامت کے دن اللہ سے ناراضگی کی حالت میں ملے گا اس کے راوی سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع پ۲ سورۃ بقرہ

يَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِھَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

آپ سے چاند کو پوچھتے ہیں تم فرما دو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے اور یہ بھلائی نہیں کہ گھروں میں مکان کی پشت سے آؤ ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ فلاح پاؤ۔

وَقَاتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو اللہ محبوب نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو

وَاقْتُلُوْھُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْھُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور کافروں کو مارو جہاں پاؤ اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے اور انہیں قتل نہ کرو مسجد حرام کے پاس جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو۔ کافروں کی ایسی ہی سزا ہے۔

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

تو اگر وہ رک جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى

اور ان سے مقاتلہ کرو حتیٰ کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کے نام کا دین ہے تو اگر وہ رک جائیں تو زیادتی نہیں

marfat.com

الظّٰلِمِيْنَ ○
اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○
وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○
وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۪ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

مگر ظالموں پر
ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام اور عزتوں کے بدلے تادیب ہے تو جو تم پر زیادتی کرے اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور سمجھ لو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے۔
اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی کرو بے شک اللہ بھلائی والوں کو محبوب رکھتا ہے۔
اور پورے کرو حج و عمرہ اللہ کے لیے اور اگر روکے جاؤ تو جو میسر ہو وہ قربانی بھیجو اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے اور جو تم سے مریض ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو فدیہ دے روزوں سے یا خیرات سے تو جب تم امن میں ہو جاؤ تو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر جو میسر آئے قربانی کرے تو جو مقدور نہ رکھے تو تین دن روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے جب اپنے گھر لوٹ کر آئے یہ دس پورے ہوئے یہ حکم اس کے لیے ہے جو مکہ کا باشندہ نہ ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور سمجھ لو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

لفظی ترجمہ

يَسْــَٔلُوْنَكَ . پوچھتے ہیں تم سے	عَنِ الْاَهِلَّةِ . چاندوں سے	قُلْ . فرمادیجئے
هِيَ . وہ	مَوَاقِيْتُ . وقتوں کی علامتیں ہیں	لِلنَّاسِ . لوگوں کے لیے
وَ . اور	الْحَجِّ . حج کے لیے	وَ . اور
		لَيْسَ . نہیں

marfat.com

الْبِرُّ۔ نیکی	بِاَنْ۔ یہ کہ	تَاْتُوا۔ آؤ تم	الْبُیُوْتَ۔ گھروں کو
مِنْ ظُهُوْرِهَا۔ ان کی پشت سے		وَ۔ اور	لٰکِنَّ۔ لیکن
الْبِرَّ۔ نیکی	مَنِ۔ اسکی ہے جو	اتَّقٰى۔ پرہیزگار ہو	وَ۔ اور
اْتُوا۔ آؤ	الْبُیُوْتَ۔ گھروں کو	مِنْ اَبْوَابِهَا۔ ان کے دروازوں سے	
وَ۔ اور	اتَّقُوا۔ ڈرو	لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم	تُفْلِحُوْنَ۔ فلاح پاؤ
وَ۔ اور	قَاتِلُوْا۔ لڑائی کرو	فِیْ۔ بیچ	سَبِیْلِ۔ راہ
اللّٰهِ۔ اللہ کے	الَّذِیْنَ۔ ان سے جو	یُقَاتِلُوْنَكُمْ۔ تم سے لڑتے ہیں	
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَعْتَدُوْا۔ زیادتی کرو	اِنَّ۔ بیشک
اللّٰهَ۔ اللہ	لَا۔ نہیں	یُحِبُّ۔ پسند کرتا	الْمُعْتَدِیْنَ۔ حد سے بڑھنے
والوں کو	وَ۔ اور	اُقْتُلُوْا۔ قتل کرو	هُمْ۔ ان کو
حَیْثُ۔ جہاں	ثَقِفْتُمُوْهُمْ۔ پاؤ تم ان کو	وَ۔ اور	اَخْرِجُوْا۔ نکالو
هُمْ۔ ان کو	مِنْ حَیْثُ۔ جہاں سے	اَخْرَجُوْا۔ نکالا انہوں نے	كُمْ۔ تم کو
وَ۔ اور	الْفِتْنَةُ۔ فتنہ	اَشَدُّ۔ بہت سخت ہے	مِنَ الْقَتْلِ۔ قتل سے
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُقٰتِلُوْا۔ لڑائی کرو	هُمْ۔ ان سے
عِنْدَ۔ نزدیک	الْمَسْجِدِ۔ مسجد	الْحَرَامِ۔ حرام کے	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
یُقٰتِلُوْا۔ لڑائی کریں وہ	كُمْ۔ تم سے	فِیْهِ۔ اس میں	فَاِنْ۔ پھر اگر
قٰتَلُوْا۔ لڑائی کریں	كُمْ۔ تم سے	فَاقْتُلُوْا۔ تو قتل کرو	هُمْ۔ ان کو
كَذٰلِكَ۔ یہی	جَزَآءُ۔ بدلہ ہے	الْكٰفِرِیْنَ۔ کافروں کا	فَاِنِ۔ پھر اگر
انْتَهَوْا۔ باز آجائیں	فَاِنَّ۔ تو بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا
رَّحِیْمٌ۔ مہربان ہے	وَ۔ اور	قٰتِلُوْا۔ لڑائی کرو	هُمْ۔ ان سے
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	لَا۔ نہ	تَكُوْنَ۔ رہے	فِتْنَةٌ۔ فتنہ
وَ۔ اور	یَكُوْنَ۔ ہو جائے	الدِّیْنُ۔ دین	لِلّٰهِ۔ اللہ کا
فَاِنِ۔ پھر اگر	انْتَهَوْا۔ باز آجائیں	فَلَا۔ تو نہیں ہے	عُدْوَانَ۔ زیادتی
اِلَّا۔ مگر	عَلَی۔ اوپر	الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالموں کے	اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ۔ حرمت والا
مہینہ	بِالشَّهْرِ۔ بدلے مہینے	الْحَرَامِ۔ حرمت والے کے	وَ۔ اور

marfat.com

الْحُرُمٰتُ۔ عزتوں کا	قِصَاصٌ۔ بدلہ ہے	فَمَنِ۔ تو جو	اعْتَدٰی۔ زیادتی کرے
عَلَيْكُمْ۔ تم پر	فَاعْتَدُوْا۔ تو زیادتی کرو	عَلَيْهِ۔ اس پر	بِمِثْلِ۔ جتنی
مَا۔ کہ اس نے	اعْتَدٰی۔ زیادتی کی	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	وَ۔ اور
اتَّقُوا۔ ڈرو	اللّٰهَ۔ اللہ سے	وَ۔ اور	اعْلَمُوْا۔ جان لو
اَنَّ۔ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	مَعَ۔ ساتھ ہے	الْمُتَّقِيْنَ۔ پرہیزگاروں کے
وَ۔ اور	اَنْفِقُوْا۔ خرچ کرو	فِيْ۔ بیچ	سَبِيْلِ۔ راہ
اللّٰهِ۔ خدا کے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُلْقُوْا۔ ڈالو
بِاَيْدِيْكُمْ۔ اپنے ہاتھوں	اِلَى۔ طرف	التَّهْلُكَةِ۔ ہلاکت کی	وَ۔ اور
اَحْسِنُوْا۔ نیکی کرو	اِنَّ۔ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	يُحِبُّ۔ پسند کرتا ہے
الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیکی کرنے والوں کو	وَ۔ اور	اَتِمُّوا۔ پورا کرو	الْحَجَّ۔ حج
وَ۔ اور	الْعُمْرَةَ۔ عمرہ	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لیے	فَاِنْ۔ پھر اگر
اُحْصِرْتُمْ۔ روکے جاؤ تم	فَمَا۔ تو جو	اسْتَيْسَرَ۔ میسر ہو	مِنَ الْهَدْيِ۔ قربانی
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَحْلِقُوْا۔ منڈاؤ	رُءُوْسَكُمْ۔ اپنے سر
حَتّٰی۔ یہاں تک کہ	يَبْلُغَ۔ پہنچ جائے	الْهَدْيُ۔ قربانی	مَحِلَّهٗ۔ اپنے حلال ہونے کی جگہ
فَمَنْ۔ تو جو	كَانَ۔ ہو	مِنْكُمْ۔ تم میں سے	مَرِيْضًا۔ بیمار
اَوْ۔ یا ہو	بِهٖ۔ اس کو	اَذًى۔ کوئی تکلیف	مِّنْ رَّاْسِهٖ۔ سر میں
فَفِدْيَةٌ۔ تو فدیہ ہے	مِّنْ صِيَامٍ۔ روزوں سے	اَوْ۔ یا	صَدَقَةٍ۔ صدقے سے
اَوْ۔ یا	نُسُكٍ۔ قربانی سے	فَاِذَا۔ تو جب	اَمِنْتُمْ۔ امن میں ہو تم
فَمَنْ۔ تو جو	تَمَتَّعَ۔ فائدہ اٹھائے	بِالْعُمْرَةِ۔ ساتھ عمرہ کے	اِلَى۔ طرف
الْحَجِّ۔ حج کی	فَمَا۔ تو جو	اسْتَيْسَرَ۔ میسر ہو	مِنَ الْهَدْيِ۔ قربانی سے
فَمَنْ۔ پھر جو	لَّمْ۔ نہ	يَجِدْ۔ پائے	فَصِيَامُ۔ تو روزے رکھے
ثَلٰثَةِ۔ تین	اَيَّامٍ۔ دن	فِي۔ بیچ	الْحَجِّ۔ حج کے
وَ۔ اور	سَبْعَةٍ۔ سات روزے	اِذَا۔ جب	رَجَعْتُمْ۔ تم لوٹو
تِلْكَ۔ یہ	عَشَرَةٌ۔ دس ہیں	كَامِلَةٌ۔ پورے	ذٰلِكَ۔ یہ
لِمَنْ۔ اس کے لیے ہے جو	لَّمْ۔ نہ	يَكُنْ۔ ہوں	اَهْلُهٗ۔ اس کے گھر والے

marfat.com

عَاكِفِيْنَ ۔ رہنے والے	الْمَسْجِدِ ۔ مسجد	الْحَرَامِ ۔ حرام کے	وَ ۔ اور
اتَّقُوا ۔ ڈرو	اللّٰهَ ۔ اللہ سے	وَ ۔ اور	اعْلَمُوْا ۔ جانو کہ
اَنَّ ۔ بیشک	اللّٰهَ ۔ اللہ	شَدِيْدُ ۔ سخت	الْعِقَابِ ۔ عذاب والا ہے

مختصر تفسیر آٹھواں رکوع پ۲ ۔ سورۃ بقرہ

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۔ آپ سے چاند کے متعلق پوچھتے ہیں فرما دو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں کے لیے اور حج کے واسطے۔

شان نزول

یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ثعلبہ بن غنم انصاری کے سوال کا جواب ہے۔ ان دونوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ حضور چاند کا یہ کیا حال ہے۔ اول تو نہایت باریک نکلتا ہے پھر روز بروز بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ بدر کامل ہو جاتا ہے پھر گھٹنے لگتا ہے یہاں تک کہ پھر باریک ہو جاتا ہے ایک حال پر نہیں رہتا۔ اس سوال سے چاند کے گھٹنے بڑھنے کی حکمتیں معلوم کرنا تھا۔

اس کے جواب میں فرمایا کہ انہیں بتا دیجئے کہ وہ وقت کی علامتیں ہیں اور آدمیوں کے ہزارہا دینی اور دنیاوی کام اس سے متعلق ہیں زراعت۔ تجارت۔ لین دین اور روزے اور عیدین کے اوقات۔ عورتوں کی عدتیں حیض کے ایام حمل اور رضاعت کی مدتیں۔ دودھ چھڑانے کے اوقات۔ حج کے ایام اس سے معلوم ہوتے ہیں۔ اول جب چاند باریک ہوتا ہے تو دیکھنے والا سمجھ لیتا ہے کہ یہ ابتداء ماہ کی تاریخیں ہیں اور جب چاند پورا روشن ہوتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے یہ مہینہ کی درمیانی تاریخ ہے اور جب چاند چھپ جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے مہینہ ختم پر ہے اسی طرح اس کے درمیانی ایام میں چاند کی حالتیں دلالت کیا کرتی ہیں۔ پھر مہینوں سے سال کا حساب ہوتا ہے یہ وہ قدرتی تقویم یا جنتری ہے کہ جو صفحۂ سما پر ہمیشہ کھلی رہتی ہے اور ہر ایک ملک اور ہر زبان کے لوگ پڑھے لکھے اور جاہل سب اس سے اپنا حساب معلوم کر لیتے ہیں۔

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ اور یہ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھیت سے آؤ لیکن بھلائی پرہیزگاری میں ہے اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ فلاح پاؤ۔

شان نزول:۔ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب وہ حج کے لیے احرام باندھتے تو مکانوں

marfat.com

میں اس کے دروازے سے داخل ہونے کی بجائے پس پشت دیوار توڑ کر آتے اور اسے نیکی سمجھتے۔
ان کا یہ خیال تھا کہ جس راستہ اور دروازے سے گناہ کرتے ہیں احرام کی حالت میں ادھر سے آنا مناسب نہیں
اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی انصاری
کے گھر تشریف لے گئے اور آپ کے پیچھے رفاعہ بھی گئے دروازے میں داخل ہوئے۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش حُمس کہلاتے تھے اور انصار دروازہ سے نہ جاتے تھے قریش
آمدورفت رکھتے تھے۔
اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور تعلیم دی گئی کہ پیچھے خاص مکان کی دیوار توڑ کر مکان خراب کرکے داخل ہونا تقویٰ
نہیں ہے اور جو کام بے عقلی کا مظہر ہو وہ جہالت خالص ہے اور ایسے افعال مذموم ہیں۔
وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۔ اور لڑو اللہ
کی راہ میں ان سے جو تم سے مقابلہ کریں اور حد سے نہ بڑھو اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔
سنہ ہجری میں واقعہ حدیبیہ پیش آیا۔ اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ سے عمرہ کرنے کے لیے
مکہ مکرمہ روانہ ہونے کا عزم کیا۔ مشرکین مکہ نے مکہ میں داخل ہونے سے روکا آخر اس امر پر صلح ہوئی کہ آئندہ سال تشریف
لائیں تو تین دن کے لیے مکہ خالی کر دیا جائے گا۔ چنانچہ حضور واپس تشریف لے آئے اور اگلے سال سنہ ہجری میں عمرۃ
القضا فرمانے تشریف لائے۔ اس وقت حضور کے ساتھ چودہ سو صحابہ تھے۔ مسلمانوں کو یہ شبہ تھا کہ کفار مکہ اپنا
وعدہ نہ کریں گے اور حرم مکہ میں یا ماہ حرام ذی قعدہ میں جنگ کریں گے ایسی صورت میں مسلمان بحالت احرام جنگ کیسے کر
کریں گے اور زمانہ جہالت میں بھی یہ رسم عام تھی کہ ماہ حرام میں اور بحالت احرام جنگ نہ ہو اور ابتدائے اسلام میں بھی
حرم کے اندر جنگ ناجائز تھی اور ماہ حرام اور احرام کے اندر بھی ممنوع سمجھتے تھے تو صحابہ کو تردد ہوا کہ اگر مشرکین سے
مقابلہ ہو گیا تو کیسی ہو گی؟
اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اجازت دی گئی کہ اگر وہ پہل کریں تو تمہیں بھی جواب دینے کی اجازت ہے۔ والجہاد
کے معنی میں یا تو یہ پہلے ہے کہ جہیں ان سے لڑنے کی اجازت ہے جو ہم سے لڑیں اور ابتداء ان کی طرف سے ہو یہ حکم ابتدا
اسلام میں تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوا اور کفار سے قتال واجب ہو گیا۔
بعض مفسرین نے کہا کہ ابتداء اسلام میں مشرکین کے قتل سے روک دیا پھر ہجرت کے بعد حکم آیا کہ جو تم سے
قتال کرے اس سے تم بھی کرو۔ حضرت ربیعہ فرماتے ہیں کہ جہاد کے بارہ میں یہ آیت پہلی نازل ہوئی اس کے بعد یہ حکم ملا
کہ تمام مشرکین کو قتل کرو خواہ وہ کریں یا نہ کریں پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔

marfat.com

فَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ
اور کافروں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا اور ان کا فتنہ تو قتل سے بھی سخت ہے۔

خواہ وہ پہل کریں یا نہ کریں۔ دوسرا پہلو یہ نکلتا ہے کہ اس میں ہمیں ہدایت ہے کہ جو ہم سے لڑنے کا ارادہ رکھیں یہ حال تمام کفار کا ہے اس لیے کہ وہ سب دین اسلام کے مخالف ہیں اور مسلمانوں کے دشمن خواہ انہوں نے کسی وجہ سے جنگ نہ کی ہو لیکن موقع پانے پر وہ چوکنے والے نہیں۔

تیسرے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جو کافر میدان میں تمہارے مقابل آئیں اور تم سے لڑنے والے ہوں ان سے لڑو اس صورت میں بوڑھے بچے ضعیف بیمار اپاہج، مجنون، اندھے، عورتیں وغیرہ جو جنگ کی قوت نہیں رکھتے وہ سب مستثنیٰ ہیں۔ ان کو بلا وجہ قتل کرنا جائز نہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جگہ لشکر بھیجتے تو بہ وصیت کے طور پر حکم فرماتے۔ اللہ کے لیے دشمن سے مقابلہ کرنا جو اللہ سے کفر کرتے ہیں ان کا قتال کرنا۔ قتال میں حد سے زیادہ تجاوز نہ کرنا۔ بدعہدی نہ کرنا۔ عورت۔ بوڑھے بچوں کو قتل نہ کرنا۔ مثلہ نہ کرنا۔

اور وَلَا تَعْتَدُوْا جو فرمایا اس سے حکم کی نوعیت واضح کی گئی کہ جو جنگ کے لائق یا قابل نہیں ان سے مقابلہ کرنا حد سے تجاوز کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو یا جن سے معاہدہ ہے ان سے جنگ نہ ہو۔ پھر اسلام میں یہ حکم ہے کہ بغیر دعوت جنگ نہ کی جائے۔ بلکہ اول کفار کو دعوت اسلام دیں اگر اس کے قبول سے وہ انحراف کریں تو جزیہ طلب کیا جائے اور اگر اس سے بھی منکر ہوں تب جنگ کی جائے اس پہلو کے ماتحت آیت کا حکم باقی ہے۔ منسوخ نہیں (تفسیر احمدی)

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ۔ اس میں حکم مقاتلہ مطلق ہے۔ اس آیت کا فائدہ یہ ہے کہ بوقت مقاتلہ و مقابلہ عام اجازت ہے خواہ حرم ہو یا غیر حرم۔

فَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ میں حکم اخراج کفار ہے۔ چنانچہ مشرکین کے ساتھ روز فتح مکہ ایسا ہی ہوا اس لیے کہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا اور

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ میں فتنہ سے شرک مراد ہے یا مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے سے مانع ہونا
وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۞ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ اور نہ مقاتلہ کرو مسجد حرام کے پاس جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر لڑیں تو انہیں قتل کرو کافروں کی یہی سزا ہے پھر اگر وہ باز رہیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

marfat.com

حرم کے پاس ممانعت و اجازت دونوں مقاتلہ مشروط طور پر اس لیے ہے کہ بلا وجہ اقدام مقاتلہ حرمت حرم کے خلاف ہے اور جب وہی اقدام کریں تو چونکہ حرم شریف کی بے حرمتی کے وہی مرتکب ہوں گے لہذا اب مقاتلہ ممنوع نہیں اور اگر وہ یعنی مشرکین خود ہی رک جائیں اور مقاتلہ نہ کریں اور کفر و باطل پرستی چھوڑ دیں تو پھر ان سے مزاحمت نہ کی جائے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

اور مشرکین سے مقاتلہ کرو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پرستش ہو اگر وہ باز آ جائیں تو زیادتی نہ ہو مگر ظالم مشرکین پر۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرک سے اسلام ہی قبول کرایا جائے اگر اسلام سے انکار کرے تو وہ قتل کر دیا جائے گا۔

اس آیت کا مفہوم خود تفسیر ہے۔ مزید وضاحت تحصیل حاصل ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۔

ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام اور ادب کے بدلے ادب ہے۔ جو تم پر زیادتی کرے اس پر تم بھی جواباً زیادتی کرو اتنی ہی جتنی انہوں نے کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جب گذشتہ سال ذیقعد ۶ھ ہجری میں مشرکین عرب نے ماہ حرام میں اس کی حرمت کا لحاظ نہ کیا اور نبی پاک کو عمرہ سے روکا تو یہ بے حرمتی ان کی طرف سے ہوئی اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں ۷ھ کے ماہ ذیقعد میں یہ حکم دیا کہ تم قضا شدہ عمرہ ادا کر لو۔ اگر کوئی احرام اور شہر حرام میں تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اسی قدر زیادتی کر لو آگے ارشاد ہے۔

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی کرو بے شک اللہ بھلائی والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

اس آیت میں تمام دینی امور میں رضا جوئی حق کے لیے خرچ کرنے کی تحریک ہے خواہ وہ جہاد میں ہو یا اور نیکیوں میں اور بخل سے روکا گیا کہ راہ حق میں ترک انفاق کو موجب ہلاک فرمایا اور اسراف بے جا کو بھی اسی درجہ میں رکھا اور ایسے الفاظ سے ہدایت کی جو تمام خطرات ہلاک پر بھی حاوی ہو سکیں وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اپنے ہاتھوں دیدہ و دانستہ ہلاکت میں نہ پڑو یعنی اتنے خسیس و بخیل نہ ہو کہ ہلاک ہو جاؤ اور نہ ایسے بے جا صرف کرنے والے ہو

marfat.com

کر اپنے معاش سے بھی تنگ آجاؤ۔

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ بلا ہتھیار میدان جنگ میں جانا بھی اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا ہے اس سے بھی باز رہو۔ زہر کھا لینا، آگ میں کود پڑنا یہ بھی اپنے ہاتھوں ہلاکت کا شکار ہونا ہے اور شرعاً یہ بھی ممنوع ہے۔ علماء کرام نے اس سے یہ حکم بھی مستنبط کیا کہ جس شہر میں طاعون ہو وہاں نہ جاؤ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو شخص مرگیا اور اس نے جہاد نہ کیا اور نہ اس نے زندگی میں خواہش کی وہ نفاق کی ایک شاخ لے کر مرا۔

اور نیکی کرو بے شک اللہ محبت کرتا ہے نیک لوگوں سے یعنی اعمال و اخلاق کو نیک کرو۔ حاجتمندوں پر احسان کرو۔

احسان عبادات میں ہوتا ہے اور معاملات میں بھی۔ عبادات کا احسان یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل امین حضور کی خدمت میں حاضر آئے قریب سے قریب تر بیٹھ کر دریافت کیا یا رسول اللہ احسان کیا ہے؟ فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ طاقت نہیں رکھتا تو پھر یہ گمان کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے یعنی خضوع و خشوع قلب سے عبادت کر۔

اور معاملات کا احسان یہ ہے کہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے دوسرے کے لیے بھی پسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرے وہ دوسرے کے لیے بھی ناپسند کرو۔

فرمایا میرے نزدیک تم سب سے زیادہ دوست وہ ہے جس کے اخلاق اچھے اور نیک ہوں۔

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۚ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ اور حج و عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو، پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے۔

اس میں حج و عمرہ کا حکم سنایا گیا کہ ان دونوں کو ان کے فرائض و شرائط کی پابندی سے خالص اللہ کے لیے بے سستی اور نقصان کے مکمل کرو۔

تعریف حج

حج احرام باندھ کر نویں ذوالحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور بیت اللہ شریف کے طواف کو کہتے ہیں اس کے لیے خاص وقت مقرر ہے جس میں یہ افعال کیے جائیں وہ حج ہے۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حج اسلام کا چوتھا رکن و بنیاد ہے۔

بقول راجح سنہ ۹ ہجری میں حج فرض ہوا۔ اس کی فرضیت قطعی ہے۔ حج کے فرائض احرام، عرفہ میں وقوف اور طواف زیارت ہیں۔

marfat.com

حج کے واجبات مزدلفہ میں وقوف، صفا و مروہ کے مابین سعی، رمی جمار اور آفاقی کے لیے طواف رجوع اور حلق یا قصر عمرہ کے رکن طواف و سعی ہیں اور اس کی شرط احرام اور حلق ہے۔

حج و عمرہ کے چار طریقے ہیں

(۱) افراد بالحج، وہ کہ حج کے مہینوں میں یا ان سے قبل میقات سے یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے اور دل میں اس کی نیت کرے خواہ تلبیہ زبان سے پڑھتے وقت اس کا نام لے یا نہ لے۔

(۲) افراد بالعمرۃ وہ یہ کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا ان سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور دل سے اس کا قصد کرے۔ خواہ وقت تلبیہ زبان سے اس کا ذکر کرے یا نہ کرے اور اس کیلئے اشہر حج میں یا اس سے قبل طواف کرے خواہ اس سال میں حج کرے یا نہ کرے مگر حج وغیرہ کے درمیان الحام صحیح کرے۔ الحام یہ ہے کہ اپنے اہل کی طرف سے حلال ہوکر واپس جائے۔

(۳) قِران یہ ہے کہ حج و عمرہ دونوں کو احرام میں جمع کرے خواہ احرام میقات سے باندھا ہو یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل دل سے حج و عمرہ دونوں کی نیت کی ہو خواہ وقت تلبیہ زبان سے دونوں کا ذکر کرے یا نہ کرے اس میں اول عمرہ کے افعال ادا کرے پھر حج کے افعال پورے کیے جائیں۔

(۴) تمتع۔ یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں عمرہ کرے یا اکثر طواف عام اس سے کہ اشہر حج میں ہو اور حلال ہوکر حج کا احرام باندھے اور اسی سال حج کرے اور حج وغیرہ کے درمیان اپنے اہل کے ساتھ الحام صحیح نہ کرے۔

اس آیت میں فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ میں جو ہدایت ہے وہ اس امر کی ہے کہ اگر حج یا عمرہ سے بعد شروع کرنے اور گھر سے نکلنے اور محرم ہو جانے سے تمہیں کوئی مانع ادائے حج یا عمرہ میں پیش آئے خواہ وہ دشمن کا خوف ہو یا مرض ہو ایسی حالت میں تم احرام سے باہر آجاؤ۔

علماء کا اتفاق ہے کہ یہ آیت حدیبیہ کے واقعہ میں نازل ہوئی سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ احرام میں تھے۔ عمرہ کے لیے تشریف لے جارہے تھے۔ مقام حدیبیہ پر آپ کو مشرکین کے گروہ نے روک دیا حضرت امام ابو حنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ نے احصار کی تفسیر میں فرمایا۔ احصار حصر کے معنی میں ہے لغت میں منع کرنے کو کہتے ہیں اس کا سبب کچھ بھی ہو۔ مگر اس صورت میں اگر میسر ہو اونٹ، گائے یا بکری جو بھی میسر ہو اس کا بھیجنا واجب ہے۔

marfat.com

حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ۔ اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں اس کے ذبح کا حکم ہے اور وہ حرم میں مخصوص ہے۔ بیرون حرم قربانی نہیں ہو سکتی۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ۔ اور سر منڈاؤ اپنے سر یہاں تک کہ پہنچ جائے قربانی اپنے ٹھکانے کو۔ محل ہدی حرم ہے خون بہانا فی نفسہ عبادت نہیں کسی زمانہ خاص یا مکان میں ہو تو عبادت ہوگا اس لیے حرم میں ذبح شرط ہے اس لیے محصر پر واجب ہے کہ ہدی حرم میں بھیجے اور ذبح کا دن مقرر کر دے۔ آگے ارشاد ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ۔ پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو فدیہ دے روزوں سے۔ یا خیرات کرے یا قربانی۔

سر میں تکلیف ایسی ہو جس سے سر منڈانے پر مجبور ہو تو منڈائے اس کے بعد اس کے ذمہ فدیہ ہوگا تین روزے یا چھ مسکینوں کا کھانا۔ ہر مسکین کے لیے پونے دو سیر گندم ہے یا قربانی بکرے یا دنبہ کی جو سال سے کم کا نہ ہو۔

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔ پھر جب تم امن میں ہو جاؤ تو جو تم سے عمرہ ملا کر تمتع کرے اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات جب اپنے گھر لوٹ کر آئے۔ یہ پورے دس ہوئے۔

یہ حکم حج تمتع کا ہے اور قربانی بھی تمتع کی ہے جو حج کے شکر میں واجب ہے خواہ یہ حج تمتع کرنے والا فقیر ہو حاجیوں پر عید اضحی کی قربانی نہیں۔ اس لیے کہ یہ قربانی فقیر اور مسافر پر واجب نہیں ہوتی۔

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ سے مراد یکم شوال سے نویں ذوالحجہ تک احرام باندھنے کے بعد اس درمیان میں جب چاہے یہ روزے رکھ لے۔ تینوں ایک ساتھ یا ایک ایک کر کے بہتر یہ ہے کہ ۷، ۸، ۹ ذوالحجہ کو رکھے۔ باقی سات واپس آ کر رکھے جائیں۔

ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ یہ حکم اس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ سخت عذاب والا ہے۔ چونکہ تمتع اور قران اہل مکہ کے لیے نہیں۔ اس لیے یہ حکم واضح کیا۔ حدود و مواقیت کا تذکرہ اس لیے نہیں کیا کہ اس سے سمجھا جا سکے گا کہ ان کے اندر اندر جو رہنے والے ہیں وہ اہل مکہ میں داخل ہیں۔

مواقیت پانچ ہیں۔

ذوالحلیفہ۔ ذات عرق۔ جحفہ۔ قرن۔ یلملم۔

۱۔ ذوالحلیفہ اہل مدینہ کا میقات ہے۔

marfat.com

۲:۔ ذات عرق۔ یا جحفہ اہل عراق کا میقات ہے۔
۳:۔ اہل شام کے لیے جحفہ۔
۴:۔ اہل نجد کے لیے قرن۔
۵ اہل یمن کے لیے یلملم۔

نوٹ:۔ شوال۔ ذوالقعدہ اور دس تاریخیں ذوالحجہ کی ان میں حج کے تمام افعال درست ہیں مگر کسی نے ان ایام سے پہلے احرام حج باندھ لیا جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔

تلبیہ یہ ہے

لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ۔ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں تمام تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں بادشاہی تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع پ۲ سورۃ بقرہ

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ ۝

حج کے چند مہینے ہیں معلوم تو جو ان میں حج اپنے ذمہ لے دہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ نہ کرے نہ کوئی گناہ کرے نہ کسی سے جھگڑا۔ حج کے وقت تک اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰٮكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝

تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو تو جب عرفات سے پلٹو تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس۔ اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت کی اور اس سے پہلے تم بہکے ہوئے تھے۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا

پھر بات یہ ہے کہ تم بھی وہاں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں اور

marfat.com

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اللہ سے استغفار کرو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاۗءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝

تو جب اپنے حج کے ارکان پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے۔ یا اس سے زیادہ ذکر اور بعض آدمیوں میں سے یوں کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں دے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب جہنم سے بچا۔

اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

یہ وہ ہیں کہ ان کے لیے حصہ ہے ان کی کمائی سے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں تو جو جلدی کر کے دو دن میں چلا جائے تو نہیں اس پر کوئی گناہ اور جو پیچھے رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں جو پرہیزگاری کرے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝

اور بعض آدمی وہ ہیں کہ دنیا کی زندگی پسند کرتے ہیں۔ اور اپنے دل کی بات پہ اللہ کو گواہ لاتے ہیں وہ سب سے بڑے جھگڑالو ہیں۔

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝

اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں فساد ڈالتا پھرے اور کھیتی اور نسلیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ

اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے گناہ کی ضد اور چڑھے ایسے کو دوزخ کافی ہے اور

marfat.com

الْمِهَادُ ٥

وہ بہت برا بچھونا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ٥

اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہتے ہوئے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ٥

اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو اور شیطان کے قدم بر قدم نہ چلو وہ یقیناً تمہارا کھلا دشمن ہے۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ٥

اور اگر بعد اس روشن ہدایت کے بھی تم مزلت کی طرف گئے۔ تو جان لو بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ٥

کیا یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان پر خدا کا عذاب بادل کے سائبانوں میں آنازل ہو۔ اور فرشتے بھی اتر آئیں۔ اور کام تمام کر دیا جائے۔ اور سب کاموں رجوع اللہ کی طرف ہے

لفظی ترجمہ

اَلْحَجُّ ۔ حج کے	اَشْهُرٌ ۔ چند مہینے	مَّعْلُوْمٰتٌ ۔ مقرر ہیں	فَمَنْ تو جو
فَرَضَ ۔ نیت کرے	فِيْهِنَّ ۔ ان میں	الْحَجَّ ۔ حج کی	فَلَا ۔ تو نہ
رَفَثَ ۔ فحش کلامی ہو	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	فُسُوْقَ ۔ گناہ
وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	جِدَالَ ۔ جھگڑا	فِي ۔ بیچ
الْحَجِّ ۔ حج کے	وَ ۔ اور	مَا ۔ جو	تَفْعَلُوْا ۔ کرو تم
مِنْ خَيْرٍ ۔ بھلائی	يَّعْلَمْهُ ۔ جانتا ہے اسے	اللّٰهُ ۔ اللہ	وَ ۔ اور
تَزَوَّدُوْا ۔ توشہ ساتھ لو	فَاِنَّ ۔ تو بیشک	خَيْرَ ۔ بہترین	الزَّادِ ۔ توشہ
التَّقْوٰى ۔ تقوی ہے	وَ ۔ اور	اتَّقُوْنِ ۔ ڈرو مجھ سے	يٰۤ ۔ اے
اُولِي الْاَلْبَابِ ۔ عقل والو		لَيْسَ ۔ نہیں ہے	عَلَيْكُمْ ۔ تم پر
جُنَاحٌ ۔ کوئی گناہ	اَنْ ۔ یہ کہ	تَبْتَغُوْا ۔ تلاش کرو	فَضْلًا ۔ فضل

marfat.com

مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ اپنے رب سے		فَاِذَآ ۔ پھر جب	اَفَضْتُمْ ۔ چلو
مِّنْ عَرَفٰتٍ ۔ عرفات سے	فَاذْكُرُوا ۔ تو ذکر کرو	اللّٰهَ ۔ اللہ کا	عِنْدَ ۔ نزدیک
الْمَشْعَرِ ۔ جبل	الْحَرَامِ ۔ حرم کے	وَ ۔ اور	اذْكُرُوْهُ ۔ اسکی یاد کرو
كَمَا ۔ جیسے	هَدٰىكُمْ ۔ اس نے تمہیں ہدایت کی		وَ ۔ اور
اِنْ ۔ بیشک	كُنْتُمْ ۔ تھے تم	مِّنْ قَبْلِهٖ ۔ اس سے پہلے	لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۔ بھکے ہوئے
ثُمَّ ۔ پھر	اَفِيْضُوْا ۔ چلو	مِنْ حَيْثُ ۔ جہاں سے	اَفَاضَ ۔ چلتے ہیں
النَّاسُ ۔ لوگ	وَ ۔ اور	اسْتَغْفِرُوا ۔ بخشش مانگو	اللّٰهَ ۔ اللہ سے
اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰهَ ۔ اللہ	غَفُوْرٌ ۔ بخشنے والا	رَّحِيْمٌ ۔ مہربان ہے
فَاِذَا ۔ پھر جب	قَضَيْتُمْ ۔ پورا کرلو	مَّنَاسِكَكُمْ ۔ تمام مناسک حج کے	
فَاذْكُرُوا ۔ تو یاد کرو	اللّٰهَ ۔ اللہ کو	كَذِكْرِكُمْ ۔ جیسے یاد کرتے ہو	اٰبَآءَكُمْ ۔ اپنے باپ دادا کو
اَوْ ۔ یا	اَشَدَّ ۔ اس سے بھی زیادہ	ذِكْرًا ۔ یاد کرنا	فَمِنَ النَّاسِ ۔ تو بعض
لوگ ہیں	مَنْ ۔ جو	يَّقُوْلُ ۔ کہتے ہیں	رَبَّنَآ ۔ اے ہمارے رب
اٰتِنَا ۔ دے ہمیں	فِى الدُّنْيَا ۔ دنیا میں	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہیں
لَهٗ ۔ اس کا	فِى الْاٰخِرَةِ ۔ آخرت میں	مِنْ خَلَاقٍ ۔ کوئی حصہ	وَ ۔ اور
مِنْهُمْ ۔ ان میں سے	مَّنْ ۔ وہ ہیں جو	يَّقُوْلُ ۔ کہتے ہیں	رَبَّنَآ ۔ اے ہمارے رب
اٰتِنَا ۔ دے ہمیں	فِى ۔ بیچ	الدُّنْيَا ۔ دنیا کے	حَسَنَةً ۔ بھلائی
وَ ۔ اور	فِى ۔ بیچ	الْاٰخِرَةِ ۔ آخرت کے	حَسَنَةً ۔ بھلائی
وَ ۔ اور	قِنَا ۔ بچا ہم کو	عَذَابَ ۔ عذاب	النَّارِ ۔ جہنم سے
اُولٰٓئِكَ ۔ یہ ہیں کہ	لَهُمْ ۔ ان کے لیے	نَصِيْبٌ ۔ حصہ ہے	مِّمَّا ۔ اس سے
كَسَبُوْا ۔ جو وہ کمائیں	وَ ۔ اور	اللّٰهُ ۔ اللہ	سَرِيْعُ ۔ جلد
الْحِسَابِ ۔ حساب کرنے والا ہے	وَ ۔ اور	اذْكُرُوا ۔ یاد کرو	اللّٰهَ ۔ اللہ کو
فِىْٓ ۔ بیچ	اَيَّامٍ ۔ دنوں	مَّعْدُوْدٰتٍ ۔ گنے ہوئے کے	فَمَنْ ۔ تو جو
تَعَجَّلَ ۔ جلدی کرے	فِىْ ۔ بیچ	يَوْمَيْنِ ۔ دو دن کے	فَلَآ ۔ تو نہیں
اِثْمَ ۔ گناہ	عَلَيْهِ ۔ اس پر	وَ ۔ اور	مَنْ ۔ جو
تَاَخَّرَ ۔ ٹھہرے	فَلَآ ۔ تو نہیں	اِثْمَ ۔ گناہ	عَلَيْهِ ۔ اس پر

marfat.com

لِمَنِ - واسطے اس کے جو	اتَّقٰی - پرہیزگار ہو	وَ - اور	اتَّقُوا - ڈرو
اللہَ - اللہ سے	وَ - اور	اعْلَمُوْا - جان لو	اَنَّکُمْ - بیشک تم
اِلَیْہِ - اس کی طرف	تُحْشَرُوْنَ - اٹھائے جاؤ گے	وَ - اور	مِنَ النَّاسِ - بعض لوگ
مَنْ - وہ ہیں	یُّعْجِبُکَ - پسند آتی ہے آپ کو	قَوْلُہٗ - اس کی بات	فِی - بیچ
الْحَیٰوۃِ - زندگی	الدُّنْیَا - دنیا کے	وَ - اور	یُشْہِدُ - گواہ بناتا ہے
اللہَ - اللہ کو	عَلٰی - اوپر	مَا فِیْ - اسکے کہ جو بیچ	قَلْبِہٖ - اسکے دل کے ہے
وَ - اور	ھُوَ - وہ ہے	اَلَدُّ - سخت	الْخِصَامِ - جھگڑالو
وَ - اور	اِذَا - جب	تَوَلّٰی - پھرتا ہے	سَعٰی - کوشش کرتا ہے
فِی - بیچ	الْاَرْضِ - زمین کے	لِیُفْسِدَ - تاکہ فساد کرے	فِیْہَا - اس میں
وَ - اور	یُہْلِکَ - ہلاک کرتا ہے	الْحَرْثَ - کھیتی	وَ - اور
النَّسْلَ - نسل کو	وَ - اور	اللہُ - اللہ	لَا - نہیں
یُحِبُّ - پسند کرتا	الْفَسَادَ - فساد کو	وَ - اور	اِذَا - جب
قِیْلَ - کہا جائے	لَہٗ - اسے	اتَّقِ - ڈر	اللہَ - اللہ سے
اَخَذَتْہُ - تو پکڑتی ہے اسے	الْعِزَّۃُ - ضد	بِالْاِثْمِ - گناہ میں	فَحَسْبُہٗ - تو کافی ہے اسے
جَہَنَّمُ - جہنم	وَ - اور	لَبِئْسَ - برا ہے	الْمِہَادُ - بچھونا
وَ - اور	مِنَ النَّاسِ - بعض لوگ	مَنْ - وہ ہیں	یَّشْرِیْ - جو بیچتے ہیں
نَفْسَہُ - اپنی جان	ابْتِغَآءَ - چاہتے ہیں	مَرْضَاتِ - رضا	اللہِ - اللہ کی
وَ - اور	اللہُ - اللہ	رَءُوْفٌ - مہربان ہے	بِالْعِبَادِ - بندوں پر
یٰٓا - اے	اَیُّہَا - وہ	الَّذِیْنَ - لوگو	اٰمَنُوا - جو ایمان لائے ہو
ادْخُلُوْا - داخل ہو جاؤ	فِی - بیچ	السِّلْمِ - اسلام کے	کَآفَّۃً - پورے پورے
وَّ - اور	لَا - نہ	تَتَّبِعُوْا - پیروی کرو	خُطُوٰتِ - قدموں
الشَّیْطٰنِ - شیطان کی	اِنَّہٗ - بیشک وہ	لَکُمْ - تمہارا	عَدُوٌّ - دشمن ہے
مُّبِیْنٌ - کھلا	فَاِنْ - پھر اگر	زَلَلْتُمْ - پھسل گئے تم	مِّنْ - اسکے
بَعْدِ - بعد	مَا - جو	جَآءَتْکُمُ - آئیں تمہارے پاس	الْبَیِّنٰتُ - کھلی دلیلیں
فَاعْلَمُوْا - تو جان لو	اَنَّ - بیشک	اللہَ - اللہ	عَزِیْزٌ - غالب ہے

marfat.com

حَکِیْمٌ۔ حکمت والا ہے	ھَلْ۔ کیا	یَنْظُرُوْنَ۔ انتظار کرتے ہیں	اِلَّا۔ مگر
اَنْ۔ اس کا کہ	یَّاْتِیَھُمُ۔ آئے ان کی طرف	اللّٰہُ۔ اللہ	فِیْ۔ بیچ
ظُلَلٍ۔ چھائے ہوئے	مِّنَ الْغَمَامِ۔ بادلوں کے	وَ۔ اور	الْمَلٰئِکَۃُ۔ فرشتے بھی
وَ۔ اور	قُضِیَ۔ نافذ ہو	الْاَمْرُ۔ حکم	وَ۔ اور
اِلَی۔ طرف	اللّٰہِ۔ اللہ کے	تُرْجَعُ۔ لوٹتے ہیں	الْاُمُوْرُ۔ تمام حکم

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع پ۲ سورۃ بقرہ

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ۔ حج کے چند مہینے جانے ہوئے ہیں۔

شوال۔ ذیقعد اور دس تاریخیں ذوالحج کی۔ حج کے افعال انہی میں درست ہیں اگر کوئی ان ایام سے پہلے احرام کرے تو جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ۔ تو جو ان ایام میں حج کی نیت کرے۔

یعنی جو حج اپنے اوپر لازم و واجب کرے احرام باندھ کر یا تلبیہ کہہ کر یا ہدی چلا کر اس پر لازم ہے کہ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ۔ تو نہ عورتوں سے تقریب و ملامست کرے نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا حج کے ایام میں۔

عربی زبان میں رفث کنایہ ہے جماع سے اور ہر وہ حرکت جس سے جماع یا لوازم جماع کا مفہوم حاصل ہو آیت کریمہ میں اس قسم کی ہر حرکت سے باز رہنے کو فرمایا گیا اور فسوق فسق کی جمع ہے فسق کے معنی علامہ راغب نے جانے کر حد شرع سے نکلنے والے کو فاسق کہتے ہیں اور فسق الرطب اس وقت بولتے ہیں جب کھجور اپنے چھلکے سے علیحدہ ہو جائے اور شریعت مطہرہ میں فسق ذنب قلیل اور کثیر دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے ولا جدال لڑائی جھگڑے کے معنی میں جدل و جدال کا اطلاق ہوتا ہے۔

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ

اور جو تم بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو۔

معصیت شعاری فسق و فجور، جدل و جدال کی ممانعت کے بعد نیکیوں کی ترغیب دی گئی اور فرمایا کہ بجائے فسق کے تقوی اور بجائے جدال کے اخلاق حمیدہ اختیار کرو۔

marfat.com

پھر وَتَزَوَّدُوْا کا حکم ملا۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ بعض یمنی لوگ حج کے لیے بے سروسامانی کی حالت میں آجاتے اور اپنے آپ کو متوکل بتاتے تھے۔ پھر مکہ معظمہ میں آکر سوال شروع کرتے اور کبھی غصب اور خیانت کے بھی مرتکب ہوتے ان کے لیے یہ حکم ہوا کہ بے سروسامانی کی حالت میں سفر حج نہ کرو بلکہ توشہ لے کر چلو اور دوسروں پر بار نہ ڈالو۔ لوگوں سے سوال نہ کرو کہ یہ سوال کرنا بھی پرہیزگاری کے خلاف ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں حکم ہے کہ بہترین توشہ تقویٰ ہے جس طرح دنیوی سفر کے لیے زادِ راہ ضروری ہے ایسے ہی آخرت کے سفر کے لیے توشہ تقویٰ لازمی ہے اور

وَاتَّقُوْنِ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ میں جو اولی الالباب کو منادیٰ بنایا وہ اس لیے کہ خوف الٰہی بلا عقل نہیں۔ اور مقتضائے عقل خوف الٰہی ہے جو اللہ سے نہ ڈرے وہ بے عقل ہے۔

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْکُرُوْهُ کَمَا هَدٰىکُمْ ۚ وَاِنْ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّیْنَ ○ تم پر گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو تو جب عرفات سے واپس ہو تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت کی اور بیشک اس سے پہلے تم بہکے ہوئے تھے۔

شان نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں تین بازار لگتے تھے عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز جب اسلام کا مبارک دور آیا تو لوگ گناہ سمجھ کر حج کے دنوں میں ان بازاروں کو بند کر دیا تھا اس آیت کریمہ میں اس کا رد فرمایا گیا۔

بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حج میں بھی جو تجارت کرے یا اونٹ کرائے پر چلائے تو پھر اس کا حج ہی کیا جیسا کہ آج کل بھی بعض ناواقف لوگ یا جہالت مآب افراد ایسا ہی خیال کرتے ہیں اس کے رد میں یہ آیت آئی۔

فقہاء نے اس کے متعلق یہ قانون رکھا ہے کہ جب تجارت سے مناسک حج کی ادائیگی میں فرق نہ آئے تو اس وقت تجارت مباح ہے۔

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ میں عرفات کے متعلق حکم ہے عرفات ایک مقام ہے جو موقف حجاج ہے۔

علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اترے تو ہند میں آئے اور حضرت حوا جدہ میں ایک عرصہ دراز کے بعد عرفات میں دونوں کی ملاقات ہوئی اس لیے اس کو میدان عرفات کہتے ہیں۔

ضحاک کہتے ہیں کہ عرفات اس میدان کا نام ہے جہاں حضرت آدم و حوا جدائی کے بعد ۹ ذی الحجہ کو ایک جگہ جمع ہوئے جس پہاڑ پر عرفات میں دونوں ملے وہ جبل توبہ ہے اور نویں ذی الحجہ کو اسی وجہ سے عرفہ کا دن کہتے ہیں۔ یہاں کے

marfat.com

متعلق یہ حکم ہے کہ اس میدان عرفات میں وقوف فرض ہے۔ اس لیے کہ افاضہ بلا وقوف متصور نہیں اور فاذکروا اللہ سے مراد تلبیہ و تہلیل ہے یا تکبیر و ثنا دعا کے ساتھ یا نماز مغرب و عشا کے ساتھ اور مشعر حرام جبل قزح ہے جس پر امام وقوف کرتا ہے۔

مشعر حرام کے پاس وقوف افضل ہے ورنہ وادی محسر کے علاوہ تمام مزدلفہ موقف ہے۔ اس میں وقوف واجب ہے بے عذر ترک وقوف سے دم لازم آتا ہے۔

مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ میں پہلی حالت بتائی گئی کہ تم طریق ذکر و عبادت کچھ نہ جانتے تھے۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ پھر اے قریشیو! تم بھی وہیں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ سے استغفار کرو بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ابتدا میں رسم تھی کہ قریش مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے اور سب لوگوں کے ساتھ عرفات میں وقوف نہ کرتے۔ جب لوگ عرفات سے پلٹتے تو یہ مزدلفہ سے پلٹتے اور اس میں اپنے خاندان کا امتیاز اور بڑائی سمجھتے اس آیت میں انہیں حکم دیا گیا کہ سب کے ساتھ عرفات میں وقوف کرو۔ اور سب کے ساتھ ہی پلٹا کرو یہی حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کی سنت ہے۔

طریق حج کا مختصر حال

حاجی ۸ ذی الحجہ کی صبح مکہ مکرمہ سے منیٰ کو روانہ ہو وہاں یوم عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کی فجر تک ٹھہرے اور پھر عرفات روانہ ہو بعد زوال امام دو خطبے پڑھے اگر امام دو خطبے پڑھے تو یہاں حاجی ظہر و عصر کی نماز امام کے ساتھ جمع کر کے پڑھے ان دونوں نمازوں کی اذان ایک ہوگی اور تکبیر بھی ایک دونوں نمازوں کے مابین کوئی نفل نہ پڑھے جائیں سوائے سنت ظہر کے اگر امام صحیح نہ ہو یا ایسا نہ کیا جاتا ہو تو پھر اپنی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھے اور وقت پر پڑھے میدان عرفات میں غروب تک ٹھہرنا چاہیے پھر وہاں سے مزدلفہ آکر مغرب عشا جمع کر کے عشا کے وقت میں پڑھے۔ مزدلفہ میں شب بھر ٹھہرے اور فجر اندھیرے میں پڑھ کر وہاں سے منیٰ روانہ ہو۔

وادی محسر کے سوا تمام مزدلفہ اور بطن عرنہ کے سوا تمام عرفات موقف ہے۔

جب صبح خوب روشن ہو تو یوم النحر یعنی دس ذی الحجہ کو منیٰ میں بطن وادی سے جمرہ عقبہ کی سات مرتبہ رمی کرے پھر اگر چاہے قربانی کرے پھر بال منڈائے یا کترواٹے۔ یا ایام نحر کے تین دنوں میں سے کسی دن طواف زیارت کرے۔ منیٰ میں تین روز اقامت کرے اور گیارہویں کے زوال کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرے۔

marfat.com

پہلی رمی اس جمرہ سے شروع کرے جو مسجد کے قریب ہے پھر جو اس کے بعد ہے پھر جمرۂ عقبہ ہر ایک پر سات سات کنکر مارے پھر دوسرے روز بھی ایسا ہی کیے پھر اس کے بعد ایسا ہی کرے پھر مکہ مکرمہ کی طرف چلا آئے۔

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا۔ پھر جب پورے کر لو حج کے مناسک پورے کر لو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

مختصر مناسک جو اوپر بیان ہو چکے ہیں ان سے فارغ ہو کر حرم پاک میں آ کر ذکر الٰہی کرو کذکرکم آباءکم میں جو تشبیہ دی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں عرب حج کے بعد کعبہ شریف کے قریب آ کر اپنے آباؤ اجداد کے فضائل بیان کرتے تھے، اسلام میں بتایا گیا کہ یہ شہرہ و خود نمائی کی لغو باتیں کرنے کے بجائے اللہ کی یاد ذوق و شوق و محبت میں کرو۔

اس آیت سے صوفیائے کرام کے اذکار جہریہ اور ذکر بجماعت اور ذکر بالقلب ثابت ہوتا ہے اس لیے کہ حکم کا مورد ہمیشہ خاص ہوتا ہے لیکن اس کا حکم اس وقت تک عام رہے گا جب تک اس میں کوئی مخصص نہ آ جائے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ۔ تو بعض لوگوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے دنیا میں بھلائی اور نہیں آخرت میں ان کا کچھ حصہ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی اور بچا ہمیں عذاب جہنم سے یہ وہ ہیں جن کے لیے حصہ ہے ان کے عملوں سے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔

اس آیت میں دعا کرنے والوں کی دو قسم فرمائیں ایک وہ کافر ہے دین جس کی دعا میں صرف دنیا طلبی ہوتی ہے اور آخرت سے نہ ان کا تعلق نہ اس پر ان کا کچھ عقیدہ ان کے لیے فرمایا کہ ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔

دوسرے وہ ایماندار جو دنیا و آخرت دونوں کی بہتریاں اپنی دعا میں طلب کرتے ہیں انہیں بشارت دی کہ انہیں دونوں جگہ ان کے عملوں کے موافق ملے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مومن محض دنیا کا طالب نہیں ہوتا بلکہ دنیا و آخرت دونوں کی بہبودی طلب کرتا ہے۔ دوسرے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دعا بھی کسب اور اعمال میں داخل ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ہوتی تھی۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (مدارک و خازن)

علامہ بغوی نے اپنی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایسا کمزور و دبلا ہو رہا ہے جیسے انڈے سے بچہ نکلتا ہے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کہ تو اللہ تعالٰے سے کیا مانگتا تھا یعنی کیا دعا کرتا تھا اس نے جواباً عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ کے حضور عرض کرتا تھا کہ اے اللہ آخرت کا جس قدر عذاب ہے مجھے دنیا میں ہی عطا کر دے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سبحان اللہ تجھ میں عذاب کی برداشت نہیں تو نے اس طرح کیوں نہیں مانگا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۔ اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں یعنی ایام تشریق میں اور ذکر اللہ سے نمازوں کے بعد اور رمی جمار کے وقت تکبیر کہنا مراد ہے اور فمن تعجل سے یہ ترجمہ ہوا تو جو جلدی کرے یعنی دو دنوں میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں تو جو رہ جائے تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں پرہیزگار کے لیے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو تمہیں سب کو اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں دو قسم کے حاجی ہوتے تھے بعض وہ جو غیر عرفات کے موقف سے فارغ ہوتے ہی جلدی چلے جاتے تھے تو دوسرا طبقہ انہیں گنہگار کہتا تو چلے جانے والے رہ جانے والوں کو گنہگار بتاتے اس کی تصریح فرمائی گئی کہ ان میں کوئی بھی مرتکب معصیت نہیں ہوا وہ محض جلدی چلے جانے اور ٹھہرے رہنے سے گنہگار نہیں اس پر گناہ کا الزام محض اختراع ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ دونوں گناہوں کو ایسا دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کی میل کو۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور بعض لوگوں میں سے وہ ہیں جو دنیا کی زندگی میں حیات دنیا کو بھلا جانتے ہوئے اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لاتے ہیں اور درحقیقت سب سے بڑے جھگڑالو ہیں اور جب پیٹھ پھیریں تو زمین میں فساد ڈالتے پھریں اور کھیتی اور جانیں تباہ کریں اور اللہ فساد سے راضی نہیں۔

شانِ نزول

یہ مردود آیات اخنس مشرکوں اور منافقوں کے حق میں نازل ہوئیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت لجاجت سے میٹھی میٹھی باتیں کرتے تھے اور اپنے اسلام اور حضور سے محبت کے دعویدار تھے۔ اور اس دعوی پر قسمیں کھاتے اور در پردہ فساد انگیزی کرتے کہیں مسلمانوں کے مویشی ہلاک کرتے اور کہیں

marfat.com

کھیتیاں آگ لگا کر تباہ کرتے ان کی بد باطنی کو واضح کیا (خازن)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی۔ ایسے کو دوزخ کافی ہے اور یہ بہت برا بچھونا ہے۔

علامہ راغب نے عزت بمعنی حمیت بھی لیے یعنی اخذته العزۃ پکڑتی ہے اسے حمیت وغیرہ اور اس ضد میں وہ گناہ پر مصر ہوتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۔ اور بعض آدمی وہ ہیں جو اپنی جان بیچتے ہیں امر بالمعروف یا جہاد میں اور اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

حضرت صہیب بن سنان رومی مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے حضور کی خدمت میں مدینہ طیبہ آئے تو مشرکین کی ایک جماعت نے تعاقب کیا تو آپ اپنی ناقہ سے اترے اور ترکش سے تیر نکال کر فرمایا اے قریشیو! تم میں سے کوئی میرے پاس نہ پہنچ سکے گا حتیٰ کہ میں تیر مارتے مارتے ترکش خالی نہ کر دوں اور پھر جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ انجام یہ ہوگا کہ تم سب ختم ہو جاؤ گے اور مجھے نہ پا سکو گے۔

البتہ اگر تم میرا مال چاہتے ہو تو جو مکہ میں دفن کر آیا ہوں میں تمہیں اس کا پتہ بتا دوں اس شرط پر کہ تم مجھ سے تعرض نہ کرو وہ جماعت اس پر راضی ہو گئی۔ آپ نے اپنا تمام مال جو مکہ میں دفن شدہ تھا انہیں بتا دیا اور مدینہ طیبہ آ کر حضور سے تمام سرگزشت بیان کی اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حضور نے فرمایا صہیب تمہاری یہ تجارت اور جان فروشی بڑی نفع بخش تجارت ہے۔

اسی طرح حضرت عاصم، حضرت خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ اور عبد اللہ بن طارق رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شہادت کا واقعہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۔ اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم پر قدم نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

شان نزول۔ اہل کتاب میں حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد شریعت موسوی کے بعض احکام رہے۔ چنانچہ شنبہ کی تعظیم کرتے اس روز شکار سے مجتنب رہتے اور شتر اور اس کے گوشت سے پرہیز کرتے اور یہ خیال کرتے کہ اگرچہ یہ چیزیں اسلام میں مباح ہیں مگر ان کا کرنا ضروری نہیں اور توریت میں ان سے اجتناب لازم ہے اور اسلام میں ان کا ترک ممنوع نہیں۔ لہٰذا اس سے اسلام کی مخالفت لازم نہیں آتی اور اس پر شریعت موسوی پر بھی عمل ہو جاتا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا کہ جب

marfat.com

توریت کے احکام اسلام میں منسوخ ہو چکے تو ان پر اتباع کرنا خطوات شیطانی کا اتباع ہے۔ لہٰذا قرآن کریم کے علاوہ کسی کتاب سے تمسک جائز نہیں۔ آئندہ اس قسم کے شبہات اور وساوس میں نہ پڑو (خازن)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم یہود سے ایسی باتیں سنتے ہیں جو ہمیں معلوم ہوتی ہیں اگر حضور اجازت دیں تو ہم لکھ لیا کریں۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی اسی طرح حیرت سے پڑ جاؤ گے جس طرح یہود و نصاریٰ پڑ گئے میں تمہارے لیے جو احکام لایا ہوں وہ صاف و روشن ہیں اگر موسیٰ علیہ السلام بھی اس وقت موجود ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے سوا کچھ نہ بن پڑتا۔

فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ اور اگر اس کے بعد بھی تم نے اپنے قدم میں تزلزل پیدا کیا۔ بعد اس کے کہ تمہارے پاس روشن حکم آچکے تو جان لو اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ کاہے کا انتظار کر رہے ہو یہی نا کہ اللہ کا عذاب آئے چھائے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اتریں اور حکم نافذ ہو جائے اور سب کاموں کا لوٹنا اللہ کی طرف ہے۔

زللتم کے معنی ڈگمگانا ہے اور پھسلنا بھی ہو سکتا ہے۔ حاصل معنی یہ ہیں کہ تزلزل قدم، تذبذب عقیدہ بعد اس کے واضح دلیلوں اور روشن احکام آچکے پھر بھی خلاف روش اختیار کرنا صحیح نہیں۔

ایسی مخالفت کے نتیجہ میں ارشاد ہوا کہ دلائل نبوت کی مخالفت پر عذاب ہی آسکتا ہے اور عذاب لانے کے لیے فرشتے نازل ہوں گے اور چھائے ہوئے بادلوں میں عذاب نمودار ہوگا۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع پ۲ سورۃ بقرۃ

سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۭ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

اولاد یعقوب سے پوچھئے ہم نے کتنی روشن نشانیاں انہیں دیں اور جو بدل دے اللہ کی آئی ہوئی نعمت تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ

آراستہ کی گئی ان کے لیے جو کافر ہیں دنیا کی زندگی اور مسلمانوں سے تمسخر کرتے ہیں۔ اور پرہیزگار ان سے بلند

marfat.com

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

ہوں گے بروز قیامت اور اللہ دیتا ہے جسے چاہے بے حساب۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے نبی بھیجے خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور نازل کی ان کے ساتھ سچی کتاب کہ لوگوں میں فیصلہ کر دے ان کے اختلافوں کا اور اس میں اختلاف نہیں کیا مگر انہیں نے جن کو کتاب دی گئی روشن دلائل سے آپس کی سرکشی میں تو ہدایت کی اللہ نے ایمان والوں کو اس سے جس میں وہ جھگڑتے ہیں حق بات پر اپنے حکم سے اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝

کیا تم اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر نہ آئی اگلوں کی سی روداد پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ کہا رسول نے اور اس کے ساتھ والے بولے کب آئے گی اللہ کی مدد سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں فرما دیجئے جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ والدین اور قریبی رشتہ دار اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کو اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

تم پر فرض کیا گیا خدا کی راہ میں جہاد اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند ہو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

marfat.com

لفظی ترجمہ

سَلْ ۔ پوچھ	بَنِیْ ۔ اولاد	اِسْرَآءِیْلَ ۔ یعقوب سے	کَمْ ۔ کتنی
اٰتَیْنٰھُمْ ۔ دیں ہم نے ان کو	مِّنْ اٰیَةٍ ۔ نشانیاں	بَیِّنَةٍ ۔ کھلی	وَ ۔ اور
مَنْ ۔ جو	یُّبَدِّلْ ۔ بدلے	نِعْمَةَ ۔ نعمت	اللّٰہِ ۔ اللہ کی
مِنْ بَعْدِ ۔ بعد اس کے	مَا ۔ جو	جَآءَتْهُ ۔ آئی اس کے پاس	فَاِنَّ ۔ تو بیشک
اللّٰہَ ۔ اللہ	شَدِیْدُ ۔ سخت	الْعِقَابِ ۔ عذاب والا ہے	زُیِّنَ ۔ زینت دی گئی
لِلَّذِیْنَ ۔ ان کو جو	کَفَرُوْا ۔ کافر ہوئے	الْحَیٰوةُ ۔ زندگی	الدُّنْیَا ۔ دنیا کی
وَ ۔ اور	یَسْخَرُوْنَ ۔ تمسخر کرتے ہیں	مِنَ الَّذِیْنَ ۔ ان سے جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے
وَ ۔ اور	الَّذِیْنَ ۔ وہ جو	اتَّقَوْا ۔ پرہیزگار ہیں	فَوْقَهُمْ ۔ ان کے اوپر ہیں
یَوْمَ ۔ دن	الْقِیٰمَةِ ۔ قیامت کے	وَ ۔ اور	اللّٰہُ ۔ اللہ
یَرْزُقُ ۔ دیتا ہے	مَنْ ۔ جسے	یَّشَآءُ ۔ چاہے	بِغَیْرِ ۔ بلا
حِسَابٍ ۔ حساب	کَانَ ۔ تھے	النَّاسُ ۔ لوگ	اُمَّةً ۔ جماعت
وَّاحِدَةً ۔ ایک	فَبَعَثَ ۔ تو بھیجے	اللّٰہُ ۔ اللہ نے	النَّبِیّٖنَ ۔ نبی
مُبَشِّرِیْنَ ۔ خوشخبری دیتے	وَ ۔ اور	مُنْذِرِیْنَ ۔ ڈر سناتے	وَ ۔ اور
اَنْزَلَ ۔ اتاری	مَعَهُمْ ۔ ان کے ساتھ	الْکِتٰبَ ۔ کتاب	بِالْحَقِّ ۔ ساتھ حق کے
لِیَحْکُمَ ۔ تا کہ فیصلہ کرے	بَیْنَ ۔ درمیان	النَّاسِ ۔ لوگوں کے	فِیْمَا ۔ اس میں
اخْتَلَفُوْا ۔ جو اختلاف کیا انہوں نے		فِیْهِ ۔ اس میں	وَ ۔ اور
مَا ۔ نہ	اخْتَلَفَ ۔ اختلاف کیا	فِیْهِ ۔ اس میں	اِلَّا ۔ مگر
الَّذِیْنَ ۔ ان لوگوں نے	اُوْتُوْهُ ۔ جنہیں دی گئی	مِنْ بَعْدِ ۔ بعد اس کے	مَا ۔ جو
جَآءَتْهُمُ ۔ آئیں ان کے پاس		الْبَیِّنٰتُ ۔ روشن دلیلیں	بَغْیًا ۔ سرکشی سے
بَیْنَهُمْ ۔ اپنے اندر	فَهَدَی ۔ تو ہدایت دی	اللّٰہُ ۔ اللہ نے	الَّذِیْنَ ۔ انہیں
اٰمَنُوْا ۔ جو ایمان لائے	لِمَا ۔ اس سے کہ	اخْتَلَفُوْا ۔ اختلاف کیا	فِیْهِ ۔ اس میں
مِنَ الْحَقِّ ۔ سچائی کا	بِاِذْنِهٖ ۔ اپنے حکم سے	وَ ۔ اور	اللّٰہُ ۔ اللہ

marfat.com

یَھْدِیْ۔ ہدایت کرتا ہے　　مَنْ۔ جسے　　یَّشَآءُ۔ چاہے

اِلٰی۔ طرف　　صِرَاطٍ۔ رستے　　مُّسْتَقِیْمٍ۔ سیدھے کی　　اَمْ۔ کیا

حَسِبْتُمْ۔ گمان کرتے ہو　　اَنْ۔ یہ کہ　　تَدْخُلُوا۔ داخل ہو جاؤ گے　　الْجَنَّةَ۔ جنت میں

وَ۔ اور　　لَمَّا۔ ابھی نہیں　　یَاْتِکُمْ۔ آئی تمہارے پاس　　مَّثَلُ۔ مثال

الَّذِیْنَ۔ ان کی جو　　خَلَوْا۔ ہو گذرے　　مِنْ قَبْلِکُمْ۔ تم سے پہلے　　مَسَّتْھُمُ۔ پہنچی انکو

الْبَاْسَآءُ۔ سختی　　وَ۔ اور　　الضَّرَّآءُ۔ شدت　　وَ۔ اور

زُلْزِلُوْا۔ ہلا ڈالے گئے　　حَتّٰی۔ یہاں تک کہ　　یَقُوْلَ۔ کہا　　الرَّسُوْلُ۔ رسول نے

وَ۔ اور　　الَّذِیْنَ۔ ان لوگوں نے جو　　اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے　　مَعَهٗ۔ اسکے ساتھ

مَتٰی۔ کب ہوگی　　نَصْرُ۔ مدد　　اللّٰهِ۔ اللہ کی　　اَلَآ۔ خبردار

اِنَّ۔ بیشک　　نَصْرَ۔ مدد　　اللّٰهِ۔ اللہ کی　　قَرِیْبٌ۔ قریب ہے

یَسْئَلُوْنَكَ۔ پوچھتے ہیں تم سے　　مَاذَا۔ کیا　　یُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کریں

قُلْ۔ کہہ　　مَآ۔ جو　　اَنْفَقْتُمْ۔ خرچ کرو تم　　مِّنْ خَیْرٍ۔ بھلائی سے

فَلِلْوَالِدَیْنِ۔ تو ماں باپ پر　　وَ۔ اور　　الْاَقْرَبِیْنَ۔ رشتہ داروں

وَ۔ اور　　الْیَتٰمٰی۔ یتیموں　　وَ۔ اور　　الْمَسٰکِیْنِ۔ مسکینوں

وَ۔ اور　　ابْنِ السَّبِیْلِ۔ مسافروں پر　　وَ۔ اور

مَا۔ جو　　تَفْعَلُوْا۔ کرو تم　　مِنْ خَیْرٍ۔ بھلائی　　فَاِنَّ۔ تو بیشک

اللّٰهَ۔ اللہ　　بِهٖ۔ اسکو　　عَلِیْمٌ۔ جاننے والا ہے　　کُتِبَ۔ فرض کیا گیا

عَلَیْکُمُ۔ تم پر　　الْقِتَالُ۔ جہاد　　وَ۔ اور　　هُوَ۔ وہ

کُرْهٌ۔ گراں ہے　　لَّکُمْ۔ تم پر　　وَ۔ اور　　عَسٰی۔ قریب ہے

اَنْ۔ یہ کہ　　تَکْرَهُوْا۔ ناپسند کرو تم　　شَیْئًا۔ کسی چیز کو　　وَ۔ اور

هُوَ۔ وہ　　خَیْرٌ۔ بہتر ہو　　لَّکُمْ۔ تمہارے لیے　　وَ۔ اور

عَسٰی۔ قریب ہے　　اَنْ۔ یہ کہ　　تُحِبُّوْا۔ پسند کرو تم　　شَیْئًا۔ کسی چیز کو

وَ۔ اور　　هُوَ۔ وہ　　شَرٌّ۔ بری ہو　　لَّکُمْ۔ تمہارے لیے

وَ۔ اور　　اللّٰهُ۔ اللہ　　یَعْلَمُ۔ جانتا ہے　　وَ۔ اور

اَنْتُمْ۔ تم　　لَا۔ نہیں　　تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے۔

marfat.com

مختصر تفسیر دسواں رکوع پ۲ سورۃ بقرہ

سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ اٰیَةٍۭ بَیِّنَةٍؕ وَ مَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔ آل یعقوب سے پوچھئے۔ آل یعقوب سے مراد وہ بنی اسرائیل ہیں۔ جو خاص مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں اور سَلْ سے مقصد توبیخ اور زجر ہے کہ ہم نے کتنی ہی روشن نشانیاں انہیں دیں۔ اور جو اللہ کی نعمتوں کو بدل دے بعد اس کے کہ آئیں ان پر تو بے شک اللہ تعالےٰ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

آیات بینات سے ان کے انبیاء کے معجزات ہیں جو ان کے صدق نبوت کی واضح دلیل تھے۔ اور ان کی کتابوں کو دین اسلام کی حقانیت کا شاہد کیا اور اللہ کی نعمت سے آیات الٰہیہ مراد ہیں جو رشد و ہدایت کا سبب ہیں اور ان کی بدولت گمراہی سے نجات ملتی ہے اور انہیں میں وہ آیات بھی ہیں جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت میں اور بیان نبوت و رسالت میں توریت و انجیل میں وارد ہوا در ہوئیں جن میں یہود نے اپنی کتاب میں اور نصاریٰ نے انجیل میں تحریف کی یہ ہے نعمت الٰہی کا بدلنا اور کفران نعمت کرنا لہٰذا ان کو عذاب بھی سب سے زیادہ سخت ہوگا۔ آگے ارشاد ہے۔

زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ یَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ وَ اللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ کافروں کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی۔ اور مسلمانوں سے تمسخر کرتے ہیں حالانکہ پرہیزگار لوگ ان سے بلند ہوں گے قیامت کے دن اور اللہ جسے چاہے بے حساب دے۔

کفار کے ذہن میں دنیا ہی سب کچھ ہے۔ اسی وجہ ہیں ان کے یہاں تناسخ یعنی آواگون کا عقیدہ رائج ہے جس کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ انسان مرنے کے بعد بھی اپنے کرم یعنی عملوں کے مطابق اسی دنیا میں دوسری جُون یعنی نئی صورت میں آجاتا ہے۔ کبھی بیل بن کر اور کبھی گدھا۔ کبھی کتا بن کر اور کبھی کوا۔ غرضیکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار جونوں میں بھی انسان متبدل باشکال جدیدہ ہو کر دنیا میں آتا ہے۔

اسلام نے اس عقیدہ کا رد کیا اور وہ اس لیے اس دنیا کی پہلی زندگی کی قدر کرتے اور مرتے ہیں اور وہ پیکر ایمان و اخلاص مخلص مسلمانوں کا تمسخر کرتے ہیں جو سامان دنیا سے بے رغبت تھے جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود عمار بن یاسر صہیب رومی۔ بلال حبشی انہیں دیکھ کر بہ نظر حقیر دیکھتے اور اپنی دنیا کے غرور میں اپنے آپ کو اونچا سمجھتے

marfat.com

تھے۔ اور فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؕ اس لیے فرمایا کہ یہ اہل ایمان اور ان کے خصائل حمیدہ کے پیرو مسلمان قیامت کے دن جنات عالیہ میں بلند مقامات پر ہوں گے اور یہ دنیا پرست کفار جہنم میں ذلیل و خوار ہوں گے اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بہت سا رزق جو حساب میں آجاتا ہے وہ کم ہوتا ہے اللہ اپنے خزانے خالی کرنے سے نہیں گریز کرتا نہ وہ حساب کر کے دیتا ہے۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

پہلے سب لوگ ایک دین پر تھے (یعنی آدم علیہ السلام کے زمانہ سے عہد نوح علیہ السلام تک سب لوگ ایک دین اور ایک شریعت کے پیرو تھے۔ پھر ان میں اختلاف ہوا اور رسم و رواج کے تخیلات توہمات نے ایک علیحدہ صورت اختیار کی تو اللہ تعالے نے حضرت نوح نجی اللہ کو مبعوث فرمایا آپ نے ان رسم پرست رواج پرست آوارہ معاش لوگوں کو ساڑھے نو سو برس تبلیغ فرمائی یہ بعثت میں پہلے رسول ہیں (خازن) حضرت آدم اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرن کا فاصلہ تھا۔

پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے ایمان والوں کو نجات اخروی اور جنت کی بشارت دیتے۔ انبیاء کو بھیجنے کا مقصد کافروں نابنجاروں بد معاشوں بدکرداروں کو ڈرسنانا اور عذاب آخرت اور ذلت عقبیٰ سے باخبر کرنا ہے۔ (تفسیر خازن)

حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ نبیین کی بابت میں نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ کل نبی کتنی تعداد میں ہوئے حضور نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار ان میں ایک بڑی تعداد تین سو پندرہ رسولوں کی ہے (بروایت امام احمد)

علامہ بغوی کہتے ہیں قرآن کریم میں جن کا واضح ذکر آیا ان کی تعداد اٹھائیس ہے

وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ۔ اور ان کے ساتھ سچی کتاب نازل کی تاکہ حکم کرے۔

کتاب سے مراد جنس کتاب ہے۔ بِالْحَقِّ کتاب سے حال واقع ہے یعنی شَاهِدًا بِالْحَقِّ یعنی اللہ کتاب یا جو اس کتاب کے لانے والے انبیاء جیسے حضرت آدم اور شیث اور ادریس علیہم السلام پر صحائف اور حضرت موسی اور داؤد حضرت عیسی اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر توریت، انجیل، زبور اور قرآن کریم نازل فرمائے۔

marfat.com

ذریعہ وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے اور کتاب میں اختلاف نہیں ڈالا مگر انہیں لوگوں نے جن کے لیے وہ کتاب دی گئی تھی۔ یہ اختلاف تبدیل و تحریف اور ایمان و کفر کا اختلاف تھا جیسا کہ یہود و نصاری نے کیا (خازن)

بعد اس کے کہ ان کے پاس روشن حکم آ چکے یعنی یہ اختلاف نادانی کی وجہ سے نہیں تھے بلکہ حقیقت سمجھ کر دلائل کے سامنے لاجواب ہو کر ہٹ دھرمی کرتے تھے (خازن)

ابن زید کہتے ہیں ان لوگوں کا اختلاف قبلہ میں، روزوں میں، عبادت کے ایام میں اور حضرت ابراہیم کے دین و مذہب تھا۔ مثلاً کوئی مشرق کی سمت نماز پڑھتا کوئی مغرب کی سمت کوئی بیت اللہ کی سمت اس بارے میں واضح حکم بیت اللہ شریف کی سمت فرمایا گیا۔ اسی طرح ان کا اختلاف روزوں میں تھا کوئی عشرہ محرم کو رکھتا تھا اللہ تعالے نے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔ اسی طرح عبادت کے لیے نصاری نے اتوار کا دن متعین کیا اور یہود نے ہفتہ کا دن متعین کیا اللہ تعالے نے مسلمانوں کو جمعہ کے دن کے لیے حکم فرمایا حضرت ابراہیم کے مذہب کے سلسلہ میں یہودی ان کو یہودی کہتے تھے۔ نصاری ان کو نصرانی کہتے تھے اللہ تعالے نے واضح حق بات فرما دی کہ وہ حنیف تھے۔

یہ لوگ آپس کی سرکشی میں مصروف تھے تو اللہ نے ایمان والوں کو وہ حق بات دکھا دی جس میں یہ بے دین جھگڑ رہے تھے اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں کو جو ایمان کے طالب تھے سیدھے راستہ کی ہدایت فرمائی۔

ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستہم الباساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین امنوا معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب

کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم پر پہلوں کی حالت نہیں آئی یعنی ان کی سی سختیاں تم پر نہیں آئیں جیسی تم سے پہلوں پر آ چکی ہیں۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب غزوہ احزاب میں مسلمانوں پر سردی اور بھوک کی شدت نے سخت کیفیت طاری کر دی تو انہیں اس آیت کے ذریعہ تلقین صبر فرمائی اور بتایا کہ راہ خدا میں تکالیف برداشت کرنا قدیم سے خاصان حق کا معمول رہا ہے ابھی تو تمہیں تمہارے پہلوں کی سی تکالیف نہیں پہنچیں۔

بخاری شریف میں ہے حضرت خباب ابن الارت راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سایہ کعبہ میں اپنی ردا مبارک سے تکیہ فرمائے تشریف رکھتے تھے ہم نے حضور سے عرض کی کہ ہمارے لیے حضور دعا کیوں نہیں فرماتے ہم بہت زیادہ کے شکار ہیں۔ حضور نے فرمایا تم سے پہلے لوگ اس سے کہیں زیادہ سختیوں میں گرفتار ہو چکے ہیں انہیں زمین کھود کر

marfat.com

دبایا جاتا تھا۔ آری سے چیرا جاتا تھا۔ لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت نوچے جاتے تھے اور باوجود ان تمام تمام مصائب کے انہیں یہ مصیبتیں ان کے دین سے منحرف نہ کرسکیں تم ابھی سے گھبرا گئے انہیں تو سخت سختیاں اور شدت اور ہلا ڈالنے والی بلائیں پہنچیں حتی کہ ان کا رسول اور ان کے ساتھ والے مومن پکار اٹھے کہ کب آئے گی اللہ کی مدد یعنی شدت اس نہایت کو پہنچ گئی کہ ان امتوں کے رسول اور ان کے فرمانبردار مومن بھی طلب مدد کے لیے پکار اٹھے باوجودیکہ رسول بڑے صابر ہوتے ہیں اور ان کے پیرو بھی باوجود مصائب و آلام کے ثابت قدم تھے سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔

اللہ تعالے نے ایمان والوں سے وعدہ کیا کہ جو صبر اور ثابت قدمی سے جمے رہیں گے اللہ تعالے ان کو مزید کامیابی عطا فرمائے گا۔

يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَآ أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَٰلِدَيْنِ وَٱلْأَقْرَبِينَ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا۟ مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ ٱللَّهَ بِهِۦ عَلِيمٌ ۔ تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ فرما دیجئے جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ والدین اور قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مساکین اور مسافروں کے لیے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔

شان نزول۔ یہ آیت عمرو بن جموح کے جواب میں نازل ہوئی جو معمر بوڑھے آدمی تھے اور بڑے متمول دولت مند تھے۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا خرچ کریں اور کس پر خرچ کریں۔ اس آیت میں انہیں بتایا کہ جس قسم کا مال جس قدر خرچ کرو کم یا زیادہ اس میں ثواب ملے گا اور آگے مصارف بتائے کہ صدقہ نافلہ میں تو ماں باپ۔ قریبی رشتہ دار اور یتیم مسکین اور مسافر سب کو دو اور صدقہ مفروضہ یعنی زکوٰۃ واجب سے الگ کر دیا جائے (جمل)

باقی ہر نیکی میں انصاف ان پر کہ اللہ اس کی جزا دے گا اور ان کے ساتھ بھلائی کرنا تمہارے لیے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے بہترین ذریعہ ہے۔

خیر میں ہر قسم کی نیکی خواہ بدنی یا مالی ہو چھوٹی ہو یا بڑی سب شامل ہے اس کے معنی نیک کمائی اور صاف مال کے بھی ہیں۔ اور مستحقین یہ ہیں (۱) والدین (۲) قرابت دار (۳) یتیم (۴) مساکین (۵) مسافر۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰٓ أَن تَكْرَهُوا۟ شَيْـًٔا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰٓ أَن تُحِبُّوا۟ شَيْـًٔا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۔ تم پر جہاد فرض کیا گیا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور بہت سے امور وہ ہیں کہ تمہیں برے لگیں اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہوں اور بہت سی باتیں وہ ہیں جو تمہیں پسند ہوں اور وہ تمہارے حق میں بری ہوں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

marfat.com

جہاد اسلام میں جب فرض ہے جب کافر مسلمانوں پر چڑھائی کریں اس صورت میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے یعنی نفیر عام کے بعد ہر مسلمان کو اس میں شریک ہونا لازم ہے سوا مستثنیات کے خلاف اندر علاقہ لشکر آ جائے جو بہت بڑھا اور اگر محض سرحد کی حفاظت کے لیے ہو تو فرض کفایہ ہے یعنی جتنی جماعت دفاع کے لیے کافی ہو اگر وہ چلی جائے تو باقی پر وہ فرض عائد نہیں ہوتا۔

عسیٰ کا لفظ طمع اور ترجی میں مستعمل ہوتا ہے اور اکثر مفسرین نے اسے شک کے معنی میں استعمال کیا ہے لیکن قرآن کریم میں طمع و رجا کے معنی میں صحیح نہیں مانا اس لیے کہ اس میں قصور و نقص ہے۔ بنابریں قرآن کریم میں قطعیت کے معنی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے (مفردات)

تو آیت کریمہ میں اس امر کی وضاحت کی گئی کہ اگرچہ جہاد و مقاتلہ تمہیں ناگوار ہے لیکن یہ اللہ ہی جانتا ہے کہ تمہارے حق میں کیا بہتر ہے تو تم پر لازم ہے کہ حکم الٰہی کی اطاعت کرو اور اس کو بہتر جانو چاہے وہ تم پر گراں گذرے یا آسان نظر آئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دریافت کیا یا رسول اللہ سب سے افضل عمل کونسا ہے فرمایا نماز جو وقت پر ادا کی جائے میں نے عرض کیا پھر کونسا عمل ہے فرمایا ماں باپ کو آرام دینا میں نے عرض کی اس کے بعد فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ ابن مسعود فرماتے ہیں میں نے بس اسی قدر ہی سوال کیا (بخاری)

عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجاہد کا صف جہاد میں ایک دن کھڑا ہونا اللہ کے نزدیک ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع پ ۲ سورۃ بقرہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ
قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ
مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ
الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ
حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ

تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے کا حکم فرما دو اس
میں لڑنا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس
سے کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے
بسنے والوں کو نکالنا اللہ کے نزدیک سخت گناہ ہے
اور اس سے بڑھ کر ان کا فتنہ ہے اور قتل سے ساف
اور یہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے حتیٰ کہ تمہیں تمہارے

marfat.com

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

دین سے پھیر دیں اگر ان میں طاقت ہو اور جو پھر جائے تم میں سے اپنے دین سے اور مرتد مرے اور کافر ہو تو یہ وہ ہیں کہ ان کے عمل اکارت گئے دنیا اور آخرت میں اور یہی لوگ ہیں جہنم والے۔ یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

بے شک وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد فی سبیل اللہ یہ ہیں جو اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۝

تم سے پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کا حکم فرمادو ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو کچھ نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں۔

قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝

تم فرماؤ جو فاضل بچے اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم سوچو۔

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

دنیا میں اور آخرت میں اور تم سے یتیموں کا پوچھتے ہیں فرمادو ان سے بھلائی بہتر ہے اور اگر اپنا ان کا خرچ ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ سب جانتا ہے فسادی اور اصلاح والے کو اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈالتا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ

اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند آتی ہو اور نہ نکاح کرو مشرکین سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بے شک غلام مومن بہتر ہے مشرک سے اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو یہ

marfat.com

يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

وہ ہیں جو جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ بلاتا ہے جنت کی طرف اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور ظاہر کرتا ہے اپنی آیتیں لوگوں کے لیے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

لفظی ترجمہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ۔ پوچھتے ہیں آپ سے		عَنِ الشَّهْرِ۔ مہینے	الْحَرَامِ۔ حرمت والے کے متعلق
قِتَالٍ۔ کہ لڑائی کرنا	فِيْهِ۔ اس میں کیسا ہے	قُلْ۔ کہہ دیں	قِتَالٌ۔ لڑائی کرنا
فِيْهِ۔ اس میں	كَبِيْرٌ۔ بڑا گناہ ہے	وَ۔ اور	صَدٌّ۔ روکنا
عَنْ سَبِيْلِ۔ رستے	اللّٰهِ۔ اللہ سے	وَ۔ اور	كُفْرٌ۔ کفر کرنا
بِهٖ۔ اس کے ساتھ	وَ۔ اور	الْمَسْجِدِ۔ مسجد	الْحَرَامِ۔ حرام سے روکنا
وَ۔ اور	اِخْرَاجُ۔ نکالنا	اَهْلِهٖ۔ اس کے رہنے والوں کو	مِنْهُ۔ اس سے
اَكْبَرُ۔ بہت بڑا گناہ ہے	عِنْدَ۔ نزدیک	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور
الْفِتْنَةُ۔ فتنہ	اَكْبَرُ۔ بہت بڑا ہے	مِنَ الْقَتْلِ۔ قتل سے	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	يَزَالُوْنَ۔ رہیں گے	يُقَاتِلُوْنَكُمْ۔ لڑائی کرتے رہیں گے تم سے	
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	يَرُدُّوْكُمْ۔ پھیر دیں وہ تم کو		عَنْ دِيْنِكُمْ۔ تمہارے دین سے
اِنِ۔ اگر	اسْتَطَاعُوْا۔ وہ طاقت رکھیں		وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	يَّرْتَدِدْ۔ پھر جائے	مِنْكُمْ۔ تم میں سے	عَنْ دِيْنِهٖ۔ اپنے دین سے
فَيَمُتْ۔ پھر مرے	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	كَافِرٌ۔ کافر ہی ہو
فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہ لوگ	حَبِطَتْ۔ ضائع ہو گئے	اَعْمَالُهُمْ۔ ان کے عمل	فِي۔ بیچ
الدُّنْيَا۔ دنیا کے	وَ۔ اور	الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے	وَ۔ اور
اُولٰٓئِكَ۔ یہی لوگ ہیں	اَصْحٰبُ۔ ساتھی	النَّارِ۔ آگ کے	هُمْ۔ وہ
فِيْهَا۔ اس میں	خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہیں گے	اِنَّ۔ بیشک	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ وہ جنہوں نے	هَاجَرُوْا۔ ہجرت کی

marfat.com

وَ۔ اور	جَاهَدُوْا۔ جہاد کیا	فِیْ۔ بیچ	سَبِیْلِ۔ رستے
اللّٰهِ۔ اللہ کے	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ	یَرْجُوْنَ۔ امید رکھتے ہیں	رَحْمَتَ۔ رحمت
اللّٰهِ۔ خدا کی	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا
رَّحِیْمٌ۔ مہربان ہے	یَسْئَلُوْنَكَ۔ پوچھتے ہیں آپ سے		عَنِ الْخَمْرِ۔ شراب
وَ۔ اور	الْمَیْسِرِ۔ جوئے سے	قُلْ۔ کہہ دیں	فِیْهِمَآ۔ ان میں
اِثْمٌ۔ گناہ	كَبِیْرٌ۔ بڑا ہے	وَ۔ اور	مَنَافِعُ۔ فائدہ بھی ہے
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے	وَ۔ اور	اِثْمُهُمَآ۔ ان کا گناہ	اَكْبَرُ۔ بہت زیادہ ہے
مِنْ نَّفْعِهِمَا۔ ان کے نفع سے	وَ۔ اور	یَسْئَلُوْنَكَ۔ پوچھتے ہیں آپ سے	
مَاذَا۔ کیا	یُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کریں	قُلِ۔ کہہ دو	الْعَفْوَ۔ بچ جائے
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	یُبَیِّنُ۔ بیان کرتا ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	لَكُمُ۔ تمہارے لیے
الْاٰیٰتِ۔ آیتیں	لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم	تَتَفَكَّرُوْنَ۔ سوچو	فِیْ۔ بیچ
الدُّنْیَا۔ دنیا کے	وَ۔ اور	الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے	وَ۔ اور
یَسْئَلُوْنَكَ۔ پوچھتے ہیں تم سے	عَنِ۔ متعلق	الْیَتٰمٰی۔ یتیموں کے	قُلْ۔ کہہ دیں
اِصْلَاحٌ۔ بھلائی	لَّهُمْ۔ ان کے لیے	خَیْرٌ۔ بہتر ہے	وَ۔ اور
اِنْ۔ اگر	تُخَالِطُوْهُمْ۔ ملا لو تم انکو	فَاِخْوَانُكُمْ۔ تو وہ تمہارے بھائی ہیں	
وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	یَعْلَمُ۔ جانتا ہے	الْمُفْسِدَ۔ بگاڑنے والے کو
مِنَ الْمُصْلِحِ۔ سنوارنے والے سے	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	شَآءَ۔ چاہتا
اللّٰهُ۔ اللہ	لَاَعْنَتَكُمْ۔ تو تمہیں مشقت میں ڈالتا	وَ۔ اور	اِنَّ۔ بیشک
اللّٰهَ۔ اللہ	عَزِیْزٌ۔ غالب ہے	حَكِیْمٌ۔ حکمت والا	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	تَنْكِحُوا۔ نکاح کرو	الْمُشْرِكٰتِ۔ مشرک عورتوں سے	حَتّٰی۔ یہانتک
یُؤْمِنَّ۔ ایمان لائیں	وَ۔ اور	لَاَمَةٌ۔ یقیناً لونڈی	مُّؤْمِنَةٌ۔ مومن
خَیْرٌ۔ بہتر ہے	مِّنْ مُّشْرِكَةٍ۔ مشرک عورت سے	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگرچہ
اَعْجَبَتْكُمْ۔ تمہیں اچھی لگے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُنْكِحُوا۔ نکاح کرکے دو
الْمُشْرِكِیْنَ۔ مشرکوں کو	حَتّٰی۔ یہانتک کہ	یُؤْمِنُوْا۔ ایمان لائیں	وَ۔ اور
لَعَبْدٌ۔ یقیناً غلام	مُّؤْمِنٌ۔ مومن	خَیْرٌ۔ بہتر ہے	مِّنْ مُّشْرِكٍ۔ مشرک آدمی سے

marfat.com

وَ ۔ اور ۔ لَوْ ۔ اگرچہ ۔ اَعْجَبَکُمْ ۔ تمہیں اچھا لگے ۔ اُولٰٓئِکَ ۔ یہ لوگ
یَدْعُوْنَ ۔ بلاتے ہیں ۔ اِلَی ۔ طرف ۔ النَّارِ ۔ آگ کی ۔ وَ ۔ اور
اللّٰہُ ۔ اللہ ۔ یَدْعُوْٓا ۔ بلاتا ہے ۔ اِلَی ۔ طرف ۔ الْجَنَّۃِ ۔ جنت کی
وَ ۔ اور ۔ الْمَغْفِرَۃِ ۔ بخشش کی ۔ بِاِذْنِہٖ ۔ اپنے حکم سے ۔ وَ ۔ اور
یُبَیِّنُ ۔ بیان کرتا ہے ۔ اٰیٰتِہٖ ۔ اپنی آیتیں ۔ لِلنَّاسِ ۔ لوگوں کے لیے ۔ لَعَلَّھُمْ ۔ تاکہ وہ
یَتَذَکَّرُوْنَ ۔ نصیحت حاصل کریں

مختصر تفسیر گیارہواں رکوع پ۲ سورۃ بقرہ

سات قانون کا مجموعہ

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط

تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے کا حکم فرما دیجئے اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے اور کفر کرنا اس سے اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے بسنے والوں کو نکالنا اللہ کے نزدیک بہت ہی بڑا گناہ ہے اور ان کا فتنہ تو قتل سے بھی سخت ہے۔

الشَّهْرِ الْحَرَامِ ۔ حرمت کا مہینہ، اس سے رجب کا مہینہ مراد ہے۔ قمری سال کے چار مہینے ہیں۔ محرم، رجب ذیقعدہ، ذی الحجہ۔

شان نزول

اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ

ابن سعد نے اپنی سنن میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں جندب بن عبد اللہ سے روایت کیا کہ جنگ بدر سے دو ماہ قبل سنہ ۲ ہجری میں حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پھوپھی زاد بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی قیادت میں آٹھ مہاجرین کی جماعت نجران کی طرف روانہ فرمائی اور ایک خطِ مہر تحریر کرکے دیا۔ فرمایا کہ دو دن کا سفر کرنے کے بعد اس کو پڑھنا اور اپنے رفقاء کو بھی سنا دینا اور ہمارے حکم کا اجرا کرنا۔

حضرت عبد اللہ بن جحش نے دو روز کا سفر کرکے خطِ مہر کھولا اور پڑھنا شروع کیا تو اس میں یہ حکم تحریر تھا بسم اللہ

marfat.com

الرحمن الرحیم بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ تم اللہ کی برکت و رحمت پر بھروسہ کر کے جب بطن نخلہ پر پہنچو تو قریش کے قافلہ کے منتظر رہو۔

حضرت عبداللہ نے نامہ عالی پڑھ کر رضامندی کا اظہار فرمایا اور اپنے رفقاء کو سنایا سب نے رضامندی کا اظہار کیا۔

جب مقام نخلہ پر پہنچے تو قریش کا قافلہ نظر آیا جو طائف سے تجارت کا مال لے کر آرہا تھا۔ اس قافلہ میں عمرو حضرمی حکم بن کیسان تھے۔ مسلمانوں کی اس مختصر جماعت کا ان مشرکین سے مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں کا خیال تھا کہ وہ دن جمادی الاخری کا آخری دن ہے مگر حقیقتاً چاند ۲۹ کو ہو گیا تھا اور وہ دن رجب کی پہلی تاریخ کا تھا اس پر کفار نے مسلمانوں پر طنز کیا کہ مسلمانوں نے ماہ حرام میں جنگ کی ہے۔

حالانکہ قرآن پاک میں صاف ارشاد ہے کہ

(ترجمہ) "بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے آسمان اور زمین اس نے بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو"۔

جہاد کے لیے چار مہینے حرمت والے ہیں ان میں رجب بھی ہے۔ اس کے علاوہ تین ماہ ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ۔ اور محرم ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں عرب بھی ان کی تعظیم کرتے تھے اسلام میں بھی یہ چار ماہ ایسے ہی رکھے گئے کہ ان کی حرمت و عظمت اور زیادہ کی گئی۔

قریش نے مکہ کے مسلمانوں کو طعنہ دیا جس سے مجاہدین اسلام کو صدمہ ہوا انہوں نے سرکار ابد قرار ہادی اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم نے حضرمی کو قتل کرنے کے بعد شام کو رجب کا چاند دیکھا ہمیں یہ نہیں معلوم کہ ہم نے یہ قتل رجب میں کیا یا جمادی الثانی کے آخری دن تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس رکوع میں سات حکم علیحدہ علیحدہ ہیں۔

پہلا حکم ماہ حرام یعنی محرم۔ رجب۔ ذوالحجہ۔ ذیقعدہ کے متعلق کہ اس میں لڑیں یا نہیں تو جواب ملا اس میں لڑنا اچھا نہیں سخت گناہ ہے لیکن یہ حکم آیت کریمہ اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ سے منسوخ ہو گیا اور جب تک منسوخ نہ ہوا تھا اس وقت جو جنگ ہوئی وہ صحابہ کے علم میں جمادی الاخری کا آخری دن تھا اسلیے وہ گناہ بھی لازم نہ آیا۔

علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب کبھی کفار حرمت والے مہینوں میں جنگ کریں تو مسلمان اپنی حفاظت کے لیے دفاعی جنگ کر سکتے ہیں اور ان کے حملہ کا جواب دے سکتے ہیں۔ ان مقدس مہینوں میں جنگ اگرچہ بری ہے لیکن جو باتیں کفار کرتے ہیں وہ اس سے بھی بری ہیں مثلاً اللہ پر ایمان نہ لانا۔ بتوں کی پرستش کرنا۔ قیامت اور حشر پر ایمان

marfat.com

دلانا۔ فتنہ فساد پھیلانا لوگوں کو گھروں سے بلا وجہ نکالنا وغیرہ وغیرہ
وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اور اللہ کی راہ سے روکنا۔
یعنی لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے روکنا اور جو اسلام قبول کرلیں انہیں سخت اذیتیں پہنچانا۔ جو ایمان لانے کا ارادہ کرتے ہیں انہیں دھمکیاں دینا جو لوگ ایمان لے آتے انہیں سخت اذیتیں پہنچاتے۔ گرم پتھروں پر لٹاتے طرح طرح کی اذیتیں دیتے تھے۔
انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو حدیبیہ کے موقعہ پر بیت اللہ شریف جانے سے روکا تمام مکہ کے موقعہ پر ایسی ایذائیں دیں کہ وہاں سے ہجرت کرنی پڑی۔
وَكُفْرٌ بِهٖ۔ اللہ سے کفر کرنا۔ اس کی صفات اور وجود سے انکار کرنا۔
وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ خانہ کعبہ عبادت کے لیے تھا۔ کافر مسلمانوں کو اس میں داخلے سے روکتے تھے اور عبادت میں رکاوٹ ڈالتے تھے۔
اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ۔ مکہ والوں کا وہاں سے نکال دینا۔ مسلمانوں پر اس قدر سختیاں کرتے کہ وہ ہجرت پر مجبور ہو گئے
اَلْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ۔ فساد، غارت گری، دین سے ہٹانا ایمان کا بڑا فتنہ تھا اس لیے کہ قتل تو بعض مواقع پر جائز بھی ہے لیکن کفر تو کسی حالت میں جائز نہیں۔
وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَھُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ اور ہمیشہ رہیں گے تم سے مقابلہ کرتے حتی کہ تمہیں تمہارے دین سے مرتد کر دیں گے اگر ان میں طاقت ہو اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے اور کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا سب عمل اکارت ہو گا دنیا و آخرت میں اور یہ لوگ دوزخ والے ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔
اس آیت میں خبر دی گئی کہ کفار مسلمانوں سے ہمیشہ عداوت رکھیں گے اور جہاں تک ان سے ہو سکے گا وہ مسلمانوں کو مرتد بنانے میں کوشش کرتے رہیں گے۔ لفظ ان استطاعوا سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے خلاف سعی کرتے رہیں گے اگرچہ وہ اس مراد میں ناکام رہیں گے۔
وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ۔ اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے۔
اس آیت میں یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر کوئی مسلمان کافر مشرکین کے ذیادہ خواہ کسی لالچ سے یا از خوف سے اسلام کو چھوڑ کر کفر یا شرک اختیار کرے اور مرتے دم تک کفر ہی پر اڑا رہے تو اس کے تمام عمل باطل ہو جاتے ہیں آخرت میں اس کا کوئی اجر و ثواب نہ ملے گا جہنم کی آگ اس کا ٹھکانا ہو گا دنیا میں بھی اس کی سزا بھگتنی پڑے

marfat.com

گی اور قیامت کے دن بھی۔ شریعت مطہرہ مرتد کو قتل کا حکم دیتی ہے اس کی عورت جو مسلمان ہے اس پر حلال نہ رہے گی اور نہ ہی وہ وراثت کا مستحق رہے گا اس کی کسی قسم کی مدد و اعانت کفر کی اعانت ہوگی۔

فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ: کفر کی حالت میں موت آجائے۔

تو گویا کہ اسلام سے بغاوت کی اس میں اس کے لیے معافی نہیں بلکہ دوزخ ہی ٹھکانا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔ وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے یہ وہ ہیں کہ رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ہجرت سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے دین حق کی خاطر اپنے وطن عزیز کو چھوڑا اور دار الکفر کو چھوڑ کر دار الاسلام کی طرف چلے جائیں۔

جہاد۔ جد و جہد، کوشش اور ہر طرح کی اذیت و تکالیف شامل ہیں۔ اللہ کی راہ میں اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے مصائب و تکالیف برداشت کرنا۔

امیدوار۔ ایمان والوں کو خوشخبری دینا ہے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ عبد اللہ بن جحش کی سرکردگی میں جو جہاد میں بھیجے گئے تھے ان کی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ چونکہ انہیں خبر نہ تھی کہ یہ دن رجب کا ہے اس لیے اس روز قتال کرنا گناہ تو نہ ہوا لیکن اس کا کچھ ثواب بھی نہ ملے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتایا کہ ان کا یہ عمل جہاد مقبول ہے اور انہیں امیدوار رحمت رہنا چاہئے اور ان کی یہ امید ضرور پوری ہوگی (خزائن)

وہی لوگ مستحق ہیں جو ایمان لائے اور اس کی رضا کی خاطر ہجرت کے مصائب برداشت کیے۔ اور رحمت الٰہی کے امیدوار رہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۔ تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں فرما دیجیے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

الْخَمْرِ: شراب۔ خمر کے لفظی معنی کسی چیز کو ڈھانپ لینا ہے۔ اوڑھنی کو خمار اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ سر کو ڈھانپ لیتی ہے شراب انسانی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے حواس باقی نہیں رہتے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ خمر انگور وغیرہ کے شیرہ کو کہتے ہیں جس وقت کہ اس میں نشہ پیدا ہو جائے اور جھاگوں سے ابل جائے۔

marfat.com

کنیسیٹر بجوا یہ لفظ اپنے وسیع معنی میں آیا ہے۔ جوئے کی تمام اقسام پر حاوی ہے۔

اسلام سے پہلے شراب جوئے کا عرب میں عام رواج تھا جوئے کی قسموں کا اعتبار نہ تھا ان دونوں کے نتیجہ میں جنسی تعلقات کی ابتری، مالی مشکلات، ظلم تعدی کی وبا عام پھیل چکی تھی لوگ اپنی عقل ان چیزوں کے عوض بیچ چکے تھے۔

شانِ نزول:۔ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو انہوں نے دیکھا کہ شراب جوئے کا پورا عروج ہے۔ تو حضرت عمر بن خطاب خلیفہ ثانی جانشین مصطفیٰ اور حضرت معاذ بن جبل نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ شراب اور جوئے کا فیصلہ فرمایئے کیونکہ شراب عقل کو برباد کر دیتی ہے اور جوا مال کو برباد کر دیتا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں ان دونوں کی برائیاں بیان فرمائی گئیں مگر انہیں صراحتہً حرام نہ کیا گیا (روح المعانی)

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام سے بڑھ کر کوئی جماعت نہیں دیکھی گئی جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تیرہ سوال کیے قرآن کریم نے ان سب کو مع سوال نقل فرمایا۔

اسرائیلی پیغمبروں نے بھی شراب اور جوئے کو حرام ہونے کے بارے میں اپنی امتوں کو حکم پہنچایا لیکن انہوں نے مخالفت کی باوجود مخالفت کی اسلام نے ان کی برائی کو کھول کر بیان کیا۔ شراب ۳ھ ہجری غزوۂ احزاب سے چند روز بعد حرام کی گئی۔ اس سے قبل بتایا گیا تھا کہ شراب اور جوئے کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے نفع تو یہی ہے کہ شراب سے کچھ سرور پیدا ہوتا ہے۔ قوت شہوانیہ میں خاص حرکت آجاتی ہے یا اس کی خرید و فروخت میں تجارتی منفعت حاصل ہوتی ہے۔

جوئے میں کبھی مفت مال ہاتھ آجاتا ہے اور برائیوں کا اس میں شمار ہی نہیں ہوتا۔ عقل کا زوال غیرت و حمیت کا زوال عبادت سے محرومی۔ لوگوں سے عداوتیں نظر عوام میں ذلت اور دقت کی اشاعت۔

عرب میں اونٹوں کو لاٹری سے تقسیم کرتے تھے۔ اس لیے اسے میسر کہا گیا۔ ہار جیت کو جوا کہتے ہیں۔ لہٰذا تاش شطرنج۔ لاٹری نرد شیر بچوں کا اور بیانسوں سے کھیلنا جبکہ دو طرفہ مال کی شرط ہو یہ سب فقہاء نے حرام قرار دیا ہے (روح المعانی)

ایک روایت ہے کہ جبریل امین نے حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت جعفر طیار کی چار خصلتیں پسند ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ

(۱) میں نے شراب کبھی نہیں پی حرمت کے حکم سے پہلے ہی مجھے نفرت تھی کیونکہ میں یہ جانتا تھا کہ اس سے عقل زائل ہو جاتی ہے۔

marfat.com

(۲) دوسری خصلت یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی میں نے کبھی بت پرستی نہ کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ پتھر ہے اس میں نفع و نقصان کی طاقت نہیں ہو سکتی۔

(۳) تیسری خصلت یہ ہے کہ میں نے کبھی زنا نہیں کیا اس لیے کہ میں اس کو بے غیرتی سمجھتا تھا

(۴) چوتھی خصلت یہ ہے کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کیونکہ میں اسے کمینہ پن سمجھتا ہوں۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق احکام دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان میں بہت بڑے گناہ ہیں ان میں صد ہا گناہوں کے ذریعہ موجود ہیں۔ ان میں کچھ دنیوی فوائد ضرور ہیں۔ لیکن برائیاں بہت زیادہ ہیں لہذا ان سے بچنا عقلاً و نقلاً بہتر ہے۔

شراب اور جوئے کو مٹانا ہادی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے کیونکہ عرب میں پانی کی طرح پی جاتی تھی بچوں کو گھٹی میں دی جاتی تھی اس کی حرمت کے احکام بتدریج ہوئے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف کے یہاں بعض صحابہ کی دعوت تھی کھانے کے بعد شراب کا دور چلا تھے ہی نماز مغرب کا وقت آگیا حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو امام بنایا گیا۔ آپ نے سورہ کافرون (جس کی تلاوت کی) جس سے ہر جگہ سے لا اڑ گئے یعنی اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ پڑھ گئے تو آیت کریمہ نازل ہوئی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی یعنی نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ۔ اس کے بعد شراب کا استعمال بہت کم ہو گیا (روح المعانی) بعد میں حرمت قطعی کا حکم فرما دیا گیا۔

وَیَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں فرما دو جو فاضل بچے اسی طرح اللہ تعالیٰ آیتیں بیان فرماتا ہے کہ تم سوچو دنیا و آخرت میں۔

یہ چوتھا مسئلہ ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو صدقہ دینے کی رغبت دلائی تو انہوں نے عرض کی مَاذَا یُنْفِقُوْنَ حضور کتنا مال صدقہ کریں اس پر حکم نازل ہوا کہ جو تمہاری حاجت ضروریہ سے زیادہ ہو وہ خرچ کرو۔ ابتدائے اسلام میں مایحتاج سے زائد صدقہ کرنا فرض تھا چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسا ہی کرتے رہے (خازن) اس کے بعد زکوٰۃ مفروض اور صدقات نافلہ کے احکام آئے اور ان کے مصارف بھی واضح کیے گئے۔

اَلْعَفْوَ جو مال اپنے خرچ کرنے سے بچے۔

یعنی فرمادو کہ اپنی حاجت سے بچا ہوا مال راہ خدا میں خرچ کرو جس کا خرچ کرنا آسان ہو۔ حضرت عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ عفو کے معنی اوسط درجے کے ہیں یعنی نہ اسراف کرتے ہیں نہ بخل کرتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

marfat.com

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا۔ اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں نہ بخل کرتے ہیں۔

طاؤس کہتے ہیں کہ عفو سے مراد یہ ہے کہ جو جیسے آسان ہو ارشاد باری ہے خُذِ الْعَفْوَ یعنے جو لوگوں کو عادۃً دینا آسان ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر صدقہ وہی ہے جو تونگری کے ساتھ ہو اور اپنے اعزہ سے دینا شروع کرے (بخاری)

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ۔ ذٰلِكَ سے مذکورہ احکام کی طرف اشارہ کرنا یُبَیِّنُ کے معنی آہستہ آہستہ یا خوب بیان کرنا۔ جان لینا چاہئے کہ آیتیں خدا کے سوا کسی کی جانب سے نہیں ہیں اللہ تعالے نے صاف صاف بیان کر دیا۔

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

حضرت مولائے کائنات علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا دنیا پیٹھ پھیرے جاتی ہے اور آخرت اس طرف منہ کرکے آتی ہے۔ ان دونوں کی اولاد ہے پس تم آخرت کی اولاد ہو جاؤ دنیا کی اولاد نہ ہو کیونکہ دنیا میں عمل ہے حساب نہیں اور کل قیامت میں حساب ہوگا عمل نہ ہوگا۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ اور تم سے یتیموں کے متعلق سوال کرتے ہیں فرما دیجئے کہ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر اپنا خرچ اور ان کا ملا کر دو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے بگاڑنے سنوارنے والے کو اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى۔ یتامیٰ یتیم کی جمع ہے یتیم وہ نابالغ بچہ ہے جس کا باپ مر جائے۔ دُرِّ یتیم وہ موتی ہے جو سیپ میں یکتا ہو۔

قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ۔ اصلاح صلح سے بنا اس کے معنی ہیں درستی۔ اصلاح سے جانی، مالی، نفسانی اور روحانی درستگی مراد ہے۔

یتیموں کو علم و ادب سکھانا۔ دینی دنیاوی تعلیم دینا۔ نمازی پرہیزگار بنانا ان کا مال احتیاط سے خرچ کرنا ان کے مال کو تجارت میں لگا کر نفع اور ان کی مدد کرنا سب اس میں داخل ہے (روح المعانی) اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کی اصلاح کرنا تمہارے لیے بہتر ہے۔

marfat.com

اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ۔ یہ خلط سے بنا۔ اس کے معنی ہیں چند چیزوں کے اجزاء آپس میں ملا دینا۔ دوست اور پڑوسی کو خلیط کہتے ہیں یعنی مل جل کر رہنا یعنی مال کا ملا دینا مراد ہے بعض نے کہا نکاح مراد ہے (تفسیر کبیر وروح المعانی)

اِخْوَانُكُمْ۔ یہ اَخٌ کی جمع ہے بمعنی بھائی ہے۔ مجازاً ہم قبیلہ۔ ہم پیشہ۔ ہم مذہب کو بھی اَخ کہا جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے كُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَةٌ۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ۔ یہاں علم بمعنی معرفت ہے۔ اگرچہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے تجارت اور کھانے پینے میں ان کا مال ملا لینے کی اجازت دیدی۔ مگر وہ ذات عالم الغیب والشہادۃ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کون فسادی ہے اور کون مصلح ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ۔ اَعْنَتَ۔ اعنات سے بنا اس کے معنی ہیں ناقابل برداشت محنت ومشقت یعنی اگر رب چاہتا تو تمہیں یتیموں کے متعلق سخت مشقت میں ڈال دیتا کہ ان کا ہر مال علیحدہ رکھنے کا حکم دیتا جس میں تم کو سخت دشواری ہوتی۔ مگر اپنے فضل وکرم سے خلط کی اجازت فرمادی۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ عزیز۔ عزت بمعنی غلبہ۔ حکیم۔ حکمت۔ یعنی اللہ تعالےٰ سب پر غالب ہے۔ حکمت والا ہے۔

یہ پانچواں حکم ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا۔ بے شک وہ جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور جلد ہی بھڑکتی دوزخ میں داخل ہوجائیں گے کے نزول کے بعد لوگوں نے یتیموں کے مال جدا کر دیئے اور ان کا کھانا پینا علیحدہ کر دیا اور اس میں اتنی احتیاط کی گئی کہ جو کھانا یتیم کے لیے پکتا اور اس سے کچھ بچ جاتا تو وہ سڑ ہی جاتا لیکن اسے استعمال کوئی نہ کرتا۔

یہ صورتیں دیکھ کر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر یتیم کے مال کی حفاظت کے خیال سے اس کا کھانا اس کے اولیا اور نگران اپنے مال میں ملا کر پکا لیا کریں تو اس کے متعلق کیا حکم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس دن سے کافل یتیم کو جائز ہوا کہ وہ ان کا کھانا اپنے کھانے کے ساتھ ملا کر پکا سکیں اور آیت کریمہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ میں پہلے بھی تصریح تھی کہ از روئے ظلم وبے انصافی جو مال یتیم میں تصرف کرے او کھا جائے وہ اپنے بطنوں میں آگ بھر رہا ہے۔

مسئلہ:۔ کفار یتیموں کا بھی یہی حکم ہے ان کے مال وغیرہ کی اصلاح کی جائے دوسری جگہ مطلق یتیم کا لفظ فرمایا۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔

marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا جنت میں ہم اور یتیم کا پرورش کرنے والا اس طرح ہوں گے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی محبت سے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا اسے ہر بال کے عوض نیکی ملتی ہے۔
(روح المعانی)

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند آتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں (اپنی لڑکیاں) نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند آتا ہو وہ دوزخ کی طرف تمہیں بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں بیان کرتا ہے لوگوں کے لیے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

اس آیت میں دو حکم ہیں ایک مشرکوں سے نکاح کا اور دوسرے مشرکوں کو نکاح نہ دینے کا۔

تنکحوا۔ نکح سے بنا اس کے لغوی معنی ہیں جمع ہونا۔ اہل عرب کا مقولہ ہے نَكَحَ الْمَطَرُ الْاَرْضَ۔ بارش زمین سے مل گئی نَكَحَ النُّعَاسُ عَيْنَهٗ۔ نیند آنکھ میں داخل ہو جانا۔ نکاح سے دو قبیلے باہم مل جاتے ہیں اس لیے اسے نکاح کہتے ہیں۔

مشرک لغت میں توحید کے منکر کو کہتے ہیں کبھی مطلقاً کفر کو بھی شرک کہہ دیا جاتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ۔

اس حکم میں ہر کافرہ عورت داخل ہے۔ احناف کے نزدیک ہر غیر مسلمہ کے ساتھ نکاح ناجائز ہے لیکن اہل کتاب یہودی نصرانی عورتوں سے نکاح جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔

اسلام نے نکاح کے لیے ذات۔ نسل۔ رنگت وغیرہ کی قید نہیں لگائی بلکہ ایمان اور عقیدے کے صحیح ہونے کی شرط لگائی ہے کیونکہ میاں بیوی کا رشتہ محبت و رفاقت کی بنیادوں پر ہوتا ہے اگر عقیدہ کا اختلاف ہو تو اولاد پر اس کا بہت اثر ہوگا۔

شان نزول۔ حضرت مرثد غنوی ایک بہادر آدمی تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مکہ معظمہ روانہ فرمایا تاکہ وہاں سے حکمت عملی کے ساتھ مسلمانوں کو نکال لائیں۔ وہاں عناق نامی ایک مشرکہ عورت تھی جو زمانہ جاہلیت میں ان کے ساتھ محبت رکھتی تھی حسین اور مالدار تھی جب اس کو حضرت مرثد کے آنے کی خبر ملی تو وہ آپ

marfat.com

کے پاس آئی اور مخالطت حرام کی طالب ہوئی۔ آپ نے بخوف الٰہی اس سے اعراض کیا اور فرمایا اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا تو اس نے نکاح کی خواہش کی آپ نے فرمایا یہ بھی بلا اجازت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ناممکن ہے جب آپ فرض سے فارغ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حال عرض کیا اور نکاح کرنے کا حکم چاہا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (تفسیر احمدی)

حَتّٰى يُؤْمِنَّ۔ ایمان سے مسلمان ہونا مراد ہے یا اہل کتاب۔

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ۔ اَمَتہ۔ مملوکہ عورت یعنی لونڈی مراد ہے۔

خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ۔ زیادہ اچھی ہے مسلمہ اگرچہ لونڈی ہو کافر آزاد عورت سے۔

وَلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ۔ جہاں لَوْ کے بعد فعل ماضی ہو تو واو وصلیہ ہوتا ہے اور لَوْ بمعنی اِنْ۔

اعجاب بمعنی تعجب میں ڈالنا یا پسند آنا اگرچہ مشرکہ عورت اپنے مال، جمال، حسب و نسب کی وجہ سے پسند آجائے مسلمان عورت مشرکہ سے بہتر ہے۔

علامہ بغوی کہتے ہیں یہ آیت خنساء کے بارے میں نازل ہوئی جو حضرت حذیفہ بن یمان کی ایک حسین لونڈی تھی جسے حضرت حذیفہ نے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تھا۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ کی ایک بدصورت لونڈی تھی ایک دن عبد اللہ نے اس پر خفا ہو کر طمانچہ مار دیا پھر دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر آ کر عرض کیا حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا وہ اسلام قبول کرتی ہے عرض کی کہ حضور وہ کلمہ پڑھتی ہے رمضان المبارک کے روزے رکھتی ہے۔ نماز پڑھتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مومنہ ہے حضرت عبد اللہ نے اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے نکاح چار وجہ سے کیا جاتا ہے۔ مال، جمال، حسن، دین لیکن تم دینداری کو بہتر سمجھنا (بخاری)

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا۔ اور مسلمان عورتوں کا نکاح مشرک مردوں کے ساتھ نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔

اس حکم میں تمام مسلمانوں کو خطاب ہے۔ مشرکین میں عام کفار مراد ہیں خواہ بت پرست ہوں یا مرتد ہوں (روح البیان) یا لونڈی ہو یا آزاد جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ۔ اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ مال یا جاہ کی وجہ سے تمہیں اچھا معلوم ہو۔ یہ مشرک عورتیں اور مرد مسلمانوں کو دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے۔ کہ

marfat.com

مسلمان غلام اگرچہ بظاہر حقیر ہے لیکن آزاد اور مالدار کافر سے افضل ہے کیونکہ وہ زیور ایمان سے آراستہ ہے اگرچہ وہ کافر اپنے مال و عزت کی وجہ سے تمہیں اچھا معلوم ہو۔ نکاح حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کفار تم سے مل کر کفر کی طرف رغبت دیں گے بہذا ان سے دور ہی رہنا ضروری ہے۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوٓا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ۔ اللہ کے پیارے مسلمان ایمان اور نیک اعمال کی طرف رغبت دیتے ہیں۔ وَاللّٰهُ يَدْعُوٓا۔ اور اللہ بلاتا ہے جنت و مغفرت کی طرف اپنے احکام لوگوں کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں۔

بعض فقہاء نے تصریح کی ہے کہ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرے خواہ توحید الٰہی کا قائل ہو وہ مرتد ہے باقی حکم کا جو منطوق و مفہوم ہے وہ آیت کے ترجمہ سے واضح ہے۔ مزید تفسیر تفصیل حاصل ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پارہ ۲ دوسراں رکوع ۱۲ سورۃ بقرہ

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝

اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم فرما دیجئے وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے علیحدہ رہو ایام حیض میں اور نہ جاؤ ان کے قریب جبتک پاک نہ ہوں تو جب پاک ہولیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں حکم دیا اللہ نے بیشک اللہ محبوب رکھتا ہے سب توبہ کرنے والوں کو اور محبوب رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوٓا أَنَّكُم مُّلٰقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝

تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتی ہیں تو آؤ اپنی کھیتی کو جیسے چاہو اور اپنے لیے مقدم کرو اور ڈرو اللہ سے اور جان لو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور بشارت دیجئے ایمان والوں کو۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ أَن تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

اور نہ کرو اللہ کو نشانہ اپنی قسموں کا کہ احسان اور تقوی اور باہمی مصالحت لوگوں میں کرنے کی قسم لو اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ أَيْمَانِكُمْ

نہیں گرفت کرتا اللہ ان قسموں کی جو بے ارادہ زبان

marfat.com

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۗ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۗ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

سے نکل جائیں۔ لیکن گرفت کرتا ہے تمہاری ان کاموں پر جو تمہارے دلوں نے کیے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

ان لوگوں کو جنہوں نے قسم کھائی اور ایلا کیا اپنی عورتوں سے انہیں چار مہینے تک مہلت ہے تو اگر اس مدت میں لوٹ آئیں تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور اگر چھوڑنے کا ہی ارادہ کر لیا تو اللہ سنتا جانتا ہے۔

اور مطلقہ اپنے نفسوں کو روکیں تین حیض اور نہیں حلال ان کے لیے یہ کہ چھپائیں جو پیدا کیا اللہ نے ان کے رحموں میں اگر ایمان لائیں اللہ اور قیامت کے دن پر اور ان کے شوہروں کو اس مدت میں ان کے پھیر لینے کا حق ہے۔ اگر وہ ارادہ کریں مصالحت کا اور عورتوں کو حق ہے اتنا ہی جیسے مردوں کو ہے شرع کے موافق اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت کا درجہ ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	يَسْئَلُوْنَكَ۔ آپ سے پوچھتے ہیں		عَنِ الْمَحِيْضِ۔ حیض سے
قُلْ۔ فرما دیجیے	هُوَ۔ وہ	اَذًى۔ اذیت ہے	فَاعْتَزِلُوْا۔ تو الگ رہو
النِّسَآءَ۔ عورتوں سے	فِي الْمَحِيْضِ۔ حیض میں	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
تَقْرَبُوْا۔ قریب جاؤ	هُنَّ۔ ان کے	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	يَطْهُرْنَ۔ پاک ہو جائیں
فَاِذَا۔ پھر جب	تَطَهَّرْنَ۔ پاک ہو جائیں	فَاْتُوْ۔ تو آؤ	هُنَّ۔ ان کے پاس
مِنْ حَيْثُ۔ جہاں سے	اَمَرَ۔ حکم دیا	كُمُ۔ تم کو	اللّٰهُ۔ اللہ نے
اِنَّ۔ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	يُحِبُّ۔ پسند کرتا ہے	التَّوَّابِيْنَ۔ بہت توبہ کرنے والوں کو

marfat.com

وَ۔اور	يُحِبُّ۔پسند کرتا ہے	الْمُتَطَهِّرِينَ۔پاک رہنے والوں کو	
نِسَآؤُكُمْ۔تمہاری عورتیں	حَرْثٌ۔کھیتی ہیں	لَّكُمْ۔تمہاری	فَأْتُوا۔تو آؤ
حَرْثَكُمْ۔اپنی کھیتی کو	أَنّٰى۔جیسے	شِئْتُمْ۔تم چاہو	وَ۔اور
قَدِّمُوا۔آگے بھیجو	لِأَنفُسِكُمْ۔اپنی جانوں کیلئے	وَ۔اور	اتَّقُوا۔ڈرو
اللّٰهَ۔اللہ سے	وَ۔اور	اعْلَمُوا۔جان لو	أَنَّكُمْ۔کہ تم
مُّلَاقُوهُ۔اس کو ملنے والے ہو		وَ۔اور	بَشِّرِ۔خوشخبری سناؤ
الْمُؤْمِنِينَ۔ایمان والوں کو	وَ۔اور	لَا۔نہ	تَجْعَلُوا۔بناؤ
اللّٰهَ۔اللہ کو	عُرْضَةً۔نشانہ	لِّأَيْمَانِكُمْ۔اپنی قسموں کا	أَن۔یہ کہ
تَبَرُّوا۔نیک بن جاؤ	وَ۔اور	تَتَّقُوا۔پرہیزگار ہو جاؤ	وَ۔اور
تُصْلِحُوا۔اصلاح کرو	بَيْنَ۔درمیان	النَّاسِ۔لوگوں کے	وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ	سَمِيعٌ۔سننے والا	عَلِيمٌ۔جاننے والا ہے	لَا۔نہیں
يُؤَاخِذُ۔مواخذہ کرتا	كُمُ۔تم پر	اللّٰهُ۔اللہ	بِاللَّغْوِ۔بیہودہ گوئی پر
فِي۔بیچ	أَيْمَانِكُمْ۔تمہاری قسموں کے	وَ۔اور	لٰكِن۔لیکن
يُؤَاخِذُ۔مواخذہ کرتا ہے	كُمْ۔تم پر	بِمَا۔ساتھ اسکے جو	كَسَبَتْ۔کمائیں
قُلُوبُكُمْ۔تمہارے دل	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	غَفُورٌ۔بخشنے والا
حَلِيمٌ۔حلم والا ہے	لِّلَّذِينَ۔ان لوگوں کیلئے جو	يُؤْلُونَ۔قسمیں کھائیں	مِن نِّسَآئِهِمْ۔اپنی عورتوں
سے	تَرَبُّصُ۔انتظار کرنا ہے	أَرْبَعَةِ۔چار	أَشْهُرٍ۔مہینے
فَإِنْ۔پھر اگر	فَآءُوا۔لوٹ آئیں	فَإِنَّ۔تو بیشک	اللّٰهَ۔اللہ
غَفُورٌ۔بخشنے والا	رَّحِيمٌ۔مہربان ہے	وَ۔اور	إِنْ۔اگر
عَزَمُوا۔ارادہ کریں	الطَّلَاقَ۔طلاق کا	فَإِنَّ۔تو بیشک	اللّٰهَ۔اللہ
سَمِيعٌ۔سننے والا	عَلِيمٌ۔جاننے والا ہے	وَ۔اور	الْمُطَلَّقَاتُ۔مطلقہ عورتیں
يَتَرَبَّصْنَ۔انتظار کریں	بِأَنفُسِهِنَّ۔اپنی جانوں سے	ثَلٰثَةَ۔تین	قُرُوٓءٍ۔حیض
وَ۔اور	لَا۔نہیں	يَحِلُّ۔حلال	لَهُنَّ۔واسطے ان کے
أَن۔یہ کہ	يَّكْتُمْنَ۔چھپائیں	مَا۔جو	خَلَقَ۔پیدا کیا
اللّٰهُ۔اللہ نے	فِي۔بیچ	أَرْحَامِهِنَّ۔انکے رحموں کے	إِن۔اگر

marfat.com

کُنَّ۔ ہیں وہ	یُؤْمِنَّ۔ ایمان رکھتیں	بِاللّٰہِ۔ اللہ	وَ۔ اور
الْیَوْمِ۔ دن	الْاٰخِرِ۔ پچھلے پر	وَ۔ اور	بُعُوْلَتُهُنَّ۔ ان کے خاوند
اَحَقُّ۔ زیادہ حقدار ہیں	بِرَدِّهِنَّ۔ ان کے لوٹانے میں	فِیْ۔ بیچ	ذٰلِكَ۔ اس کے
اِنْ۔ اگر	اَرَادُوْٓا۔ ارادہ کریں	اِصْلَاحًا۔ صلح کا	وَ۔ اور
لَهُنَّ۔ ان کے لیے حق ہے	مِثْلُ۔ مثل	الَّذِیْ۔ اس کے جو مردوں کو	عَلَیْهِنَّ۔ ان پر ہے
بِالْمَعْرُوْفِ۔ شریعت کے موافق	وَ۔ اور	لِلرِّجَالِ۔ مردوں کو	عَلَیْهِنَّ۔ ان پر
دَرَجَةٌ۔ درجہ ہے	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	عَزِیْزٌ۔ غالب
حَكِیْمٌ۔ حکمت والا ہے۔			

مختصر تفسیر بارہواں رکوع۔ سورۃ بقرہ پ ۲

وَیَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم فرما دیجئے وہ اذیت دینے والا ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں میں۔

حیض اس خون کو کہتے ہیں جو عورتوں کو ہر ماہ آتا ہے جسے اذٰی گندگی۔ یا بیماری بھی کہتے ہیں۔

فَاعْتَزِلُوْا۔ پس تم الگ رہو۔ اعتزال۔ ہم بستری سے الگ رہو۔

حیض کی مدت کم از کم تین دن رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات ہے اس حال میں عورت سے جماع کرنا حرام ہے۔

شان نزول۔ عرب کے لوگ یہود اور مجوس کی طرح حائضہ عورتوں سے انتہائی تنفر رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے ساتھ کھانا پینا۔ ایک مکان میں رہنا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ بلکہ اس رسم میں یہاں تک شدت ہوگئی تھی کہ حائضہ کی طرف دیکھنا اور اس سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے اس دور میں بھی ہنود حائضہ عورتوں کے ہاتھ کا پکا ہوا نہیں کھاتے۔ اور نصاریٰ اس کے برعکس عورتوں کے ساتھ ان ایام میں بھی انتہائی محالطت و محبت سے مشغول ہوتے تھے مسلمانوں نے حضور سے حیض کا حکم دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اس میں اذٰی کا ترجمہ باعتبار حکم شرع ناپاکی ہو سکتا ہے اور باعتبار لغت اذیت اور تکلیف ہے۔

علامہ راغب مفردات میں بتلاتے ہیں فَسُمِّیَ ذٰلِكَ اَذًی بِاعْتِبَارِ الشَّرْعِ وَبِاعْتِبَارِ الطِّبِّ عَلٰی حَسْبِ مَا یَذْكُرُهٗ اَصْحَابُ هٰذِهِ الصِّنَاعَةِ یُقَالُ اٰذَیْتُهٗ اٰذِیْهِ اِیْذَآءً وَّاَذِیَّةً اَذًی۔ حیض کا نام باعتبار شریعت

اذیٰ رکھا گیا ہے اور طب میں بھی اطباء کے اقوال کے مطابق یہ تکلیف دہ چیز ہے۔

چونکہ اطباء نے لکھا ہے کہ ایام حیض میں مقاربت موجب امراض مہلکہ ہے۔ یہی امر تشفیق قرآن کریم میں ہے کہ وہ چونکہ ایام موذی ہیں لہٰذا ان ایام میں عورتوں سے اعتزال کرو یعنی مخالطت و مقاربت سے محترز ہو۔ باقی ان کے ہاتھ کا کھانا۔ ان سے ملنا جلنا۔ ملامست کرنا۔ ایک جگہ بیٹھنا یہ سب جائز ہے۔ نہ یہود کی طرح اجتناب نہ نصاریٰ کی طرح اختلاط، دونوں کے مابین رہنے کی تمہیں اجازت ہے۔ اتنا وہم بھی نہیں جتنا یہود کو ہے اور اتنا شوق بھی نہیں جتنا نصاریٰ کو ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝ تو عورتوں سے قربت نہ کرو جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا۔ بے شک محبوب رکھتا ہے توبہ کثرت سے کرنے والوں کو اور محبوب رکھتا ہے ستھروں کو۔

اس میں حتیٰ یطہرن سے مراد یہ نہیں کہ جب تک وہ غسل نہ کر لیں بلکہ ان سے مقاربت حالت حیض میں ممنوع ہے جب حیض ختم ہو جائے تو ایام طہر شروع ہو گئے اب مقاربت جائز ہے اگرچہ افضل یہی ہے کہ غسل کرنے کے بعد مقاربت کی جائے۔ جب عورت کی طرف طہر منسوب ہو تو اس سے غسل مراد نہیں ہوتا بلکہ فقط خون بند ہوتا ہے۔ (روح المعانی)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم حائضہ کو غسل سے پہلے مشک استعمال کرنے کا حکم دیتے تاکہ خون کی بدبو جاتی رہے (روح المعانی)

بے شک اللہ بہت توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور پاک ہونے والوں کو پسند فرماتا ہے جو شرک اور حیض دونوں گندگیوں سے بچیں۔

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتی ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو اور اپنی بھلائی کا کام پہلے کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور آپ ایمان والوں کو خوشخبری دیں۔

قرآن حکیم نے تقویٰ کی تاکید بار بار فرمائی تاکہ انسان ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے اہل ایمان کو حکم دیتا ہے اور اچھی جزا کی خوشخبری سناتا ہے جن کے اوصاف یہ ہیں۔

قَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ۔ مومن کو آئندہ کی فکر ہوتی ہے اس کو لذت شہوت مطلوب نہیں۔

اتَّقُوا اللّٰهَ۔ خدا کا خوف اور پرہیزگاری کی انسان مثال بن جائے۔

marfat.com

مُّلٰقُوْهُ:۔ آخر تمہیں اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے خبردار کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جس سے شرمساری ہو۔

بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ایمان والوں کو خوشخبری سنا دو۔

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کا عجیب حال ہے اگر خوشی ہوتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر کوئی تکلیف ہو جائے تو اس پر صبر کرتا ہے تب بھی اس کے لیے بہتری ہوتی ہے (مسلم)

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ سے اس امر کا بیان مقصود ہے کہ جیسے کھیتی کو بے کار استعمال نہیں کرتے ایسے ہی عورتوں کو کھیتی سمجھ کر قضاءِ شہوت کے لیے استعمال نہ کرو بلکہ ان کی قربت سے نسل کا قصد رکھو۔

اور وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ سے مراد یہ ہے کہ بوقت مقاربت و مجامعت بھی خدا کو یاد رکھو اور قبل از جماع وہ دعا پڑھ کر ثواب حاصل کرو جو حدیث میں آئی ہے اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا بِسْمِ اللّٰهِ اے میرے اللہ ہمیں شیطان سے دور رکھ اور شیطان کو اس بچے سے دور رکھ جو تو ہمیں عنایت فرمائے۔ میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

حَرْثٌ ۔ کھیتی ۔ کھیت زمین کے اس ٹکڑے کو کہا جاتا ہے جس میں بیج بویا جائے اور اس میں سبزی غلہ اور نباتات پیدا ہوتے ہیں ۔ بیوی نسل کے بڑھانے اور اولاد حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسلام میں ہم بستری کا مقصد حصول اولاد ہے۔ اَنّٰى کے معنی جہاں کے ہیں شِئْتُمْ ۔ تم چاہو یعنی طریق کار اور وقت پر پابندی نہیں بلکہ غیر فطری طریق پر پابندی ہے تاکہ اپنی قوت نسل کو ضائع نہ کریں۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔ کہ احسان اور تقویٰ اور لوگوں کو صلح کرنے کی بھی قسم کھالو اور اللہ تعالےٰ سنتا جانتا ہے۔

عُرْضَةً عربی میں کہتے ہیں۔ وَالْعُرْضَةُ مَا يُجْعَلُ مُعْتَرِضًا بِالشَّيْئِ یعنی عرضہ وہ ہے جسے کسی شے سے بچنے کے لیے درمیان میں حارض کیا جائے۔

تَبَرُّوْا ۔ تم نیک سلوک کرو یہ لفظ بِرّ سے ہے جس کے معنی نیکی کے ہیں۔

شانِ نزول ۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے اپنے بہنوئی نعمان بن بشیر کے گھر نہ جانے اور ان سے کلام نہ کرنے اور ان کی مخالفین کے ساتھ صلح نہ کرانے کی قسم کھائی تھی ۔ جب اس کے متعلق ان سے کہا گیا تو انہوں نے کہا میں قسم کھا چکا ہوں اس لیے ان کے گھر جا بھی نہیں سکتا اور ان سے کلام بھی نہیں کر سکتا اور مصالحت بین الخصوم بھی کرانے سے حنث یمین لازم آئے گا ۔ تو اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے نیک کام کرنے سے قسم کھانے کی ممانعت فرمائی۔

marfat.com

اسی بنا پر فقہاء نے تصریح کی کہ نیکی سے باز رہنے کی جو شخص قسم کھا لے اسے چاہئے کہ وہ اس قسم کو پورا نہ کرے بلکہ وہ کام ضرور کرے اور حنث یمین کا کفارہ دے۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی امر پر قسم کھا لے پھر معلوم ہو کہ خیر اور بہتری اس کے خلاف میں ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کام کو پورا کرلے اور قسم کا کفارہ دے اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکین کو کھانا کھلا دے اس کھانا سے جو درمیانی درجہ سے خود مع عیال کے کھائے یا ان کو کپڑے پہنا دے یا ایک غلام آزاد کر دے فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ - اور اگر یہ نہ کر سکے تو تین روزے رکھے، آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا درمیانہ جو کہ تم گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کے کپڑے یا ایک غلام آزاد کرنا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قسم کھا لے اور پھر اس کے خلاف بہتر صورت خیر کی نظر آئے تو وہ اپنی قسم کا کفارہ دے کر نیکی کا کام انجام دے (مسلم)

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

اللہ تمہیں گرفت نہیں کرتا ان قسموں میں جو لغو طور پر زبان سے نکل جائیں لیکن گرفت کرتا ہے ان کی جو تمہارے دلوں نے کی اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ مواخذہ سے بنا جس کا مادہ اخذ ہے اس کے معنی ہیں پکڑنا اور گرفت کرنا یعنی اللہ تبارک وتعالے دو قسم پر دنیا میں کفارہ واجب کرتا ہے نہ ہی آخرت میں گناہ ہے۔

بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ۔ لغو کے معنی باطل بیہودہ باتیں۔

شرعی قسم لغو وہ ہے جو کوئی گذرے ہوئے واقعہ پر اپنے خیال میں درست جانتے ہوئے قسم کھا جائے اور حقیقتاً وہ غلط ہو۔

اَيْمَان یمین کی جگہ آیا ہے اور ایمان یمین کی جمع ہے اس کے معنی ہیں قوت یا داہنا ہاتھ۔

اللہ تعالے تمہاری لغو قسموں پر جو تم گذشتہ بات پر اپنے کو سچا سمجھ کر کھا لو کوئی کچھ نہیں فرماتا نہ دنیا میں نہ آخرت میں کہ اس پر گناہ ہے نہ کفارہ۔

قسم تین طرح کی ہوتی ہے لغو۔ غموس۔ منعقدہ۔ یمین لغو یہ ہے کہ کسی گذرے ہوئے امر پر اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھائے اور درحقیقت وہ اس کے خلاف ہو یہ معاف ہے اور اس پر کفارہ نہیں۔

یمین غموس یہ ہے کہ کسی گذرے ہوئے امر پر دانستہ جھوٹی قسم کھائے اس میں گنہگار ہوگا۔

یمین منعقدہ یہ ہے کہ کسی آئندہ امر پر قصد کرکے قسم کھائے۔ اس قسم کو اگر توڑے تو گنہگار بھی ہے اور کفارہ بھی لازم آتا ہے

marfat.com

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۔ غفور، غفر سے بنا چھپانا اور حلیم حلم سے بردباری۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا بہت حلم فرمانے والا ہے

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وہ جو قسم کے ساتھ ایلاء کر لیتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کا انہیں چار مہینے کی مہلت ہے پھر اگر اس مدت میں رجوع کرے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر چھوڑ دینے کا ارادہ ہی کر لیا تو اللہ سنتا جانتا ہے۔

عربی میں ایلاء کہتے ہیں اس قسم کو جو اپنی بیوی سے ایک مدت تک مجامعت و مقاربت کے لیے کی جائے۔

شانِ نزول اس کا یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عوام کا یہ معمول تھا کہ اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے اگر وہ نہ دے سکتیں یا انکار کرتیں تو ان سے ایک سال دو سال تین سال یا اس سے بھی زائد عرصہ ان کے پاس جانے اور صحبت نہ کرنے کی قسم کھا لیتے اور انہیں پریشانی میں چھوڑ دیتے۔ ایسی حالت میں وہ غریب بے کس نہ بیوہ ہوتی تھی کہ اپنا ٹھکانہ دوسری جگہ کر لیتی اور نہ شوہر دار کہ شوہر کے پاس آرام پاتی۔ اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لیے چار ماہ کی مدت مقرر فرما دی تاکہ عورت اس مدت تک جس کو ایلاء کہتے ہیں انتظار کرے اس عرصہ میں خاوند سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے کہ عورت کو رکھنا ہے یا نہیں اس مدت میں اگر رجوع کرے تو نکاح باقی ہے اور قسم کا کفارہ لازم و ضروری ہو گا اور اگر اس مدت میں رجوع نہ کیا اور قسم بھی نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہو جائے گی اس پر طلاق بائن وہ طلاق واقع ہو گی جس میں دوبارہ نکاح ہو گا۔

فقہاء نے اس کے چند پہلو بیان کیے ہیں وہ یہ کہ اگر مرد صحبت قربت پر قادر ہو تو صحبت ہی سے رجوع مسلّم ہو گا اور اگر صحبت قربت پر قادر نہ ہو تو بعد قدرت صحبت قربت کا وعدہ بھی رجوع ہو گا۔ (تفسیر احمدی)

اور اگر ایلاء کے بعد رکھنا منظور نہ ہو تو عزم طلاق کے بعد مدت گزر جانے سے اور بغیر طلاق دیئے واقع ہو گی۔

تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۔ تربص کے معنی انتظار کرنا۔ ٹھہرنا جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے کی قسم کھا لیتے ہیں انہیں اس معاملہ میں سوچنے اور غور کرنے کے لیے چار ماہ کے انتظار کا حق حاصل ہے۔

فَاِنْ فَآءُوْ ۔ یہ لفظ فَيْءٌ سے بنا۔ اصل کی طرف لوٹنا اسی لیے شام کے سایہ کو فے کہتے ہیں جیسے کہ سایہ کو ظل کہتے ہیں۔ مالِ غنیمت کو بھی فے کہتے ہیں۔ اگر ایلاء کرنے والے شوہر اپنی قسم سے رجوع کر لیں تو اس صورت میں صرف کفارہ کا ہی حکم ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ ۔ عزم کسی سخت کام کر گزرنے پر دل مضبوط کر لینا۔ طلاق، طلق سے بنا جس کے معنی کھلنا یا چھوڑنا اسی لیے چھٹنے کو انطلاق کہتے ہیں۔ شریعت مطہرہ میں نکاح کی بندش سے آزاد کرنے کو طلاق کہتے ہیں۔

marfat.com

فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ بے شک اللہ تعالٰے سنتا ہے اور نیت کو جانتا ہے۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور طلاق والیاں اپنے نفسوں کو روکے رکھیں تین حیض تک اور انہیں حلال نہیں کہ وہ چھپائیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کیا اگر وہ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے اگر صلح چاہیں اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے۔ جیسا ان پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ ۔ یہ لفظ طلاق سے بنا اس سے خاص طلاق والی عورتیں مراد ہیں۔ کیونکہ یہ عدت صرف اس عورت کی ہے جس سے شوہر کی خلوت صحیحہ ہو گئی ہو۔ غیر حاملہ۔ قابل حیض اور آزاد عورت کے لیے ہے۔ اس سے ہر وہ عورت مراد ہے جو نکاح میں آکر نکل جائے اسی لیے مطلقات جمع فرمایا گیا (تفسیر احمدی)

يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ۔ یہ لفظ تربص سے بنا اس کے معنی ہیں انتظار کرنا۔ لیکن یہاں روکنا مراد ہیں۔ ہر قسم کی طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو نکاح ثانی سے روکے رکھیں۔

اس آیت میں عدت مطلقہ کا ایک حکم واضح کیا گیا اس کی مدت عدت کے لیے تین قروء فرمائے جو ترجمہ میں تین حیض ظاہر کیے ہیں محاورہ عرب میں اس کی تحقیق یہ ہے۔

ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۔ قُرُوْءٌ ۔ قَرَأَتِ الْمَرْأَةُ رَأَتِ الدَّمَ وَاَقْرَأَتْ صَارَتْ ذَاتَ قُرْءٍ وَقَرَأَتِ الْجَارِيَةُ اِسْتَبْرَأْتُهَا بِالْقُرْءِ وَالْقُرْءُ فِي الْحَقِيْقَةِ اِسْمٌ لِلدُّخُوْلِ فِي الْحَيْضِ عَنْ طُهْرٍ (راغب)

خلاصہ یہ ہے کہ قرأ کی جمع قروء ہے اور یہ وہ اسم ہے جو حیض میں طہر کے ایام سے داخل ہونے کے لیے استعمال ہوتا ہے اس آیت میں مطلقہ عورتوں کے عدت کا بیان ہے۔

جن عورتوں کو ان کے شوہروں نے طلاق دی تو اگر وہ شوہر کے پاس نہ گئی تھیں اور ان سے خلوت صحیحہ نہ ہوئی تھی جب تو ان پر طلاق کی عدت ہی نہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۔ اور اگر تم ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو ان پر کوئی عدت نہیں ہے جو تم عدت گذارو۔

اور جن عورتوں کو خورد سالی یا کبر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو۔ ان کی عدت کا بیان سورہ طلاق میں آئے گا یہاں اجمالاً اتنا سمجھ لیں کہ جسے حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ ہے۔

marfat.com

اور جو حاملہ ہو اس کی عدت وضع حمل ہے۔

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ۔ طلاق والی عورتوں کو یہ جائز نہیں کہ چھپالیں

مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ۔ اس سے حمل یا حیض دونوں مراد ہیں (روح المعانی)

ارحام۔ رحم کی جمع ہے۔ بچہ دانی کو رحم کہتے ہیں اس سے رشتے قائم ہوتے ہیں۔

اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ اگر ایمان دار ہوں تو نہ چھپائیں کیونکہ یہ حلال نہیں۔ اس سے خوف دلانا مقصود ہے (روح المعانی)

وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ۔ شوہر عورت کا سردار بھی ہے۔ طلاق رجعی میں بھی عورت پر شوہر کو اختیار ہے کہ وہ رجوع کرلے (روح المعانی) اگر عورت غلط بیانی سے کام لے کر عدت میں دوسرا نکاح کرلے تو حق پہلے ہی شوہر کا ہوگا کیونکہ عدت باقی ہے۔ یہ رجوع طلاق رجعی یا بائنہ میں ہوگا۔

اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا۔ اصلاح سے احسان اور بہتری مراد ہے۔ شوہر رجوع کا قصد جب ہوگا جب اسکی نیت بہتر ہوگی زمانہ جاہلیت میں بار بار طلاق دیتے اور بار بار رجوع کرتے اس طرح عورت کو مسلسل پریشان کرتے رہتے۔ یہ گناہ ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ اس سے عورتوں کے وہ حقوق مراد ہیں۔ جو شوہروں کے ذمہ ہیں یعنی جتنے حق مردوں کے عورتوں پر ہیں اتنے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔ درجہ سے مراد زیادتی و تفوق ہے یعنی شوہر گھر کا حاکم اعلیٰ ہے۔

اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

شان نزول۔ حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ فرماتی ہیں کہ زمانہ نبوی میں مجھے میرے شوہر نے طلاق دیدی تھی اور اس وقت تک عدت کے احکام اسلام میں نہ آئے تھے اور زمانہ جاہلیت میں طلاق کی عدت مقرر نہ تھی اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور سب سے پہلے عدت طلاق انھوں نے ہی گذاری (درمنثور)

مسائل:۔ طلاق شدہ عورتوں کی چند قسمیں ہیں اور ان کی عدتیں بھی علیحدہ ہیں۔

۱:۔ جن کو شوہر کی قربت سے پہلے طلاق ہو جائے اس پر عدت نہیں۔

۲:۔ حاملہ عورت جس کے پیٹ میں بچہ ہو اس کی عدت طلاق کی صورت میں بچہ کی پیدائش ہے۔

۳:۔ چھوٹی بچی یا بوڑھی عورت جسے حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ ہے۔

۴:۔ لونڈی منکوحہ کی عدت دو حیض ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ اور دوسرا حکم وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔

marfat.com

یہاں ان کی عدت و طلاق کا حکم ہے جو آزاد عورتیں ہیں۔ وہ بتایا کہ وہ تین حیض عدت پوری کریں اور بعد اتمام
عدت بھی اگر انہیں حمل معلوم ہو تو اسے نہ چھپائیں، کیونکہ اس کے چھپانے سے رجعت میں جو شوہر کا حق ہے ضائع
ہوگا اور دیانت وامانت کا یہی مقتضا ہے کہ حمل ہو تو ظاہر کر دے۔

اور طلاق رجعی میں عدت کے اندر شوہر عورت سے رجوع کر سکتا ہے خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو۔ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ
کا بھی یہی مقتضی ہے۔

لیکن اگر شوہر کو طلب منظور ہو تو ایسا کرے اور اگر ضرر رسانی کا قصد ہو تو ہرگز نہ کرے جیسا کہ اہل جاہلیت عورتوں
کو پریشان کرنے کے لیے کرتے تھے۔

آخر میں اس امر کی بھی وضاحت کر دی کہ جس طرح عورتوں پر شوہروں کے حقوق کی ادا واجب ہے اسی طرح شوہروں
پر عورتوں کے حقوق کی رعایت لازم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی اپنی بیوی کے خوش کرنے کے لیے ویسی ہی
زینت کروں جیسے وہ میرے خوش کرنے کیلئے کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالے کا حکم ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ
بِالْمَعْرُوفِ۔

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے اور وہ حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ میں ارشاد فرمایا تم عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ ان کو تم نے اپنے قبضہ
میں اللہ کی امان سے لیا ہے۔ اور اللہ نے ان کو تمہارے لیے حلال کیا ہے۔ آگے طلاق کا مفصل حکم بیان ہو رہا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیرھواں ۱۳ رکوع پ ۲ سُورۃ بقرہ

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ
بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا
اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا
حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ
اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ
تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ
حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روکنا یا احسان
کرکے چھوڑ دینا ہے اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں
کو دیا اس میں سے واپس لو مگر جب دلوں کو خوف ہو کہ اللہ
کی حدیں قائم نہ کر سکیں گے تو اگر خائف ہوں کہ دونوں نہ
قائم کر سکیں گے حدود اللہ تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں
جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے
آگے نہ بڑھیں اور جو حدود اللہ سے آگے بڑھے تو وہی ظالم ہیں

marfat.com

میں سے ہے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

پھر اگر تیسری طلاق اسے دے دے تو اس کے بعد وہ عورت حلال نہیں، جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے تو اگر وہ دوسرا اسے طلاق دیدے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ آپس میں رجوع ہو جائیں اگر انہیں گمان ہو کہ اللہ کی حدیں نبھائیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں بیان کرتا ہے اس قوم کو جو جانتی ہو۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اور جب تم طلاق دو عورتوں کو تو ان کی میعاد آ پہنچے تو انہیں روکو بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دو معروف طریقے سے اور انہیں تکلیف دینے کے لیے نہ روکو حد سے بڑھ کر اور جو ایسا کرے وہ اپنی ہی جان پر ظلم کرتا ہے اور اللہ کی آیتوں کو تمسخر میں نہ ڈالو اور اس کی نعمتیں یاد کرو جو تم پر ہیں اور وہ جو تم پر کتاب و حکمت اتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک وہ سب کچھ جانتا ہے۔

لفظی ترجمہ

اَلطَّلَاقُ۔ طلاق	مَرَّتٰنِ۔ دو مرتبہ ہے	فَاِمْسَاكٌ۔ پھر روکنا ہے	بِمَعْرُوْفٍ۔ بھلائی سے
اَوْ۔ یا	تَسْرِيْحٌ۔ چھوڑنا ہے	بِاِحْسَانٍ۔ بھلائی سے	وَ۔ اور
لَا۔ نہیں	يَحِلُّ۔ حلال	لَكُمْ۔ تمہارے لیے	اَنْ۔ یہ کہ
تَاْخُذُوْا۔ کہ تم لو	مِمَّآ۔ اس سے جو	اٰتَيْتُمُوْ۔ دیا تم نے	هُنَّ۔ ان کو
شَيْئًا۔ کچھ بھی	اِلَّآ۔ مگر	اَنْ۔ یہ کہ	يَّخَافَآ۔ ڈریں
اَلَّا۔ یہ کہ نہ	يُقِيْمَا۔ قائم کر سکیں گے	حُدُوْدَ۔ حدیں	اللّٰهِ۔ اللہ کی
فَاِنْ۔ پھر اگر	خِفْتُمْ۔ تم ڈرو	اَلَّا۔ یہ کہ نہ	يُقِيْمَا۔ قائم کر سکیں

marfat.com

حُدُوْدُ ۔ حدیں
عَلَيْهِمَا ۔ ان پر
تِلْكَ ۔ یہ
تَعْتَدُوْهَا ۔ گزرو
يَّتَعَدَّ ۔ گزرے
هُمُ ۔ وہی ہیں
فَلَا ۔ تو نہیں
حَتّٰى ۔ یہاں تک کہ
فَاِنْ ۔ پھر اگر
عَلَيْهِمَا ۔ ان پر
ظَنَّا ۔ وہ خیال کریں
اللّٰهِ ۔ اللہ کی
اللّٰهِ ۔ اللہ کی
وَ ۔ اور
فَبَلَغْنَ ۔ تو وہ پہنچ جائیں
اَوْ ۔ یا
لَا ۔ نہ
لِتَعْتَدُوْا ۔ تاکہ تم زیادتی کرو
ذٰلِكَ ۔ یہ
وَ ۔ اور
هُزُوًا ۔ ٹھٹھا
اللّٰهِ ۔ اللہ کا
اَنْزَلَ ۔ اتارا اس نے
بِالْحِكْمَةِ ۔ حکمت سے
اتَّقُوا ۔ ڈرو

اللّٰهِ ۔ اللہ کی
فِيْمَا ۔ اس میں جو
حُدُوْدُ ۔ حدیں ہیں
هَا ۔ ان سے
حُدُوْدَ ۔ حدیں
الظّٰلِمُوْنَ ۔ ظالم
تَحِلُّ ۔ حلال ہے
تَنْكِحَ ۔ نکاح کرے
طَلَّقَهَا ۔ طلاق دے اسکو
اَنْ ۔ یہ کہ
اَنْ ۔ یہ کہ
وَ ۔ اور
يُبَيِّنُهَا ۔ بیان کرتا ہے ان کو
اِذَا ۔ جب
اَجَلَهُنَّ ۔ اپنی مدت کو
سَرِّحُوْهُنَّ ۔ چھوڑ دو ان کو
تُمْسِكُوْ ۔ روکو
وَ ۔ اور
فَقَدْ ۔ تو بیشک
لَا ۔ نہ
وَ ۔ اور
عَلَيْكُمْ ۔ اپنے اوپر
عَلَيْكُمْ ۔ تم پر
يَعِظُكُمْ ۔ نصیحت کرتا ہے تمکو
اللّٰهَ ۔ اللہ سے

فَلَا ۔ تو نہیں
افْتَدَتْ ۔ فدیہ دے عورت
اللّٰهِ ۔ اللہ کی
وَ ۔ اور
اللّٰهِ ۔ اللہ کی
فَاِنْ ۔ پھر اگر
لَهٗ ۔ اس کے لیے
زَوْجًا ۔ شوہر
فَلَا ۔ تو نہیں
يَّتَرَاجَعَا ۔ رجوع کریں
يُّقِيْمَا ۔ قائم کرسکیں گے
تِلْكَ ۔ یہ ہیں
لِقَوْمٍ ۔ واسطے قوم
طَلَّقْتُمُ ۔ طلاق دو تم
فَاَمْسِكُوْهُنَّ ۔ تو روکو ان کو
بِمَعْرُوْفٍ ۔ بھلائی سے
هُنَّ ۔ ان کو
مَنْ ۔ جو
ظَلَمَ ۔ اس نے ظلم کیا
تَتَّخِذُوْا ۔ بناؤ
اذْكُرُوْا ۔ یاد کرو
وَ ۔ اور
مِّنَ الْكِتٰبِ ۔ کتاب
بِهٖ ۔ ساتھ اس کے
وَ ۔ اور

جُنَاحَ ۔ گناہ
بِهٖ ۔ اس کا
فَلَا ۔ تو نہ
مَنْ ۔ جو
فَاُولٰٓئِكَ ۔ تو یہ لوگ
طَلَّقَهَا ۔ طلاق دے اسکو
مِنْۢ بَعْدُ ۔ اسکے بعد
غَيْرَهٗ ۔ دوسرے سے
جُنَاحَ ۔ گناہ
اِنْ ۔ اگر
حُدُوْدَ ۔ حدیں
حُدُوْدُ ۔ حدیں
يَّعْلَمُوْنَ ۔ جاننے والی کے
النِّسَآءَ ۔ عورتوں کو
بِمَعْرُوْفٍ ۔ بھلائی سے
وَ ۔ اور
ضِرَارًا ۔ تکلیف دینے کیلئے
يَّفْعَلْ ۔ کرے
نَفْسَهٗ ۔ اپنی جان پر
اٰيٰتِ اللّٰهِ ۔ اللہ کی آیتوں کو
نِعْمَتَ ۔ احسان
مَآ ۔ جو
وَ ۔ اور
وَ ۔ اور
اعْلَمُوْٓا ۔ جان لو

marfat.com

اِنَّ ۔ بیشک اللّٰهَ ۔ اللہ بِكُلِّ ۔ ہر ایک شَيْءٍ ۔ چیز کو
عَلِيْمٌ ۔ جاننے والا ہے

مختصر تفسیر تیرھواں ۱۳ رکوع پ ۲ سورۃ بقرہ

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۔ یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ۔ اس سے طلاق رجعی کی حد بتانا مقصود ہے یعنی دو طلاق رجعی ہیں جس میں شوہر کو رجوع کرنے کا حق ہے وہ دو ہیں تیسری طلاق مغلظہ کے بعد شوہر کو رجوع کرنے کا حق حاصل نہیں رہتا جب کسی نے تیسری طلاق بھی دیدی تو اب کسی اور سے نکاح کیے بغیر یہ عورت اس کے لیے حلال نہیں ہوتی۔
اِمْسَاكٌ ۔ مُسْك سے بنا یعنی روکنا بخیل کو بھی ممسک کہتے ہیں وہ مال کو روکتا ہے ۔ معروف سے اچھے تعلقات نیک سلوک مراد ہیں ۔ دو طلاق کے بعد بغرض اصلاح نہ کہ بہ نیت نقصان ان کو روکنا جائز ہے
اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۔ تسریح ۔ سَرْحٌ سے بنا یعنی آزاد چھوڑنا علیحدہ کرنا ۔ اسی لیے بالوں میں کنگھی کرنے کو تسریح الشعر (بال سلجھانا) کہتے ہیں
احسان سے عورت کا مہر اور حقوق عدت ادا کرنا ہے یعنی دو طلاق تک مردوں کو دو حق حاصل ہیں ۔ بہ قصد اصلاح انہیں روک لینا یا طلاق سے رجوع کر لینا یا بھلائی سے ان کو چھوڑ دینا یعنی تیسری طلاق دے دینا اور تعلقات ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا ۔
شان نزول ۔ ایک عورت نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا رہے گا اور رجوع کرتا رہے گا ۔ ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گذرنے کے قریب ہوگی رجعت کرلے گا پھر طلاق دے دیگا اور اسے اسی طرح عمر بھر قید رکھے گا ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔ اس میں قانون نافذ کر دیا گیا کہ طلاق رجعی دو بار تک ہے اس کے بعد تیسری بار طلاق دینے پر رجعت کا حق نہیں اور یہ بھی بتا دیا کہ دو طلاق کے بعد اگر رجعت نہ کرے تو پھر عورت بائنہ ہو جائے گی ۔ اس کے بعد تجدید نکاح کے بغیر وہ عورت حلال نہیں ہو سکتی ۔
وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ
اور تمہیں جائز نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا (یعنی مہر وغیرہ لباس ۔ زیور) اس میں سے کچھ واپس لو یعنی طلاق

marfat.com

دیتے وقت دیا ہوا واپس لینا نہ چاہیئے۔ پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ دونوں حدود شرعی پر قائم نہ رہیں گے۔ تو تم پر گناہ نہیں اس میں کہ بدلہ دے کر عورت رخصت لے (حدود سے مراد حقوق زوجین ہیں) خاوند اپنی بیوی کے حقوق کا لحاظ رکھے۔ بیوی خاوند کے حقوق محفوظ رکھے اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو علیحدہ علیحدہ ہو جانے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرے تو وہی ظالم لوگ ہیں۔

یہ قانون بیان فرما کر دو طلاقوں کے بعد اب تیسری طلاق کا اثر اور حکم واضح کیا جا رہا ہے۔ یہ آیت جمیلہ بنت عبداللہ کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ جمیلہ ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھی اور شوہر سے کمال نفرت کرتی تھیں حضور سے آکر انہوں نے شکایت کی اور عرض کیا کہ میں کسی صورت بھی ان کے پاس رہنے پر راضی نہیں۔ ثابت نے کہا میں نے انہیں ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں تو وہ مجھے واپس کر دیں میں ان کو طلاق دیدوں گا جمیلہ نے اسے منظور کیا ثابت نے باغ لے لیا اور طلاق دے دی۔ اس طرح کی طلاق کو خلع کہتے ہیں اس سے چند مسائل واضح ہوتے ہیں (۱) خلع میں طلاق بائن ہوتی ہے (۲) خلع میں لفظ خلع کا ذکر ضروری ہے مگر جدائی کی طلبگار عورت سے خلع میں مقدار مہر سے زائد لینا مکروہ ہے۔ اور اگر عورت کی طرف سے مطالبہ تفریق نہ ہو بلکہ مرد ہی اس کو علیحدہ کرنا چاہے۔ تو مرد کو طلاق کے عوض مال لینا مطلقاً مکروہ ہے یعنی مکروہ تحریمی۔

خلع یہ ہے کہ عورت کچھ مال دے کر یا حقوق زوجیت کے عوض شوہر سے طلاق حاصل کرے مگر خلع کا لفظ بولنا ضروری ہے خلاصہ یہ کہ تو مجھ سے ہزار روپے کے عوض خلع کر لے۔ اگر مال کا ذکر تو کیا خلع کا ذکر نہ کیا تو وہ طلاق بالمال کہلائے گی نہ کہ خلع (تفسیر احمدی)

جو چیز نکاح میں مہر بن سکتی ہے وہ خلع کا عوض بھی بن سکتی ہے مہر کم از کم دس درم تقریباً ڈھائی روپے ہو سکتا ہے زیادہ کی حد نہیں (تفسیر احمدی)

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔

پھر اگر (تیسری بار بھی) طلاق دیدے تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے نکاح میں آ دے (اور اس کے پاس نہ رہے) پھر جب وہ دوسرا خاوند طلاق دے دے تو ان میں نکاح کر لینے سے گناہ نہیں اگر تقین رکھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں پوری کریں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں فرماتا ہے جاننے والوں کے لیے

marfat.com

فَاِنْ طَلَّقَهَا۔ اس آیت سے رجعی اور خلع کی دو طلاقیں مراد ہیں خواہ وہ بعوض مال خلع ہو یا رجعی۔

فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِنْ بَعْدُ۔ تیسری طلاق کے بعد وہ عورت شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو جاتی ہے۔ اب وہ عورت اس شوہر کے لیے کسی طرح حلال نہیں نہ وہ شوہر رجوع کر سکتا ہے نہ اب دوبارہ نکاح کر سکتا ہے جب تک حلالہ نہ کیا جائے۔

حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ۔ تنکح کا مادہ نکح ہے جس کے معنی صحبت یا عقد ہیں یہاں چونکہ زوجا کا ذکر ہے اس لیے صحبت کے معنی میں ہے (تفسیر کبیر)

حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عورت عدت گذار کر دوسرے بالغ تندرست مرد سے نکاح کرے پھر وہ صحبت کر کے طلاق دے پھر بعد طلاق عدت گذار کر پہلے شوہر کے پاس عقد میں آسکتی ہے۔

یعنی بعد عدت دوسرے سے وہ عورت نکاح کرے اور وہ بعد صحبت و ہمبستری اسے طلاق دے اور عدت گذار لے۔ اس کے بعد دوبارہ بتراضی طرفین پہلا خاوند نکاح کر سکتا ہے۔

شان نزول:۔ عائشہ بنت عبد الرحمٰن رفاعہ ابن وہب کے نکاح میں تھی انہوں نے انکو طلاق ثلاثہ تین طلاقیں دیدی تھیں، انہوں نے عدت گذار کر عبد الرحمٰن بن زبیر قرظی سے نکاح کر لیا کچھ دن بعد عائشہ بنت عبد الرحمٰن نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر دوسرے شوہر کی شکایت کی اور ان کے نامرد ہونے کا اظہار فرمایا۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کیا پہلے خاوند رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو انہوں نے رضامندی کا اظہار فرمایا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تک دوسرا شوہر صحبت و قربت نہ کرے اس وقت تک تم پہلے شوہر کے پاس نہیں جا سکتی اور اگر وہ نامرد ہیں تو تم رفاعہ کے لیے حلال نہیں (روح المعانی)

مسئلہ:۔ حلالہ کے بعد جب عورت پہلے شوہر کے پاس آئے گی تو نکاح اول کے حق شوہر کو تین طلاقوں کا حق حاصل ہوگا جیسا کہ تتراجعا سے معلوم ہوا۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَا۔ اگر دوسرا شوہر بھی بعد صحبت اسے طلاق دے دے تو اب شوہر اول اس عورت سے دوبارہ نکاح کرے تو اس میں گناہ نہیں بشرطیکہ خلوت صحیحہ ہو چکی ہو

اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ۔ ظن کے حقیقی معنی ہیں۔ اور حدود اللہ سے زوجیت کے شرعی حقوق مراد ہیں۔ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ۔ تلک سے ان تمام احکام کی طرف اشارہ ہے

يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ خوب بیان کرتا اللہ تعالیٰ ان قوانین کو اور احکام کو صاف صاف بیان فرماتا ہے

marfat.com

تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔

جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آ لگے (یعنی عدت تمام ہونے کے قریب ہو اور طلاق رجعی ہو) تو اس وقت تک بھلائی کے ساتھ روک لو یا ان کو شرافت کے ساتھ چھوڑ دو اور ان کو تکلیف دینے کے لیے نہ روکو اور جو ایسا کرے تو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ بنالو اور اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو اور جو اس نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اللہ تمہیں اس کی نصیحت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بیشک اللہ ہر شے کو جانتا ہے۔

یہاں طلاق رجعی مراد ہے جو تم اپنی بیویوں کو دو اجل کے معنی انتہا کو پہنچ جانا یعنی وقت اور مدت کو۔ یعنی وہ طلاق والی عورتیں اپنی آخری عدت کو پہنچ جائیں۔ ان کی عدت تمام ہونے لگے۔ اور امساک سے رجوع کرنا مراد ہے۔

شان نزول: یہ آیت ثابت بن یسار انصاری کے حق میں نازل ہوئی۔ انہوں نے اپنی عورت کو طلاق دی تھی جب عدت قریب الاختتام ہوتی تھی رجوع کر لیا کرتے تھے تاکہ عورت قبضہ میں پڑی رہے۔ اس پر حکم ہوا فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ نباہنے کی نیت سے اچھا معاملہ رکھنے کے خیال سے صحبت کرو ورنہ نہیں یا کوئی کے ساتھ چھوڑ دو عدت گزر جانے دو تاکہ بعد عدت وہ آزاد ہو جائیں اور انہیں ضرر پہنچانے کی نیت سے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے وہ اپنی ہی جان پر ظلم کرتا ہے (یعنی ایسا کرنے والا حکم الٰہی کی مخالفت کر کے گنہگار ہوتا ہے) اور اللہ کی آیتوں کو تمسخر نہ بناؤ کہ ان کی پرواہ نہ کرو اور حکم کے خلاف ان پر ظلم روا رکھو اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے یعنی تمہیں اسلام دیا۔ حضور خاتم نبوت کا امتی بنایا۔ اور وہ جو تم پر کتاب و حکمت سے نازل کیا۔ کتاب سے قرآن کریم اور حکمت سے احکام قرآن مراد ہیں۔ تمہیں نصیحت دینے کو اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع پ۲ سورۃ بقرہ

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا — اور جب عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری

marfat.com

تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذا
تراضوا بينهم بالمعروف ط ذلك يوعظ
به من كان يؤمن بالله واليوم الاخر ط
ذلكم ازكى لكم واطهر ط والله يعلم وانتم
لا تعلمون ٥
والوالدات يرضعن اولادهن حولين
كاملين لمن اراد ان يتم الرضاعة ط وعلى
المولود له رزقهن وكسوتهن بالمعروف ط
لا تكلف نفس الا وسعها ج لا تضار والدة
بولدها ولا مولود له بولده ق وعلى
الوارث مثل ذلك ج فان ارادا فصالا
عن تراض منهما وتشاور فلا جناح
عليهما ط وان اردتم ان تسترضعوا
اولادكم فلا جناح عليكم اذا سلمتم
ما اتيتم بالمعروف ط واتقوا الله
واعلموا ان الله بما تعملون
بصير ٥

والذين يتوفون منكم ويذرون
ازواجا يتربصن بانفسهن اربعة
اشهر وعشرا ج فاذا بلغن اجلهن
فلا جناح عليكم فيما فعلن في انفسهن
بالمعروف ط والله بما تعملون خبير ٥
ولا جناح عليكم فيما عرضتم به من
خطبة النساء او اكننتم في انفسكم

ہو جائے تو انہیں نہ روکو اس سے کہ وہ اپنی رائے
سے نکاح کر لیں جبکہ آپس میں شرعی طور پر راضی ہوں
یہ نصیحت اسے ہے جو تم میں سے ہو ایمان لانے والا
اللہ اور آخرت کے دن پر یہ تمہارے لیے زیادہ ستھرا
اور پاکیزہ ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔
اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال اس
کے لیے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنے کا ارادہ
رکھے اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور کپڑا
حسب دستور ہے کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے مگر اس
کی وسعت و مقدرت کے موافق ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس
کے بچے سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے اور
جو باپ کی جگہ قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی لازم
ہے تو اگر ماں باپ دودھ چھڑانا چاہیں دونوں کی
رضامندی اور مشورے سے تو ان پر گناہ نہیں اور
اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ
تو تم پر گناہ نہیں جبکہ معاوضہ ادا کرو اس سے جو
ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک اللہ جو کچھ
تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔
اور وہ جو تم میں سے مریں اور بیویاں چھوڑیں تو وہ اپنے
نفس کو روکیں چار مہینے دس دن تو جب پوری ہو جائے
کی مدت تو گناہ نہیں تم پر جو عورتیں اپنے نفس کے لیے
موافق شرع کریں اور اللہ جو تم کرتے ہو اس سے با
خبر ہے۔
اور نہیں گناہ تم پر اس بات میں جو پیام دو عورتوں
کو نکاح کا در پردہ یا چھپا رکھو اپنے نفسوں میں اللہ

marfat.com

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ
لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا
مَّعْرُوْفًا ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى
يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے وہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو لیکن یہ کہ اتنی بات کہو جو شرع میں ہے اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو حتیٰ کہ پہنچ جائے اپنی میعاد کو لکھا ہوا اور جان لو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	طَلَّقْتُمُ۔ طلاق دو تم	النِّسَآءَ۔ عورتوں کو
فَبَلَغْنَ۔ پھر وہ پہنچیں	اَجَلَهُنَّ۔ اپنی مدت کو	فَلَا۔ تو نہ	تَعْضُلُوْهُنَّ۔ روکو
هُنَّ۔ ان کو	اَنْ۔ یہ کہ	يَّنْكِحْنَ۔ نکاح کریں	اَزْوَاجَهُنَّ۔ اپنے شوہروں سے
اِذَا۔ جب	تَرَاضَوْا۔ وہ راضی ہوں	بَيْنَهُمْ۔ آپس میں	بِالْمَعْرُوْفِ۔ شرع کے مطابق
ذٰلِكَ۔ یہ	يُوْعَظُ۔ نصیحت کیا جاتا ہے	بِهٖ۔ اس کی	مَنْ۔ وہ جو
كَانَ۔ ہے	مِنْكُمْ۔ تم میں سے	يُؤْمِنُ۔ ایمان رکھتا	بِاللّٰهِ۔ اللہ
وَ۔ اور	الْيَوْمِ۔ دن	الْاٰخِرِ۔ آخرت پر	ذٰلِكُمْ۔ یہ
اَزْكٰى۔ بہت پاکیزہ ہے	لَكُمْ۔ تمہارے لیے	وَ۔ اور	اَطْهَرُ۔ بہت ستھرا
وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	يَعْلَمُ۔ جانتا ہے	وَ۔ اور
اَنْتُمْ۔ تم	لَا۔ نہیں	تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	وَ۔ اور
الْوَالِدٰتُ۔ مائیں	يُرْضِعْنَ۔ دودھ پلائیں	اَوْلَادَهُنَّ۔ اپنی اولاد کو	حَوْلَيْنِ۔ دو سال
كَامِلَيْنِ۔ پورے	لِمَنْ۔ اسکے لیے جو	اَرَادَ۔ چاہے	اَنْ۔ یہ کہ
يُّتِمَّ۔ پورا کرے	الرَّضَاعَةَ۔ دودھ کی مدت	وَ۔ اور	عَلَى۔ اوپر
الْمَوْلُوْدِ لَهٗ۔ بچے کے باپ کے ہے		رِزْقُهُنَّ۔ انکی روٹی	وَ۔ اور
كِسْوَتُهُنَّ۔ ان کا کپڑا	بِالْمَعْرُوْفِ۔ دستور کے مطابق		لَا۔ نہیں
تُكَلَّفُ۔ تکلیف دیا جاتا	نَفْسٌ۔ کوئی آدمی	اِلَّا۔ مگر	وُسْعَهَا۔ اسکی وسعت سے

marfat.com

لَا ۔ نہ	تُضَآرَّ ۔ تکلیف دی جائے	وَالِدَةٌ ۔ ماں	بِوَلَدِهَا ۔ اپنے بچے سے
وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	مَوْلُوْدٌ ۔ بچہ کے	لَّهٗ ۔ باپ کو
بِوَلَدِهٖ ۔ اپنے بچے سے	وَ ۔ اور	عَلَى ۔ اوپر	الْوَارِثِ ۔ وارث کے بھی
مِثْلُ ۔ مثل	ذٰلِكَ ۔ اس کے ہے	فَاِنْ ۔ پھر اگر	اَرَادَا ۔ ارادہ کریں
فِصَالًا ۔ دودھ چھڑانے کا	عَنْ تَرَاضٍ ۔ رضامندی سے		مِّنْهُمَا ۔ دونوں کی
وَ ۔ اور	تَشَاوُرٍ ۔ مشورے سے	فَلَا ۔ تو نہیں	جُنَاحَ ۔ گناہ
عَلَيْهِمَا ۔ ان دونوں پر	وَ ۔ اور	اِنْ ۔ اگر	اَرَدْتُّمْ ۔ ارادہ کرو تم
اَنْ ۔ یہ کہ	تَسْتَرْضِعُوْا ۔ دودھ پلاؤ		اَوْلَادَكُمْ ۔ اپنے بچے کو
فَلَا ۔ تو نہیں	جُنَاحَ ۔ گناہ	عَلَيْكُمْ ۔ تم پر	اِذَا ۔ جب
سَلَّمْتُمْ ۔ دیدو	مَّا ۔ جو	اٰتَيْتُمْ ۔ دینا ہے تم کو	بِالْمَعْرُوْفِ ۔ دستور کے مطابق
وَ ۔ اور	اتَّقُوا ۔ ڈرو	اللّٰهَ ۔ اللہ سے	وَ ۔ اور
اعْلَمُوْا ۔ جان لو	اَنَّ ۔ بیشک	اللّٰهَ ۔ اللہ	بِمَا ۔ اسکو
تَعْمَلُوْنَ ۔ جو تم کرتے ہو	بَصِيْرٌ ۔ دیکھنے والا ہے	وَ ۔ اور	الَّذِيْنَ ۔ وہ جو
يُتَوَفَّوْنَ ۔ مرجائیں	مِنْكُمْ ۔ تم میں سے	وَ ۔ اور	يَذَرُوْنَ ۔ چھوڑ جائیں
اَزْوَاجًا ۔ بیویاں تو	يَّتَرَبَّصْنَ ۔ انتظار کریں	بِاَنْفُسِهِنَّ ۔ اپنی جانوں سے	اَرْبَعَةَ ۔ چار
اَشْهُرٍ ۔ مہینے	وَّ ۔ اور	عَشْرًا ۔ دس دن	فَاِذَا ۔ پھر جب
بَلَغْنَ ۔ پہنچ جائیں	اَجَلَهُنَّ ۔ اپنی عدت کو	فَلَا ۔ تو نہیں	جُنَاحَ ۔ گناہ
عَلَيْكُمْ ۔ تم پر	فِيْمَا ۔ اس میں جو	فَعَلْنَ ۔ کریں	فِيْ ۔ بیچ
اَنْفُسِهِنَّ ۔ اپنی جانوں کے	بِالْمَعْرُوْفِ ۔ شریعت کے موافق		وَ ۔ اور
اللّٰهُ ۔ اللہ	بِمَا ۔ اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ ۔ تم کرتے ہو	خَبِيْرٌ ۔ خبردار ہے
وَ ۔ اور	لَا ۔ نہیں	جُنَاحَ ۔ گناہ	عَلَيْكُمْ ۔ تم پر
فِيْمَا ۔ اس میں جو	عَرَّضْتُمْ ۔ پوشیدہ دو	بِهٖ ۔ اسے	مِنْ خِطْبَةِ ۔ پیغام سے
النِّسَآءِ ۔ عورتوں کو	اَوْ ۔ یا	اَكْنَنْتُمْ ۔ چھپاؤ	فِيْ ۔ بیچ
اَنْفُسِكُمْ ۔ اپنی جانوں کے	عَلِمَ ۔ جانتا ہے	اللّٰهُ ۔ اللہ	اَنَّكُمْ ۔ بے شک تم
سَتَذْكُرُوْنَ ۔ تم جلد دھیان کروگے		هُنَّ ۔ ان عورتوں کو	وَ ۔ اور

marfat.com

لٰكِنْ ۔ ليكن	اَنْ ۔ نہ	تُوَاعِدُوْا ۔ وعدہ کرو	هُنَّ ۔ ان سے
سِرًّا ۔ خفيہ	اِلَّا ۔ مگر	اَنْ ۔ يہ کہ	تَقُوْلُوْا ۔ کہو تم
قَوْلًا ۔ کہنا	مَعْرُوْفًا ۔ کھلم کھلا	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ
تَعْزِمُوْا ۔ پکی کرو	عُقْدَةَ ۔ گرہ	النِّكَاحِ ۔ نکاح کی	حَتّٰى ۔ يہاں تک کہ
يَبْلُغَ ۔ پہنچ جائے	الْكِتٰبُ ۔ لکھت	اَجَلَهٗ ۔ مدت کی	وَ ۔ اور
اعْلَمُوْا ۔ جان لو	اَنَّ ۔ بيشک	اللّٰهَ ۔ اللہ	يَعْلَمُ ۔ جانتا ہے
مَا ۔ جو	فِيْ ۔ بيچ	اَنْفُسِكُمْ ۔ تمہاری جانوں کے ہے	فَاحْذَرُوْهُ ۔ تو ڈرو
وَ ۔ اور	اعْلَمُوْا ۔ جان لو	اَنَّ ۔ بيشک	اللّٰهَ ۔ اللہ
غَفُوْرٌ ۔ بخشنے والا	حَلِيْمٌ ۔ حوصلے والا ہے۔		

مختصر تفسیر چودھواں رکوع ۔ پ ۲ سورۃ بقرہ

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری ہو جائے تو اے ورثاء اولیاء انہیں نہ روکو اس سے کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں جبکہ آپس میں موافق شرع رضامند ہو جائیں یہ نصیحت اسے دی جاتی ہے جو تم سے اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔

فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ ۔ یعنی ان کی مدت عدت گزر جائے اور

فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ سے مراد وہ ہے جن کو انہوں نے اپنے نکاح کے لیے تجویز کیا ہو خواہ وہ نئے ہوں یا یہی طلاق دینے والے یا ان سے پہلے جو طلاق دے چکے تھے شرعی جواز کے بعد جس کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر ہو چکی اور

اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ کا یہ مفہوم ہے کہ مہر مثل پر اپنی کفو میں رشتہ ہو کیونکہ اس کے خلاف کی صورت میں اولیاء نساء کو اعتراض و تعرض کا حق ہے۔ اس کا

شان نزول:۔ یہ ہے کہ معقل بن یسار مزنی نے اپنی بہن کا نکاح اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن عاصم سے کر دیا عبداللہ بہت نیک آدمی تھے اتفاقاً شوہر بیوی میں کسی بات پر ناچاقی ہو گئی۔ عبداللہ نے جمیلہ کو

marfat.com

طلاق بائنہ دیدی۔ معقل کو بہت رنج ہوا۔ عدت گذرنے کے بعد عبداللہ نے پھر جمیلہ سے نکاح کرنا چاہا جس پر معقل نے قسم کھائی کہ اب میں تم سے ہرگز نکاح نہ کروں گا۔ جمیلہ کی مرضی ان سے دوبارہ عقد کی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معقل کو بلا کر یہ آیت سنائی انہوں نے گردن جھکا دی اور جمیلہ کا نکاح عبداللہ بن عاصم سے کر دیا اور قسم کا کفارہ دیدیا۔ یہ طلاق بائنہ تھی۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی (بخاری)

دوسری روایت میں ہے۔ خاوند نے ایک یا دو طلاق دیدی اور عدت میں رجعت بھی نہ کی جب مدت ختم ہو گئی تو پہلے خاوند نے بھی پیام دیا عورت راضی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یہ تمہارے لیے زیادہ ستھرا ہے اور پاکیزہ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ذٰلِكُمْ۔ سے نصیحت اور عمل کی طرف اشارہ ہے۔

اَزْكٰى۔ زکوٰۃ سے بنا یعنی بڑھنا یا طہارت پاکیزگی۔

اَطْهَرُ۔ سے ظاہری پاکی مراد ہے۔

اس کے بعد احکام رضاعت کا بیان ہے کیونکہ طلاق کے بعد یہ سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ طلاق والی کی گود میں بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا ذریعہ ہوگا اسی لیے یہ قرین حکمت ہے کہ بچہ کی پرورش کے متعلق جو والدین پر احکام ہیں وہ بیان ہوں۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ۔ اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس۔ اس کے لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے۔

وَالْوَالِدٰتُ۔ سے طلاق والی عورتیں مراد ہیں۔

يُرْضِعْنَ۔ رضیع سے بنا اس کے معنی چوسنا ہے۔ دودھ پلانا۔

اَوْلَادَهُنَّ۔ ولد کی جمع ہے۔ لڑکی یا لڑکا۔ مائیں اولاد کو دودھ پلائیں۔

حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ۔ حول کے معنی بدلنا پلٹنا۔ سال پلٹ کرتے ہیں۔ کاملین پورے دو سال مراد ہیں۔

یعنی دو سال کی مدت پوری کرنا لازم نہیں۔ مگر ماں عورت خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب ہے۔ بشرطیکہ باپ اجرت پر دودھ پلانے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا کوئی دودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ نہ پئے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے (تفسیر احمدی۔ جمل)

پھر دو سال سے کم مدت میں دودھ چھڑانے سے بچہ کے لیے خطرہ نہ ہو تو اس سے کم مدت میں بھی دودھ

marfat.com

چھڑانا جائز ہے (تفسیر احمدی، خازن)

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ

اور اس پر جس کا بچہ ہے عورتوں کا کھانا کپڑا حسب دستور ہے کسی جان پر تکلیف نہ دی جائے مگر اس کی حد وسعت میں نہ ضرر دیا جائے اس کے بچہ سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے اور وارث پر بھی ایسا ہی کسے ہے۔

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا۔ تُكَلَّفُ۔ کُلفت سے بنا اس کے معنی چہرہ کی سیاہی ہے اور اصطلاح میں مشقت میں ڈالنا کیونکہ اس کا اثر چہرہ پر ظاہر ہوتا ہے اس لیے اسے تکلف کہا جاتا ہے۔

وُسْع کے معنی گنجائش۔ اصطلاح میں طاقت کے ہیں اس میں بھی اعمال کی گنجائش ہوتی ہے یعنی کسی نفس کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی۔

اس آیت سے واضح ہے کہ بچہ کی ماں کو اس کی خلاف مرضی دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے اور مرضعہ زیادہ اجرت مانگ کر ایذا اور نہ پہنچائے۔ ماں کا بچہ کو ضرر پہنچانا یہ ہے کہ اس کو وقت پر دودھ نہ دے یا اس کی نگرانی نہ کرے یا اپنے ساتھ مانوس کرنے کے بعد چھوڑ دے اور باپ کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچہ کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوئی کوتاہی کرے جس سے بچہ کو نقصان پہنچے

لیکن اگر باپ زندہ نہ ہو تو

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ۔ اس سے بچہ کا وارث مراد ہے۔ بعض نے کہا کہ باپ کے وارث ذی رحم مراد ہیں یعنی وہ قرابت والے جن سے نکاح ہمیشہ حرام ہو۔ ذٰلِكَ میں گذشتہ احکام کی طرف اشارہ ہے یعنی اگر باپ زندہ نہ ہو بچہ یتیم ہو تو اس کے ذی رحم قرابتدار پر اس کا خرچہ واجب ہوگا۔

فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْۤا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

تو اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں۔ تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی مضائقہ اور گناہ نہیں جب کہ جو دینا ٹھہرا تھا وہ حسب دستور ادا کر دو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے

اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ۔ سَلَّمْتُمْ۔ تسلیم سے بنا اس کے معنی آفات سے محفوظ رہنا ہے۔

marfat.com

مَا اٰتَیْتُمْ۔ دینے کا ارادہ کرنا یا اجرت طے کرنا مراد ہے۔
بِالْمَعْرُوْفِ۔ اس سے خوش معاملگی اور بھلائی مراد ہے یعنے تم ان کی مقررہ اجرت بھلائی سے بغیر تاخیر کے دے دو۔
وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ ان تمام احکام میں اللہ سے ڈرتے رہو اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے اس سے خوف خدا دلانا مقصود ہے۔
اَرَادَا۔ کا فاعل ماں باپ دونوں ہیں ان کی رائے پر موقوف کیا گیا باپ اجرت سے بچنے کے لیے دودھ جلد چھڑانا چاہتا ہے اور ماں دوسرا نکاح کرنے کے لیے جلدی کر سکتی ہے تاکہ بچہ کو نقصان نہ ہو۔
فِصَالًا۔ فصل سے بنا اس کے معنی جدائی کے ہیں اسی لیے شہر پناہ کو فصیل کہتے ہیں۔ اونٹ کے بچہ کو بھی فصال کہتے ہیں کہ وہ بھی ماں سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ یہاں دودھ چھڑانا مراد ہے۔
عَنْ تَرَاضٍ۔ تراض رضا سے بنا آپس کی رضامندی۔
تَشَاوُرٍ۔ شوری سے بنا گھر کے سامان کو شوار کہتے ہیں وہ نکالا جاتا ہے۔ اصطلاح میں چند آراء کو جمع کرنے مشورہ کرنے کو تشاور کہتے ہیں ماں باپ مشورہ کریں اور چھڑا دیں تو چھڑا سکتے ہیں۔
اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَکُمْ۔ اس میں صرف باپ سے خطاب ہے یعنی اے والدو یا لوگو اگر تم دائیو سے اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو یا کوئی دائی تلاش کرو تو
فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ۔ تم پر کوئی گناہ نہیں۔
آگے عدت کے احکام ہیں۔
وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِہِنَّ اَرْبَعَۃَ اَشْہُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَہُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْٓ اَنْفُسِہِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔
اور وہ جو مریں تم میں سے اور بیویاں چھوڑیں وہ اپنے نفسوں کو روکیں چار مہینہ دس دن۔
وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ۔ توفی سے بنا اس کے معنی ہیں پورا لے لینا انسان اپنی عمر پوری کر کے پورا رزق کھا کر ہی مرتا ہے اس لیے اسے وفات کہا جاتا ہے۔ مِنْکُمْ میں مسلمانوں کو خطاب ہے۔
یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا۔ یَذَرُوْنَ۔ وَذْرٌ سے بنا اس کے معنی ہیں چھوڑنا۔
اَزْوَاج۔ زوج کی جمع ہے بمعنی جوڑا۔ یہاں بیویاں مراد ہیں۔
یَتَرَبَّصْنَ۔ انتظار میں رکھیں خاوند کی وفات کے بعد ان کی بیویاں نکاح سے رکی رہیں اس مدت انتظار کو عدت کہتے ہیں۔

marfat.com

جس عورت کو طلاق مل جائے اس کی عدت تین حیض ہے اور اگر مطلقہ کم سن یا عمر رسیدہ ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے اور بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اس کا تذکرہ سورۃ طلاق میں مذکور ہے اور اگر خاوند کے مرنے کے بعد بیوی کو حمل نہ ہو تو اس کا یہ حکم ہے اور آئسہ جسے حیض آنا بند ہو چکا ہو اس کی عدت کا علیحدہ بیان ہے اور وہ صرف تین مہینے ہے اور یہ بھی سورۃ طلاق میں مذکور ہے حیث قال

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ

اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ ہے اگر تمہیں شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا۔ غیر حاملہ کی عدت چار ماہ دس دن بتائی۔

اس کے متعلق مزید پابندیاں یہ ہیں کہ وہ اس عدت میں نہ نکاح کرے نہ اپنا مسکن بلا عذر چھوڑے نہ بلا ضرورت شانہ تیل لگائے نہ خوشبو لگائے نہ سنگار کرے نہ رنگین کپڑے پہنے نہ ریشمی لباس استعمال کرے نہ مہندی رچائے نہ کسی سے جدید نکاح کے لیے گفت و شنید کرے اور طلاق بائن کی جو عدت ہے اس میں بھی یہ پابندیاں لازم ہیں البتہ رجعی والی کے لیے مستحب ہے کہ وہ ایام عدت میں زینت اور سنگار کرے۔

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ۔ اجل سے انتہاء عدت مراد ہے یعنی جب عورتیں اپنی انتہائی عدت کو پہنچ جائیں اور عدت پوری کر لیں تو

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔

فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ۔ وہ تمام چیزیں مراد ہیں جو عدت کی وجہ سے ان پر حرام ہو گئی تھیں۔ مثلاً دوسرا نکاح بناؤ سنگار وغیرہ عدت کے بعد وہ کر سکتی ہے نیز دیکھو اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے پوری طرح باخبر ہے۔

مسئلہ:۔ عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ قبر بیوی کی میت کو نہ کندھا دے اور نہ ہی قبر میں اتارے یہ بات غلط ہے جب دوسرے اجنبی لوگ یہ کام کر سکتے ہیں تو شوہر کو بھی جائز ہے۔ عورت اپنے خاوند کی میت کو بوقت ضرورت غسل دے سکتی ہے لیکن شوہر بیوی کی میت کو غسل نہ دے اگر غسال نہ ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اس کو تیمم کرا سکتا ہے۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا

اور نہیں گناہ تم پر اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں سے نکاح کا پیام دو یا اپنے دل میں پوشیدہ رکھو مگر یہ کہ وہی بات کہو جو شرع میں معروف ہے۔ یعنی ایام عدت میں نکاح کرنا اور نکاح کا کھلا پیام دینا ممنوع ہے البتہ پردہ میں اشارات و کنایات کے ساتھ خواہش نکاح کا اظہار گناہ نہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ تم بہت نیک اور خوش

marfat.com

سلیقہ ہو یا اپنا ارادہ دل میں پوشیدہ رکھے اور زبان سے کچھ نہ کہے۔ اسے عربی میں تعریض کہتے ہیں۔ تعریض کو توضیح بھی کہتے ہیں۔ کنایہ اور تعریض میں یہ فرق ہے کہ کنایہ میں لوازم بول کر ملزوم مراد لیتے ہیں اور تعریض مقصود کے قرینہ قائم کر دینے کا نام ہے۔ یہ مباح ہے آگے نکاح کے متعلق ہدایات ہیں (تفسیر کبیر)

وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو جب تک لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے (یعنی ایام عدت نہ گزر جائیں) اور جان لو کہ اللہ تمہارے دلوں کی بات جانتا ہے تو اس سے ڈرو۔ جان لو کہ اللہ بخشنے والا علم والا ہے۔

اس آیت میں ایام عدت میں نکاح کرنے کی ممانعت ہے۔ یہاں انسان کی ایک کمزوری ظاہر فرمائی کہ اگر یہ عورت کسی کو پسند آئے تو وہ ضرور اس کا ذکر زبان پر لاتا ہے۔ چونکہ غم کا زمانہ ہے اس لیے اس کو تنبیہ کر دی گئی کہ اس زمانہ میں عورت سے نکاح کا اظہار ظاہری یا باطنی طور پر جائز نہیں۔ عدت ختم ہونے کے بعد نکاح کا پیغام دیا جا سکتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پندرھواں رکوع پ۲ سورۃ بقرہ

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَّ مَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ۝

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

نہیں گناہ تم پر اگر طلاق دو عورتوں کو اس سے قبل کہ انہیں ہاتھ لگاؤ یا مہر مقرر کرو اور انہیں کچھ برتنے کو دو وسعت والے پر اس کی وسعت کے موافق اور تنگدست پر اس کی حیثیت سے برتنے کی چیز حسب دستور یہ لازم ہے بھلائی والوں پر۔ اور اگر طلاق دو انہیں قبل اس کے کہ انہیں چھو لو اور ان کے مہر مقرر کر چکے تھے تو آدھا مقرر سے مگر یہ کہ عورتیں کچھ معاف کر دیں یا وہ مرد زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور تمہیں زیادہ بخشنا تقویٰ کے قریب ہے اور آپس میں احسان فراموش نہ کرو بے شک اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

marfat.com

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝

نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے لیے ادب سے۔

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝

تو اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار پھر جب اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھایا جو تم نہ تھے جانتے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور وہ جو تم میں مریں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ وصیت کریں اپنی بیویوں کے لیے سال بھر تک نان و نفقہ کی بغیر نکالے تو اگر وہ خود نکلیں تو تم پر اس کا گناہ نہیں جو انہوں نے کیا اپنی جانوں کے لیے مناسب سمجھ کر اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ ۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝

اور مطلقہ کے لیے بھی مناسب گزارہ کے لائق ہے واجب پرہیزگاروں پر۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

ایسے ہی اللہ بیان کرتا ہے تمہارے لیے اپنی آیتیں تاکہ تمہیں عقل ہو۔

لفظی ترجمہ

لَا۔ نہیں	جُنَاحَ۔ گناہ	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	اِنْ۔ اگر
طَلَّقْتُمُ۔ طلاق دو تم	النِّسَآءَ۔ عورتوں کو	مَا۔ جب تک کہ	لَمْ۔ نہ
تَمَسُّوْهُنَّ۔ ہاتھ لگاؤ	هُنَّ۔ ان کو	اَوْ۔ یا	تَفْرِضُوْا۔ مقرر کرو
لَهُنَّ۔ ان کے لیے	فَرِيْضَةً۔ حق مہر	وَ۔ اور	مَتِّعُوْ۔ سامان دو
هُنَّ۔ ان کو	عَلَى۔ اوپر	الْمُوْسِعِ۔ امیر کے	قَدَرُهٗ۔ اسکی حیثیت سے
وَ۔ اور	عَلَى۔ اوپر	الْمُقْتِرِ۔ غریب کے	قَدَرُهٗ۔ اسکی حیثیت سے
مَتَاعًا۔ سامان ہے	بِالْمَعْرُوْفِ۔ حسب دستور	حَقًّا۔ حق ہے	عَلَى۔ اوپر
الْمُحْسِنِيْنَ۔ احسان کرنے والوں کے		وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر

marfat.com

دوم یہ بھی معلوم ہوا کہ بے ذکر مہر بھی نکاح درست ہے۔ مگر اس صورت میں بعد نکاح مہر معین کرنا ہوگا۔ اگر نہ کیا تو بعد جماعت مہر مثل لازم ہو جائے گا۔ مہر مثل سے وہ مہر مراد ہے جو اس کے کنبہ کے ہم عمر لڑکیوں کا مہر مقرر ہوا ہو۔ وَمَتِّعُوْهُنَّ سے مراد تین کپڑوں کا ایک جوڑا ہے جو واجب ہے (مدارک)

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۝

اور اگر تم نے عورتوں کو بغیر چھوئے طلاق دے دی اور ان کے لیے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور اے مردو! تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری کے قریب ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو نہ بھلاؤ۔ بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

قبل مساس بالتعیین مہر طلاق دینے پر جو حکم تھا وہ تو اوپر کی آیت میں بیان ہوا۔ یہاں اس مطلقہ کا حکم ہے جسے قبل خلوت صحیحہ طلاق دی جائے اور اس کا مہر مقرر کر لیا ہو اس پر واجب کہ جتنا مہر بندھا ہے اس کا نصف دینا لازم ہے مگر عورت اس میں سے کم کر دے اور معاف دیدے یا نصف سے زائد خاوند دے کر احسان کرے یہ حسن سلوک اور مکارم اخلاق کے ماتحت دونوں طرف سے مستحسن ہے۔ بیوی مطلقہ نصف سے کم لے یا طلاق دینے والا نصف سے زائد دے۔ دونوں کی طرف حسن اخلاق کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ۔ عفو سے مراد واپس نہ لینا ہے۔ اگر عورتیں اپنا آدھا معاف کر دیں تو بھی جائز ہے اور اگر شوہر زائد دیدے یا کل دے چکے ہوئے اس سے واپس نہ لے تب بھی جائز ہے۔

وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔ اے مردو بمقابلہ عورتوں کے تمہارا معاف کر دینا اور پورا مہر دے دینا پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے۔

فَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ۔ یہ نسیان سے بنا اس کے معنی بھولنا ہے۔ فضل سے مراد احسان و خوبی کے معنی ہے یعنی اے شوہرو اور بیویو تم ایک دوسرے کے احسانات نہ بھولو یعنی پیش نظر رکھو کہ ایک دوسرے کے احسان مند ہو اور تمہارے تمام اچھے برے کام اللہ دیکھ رہا ہے اس کے بدلہ جزا سزا دے گا۔

نوٹ: حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ اور حضرت سیدہ فاطمہ زہرا خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو مثقال چاندی تھا یعنی ڈیڑھ سو تولہ تھا۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔ نگہبانی کرو سب نمازوں کی

marfat.com

بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے لیے ادب سے۔

اس میں نماز پنجگانہ کو ان کے اوقات میں ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرنے کا حکم ہے اور صلوۃ الوسطیٰ سے مراد جمہور صحابہ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک نماز عصر ہے۔ اس مسئلہ میں حدیث سے بھی تائید ملتی ہے۔ اور قوموا میں امر جمع کے صیغہ سے اس غرض کے لیے ہے کہ نماز میں قیام فرض ہے۔

حافظوا علی الصلوات۔ اور تمام نمازوں کی حفاظت کرو۔ یعنی ان کے وقتوں میں ادا کرنے اور انکی پابندی کرنے اور ان کے ارکان کو پورا کرنے کی۔

اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ نماز قطعی فرض ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے لیکن جان بوجھ کر ترک کرنے والے کے لیے حضرت امام شافعی کا قول ہے کہ اس سے توبہ کرائی جائے حضرت امام ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اسے قتل نہ کیا جائے اسے ہمیشہ قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے یا مر جائے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا کہ جو شخص اس کی حفاظت کرے گا اس کے لیے حشر کے دن نور اور برہان اور نجات ہو گی اور جو اس کی محافظت نہ کرے گا وہ قیامت کے دن قارون۔ فرعون۔ ہامان۔ ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر تمہارے دروازے کے آگے نہر بہتی ہو اور اس میں پانچ وقت غسل کرو تو کیا جسم پر کچھ میل رہے گا۔ عرض کی یا رسول اللہ نہیں فرمایا یہی مثال ان پانچ نمازوں کی ہے۔ ان کی وجہ سے اللہ تعالے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

علماء نے نماز کی پابندی کے تین درجے بیان کیے ہیں۔

پہلا درجہ یہ ہے کہ نماز وقت پر پڑھی جائے اور فرائض و واجبات ترک نہ کیے جائیں۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ نمازی کا جسم ہر طرح سے پاک صاف ہو حضور قلب ہو۔ سنن و نوافل کا بھی پوری طرح خیال ہو۔

تیسرا درجہ یہ ہے جو سب سے اعلیٰ ہے کہ یہ سمجھ کر نماز ادا کرے کہ اللہ تعالے کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ بات نہ ہو تو پھر وہ یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالے اس کو دیکھ رہا ہے۔

الصلوۃ الوسطی۔ بیچ والی نماز۔ اس سے مراد عصر کی نماز ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ خندق کے موقعہ پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نماز عصر قضا ہو گئی تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ ان کفار کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھرے جیسا کہ انہوں نے ہمیں صلوۃ وسطیٰ کے پڑھنے سے روک دیا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس کی نماز عصر رہ گئی تو گویا اس کا مال اور گھر بار برباد ہوگیا۔ یہ تاکیداً فرمایا گیا ہے۔

نماز عصر میں دن رات کے فرشتے جمع ہوجاتے ہیں دن کے جانے نہیں پاتے کہ رات کے فرشتے آجاتے ہیں

قَانِتِیْنَ۔ ادب سے۔ یہ لفظ قنوت سے نکلا اس کے معنی خشوع و خضوع اطاعت و فرمانبرداری ہیں

شان نزول:۔ حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں باتیں کیا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۚ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝ تو اگر تمہیں دشمن وغیرہ کا خوف ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے فرض ادا کرو، تو جب اطمینان ہوجائے تو اللہ کی یاد کرو۔ جس طرح اس نے تمہیں سکھایا جو تم نہ جانتے تھے۔

خوف و خطر میں بھی بقدر فریضہ کی ادائیگی کا حکم ہے لیکن بقدر استطاعت سوار یا پیادہ جیسے بھی بن پڑے۔ خوف و خطر کی حالت میں جماعت و قیام وغیرہ بلا قوت استطاعت ضروری نہیں۔

مسئلہ:۔ تمام ائمہ کا اجماع ہے کہ اگر بہت ہی زیادہ خوف ہو تو اگر لوگ قبلہ رخ منہ نہ کرسکیں تو جس طرف ہوسکے پڑھ لیں، رکوع سجدے اشارہ سے کریں۔ حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کا قول ہے کہ اکیلے اکیلے پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک خوف کی وجہ سے رکعتیں کم نہیں ہوتیں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضر میں چار رکعتیں اور سفر میں دو رکعتیں اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی۔ ان شاء اللہ نساء میں صلوٰۃ خوف کے مسائل بیان کریں گے۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ مِن مَّعْرُوفٍ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

اور وہ جو تم میں سے مریں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لیے وصیت کر جائیں سال بھر تک نان ونفقہ کی بغیر نکالے تو اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا گناہ نہیں جو انہوں نے اپنے نفسوں کے اندر مناسب طور پر کیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اور طلاق والیوں کے لیے بھی مناسب نان ونفقہ دینا ہے یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر۔ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے اپنی آیتیں تمہارے لیے تاکہ تم سمجھ سکو۔

اسلام سے پہلے اہل عرب اپنے وارث کی بیوہ کا نکلنا یا کسی غیر خاندان سے نکاح کرنا بالکل گوارا نہیں کرتے تھے اور عار سمجھتے تھے یا تو اپنے ساتھ نکاح کرلیتے یا معلق چھوڑ دیتے تھے۔ ان میں یہ بھی رواج تھا کہ بیوہ ایک سال

marfat.com

تک اپنے شوہر کے گھر بیٹھتی پھر ایک سال بعد اونٹ یا بکری کی مینگنیاں پھینکتی۔ یہ عدت ختم ہونے کی علامت تھی۔ اور تمام سال اسے شوہر کے گھر رہ کر نان و نفقہ لینے کا حق تھا۔

پھر یہ عدت يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا سے منسوخ ہوئی اور چار ماہ دس دن مقرر ہوگئے اور ایک سال کا نان و نفقہ آیت میراث سے منسوخ ہوگیا۔ اب عورت کا حصہ شوہر کے ترکہ سے مقرر ہے اور وصیت وارث کے لیے ممنوع قرار پائی۔ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلَا لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ۔

پھر تدریجاً اوّل ایک سال کی عدت قرار دی گئی۔ پھر جب وہ گوارا ہوگیا تو چار ماہ دس یوم کی عدت کا حکم نافذ کیا گیا۔

بامحاورہ ترجمہ سولھواں رکوع پ ۲۔ سورۃ بقرہ

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝

کیا نہ دیکھا آپ نے اے محبوبؐ انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ نے انہیں فرمایا مر جاؤ پھر انہیں زندہ کیا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ سنتا اور جانتا ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

کون ہے وہ جو اللہ کو قرض حسن دے تو اسے اللہ دو چند بڑھائے اور مضاعف کرے اور اللہ تنگی اور فراخی کرتا ہے اور تمہیں اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ

کیا نہ دیکھا تم نے اے محبوب اس جماعت بنی اسرائیل کو جو بعد موسیٰ کے ہوئی۔ جب کہا انہوں نے اپنے نبی سے ہمارے لیے قائم کردو ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں۔ نبی نے فرمایا۔ کیا ایسا تو نہ ہوگا کہ جب تم پر جہاد فرض ہوا تو قتل و جہاد نہ کرو۔ بولے کیا ہوا

marfat.com

أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ
الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ وَ
اللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝

ہمیں کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے اپنے گھروں سے اور اپنی اولادوں سے تو جب ان پر جہاد فرض ہوا۔ منحرف ہو گئے مگر تھوڑے سے ان میں سے اور اللہ جانتا ہے ظالموں کو۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ
لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ
لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ
مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ
إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً
فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ
يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

اور فرمایا انہیں ان کے نبی نے بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بھیجا ہے۔ بولے اسے ہم پر کیسے ہوگی بادشاہی۔ حالانکہ ہم اس سے زیادہ مقدار ہیں سلطنت کے اور نہیں دیا گیا وہ وسیع مال سے فرمایا بے شک اللہ نے چن لیا ہے اسے تم پر اور زیادہ کیا ہے کشادہ اس کے لیے علم اور جسم اور اللہ دیتا ہے اپنا ملک جسے چاہے اور اللہ بڑی وسعت والا علم والا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ
يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَ
آلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي
ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

اور کہا ان سے ان کے نبی نے اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت اس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں آل موسیٰ اور آل ہارون کے ترکہ کی اٹھائے ہوئے ہیں اسے فرشتے بے شک اس میں نشانی ہے تمہارے لیے اگر تم ایمان والے ہو۔

لفظی ترجمہ

اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	تَرَ۔ دیکھا تم نے	اِلٰی۔ طرف
اَلَّذِیْنَ۔ ان کے جو	خَرَجُوْا نکلے	مِنْ دِیَارِھِمْ۔ اپنے گھروں سے	
وَ۔ اور	ھُمْ۔ وہ	اُلُوْفٌ۔ ہزاروں تھے	حَذَرَ۔ ڈر
الْمَوْتِ۔ موت سے	فَقَالَ۔ تو کہا	لَھُمُ۔ انکو	اللّٰہُ۔ اللہ نے
مُوْتُوْا۔ مرجاؤ	ثُمَّ۔ پھر	اَحْیَا۔ زندہ کیا	ھُمْ۔ ان کو

marfat.com

اِنَّ - بے شک	اللّٰہَ - اللہ	لَذُوْ - صاحب	فَضْلٍ - فضل ہے
عَلَی - اوپر	النَّاسِ - لوگوں کے	وَ - اور	لٰکِنَّ - لیکن
اَکْثَرَ - اکثر	النَّاسِ - لوگ	لَا - نہیں	یَشْکُرُوْنَ - شکر کرتے
وَ - اور	قَاتِلُوْا - لڑو	فِیْ - بیچ	سَبِیْلِ - راہ
اللّٰہِ - خدا کے	وَ - اور	اعْلَمُوْا - جان لو	اَنَّ - بیشک
اللّٰہَ - اللہ	سَمِیْعٌ - سننے والا	عَلِیْمٌ - جاننے والا ہے	مَنْ - کون
ذَا - ہے	الَّذِیْ - وہ جو	یُقْرِضُ - قرض دے	اللّٰہَ - اللہ کو
قَرْضًا - قرض	حَسَنًا - اچھا	فَیُضٰعِفَهٗ - تو دگنا کر دے	لَهٗ - اس کے لیے
اَضْعَافًا - کئی	کَثِیْرَۃً - گنا بہت	وَ - اور	اللّٰہُ - اللہ
یَقْبِضُ - تنگ کرتا ہے	وَ - اور	یَبْسُطُ - فراخ کرتا ہے	وَ - اور
اِلَیْهِ - اسی کی طرف	تُرْجَعُوْنَ - تم پھیرے جاؤ گے	اَ - کیا	لَمْ - نہ
تَرَ - دیکھا تم نے	اِلَی - طرف	الْمَلَاِ - سرداروں کی	مِنْ بَنِیْ - اولاد
اِسْرَآءِیْلَ - یعقوب سے	مِنْ بَعْدِ - بعد	مُوْسٰی - موسیٰ کے	اِذْ - جب
قَالُوْا - بولے	لِنَبِیٍّ - نبی	لَّهُمُ - اپنے سے	ابْعَثْ - مقرر کر
لَنَا - ہمارے لیے	مَلِکًا - بادشاہ	نُّقَاتِلْ - لڑیں ہم	فِیْ - بیچ
سَبِیْلِ - راہ	اللّٰہِ - خدا کے	قَالَ - فرمایا	هَلْ - کیا
عَسَیْتُمْ - قریب ہے کہ	اِنْ - اگر	کُتِبَ - لکھا جائے	عَلَیْکُمُ - تم پر
الْقِتَالُ - لڑائی کرنا	اَلَّا - یہ کہ نہ	تُقَاتِلُوْا - لڑو تم	قَالُوْا - بولے
وَ - اور	مَا - کیا ہے	لَنَا - ہم کو	اَلَّا - یہ کہ نہ
نُقَاتِلَ - لڑیں ہم	فِیْ - بیچ	سَبِیْلِ - راہ	اللّٰہِ - خدا کے
وَ - اور	قَدْ - بیشک	اُخْرِجْنَا - نکالے گئے ہم	مِنْ دِیَارِنَا - اپنے گھروں
سے	وَ - اور	اَبْنَآئِنَا - اپنی اولاد سے	فَلَمَّا - پھر جب
کُتِبَ - لکھا گیا	عَلَیْهِمُ - ان پر	الْقِتَالُ - لڑنا	تَوَلَّوْا - تو پھر گئے
اِلَّا - مگر	قَلِیْلًا - تھوڑے	مِّنْهُمْ - ان سے	وَ - اور
اللّٰہُ - اللہ	عَلِیْمٌ - جاننے والا ہے	بِالظّٰلِمِیْنَ - ظالموں کو	وَ - اور

marfat.com

قَالَ۔ کہا	لَهُمْ۔ ان سے	نَبِيُّهُمْ۔ انکے نبی نے	إِنَّ۔ بیشک
اللهَ۔ اللہ نے	قَدْ۔ یقیناً	بَعَثَ۔ مقرر کیا ہے	لَكُمْ۔ تمہارے لیے
طَالُوتَ۔ طالوت کو	مَلِكًا۔ بادشاہ	قَالُوا۔ بولے	أَنَّى۔ کیسے
يَكُونُ۔ ہوگی	لَهُ۔ اس کی	الْمُلْكُ۔ سلطنت	عَلَيْنَا۔ ہم پر
وَ۔ اور	نَحْنُ۔ ہم	أَحَقُّ۔ زیادہ حقدار ہیں	بِالْمُلْكِ۔ حکومت کے
مِنْهُ۔ اس سے	وَ۔ اور	لَمْ۔ نہیں	يُؤْتَ۔ دیا گیا وہ
سَعَةً۔ فراخی	مِنَ الْمَالِ۔ مال کی	قَالَ۔ فرمایا	إِنَّ۔ بیشک
اللهَ۔ اللہ نے	اصْطَفٰهُ۔ چن لیا اسے	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	وَ۔ اور
زَادَهُ۔ زیادہ کیا اسے	بَسْطَةً۔ فراخی	فِي۔ بیچ	الْعِلْمِ۔ علم
وَ۔ اور	الْجِسْمِ۔ جسم کے	وَ۔ اور	اللهُ۔ اللہ
يُؤْتِي۔ دیتا ہے	مُلْكَهُ۔ اپنا ملک	مَنْ۔ جسے	يَشَاءُ۔ چاہے
وَ۔ اور	اللهُ۔ اللہ	وَاسِعٌ۔ فراخی والا	عَلِيمٌ۔ جاننے والا ہے
وَ۔ اور	قَالَ۔ کہا	لَهُمْ۔ ان کو	نَبِيُّهُمْ۔ انکے نبی نے
إِنَّ۔ بیشک	آيَةَ۔ نشانی	مُلْكِهِ۔ اسکی حکومت کی	أَنْ۔ یہ ہے کہ
يَأْتِيَكُمُ۔ آئیگا تمہارے پاس	التَّابُوتُ۔ تابوت	فِيهِ۔ اس میں	سَكِينَةٌ۔ دلجمعی ہے
مِنْ رَبِّكُمْ۔ تمہارے رب سے	وَ۔ اور	بَقِيَّةٌ۔ بقیہ ہے	مِمَّا۔ اس سے جو
تَرَكَ۔ چھوڑ گئے	آلُ۔ آل	مُوسٰى۔ موسیٰ	وَ۔ اور
آلُ۔ آل	هٰرُونَ۔ ہارون	تَحْمِلُهُ۔ اٹھائے ہونگے اسے	الْمَلٰئِكَةُ۔ فرشتے
إِنَّ۔ بیشک	فِي۔ بیچ	ذٰلِكَ۔ اس کے	لَآيَةً۔ نشانی ہے
لَكُمْ۔ تمہارے لیے	إِنْ۔ اگر	كُنْتُمْ۔ ہو تم	مُؤْمِنِينَ۔ ایمان والے

مختصر تفسیر سولھواں رکوع پ ۲۔ سورۃ بقرہ

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللهُ مُوتُوا
ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ○

marfat.com

اے محبوب کیا آپ نے نہ دیکھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ تعالے نے انہیں فرمایا مر جاؤ۔ پھر انہیں زندہ فرمایا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

یہ واقعہ بنی اسرائیل کا ہے۔ ان میں ایک بار طاعون پڑی تھی تو پیغمبر وقت نے انہیں بھاگنے سے روکا ان میں دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک وہ جو بہ تعمیل حکم پیغمبر نہ گئی ایک وہ جو بھاگ کر بستیاں چھوڑ کر جنگل میں جا پڑی جو جماعت جنگل میں جا کر پناہ گزین ہو گئی تھی۔ ان میں موت کم ہوئی۔ اور جو جماعت تعمیل حکم پیغمبر وقت نہیں بھاگی ان میں اموات بکثرت ہوئیں جب طاعون دفع ہوا اور آپس میں ملے تو انہوں نے ان پر طعن کیا اور کہا اگر ہمارے ساتھ جنگل میں چلے آتے تو اتنا جانی نقصان نہ ہوتا۔

انہوں نے اپنے نبی تک بات پہنچائی۔ انہوں نے دربار الٰہی میں عرض کیا وہاں سے حکم ہوا کہ انہیں کہہ دیجئے کہ اب پھر طاعون آتا ہے لہٰذا جہاں بھاگنا ہے بھاگ جاؤ چنانچہ جو جنگل میں حسب سابق بھاگ گئے ان پر حکم الٰہی ایک ہی رات میں موت مسلط ہوئی۔ صبح وہ سب کے سب مرے ہوئے تھے۔ اس کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا اور وہ مدتوں زندہ رہے۔

مقاتل کہتے ہیں کہ یہ لوگ حزقیل نبی کی قوم کے تھے جب ان پر یہ حادثہ پیش آچکا تو حزقیل ان کی تلاش میں نکلے اور انہیں مردہ پایا حتی کہ ان کی ہڈیاں دھوپ میں چمک رہی تھیں اور تمام جوڑ علیحدہ علیحدہ ہو گئے تھے تو آپ کو تعجب ہوا کہ اب یہ کیسے زندہ ہوں گے۔ آپ بہت روئے اور بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کی کہ اے میرے رب میں تو ایسے لوگوں میں تھا جو تیری حمد کرتے تھے۔ اور تیری تسبیح پڑھتے تھے اب میں اکیلا رہ گیا تو اللہ تعالے نے وحی بھیجی کہ تم ان کے پاس کھڑے ہو کر پکارو کہ قُوْمُوْا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ تم اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ۔ وہ سب کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا سُبْحَانَکَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ پھر وہ اپنی قوم میں چلے گئے۔

شان نزول:۔ اشعث بن اسلم بصری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز میں مشغول تھے۔ آپ کے پیچھے دو یہودی آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا انہوں نے جواباً عرض کیا کہ ہم حزقیل علیہ السلام اور ان کے معجزے مردوں کو زندہ کرنے کا تذکرہ کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے قرآن کریم میں نہ تو حزقیل علیہ السلام کا ذکر پایا نہ اس معجزہ کا صرف حضرت عیسیٰ کا واقعہ قرآن کریم میں ہے۔

انہوں نے کہا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ ہم نے بہت سے پیغمبروں کے قصے بیان نہ فرمائے وَرُسُلًا

marfat.com

ثُمَّ [illegible] یہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت حزقیل ابن بوذی علیہ السلام ان کو ذو الکفل بھی کہتے ہیں۔ ان کا مزار مبارک اردن میں ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک شاندار مسجد بھی تعمیر کرائی ہے جس کا اب صرف ایک مینار باقی ہے فقیر نے حاضری کا شرف حاصل کیا ہے والحمد للہ علیٰ احسانہ۔

حسن اور مقاتل کہتے ہیں کہ یہی ذو الکفل ہیں یہ نام ان کا اس لیے ہو گیا کہ یہ ستر نبیوں کے کفیل ہوتے تھے اور انہیں قتل ہونے سے بچایا تھا۔

اس واقعہ کی طرف اشارہ کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ انسان خوفِ موت سے بھاگ کر جان نہیں بچا سکتا۔ لہذا بھاگنا عبث اور بیکار ہے۔ اگر مقدر میں موت ہے تو ضرور پہنچے گی۔ لہذا انسان کو چاہیئے کہ رضائے الٰہی پر راضی رہے۔ اس میں مجاہدین کو بھی سبق عبرت ہے کہ جہاد سے پیٹھ دے کر بھاگنا یا جہاد میں شرکت سے بیٹھ رہنا موت کو دفع نہیں کر سکتا۔ البتہ بہادری کی موت کے مقابل ایڑیاں رگڑ کر مرنا ہو سکتا ہے چنانچہ اس آیت میں جہاد فی سبیل اللہ اور خیرات و صدقات کا تذکرہ شروع کیا گیا۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ۚ وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ سنتا جانتا ہے۔ کوئی ہے جو اللہ کو قرض دے قرضِ حسن تو اللہ اس کے لیے دو چند مضعوں میں بڑھا دے اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے اور تمہیں اس کی طرف لوٹنا ہے۔ اس میں اول تو جہاد کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا کہ دشمن سے جم کر لڑو اور موت سے نہ بھاگو جیسے بنی اسرائیل بھاگے تھے۔ اس لیے کہ بھاگ جان کی حفاظت میں سود مند نہیں ہوتا۔

فِي سَبِيلِ اللَّهِ سے اعلاء کلمۃ الحق اور اسلام کی سربلندی کے لیے کفار سے مقابلہ کا حکم ہے یہی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ کیونکہ موت کا اگر وقت آ گیا تو وہ ابدی زندگی ہو گی ورنہ فتح و نصرت ہو گی۔

اس کے بعد راہِ خدا میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر فرمایا یہ اللہ کا لطف و کرم ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ يُقْرِضُ۔ قرض سے بنا اس کے معنی کاٹنا ہے اسی لیے قینچی کو مقراض کہتے ہیں۔ یہاں قرض سے مراد ہر وہ نیکی ہے جو ثواب کی نیت سے کیا جائے جیسے نماز روزہ حج زکوٰۃ اور صدقات نفلیہ یا واجبہ۔

حَسَنًا سے اخلاص مراد ہے۔ اگر قرضہ مراد ہے تو حسن سے حلال مال مراد ہے جو اللہ کو قرضِ حسن دے۔

marfat.com

فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۔ ضعف کسی چیز کا وہ حصہ جو مل کر دوگنا کر دے کہلاتا ہے۔
كَثِيْرَةً ۔ فرما کر یہ بتایا کہ اس قدر زیادہ بدلہ ملے گا کہ اس کا حساب رب تبارک و تعالیٰ ہی جانے۔

حضرت سیدنا عثمان ہندی فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ملی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بندہ مومن کو ایک نیکی کے بدلہ دس لاکھ نیکیاں ملیں گی میں نے حج کے موقعہ پر ان سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ بندہ کو ایک نیکی کا بدلہ بیس لاکھ عطا ہوگا۔

درحقیقت بات یہ ہے کہ بندہ اس کا بنایا ہوا ہے اور اس کا مال اللہ تعالیٰ کی ہی عطا ہے۔ مالک حقیقی وہی ہے بندہ کو اس کی عطا سے ملک مجازی کا حق ملا تو یہاں مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ فرمانے میں یہ دلنشیں کرنا منظور ہے کہ تمہارے صدقات وخیرات میں تمہارے حقوق وہی ہیں جو ایک مقروض پر قارض کے ہوتے ہیں۔ تمہاری خیرات پر ہم نے اپنے ذمہ حق کرم لیا ہے اور وعدہ کیا ہے۔ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا (سورہ مزمل پ ۲۹) لہٰذا صدقات وخیرات میں اطمینان رکھو تم اس کے بدلے کے مستحق ہو اور جتنا خرچ کیا ہے اس سے دس گنا پاؤ گے اور اگر خدا چاہے تو مضاعفات یعنی اتنا گنا پاؤ گے جس کا حساب ہی نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ روزی کی تنگی اور فراخی ہمارے قبضہ میں ہے ہم ہی تنگ کرتے ہیں اور ہم ہی وسعت دیتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ۭ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

کیا آپ نے نہ دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا جب کہا انہوں نے اپنے ایک پیغمبر سے ہمارے لیے کھڑا کر دیجئے ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں۔ فرمایا نبی نے کیا ایسا تو نہیں کہ اگر تم پر جہاد فرض کیا جائے تو تم جہاد نہ کرو گے۔ بولے اور کیا ہے ہمارے لیے کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے اپنے گھروں سے اور اپنی اولادوں سے تو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو منحرف ہو گئے مگر ان میں سے تھوڑے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔

مَلَاٌ کے معنی ہیں بھرنا۔ اصطلاح میں اس متفق جماعت کو ملاء کہتے ہیں جس کی ہیبت سے آنکھیں بھر جائیں۔ مثلاً۔ سرپرآوردہ اور اشراف کی جماعت کو کہتے ہیں جو مشورہ کے لیے جمع ہوں اس کا مفرد کوئی نہیں جیسے قوم اس کی جمع اَمْلَاء ہے۔

marfat.com

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ وہ نبی یوشع بن نون تھے ان کے وصال کے بعد بنی اسرائیل میں کالب رہے۔ اور ان کے وصال کے بعد حزقیل آئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب بنی اسرائیل کی حالت بگڑی اور انہوں نے عہد الٰہی کو فراموش کر کے بت پرستی اختیار کی۔ سرکشی اور بد افعالی میں انتہا کو پہنچے تو ان پر جالوت مسلط ہو گئے۔ یہ وہی قوم ہے جسے قوم عمالقہ کہتے ہیں۔ جالوت عملیق ابن عاد کی اولاد سے ایک جابر بادشاہ تھا اس کی قوم کے لوگ مصر و فلسطین کے درمیان ساحل بحر روم پر آباد تھے۔ انہوں نے بنی اسرائیل کے شہر چھین لیے۔ ان کے آدمی گرفتار کیے ان پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔ اس زمانہ میں کوئی نبی قوم بنی اسرائیل میں نہ تھا۔ خاندان نبوت سے صرف ایک خاتون باقی تھیں۔ اور حاملہ تھیں۔ ان کے فرزند ہوا۔ اس کا نام شمویل ہوا۔ جب وہ بڑے ہوئے تو انہیں علم توریت حاصل کرنے کے لیے بیت المقدس میں ایک معمر کبیر السن عالم کے سپرد کیا۔ وہ ان پر نہایت شفقت فرماتے اور آپ کو فرزند کہتے جب حضرت شمویل سن بلوغ کو پہنچے تو ایک شب آپ اس عالم کے قریب آرام فرما رہے تھے کہ حضرت جبریل نے اس عالم کی آواز میں یا شمویل کہہ کر پکارا۔ آپ فوراً اس عالم کے پاس گئے اور کہا کہ آپ نے مجھے پکارا ہے۔ عالم نے بایں خیال کہ انکار کرنے سے کہیں آپ ڈر نہ جائیں یہ کہہ دیا کہ بیٹے سو جاؤ۔ آپ واپس آئے کہ حضرت جبریل نے پھر اس طرح پکارا۔ حضرت شمویل پھر اس عالم کے پاس گئے اور واقعہ سنایا اور اس نے کہا بیٹا اب اگر میں تمہیں پھر پکاروں تو تم جواب نہ دینا۔

چنانچہ تیسری بار حضرت جبریل علیہ السلام ظاہر ہو گئے اور انہوں نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کا منصب عطا فرمایا۔ آپ اپنی قوم کی طرف جائیے اور اپنے رب کے احکام پہنچائیں غرضکہ آپ قوم میں تشریف لائے تو قوم نے آپ کی تکذیب کی اور کہا اتنی جلدی آپ نبی کیسے بن گئے۔ اچھا اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے لیے ایک بادشاہ قائم کیجئے (خازن)

تاکہ ہم قوم جالوت سے مقابلہ کریں کہ اس نے ہماری قوم کے لوگوں کو ان کے وطنوں سے نکالا اور ان کی اولاد کو قتل کیا۔ چار سو چالیس شاہی خاندان کے فرزند گرفتار کیے جب حالت یہاں تک پہنچ چکی تو اب ہمیں جہاد سے کیا چیز روک سکتی ہے۔

چنانچہ حضرت شمویل کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کے لیے بادشاہ مقرر کر کے ان پر جہاد فرض کیا (خازن)

تو جب جہاد کا حکم ہوا سب ہمت ہار بیٹھے تھوڑے ایسے رہے جو ثابت قدم تھے ان کی تعداد اہل بدر کے برابر تین سو تیرہ تھی۔ آگے ارشاد ہے۔

marfat.com

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَ
نَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً
فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا کہ اللہ نے طالوت کو تم پر بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ بولے اس کی ہم پر بادشاہی کیونکر ہوگی حالانکہ ہم اس سے سلطنت کے زیادہ مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی فرمایا اسے اللہ نے تم پر چن لیا اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

حضرت طالوت بنیامین بن حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا نام طول قامت کی وجہ سے طالوت ہے حضرت شمویل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عصا ملا تھا اور بتایا گیا تھا کہ جو شخص تمہاری قوم کا بادشاہ ہوگا اس کا قد اس عصا کے برابر ہوگا آپ نے اس عصا سے طالوت کا قد ناپ کر فرمایا کہ میں تم کو حکم الٰہی بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرتا ہوں۔

اور بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے (خازن جمل)

بنی اسرائیل کے سرداروں نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے کہا کہ نبوت تو لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں چلی آتی ہے اور سلطنت یہودا بن یعقوب کی اولاد میں اور طالوت ان دونوں خاندانوں میں سے نہیں ہیں تو بادشاہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ علاوہ اس کے وہ ایک غریب آدمی ہیں بادشاہ تو اسے ہونا چاہئے جو مالدار ہو۔

حضرت شمویل نے فرمایا کہ طالوت کو اللہ نے چنا ہے۔ سلطنت ورثہ نہیں کہ کسی نسل و خاندان کے ساتھ خاص ہو یہ محض فضل الٰہی ہے۔ وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۔ اس میں عقیدہ شیعہ کا رد بھی نکلتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ امامت وراثت ہے خاص اہلبیت کے لیے۔ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۔ سے یہ ثابت ہوا کہ نسل و دولت پر سلطنت کا استحقاق نہیں۔ علم و قوت سلطنت کے لیے بڑی معین ہیں اور طالوت اس زمانہ میں تمام بنی اسرائیل سے زیادہ علم رکھتے تھے اور سب سے جسیم اور توانا بھی تھے۔ آگے فیصلہ کیا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۔ اللہ جسے چاہے غنی کر دے اور مال میں وسعت بخش دے۔

اس کے بعد بنی اسرائیل نے ایک اور بات نکالی اور کہا اچھا صاحب اگر اللہ نے انہیں سلطنت کے لیے چن لیا ہے تو اس کی نشانی کیا ہے (خازن۔ مدارک) تو آپ نے اس کا جواب دیا جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا

marfat.com

تَرَكَ آلُ مُوسٰى وَآلُ هٰرُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ملوان

سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک تابوت آئے جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں آل موسیٰ اور آل ہارون کے ترکہ کی۔ اٹھالائیں گے اسے فرشتے بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر ایمان رکھتے ہو۔"

یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق تھا جو طول میں چار ہاتھ بابر اور عرض میں دو ہاتھ کا تھا اسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔

اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی تصویریں تھیں اور تمام تصاویر ید قدرت سے بنی ہوئی تھیں نہ کسی مصور کی تصویر کشی سے پھر ہر نبی کے مسکن و مکان کا بھی نقشہ تھا۔ آخر میں حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور آپ کے دولت سرائے اقدس کا نقشہ بھی تھا جو یاقوت سرخ میں تھا اور ایسی کیفیت میں تھا کہ حضور بحالت نماز دنیا میں تھے اور آپ کے گرد آپ کے صحابہ حاضر تھے حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصاویر کو دیکھا۔ یہ صندوق وراثۃً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا آپ اسی صندوق میں الواح توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی اسی میں محفوظ فرماتے۔

الواح توریت، عصائے موسیٰ اور آپ کے کپڑے اور نعلین شریفین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کا عصا اور تھوڑا سا من جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعہ پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کی تسکین رہتی تھی۔ آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا چلا آیا جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعا کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور بدعملی بہت بڑھ گئی حتی کہ بدنظمی سے عمالقہ نے فائدہ اٹھایا اور وہ ان پر مسلط ہو گئے تو انہوں نے اس تابوت کو چھینا اور اس کی توہین یہاں تک کی کہ اسے نجس اور گندے مقام میں رکھا۔ اور انتہائی بے حرمتی کی۔ ان گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا ہوئے۔ ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں۔ آخر انہیں یقین ہو گیا کہ اس تابوت کی بے ادبی ہماری بربادی کا سبب ہے تو انہوں نے اس تابوت کو ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو ہانک دیا۔ فرشتے اس کو بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لیے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار پایا۔ اور بنی اسرائیل سلطنت طالوت کے آگے جھک گئے۔ اور بے درنگ جہاد کے لیے تیار ہو گئے۔

اس لیے کہ تابوت دیکھ کر ان کے دلوں میں جمعیت خاطر اور طمانیت پیدا ہوئی اور اپنی کامیابی کا یقین حاصل

marfat.com

ہوا۔ طالوت نے بنی اسرائیل سے ستر ہزار جوان چنے جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے (جلالین۔ خازن۔ مدارک)

اس تمام واقعہ سے یہ اصل نکلتی ہے کہ بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز و احترام نیت مثلاً تبرک کے لحاظ سے مسلمانوں پر لازم ہے۔ ان کی برکت اور توسل سے دعائیں یقیناً قبول ہوتی ہیں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبّہ مبارک تھا۔ جسے دھو کر بیماروں کو پلاتیں تو شفا ہوتی۔

آج بھی اگر بزرگان دین حضرت داتا گنج بخش، غریب نواز، سلطان سرہند کے مزارات کا غسالہ پلایا جائے۔ تو یقیناً صحت ہوتی ہے۔ راقم الحروف فقیر حقیر کو ایک بار شدید بخار تھا کافی علاج کرایا فائدہ نہ ہوا۔ اتفاقاً حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے غسل کا دن آیا وہاں حاضر ہوا۔ پانی پیا اسی دن سے صحت ہو گئی۔

اور تبرکات کی بے حرمتی عمالقہ جیسی گمراہ قوموں کا کام ہے۔

بامحاورہ ترجمہ سترھواں رکوع پ۲ سورۃ بقرہ

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ	پھر جب جدا ہوا طالوت لشکروں کو لے کر تو بولا بیشک اللہ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے۔
فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي	تو جو اس کا پانی پئے۔ وہ میرا نہیں اور جو نہ پئے۔ وہ میرا ہے۔
إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ	مگر وہ جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے لے لے تو سب نے اس سے پیا مگر تھوڑوں نے
فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ	پھر جب طالوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار ہو گئے بولے آج ہم میں طاقت نہیں۔
بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو اللَّهِ	جالوت اور اس کے لشکروں سے بولے وہ جنہیں اللہ سے ملنے کا یقین تھا۔
كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ	کہ بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے۔
وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۞ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ	اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے اور جب سامنے آئے

marfat.com

وَجُنُوْدِهٖ
قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝
فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۣ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ
وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَاۗءُ ۭ
وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ
نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

طالوت اور اس کے لشکروں کے
عرض کی اے ہمارے رب ہم پر صبر انڈیل اور ہمارے پاؤں جمے رکھ اور ہماری مدد کر کافر قوم پر۔
تو انہوں نے جالوتیوں کو بھگا دیا اللہ کے حکم سے اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو
اور اللہ نے دی اسے سلطنت اور حکمت اور اسے سکھایا جو چاہا
اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے۔
لیکن اللہ صاحب فضل ہے سارے جہان پر۔ یہ اللہ کی آیتیں ہیں
کہ ہم اے محبوب تم پر ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں۔ اور تم بے شک اللہ کے رسولوں میں سے ہو۔

لفظی ترجمہ

فَلَمَّا ۔ تو جب	فَصَلَ ۔ جدا ہوا	طَالُوْتُ ۔ طالوت	بِالْجُنُوْدِ ۔ اپنے لشکروں کے
ساتھ	قَالَ ۔ بولا	اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰهَ ۔ اللہ
مُبْتَلِيْكُمْ ۔ عنقریب آزمانے گا تمہیں		بِنَهَرٍ ۔ ایک نہر سے	فَمَنْ ۔ تو جو
شَرِبَ ۔ پیئے	مِنْهُ ۔ اس سے	فَلَيْسَ ۔ تو نہیں	مِنِّيْ ۔ مجھ سے
وَ ۔ اور	مَنْ ۔ جو	لَمْ ۔ نہ	يَطْعَمْهُ ۔ پیئے اس سے
فَاِنَّهٗ ۔ تو بیشک وہ	مِنِّيْٓ ۔ مجھ سے ہے	اِلَّا ۔ مگر	مَنِ ۔ جو
اغْتَرَفَ ۔ چلو	غُرْفَةً ۔ چلو بھرلے	بِيَدِهٖ ۔ اپنے ہاتھ سے	فَشَرِبُوْا ۔ تو پیا سبنے
مِنْهُ ۔ اس سے	اِلَّا ۔ مگر	قَلِيْلًا ۔ کم لوگوں نے	مِّنْهُمْ ۔ ان سے
فَلَمَّا ۔ تو جب	جَاوَزَهٗ ۔ گزرے	هُوَ ۔ وہ	وَ ۔ اور

marfat.com

اَلَّذِيْنَ۔ وہ	اٰمَنُوْا۔ جو ایماندار تھے	مَعَهٗ۔ اس کے ساتھ	قَالُوْا۔ بولے
لَا۔ نہیں	طَاقَةَ۔ طاقت	لَنَا۔ ہم میں	اَلْيَوْمَ۔ آج کے دن
بِجَالُوْتَ۔ جالوت سے	وَ۔ اور	جُنُوْدِهٖ۔ اسکے لشکروں سے	قَالَ۔ بولے
الَّذِيْنَ۔ وہ جنہیں	يَظُنُّوْنَ۔ یقین تھا	اَنَّهُمْ۔ کہ بیشک وہ	مُلٰقُوا۔ ملنے والے ہیں
اللّٰهِ۔ اللہ سے	كَمْ۔ بہت سی	مِّنْ فِئَةٍ۔ جماعتیں	قَلِيْلَةٍ۔ تھوڑی
غَلَبَتْ۔ غالب آجاتی ہیں	فِئَةً۔ جماعتوں	كَثِيْرَةً۔ بہت پر	بِاِذْنِ۔ اذن
اللّٰهِ۔ خداوندی سے	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	مَعَ۔ ساتھ ہے
الصّٰبِرِيْنَ۔ صبر والوں کے	وَ۔ اور	لَمَّا۔ جب	بَرَزُوْا۔ ظاہر ہوئے
لِجَالُوْتَ۔ جالوت	وَ۔ اور	جُنُوْدِهٖ۔ اسکے لشکروں کے	قَالُوْا۔ تو کہا
رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	اَفْرِغْ۔ انڈیل	عَلَيْنَا۔ ہم پر	صَبْرًا۔ صبر
وَ۔ اور	ثَبِّتْ۔ جمادے	اَقْدَامَنَا۔ ہمارے قدم	وَ۔ اور
انْصُرْنَا۔ مدد کر ہماری	عَلَى۔ اوپر	الْقَوْمِ۔ قوم	الْكٰفِرِيْنَ۔ کفار کے
فَهَزَمُوْا۔ تو بھگایا	هُمْ۔ ان کو	بِاِذْنِ۔ حکم	اللّٰهِ۔ خدا سے
وَ۔ اور	قَتَلَ۔ قتل کیا	دَاوٗدُ۔ داؤد نے	جَالُوْتَ۔ جالوت کو
وَ۔ اور	اٰتٰىهُ۔ دیا انہیں	اللّٰهُ۔ اللہ نے	الْمُلْكَ۔ ملک
وَ۔ اور	الْحِكْمَةَ۔ حکمت	وَ۔ اور	عَلَّمَهٗ۔ سکھایا
مِمَّا۔ جو کچھ	يَشَآءُ۔ چاہا	وَ۔ اور	لَوْلَا۔ اگر نہ
دَفْعُ۔ دفع کرنا	اللّٰهِ۔ اللہ	النَّاسَ۔ لوگوں کو	بَعْضَهُمْ۔ بعض انکے
بِبَعْضٍ۔ بعض سے	لَفَسَدَتِ۔ تو ضرور تباہ ہوجاتی		الْاَرْضُ۔ زمین
وَ۔ اور	لٰكِنَّ۔ لیکن	اللّٰهَ۔ اللہ	ذُوْ۔ صاحب
فَضْلٍ۔ فضل ہے	عَلَى۔ اوپر	الْعٰلَمِيْنَ۔ دنیا کے	تِلْكَ۔ یہ
اٰيٰتُ۔ آیتیں ہیں	اللّٰهِ۔ اللہ کی	نَتْلُوْ۔ پڑھتے ہیں	هَا۔ انکو
عَلَيْكَ۔ آپ پر	بِالْحَقِّ۔ ٹھیک ٹھیک	وَ۔ اور	اِنَّكَ۔ بیشک آپ
لَمِنَ۔ یقینًا	الْمُرْسَلِيْنَ۔ رسولوں میں سے ہیں۔		

marfat.com

مختصر تفسیر سترھواں رکوع پ۲ سورۃ بقرہ

فلما فصل طالوت بالجنود قال ان اللہ مبتلیکم بنھر فمن شرب منہ فلیس منی ومن لم یطعمہ فانہ منی الا من اغترف غرفۃ بیدہ فشربوا منہ الا قلیلا منھم

تو جب طالوت لشکروں کو لے کر شہر سے جدا ہوا۔ بولا بے شک اللہ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے تو جو اس کا پانی پئے وہ میرا نہیں اور جو نہ پئے وہ میرا ہے مگر وہ جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے لے لے تو سب نے اس سے پیا مگر تھوڑوں نے۔

بیت المقدس سے جب یہ لشکر دشمن کی طرف روانہ ہوا۔ وہ وقت سخت شدت کی گرمی کا تھا۔ لشکریوں نے طالوت سے پیاس کی شکایت کی اور پانی مانگا۔ طالوت نے کہا پانی تو تمہیں نہر کی صورت میں ملنے والا ہے مگر تمہارا امتحان بھی قدرت لے گی ابتدا پیاس کی شدت میں حکم کی اطاعت پر مستقل رہو گے تو تم سے امید ہو سکتی ہے کہ سختیوں کا مقابلہ کر سکو گے اور جو اس وقت اپنی خواہش کے آگے جھک گیا۔ اور تشنگی سے گھبرا گیا نافرمانی کر بیٹھا وہ آئندہ بھی ثابت قدم نہ رہے گی۔ چنانچہ جب یہ چلے تو ان میں سے تین سو تیرہ تو وہ تھے جنہوں نے صبر سے کام لیا اور ایک چلو لے کر اپنے جانوروں کو پلا دیا اس سے جان تازہ دم ہو گئے۔ اور نہر سے صحیح سلامت گزر گئے اور جو تشنگی سے تنگ آ کر نہر میں لوٹ پڑے اور خوب پیٹ بھر کر پانی پیا۔ ان کی تشنگی دوچند ہو گئی۔ ہونٹ سیاہ پڑ گئے چلنے کی ہمت ہی نہ رہی جس کا آگے ذکر ہے

فلما جاوزہ ھو والذین امنوا معہ قالوا لا طاقۃ لنا الیوم بجالوت وجنودہ قال الذین یظنون انھم ملقوا اللہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصبرین ۝

تو جب پار ہو گیا وہ اور وہ جو ایمان والے تھے تو بولے ہم کو آج طاقت نہیں جالوت سے اور اس کے لشکروں سے مقابلہ کی اور بولے وہ جنہیں یقین تھا کہ وہ اللہ سے ملیں گے کہ بارہا تھوڑی جماعت غالب آئی ہے جماعت کثیر پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے والد کا نام ایشا تھا۔ یہ بھی طالوت کے لشکر میں تھے اور ان کے تمام دیگر فرزند بھی شریک تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام حضرت ایشا کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور ایشا زرد رنگ کے تھے

marfat.com

بکریاں چراتے تھے، چونکہ گھر بھر اس جنگ میں شریک تھا آپ بھی لازمی طور پر شریک ہوئے اور اللہ کی مدد کے بھروسے میدان میں آگئے کیونکہ ایمان والوں کا عقیدہ یہی تھا کہ اللہ کی مدد ہی کام آتی ہے۔ اور آئندہ آپ کے مقابلہ کا نقشہ کھینچا ہے۔

وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ۗ

اور جب سامنے آیا جالوت اور اس کے لشکر والے تو مومنوں نے دعا کی اے ہمارے رب ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمارے پاؤں ثابت مضبوط جما دے اور ہماری مدد فرما کافروں پر تو انہوں نے جالوتی لشکر کو بھگا دیا اللہ کے حکم سے اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت عطا کی اور اسے سکھایا جو چاہا۔

جب جالوت اپنے لشکر کے ساتھ نہایت متکبرانہ شان سے سامنے آیا اور بنی اسرائیل سے مبارز طلبی کی تو وہ اس کی قوت جسامت دیکھ کر گھبرائے اس لیے کہ جالوت بڑا قوی الجثہ تنومند اور قد آور تھا طالوت نے اپنے لشکر میں اعلان کیا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے میں اسے اپنی دامادی میں لوں گا اور نصف ملک کا اسے مالک بناؤں گا مگر اس اعلان پر بھی کسی کی ہمت نہ پڑی۔ طالوت نے حضرت شمویل علیہ السلام سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرنے کی درخواست کی آپ نے دعا کی۔ بجانب اللہ بشارت ہوئی کہ حضرت داؤد کے ہاتھ میں جالوت کی موت ہے۔ طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام سے بھی وہی وعدہ کیا اور کہا کہ اگر آپ جالوت کو قتل کریں گے تو میں اپنی لڑکی آپ کے عقد میں دوں گا اور نصف ملک کا آپ کو مالک کروں گا آپ نے خشیت الٰہی کے تحت وعدہ فرما کر جالوت کی طرف رخ کیا صف قتال قائم ہوئی حضرت داؤد علیہ السلام دست مبارک میں فلاخن لے کر مقابل ہوئے۔ جالوت کے دل میں قدرتی طور پر آپ کو دیکھ کر دہشت پیدا ہوئی مگر اس نے متکبرانہ انداز میں آگے بڑھ کر اپنی قوت سے آپ کو مرعوب کرنا چاہا آپ نے فلاخن میں غلیلہ رکھ کر ایسا تاک کر مارا کہ اس کی پیشانی کو توڑ کر پیچھے نکل گیا اور جالوت مر گیا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی لاش لا کر طالوت کے سامنے ڈال دی تمام بنی اسرائیل خوش ہوئے ور طالوت نے حسب وعدہ حضرت داؤد کو نصف ملک دیا اور اپنی بیٹی سے آپ کا عقد کر دیا۔ ایک مدت کے بعد طالوت انتقال کر گئے اور تمام ملک حضرت داؤد کے زیر نگین ہو گیا (جمل)

اور حکمت دینے کا جو ذکر ہے اس سے مراد نبوت ہے وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ سے مراد دیگر فنون جیسے زرہ بنانا۔ جانوروں کا کلام سمجھنا وغیرہ۔ آگے ارشاد ہے۔

marfat.com

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم اے محبوب تم پر ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں اور تم بیشک رسولوں میں سے ہو۔

یعنی اللہ تعالے نیکوں کے صدقہ میں دوسروں کی بلائیں بھی دفع فرماتا ہے۔

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے ایک صالح مسلمان کی برکت سے اس کے ہمسایوں کے سو گھر والوں کی بلا دفع فرماتا ہے۔ نیکوں کا تقرب بھی ہم سیہ کاروں کے لیے دافع بلا ہے۔ (خازن)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا میں ہمیشہ تین سو ولی رہیں گے جن کے دل آدم علیہ السلام کے قلب مبارک کی طرح ہوں گے اور چالیس قلب موسیٰ پر ہوں گے اور سات قلب ابراہیم اور پانچ قلب جبریل پر اور تین قلب میکائیل اور ایک قلب اسرافیل پر ہوں گے جب ان میں سے ایک وفات پا جائے گا تو ان میں ان کی جگہ مقرر ہوگا جو عام مسلمانوں میں ہوں گے۔

ان کے طفیل بلائیں دفع ہوں گی۔ یہ حضرات اوتاد الارض ہیں زمین کی میخیں ہیں انہی کی برکت سے زمین قائم ہے (روح المعانی۔ درمنثور) وللہ الحمد

دوسرا پارہ ختم ہوا۔ تیسرا پارہ شروع ہے۔

۸ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ درجن سکھر سندھ پارہ دوم مکمل ہوا (۲۲ مئی ۱۹۵۳ء یوم جمعہ)

ابو الحسنات سید محمد احمد قادری چشتی (نور اللہ مرقدہ)

ترتیب اضافات ۷ مارچ ۱۹۷۶ء مطابق ۵ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ بروز اتوار مکمل ہوا

ابن الحسنات سید خلیل احمد قادری چشتی

تاریخ وصال مفسر قرآن شہنشاہ خطابت غازی کشمیر مجاہد ملت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری نور اللہ مرقدہ

عابر اخالکہ معتبر عالم دین، متین ۔ بے نظیر و بے مثال و لاجواب و لاکلام

فکر تھی تاریخ کی آئی ندا احمد لکھو ۔ واصل حق ہو گئے وہ ہادی ذی احترام

۱۳ ۸۶

پارہ ۳

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع پ ۳ سورہ بقرہ

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۔

یہ رسول ہیں کہ فضیلت دی ہے ہم نے ان کے بعض کو بعض پر ان میں سے وہ ہیں کہ اللہ نے کلام فرمایا اور بعض ان کے وہ ہیں جن کے درجات بلند کیے اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی اور اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکیں لیکن وہ مختلف ہو گئے اور ان میں کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہے کرے۔

لفظی ترجمہ

تِلْكَ ۔ یہ	الرُّسُلُ ۔ رسول ہیں کہ	فَضَّلْنَا ۔ فضل کیا ہم نے	
بَعْضَهُمْ ۔ بعض کو	عَلٰى ۔ اوپر	بَعْضٍ ۔ بعض کے	مِنْهُمْ ۔ ان میں سے
مَنْ ۔ وہ ہیں کہ	كَلَّمَ ۔ کلام کیا	اللّٰهُ ۔ اللہ نے	وَ ۔ اور
رَفَعَ ۔ بلند کیے	بَعْضَهُمْ ۔ بعض کے	دَرَجٰتٍ ۔ بہت درجے	وَ ۔ اور
اٰتَيْنَا ۔ دیں ہم نے	عِيْسَى ۔ عیسیٰ	ابْنَ ۔ بیٹے	مَرْيَمَ ۔ مریم کو
الْبَيِّنٰتِ ۔ نشانیاں	وَ ۔ اور	اَيَّدْنَا ۔ مدد کی ہم نے	هُ ۔ اس کی

marfat.com

بِرُوْحِ - روح	الْقُدُسِ - پاک سے	وَ - اور	لَوْ - اگر
شَآءَ - چاہتا	اللّٰهُ - اللہ تو	مَا - نہ	اقْتَتَلَ - لڑتے
الَّذِيْنَ - وہ جو	مِنْ بَعْدِهِمْ - ان کے بعد ہوئے	مِنْ بَعْدِ - بعد	مَا - اس کے کہ
جَآءَتْهُمُ - آئیں ان کے پاس	الْبَيِّنٰتُ - نشانیاں	وَ - اور	لٰكِنِ - لیکن
اخْتَلَفُوْا - مختلف ہوئے	فَمِنْهُمْ - ان میں سے	مَّنْ - وہ ہیں جو	اٰمَنَ - ایمان لائے
وَ - اور	مِنْهُمْ - ان سے	مَّنْ - وہ ہیں	كَفَرَ - جو کافر ہوئے
وَ - اور	لَوْ - اگر	شَآءَ - چاہتا	اللّٰهُ - اللہ
مَا - تو نہ	اقْتَتَلُوْا - لڑتے	وَ - اور	لٰكِنَّ - لیکن
اللّٰهَ - اللہ	يَفْعَلُ - کرتا ہے	مَا - جو	يُرِيْدُ - چاہے

مختصر تفسیر پہلا رکوع - پ۳ - سورۃ بقرہ

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَ
اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے ان میں سے بعض وہ ہیں کہ اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے کہ جسے سب پر بلند درجہ کیا اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی۔

تِلْكَ - یہ اشارہ بعید کے لیے ہے۔

الرُّسُلُ - یہ لفظ انبیاء و مرسلین کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ رسول کی جمع ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں قاصد اور اصطلاح میں رسول وہ مقدس گروہ ہے جس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے پیغامات اس کے بندوں تک حق پہنچا دیے ہیں اور ان پر آسمانی کتاب بھی نازل فرمائی ہو۔ نبی کے لیے کتاب کی قید نہیں لہذا ہر نبی رسول نہیں اور ہر رسول نبی ہے۔ انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش ہیں اور رسول تین سو تیرہ ہیں۔

فَضَّلْنَا - اس کا مادہ فضل ہے اس کے معنی بزرگی یا کسی وصف خصوصی میں ممتاز کرنے کو کہتے ہیں لغت میں فضیلت کے معنی یہ ہیں کہ دو چیزیں ایک وصف میں مشترک ہوں تو اسی وصف میں ایک کو دوسرے

marfat.com

چیز سے ترقی دیدی جائے۔ اصطلاح میں فضیلت کے معنی وصف کمال میں ترقی دینے کے خاص ہیں یعنی اس امر کے مقتضی ہیں کہ جسے فضیلت دی جائے اس کو دنیا میں مدح اور آخرت میں زیادہ ثواب ہو فضیلت کل اس شخص کو ہوگی جسے زیادتی ثواب اور اللہ تعالے سے زیادہ قرب ہو۔ چنانچہ تمام رسول اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام رسالت و نبوت کے مرتبہ میں اجر و ثواب کے موجبات میں شریک ہیں۔

یہ مقدس ہستیاں جنہیں ہم نے رسول کا منصب دیا جن کا ذکر پہلے ہِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ کہہ کر فرمایا گیا۔ یہ سب ایک مرتبہ کے نہیں بلکہ انبیاء کرام کے مراتب جداگانہ ہیں جو کسی سے کسی بات میں افضل ہیں اگرچہ نبوت میں کوئی تفرقہ نہیں لیکن وصف نبوت میں سب مساوی نہیں مگر خصائص و کمالات میں مدیے متفاوت ہیں یہی آیۂ کریمہ کا مفہوم منطوق ہے اور اسی پر اجماع امت ہے (خازن۔ مدارک)

مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ ۔ کچھ نبیوں میں سے وہ ہیں جن سے اللہ تعالے نے کلام فرمایا۔

مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ حق تعالے نے ان سے بے واسطہ کلام فرمایا۔

حالانکہ موسیٰ علیہ السلام سے کلام کے ساتھ تخصیص نہیں ہے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ حضور سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین سے شب معراج بے واسطہ کلام فرمایا جس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فوق عرش گئے اور اس مقام پر پہنچے جہاں مخلوق کے علوم کی انتہا ہے اور جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسائی ہوئی وہاں تک کسی کو رسائی میسر نہ ہوئی وہاں کلام اللہ اور درجات و کمالات سے نوازے گئے

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۔ اور بعض کے درجات بلند ہوئے۔

رَفَعَ کے معنی اٹھانا۔ بلند کرنا۔

بَعْضَهُمْ سے صرف اور صرف حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کو یہ درجات کثیرہ تمام انبیاء علیہم السلام پر بلند کیے۔

مفسرین کا اتفاق ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس انعام میں آپ کی تعظیم فضل اور اعلاء قدر و منزلت ہے جیسا کہ احادیث کثیرہ وارد ہیں

اب یہاں سوال یہ ضرور پیدا ہوتا ہے کہ اس ترتیب میں وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ سے حضور ہی جب مراد تھے تو نام مبارک لے کر تصریح کیوں نہ کر دی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نام مبارک نہ لینے میں جو علو مرتبت کا اظہار ہوتا ہے وہ نام لینے سے نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیاء پر فضیلت کا بیان کیا جائے

marfat.com

تو سوائے ذات اقدس کے وہ وصف کسی پر صادق نہ آئے اور کوئی اشتباہ مشارکت راہ نہ پائے چنانچہ خاتم النبیین ہی ایک وہ صفت ہے کہ سوائے حضور کی ذات کے کسی پر صادق نہیں آتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص و کمالات ایسے ہیں جو تمام انبیاء پر آپ کو فائق دکھا رہے ہیں مثلاً قرآن کریم کہ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔ اس مرتبہ کی کتاب کسی نبی پر نہ آئی وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا اور لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا وغیرہ وغیرہ۔ پھر اس پر احادیث ہیں فرمایا مسلم شریف اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلَائِقِ كَآفَّةً (میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں) کہیں فرمایا وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ۔ (مجھ پر اللہ نے نبیوں کو ختم کر دیا)

آیات بینات و معجزات باہرات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انبیاء پر افضل کیا آپ کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی۔ شفاعت کبریٰ حضور کے لیے مخصوص ہوئی۔ معراج کا قرب خاص آپ کو ملا علمی عملی کمالات میں آپ کو سب سے اعلیٰ کیا اور اس کے بے انتہا خصائص حضور کو عطا ہوئے (مدارک۔ خازن)

مثلاً شفاعت والی حدیث لے لیجئے۔ روز محشر ساری مخلوق جمع ہو کر شفیع کی جستجو میں حضرت آدم، نوح، حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے پاس آئیں گے اور شفاعت کی التجا کریں گے سب ہی اس ذمہ داری کو قبول کرنے میں اپنے عجز کا اعتراف کریں گے آخر میں مخلوق شافع محشر سید المرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے حضور حاضر ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے یہ میرا کام ہے پھر بارگاہ قدس میں حاضری دیں گے (مدارج)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بلا فخر کہتا ہوں کہ قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور لواء حمد بھی میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اور تمام انبیاء وغیرہ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا جو مقبول ہوگی۔ (ترمذی)

وَاٰتَیْنَا عِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلے معجزے دیئے۔

عیسیٰ علیہ السلام کو جہاں میں بہت سی نشانیاں عطا ہوئیں وہ ظاہر ہیں آپ بغیر والد پیدا ہوئے۔ ابن مریم فرمانے سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف والدہ سے پیدا ہوئے۔

بَیِّنٰت۔ یعنی کھلی دلیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت سے معجزے عطا فرمائے گئے۔ مُردوں کا زندہ کرنا بیمار کو تندرست کرنا۔ مٹی سے پرند بنانا غیب کی خبریں دینا وغیرہ وغیرہ۔

marfat.com

وَاَيَّدْنٰهُ۔ یہ لفظ اَیْدٌ سے بنا۔ اس کے معنی قوت ہیں۔

بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ روح حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نام ہے کیونکہ ان سے زندگی ملتی ہے یعنی ہم نے حضرت جبریل کے ذریعہ عیسٰی علیہ السلام کو قوت دی۔ انہیں کے سانس سے انہیں پیدا کیا انہیں کے ذریعہ سے ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا۔ یہود کیونکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حد سے زیادہ تحقیر کرتے تھے اور نصاریٰ حد سے زیادہ تعظیم کرتے تھے اس لیے اللہ تعالےٰ نے ان کا ذکر خاص طور پر کیا۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ

اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکیں لیکن وہ مختلف ہوگئے کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہوگیا۔

یعنی انبیاء سابقین کی امتیں بھی ایمان وکفر میں مختلف رہیں یہ نہ ہوا کہ تمام امت مطیع ہوجاتی۔ اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ جنہوں نے ان انبیاء کی اور ان کے بعد حضور پر نور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھ لیے آپس میں نہ لڑتے۔ یہ لوگ یہودی۔ نصاریٰ اور مشرکین ہیں۔ ان میں بعض تو ایمان لاتے اور جزا کے مستحق ہوتے اور بعض کفر کی وجہ سے سزا کے مستحق ہوتے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ۠ ۝ اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہے کرے۔

یعنی اس کے ملک میں اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں ہوسکتا اور یہی اس کی قدرت کاملہ کی شان ہے۔ اس کے بعد رکوع شروع ہوا اس میں آخرت کے لیے ذخیرہ جمع کرنے کی تلقین ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع۔ پ ۳۔ سورۃ بقرہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اے ایمان والو! خرچ کرو ہمارے دیئے ہوئے میں سے اس سے پہلے کہ آئے وہ دن جس میں نہ خرید وفروخت ہو اور نہ کسی دوستی کا فائدہ اور نہ شفاعت کا قبول کے لیے اور کافر خود ظالم ہیں۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ

اللہ ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی وہ زندہ ہے اور

marfat.com

لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهُ اِلَّا بِاِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ اِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ۔

قائم رکھنے والا اسے نہ اونگھ پکڑے نہ نیند آئے اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں کون ہے وہ جو سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کی اجازت سے۔ جانتا ہے وہ جو آگے ہے اور جو پیچھے ہے ان کے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے سمائے ہوئے ہیں اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو اور اسے گراں نہیں ان کی حفاظت اور وہ بلند بڑائی والا ہے۔

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔

کوئی جبر نہیں دین میں بے شک روشن ہو گئی نیک راہ گمراہی سے جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے تو بے شک مضبوط تھامی اس نے گرہ جسے کبھی کھلنا ہی نہیں اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْلِيٰٓؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

اللہ والی ہے ایمان والوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور وہ جو کافر ہوئے ان کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیریوں کی طرف نکالتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں دوزخ والے انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

لفظی ترجمہ

یَا اَیُّھَا۔ اے	الَّذِیْنَ۔ لوگو جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	اَنْفِقُوْا۔ خرچ کرو
مِمَّا۔ اس سے	رَزَقْنٰکُمْ۔ جو ہم نے تمہیں دیا		مِنْ قَبْلِ۔ اس سے پہلے
اَنْ۔ کہ	یَّاْتِیَ۔ آئے	یَوْمٌ۔ وہ دن	لَّا۔ نہ
بَیْعٌ۔ خرید و فروخت	فِیْهِ۔ اس میں	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
خُلَّةٌ۔ دوستی	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	شَفَاعَةٌ۔ سفارش

marfat.com

وَ۔ اور	اَلْکٰفِرُوْنَ۔ کافر	ھُمُ۔ تو وہی	الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم ہیں
اَللّٰہُ۔ اللہ ہے	لَا۔ نہیں	اِلٰہَ۔ کوئی معبود	اِلَّا۔ مگر
ھُوَ۔ وہی	اَلْحَیُّ۔ زندہ	اَلْقَیُّوْمُ۔ قائم رکھنے والا	لَا۔ نہیں
تَاْخُذُہٗ۔ پکڑتی	ہٗ۔ اسے	سِنَۃٌ۔ اونگھ	وَّ۔ اور
لَا۔ نہ	نَوْمٌ۔ نیند	لَہٗ۔ اسی کا ہے	مَا۔ جو کچھ
فِی۔ بیچ	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے	وَ۔ اور	مَا۔ جو کچھ
فِی۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	مَنْ۔ کون	ذَا۔ ہے
الَّذِیْ۔ وہ جو	یَشْفَعُ۔ سفارش کرے	عِنْدَہٗ۔ اس کے حضور	اِلَّا۔ مگر
بِاِذْنِہٖ۔ اس کے اذن سے	یَعْلَمُ۔ جانتا ہے	مَا۔ جو	بَیْنَ۔ درمیان
اَیْدِیْھِمْ۔ ہاتھوں کے	وَ۔ اور	مَا۔ جو	خَلْفَھُمْ۔ پیچھے ہے
وَ۔ اور	لَا۔ نہیں	یُحِیْطُوْنَ۔ احاطہ کرسکتے	بِشَیْءٍ۔ کچھ
مِّنْ عِلْمِہٖ۔ اس کے علم سے	اِلَّا۔ مگر	بِمَا۔ جتنا	شَآءَ۔ وہ چاہے
وَسِعَ۔ سمائے ہے	کُرْسِیُّہُ۔ اس کی کرسی	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور
الْاَرْضَ۔ زمین کو	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں	یَؤُدُہٗ۔ گراں اسے
حِفْظُھُمَا۔ ان کی حفاظت	وَ۔ اور وہ	ھُوَ۔ وہی ہے	الْعَلِیُّ۔ بلند
الْعَظِیْمُ۔ بڑائی والا	لَا۔ نہیں	اِکْرَاہَ۔ زبردستی	فِی۔ بیچ
الدِّیْنِ۔ دین کے	قَدْ۔ بیشک	تَّبَیَّنَ۔ ظاہر ہوگیا	الرُّشْدُ۔ نیک
مِنَ الْغَیِّ۔ گمراہی سے	فَمَنْ۔ تو جو	یَّکْفُرْ۔ کفر کرے	بِالطَّاغُوْتِ۔ شیطان سے
وَ۔ اور	یُؤْمِنْ۔ ایمان لائے	بِاللّٰہِ۔ اللہ پر	فَقَدِ۔ تو بیشک
اسْتَمْسَکَ۔ تھام لیا اس نے	بِالْعُرْوَۃِ۔ کڑا	الْوُثْقٰی۔ محکم	لَا۔ نہیں
انْفِصَامَ۔ کھلنا	لَھَا۔ اس کو	وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ
سَمِیْعٌ۔ سننے والا	عَلِیْمٌ۔ جاننے والا ہے	اَللّٰہُ۔ اللہ	وَلِیُّ۔ والی ہے
الَّذِیْنَ۔ ان کا جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	یُخْرِجُھُمْ۔ نکالتا ہے انہیں	مِّنَ الظُّلُمٰتِ۔ اندھیروں
میں سے	اِلَی۔ طرف	النُّوْرِ۔ نور کے	وَ۔ اور
الَّذِیْنَ۔ جو لوگ	کَفَرُوْا۔ کفر کریں	اَوْلِیٰٓؤُھُمْ۔ ان کے والی	الطَّاغُوْتُ۔ شیطان ہیں

marfat.com

یُخْرِجُوْنَھُمْ - نکالتے ہیں انہیں | مِنَ النُّوْرِ - نور سے | اِلَی - طرف
الظُّلُمٰتِ - اندھیروں کے | اُولٰٓئِکَ - یہ ہیں | اَصْحٰبُ - لوگ | النَّارِ - آگ والے
ھُمْ - وہ | فِیْھَا - اس میں | خٰلِدُوْنَ - ہمیشہ رہیں گے۔

مختصر تفسیر پہلا رکوع۔ پ۳۔ سورۃ بقرہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ ؕ وَالْکٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرو اس دن سے پہلے جس دن نہ خرید و فروخت ہے نہ کافروں کے لیے دوستی اور نہ شفاعت اور کافر تو ظالم ہی ہیں۔

کافروں کو ظالم اس لیے کہا ہے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی میں آخرت کے لیے کچھ نہ کیا اور دنیا طلبی میں محو رہ کر اپنے اوپر اتنا ظلم کیا کہ بروز قیامت پچھتائیں گے

اٰمَنُوْا - کوئی نیکی بغیر ایمان قبول نہیں ہوتی اس لیے بصفت ایمان خطاب ہوا۔ اے لوگو جو ایمان لا چکے ہو

اَنْفِقُوْا - یہ انفاق سے بنا۔ اس کا مادہ نفق ہے یعنی بکھرنا۔ اگر اس سے زکوٰۃ مراد ہے تو یہ امر وجوبی ہے اور اگر صدقات مراد ہیں تو استحبابی اور اگر جہاد میں خرچ کرنا مراد ہے تو یہ امر مطلق ہے کیونکہ جہاد میں خرچ کرنا کبھی فرض ہے۔ تو یہ بھی وجوب کے لیے ہے۔

مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ - رزقنا۔ رزق سے بنا اس کے معنی ہیں عطیہ۔ ہمارے دیئے ہوئے رزق سے خرچ کرو کچھ

مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ سے مراد قیامت ہے۔

لَا بَیْعٌ فِیْہِ۔ بیع کے معنی ہیں مبادلہ مال بالمال یعنی تجارتی لین دین

وَلَا خُلَّۃٌ۔ یہ خلل سے بنا۔ اس کا معنی کشادگی ہے۔ محبت کو بھی اسی لیے خلت کہتے ہیں۔ …

وَلَا شَفَاعَۃٌ۔ یہ شفع سے بنا اس کے معنی ہیں جوڑا۔ اسی لیے جفت کو شفع کہتے ہیں۔ مسلمانوں کی شفاعت …

وَالْکٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ کافر ظالم ہیں۔ ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کو بے محل خرچ کرنا۔

کافِرٌ انکار کرنے والا۔ یہاں منکر زکوٰۃ مراد ہے (بیضاوی)

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اہل عرب مرتد ہو

marfat.com

گئے اور انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو لوگ ایک رسی جو پہلے زکوٰۃ میں دیتے تھے اب اگر نہیں دیں گے تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝

اللہ ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی زندہ اور قائم رکھنے والا نہیں پکڑتی اسے اونگھ اور نہ نیند اسی کے لیے ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر۔ وہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کوئی چیز معلوم نہیں کر سکتے مگر جو وہ چاہے۔ سما لیا ہے اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو اور نہیں گراں اسے ان کی محافظت اور وہ بلند بڑائی والا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ کی الوہیت اور اس کی توحید کا بیان ہے۔ اس آیت کو آیۃ الکرسی کہتے ہیں اور احادیث میں اس کی بہت فضیلتیں وارد ہیں۔

اللہ وہ ذات ہے کہ نہیں کوئی معبود اس کے سوا کہ عبادت کی مستحق وہی ذات ہے۔

اِلٰہ کے معنی معبود یعنی کی عبادت ہوتی ہے کیونکہ وہ ذات ابدی سرمدی ہے۔

اَلْحَیُّ۔ وہ ہمیشہ زندہ ہے۔ حی اسے کہتے ہیں جو ہر شے سے واقف ہو۔ سنتا ہو۔ دیکھتا ہو۔ قادر ہو جس میں یہ صفات ہوں گی وہ ازل سے ہمیشہ ابد تک قائم رہے کیونکہ اس میں امکان وغیرہ نہیں ہوتا۔

اَلْقَیُّوْمُ۔ سب کا تھامنے والا۔ ابن مجاہد کہتے ہیں قیوم وہ ہے جو ہر شے پر قادر ہو صاحب بیضاوی فرماتے ہیں کہ وہ دائم القیام ہے یعنی خلق کی تدبیر اور حفاظت کرتا ہے۔

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ اس کو نہیں آتی اونگھ اور نہ نیند۔

سِنَةٌ۔ ایک فتور و نقص کا نام ہے جو نیند سے پہلے ہوتا ہے اس لیے اس کو پہلے ہی ذکر کیا گیا۔

نَوْمٌ۔ ایک حالت ہے جو اعضاء دماغیہ کے ڈھیلے پڑ جانے کی وجہ سے حیوان کو پیش آتی ہے اور یہ ڈھیلا پن ان ابخروں کی رطوبت سے ہوتا ہے جو دماغ کو اس طرح چڑھتے ہیں کہ حواس ظاہرہ کو احساس سے بالکل معطل کر دیتے ہیں۔

کیونکہ یہ جملہ صفت سلبیہ ہے تشبیہ کی نفی کرتا ہے اس لیے اس سے اللہ کے حی و قیوم ہونے کی تاکید

marfat.com

ہوتی ہے کیونکہ جسے اونگھ یا نیند آئے گی تو اس کی حیات میں نقصان ہوگا کیونکہ نیند موت کی بہن ہے
حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم منبر اقدس پر کھڑے ہوئے اور پانچ باتیں بتائیں۔ ارشاد فرمایا:

(۱) اللہ تعالےٰ سوتا نہیں نہ اس کو زیبا ہے۔

(۲) میزان عمل اسی کے قبضہ میں ہے وہی اونچی نیچی کرتا ہے۔

(۳) رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے اس کے پاس پہنچا دیے جاتے ہیں۔

(۴) اس کا حجاب نور ہے۔

(۵) اگر وہ حجاب کھل جائے تو اس کی شعاعیں آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو پھونک دے۔

اس لیے کہ وہ واجب الوجود ہے اور موجد عالم و کائنات ہے ایسی ہستی میں کوئی ایسی صفت نہیں ہونی چاہئے جس سے ذات میں نقص لازم آئے اور اونگھ اور نیند یہ دونوں ایک قسم کے نقص ہیں اس لیے ان دونوں کا رد کر دیا اس لیے کہ وہ نقص و عیب سے پاک ہے پھر

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ فرما کر اپنی مالکیت اور نفاذ امر و تصرف کا بیان فرمایا اور نہایت لطیف پیرایہ میں رد شرک بھی کر دیا کہ جب سارا جہان اس کی ملک ہے تو مملوک ہیں تو کون ہوگا جو مالک کا شریک ہو۔ مملوک بہر حال مملوک ہے اور مالک بہر صورت مالک۔

مشرکین یا تو ستاروں کو پوجتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں یا دریاؤں، پہاڑوں، پتھروں، درختوں، جانوروں آگ وغیرہ کی پوجا کرتے ہیں جو زمین میں ہیں تو جب آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی ایک ذات ہی کی ملکیت ہے تو مالک کے ہوتے مملوک کی پوجا کس طرح صحیح اور معقول ہوگی۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔ ایسا کون ہے جو سفارش کرے اس کے حضور میں بغیر اس کی اجازت کے۔

اس میں اللہ تعالےٰ کی شان کبریائی کا بیان ہے۔ اس جملہ کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ کون ہے جو رب کے سوا بلا اجازت کسی کی سفارش کرے۔ دوسرے یہ کہ جو بندے رب کے مقرب ہیں ان میں سے بھی بغیر اجازت کون کسی کی سفارش کر سکتا ہے۔ تو بُت جن کو رب سے ذرہ کا بھی تعلق واسطہ نہیں ہے وہ کیا کسی کی شفاعت کر سکتے ہیں (روح البیان)

مشرکین کا عقیدہ تھا کہ ہٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ یہ سب اللہ کے حضور ہمارے سفارشی ہوں گے اس عقیدہ کو بھی رد کر دیا کہ مشرکین کا یہ گمان کہ یہ سب شفاعت کریں گے غلط ہے اس لیے کہ کفار کے لیے

marfat.com

تو شفاعت ہی نہیں اور جو ماذونین اللہ کے حضور شفاعت کرنے والے ہیں وہ صرف اور صرف انبیاء کرام ہیں یا ملائکہ یا مومنین ان کے سوا اور کوئی شفیع نہیں۔

پھر اس ذات پاک کی ہی یہ صفت ہے کہ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ وہ جانتا ہے جو خلق کے روبرو ہے اور جو ان کے پیچھے ہے یعنی جو ان سے پہلے ہو چکا ہے اور جو ان کے بعد ہوگا۔

یَعْلَمُ۔ حال استمراری ہے یعنی ہمیشہ جانتا ہے۔

مَا سے مراد مخلوق کے تمام حالات ہیں

بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ۔ سامنے کی چیز کو

خَلْفَ۔ پیچھے کی چیز کو۔

یعنی امور دنیا و آخرت۔ ماقبل و مابعد سب کا ہی جاننے والا ہے۔

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ۔ اور وہ احاطہ نہیں کر سکتے اس کی معلومات سے کسی چیز کا۔

باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا علم ہے لیکن مِنْ عِلْمِہٖ کی قید اس لیے لگائی تاکہ تنبیہ ہو جائے کہ وہ علم جو تمام اشیاء کی حقیقت کو محیط ہے اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کے سوا کسی کا علم کسی شے کی حقیقت کو محیط ہوا نہیں پایا جاتا۔

اِلَّا بِمَا شَآءَ۔ مگر جتنا وہ چاہے۔

اس میں وہ لوگ ہیں جنہیں وہ مطلع فرماتا ہے اور وہ انبیاء و رسل ہیں جو بعطاء الٰہی غیب پر مطلع ہوتے ہیں اور ان کا غیب پر مطلع ہونا ان کی نبوت کی دلیل ہے۔ اسی لیے فرمایا عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ علم غیب پر مطلع ہونا رسول کرام ہی کا خاصہ ہے۔ (خازن)

وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ گھیرے ہوئے ہے اس کی کرسی تمام آسمانوں اور زمین کو۔

وَسِعَ وُسْعَۃٌ سے ہے۔ اس کے معنی سما لینا۔ گھیر لینا ہے۔

کُرْسِیٌّ۔ کُرْسٌ سے ہے۔ اس کے معنی ہیں ایک شے کے اجزاء کا اوپر نیچے ہونا۔ کرسی اس چھوٹے تخت کو بھی کہتے ہیں جو بیٹھنے والے سے نیچے، وہ بھی تختوں سے مرکب ہوتا ہے۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کی عظمت کی تصویر اور محض ایک مثال ہے ورنہ حقیقتاً نہ کرسی ہے نہ کوئی بیٹھنے والا ہے۔

حضرت سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہاں کرسی سے مراد اللہ کا علم ہے اسی وجہ سے علم کے صحیفہ کو کراسہ کہتے ہیں۔

marfat.com

بعض کا قول ہے کہ کرسی سے مراد اس کا ملک اور سلطنت ہے۔

اہل عرب قدیم بادشاہت کا نام کرسی رکھ لیتے تھے۔

محققین نے کرسی سے علم و قدرت مراد لیا ہے۔

بعض نے عرش بتایا اور بعض نے اس سے وہ مراد لیا جو عرش کے نیچے اور ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے بعض نے اس سے وہی مراد لیا ہے جو فلک البروج کے نام سے موسوم ہے۔

ابن مردویہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو کرسی کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسے کسی بڑے بیابان میں کوئی حوض ہوتا ہے اور عرش کو کرسی پر اسی قدر فضیلت ہے جیسی اس بیابان کو اس حوض پر فضیلت ہے۔

وَلَا يَئُودُهٗ۔ اور نہیں گراں گذرتی اس کو۔ یہ ءود سے بنا ہے اس کے معنی بوجھ و مشقت اس کا مرجع رب تبارک و تعالیٰ ہے۔

حِفْظُهُمَا حفظ کے معنی نگہبانی ہے۔ ان کی حفاظت یعنی آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ وہ علو سلطنت، غلبہ اور صفات میں سب سے اعلیٰ اور عظیم ہے۔

ان آیات میں الٰہیات کے باریک مسائل و نکات کا حل کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ الٰہیت میں واحد ہے۔ حیات کے ساتھ متصف ہے واجب الوجود ہے اپنے ماسوا کا موجد ہے۔ تحیز و حلول سے منزہ اور تغیر و فتور سے مبرا ہے نہ کسی کو اس سے مشابہت نہ عوارض مخلوق کو اس تک رسائی۔ ملک و ملکوت کا مالک۔ اصول و فروع کا مبدا و مبدع۔ قوی گرفت والا جس کے حضور اس کے ماذونین کے کوئی شفاعت کے لیے بھی لب نہ ہلا سکے۔ قدیم ازلی ایسا ہے کہ

لَا ضِدَّ وَلَا نِدَّ وَلَا شَبِيْهَ لَهٗ   اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ وَلَمْ يَزَلْ كَذَاكَ

میرے رب کی نہ کوئی ضد ہے نہ کوئی شریک اور نہ ہی اس کی کوئی مثل و شباہت ہے وہ اب بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا اسے کوئی زوال نہ آیا۔

موجودات کی ہر شے کا علم جلی اور خفی کلی اور جزئی کا وَاسِعُ الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وہم و فہم سے برتر و بالا عَلِيُّ الْعَظِيْمُ تک جامع و مانع صفات فرمائیں۔

فضائل آیۃ الکرسی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان

marfat.com

مبارک کی زکوۃ کی حفاظت کرنے پر مقرر فرمایا۔ میں وہیں تھا کہ ایک شخص نے غلہ چرانا شروع کر دیا میں نے اس کو پکڑ کر کہا کہ میں تجھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا اس نے کہا کہ میں محتاج غریب ہوں میں نے اسے چھوڑ دیا۔

صبح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ اے ابوہریرہ تمہارا رات کا قیدی کہاں گیا؟

میں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ اپنی عیالداری اور حاجتمندی ظاہر کرتا تھا میں نے اسے چھوڑ دیا۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا یاد رکھو وہ جھوٹا تھا اور وہ پھر بھی آئے گا۔

مجھے یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا میں انتظار کر رہا تھا کہ وہی شخص پھر آگیا اور غلہ چرانے لگا۔ میں نے پکڑ لیا اور قید کر دیا تاکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور پیش کروں گا اس نے پھر اپنی عیالداری اور معذوری کا اظہار کیا میں نے پھر اسے چھوڑ دیا۔

تیسری دفعہ پھر آیا میں نے پکڑ لیا اور یہ فیصلہ کیا کہ اب اس کو ہرگز نہ چھوڑوں گا کیونکہ ہر دفعہ یہی بات کہہ کر چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے۔ اس نے کہا آپ مجھے چھوڑ دو میں چند کلمے تم کو ایسے بتاؤں گا جن سے خداوند تعالے تم کو محفوظ رکھے گا اور وہ یہ ہیں۔ آیۃ الکرسی پڑھی۔ اس نے کہا کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالے کی طرف سے تم پر محافظ مقرر کر دیئے جائیں گے اور شیطان پاس نہیں آئے گا۔

یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا صبح میں دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ رات والا قیدی کہاں گیا؟

حضرت ابوہریرہ نے عرض کی کہ وہ چند کلمات بتا کر چلا گیا میں نے اسے چھوڑ دیا

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ تو جھوٹا تھا مگر یہ بات سچ کہہ گیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ وہ کون تھا جو تین روز سے آ رہا تھا؟ میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا وہ شیطان تھا (بخاری)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرے تو بہشت میں جانے سے سوائے موت کے اسے کوئی چیز مانع نہ ہوگی۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ ایک خبیث جن آپ کو تکلیف پہنچانے کی فکر میں ہے جب آپ بستر پر لیٹا کریں تو آیت الکرسی پڑھ لیا کریں۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔

جبرواکراہ نہیں دین میں بے شک روشن ہوگئی راہ رشد گمراہی سے تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان

marfat.com

لائے تو بیشک اس نے تھامی محکم گرہ جسے کبھی کھلنا نہیں اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

لَا اِكْرَاهَ ۔ کوئی جبر نہیں ۔ یہ کرہ سے بنا ایسا کام جو اپنی مرضی سے نہ کیا جائے بلکہ اس میں زبردستی اور جبر کو دخل ہو اسے جبر و اکراہ کہا جاتا ہے۔

الدِّيْن ۔ مذہب ۔ لفظ دین ۔ جزا و سزا یعنی بدلہ

الرُّشْدُ ۔ ہدایت ۔ رَاشِد اس کا اسم فاعل ہے اس کے ہدایت یافتہ ۔ رشد سے اسلام مراد ہے۔

الْغَيِّ ۔ گمراہی ۔ اس کا مادہ غَوِی ہے ۔ اس کے معنی بہکانے ۔ گمراہ کرنے کے ہیں ۔ یہاں شرک و کفر مراد ہے۔

صفات الٰہیہ کے بیان کے بعد لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ایسی جامع صفات سننے سمجھنے کے بعد عاقل کے لیے اب قبول حق میں تامل کی وجہ کوئی باقی نہیں رہتی لہٰذا دین میں رب تبارک و تعالیٰ نے جبر و اکراہ کا حکم نہیں دیا بلکہ دلائل لا تحد و واضح اسے خود دین کی طرف مائل کریں گے اور جب سیدھی راہ گمراہی سے واضح اور روشن ہو گئی تو ہر کافر کے لیے اول اپنے کفر سے توبہ و بیزاری ضروری ہے اس کے بعد ایمان لانا صحیح ہوگا جبکہ کفر و ضلالت ایمان و ہدایت میں روشنی میں واضح ہو گئی تو اسے اسلام و ایمان قبول کر کے ختم کر دے تقاضا لازم ہے۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ ۔ تو جو دنمانے بتوں کو۔

الطَّاغُوْت ۔ طغیان سے ہے ۔ اس کے معنی حد سے گذرنا ۔ سرکش گمراہ کو طاغوت کہا جاتا ہے ۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کریں ۔ جن انسان کے شیاطین ہیں جو عبادت سے روکیں۔

وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ ۔ اور ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر۔

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ ۔ بے شک اس نے پکڑ لیا مضبوطی کے ساتھ۔

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۔ حلقہ مضبوط رسی ہے ۔ عروہ وہ چیز جس کو پکڑ کر لٹکا جائے یعنی رسی

وُثْقٰى ۔ مضبوط ۔ یہاں قوی دلائل کو مضبوط گرہ والی رسی سے تشبیہ دی گئی ہے

لَا انْفِصَامَ لَهَا ۔ اِنْفِصَام فصم سے بنا اس کے معنی کھل کر ٹوٹنا۔

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ اللہ تعالیٰ سننا اور نیت کو جاننے والا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو اختیار ہے کہ اگر وہ تمہارے پاس رہنا چاہیں تو وہ تمہارے ہی ہیں اور اگر وہ ان کا ساتھ دیں تو ان کے ساتھ انہیں بھی نکال دو

شانِ نزول

انصار میں رواج تھا کہ جن عورتوں کے بچے نہیں جیتے تھے وہ منذر مانتی تھیں کہ اگر بچے زندہ رہیں تو ہم

marfat.com

انہیں یہودیں شامل کردیں گے جب ان کی حاجت پوری ہو جاتی تو وہ نذر پوری کرتیں اور یہ یہودی ہی رہتے۔ مدینہ منورہ میں جب اسلام کا آفتاب ہدایت چمکا اور وہاں سے قبیلہ بنی نضیر کو ملک بدر کیا گیا تو ان میں انصار کی اولاد بھی تھی۔ انصار نے چاہا کہ ان کو جانے دیں کیونکہ یہ اولاد اور بھائی بھتیجے ہیں تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور اختیار دیا گیا کہ اگر وہ چاہیں تو ایمان لے آئیں اور مدینہ میں رہیں اور چاہیں تو اپنے کفر پر قائم رہیں اور نکل جائیں (خزائن)

قبیلہ بنی سالم میں ایک صاحب تھے جن کا نام حصین تھا ان کے دو بیٹے عیسائی تھے وہ مدینہ منورہ میں تجارت کے لیے آئے حضرت حصین نے انکو پکڑ لیا اور فرمایا کہ میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑوں گا جب تک تم ایمان نہ لاؤ۔ تو انہوں نے انکار کیا۔ یہ مقدمہ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہوا حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا نبی اللہ میں یہ کیسے برداشت نہیں کرسکتا کہ میرے جگر کے ٹکڑے دوزخ میں جائیں اور میں دیکھوں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (در منثور)

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓـئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۚ

اللہ والی ہے ایمان والوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے والی و حامی شیطان ہیں وہ انہیں نکالتے ہیں نور سے اندھیریوں کی طرف یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

وَلِیٌّ۔ مددگار، دوست۔ اس کی جمع اولیاء ہے۔ یہ لفظ رفیق، کارساز، دوست کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مومنین سے تو مسلم یا جو علم الٰہی میں مومن تھے۔

اَلظُّلُمٰتِ۔ اندھیرے۔ اس کا واحد ظلمۃ ہے۔ یہاں کفر و شرک کی تاریکیاں مراد ہیں۔ نور یعنی روشنی جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کرے۔ ظلمات سے کفر اور نور سے ایمان مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ تو مسلموں کو ظلمت کفر سے نور ایمان کی طرف نکالتا ہے یا انہیں شبہات اور شکوک کی تاریکیوں سے نکال کر ان کو نور یقین عطا فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ۔ یہاں کَفَرُوْا سے مراد مرتدین یا وہ جو علم الٰہی میں کافر ہیں۔ طاغوت۔ سے شیاطین مراد ہیں۔ کاہن یا بت وغیرہ (روح البیان) جو کفار کے مددگار شیاطین ہیں جو انہیں کفر میں مدد دیتے ہیں۔

يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ۔ ان کو اجالے سے اندھیرے کی طرف نکالتے ہیں۔

marfat.com

اگر کفار سے مرتدین مراد ہیں تو ان کا ایمان سے نکلنا ظاہر ہے اور اگر قدیمی کفار مراد ہیں تو نور ایمان مراد ہے جو یثاق کے دن حاصل ہوا تھا جو اصل فطرت پر ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ یہودی یا نصرانی یا مجوسی کر لیتے ہیں۔

شان نزول :- ابن جریر نے مجاہد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے کچھ لوگ منکر تھے جب حضرت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو جو لوگ حضرت عیسٰی کے منکر تھے وہ آپ پر ایمان لے آئے اور جو لوگ حضرت عیسٰی پر ایمان رکھتے تھے وہ آپ کے منکر ہو گئے اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ - یہی لوگ دوزخی ہیں یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یعنی کفار۔ مؤمن کیسا ہی گنہگار ہو نجات پائے گا۔

اس آیت کریمہ میں ظلمت و نور کا جو استعارہ فرمایا گیا وہ کفر سے ظلمت اور نور سے ایمان کی روشنی مراد ہے اور غرور و تکبر پر انکسار حاصل کرتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع پ۳ سورہ بقرہ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ

بھلا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو اس (غرور) کے سبب سے کہ خدا نے اس کو سلطنت بخشی تھی ابراہیم سے پروردگار کے بارے میں جھگڑنے لگا جب ابراہیم نے کہا میرا پروردگار تو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے وہ بولا جلا اور مار تو میں بھی سکتا ہوں ابراہیم نے کہا کہ خدا تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے آپ اسے مغرب سے نکال دیجئے (یہ سن کر) کافر حیران رہ گیا اور خدا بے انصافوں کو ہدایت دیا نہیں کرتا۔

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ

یا اسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا) جسے ایک گاؤں میں جو اپنی چھتوں پر گرا پڑا تھا اتفاق سے گذر ہوا تو

marfat.com

اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ ۖ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

اس نے کہا کہ خدا اس (کے باشندوں) کو مرنے کے بعد کیونکر زندہ کرے گا تو خدا نے اس کی روح قبض کرلی (اور) سو برس تک (اس کو مردہ رکھا) پھر اس کو جلا اٹھایا اور پوچھا تم کتنا عرصہ (یہاں) رہے ہو اس نے جواب دیا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم خدا نے فرمایا (نہیں) بلکہ سو برس (یہاں) رہے ہو اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ (اتنی مدت میں مطلق) سڑی (بسی) نہیں اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو (جو مرا پڑا ہے) غرض (ان باتوں سے) یہ ہے کہ ہم تم کو لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کی) نشانی بنائیں اور (ہاں گدھے کی) ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم ان کو کیونکر جوڑ دیتے ہیں اور ان پر کس طرح گوشت پوست چڑھا دیتے ہیں۔ جب یہ واقعات اس کے مشاہدے میں آئے تو بول اٹھا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

اور جب ابراہیم نے (خدا سے) کہا کہ اے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔ خدا نے فرمایا کیا تم نے (اس بات کو) باور نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں لیکن (میں دیکھنا) اس لیے (چاہتا ہوں) کہ میرا دل اطمینان حاصل کرلے۔ خدا نے فرمایا کہ چار جانور پکڑ کر اپنے پاس منگالو (اور ٹکڑے ٹکڑے کرادو) پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک پہاڑ پر رکھ دو پھر ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے اور جان لو کہ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

marfat.com

لفظی ترجمہ

آ۔کیا	لَمْ۔نہ	تَرَ۔دیکھا تو نے	اِلَی۔طرف
الَّذِیْ۔اس کی جو	حَاجَّ۔جھگڑا	اِبْرَاھِیْمَ۔ابراہیم سے	فِیْ۔بیچ
رَبِّہٖ۔اس کے رب کے	اَنْ۔یہ کر	اٰتٰہُ۔دی اسے	اللّٰہُ۔اللہ نے
الْمُلْکَ۔بادشاہی	اِذْ۔جب	قَالَ۔کہا	اِبْرَاھِیْمُ۔ابراہیم نے
رَبِّیَ۔میرا رب	الَّذِیْ۔وہ ہے جو	یُحْیٖ۔زندہ کرتا	وَ۔اور
یُمِیْتُ۔مارتا ہے	قَالَ۔کہا		اَنَا۔میں بھی
اُحْیٖ۔زندہ کرتا	وَ۔اور	اُمِیْتُ۔مارتا ہوں	قَالَ۔کہا
اِبْرَاھِیْمُ۔ابراہیم نے	فَاِنَّ۔بیشک	اللّٰہَ۔اللہ	یَاْتِیْ۔لاتا ہے
بِالشَّمْسِ۔سورج کو	مِنَ الْمَشْرِقِ۔پورب سے		فَاْتِ۔تو لا تو
بِھَا۔اسے	مِنَ الْمَغْرِبِ۔پچھم سے		فَبُھِتَ۔تو حیران رہ گیا
الَّذِیْ۔وہ جو	کَفَرَ۔کافر تھا	وَ۔اور	اللّٰہُ۔اللہ
لَا۔نہیں	یَھْدِی۔ہدایت دیتا	الْقَوْمَ۔قوم	الظّٰلِمِیْنَ۔ظالم کو
اَوْ۔یا	کَالَّذِیْ۔اس کی طرح جو	مَرَّ۔گذرا	عَلٰی۔اوپر
قَرْیَۃٍ۔ایک بستی کے	وَ۔اور	ھِیَ۔وہ	خَاوِیَۃٌ۔گری ہوئی تھی
عَلٰی۔اوپر	عُرُوْشِھَا۔اپنی چھتوں کے	قَالَ۔بولا	اَنّٰی۔کیونکر
یُحْیٖ۔زندہ کرے گا	ھٰذِہِ۔اس کو	اللّٰہُ۔اللہ	بَعْدَ۔بعد
مَوْتِھَا۔اس کی موت کے	فَاَمَاتَہُ۔تو مار دیا اسے	اللّٰہُ۔اللہ نے	مِائَۃَ۔سو
عَامٍ۔سال	ثُمَّ۔پھر	بَعَثَہٗ۔اٹھایا اس کو	قَالَ۔کہا
کَمْ۔کتنا	لَبِثْتَ۔ٹھہرا تو	قَالَ۔کہا	لَبِثْتُ۔میں ٹھہرا
یَوْمًا۔ایک دن	اَوْ۔یا	بَعْضَ۔بعض حصہ	یَوْمٍ۔دن کا
قَالَ۔کہا	بَلْ۔بلکہ	لَبِثْتَ۔ٹھہرا تو	مِائَۃَ۔سو
عَامٍ۔سال	فَانْظُرْ۔سو دیکھ	اِلٰی۔طرف	طَعَامِکَ۔اپنے کھانے کی

marfat.com

وَ۔ اور	شَرَابِكَ۔ اپنے پینے کی	لَمْ۔ نہیں	يَتَسَنَّهْ۔ بسا
وَ۔ اور	انْظُرْ۔ دیکھ	اِلٰى۔ طرف	حِمَارِكَ۔ اپنے گدھے کی
وَ۔ اور	لِنَجْعَلَكَ۔ تاکہ بنائیں ہم تجھ کو		اٰيَةً۔ نشان
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کیلئے	وَ۔ اور	انْظُرْ۔ دیکھ	اِلٰى۔ طرف
الْعِظَامِ۔ ہڈیوں کے	كَيْفَ۔ کس طرح	نُنْشِزُهَا۔ کھڑا کرتے ہیں ان کو	
ثُمَّ۔ پھر	نَكْسُوْ۔ پہناتے ہیں	هَا۔ ان کو	لَحْمًا۔ گوشت
فَلَمَّا۔ پھر جب	تَبَيَّنَ۔ ظاہر ہو گیا	لَهٗ۔ اس کو	قَالَ۔ کہا
اَعْلَمُ۔ میں خوب جانتا ہوں	اَنَّ۔ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	عَلٰى۔ اوپر
كُلِّ۔ ہر ایک	شَيْءٍ۔ چیز کے	قَدِيْرٌ۔ قادر ہے	وَ۔ اور
اِذْ۔ جب	قَالَ۔ کہا	اِبْرٰهٖمُ۔ ابراہیم نے	رَبِّ۔ اے میرے رب
اَرِ۔ دکھا	نِيْ۔ مجھ کو	كَيْفَ۔ کس طرح	تُحْيِ۔ زندہ کرے گا تو
الْمَوْتٰى۔ مُردوں کو	قَالَ۔ فرمایا	اَوَ۔ کیا	لَمْ۔ نہیں
تُؤْمِنْ۔ ایمان لایا تو	قَالَ۔ عرض کیا	بَلٰى۔ کیوں نہیں	وَ۔ اور
لٰكِنْ۔ لیکن	لِيَطْمَئِنَّ۔ تاکہ اطمینان پائے	قَلْبِيْ۔ میرا دل	قَالَ۔ فرمایا
فَخُذْ۔ تو پکڑ	اَرْبَعَةً۔ چار	مِّنَ الطَّيْرِ۔ پرند	فَصُرْ۔ تو ہلا
هُنَّ۔ ان کو	اِلَيْكَ۔ اپنی طرف	ثُمَّ۔ پھر	اجْعَلْ۔ کر
عَلٰى۔ اوپر	كُلِّ۔ ہر	جَبَلٍ۔ پہاڑ کے	مِّنْهُنَّ۔ ان سے
جُزْءًا۔ ایک ٹکڑا	ثُمَّ۔ پھر	ادْعُهُنَّ۔ بلا انہیں	يَاْتِيْنَكَ۔ آئیں گے تیرے پاس
سَعْيًا۔ دوڑتے	وَ۔ اور	اعْلَمْ۔ جان لے	اَنَّ۔ بیشک
اللّٰهَ۔ اللہ	عَزِيْزٌ۔ غالب	حَكِيْمٌ۔ حکمت والا ہے۔	

مختصر تفسیر تیسرا رکوع پ۳ سورہ بقرہ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ
اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ؕ

marfat.com

کیا نہ دیکھا تم نے (اے محبوب) اسے جو جھگڑا ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں (غرور تکبر خود بینی خود سری کی بنا پر) اس لیے کہ اللہ نے سلطنت اسے بخشی۔

اَلَمْ تَرَ۔ یہ استفہام انکاری ہے اس میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ اے محبوب کیا آپ نے نہ دیکھا۔

اِلَی الَّذِیْ حَاجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖ۔ جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں۔

اس وقت کا بادشاہ مراد ہے جس کا نام نمرود بن کنعان بن سنجاریب تھا۔ یا نمرود بن کنعان بن حام بن نوح تھا (روح البیان و روح المعانی)

علامہ بغوی کہتے ہیں کہ روئے زمین کے چار بادشاہ گذرے ہیں دو مسلمان حضرت سلیمان و ذوالقرنین اور دو کافر نمرود و بخت نصر۔

یہی پہلا بادشاہ تھا جسے اللہ تعالےٰ نے روئے زمین کی سلطنت عطا فرمائی تھی اسی نے سب سے پہلے سر پہ تاج رکھا اس کی عمر آٹھ سو اسی برس ہوئی چار سو برس اس کے عزت کے ساتھ گذرے اور بقایا چار سو برس مچھر کے عذاب کی وجہ سے ذلت و پریشانی سے گذرے۔ عطاء نعمت پر شکر و اطاعت کی بجائے تکبر و غرور کے ساتھ ربوبیت کا مدعی ہوگیا۔ اس نے رب و تعالےٰ سے مقابلہ کرنے کے لیے نہایت اونچا قلعہ بنایا تھا۔ اس کا پایۂ تخت بابل تھا (خازن)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے اللہ تعالےٰ کی اطاعت و عبودیت کی دعوت دی یہ دعوت آگ میں پھینکے جانے سے قبل دی یا بعد۔ اس کی اصل نہیں ملتی۔

بعض علماء نے کہا کہ یہ مناظرہ آگ میں ڈالے جانے کے بعد ہوا جبکہ آپ نے بت شکنی فرمائی تھی۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ مناظرہ آگ میں ڈالے جانے کے بعد ہوا سبب کہ آگ ٹھنڈی ہوگئی اور اس ملک پر مچھر اور قحط کا عذاب آیا تو لوگ بارش کے لیے نمرود کے پاس آتے۔ نمرود ان سے سوال کرتا کہ تیرا رب کون ہے؟ اگر اس نے کہہ دیا کہ تو۔ تو وہ غلہ دیدیتا ورنہ نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی آئے اس نے پوچھا تمہارا رب کون ہے؟ آپ نے فرمایا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ یعنی اجسام میں موت و حیات پیدا کرتا ہے۔

رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ۔ یہ دلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نہایت جامع تھی ایک ناخدا شناس کے لیے بہترین ہدایت بھی تھی۔ آپ نے بتایا تھا کہ تو خود اور تیرا وجود اور تیری حیات اس ذات حی و قیوم کے وجود کی شاہد ہے کہ تو اول بے جان نطفہ تھا اس نے تجھے انسانی صورت بخشی۔ حیات مطلق اسی کو رب کہتے ہیں

marfat.com

اور زندگی کے بعد پھر زندہ جسم کو جو موت دیتا ہے وہ پروردگار عالم ہے اس کی قدرت کی شہادت خود تیری موت وحیات میں موجود ہے۔ اس کے وجود سے بے خبر رہنا انتہائی جہالت اور غایت سفاہت ہے۔

یہ دلیل بھی ایسی تھی کہ اس کا جواب نمرود سے نہ بن پڑا مگر اس خیال سے کہ بھرے مجمع میں ذلت ورسوائی نہ ہو کہنے لگا۔

قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ: میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔

دلیل کے لیے دو شخص بلائے ان میں سے ایک قتل کر ڈالا ایک چھوڑ دیا گویا اس سے یہ بتایا کہ جسے چھوڑا اسے زندہ کیا اور جسے قتل کرایا وہ مار دیا۔ حالانکہ یہ اس کی نہایت احمقانہ بات تھی کہاں قتل کرنا اور چھوڑنا کہاں موت وحیات کا پیدا کرنا۔ قتل کیے ہوئے کو اگر زندہ کر دیتا اور چھوڑے ہوئے کو بلا قتل حکم سے مار دیتا تب بھی کوئی بات تھی۔ اس مظاہرے سے عقل پر تو اسی وقت ظاہر ہو گیا کہ یہ ہٹ دھرم ہے اس کے پاس جواب نہیں ہے حجت ابراہیم قاطع ہے۔ لیکن چونکہ نمرود نے اپنے جواب میں شان دعویٰ دکھائی تھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر مناظرانہ گرفت کی اور فرمایا کہ موت وحیات کا پیدا کرنا تو تیرے مقدور میں نہیں۔ پھر تیرا دعویٰ ربوبیت جھوٹا نہیں تو اور کیا ہے۔ اچھا چل اس سے آسان دوسرا کام کر کے دکھا دے اور وہ ایک متحرک جسم کا حرکت میں پہلی حرکت سے متبدل ہونا ہے چنانچہ فرمایا۔

قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ سورج مشرق سے لاتا ہے تو اتنا ہی کر دے کہ اسے مغرب سے لائے۔ اور اگر حرکت اجسام میں بھی تبدل وتغیر کی تجھ میں قوت نہیں تو دعویٰ ربوبیت والوہیت کس منہ سے کرتا ہے۔ نتیجہ فرمایا گیا۔

فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ تو مبہوت ہو گیا وہ جس نے کفر کیا اور اللہ ظالم لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

بُہِتَ۔ بُہْتٌ سے بنا اس کے معنی حیرانی ودہشت کے ہیں۔ بہتان اسی لیے کہتے ہیں کہ سننے والا حیران رہ جاتا ہے۔ اس طرف اشارہ ہے کہ وہ کافر کفر کی وجہ سے حیران پریشان رہ گیا۔ وہ کچھ بھی نہ کر سکتا تھا اللہ تعالیٰ کافروں کو آخرت میں جنت کے راستے کی ہدایت نہ دیگا۔ ظالم کو ہدایت نہیں دیتا۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا سو برس کے بعد زندہ ہونا

اب دوسرا واقعہ بیان ہوتا ہے بقول اکثر یہ واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے۔ بیت المقدس میں بنی اسرائیل آباد تھے جب ان کا فسق وفجور، نافرمانی وطغیانی حد سے بڑھ گئی تو عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً چھ سو برس پہلے بادشاہ

marfat.com

بخت نصر بابلی نے بیت المقدس پر شدید حملہ کر دیا اس کے ساتھ چھ لاکھ جھنڈے تھے ہر جھنڈے کے ساتھ افواج تھیں جنہوں نے بیت المقدس کو ویران کر دیا۔ توریت کے نسخے جلا دیے بنی اسرائیل کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک کو قتل کر ڈالا دوسرے کو ذلیل و خوار کر کے شام میں رکھا تیسرے کو قید کر دیا جن کی تعداد دس لاکھ تھی ان میں حضرت عزیر و دانیال علیہما السلام بھی تھے جو اس وقت بچے تھے۔

بہت عرصہ کے بعد ان میں سے بعض لوگوں نے قید سے رہائی پائی ان میں حضرت عزیر علیہ السلام بھی شامل تھے یہ بستی اس وقت تک اجڑی پڑی تھی حضرت عزیر علیہ السلام جب وہاں سے گزرے آپ کے ساتھ کھجوریں اور ایک برتن میں انگور کا شیرہ تھا۔ آپ دراز گوش پر سوار تھے آپ تمام بستی میں گھومے وہاں کسی کو نہ پایا بستی کی عمارتیں منہدم دیکھیں تو آپ نے تعجب سے فرمایا۔

اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا اسے اللہ کیونکر جلائے گا اس کی موت کے بعد۔

اس واقعہ سے پرہیزگاروں کو ہدایت کاملہ اور یقین کے بعد عین الیقین اور حق الیقین عطا فرمایا گیا ہے جب ارشاد ہے کہ

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا یا اس کی طرح جو گذرا ایک بستی پر یعنی عزیر علیہ السلام اور وہ ڈھئی پڑی تھی اپنی چھتوں پر یعنی اس بستی کی ویرانی اس طرح ہوئی کہ پہلے چھتیں گریں پھر ان پر دیواریں آپڑیں) پھر آپ نے ایک جگہ اپنے گدھے کو باندھا اور آرام فرمانے کے لیے ایک جگہ قیام فرمایا۔ یہ صبح کا وقت تھا جب آپ لیٹے تو اللہ تعالے نے آپ کی روح قبض کر لی اور گدھا بھی مر گیا اس کے ستر برس بعد اللہ تعالے نے شاہان فارس سے ایک بادشاہ کو اس زمین پر مسلط کیا یہ اپنی فوجیں لے کر بیت المقدس پہنچا اور اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقہ پر آباد کیا اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہے تھے انہیں پھر یہاں لایا یہ بیت المقدس اور اس کے نواح میں آباد ہوئے اور ان کی تعداد بڑھتی رہی اس زمانہ میں اللہ تعالے نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا اور کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا جب آپ کی وفات کو سو برس گذر گئے تو اللہ تعالے نے آپ کو زندہ کیا پہلے آنکھوں میں جان آئی اور تمام جسم مردہ تھا وہ آپ کے دیکھتے دیکھتے زندہ کیا گیا یہ واقعہ شام کے وقت غروب کے قریب ہوا اس وقت اللہ تعالے نے فرمایا

فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ

تو اللہ تعالے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا تو اللہ تعالے نے فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا (عزیر)

marfat.com

سے عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم۔ (یعنی اللہ تعالے نے فرمایا تم یہاں کتنے ٹھہرے آپ نے اندازہ سے عرض کیا کہ ایک دن یا کچھ کم گویا آپ صبح لیٹے تھے اسباب دیکھا تو شام قریب تھی تو آپ نے سمجھا کہ یہ شام اسی دن کی ہے جس میں سوئے تھے تو اس پر رب العزت کی طرف سے جواب ملا

قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

فرمایا نہیں بلکہ تجھے یہاں سو برس گذر گئے ہیں تو اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک تو باس نہ لایا اور نہ بسا نہیں اور اپنے گدھے کو دیکھ (کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں) اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیوں کر ہم انھیں اٹھان دیتے ہیں پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ حال اس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے۔

چنانچہ مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ کریم کی طرف سے جواب ملا کہ صبح سے شام کا حساب تم لگا رہے ہو حالانکہ تم سو برس یہاں ٹھہرے اب اپنے کھانے اور پانی یعنی کھجور اور انگور کے شیرے کو دیکھو ویسے کا ویسا ہی ہے اس میں تغیر کا اثر تو کجا معمولی بو بھی باسی ہونے کی نہیں ہے اور اپنے گدھے کو دیکھو آپ نے دیکھا تو وہ مر چکا تھا۔ اور آنا گل چکا تھا کہ تمام اعضاء بکھر گئے تھے ہڈیاں سفید چمک رہی تھیں پھر آپ کی نظر کے سامنے اس کے اجزاء جمع ہوئے اور تمام اعضاء اپنے اپنے موقع پر آئے ہڈیوں پر گوشت چڑھا گوشت پر کھال چڑھی بال نکلے پھر اس میں روح پھونکی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور رینکنے لگا۔ آپ نے یہ مشاہدۂ قدرت کر کے عرض کیا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اس کے بعد کا قصہ مفسرین نے یوں لکھا ہے کہ آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور اپنے محلہ میں تشریف لائے سر اقدس اور ریش مبارک کے بال سفید تھے اور عمر وہی چالیس سال کی تھی۔ کوئی آپ کو اس وقت کی آبادی والوں میں سے پہچانتا نہ تھا آپ اندازے سے اپنے مکان پر پہنچے ایک بڑھیا ملی جو ضعیف تھی پاؤں رہ گئے تھے نابینا ہو گئی تھی یہ آپ کے وقت کی باندی تھی اور اس نے آپ کو دیکھا تھا آپ نے اس سے دریافت کیا کہ یہ مکان عزیر کا ہے بڑھیا نے کہا ہاں مگر اب عزیر کہاں انہیں تو مفقود الخبر ہوئے سو برس گذر گئے یہ کہہ کر خوب روئی آپ نے فرمایا میں عزیر ہوں۔

بڑھیا یہ سن کر بولی سبحان اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالے نے مجھے سو برس مردہ رکھا۔ پھر زندہ کیا اس نے کہا حضرت عزیر مستجاب الدعوات تھے اگر آپ عزیر ہیں تو میرے لیے دعا کریں کہ میں بینا ہو جاؤں

marfat.com

اور اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھوں آپ نے دعا فرمائی علی الفور وہ بینا ہو گئی آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا قُومِی بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ فرمانا تھا کہ اس کے ہاتھ پیر درست ہو گئے۔ اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا اور بولی میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ بے شک حضرت عزیر ہیں۔

وہ بڑھیا آپ کو بنی اسرائیل کے محلوں میں لے گئی یہاں ایک مجلس میں آپ کے فرزند تھے جن کی عمر ایک سو اٹھارہ سال کی ہو چکی تھی اور آپ کے پوتے بھی تھے جو بوڑھے ہو چکے تھے۔ بڑھیا نے مجلس میں پکارا لوگو یہ حضرت عزیر تشریف لے آئے مبارک ہو۔ اہل مجلس نے جھٹلایا اس نے کہا دیکھو۔ آپ کی دعا سے میری ٹانگیں صحیح ہو گئی ہیں اور گئی ہوئی بینائی مل گئی۔

یہ سن کر لوگ اٹھے آپ کے قریب آئے آپ کے فرزند نے کہا حضرت میرے والد صاحب کے شانوں کے مابین کالے بالوں کا ایک ہلال تھا آپ نے پشت مبارک کھول کر دکھائی تو وہ موجود تھا اس زمانہ میں توریت کا کوئی نسخہ نہ رہا تھا اور کوئی اس کا جاننے والا موجود نہ تھا۔ آپ نے تمام توریت حفظ پڑھ کر سنا دی۔ ایک شخص نے کہا مجھے اپنے والد سے معلوم ہوا کہ بخت نصر کی ستم انگیزیوں کے بعد گرفتاریوں کے زمانہ میں میرے دادا نے توریت ایک جگہ دفن کر دی تھی اس کا پتہ مجھے معلوم ہے۔

چنانچہ اس پتہ پر جستجو کر کے توریت کا مدفون نسخہ نکالا گیا اور حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنی یاد سے جو توریت لکھائی تھی اس سے مقابلہ کیا تو ایک ایک حرف مطابق نکلا۔ آگے ارشاد ہے

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۠

اور جب عرض کی ابراہیم نے اے میرے رب مجھے دکھا دے تو کیونکر مردوں کو جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر دل کا اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہوں فرمایا تو اچھا چار پرندے کر انہیں ساتھ ملا پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى - اور یاد کرو جب کہا ابراہیم نے کہا کہ اے پروردگار مجھ کو دکھا دے تو کیونکر زندہ کرے گا مردے۔

حسن، قتادہ اور ابن جریج کا قول ہے کہ اس سوال کے کرنے کا سبب یہ تھا کہ سمندر کے کنارے ایک آدمی مرا پڑا تھا۔ مدوجزر جیسے جوار بھاٹا کہتے ہیں اس سے سمندر کا پانی اترتا چڑھتا رہتا ہے چنانچہ پانی چڑھتا تو

marfat.com

مچھلیاں اس لاش تک آ جائیں اور اس سے کھائیں جب اتر جاتا تو جنگل کے درندے اس پر آتے اور کھاتے جب درندے ہٹ جاتے تو پرندا کر اسے نوچتے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ کو دیکھنے کا شوق ہوا کہ مردے کس طرح زندہ کیے جائیں گے آپ نے بارگاہ حق میں عرض کیا کہ یارب مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو ضرور زندہ کرے گا اور ان کے اجزاء دریائی جانوروں اور پرندوں کے پیٹ اور پرندوں کی پوٹوں سے جمع فرمائے گا مگر میں یہ منظر عجیب دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں۔

ایک قول بعض مفسرین کا یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیا۔ ملک الموت حضرت رب العزت سے اذن لے کر آپ کو یہ بشارت سنانے آئے آپ نے بشارت سن کر اللہ کی حمد کی اور ملک الموت سے فرمایا کہ اس خلت کی علامت کیا ہے انہوں نے عرض کیا یہ کہ اللہ تعالے آپ کی دعا قبول فرمائے اور آپ کے سوال پر مردے زندہ کرے تب آپ نے یہ دعا کی (خازن)

قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ۔ فرمایا کیا تجھ کو یقین نہیں۔ کہ مارنے کے بعد پھر اسی ترکیب سے میں مردوں کو زندہ کر سکوں گا۔

اَوَلَمْ میں ہمزہ استفہامیہ ہے۔ ایمان بمعنی یقین ہے۔ یقین کے تین درجے ہیں۔ علم الیقین۔ عین الیقین اور حق الیقین۔

علم الیقین جو سن کر حاصل ہو ایمان کے لیے علم یقین کافی ہے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے سے حاصل تھا

عین الیقین جو دیکھ کر ہو۔ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ۔ پھر تم ضرور اسے آنکھوں سے دیکھو گے۔

حق الیقین اس چیز میں فنا ہو کر ارشاد باری ہے۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ۔ بے شک یہ بے حق یقینی طور پر۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اللہ تعالے عالم الغیب والشہادۃ ہے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کمال ایمان و یقین کا علم تھا لیکن باوجود اس کے یہ فرمانا اور بطور استفہام کہنا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ کیا تجھے یقین نہیں محض اس لیے تھا کہ سامعین واقف جان لیں کہ یہ سوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کسی شک و شبہ کی بنا پر نہ تھا بلکہ یقین و ایمان سے آگے طمانیت قلب کا ایک درجہ اور ہے وہ حاصل کرنا مقصود تھا (بیضاوی جمل)

قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ۔ عرض کیا کیوں نہیں لیکن اس واسطے کہ تسکین ہو جائے میرے دل کو

marfat.com

یعنی اے رب کریم میں ایمان تو لایا مگر علم الیقین سے ترقی کر کے عین الیقین چاہتا ہوں تاکہ مجھے حق الیقین کا اطمینان حاصل ہو جائے۔

قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے چار پرندے پکڑلو۔
طَيْرٌ میں ف جزائیہ ہے طَیْر طَائِرٌ کی جمع ہے۔ آپ کو اختیار دیا گیا کہ جو چاہو چار لے لو۔ آپ نے مور مرغ۔ کبوتر۔ گدھیا کوا پکڑ لیا۔

فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ۔ اس کا مادہ صَورٌ یا صَیرٌ ہے اس کے معنی کاٹنا اَیْ قَطِّعْهُنَّ یعنی مائل کر لو اور ہلا لو تاکہ تم پہچان سکو۔ اس کا ترجمہ ہلا لینا ہی کا عام طور پر کیا ہے۔ ہلا لینے کا فائدہ یہ ہے کہ ان پرندوں کو جنہیں قطع و برید کے چار پہاڑوں پر رکھنا ہے تاکہ ان کی روحیں پہچان سکیں۔

مفردات میں اس کی تصریح یہ ہے وَالصَّوْرُ الْجَمَاعَةُ الْمُتَضَمِّمُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ كَاَنَّهُمْ صِرْتُهُمْ اَىْ جَمَعْتُهُمْ اِلٰى ذٰلِكَ۔ تو اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کا قیمہ کرکے ان کا گوشت ملایا جائے۔

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا۔ پھر رکھ دے ہر ایک پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا۔

ثُمَّ۔ تراخی کے لیے ہے۔

اِجْعَلْ۔ رکھ دو۔

جَبَلٌ۔ ہر مضبوط چیز کو کہتے ہیں۔ پہاڑ کو بھی اسی لیے جبل کہتے ہیں۔ دنیا میں کل چھ ہزار چھ سو تیئیس پہاڑ ہیں۔ یہاں چار پہاڑ مراد ہیں۔ مشرق مغرب۔ شمال جنوب (روح البیان)

مِنْهُنَّ کا مرجع طیر ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندے مور۔ مرغ۔ کبوتر۔ کوا لے کر انہیں ذبح کیا ان کے پر اکھاڑے اور قیمہ کرکے ان کے اجزاء کو باہم خلط ملط کیا اور پھر اس مجموعے کے کئی حصے کرکے ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر رکھ اور سر سب کے اپنے پاس محفوظ رکھے۔

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا۔ پھر ان کو بلا تیرے پاس دوڑتے آئیں گے۔

پھر فرمایا چلے آؤ حکم الٰہی سے آپ کے اس فرمانے سے وہ اجزاء اڑے اور ہر ہر جانور کے اجزاء علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے اور پرندوں کی شکل بن کر اپنے پاؤں سے دوڑتے حاضر آئے اور اپنے سروں سے مل کر بعینہٖ پہلے کی طرح مکمل ہو کر اڑ گئے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ جان رکھو کہ اللہ تعالےٰ غالب ہے اسے کوئی مجبور نہیں کر سکتا حکمت والا ہے اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔

marfat.com

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع پ۳ سورۃ بقرہ

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے مال کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس کے مال کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

جو لوگ اپنا مال خدا کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ کسی کو تکلیف دیتے ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس (تیار) ہے اور (قیامت کے روز) نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ۝

جس خیرات دینے کے بعد (لینے والے کو) ایذا دی جائے اس سے تو نرم بات کہہ دینی اور (اس کی بے ادبی سے) درگزر کرنا بہتر ہے اور خدا بے پروا اور بردبار ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝

مومنو! اپنے صدقات (و خیرات) احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کو دکھاوے کے لیے مال خرچ کرتا ہے اور خدا اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس (کے مال) کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے (اسی طرح) یہ (ریاکار) لوگ اپنے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے اور خدا ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ

اور جو لوگ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور

marfat.com

ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيتًا
مِّنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ
أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا
ضِعْفَيْنِ ۚ فَإِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝
أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ
مِّنْ نَّخِيلٍ وَّأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ ۙ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۙ وَ
أَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ ۖ ۝
فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ
تَتَفَكَّرُونَ ۝

خلوص نیت سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو جب اس پر مینہ پڑے تو دگنا پھل لائے اور اگر مینہ نہ بھی پڑے تو خیر پھوار ہی سہی اور خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

بھلا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہ رہی ہوں اور اس میں اس کے لیے ہر قسم کے میوے موجود ہوں اور اسے بڑھاپا آ پکڑے اور اس کے ننھے ننھے بچے بھی ہوں تو ناگہاں اس باغ پر آگ کا بھرا ہوا بگولا چلے اور وہ جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جائے اس طرح خدا تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو اور سمجھو۔

لفظی ترجمہ

مَثَلُ۔ مثال	الَّذِیْنَ۔ ان کی جو	یُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کرتے ہیں	اَمْوَالَهُمْ۔ اپنے مال
فِیْ۔ بیچ	سَبِیْلِ۔ راستے	اللّٰہِ۔ اللہ کے	کَمَثَلِ۔ اسکی سی ہے کہ
حَبَّۃٍ۔ ایک دانہ	اَنْۢبَتَتْ۔ کہ اگائے	سَبْعَ۔ سات	سَنَابِلَ۔ بالیاں
فِیْ۔ بیچ	کُلِّ۔ ہر	سُنْۢبُلَۃٍ۔ بالی کے	مِّائَۃُ۔ سو
حَبَّۃٍ۔ دانہ ہے	وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ	یُضٰعِفُ۔ بڑھاتا ہے
لِمَنْ۔ جس کے لیے	یَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ
وَاسِعٌ۔ فراخی والا	عَلِیْمٌ۔ جاننے والا ہے	اَلَّذِیْنَ۔ وہ جو	یُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کرتے ہیں
اَمْوَالَهُمْ۔ اپنے مال	فِیْ۔ بیچ	سَبِیْلِ۔ رستے	اللّٰہِ۔ اللہ کے
ثُمَّ۔ پھر	لَا۔ نہیں	یُتْبِعُوْنَ۔ پیچھے لگاتے	مَآ۔ اسکے جو
اَنْفَقُوْا۔ خرچ کیا	مَنًّا۔ احسان	وَّ۔ اور	لَآ۔ نہ

marfat.com

اذی۔ تکلیف	لهم۔ ان کے لیے ہے	اجرهم۔ ان کا اجر	عند۔ نزدیک
ربهم۔ ان کے رب کے	و۔ اور	لا۔ نہ	خوف۔ خوف ہوگا
علیهم۔ ان پر	و۔ اور	لا۔ نہ	هم۔ وہ
یحزنون۔ غم کھائیں گے	قول۔ بات	معروف۔ اچھی	و۔ اور
مغفرة۔ بخشش	خیر۔ بہتر ہے	من صدقة۔ اس صدقے سے کہ	
یتبعها۔ پیچھے لگے اسکے	اذی۔ تکلیف	و۔ اور	الله۔ اللہ
غنی۔ بے نیاز ہے	حلیم۔ بردبار	یا ایها۔ اے	الذین۔ لوگو جو
امنوا۔ ایمان لائے ہو	لا۔ نہ	تبطلوا۔ ضائع کرو	صدقتکم۔ اپنے صدقے
بالمن۔ احسان جتا کر	و۔ اور	الاذی۔ تکلیف دے کر	کالذی۔ اس آدمی کی طرح
ینفق۔ جو خرچ کرتا ہے	ماله۔ مال اپنا	رئاء۔ دکھاوے	الناس۔ لوگوں کیلئے
و۔ اور	لا۔ نہیں	یؤمن۔ ایمان لاتا	بالله۔ اللہ پر
و۔ اور	الیوم۔ دن	الاخر۔ پچھلے پر	فمثله۔ تو اسکی مثال ہے
کمثل۔ جیسے	صفوان۔ صاف چٹان	علیه۔ اس پر	تراب۔ مٹی ہو
فاصابه۔ پھر پہنچا اسے	وابل۔ زور کی بارش	فترکه۔ تو چھوڑا اسے	صلدا۔ صاف پتھر
لا۔ نہیں	یقدرون۔ قادر ہیں	علی۔ اوپر	شیء۔ کسی چیز کے
مما۔ اس سے جو	کسبوا۔ کمایا انہوں نے	و۔ اور	الله۔ اللہ
لا۔ نہیں	یهدی۔ ہدایت دیتا	القوم۔ قوم	الکفرین۔ کفار کو
و۔ اور	مثل۔ مثال	الذین۔ ان کی جو	ینفقون۔ خرچ کرتے ہیں
اموالهم۔ اپنے مال	ابتغاء۔ چاہتے ہوئے	مرضات۔ خوشنودی	الله۔ اللہ کی
و۔ اور	تثبیتا۔ ثابت کرنے کو	من انفسهم۔ اپنا دل	کمثل۔ مثل اسکے ہے کہ
جنة۔ باغ ہو	بربوة۔ ٹیلے پر	اصابها۔ پہنچے اسے	وابل۔ زور کی بارش
فاتت۔ تو دے وہ	اکلها۔ اپنا پھل	ضعفین۔ دگنا	فان۔ پھر اگر
لم۔ نہ	یصبها۔ پہنچے اسے	وابل۔ زور کی بارش	فطل۔ تو شبنم
و۔ اور	الله۔ اللہ	بما۔ اس کو جو	تعملون۔ تم کرتے ہو
بصیر۔ دیکھ رہا ہے	ا۔ کیا	یود۔ پسند کرتا ہے	احدکم۔ کوئی تم میں سے

marfat.com

اَنْ۔ یہ کہ	تَكُوْنَ۔ ہو	لَهٗ۔ اس کا	جَنَّةٌ۔ باغ
مِنْ نَخِیْلٍ۔ کھجوروں	وَّ۔ اور	اَعْنَابٍ۔ انگوروں کا	تَجْرِیْ۔ چلتی ہوں
مِنْ تَحْتِهَا۔ اس کے نیچے	الْاَنْهٰرُ۔ نہریں	لَهٗ۔ اسکے لیے ہوں	فِیْهَا۔ اس میں
مِنْ كُلِّ۔ ہر طرح کے	الثَّمَرٰتِ۔ پھل	فَاَصَابَهَا۔ پھر پہنچے اسکو	اِعْصَارٌ۔ بگولا
فِیْهِ۔ اس میں ہو	نَارٌ۔ آگ	فَاحْتَرَقَتْ۔ تو وہ باغ جل گیا	
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	یُبَیِّنُ۔ بیان کرتا ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	لَكُمْ۔ تمہارے لیے
الْاٰیٰتِ۔ آیتیں	لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم	تَتَفَكَّرُوْنَ۔ غور کرو	

مختصر تفسیر چوتھا رکوع پ۳۔ سورۃ بقرہ

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ
سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔

ان کی مثال جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں مثل ایک دانے کے ہے کہ اگائیں اس نے سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی دوچند کرے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

مَثَلُ۔ اس کے معنی مثال اور کہاوت ہیں۔

یُنْفِقُوْنَ۔ سے ہر خرچ جو کار خیر میں کیا جائے۔

اَنْۢبَتَتْ۔ انبات جمع و مصدر ہے اس کے معنی اُگانا ہے۔ اصطلاح میں زمین سے نکلنے اگنے کو نبات کہتے ہیں اسی لیے گھاس کو نبات کہتے ہیں۔

انفاق فی سبیل اللہ خواہ واجب ہو یا نفل تمام ابواب خیر کو عام ہے خواہ کسی طالب علم کو کتاب خرید کر دی یا کسی شفاخانہ میں دوائیں پہنچا دیں یا شفاخانہ بنوایا یا اموات کے ایصال ثواب میں تیجہ یا دسواں یا چہلم چالیسواں کر دیا یا کسی طریقے سے مساکین کو کھانا کھلایا یہ سب انفاق فی سبیل اللہ میں داخل ہیں اسی کا ثواب كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ کے مطابق ہے۔ یہاں دانہ کو اگانے والا بطور نسبت مجازی کے فرمایا ورنہ حقیقی اگانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں اس نسبت کے ظاہر فرمانے سے یہ مسئلہ ضرور واضح ہو گیا کہ اسناد مجازی جائز ہے بشرطیکہ اسناد کنندہ غیر خدا کو مستقل فی التصرف اعتقاد نہ کرتا ہو۔

اسی لئے تو یوں کہنا جائز ہے کہ یہ دوا نافع ہے یا مضر ہے یہ چیز درد کی دافع ہے۔ ماں باپ نے اولاد کو پالا۔

marfat.com

فلاں عالم نے فلاں کو گمراہی سے بچا لیا۔ فلاں بزرگ نے فلاں کی حاجت برآری فرمائی۔ فلاں فلاں بلا دفع کی فلاں مشکل حل کی یہ سب اسناد مجازی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کے عقیدہ میں فاعل حقیقی اور متصرف تحقیقی صرف اللہ تعالٰے ہی ہے اور جس جس طرح تصرفات کا اسناد غیر اللہ کی طرف ہے وہ محض مجاز ہے کہ یہ سب سائل ہیں چنانچہ فرمایا۔

اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِىۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ (یعنی ایک دانہ نے سات بال اگائیں ہر بال میں سو دانے آئے تو گویا ایک دانہ سے سات سو دانے ہو گئے اسی طرح راہ خدا میں خرچ کرنے سے سات سو گنا اجر ہو جاتا ہے اور جس کے لیے اللہ چاہے تو اس کا بھی دو چند سہ چند بڑھا دے۔ یہ صدقہ و خیرات کی فضیلت میں ارشاد ہوا آگے فرمایا۔

اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى لَّهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ‌ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ۔

وہ جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور دینے کے بعد نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہے نہ کچھ غم۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی نے غزوۂ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام کے لیے ایک ہزار اونٹ بمعہ سامان پیش کیے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما نے چار ہزار درہم بارگاہ رسالت میں صدقہ کیے اور عرض کی میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے نصف میں نے اپنے لیے اور اہل و عیال کے واسطے رکھ لیے اور نصف راہ خدا میں حاضر ہیں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم نے دیے اور جو رکھے دونوں میں اللہ برکت دے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک کے موقع پر ایک ہزار اونٹ مع ساز و سامان کے پیش کیے اس کے علاوہ اعلان فرمایا کہ جس غازی کے پاس سامان نہ ہو وہ آ کر مجھ سے لے جائے۔ مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کی کمی تھی تو آپ نے بیر رومہ خرید کر وقف کر دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لیے بھی برکت کی دعا فرمائی حضور علیہ السلام عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے اگر آج کے دن کے بعد عثمان غنی کچھ بھی عمل نہ کریں جب بھی ان کے اعمال میں کمی نہ آئے گی۔ تو ایسے مخلصانہ صدقات کی فضیلت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی۔

ثُمَّ لَا يُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى جو فرمایا وہ یہ ہے کہ دے کر احسان رکھنا یعنی اسے دوسروں کے سامنے اظہار کرنا کہ میں نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کیے اور یہ کہ اس کا دل ملول کرے جس پر احسان کیا تو

marfat.com

اَذًی یہ کہہ کر اس کو عار دلائیں کہ تو نادار تھا۔ مفلس و مجبور تھا میں نے تیری خبر گیری کی اور ایسے ہی باتیں کرنا جن سے دبا و پڑے اسے اسلام نے منع فرمایا۔ کیونکہ احسان نہ جتانے کا درجہ خیرات سے بہت اعلیٰ ہے اسی لیے مقدم لایا گیا۔ یعنی خیرات کرنے کے بعد عمر میں کبھی بھی احسان نہ جتائیں۔

یُتْبِعُوْنَ: تَبِعَ سے بنا اس کے معنی پیچھے ہونا۔

مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی۔ مَنٌّ کے معنی انعام کا احسان جتانا۔ طعنہ دینا۔

اَذًی۔ ہر تکلیف دہ چیز کو کہتے ہیں نہ احسان جتائیں نہ حقارت کا برتاؤ کریں۔

لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ سے معلوم ہوا کہ صدقات و زکوٰۃ کا حقیقی ثواب قیامت کے دن ملے گا اس کا ثواب و اجر ان کے رب کے پاس ہے۔

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ نہ انہیں دنیا اور آخرت میں کوئی اندیشہ ہے نہ حشر میں غم ہوگا۔ آگے اصلاحِ اخلاقِ مومن کے لیے ارشاد فرمایا۔

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ۔ اچھی بات کہنا اور درگذر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا اور ایذا پہنچانا ہو اور اللہ بے پرواہ علم والا ہے۔

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ۔ قول نرم بات کہنا

مَعْرُوْفٌ۔ یعنی دستور کے مطابق نرم و شیریں بات کہنا

مَغْفِرَةٌ۔ غفر سے بنا بمعنی درگذر کرنا یعنی سائل کو نرمی سے منع کر دینا اور جو سائل سختی کرے اس سے درگذر کرنا

خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى۔ آزار۔ ہر قسم کی ایذا رسانی۔ اس صدقہ سے اچھا ہے جس کے بعد [illegible] اور تکلیف ہو۔ سائل ایذا اور دینے والا عذاب الٰہی سے بچ جاتا ہے

وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ۔ اور اللہ بے پروا اور حلم والا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمام صدقات سے بے پرواہ ہے اور حلیم ہے

یعنی اگر تمہارے در پہ سائل آئے اور اسے کچھ نہ دے سکو تو اس سے کم از کم اچھی بات کہنا خوش خلقی کے ساتھ جواب دے دینا اسے رنجیدہ نہ کرنا اور اگر وہ سوال میں اصرار کرتے ہوئے تشدد اختیار کرے تو اس سے درگذر کرنا یہ ایسے صدقہ و خیرات سے افضل ہے جس کے بعد لعن و طعن ہو۔

حضرت عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے فرمایا کہ میرے والد فرماتے تھے کہ جس وقت کسی کو تم کوئی چیز دے سکو اور تم یہ محسوس کرو کہ اس پر تمہارا سلام بھی گراں گذرے گا تو اس کو سلام بھی نہ کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ

marfat.com

وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○

اے ایمان والو! اپنے صدقے ضائع نہ کرو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے تو اس پر زور کا پانی آیا جس نے اسے نرا پتھر کر چھوڑا اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔

یہاں منّ و اذیٰ سے مراد وہی عار دلانا اور طعن و تشنیع کرنا ہے۔ اور منافق کا ذکر کا صدقہ اللہ اور آخرت پر ایمان لائے بغیر ہے۔

رِئَاءَ کا مادہ رُؤیۃ ہے اس کے معنی ہیں ایک دوسرے کو دکھانا۔ ریاکار کی نیت یہ ہوتی ہے کہ میں اپنی خیرات لوگوں کو دکھاؤں تاکہ لوگ تعریف کریں۔

صَفْوَان۔ صاف پتھر کو کہتے ہیں

تُرَاب۔ خشک مٹی کو کہتے ہیں

وَابِلٌ۔ وہ بارش ہے جس کے قطرے بھاری ہوں

صَلْدًا۔ وہ سخت اور چکنا پتھر جس پر غبار نہ ہو اسی لیے گنجے سر کو رأس صلد کہتے ہیں

کافر چٹان ہے۔ اس کی خیرات مٹی ہے۔ کفر تیز بارش اور اعمال کی بربادی اس پتھر کا دھل جانا ہے۔

کَسَبُوْا سے اعمال مراد ہیں یعنی وہ اپنے کسی عمل کا ثواب نہیں پاتے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۔ مشرک کفار کو قیامت کے دن جنت کی راہ و ہدایت نہ دے گا۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو ان کی مثال اس باغ کی سی ہے جو بھوڑ پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دو چند میوے لایا تو اگر زور کا مینہ اسے نہ پہنچے تو اوس کافی ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

اسی لیے راہ خدا میں خرچ کرنے والے اور رضائے الٰہی چاہنے والے مومن مخلص کے اعمال کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بلند خطہ کی بہترین زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھولتا پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ ایسے ہی با

marfat.com

اخلاص مومن کا صدقہ و انفاق خواہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالٰے اسے بڑھاتا ہے اور مومن کی نیت بالکل کو جاتا ہے۔

ابْتِغَاءَ۔ اس کے معنی ہیں طلب و تلاش

مَرْضَاتِ۔ اس کا معنی رضا ہے یعنی اللہ کی رضا تلاش کرنے کے لیے۔

وَتَثْبِيتًا۔ ثبات سے بنا۔ اس کے معنی تصدیق و یقین۔

جَنَّةٍ۔ جو باغ چار دیواری سے محفوظ کیا جائے۔ فراء نے کہا جس باغ میں کھجوریں ہوں وہ جنت اور جس میں انگور ہوں وہ فردوس کہلاتا ہے (خازن)

بِرَبْوَةٍ۔ ربو سے بنا اس کے معنی زیادتی ہے یا بلندی ہے۔ اصطلاح میں اونچی اور اعلٰی درجہ کی ہموار زمین کو ربوہ کہتے ہیں جو دریا کے سیلابوں اور شہر کے گندے پانیوں سے محفوظ ہے جس کے درخت خوشنما اور پھل بے شمار ہوں خیرات اس باغ کی طرح ہے جو بلند اور اعلٰی درجہ کی زمین میں لگا ہو۔

أَصَابَهَا وَابِلٌ۔ پہنچی تیز بوندوں والی بارش

أُكُلَهَا۔ اس کے معنی لقمہ۔ اور لذت کے معنی میں بھی آتا ہے۔

ضِعْفَيْنِ۔ ضعف کا تثنیہ ہے اس کے معنی دگنا۔ بعض نے کہا کثرت کے لیے آتا ہے جیسے اس نے بے شمار پھل دیے (کبیر)

فَإِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ۔ طل چھوٹی بوندوں والی ہلکی بارش یعنی شبنم کو کہتے ہیں

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ یہ خطاب سب کے لیے ہے۔ اللہ تمہارے تمام اعمال خوب دیکھنے والا ہے۔ یعنی وہ لوگ جو احسان جتا کر جتا کر اپنے صدقات کو باطل کر دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ اس آیت میں تحذیر اور ترغیب دونوں ہی کے لیے ارشاد ہے۔

أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّأَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ فَأَصَابَهَآ إِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ۔

کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا کہ اس کے پاس باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا جس کے نیچے نہریں رواں ہیں اور اس کے لیے ہر قسم کے پھلوں سے ہے اور اسے بڑھاپا آیا اور اس کے ناتواں بچے ہیں تو آیا اس پر ایک بگولا جس میں آگ تھی تو جل گیا ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تعالٰے اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ۔

أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ۔ یہ ایک قسم کا استفہام انکاری ہے یعنی کوئی تم میں سے پسند نہ کرے گا کیونکہ یہ بات

marfat.com

کسی عقلمند کے گوارا کرنے کے قابل نہیں۔ باغ کا بیان کر کے کھجور اور انگور کا خصوصیت سے اس لیے ذکر فرمایا کہ یہ نفیس اور ستھرا میوہ ہے تو جب وہ باغ نفیس دلکشا اور نافع ہو تو اس عمر میں جب انسان دوسروں کا محتاج ہوتا ہے بڑھاپا اور اس کی اولاد ناتواں نو عمر یا نابالغ ہو جو کمانے کے قابل نہیں۔ بلکہ پرورش کی محتاج ہوں اور ان کی گزر کا دارومدار صرف اس باغ پر ہو تو جب اس پر آتشیں بگولا آ پڑے اور درختوں کو جلا ڈالے۔ تو اس وقت مالک باغ کے رنج اور غم و حسرت اور نا امیدی کا کیا حال ہوگا۔

ایسے ہی خیرات و صدقات کا باغ تو لگایا مگر ریاکاری کا بگولا اس کے پیچھے آ گیا تو اس وقت وہ خیرات کرنے والا کس طرح پچھتائے گا کہ خیرات و صدقات کو میری طرف سے آج ریاکاری کے بگولے نے جلا ڈالا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ آپ کے علم میں ہے کہ یہ آیت کس کے باب میں نازل ہوئی حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ مثال ایک ایسے دولتمند کی ہے جو نیک عمل کرتا ہو۔ پھر شیطان کے اغوا سے گمراہ ہو کر اپنی تمام نیکیاں ضائع کر دے (مدارک وخازن)

با محاورہ ترجمہ پانچواں رکوع۔ پ۳ سورۃ بقرہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ
مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ
الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ
تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ
تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ
حَمِيْدٌ ۝

مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لیے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرو۔ اور بری اور ناپاک چیزیں دینے کا قصد نہ کرنا کہ (اگر وہ چیزیں تمہیں دی جائیں تو) بجز اس کے کہ (لیتے وقت) آنکھیں بند کر لو ان کو کبھی نہ لو۔ اور جان رکھو کہ خدا بے پروا (اور) قابل ستائش ہے۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ
بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً
مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

(اور دیکھنا) شیطان (کا کہا نہ ماننا وہ) تمہیں تنگدستی کا خوف دلاتا اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور خدا تم سے اپنی بخشش اور رحمت کا وعدہ کرتا ہے اور خدا بڑی کشائش والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ
يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا

وہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے اور جس کو دانائی ملی بے شک اس کو بڑی نعمت ملی اور نصیحت تو وہی لوگ

marfat.com

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

اور تم (خدا کی راہ میں) جس طرح کا خرچ کرو یا کوئی نذر مانو، خدا اس کو جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ھِىَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْھَا وَتُؤْتُوْھَا الْفُقَرَاۗءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اگر تم خیرات ظاہر دو تو وہ بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ دو اور دو بھی اہل حاجت کو تو وہ خوب تر ہے اور (اس طرح کا دینا) تمہارے گناہوں کو بھی دور کر دے گا اور خدا کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكَ ھُدٰىھُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

(اے محمدؐ) تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہو بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے اور (مومنو!) تم جو مال خرچ کرو گے خدا کی خوشنودی کے لیے کرو گے اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دے دیا جائے گا اور تمہارا کچھ نقصان نہیں کیا جائے گا۔

لِلْفُقَرَاۗءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۡ يَحْسَبُھُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاۗءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُھُمْ بِسِيْمٰھُمْ ۚ لَا يَسْــَٔـلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

(اور ہاں تم جو خرچ کرو گے تو) ان حاجتمندوں کے لیے جو خدا کی راہ میں رکے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے (اور مانگنے سے عار رکھتے ہیں) یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص ان کو غنی خیال کرتا ہے اور تم قیافے سے ان کو صاف پہچان لو (کہ حاجتمند ہیں اور شرم کے سبب) لوگوں سے (منہ پھوڑ کر اور لپٹ کر) نہیں مانگ سکتے اور تم جو مال خرچ کرو گے کچھ شک نہیں کہ خدا اس کو جانتا ہے۔

marfat.com

لفظی ترجمہ

يٰاَيُّهَا ۔ اے	الَّذِيْنَ ۔ لوگو جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے ہو	اَنْفِقُوْا ۔ خرچ کرو
مِنْ طَيِّبٰتِ ۔ پاک چیزوں سے		مَا ۔ جو	كَسَبْتُمْ ۔ تم کماؤ
وَ ۔ اور	مِمَّا ۔ اس سے جو	اَخْرَجْنَا ۔ ہم نے نکالا	لَكُمْ ۔ تمہارے لیے
مِّنَ الْاَرْضِ ۔ زمین سے	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	تَيَمَّمُوا ۔ قصد کرو
الْخَبِيْثَ ۔ نکمی چیز کا	مِنْهُ ۔ اس سے	تُنْفِقُوْنَ ۔ خرچ کرتے ہو تم	وَ ۔ اور
لَسْتُمْ ۔ نہیں ہو تم	بِاٰخِذِيْهِ ۔ لینے والے اس کو		اِلَّا ۔ مگر
اَنْ ۔ یہ کہ	تُغْمِضُوْا ۔ چشم پوشی کرو	فِيْهِ ۔ اس میں	وَ ۔ اور
اعْلَمُوْا ۔ جان لو	اَنَّ ۔ بیشک	اللّٰهَ ۔ اللہ	غَنِيٌّ ۔ بے پروا
حَمِيْدٌ ۔ تعریف کیا گیا ہے	الشَّيْطٰنُ ۔ شیطان	يَعِدُ ۔ وعدہ دیتا ہے	كُمُ ۔ تم کو
الْفَقْرَ ۔ غربت کا	وَ ۔ اور	يَاْمُرُ ۔ حکم دیتا ہے	كُمْ ۔ تم کو
بِالْفَحْشَآءِ ۔ بےحیائی کا	وَ ۔ اور	اللّٰهُ ۔ اللہ	يَعِدُ ۔ وعدہ دیتا ہے
كُمْ ۔ تم کو	مَّغْفِرَةً ۔ مغفرت کا	مِّنْهُ ۔ اپنی طرف سے	وَ ۔ اور
فَضْلًا ۔ فضل کا	وَ ۔ اور	اللّٰهُ ۔ اللہ	وَاسِعٌ ۔ فراخی والا
عَلِيْمٌ ۔ جاننے والا ہے	يُّؤْتِي ۔ دیتا ہے	الْحِكْمَةَ ۔ حکمت	مَنْ ۔ جسے
يَّشَآءُ ۔ چاہتا ہے	وَ ۔ اور	مَنْ ۔ جو	يُّؤْتَ ۔ دیا گیا
الْحِكْمَةَ ۔ حکمت	فَقَدْ ۔ تو بیشک	اُوْتِيَ ۔ دیا گیا	خَيْرًا ۔ بھلائی
كَثِيْرًا ۔ بہت	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہیں	يَذَّكَّرُ ۔ نصیحت لیتے
اِلَّا ۔ مگر	اُولُوا ۔ صاحب	الْاَلْبَابِ ۔ عقل لوگ	وَ ۔ اور
مَا ۔ جو	اَنْفَقْتُمْ ۔ خرچ کرو تم	مِّنْ نَّفَقَةٍ ۔ کوئی خرچ	اَوْ ۔ یا
نَذَرْتُمْ ۔ نذر مانو تم	مِّنْ نَّذْرٍ ۔ کوئی نذر	فَاِنَّ ۔ تو بیشک	اللّٰهَ ۔ اللہ
يَعْلَمُهٗ ۔ اسے جانتا ہے	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہیں	لِلظّٰلِمِيْنَ ۔ ظالموں کے لیے
مِنْ اَنْصَارٍ ۔ کوئی مددگار	اِنْ ۔ اگر	تُبْدُوا ۔ تم ظاہر کرو	الصَّدَقٰتِ ۔ صدقے

marfat.com

فَنِعِمَّا۔ تو اچھا ہے	هِيَ۔ یہ بھی	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر
تُخْفُوْ۔ تم چھپاؤ	هَا۔ اس کو	وَ۔ اور	تُؤْتُوْ۔ دیدو
هَا۔ وہ	الْفُقَرَآءَ۔ محتاجوں کو	فَهُوَ۔ تو وہ	خَيْرٌ۔ بہتر ہے
لَّكُمْ۔ تمہارے لیے	وَ۔ اور	يُكَفِّرُ۔ دور کرے گا	عَنْكُمْ۔ تم سے
مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ۔ تمہاری برائیاں		وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ
بِمَا۔ اس سے	تَعْمَلُوْنَ۔ جو تم کرتے ہو	خَبِيْرٌ۔ خبردار ہے	لَيْسَ۔ نہیں
عَلَيْكَ۔ تجھ پر	هُدٰىهُمْ۔ انکی ہدایت	وَ۔ اور	لٰكِنَّ۔ لیکن
اللّٰهَ۔ اللہ	يَهْدِيْ۔ ہدایت دیتا ہے	مَنْ۔ جسے	يَّشَآءُ۔ چاہے
وَ۔ اور	مَا۔ جو	تُنْفِقُوْا۔ خرچ کرو	مِنْ خَيْرٍ۔ مال
فَلِاَنْفُسِكُمْ۔ تو وہ تمہارے اپنے لیے ہے		وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
تُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کرتے تم	اِلَّا۔ مگر	ابْتِغَآءَ۔ واسطے چاہنے	وَجْهِ۔ رضامندی
اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور	مَا۔ جو	تُنْفِقُوْا۔ تم خرچ کرو گے
مِنْ خَيْرٍ۔ مال سے	يُّوَفَّ۔ پورا دیا جائیگا	اِلَيْكُمْ۔ تم کو	وَ۔ اور
اَنْتُمْ۔ تم	لَا۔ نہ	تُظْلَمُوْنَ۔ ظلم کیے جاؤ گے	لِلْفُقَرَآءِ۔ واسطے فقیروں کے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اُحْصِرُوْا۔ روکے گئے	فِيْ۔ بیچ	سَبِيْلِ۔ راہ
اللّٰهِ۔ اللہ کے	لَا۔ نہیں	يَسْتَطِيْعُوْنَ۔ طاقت رکھتے	ضَرْبًا۔ چلنے کی
فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	يَحْسَبُهُمُ۔ خیال کرتا ہے انکو	الْجَاهِلُ۔ ناواقف
اَغْنِيَآءَ۔ دولتمند	مِنَ التَّعَفُّفِ۔ سوال نہ کرنے کی وجہ سے		تَعْرِفُهُمْ۔ پہچانے گا تو
ان کو	بِسِيْمٰهُمْ۔ انکی صورت سے	لَا۔ نہیں	يَسْئَلُوْنَ۔ مانگتے وہ
النَّاسَ۔ لوگوں سے	اِلْحَافًا۔ چمٹ کر	وَ۔ اور	مَا۔ جو
تُنْفِقُوْا۔ خرچ کرو گے تم	مِنْ خَيْرٍ۔ مال	فَاِنَّ۔ تو بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ
بِهٖ۔ اس کو	عَلِيْمٌ۔ جانتا ہے۔		

مختصر تفسیر پانچواں رکوع پ ۳۔ سورۃ بقرہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا

marfat.com

الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِيْدٌ ۝

اے ایمان والو! خرچ کرو پاک ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور اس میں سے کہ جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کیا اور اس میں سے گندی چیز کا قصد نہ کرو کہ اسے خرچ کرو حالانکہ تم اسے کبھی نہ لوگے مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ اور خوبیوں والا ہے۔

اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا (خواہ وہ غلہ ہو یا پھل یا معادن وغیرہ) اس میں سے دو یعنی خیرات کرو

اَنْفِقُوْا۔ خرچ سے صدقات واجبہ مراد ہیں جیسے زکوٰۃ وغیرہ یا امر استحبابی بھی ہو سکتا ہے نفلی صدقات وغیرہ لیکن صدقات واجبہ زیادہ قوی ہے۔

طَيِّبٰتِ۔ طیبۃ کی جمع ہے اس کے معنی حلال۔ کھرے ہیں۔

كَسَبْتُمْ۔ اس کے معنی ہیں ہر وہ کام جو نفع کی غرض سے کیا جائے اس میں سونا چاندی وغیرہ سب ہی داخل ہیں خلاصہ یہ ہوا کہ اے ایمان والو! اپنی کمائی سے پاک کھرا حلال مال اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

جہاں اموال تجارت جائز ہیں وہاں اس پر زکوٰۃ بھی لازم ہے (خزائن۔ مدارک)

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ اور نہ ارادہ کرو ناقص و خبیث مال سے خیرات کو تو اس سے خرچ کرو

تَيَمَّمُوْا۔ یَمّ سے بنا اس کے معنی قصد ہیں

خَبِيْثَ۔ اس کے معنی ناپسندیدہ۔ گندی چیز مراد ہے۔ یعنی حرام اور ردی مال سے خیرات کا ارادہ بھی نہ کرو

مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ۔ صرف ردی مال سے خرچ کرو۔

وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۔ اور نہیں ہو تم اس کو لینے والے مگر یہ کہ اس میں چشم پوشی کرو۔

وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ۔ مگر خود لینا گوارا نہیں کرتے۔

اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ۔ تغمضوا۔ اغماض سے بنا۔ اس کے معنی ہیں آنکھ بند کرنا۔ یہاں درگذر کرنا اور چشم پوشی مراد ہے۔

وَاَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِيْدٌ۔ جان رکھو کہ اللہ تمہاری خیرات سے بے پروا اور مستحق حمد ہے۔

شان نزول:۔ بعض لوگ خراب مال صدقہ میں دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اس سے فقہاء نے یہ حکم نکالا کہ مصدق یعنی صدقہ لینے والا جو وصول کرے اسے چاہئے کہ وہ متوسط مال لے نہ بالکل خراب ۔۔۔ نہ سب سے اعلیٰ)

کچھ لوگ اپنے خرموں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتے تھے اچھا کھرا مال علیحدہ کر دیتے تھے اور ردی مال علیحدہ

marfat.com

صدقہ دیتے وقت ردّی مال دیتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (روح المعانی)
تفسیر درمنثور نے ابو داؤد سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کا حکم دیا تو بعض لوگ ردّی خرموں کے خوشے لے کر حاضر ہوتے اور مسجد نبوی میں لٹکا دیتے۔ حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کچھ خوشے بجا کر فرمایا کہ یہ ان کا خیرات کرنے والا ناقص ثواب پاتا ہے (تفسیر کبیر۔ درمنثور)

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلًا ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۙ یُّؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ؕ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَۃٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُہٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔

شیطان تمہیں ڈراتا ہے محتاجی سے اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا (یعنی ایمان والے کسی مصیبت زدہ کی مدد کرنا چاہتے ہیں یا کسی غریب کو خیرات دینا چاہے تو شیطان اسے خوف دلاتا ہے کہ تیرا اس وقت یہ خرچ کرنا تیرے مفلس ہو جانے کا پیش خیمہ ہے اگر ایسے ہی خرچ کرتا رہا تو نادار ہو جائے گا)

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ۔ شیطان تمہیں ڈراتا ہے تنگدستی سے۔

یَعِدُ۔ وعد سے بنا۔ وعدہ میں آئندہ کی خبر کو کہتے ہیں جس سے کسی کو خیر کا امیدوار بنایا جائے۔ وعید وہ خبر ہے جس سے شر کا اندیشہ ہو اکثر وعدہ خیر و شر پر بولا جاتا ہے۔

فَقْر۔ کے معنی جوڑ کے ہیں۔ ذوالفقار، جوڑوں والی تلوار۔ غریبی، تنگدستی کو فقر اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے ہمت و حوصلہ ٹوٹ جاتا ہے (کبیر۔ روح المعانی)

وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ۔ فحش و فحشا سے بنا۔ اس کے معنی حد سے گزرنا۔ بدکار عورت کو فاحشہ کہتے ہیں کہ وہ بدکاری میں حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

اس سے بیان وسوسہ شیطانی یا بخل مراد ہے۔ یعنی خیرات سے روکنا۔ بخل کی طرف مائل کرنا ہے۔ یہ وسوسہ شیطانی ہے۔ اس آیت کریمہ میں نہایت لطیف انداز سے اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ شیطان کریم بخل کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر بخل کی خوبی ذہن نشین کرنے کی اس میں قوت نہیں ہوتی اس لیے کہ وہ مخالفت کرتا ہے۔ چنانچہ ہمیشہ ایسی شیطانی جماعت موجود رہی جو مسلمانوں کو صدقہ قربانی، زکوٰۃ وغیرہ میں خرچ کرنے سے روکنے کے لیے ایسے لایعنی حربے استعمال کرتے جن سے منفعل ہوتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت بہشت میں ایک درخت ہے جو سخی ہوتا ہے اس کی شاخ کو پکڑ لیتا ہے پھر شاخ جب تک بہشت میں

marfat.com

نہیں پہنچا دیتی اسے نہیں چھوڑتی اور بخل دوزخ میں ایک درخت ہے بخیل اس کی ٹہنی پکڑ لیتا ہے حتی کہ وہ دوزخ میں پہنچ جاتا ہے وہ ٹہنی ہاتھ سے نہیں چھوٹتی۔

دوسری روایت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سخی اللہ سے اور بہشت سے ملا ہوا ہے دوزخ سے دور ہے۔ اور بخیل اللہ سے بہشت سے دور رہتا ہے۔ بے شک جاہل سخی اللہ کو عابد بخیل سے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کرنے میں جلدی کیا کرو اس سے بلا نہیں آتی۔

وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلًا۔ اور اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے بخشش عیب پوشی یا ثواب آخرت اور فضل کا۔ فضل سے دنیا میں وسعت رزق کی برکت، آخرت میں مغفرت و رحمت عطا فرمائے گا۔

وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ۔ وہ جسے چاہے حکمت دیتا ہے۔

اَلْحِکْمَۃَ۔ سمجھ و دانائی کو کہتے ہیں حکمت کے متعلق انتیس قول ہیں۔ اس سے مراد نبوت ہے یا قرآن کریم و حدیث کا یا فقہ کا علم یا تفقہ سے سمجھ مراد ہے یا تقوی (مدارک وخازن) جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی۔

حضرت مقاتل فرماتے ہیں قرآن کریم میں حکمت چار معنی میں استعمال ہوا ہے

(۱) وَمَآ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنَ الْکِتٰبِ وَالْحِکْمَۃِ یَعِظُکُمْ بِہٖ۔ (کتاب کی سمجھ)

(۲) وَاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا۔ (فہم وعلم)

(۳) اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ۔ (نبوت)

(۴) اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ۔ (عقلمندی)

وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ یذکر، تذکر سے بنا۔ اس کے معنی یاد کرنا۔ نصیحت لینا۔ الباب۔ لب کی جمع ہے۔ اس کے معنی مغز، خالص عقل مراد ہے۔ خالص عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَۃٍ۔ انفاق سے مطلق خرچ کرنا مراد ہے

نَفَقَۃٍ۔ اس سے حلال حرام، قلیل کثیر، ظاہر پوشیدہ تمام خرچ مراد ہیں (روح البیان)

اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ۔ نذر کے لغوی معنی خوف و ڈر ہیں۔ اور تم جو خرچ کرو (بھلے کام میں یا برے کام میں) یا منت مانو (اطاعت الٰہی کی یا معصیت کی) تو اللہ اسے جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

marfat.com

نذر کی مفصّل تعریف

نذر عرف میں ہدیہ۔ پیشکش یا کسی چیز کو اپنے پر لازم کرنے کو کہتے ہیں۔

اصطلاحِ شرع میں نذر سے عبادت قربت کو لازم کرنے کو کہتے ہیں۔ اس لیے اگر کسی نے گناہ کرنے کی نذر مانی تو وہ صحیح نہیں۔ جو نذر اطاعتِ الٰہی میں خاص اللہ تعالےٰ کے لیے ہو وہ جائز ہے۔

اگر نذر اللہ کے لیے ماننے کسی ولی کے مزار کے فقراء یا محتاجوں کو اس نذر کا محل صرف مقرر کرے تو جائز ہے مثلاً یوں نذر و منت ماننے کہ الٰہی میرا یہ کام پورا ہو جائے یا فلاں بیمار صحت یاب ہو جائے تو فلاں درگاہ و مزار پر فقراء کو کھلاؤں گا۔ یا نفل پڑھوں گا یا مسجد تعمیر کروں گا یا صفیں مسجد میں دوں گا یہ بالکل جائز ہے (در المختار)

فَإِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهُ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔ بے شک اللہ کو سب معلوم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

ظٰلِمِيْنَ۔ ظلم کے معنی کسی چیز کو غیر محل میں استعمال کرنا۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔

اگر تم خیرات علانیہ دو تو کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو تو وہ تمہارے لیے سب سے بہتر ہے اور اسی میں تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے اور اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھتا ہے۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ۔ تُبْدُوْا۔ بدء سے بنا اس کے معنی ظہور ہے۔ یہاں اظہار سے مراد وہ ہے جس میں ریاکاری نہ ہو۔

صَدَقٰتِ۔ صَدَقَة کی جمع ہے صدقہ نفل ہو یا فرضی۔ ہر خیرات مراد ہے۔

فَنِعِمَّا هِيَ۔ بہت ہی اچھا ہے۔

وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ۔ اور اگر چھپا کر حاجت مندوں کو دو تو

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہوگا۔ یہ علانیہ خیرات کرنے سے بہتر ہے۔

فقیر غنی کی پہچان مشکل ہے۔ اس لیے فقیر کی قید لگادی کہ فقیر کو دو۔ زکوٰۃ کے دیگر مصارف ہیں اس لیے اس میں فقیر کو مختص نہیں کیا (روح المعانی)

صدقہ خواہ فرض ہو یا نفل جب اخلاص سے اللہ تعالےٰ کے لیے دیا جائے اور اس میں ریا اور دکھاوے

marfat.com

کا تصور نہ ہو تو خواہ وہ علانیہ ہو یا خفیہ دونوں طرح بہتر ہے۔

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ صدقہ فرض ظاہر کرکے دینا افضل ہے اور نفل پوشیدہ طور پر اور اگر نفلی صدقہ دوسروں کو ترغیب دینے کے لیے ظاہر کرکے دیا جائے تو یہ افضل ہے (مدارک)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھپا کر خیرات کرنا اللہ تعالے کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور صلہ رحمی کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالے محبت فرماتا ہے اور تین ایسے ہیں جن سے بغض رکھتا ہے۔

جن سے محبت رکھتا ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) وہ شخص کہ جس کے پاس آکر کسی نے سوال کیا اور کوئی رشتہ داری بھی نہ تھی کسی نے کچھ نہ دیا کہ ایک شخص اٹھا اور اس نے اس طرح چھپا کر دیا کہ کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔

(۲) دوسرا وہ شخص کہ سفر میں تھے۔ نیند کا غلبہ ہوا تمام ساتھی سو گئے اور یہ شخص خضوع و خشوع سے عبادت میں مشغول ہو گیا۔

(۳) تیسرا وہ شخص کہ لشکر میں شامل تھا۔ دشمن سے مقابلہ ہوا سب بھاگ نکلے اس نے تن تنہا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا یا فتح حاصل کی۔

اور بغض والے یہ ہیں

(۱) بوڑھا جو زانی ہو (۲) متکبر فقیر (۳) ظالم امیر (ترمذی)

وَيُكَفِّرُ۔ اور دور کر دے گا یہ کفر سے بنا اس کے معنی ڈھانپنا۔

مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ۔ جمع سیئۃ بمعنی ناگوار چیز یہاں گناہ مراد ہیں یعنی اللہ تعالے تمہارے سارے گناہ ڈھانپ دے گا یا مٹا دے گا (کبیر)

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ اور اللہ تعالے تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ تمہارے ذمہ نہیں انہیں راہ دینا ہاں اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہے اور تم جو خرچ کرو اچھی چیز تو تمہارا ہی بھلا ہے اور تمہیں خرچ کرنا بہتر نہیں مگر اللہ کی رضا چاہنے کے لیے اور جو کچھ خرچ کرو گے بھلائی کے اندر تمہیں پورا پورا ملے گا اور تم ظلم نہ کیے جاؤ گے۔

marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشیر و نذیر و داعی الی اللہ ہو کر مبعوث ہوئے حضور کا فرض منصب نبوت
ادا کرنے کے بعد تمام ہو جاتا ہے۔ اس سے زائد جدوجہد حضور پر لازم نہیں۔
اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ قبل اسلام مسلمانوں کی یہود سے رشتہ داریاں تھیں اس وجہ سے
وہ ان کے ساتھ سلوک کرتے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد انہیں یہود کے ساتھ سلوک کرنا ناگوار ہونے لگا
اور انہوں نے اس لیے ہاتھ روکنا چاہا کہ ان کے اس طرز عمل سے یہود اسلام کی طرف مائل ہوں اس پر یہ
آیت کریمہ نازل ہوئی کہ جو کچھ تم اللہ کے واسطے خرچ کرتے ہو وہ تمہارے لیے بھلا ہے اس کا احسان تم
دوسروں پر نہ جتاؤ۔ آگے ارشاد ہے

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝

ان فقیروں کے لیے جو راہ خدا میں روکے گئے یعنی صدقات و خیرات جس کی تعریف ہم نے مذکورہ آیت
وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ میں کی تھی اس کا بہترین مصرف وہ فقراء ہیں جنہوں نے اپنی جانیں جہاد و طاعت الٰہی
کے لیے وقف کر دیں۔

شان نزول:- یہ آیت اہل صفہ کے حق میں نازل ہوئی ان کی تعداد چار سو کے قریب تھی یہ ہجرت
کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے یہاں نہ ان کا کوئی مکان تھا نہ قبیلہ و کنبہ اور نہ ان حضرات نے شادی کی تھی ان کے
تمام اوقات عبادت میں صرف ہوتے رات میں قرآن کریم پڑھنا اور دن میں جہاد کے لئے رہنا۔ اس آیت میں
ان کے بعض اوصاف بیان کیے گئے۔

أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ روکے گئے راہ خدا میں لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ زمین میں چل
پھر نہیں سکتے اس لیے کہ انہیں دین کے کاموں میں اتنی فرصت نہیں کہ وہ چل پھر کر کسب معاش کر سکیں۔ يَحْسَبُهُمُ
الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ نادان بے بچے لوگ انہیں تونگر سمجھتے ہیں کہ یہ سوال نہیں کرتے تَعْرِفُهُمْ
بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا انہیں ان کی صورتوں سے پہچانا جا سکتا ہے دل میں انکسار
اور تواضع چہروں پر ضعف کے آثار بھوک سے رنگ زرد پڑے ہوتے ہیں۔
عطاء بن یسار بن اسد نے نقل کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کے پاس بقدر کفایت
کھانا ہو اور پھر سوال کرے تو یہ الحاف ہے (ابو داؤد و نسائی)
وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ۔ اور جو کچھ تم خرچ کرو گے کام کی چیز تو اللہ تعالیٰ

marfat.com

اس کو جانتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع پ۳ سورۃ بقرہ

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔

جو لوگ اپنا مال رات اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر (راہ خدا میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس ہے اور ان کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ غم۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۔ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۔ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۔ وَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ ۔ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام تو جس شخص کے پاس خدا کی نصیحت پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آگیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اس کا اور (قیامت میں) اس کا معاملہ خدا کے سپرد اور جو پھر لینے لگا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں (جلتے) رہیں گے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۔ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۔

خدا سود کو نابود (یعنی بے برکت) اور خیرات (کی برکت) کو بڑھاتا ہے اور خدا کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کو ان کے کاموں کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ

مومنو! خدا سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا

marfat.com

مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝

اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) خدا اور رسول سے جنگ کرنے کے لیے (تیار ہوتے ہو) اور اگر توبہ کرلو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان اور نہ تمہارا نقصان۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اور اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو تو (اسے) کشائش (کے حاصل ہونے) تک مہلت (دو) اور اگر (زر قرض) بخش ہی دو تو وہ تمہارے لیے زیادہ اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

اور اس دن سے ڈرو جبکہ تم خدا کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔

لفظی ترجمہ

اَلَّذِیْنَ۔ وہ جو	يُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کرتے ہیں	اَمْوَالَهُمْ۔ اپنے مال	بِالَّيْلِ۔ رات
وَ۔ اور	النَّهَارِ۔ دن	سِرًّا۔ پوشیدہ	وَ۔ اور
عَلَانِيَةً۔ ظاہر	فَلَهُمْ۔ تو ان کے لیے ہے	اَجْرُهُمْ۔ اجر	هُمْ۔ ان کا
عِنْدَ۔ نزدیک	رَبِّهِمْ۔ ان کے رب کے	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں
خَوْفٌ۔ خوف ہوگا	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
هُمْ۔ وہ	يَحْزَنُوْنَ۔ غمگین ہوں گے	اَلَّذِيْنَ۔ وہ جو	يَاْكُلُوْنَ۔ کھاتے ہیں
الرِّبٰوا۔ سود	لَا۔ نہیں	يَقُوْمُوْنَ۔ کھڑے ہوں گے	اِلَّا۔ مگر
كَمَا۔ جیسے	يَقُوْمُ۔ کھڑا ہوتا ہے	الَّذِیْ۔ وہ	يَتَخَبَّطُهُ۔ جس کو بدحواس
کردے	الشَّيْطٰنُ۔ شیطان	مِنَ الْمَسِّ۔ چھو کر	ذٰلِكَ۔ یہ
بِاَنَّهُمْ۔ اس لیے کہ	قَالُوْا۔ وہ بولے	اِنَّمَا۔ سوا اس کے نہیں کہ	الْبَيْعُ۔ تجارت

marfat.com

مِثْلُ۔ مثل	الرِّبٰوا۔ سود کے ہے	وَ۔ اور	اَحَلَّ۔ حلال کیا
اللّٰہُ۔ اللہ نے	الْبَیْعَ۔ تجارت کو	وَ۔ اور	حَرَّمَ۔ حرام کیا
الرِّبٰوا۔ سود کو	فَمَنْ۔ تو جسے	جَآءَهٗ۔ آئی	مَوْعِظَةٌ۔ نصیحت
مِّنْ رَّبِّهٖ۔ اس کے رب کی طرف سے		فَانْتَهٰی۔ تو باز آگیا	فَلَهٗ۔ تو اس کے لیے ہے
مَا۔ جو	سَلَفَ۔ گزر چکا	وَ۔ اور	اَمْرُهٗ۔ اس کا فیصلہ
اِلَی۔ طرف	اللّٰهِ۔ اللہ کے ہے	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو
عَادَ۔ پھر سود لے	فَاُولٰٓئِكَ۔ تو وہی ہے	اَصْحٰبُ۔ لائق	النَّارِ۔ آگ کے
هُمْ۔ وہ	فِیْهَا۔ اس میں	خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں	یَمْحَقُ۔ مٹاتا ہے
اللّٰهُ۔ اللہ	الرِّبٰوا۔ سود کو	وَ۔ اور	یُرْبِی۔ بڑھاتا ہے
الصَّدَقٰتِ۔ خیرات کو	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	لَا۔ نہیں
یُحِبُّ۔ پسند کرتا	كُلَّ۔ ہر	كَفَّارٍ۔ ناشکرے	اَثِیْمٍ۔ گنہگار کو
اِنَّ۔ بیشک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَ۔ اور
عَمِلُوا۔ عمل کیے	الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے	وَ۔ اور	اَقَامُوا۔ قائم کی
الصَّلٰوةَ۔ نماز	وَ۔ اور	اٰتَوُا۔ دی	الزَّكٰوةَ۔ زکوٰۃ
لَهُمْ۔ ان کے لیے	اَجْرُ۔ اجر ہے	هُمْ۔ ان کا	عِنْدَ۔ نزدیک
رَبِّهِمْ۔ ان کے رب کے	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں	خَوْفٌ۔ خوف ہوگا
عَلَیْهِمْ۔ ان پر	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	هُمْ۔ وہ
یَحْزَنُوْنَ۔ غمگین ہوں گے	یٰٓاَیُّهَا۔ اے	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوا۔ ایمان لائے ہو
اتَّقُوا۔ ڈرو	اللّٰهَ۔ اللہ سے	وَ۔ اور	ذَرُوْا۔ چھوڑ دو
مَا۔ جو	بَقِیَ۔ باقی ہے	مِنَ الرِّبٰوا۔ سود	اِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم	مُّؤْمِنِیْنَ۔ مومن	فَاِنْ۔ پھر اگر	لَّمْ۔ نہ
تَفْعَلُوْا۔ کرو تم	فَاْذَنُوْا۔ تو تیار ہو جاؤ	بِحَرْبٍ۔ لڑائی کے لیے	مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ
وَ۔ اور	رَسُوْلِهٖ۔ اس کے رسول سے	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر
تُبْتُمْ۔ تم توبہ کرو	فَلَكُمْ۔ تو تمہارے لیے ہیں	رُءُوْسُ۔ اصل	اَمْوَالِكُمْ۔ مال تمہارے
لَا۔ نہ	تَظْلِمُوْنَ۔ تم ظلم کرو	وَ۔ اور	لَا۔ نہ

marfat.com

تُظْلَمُوْنَ - ظلم کیے جاؤ	وَ - اور	اِنْ - اگر	کَانَ - ہو مقروض
ذُوْ - صاحب	عُسْرَۃٍ - تنگدستی	فَنَظِرَۃٌ - تو مہلت دینا ہے	اِلٰی - طرف
مَیْسَرَۃٍ - آسانی کے	وَ - اور	اَنْ - یہ کہ	تَصَدَّقُوْا - بخشش کرو تم
خَیْرٌ - بہتر ہے	لَّکُمْ - تمہارے لیے	اِنْ - اگر	کُنْتُمْ - ہو تم
تَعْلَمُوْنَ - جانتے	وَ - اور	اتَّقُوْا - ڈرو	یَوْمًا - اس دن سے
تُرْجَعُوْنَ - کرلوٹو گے	فِیْہِ - اس میں	اِلَی - طرف	اللّٰہِ - اللہ کے
ثُمَّ - پھر	تُوَفّٰی - پورا دیا جائیگا	کُلُّ - ہر	نَفْسٍ - آدمی
مَّا - جو	کَسَبَتْ - اس نے کمایا	وَ - اور	ھُمْ - وہ
لَا - نہ	یُظْلَمُوْنَ - ظلم کیے جائیں گے۔		

مختصر تفسیر چھٹا رکوع۔ پ ۳۔ سورۃ بقرہ

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ وہ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال رات اور دن پوشیدہ اور علانیہ تو ان کے لیے ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس اور نہیں کوئی خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ کسی قسم کا غم کھائیں گے۔

شان نزول

اس کا یہ ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے راہ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کر ڈالے اور اس طرح کہ دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار علانیہ۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ کے پاس صرف چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے وہ چاروں خیرات کر دیے اور اس طرح سے کہ ایک درہم رات میں ایک دن میں ایک پوشیدہ ایک علانیہ۔ اس سے یا تو پوشیدہ حالات مراد ہیں یا عام احوال۔ یا یہ کہ وہ خیرات کرتے ہیں ہر حال میں۔

بیان آیت سے ایک فائدہ یہ بھی نکلتا ہے کہ آیۂ کریمہ میں نفقۂ لیل کو نفقۂ نہار پر اور نفقۂ سر کو نفقۂ

marfat.com

علانیہ پر مقدم کیا ہے اس میں اشارۃ یہ بتایا کہ پوشیدہ خیرات کرنا ظاہر کر کے خیرات کرنے سے افضل ہے اس کے بعد فرمایا۔

فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ ان کے لیے ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

نیکی ہمیشہ جلدی کرنی چاہیئے اگرچہ تھوڑی ہو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے خَيْرُ الْأُمُورِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهَا وَإِنْ قَلَّ۔ دائمی عمل اچھا ہے اگرچہ تھوڑا ہو۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اللہ پر ایمان رکھنے اور اس کا وعدہ حق سمجھنے کے بعد راہ خدا میں لڑنے کے لیے گھوڑا دیا اس کا پیٹ بھر کر کھانا پانی دیا اس کا لید پیشاب بھی قیامت کے دن میزان عمل میں رکھے جائیں گے (بخاری)

پھر موضوع بدل کر حرمت سود پر بیان فرمایا

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ۝

وہ جو کھاتے ہیں سود (بروز قیامت) نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے مخبوط الحواس بنا دیا ہو شیطان نے اپنے مس سے یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود کی مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود تو جسے آئی اس کے رب کے پاس سے نصیحت اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کی طرف ہے اور جو پھر لوٹ کر ایسی حرکت کرے گا تو وہ جہنمی ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ نہیں پسند فرماتا ناشکرے گنہگار کو۔

اس آیت میں سود کی حرمت اور سود خواروں کی خواری اور شامت کا بیان ہے

الَّذِينَ - سے عام اہل عرب مراد ہیں جو سودی کاروبار کرتے تھے مگر عموم سے تمام سود خوار مراد ہیں۔

يَأْكُلُونَ - سے نِیا بِلُونَ مراد ہے یعنی جو سود کا معاملہ کرتے ہیں۔

ربٰو - رَبوٰ سے ہے اس کے معنی زیادتی اور اضافہ کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں اصل قرضہ پر زیادتی یا بلا معاوضہ اضافہ حاصل کرنا ہے۔

marfat.com

لَا يَقُومُونَ - اس سے میدان قیامت میں کھڑا ہونا مراد ہے (روح البیان)
يَتَخَبَّطُهُ خبط سے بنا اس کے معنی خلط ہیں جس کی رفتار اور گفتار میں ہمواری نہ ہو۔ اسے خبطی کہتے ہیں۔
الشَّيْطٰنُ - سے ابلیس مراد ہے۔
مِنَ الْمَسِّ - چھو کر مجنون کو ممسوس کہا جاتا ہے۔ یعنی سود خوار اپنی قبروں سے گرتے پڑتے چلیں گے جیسے دیوانہ۔
ذٰلِكَ سے ان کے کھانے یا ان کے عذاب کی طرف اشارہ ہے (روح المعانی) البیع سے مراد حلال تجارتیں ہیں اس میں ان لوگوں نے سود کو جائز کہہ دیا
وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا - یہاں بیع مطلق ہے اور ربٰو مجمل۔ تجارت کو حلال اور سود کو حرام جو تجارت اور سود کو یکساں کرے وہ مجنون ہے۔
فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ - اس کے رب کی نصیحت جس کو اللہ تعالیٰ کی نصیحت پہنچی
فَانْتَهٰى - وہ فوراً ہی سود خواری سے باز آ گیا اور اس نے توبہ کر لی
فَلَهٗ مَا سَلَفَ - سلف گزر گیا۔ ممانعت سے پہلے لے چکا وہ جائز ہے۔ اب سے واپس کرنے کی ضرورت نہیں
وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ - امر سے مراد نیت ہے یا معاملہ۔ اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے
شریعت مطہرہ میں سود کے حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں۔

۱۔ اول سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل و عوض کے لینا ہے جو صریح بے انصافی اور ظلم ہے۔

۲۔ سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے اس لیے کہ جب سود خوار کو بے محنت مال حاصل ہوتا ہے تو اسے کیا ضرورت ہے کہ تجارت کی مشقتوں میں اور تجارتی خطروں میں پڑے اور جب وہ تجارت کی بجائے سودی روپیہ کھانے کا خوگر ہو جائے گا تجارت کی طرف اس کا میلان ہی نہ ہو گا اس طرح تجارت کی کمی انسانی معاشرہ کو ضرر پہنچاتی ہے۔

۳۔ سود خواری کا رواج باہم رواداری اور مودت و محبت سلوک و ہمدردی کو مفقود کر دیتا ہے۔ سود خوار کسی ضرورت مند کو قرض حسن دینے کی طرف مائل ہی نہیں ہو سکتا۔

۴۔ سود خوار کی طبیعت میں درندگی اور حیوانیت پیدا ہو جاتی ہے اسی وجہ میں سود خوار میں بے رحمی لازمی پیدا ہو جاتی ہے وہ مدیون کی تباہی کے درپے رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کے سلسلہ میں سات آدمی ملعون قرار دیے۔

marfat.com

مسلم شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود خوار اور اس کے کارپرداز۔ دستاویز نویس اس کے گواہ سب پر لعنت فرمائی اور سب کو گناہ میں برابر شمار کیا۔

پھر لَا یَقُوْمُوْنَ میں جو نقشہ کھینچا اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح آسیب زدہ سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا گرتا پڑتا چلتا ہے قیامت کے روز سود خوار بھی ایسے ہی حال میں میدان حشر میں آئے گا۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ علامت اس سود خوار کی ہے جو سود کو حلال جانے۔

پھر فَلَہٗ مَا سَلَفَ الخ فرمایا یہ اس کے لیے ہے جو نزول حرمت سے قبل سود لے چکا تھا اس پر اس کا مواخذہ نہیں۔

وَاَمْرُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ ۔ اور ہر کام ہی جب خدا کے سپرد ہے تو یہ حکم بھی اسی کے سپرد ہے جو چاہے حکم فرمائے جس کے لیے چاہے ممانعت کرے بندے کا کام اطاعت امر ہے۔ اور

ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۔ ابدی انذار اس کے لیے ہے جو عود کرے اپنے جرم میں اور سود خواری حلال سمجھ لے تو وہ کافر ہوگا اور کافر کے لیے ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔

یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا ۔ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور اسے محروم فرماتا ہے برکت سے

یَمْحَقُ ۔ محق یا محاق سے بنا اس کے معنی ہیں گھٹ کر فنا ہو جانا۔ نقصان اور محاق میں فرق یہ ہے کہ نقصان ہر کمی کو کہتے ہیں اور محاق تنزلی کی کو کہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ دنیا میں سود کو گھٹاتا ہے اور بے برکت فرماتا ہے۔

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس سے نہ صدقہ قبول کرے نہ حج نہ جہاد نہ صلہ رحمی قبول کرے۔

وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ۔ اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔ یُرْبِیْ ۔ ربا سے بنا جس کا مادہ رَبْو ہے اس کے معنے بڑھانا ہے یعنی دنیاوی مال میں برکت دیتا ہے اور آخرت میں اس کا اجر و ثواب دیتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ۔ اور اللہ جس کا چاہے اجر بڑھا دیتا ہے۔

وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ ۔ اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار۔ کیونکہ محبت توبہ کرنے والوں سے خاص ہے (روح المعانی)

ایک دفعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دو صاع خراب وردی خرمے دے کر ایک صاع اچھے کھرے خرمے حاصل کیے بحضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سود ہوگیا۔ یوں نہ کرو بلکہ پہلے ردی خراب خرمے فروخت کرو۔ اس کی قیمت روپے سے اچھے خرمے خرید و۔ اسی طرح گیہوں کے بدلے

marfat.com

گیہوں، چاندی کے بدلے چاندی مت تبدیل کرو۔

رواج کے مطابق رہن حرام ہے۔ یہاں زمین رہن ہے کہ اس کا نفع قرض دینے والا کھاتا رہتا ہے پھر قرض ادا ہونے پر زمین واپس کرتا ہے یہ خالص سود ہے۔

اس کی تدبیر یہ ہے کہ زمین کی بیع بالوفا کر دی جائے تو اس کا نفع حلال ہوگا یعنی بجائے رہن نامہ کے بیع نامہ لکھا جائے اور اس کے ساتھ ہی اقرار نامہ رجسٹری کر دیا جائے جس وقت فروخت کرنے والا اپنی زمین اسی قیمت سے واپس کرنا چاہے اس طرح یہ نفع حلال ہوگا۔

اسی طرح کفار کے بینک جو غیر مسلم ہوں سے نفع حاصل کرنا یا بیمہ کرا کر نفع مال حاصل کرنا جائز و حلال ہے۔ وہ سود نہیں مگر یہ اس صورت میں ہے جبکہ دار الحرب ہو جیسے انڈیا لندن وغیرہ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے نماز قائم کی زکوٰۃ دی ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

اس کے بعد ان لوگوں کے لیے احکام نافذ ہو رہے ہیں جو سود کی حرمت سے قبل سودی لین دین کرتے تھے اور ان کی کافی رقمیں تھیں جو دوسروں پر باقی تھیں اس میں انہیں خیال تھا کہ اب ہم اپنی رقم اور سود لے لیں یا نہ لیں اس پر حکم ہوا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر تم مسلمان ہو۔

اس آیت میں سود کی حرمت نازل ہونے کے بعد سابق کے مطالبے بھی واجب الترک ہیں اور پہلے مقرر کیا ہوا سود بھی اب لینا جائز نہیں اس کے بعد شدید وعید کے ساتھ مبالغہ تہدید ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۔ تو اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرنے کا۔

اور ظاہر ہے کہ کس کی مجال ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کا تصور بھی کرے چنانچہ ان لوگوں نے اپنے سودی مطالبے چھوڑ دیے اور عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی ہم میں تاب نہیں ہے چنانچہ وہ تائب ہو گئے۔

اس حکم میں فرمایا گیا کہ ممانعت کے بعد مقروض سے اپنا اصل مال بھی نہ لے۔ اس آیت سے یہ خبر دی گیا جا رہا ہے کہ اصل مال لے سکتا ہے پچھلے سود میں مال نہیں لے گا۔

marfat.com

شانِ نزول: یہ ہے کہ کفارِ مکہ سود کے بہت عادی تھے فتح مکہ کے دن اسلام لا کر جب سود کے احکام سنے تو ان کی یہ خواہش ہوئی کہ آئندہ تو ہم باز رہیں گے لیکن پچھلا تو وصول کر لیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
آگے حسنِ سلوک اور مراعاتِ انسانی کی طرف مائل کیا اور ارشاد ہوا۔

وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ اور اگر تم توبہ کرو تو اصل مال لے لو نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہو اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور اگر قرض بالکل چھوڑ دو تو تمہارے لیے بھلا ہے اگر سمجھو۔

رأس المال سے اصل رقم مراد ہے وہ لے لی جائے اور اگر مقروض تنگدست ہے نادار ہے تو اسے مہلت دو تاکہ وہ آسانی سے ادا کر سکے یا قرض کا جزو کل سب معاف کر دیا جائے یہ اجر عظیم کا موجب ہے۔

مسلم شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کر دیا اللہ اسے اپنے سایۂ رحمت میں رکھتا ہے اور اس دن اس پر سایۂ رحمت ہوگا جس دن اس کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ اخیر میں ارشاد ہے اور یہ آخری آیت ہے جو حضور پر نازل ہوئی

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝
اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اور ہر جان کو اس کے اعمال کا بدلہ پورے طور پر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

یعنی ان کی نیکیاں نہ گھٹائی جائیں نہ برائیاں بڑھائی جائیں۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ سب سے اخیر آیت ہے جو حضور پر نازل ہوئی اس کے بعد حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم اکیس روز دنیا میں تشریف فرما رہے اور ایک روایت کے مطابق صرف نو شب اور ایک کے مطابق سات شب لیکن علامہ شبلی نے حضرت ابن عباس کی روایت سے یہی کہا کہ سب سے آخر آیت ربوا ہے جو نازل ہوئی۔

قرض دینے کے فضائل

حاجتمند کو قرض دینا باعث ثواب ہے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین شخصوں کو اجازت ہوگی کہ جنت میں جس دروازہ سے چاہیں داخل ہوں اور جو نعمت چاہیں حاصل کریں۔ (۱) قاتل کا خون مقتول کے وارث معاف کریں (۲) جو ہر فرض کے بعد گیارہ بار قل ہو اللہ پڑھا کرے (۳) جو حاجتمند کو قرض دے (در منثور الیمانیہ)

marfat.com

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع پ۳ سورۂ بقرہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ
اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ
بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ
كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ
وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ
رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ
الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا
اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ
وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا
شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ
يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ
مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ
تَضِلَّ اِحْدٰٮهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰٮهُمَا
الْاُخْرٰى ؕ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا
دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْــَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ
صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ
اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ
وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ
تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ
فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ
وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا
يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ وَاِنْ

مومنو! جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لیے
قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو اور لکھنے
والا تم میں کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ انصاف سے لکھے
نیز لکھنے والا جیسا خدا نے اسے سکھایا ہے لکھنے سے انکار
بھی نہ کرے اور دستاویز لکھ دے اور جو شخص قرض لے
وہی دستاویز کا مضمون بول کر لکھوائے اور خدا سے کہ
اس کا مالک ہے خوف کرے اور زر قرض میں سے کچھ کم
نہ لکھوائے اور اگر قرض لینے والا بے عقل یا ضعیف
ہو یا مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو جو
اس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ مضمون لکھوائے
اور اپنے میں سے دو مردوں کو (ایسے معاملے کے) گواہ
کر لیا کرو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو
عورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں) کہ اگر ان
میں سے ایک بھول جائے گی تو دوسری اسے یاد دلا
دے گی اور جب گواہ (گواہی کے لیے) طلب کیے
جائیں تو انکار نہ کریں اور قرض تھوڑا ہو یا بہت
اس (کی دستاویز) کے لکھنے لکھانے میں کاہلی نہ کرنا
یہ بات خدا کے نزدیک قرین انصاف ہے۔ اور
شہادت کے لیے بھی یہ بہت درست طریقہ ہے۔
اس سے تم کو کوئی شک و شبہ بھی نہیں پڑے گا
ہاں اگر سودا دست بدست ہو جو تم آپس میں لیتے
دیتے ہو تو اگر (ایسے معاملے کی) دستاویز نہ لکھو تو تم

marfat.com

تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

پر کچھ گناہ نہیں اور جب خرید و فروخت کیا کرو تو بھی گواہ کر لیا کرو اور کاتب دستاویز اور گواہ معاملہ کرنے والوں کا کسی طرح کا نقصان نہ کریں اگر تم لوگ ایسا کرو تو یہ تمہارے لیے گناہ کی بات ہے اور خدا سے ڈرو اور دیکھو کہ وہ تم کو کیسی مفید باتیں سکھاتا ہے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝

اور اگر تم سفر پر ہو اور دستاویز لکھنے والا مل نہ سکے تو کوئی چیز رہن یا قبضہ رکھ کر قرض لے لو اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے یعنی رہن کے بغیر قرض دیدے تو امانتدار کو چاہئے کہ صاحب امانت کی امانت ادا کردے اور خدا سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرے اور دیکھنا شہادت کو مت چھپانا جو اس کو چھپائے گا وہ دل کا گنہگار ہوگا اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

لفظی ترجمہ

يَا اَيُّهَا ۔ اے | الَّذِيْنَ ۔ لوگو جو | اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے ہو | اِذَا ۔ جب

تَدَايَنْتُمْ ۔ قرضے کا لین دین کرو | بِدَيْنٍ ۔ کوئی قرضہ | اِلٰی ۔ طرف

اَجَلٍ ۔ مدت | مُّسَمًّى ۔ مقرر کے | فَاكْتُبُوْهُ ۔ تو اسے لکھ لو | وَ ۔ اور

لْيَكْتُبْ ۔ چاہئے کہ لکھے | بَّيْنَكُمْ ۔ تمہارے درمیان | كَاتِبٌ ۔ لکھنے والا | بِالْعَدْلِ ۔ انصاف سے

وَ ۔ اور | لَا ۔ نہ | يَاْبَ ۔ انکار کرے | كَاتِبٌ ۔ لکھنے والا

اَنْ ۔ یہ کہ | يَّكْتُبَ ۔ لکھے | كَمَا ۔ جیسے | عَلَّمَهُ ۔ سکھایا اسے

اللّٰهُ ۔ اللہ نے | فَلْيَكْتُبْ ۔ تو چاہئے کہ وہ لکھے | وَ ۔ اور

لْيُمْلِلِ ۔ چاہئے کہ املا کرائے | الَّذِيْ ۔ وہ کہ | عَلَيْهِ ۔ جس کے ذمہ | الْحَقُّ ۔ حق ہے

marfat.com

وَ۔ اور — لْيَتَّقِ۔ چاہئے کہ ڈرے — اللّٰہَ۔ اللہ سے — رَبَّہٗ۔ جو اس کا رب ہے

وَ۔ اور — لَا۔ نہ — يَبْخَسْ۔ کم کرے — مِنْہُ۔ اس سے

شَيْـًٔا۔ کوئی چیز — فَاِنْ۔ پھر اگر — كَانَ۔ ہو — الَّذِيْ۔ وہ

عَلَيْہِ۔ جس پر — الْحَقُّ۔ حق ہے — سَفِيْہًا۔ بیوقوف — اَوْ۔ یا

ضَعِيْفًا۔ کمزور ہو — اَوْ۔ یا — لَا۔ نہ — يَسْتَطِيْعُ۔ طاقت رکھتا ہو

اَنْ۔ یہ کہ — يُّمِلَّ۔ لکھائے — ھُوَ۔ وہ — فَلْيُمْلِلْ۔ تو لکھائے

وَلِيُّہٗ۔ اس کا ولی — بِالْعَدْلِ۔ انصاف سے — وَ۔ اور — اسْتَشْہِدُوْا۔ گواہ رکھو

شَہِيْدَيْنِ۔ دو گواہ — مِنْ رِّجَالِكُمْ۔ اپنے مردوں میں سے — فَاِنْ۔ پھر اگر

لَّمْ۔ نہ — يَكُوْنَا۔ ہوں — رَجُلَيْنِ۔ دو مرد — فَرَجُلٌ۔ تو ایک مرد

وَّ۔ اور — امْرَاَتٰنِ۔ دو عورتیں — مِمَّنْ۔ ان سے کہ — تَرْضَوْنَ۔ تم پسند کرو

مِنَ۔ ان کو — الشُّہَدَاۗءِ۔ گواہوں سے — اَنْ۔ یہ کہ اگر — تَضِلَّ۔ بھول جائے گی

اِحْدٰىھُمَا۔ ایک ان دونوں میں سے — فَتُذَكِّرَ۔ تو یاد کرا دے گی — اِحْدٰىھُمَا۔ ایک ان دونوں

میں سے — الْاُخْرٰى۔ دوسری کو — وَ۔ اور — لَا۔ نہ

يَاْبَ۔ انکار کریں — الشُّہَدَاۗءُ۔ گواہ — اِذَا۔ جب — مَا۔ بھی

دُعُوْا۔ بلائے جائیں — وَ۔ اور — لَا۔ نہ — تَسْــَٔـمُوْٓا۔ سستی کرو

اَنْ۔ یہ کہ — تَكْتُبُوْہُ۔ اسے لکھو — صَغِيْرًا۔ چھوٹا ہو — اَوْ۔ یا

كَبِيْرًا۔ بڑا — اِلٰٓى۔ طرف — اَجَلِہٖ۔ اس کی مدت کے — ذٰلِكُمْ۔ یہ

اَقْسَطُ۔ بہت انصاف والا ہے — عِنْدَ۔ نزدیک — اللّٰہِ۔ اللہ کے — وَ۔ اور

اَقْوَمُ۔ بہت قائم رکھنے والا — لِلشَّہَادَۃِ۔ گواہی کو — وَ۔ اور — اَدْنٰٓى۔ قریب ہے بچنے کو

اَلَّا۔ نہ — تَرْتَابُوْٓا۔ شک کرو — اِلَّآ۔ مگر — اَنْ۔ یہ کہ

تَكُوْنَ۔ ہو — تِجَارَۃً۔ بیع — حَاضِرَۃً۔ نقد بہ نقد — تُدِيْرُوْنَہَا۔ تم جسکو لے دیتے

لو اس کو — بَيْنَكُمْ۔ آپس میں — فَلَيْسَ۔ تو نہیں — عَلَيْكُمْ۔ تم پر

جُنَاحٌ۔ کوئی گناہ — اَلَّا۔ یہ کہ نہ — تَكْتُبُوْ۔ لکھو — ھَا۔ اس کو

وَ۔ اور — اَشْہِدُوْٓا۔ گواہ رکھ لو — اِذَا۔ جب — تَبَايَعْتُمْ۔ آپس میں سودا کرو

وَ۔ اور — لَا۔ نہ — يُضَاۗرَّ۔ نقصان کرے — كَاتِبٌ۔ لکھنے والا

marfat.com

وَ - اور	لَا - نہ	شَهِيْدٌ - گواہ	وَ - اور
اِنْ - اگر	تَفْعَلُوْا - تم کرو	فَاِنَّهٗ - تو وہ	فُسُوْقٌ - بے حکمی ہے
بِكُمْ - تم سے	وَ - اور	اتَّقُوا - ڈرو	اللّٰهَ - اللہ سے
وَ - اور	يُعَلِّمُكُمُ - سکھاتا ہے تمہیں	اللّٰهُ - اللہ	وَ - اور
اللّٰهُ - اللہ	بِكُلِّ - ہر	شَيْءٍ - چیز کو	عَلِيْمٌ - جاننے والا ہے
وَ - اور	اِنْ - اگر	كُنْتُمْ - ہو تم	عَلٰى - اوپر
سَفَرٍ - سفر کے	وَ - اور	لَمْ - نہ	تَجِدُوْا - پاؤ تم
كَاتِبًا - لکھنے والا	فَرِهٰنٌ - تو گروی ہو	مَّقْبُوْضَةٌ - باقبضہ	فَاِنْ - پھر اگر
اَمِنَ - امین جانے	بَعْضُكُمْ - بعض تمہارا	بَعْضًا - بعض کو	فَلْيُؤَدِّ - تو ادا کرے
الَّذِي - جو ہے	اؤْتُمِنَ - امین سمجھا گیا	اَمَانَتَهٗ - اپنی امانت	وَ - اور
لْيَتَّقِ - چاہئے کہ ڈرے	اللّٰهَ - اللہ سے جو	رَبَّهٗ - اس کا رب ہے	وَ - اور
لَا - نہ	تَكْتُمُوا - چھپاؤ	الشَّهَادَةَ - گواہی	وَ - اور
مَنْ - جو	يَكْتُمْهَا - چھپائے اسے	فَاِنَّهٗ - تو بیشک وہ	اٰثِمٌ - گنہگار ہے
قَلْبُهٗ - اس کا دل	وَ - اور	اللّٰهُ - اللہ	بِمَا - اسے جو
تَعْمَلُوْنَ - تم کرتے ہو	عَلِيْمٌ - جاننے والا ہے		

مختصر تفسیر ساتواں رکوع پ ۳ سورۃ بقرہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا اے ایمان والو جب تم قرض دو کسی قرض سے ایک مقرر مدت تک تو اسے لکھ لو یعنے قرض نقد روپیہ کا ہو یا بیع کا یعنے کسی چیز کے دینے لینے کا۔

دَین - ادھار - عربی زبان میں دَین ایسے معاملہ کو کہتے ہیں جس میں بدلہ کی ادائیگی اسی وقت نہ ہو دَین جنسی ادھار کے خلاف کو کہتے ہیں مثلاً غلہ آج خریدا قیمت اس کی پھر دی جائے (تفسیر کبیر)

marfat.com

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے بیع سلم مراد ہے۔ بیع سلم یہ ہے کہ کسی چیز کو پیشگی قیمت دے کر فروخت کیا جائے اور مبیع مشتری کے سپرد کرنے کے لیے ایک مدت معین کر دی جائے۔

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ ایک مقررہ مدت تک۔ علماء نے اس سے یہ اشارہ نکالا کہ قرض کے معاملہ میں مدت بالکل صاف مقرر ہونی چاہئے گول مول نہ ہے۔ اس بیع کے جواز کے لیے جن سے نوع، صفت، مقدار، مدت، مکان اور مقدار راس المال ان چیزوں کا معلوم ہونا شرط ہے۔

فَاكْتُبُوْهُ۔ یہ حکم سب کو ہے خواہ قرض دینے والا یا لینے ہو یا۔ اس لکھائی کا فائدہ یہ ہے کہ کسی قسم کا بھول چوک کا احتمال نہیں رہتا اور مدیون و مقروض کے انکار کا اندیشہ اٹھ جاتا ہے۔

اور چاہئے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا منصفانہ لکھے (یعنی اپنی طرف سے کسی قسم کی کمی بیشی نہ کرے نہ فریقین میں سے کسی کی رعایت کرے) اور چاہئے کہ لکھنے والا اس کی لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا ہے (ماحصل معنی یہ ہیں کہ کوئی لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شدید نویسی کا علم دیا ہے بلا تغیر و تبدل دیانت و امانت کے ساتھ لکھے۔

یہ کتابت ایک قول کے مطابق فرض کفایہ ہے اور ایک قول کے مطابق فرض عین بشرطیکہ فراغ کاتب ہو جس صورت میں اس کے سوا اور نہ پایا جائے اور ایک قول پر مستحب ہے کیونکہ اس میں مسلمان کی حاجت براری اور نعمت علم کا شکر یہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے یہ کتابت فرض تھی پھر لا یضار کاتب سے منسوخ ہوئی اور جس پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ کم نہ چھوڑے۔

وَلْيُمْلِلِ۔ اس کا مصدر املال ہے اور اس کا مادہ ملل ہے اس کے معنی نقل ہے۔ املاء کا مادہ ملا ہے جس کے معنی بھرنا ہے اسی لیے دین کو ملت کہتے ہیں اور جماعت کو ملاء کہتے ہیں۔

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ۔ یتقی وقی سے بنا اس کے معنی ڈرنا ہے۔ مقروض لکھاتے وقت اپنے رب سے ڈرے۔

فَاِنْ كَانَ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ

تو جس پر حق آتا ہے اگر بے عقل ہو یا ناتواں ہو یا نہ لکھا سکے تو اس کا ولی انصاف سے لکھائے۔

سَفِيْهًا۔ سفہ یا سفاہت سے مشتق ہے اس کے معنی بے وقوف، احمق، بے عقل مراد ہے۔ (روح المعانی وغیرہ)

marfat.com

ضَعِیْفًا۔ ضُعف سے بنا اس کے معنی کمزوری ہے۔

لَا یَسْتَطِیْعُ۔ استطاعت سے بنا اس کے معنی طاقت رکھنا ہے یعنی کوئی وجہ ایسی ہو کہ وہ مضمون نہ لکھا سکے۔

فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ بِالْعَدْلِ۔ ولی بمعنی قریب بھی ہوتا ہے اور بمعنی متولی بھی۔ ان تمام صورتوں میں مقروض کا ولی اس کی طرف سے لکھوائے۔ عدل کے معنی انصاف ہیں (روح المعانی)

اور دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے تو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو پسند کرو کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلا دے۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ۔ الاستشہاد طلب شہادت یا طلب شاہد وہ گواہ جن کی گواہی قاضی اسلام قبول کرتا ہو یعنی عادل متقی (روح المعانی)

یعنی اگر مدیون مجنون یا ناقص العقل یا بچہ یا شیخ فانی ہو یا گونگا ہونے یا زبان نہ جاننے کی وجہ سے اپنے مدعا کا بیان نہ کر سکتا ہو۔ اور شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ اس لیے فرمایا کہ گواہ کے لیے حریت اور بلوغ اور اسلام شرط ہے کافر کی گواہی صرف کافر کے لیے ہی مقبول ہے۔ پھر

وَامْرَاَتٰنِ۔ اس لیے فرمایا کہ گواہ ایک عورت شہادت میں مقبول نہیں نہ ایک کی شہادت جائز۔ بلکہ مرد کی شارکت بغیر بعض عورتوں کی شہادت جائز نہیں خواہ چاری کیوں نہ ہوں۔ البتہ جن امور پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے مثلاً بچہ جننا یا کرہ ہونا۔ نسوانی عیوب وغیرہ اس میں ایک عورت کی شہادت بھی مقبول ہے اور حدود و قصاص میں عورتوں کی شہادت اصلاً معتبر نہیں۔ ان امور میں صرف مردوں کی شہادت ضروری ہے اس کے سوا اور معاملات میں دو عورت ایک مرد کی شہادت مقبول ہوگی (مدارک تفسیر احمدی)

اور مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ سے یہ مراد ہے کہ ایسے گواہ لو جن کا عادل ہونا تمہیں معلوم ہو۔ جن کے صالح ہونے پر تم اعتماد رکھتے ہو۔ لہٰذا شہادت میں یہ شرط بطریق اولیٰ ہے۔ عدالت سے مراد یہ ہے کہ واجبات ادا کرے۔ کبیرہ گناہوں سے بچے۔ صغیرہ گناہ پر اصرار ترک کر دے۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا شریک کرنا، جادو کرنا، قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ سے پشت دے کر بھاگنا، مسلمان عورت پر تہمت لگانا یہ کبیرہ گناہ ہیں۔

وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۚ وَلَا تَسْــٴَـمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا بَیْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَ اَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَایَعْتُمْ

marfat.com

وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۚ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اور گواہ انکار نہ کریں جب بلائے جائیں اور اسے بھاری نہ جانو لکھنے میں قرض چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف ہے اور گواہی کے لیے قوت اور قریب ہے اس سے کہ تمہیں شبہ نہ پڑے مگر یہ کہ کوئی بیع کا سودا دست بدست ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تم پر گناہ نہیں اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو اور تکلیف نہ دی جائے لکھنے والے کو نہ گواہ کو اور اگر تم ایسا کرو تو یہ تمہارا فسق ہوگا اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۔ لَا يَاْبَ ۔ اَبَاء سے بنا اس کے معنی باز رہنا یا انکار کرنا شُهَدَآء سے وہ لوگ مراد ہیں جو گواہ بن چکے ہوں۔ اس آیت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ادائے شہادت فرض ہے جب مدعی گواہوں کو طلب کرے تو انہیں گواہی چھپانا جائز نہیں یہ حکم حدود کے سوا اور امور میں ہے لیکن حدود میں گواہ کو اظہار و اخفاء کا اختیار ہے۔ بلکہ اخفاء افضل ہے حدیث میں ہے حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالے دنیا و آخرت میں اس کی ستاری کرے گا۔ لیکن چوری میں مال لینے کی شہادت دینا واجب ہے تاکہ جس کا مال چوری کیا گیا ہے اس کا حق تلف نہ ہو۔ گواہ اتنی احتیاط کر سکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے گواہی دینے میں یہ کہنے پر اکتفاء کرے کہ یہ مال فلاں شخص نے لیا۔

وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ ۔ تَسْـَٔمُوْا سَاٰمَةٌ سے بنا۔ اس کے معنی ملال اور اکتانا ہے۔

اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا ۔ صغیر سے مراد تھوڑا اور کبیر سے مراد زیادہ قرض ہے اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۔ یعنی قرض تھوڑا ہو یا زیادہ اس کے لکھنے میں سستی نہ کرو مع مدت کے لکھو اِلٰی میعاد کے ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۔ اَقْسَطُ قسط سے بنا اس کے معنی عدل کے بھی ہیں اور ظلم کے بھی ہیں کے بھی ہیں۔

ارشاد باری تعالے ہے وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۔ اور ظالم لوگ ہی جہنم کا ایندھن ہیں۔ اور باب افعال میں انصاف کے معنی میں آتا ہے جیسے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۔ بے شک اللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے۔ مجرد میں ظلم کے معنی میں آتا ہے (روح المعانی)

یعنی یہ تحریر اللہ کے نزدیک بہت ہی انصاف والی ہے اور انصاف یہ ہے کہ ایک کا حق کسی دوسرے کے پاس نہ جائے۔

marfat.com

وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ ۔ میں لام صلہ کا ہے یعنی یہ تحریر گواہی کو درست رکھنے والی ہے جس سے گواہ غلطی سے بچیں گے۔

وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۔ یعنی یہ تحریر اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم قرض اور اس کی مقدار اور اس کی مدت میں کسی قسم کا شک یا وہم نہ کرو۔

إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً ۔ حاضر سے مراد قیمت اور مال کی موجودگی ہے۔

تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ ۔ تُدِيرُونَ إِدَارَةً سے بنا جس کے معنی گھومنا ہے اس میں خطاب تاجر اور خریدار دونوں کو ہے۔

دوسرا حکم یہ تعلیم دیا کہ مال حاضر دست بدست لینے پر لکھنا ضروری نہیں لیکن اگر اس پر بھی گواہ کرلے تو مستحب ہے کیونکہ اس میں احتیاط ہے۔

وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ اور قرات عمر میں معروف یعنی وَلَا يُضَارِرْ پہلی تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ اہل معاملہ کاتبوں اور گواہوں کو تنگ نہ کریں اپنے حق میں تائید کرنے پر جبر نہ کریں اور انہیں مجبور کرکے کام چھڑا کر لائیں پھر حق کتابت نہ دیں گواہ کو سفر خرچ نہ دیں۔

دوسری تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ کاتب و شاہد اہل معاملہ کو ضرر نہ پہنچائیں اس طرح کہ باوجود فرصت و فراغت کے دا میں یا کتابت میں تحریف و تبدیل یا زیادتی کمی نہ کریں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَإِن كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ ۖ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا
فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ ۗ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَن
يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۔

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گرو ہو قبضہ میں دیا ہوا اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو تو وہ جسے اس نے امین سمجھا تھا اپنی امانت ادا کردے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ۔ یعنی سفر میں قرض کی صورت پیش آئے اور وثیقہ و دستاویز کی تحریر کا موقع نہ ملے تو فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ یعنی کوئی چیز دائن کے قبضہ میں گروی کے طور پر دے دو یہ مستحب ہے اور حالت سفر میں رہن آیت کے صریح حکم سے ثابت ہے اور غیر سفر میں رہن حدیث سے ثابت ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں اپنی زرہ یہودی کے پاس گروی رکھ کر بیس صاع جو لیے اس لیے بذریعہ آیۂ کریمہ رہن کا جواز اور قبضہ کا شرط ہونا ثابت ہوا اور اگر قرض دینے والا جسے دے اسے امین سمجھتا ہے تو بلا رہن بھی جائز ہے۔

اس شرط کو محض اس لیے ظاہر فرمایا تاکہ صاحب حق کا ابطال حق نہ ہو جائے آخر میں گواہوں کو تاکید کی

marfat.com

گئی کہ شہادت کے قائم ہونے کے لیے اگر وہ طلب کیے جائیں تو حق نہ چھپائیں اور اگر وہ چھپائیں تو گنہگار دل والے ہیں چنانچہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور شہادت چھپانا ہے۔

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اولاد آدم کے جسم میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے جس وقت تک وہ درست رہے تمام بدن درست رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے یاد رکھو وہ ٹکڑا دل ہے (متفق علیہ)

اٰثِمٌ قَلْبُہٗ سے مراد دل کا مسخ ہونا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اور اللہ تعالےٰ سب کچھ جانتا ہے۔ یہ تہدید اور سرزنش ہے۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع ۔ پ۳ ۔ سورۂ بقرہ

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۗ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ تم اپنے دلوں کی بات کو ظاہر کرو گے تو اور چھپاؤ گے تو خدا تم سے اس کا حساب لے گا پھر وہ جسے چاہے مغفرت کرے اور جسے چاہے عذاب دے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ

رسول اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی سب خدا پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور وہ (خدا سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ

خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا

marfat.com

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ
أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا
إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا
مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ
عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا
أَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكٰفِرِيْنَ ۝

لیے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا برے کرے
گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم
سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجئے۔
اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے
لوگوں پر ڈالا تھا اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم
میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور اے
پروردگار ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے
اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں
پر غالب کر۔

لفظی ترجمہ

لِلّٰهِ - اللہ ہی کا ہے	مَا - جو کچھ	فِی - بیچ	السَّمٰوٰتِ - آسمانوں کے ہے
وَ - اور	مَا - جو کچھ	فِی - بیچ	الْاَرْضِ - زمین کے ہے
وَ - اور	اِنْ - اگر	تُبْدُوْا - ظاہر کرو تم	مَا - جو
فِیْ - بیچ	اَنْفُسِكُمْ - تمہاری جانوں کے ہے		اَوْ - یا
تُخْفُوْهُ - اسے چھپاؤ	یُحَاسِبْكُمْ - حساب لے گا تم سے		بِهٖ - اس کا
اللّٰهُ - اللہ	فَیَغْفِرُ - پھر بخشے گا	لِمَنْ - جسے	یَّشَآءُ - چاہے
وَ - اور	یُعَذِّبُ - سزا دے گا	مَنْ - جسے	یَّشَآءُ - چاہے
وَ - اور	اللّٰهُ - اللہ	عَلٰی - اوپر	كُلِّ - ہر
شَیْءٍ - چیز کے	قَدِیْرٌ - قادر ہے	اٰمَنَ - ایمان لائے	الرَّسُوْلُ - رسول
بِمَا - ساتھ اسکے جو	اُنْزِلَ - اتارا گیا	اِلَیْهِ - اسکی طرف	مِنْ رَّبِّهٖ - اس کے رب
وَ - اور	الْمُؤْمِنُوْنَ - مومن بھی	كُلٌّ - ہر ایک	اٰمَنَ - ایمان لایا
بِاللّٰهِ - ساتھ اللہ کے	وَ - اور	مَلٰٓئِكَتِهٖ - اس کے فرشتوں کے	وَ - اور
كُتُبِهٖ - اسکی کتابوں کے	وَ - اور	رُسُلِهٖ - اسکے رسولوں کے	لَا - نہیں

marfat.com

نُفَرِّقُ۔ فرق کرتے ہم	بَیْنَ۔ درمیان	اَحَدٍ۔ کسی کے	مِّنْ رُّسُلِہٖ۔ اس کے
رسولوں میں	وَ۔ اور	قَالُوْا۔ بولے	سَمِعْنَا۔ ہم نے سنا
وَ۔ اور	اَطَعْنَا۔ ہم نے پیروی کی	غُفْرَانَکَ۔ معافی ہو تیری	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب
وَ۔ اور	اِلَیْکَ۔ تیری ہی طرف	الْمَصِیْرُ۔ لوٹنا ہے	لَا۔ نہیں
یُکَلِّفُ۔ تکلیف دیتا	اللّٰہُ۔ اللہ	نَفْسًا۔ کسی جان کو	اِلَّا۔ مگر
وُسْعَہَا۔ بقدر اس کی برداشت کے		لَہَا۔ اس کے لیے ہے	مَا۔ جو
کَسَبَتْ۔ اچھا کام کرے	وَ۔ اور	عَلَیْہَا۔ اس پر ہے	مَا۔ جو
اکْتَسَبَتْ۔ برا کام کرے		رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	لَا۔ نہ
تُؤَاخِذْنَا۔ مواخذہ کر ہمارا		اِنْ۔ اگر	نَّسِیْنَا۔ ہم بھول کر کریں
اَوْ۔ یا	اَخْطَاْنَا۔ چوک جائیں	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَحْمِلْ۔ ڈال	عَلَیْنَا۔ ہم پر
اِصْرًا۔ بوجھ	کَمَا۔ جیسا کہ	حَمَلْتَہٗ۔ بوجھ ڈالا تو نے	عَلَی۔ اوپر
الَّذِیْنَ۔ ان کے	مِنْ قَبْلِنَا۔ جو ہم سے پہلے تھے		رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُحَمِّلْنَا۔ بوجھ ڈال ہم پر	مَا۔ ایسا کہ
لَا۔ نہ	طَاقَۃَ۔ طاقت ہو	لَنَا۔ ہم میں	بِہٖ۔ اس کی
وَ۔ اور	اعْفُ۔ معاف کر	عَنَّا۔ ہم سے	وَ۔ اور
اغْفِرْ۔ بخش دے ہم کو	لَنَا۔ ہم کو	وَ۔ اور	ارْحَمْنَا۔ رحم کر ہم پر
اَنْتَ۔ تو ہی	مَوْلٰنَا۔ ہمارا مولیٰ ہے	فَانْصُرْنَا۔ تو فتح دے ہمیں	عَلَی۔ اوپر
الْقَوْمِ۔ قوم	الْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کے۔		

مختصر تفسیر آٹھواں رکوع۔ پ ۳۔ سورۃ بقرہ

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ
یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

marfat.com

اللہ کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اگر ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا اس کو چھپاؤ اللہ تم سے حساب لے گا تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

بعض علماء کا قول ہے کہ اس آیت میں اس امر پر دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا ہر شے متحیز ہے۔ اور ممکنات میں کوئی شے مجرد نہیں ہے ورنہ اللہ تعالےٰ کی خالقیت اور مالکیت کے بیان میں نقص ہوگا کیونکہ زیادہ اہتمام کے قابل مجردات ہی کی مالکیت ثابت کرنا ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں کیونکہ بعض ممکن مجرد ہیں جیسے ارواح، فرشتہ، قلب، روح، امر، خفی وغیرہ باقی اپنی مخلوق کی اللہ کو خبر ہے یعنی آسمان زمین کی ساری چیزیں اللہ ہی کی ہیں کہ وہ ان کا مالک وخالق ہے۔

وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ۔ تُبْدُوْ۔ بداء سے بنا اس کے معنی ظہور ہیں اس سے شے کا ظہور ہوتا ہے مسا سے یہاں مراد دل کی بری چیزیں ہیں۔

أَنْفُسْ۔ نفس کی جمع ہے یہاں نفس سے مراد دل یا جیسے نفس امارہ ہے جیسے حسد، غرور، تکبر افعال قبیحہ وغیرہ (روح المعانی)

انسان کے دل میں دو طرح کے خیال آتے ہیں ایک بطور وسوسہ یہ وہ خیال ہیں کہ ان سے دل خالی کرنا اس کی قدرت میں نہیں لیکن وہ ان کو برا جانتا ہے اور عمل میں لانے کی بجائے ان سے نفرت کرتا ہے اسی کو حدیث نفس اور وسوسہ کہتے ہیں اس پر مواخذہ نہیں۔

بخاری ومسلم میں ہے کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے دل میں جو وسوسے گزرتے ہیں اللہ تعالےٰ ان سے تجاوز فرماتا ہے جب تک وہ ان پر عمل نہ کرلے یا ان وسوسوں کے ساتھ متکلم نہ ہو۔ یہ وسوسے اس آیت میں داخل نہیں۔

دوسرے وہ خیالات ہیں جن کو انسان اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور ان کو عمل میں لانے کا قصد وارادہ کرتا ہے ان پر مواخذہ ہوگا اور انہی کا بیان اس آیت کریمہ میں ہے مثلاً کفر کا عزم کرنا جو قطعاً کفر ہے یا کسی گناہ کا ارادہ کرنا تو اگر اس پر قائم رہے اور اس کا قصد وارادہ رکھے لیکن اس گناہ کو عمل میں لانے کے اسباب اس کو بہم نہ پہنچیں اور مجبوراً وہ اس کو نہ کرسکے تو جمہور کے نزدیک اس سے پورا مواخذہ کیا جائے گا۔

شیخ ابو منصور ماتریدی اور شمس الائمہ حلوانی اسی طرف گئے ہیں اور ان کی دلیل آیہ کریمہ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ۔ اور حدیث صدیقہ رضی اللہ عنہا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ بندہ جس

marfat.com

گناہ کا قصد کرتا ہے اگر وہ عمل میں نہ آئے جب بھی اس پر عذاب ہے لیکن اگر بندے نے کسی گناہ کا ارادہ کیا پھر اس پر نادم ہوا اور استغفار کر لیا تو اللہ اسے معاف فرمائے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ مومن کو بلا کر اس کا اعمال نامہ اس کے سامنے رکھ کر فرمائے گا کیا تو نے فلاں فلاں گناہ کیا وہ اقرار کرے گا اور دل میں یہ خیال کرے گا کہ بس اب میں ضرور ہلاک ہوں گا تو اللہ تعالےٰ فرمائے گا کہ ہم نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی تھی تو آج ہم تیری مغفرت کرتے ہیں پھر اس کی نیکیوں کا نامہ اعمال اسے عطا فرمائے گا۔ لیکن کافر منافقین کو سب کے سامنے پکار کر فرمایا جائے گا کہ یہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے احکام کو جھٹلایا۔ سن لو ظالمین پر اللہ کی لعنت ہے۔ متفق علیہ

فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ۔ کا یہی منشا ہے کہ اپنے فضل سے ایمان والوں کو معاف فرمائیگا۔

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ۔ اور اپنے عدل سے عذاب دے جسے چاہے اور اللہ ہر چیز پر یعنی عذاب اور مغفرت پر قادر ہے۔

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ۔ رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا۔

آمَنَ الرَّسُولُ۔ رسول مکرم نے مان لیا۔ اپنی رسالت پر سب سے پہلے ایمان لانے والے پیغمبر ہی ہوتے ہیں۔

آمَنَّا بِاللَّهِ۔ اللہ کو مانا۔ اللہ پر ایمان لانا مراد ہے کہ اس کی ذات وصفات دونوں کی تصدیق کی جائے۔

شان نزول: عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ہم نے تمام احکام کی اطاعت کی اور ہم وفادار رہیں گے لیکن دل کے وساوس وخطرات پر قابو نہیں اور اگر ان پر حساب ہوا تو نجات کی کیا راہ ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تم بنی اسرائیل کی طرح کہنا چاہتے ہو سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ہم نے سن لیا مگر باغی گے۔ صحابہ نے معذرت کی اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

marfat.com

زجاج کا قول ہے کہ جب اللہ تعالے نے اس سورۃ میں نماز و زکوٰۃ اور روزے اور حج کی فرضیت اور طلاق۔ ایلاء حیض جہاد کے احکام اور انبیاء کرام کے واقعات بیان فرمائے تو سورت کے آخر میں یہ ذکر فرمایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور مومنین نے اس تمام مجموعۂ احکام کی تصدیق اور قرآن اور اس کے تمام شرائع واحکام کے منزل من اللہ ہونے کی تصدیق کی اور انہوں نے کہا لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ تو اس میں اصول اور ضروریات ایمان کے چاروں مراتب واضح فرمائے۔

وہ چار مرتبے جو ایمان کے لیے ضروری ہیں یہ ہیں کہ اللہ پر ایمان لائے اس طرح کہ اعتقاد و تصدیق کرے کہ اللہ واحد و احد ہے اس کا کوئی شریک و نظیر نہیں اس کے تمام اسماء حسنیٰ و صفات علیا پر ایمان لائے اور یقین کرے اور مانے کہ وہ علیم اور ہر شے پر قادر ہے اس کے علم و قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں دوسرے ملائکہ پر ایمان لائے یہ اس طرح کہ یقین کرے اور مانے کہ وہ موجود ہیں معصوم ہیں پاک ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں کے مابین احکام و پیام کے وسائط ہیں۔ تیسرے اللہ کی کتابوں پر ایمان لائے اس طرح کہ جو کتابیں اللہ تعالے نے نازل فرمائیں اور اپنے رسولوں کے پاس بطریق وحی بھیجیں بے شک و شبہ سب حق و صدق اور اللہ کی طرف سے ہیں اور قرآن کریم تغیر و تحریف سے محفوظ ہے اور محکم و متشابہ پر مشتمل ہے چوتھے رسولوں پر ایمان لائے اس طرح کہ وہ اللہ کے رسول ہیں جنہیں اس نے اپنے بندوں کی طرف بھیجا اس کی وحی کے امین ہیں گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں۔ ساری مخلوق سے افضل ہیں ان میں بعض نبی بعض سے افضل ہیں اور یہود و نصاریٰ کی طرح نہیں کہ بعض پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کیا اور اللہ کے احکام سن کر اطاعت کی۔

صاحب روح البیان نے فرمایا کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت جبریل نے شافع محشر نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اس آیت میں اللہ تعالے نے آپ کی اور آپ کی امت کی تعریف کی ہے لہٰذا آپ اپنے رب سے مانگئے تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی جس کو اللہ تعالے نے ان الفاظ میں فرمایا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ اے ہمارے رب تیری بخشش چاہیے اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔

غُفْرَانَ۔ سبحان کی طرح مصدر ہے۔ اے اللہ ہم تیری اطاعت کا عہد کرتے ہیں تو بھی اپنے کرم سے ہماری خطاؤں کو بخش دے۔

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔ اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر اس کا فائدہ ہے جو اچھا کیا اور اس کا نقصان ہے جو برائی کمائی۔ یعنی ہر جان کو عمل نیک کا اجر اور ثواب اور عمل بد کا عذاب ہوگا۔

يُكَلِّفُ تکلیف سے بنا اس کا مادہ کلفت ہے اس کے معنی مشقت ہے یعنی وہ احکام مراد ہیں"

marfat.com

طاقت انسانی سے بالا ہوں۔

نَفْسًا ۔ سے سارے مکلفین مراد ہیں خواہ مسلمان ہوں یا دوسرے ہوں یعنی اللہ کسی مسلمان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۔ اس کا مادہ کسب ہے اس کے معنی ظاہری عمل کرنا اسی لیے کمائی کو کسب کہتے ہیں۔

بعض نے کہا کہ کسب عام ہے اکتساب خاص ہے۔

اکتساب وہ فعل ہے جو انسان اپنے لیے کرے اور کسب عام ہے۔ نیکی کے لیے کسب ہے اور گناہ کے لیے اکتساب فرمایا۔

اس کے بعد اللہ تعالے نے اپنے مومن بندوں کو طریقۂ دعا تعلیم دیا تاکہ وہ اپنے پروردگار سے اس کے موافق عرض معروض کریں چنانچہ ارشاد ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۚ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

اے ہمارے رب ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں (یعنی تیرے حکم کی تعمیل میں بھولنے سے قاصر ہو جائیں) یا چوک جائیں اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے ہم سے پہلوں پر رکھا تھا اے رب ہمارے اور ہم پر بوجھ وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار نہ ہو اور ہمیں معاف فرما دے اور بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مولا ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔

لَا تُؤَاخِذْ ۔ مواخذہ سے بنا اس کے معنی ہیں پکڑنا یا عذاب دینا۔

نِسْيَان ۔ بھولنا یا چھوڑنا یہاں ناسی بمعنی تارک ہے (روح المعانی)

فقہاء کی اصطلاح میں نسیان یہ ہے کہ ایسا کام کیا جائے جس میں ارادہ ہو اور مانع کا خیال نہ رہے جیسے روزہ میں بھول کر کھا لینا۔ اور

خطا یہ ہے کہ مانع تو یاد ہے مگر فعل بلا ارادہ ہو گیا جیسے روزے میں کلی کر رہا تھا کہ پانی حلق سے نیچے اتر گیا۔ یہ دعا تعلیم کی گئی۔ اے اللہ اگر ہم کوئی نیکی بھول جائیں تو ہماری پکڑ نہ فرما

كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۔ قبل سے مراد پچھلی امتیں یہود و نصاریٰ ہیں۔ ان پر تین قسم کے بوجھ تھے۔ انہیں توبہ کے لیے خودکشی کرنا پڑتی تھی۔ ناپاک کپڑے اور گندی کھال کاٹنا پڑتی تھی۔ دن رات

marfat.com

میں پچاس نمازیں فرض تھیں مسجد کے سوا اور کسی جگہ عبادت جائز نہ تھی۔ چوتھائی مال پر زکوٰۃ واجب تھی
رات کے گناہ صبح دروازے پر لکھ دیئے جاتے تھے (روح البیان)
اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں یہ تمام مصائب دور فرما دیں
رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ۔ حمل کے معنی لادنا۔ تحمیل اٹھوانا اگر سر پر بوجھ ہو تو اس کو
حمل کہتے ہیں۔ اے اللہ ہم پر ان احکام یا سزاؤں کا بوجھ نہ ڈال جن کے اٹھانے کی طاقت نہیں
وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا۔ اعف۔ عفو سے بنا اس کے معنی مٹانا۔ معافی کو اسی لیے عفو کہتے
ہیں اس سے جرم مٹ جاتا ہے۔
اغفر۔ غفر سے بنا اس کے معنی چھپانا۔ اسی لیے چھلکا کو غفر کہتے ہیں وہ مغز کو چھپا لیتا ہے۔ اصطلاح
میں بخشنے کو کہتے ہیں۔
ارحمنا۔ رحم سے بنا اس کے معنی رقت قلب اس کے معنی رحمت کے ہیں۔
اَنْتَ مَوْلٰىنَا۔ مولیٰ۔ ولی۔ اس کے معنی ہیں مددگار
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ تو ہی ہمارا مولیٰ ہے۔ کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔ آمین
ان دعاؤں پر قرآن عظیم کی سب سے طویل سورہ بقرہ ختم ہوتی ہے۔

سورۂ بقرہ کے فضائل

سورۂ بقرہ جس گھر میں پڑھی جائے وہاں تین روز تک شیطان نہیں آتا (روح البیان)
اگر دفن کے بعد قبر کے سرہانے سورہ بقرہ کا پہلا رکوع مفلحون تک اور قبر کی پائنتی آخری
رکوع پڑھا جائے تو میت کو راحت ملتی ہے۔

---

marfat.com

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّۃٌ

وَهِیَ مِائَتَا اٰیَۃٍ وَّعِشْرُوْنَ رُکُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع. پ۳ سورہ آل عمران

الٓمّٓ ۚ
اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ؕ
نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ
اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ۙ
مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ اَنْزَلَ
الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ
وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ
اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی
الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ؕ
هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ

الٓمٓ
خدا جو معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی عبادت
کے لائق نہیں زندہ و ہمیشہ رہنے والا۔
اس نے (اے محمدؐ) تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی
(آسمانی) کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اسی نے تورات
اور انجیل نازل کی
(یعنی) لوگوں کی ہدایت کے لیے تورات اور انجیل
اتاری اور (پھر) قرآن جو حق اور باطل کو الگ الگ کر
دینے والا ہے نازل کیا۔ جو لوگ خدا کی آیتوں کا انکار
کرتے ہیں ان کو سخت عذاب ہوگا اور خدا زبردست
(اور) بدلہ لینے والا ہے۔
خدا (ایسا خبیر و بصیر ہے کہ) کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں
(نہ) زمین میں اور (نہ) آسمان میں۔
وہی تو ہے جو (ماں کے پیٹ میں) جیسی چاہتا ہے

marfat.com

كَيْفَ يَشَآءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

تمہاری صورتیں بناتا ہے۔ اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں (اور) وہی اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں اور مراد اصلی کا پتہ لگائیں حالانکہ مراد اصلی خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو عقلمند ہی قبول کرتے ہیں۔

اے پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کر دیجیو اور ہمیں اپنے ہاں سے نعمت عطا فرما تو تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔

اے پروردگار تو اس روز جس (کے آنے) میں کچھ بھی شک نہیں سب لوگوں کو (اپنے حضور میں) جمع کرلے گا بےشک خدا خلاف وعدہ نہیں کرتا۔

لفظی ترجمہ

الٓمّ	اَللّٰهُ۔ اللہ ہے	لَآ۔ نہیں	اِلٰهَ۔ کوئی معبود
اِلَّا۔ مگر	هُوَ۔ وہی	اَلْحَيُّ۔ جو آپ زندہ ہے	اَلْقَيُّوْمُ۔ عالم کا قائم
رکھنے والا	نَزَّلَ۔ اس نے نازل کی	عَلَيْكَ۔ تجھ پر	اَلْكِتٰبَ۔ کتاب
بِالْحَقِّ۔ سچی	مُصَدِّقًا۔ تصدیق کرنے والا		لِّمَا۔ اس کی
بَيْنَ۔ جو درمیان	يَدَيْهِ۔ ہاتھوں کے ہے	وَ۔ اور	اَنْزَلَ۔ نازل کی
اَلتَّوْرٰىةَ۔ توریت	وَ۔ اور	الْاِنْجِيْلَ۔ انجیل	مِنْ قَبْلُ۔ اس سے پہلے

marfat.com

هُدًى۔ ہدایت
فُرْقَانَ۔ فیصلہ کرنے والا
بِاٰیٰتِ۔ آیات
شَدِیْدٌ۔ سخت
ذُوْ۔ صاحب
لَا۔ نہیں
فِی۔ بیچ
فِی۔ بیچ
یُصَوِّرُ۔ شکل بناتا ہے
کَیْفَ۔ جس طرح
اِلَّا۔ مگر
هُوَ۔ وہ اللہ
اَلْکِتٰبَ۔ کتاب
والی ہیں
وَ۔ اور
فَاَمَّا۔ تو جو
زَیْغٌ۔ کجی ہے
تَشَابَہَ۔ مشتبہ ہیں
وَ۔ اور
مَا۔ نہیں
اللّٰہُ۔ اللہ
الْعِلْمِ۔ علم کے
کُلٌّ۔ سب ہے
مَا۔ نہیں
الْاَلْبَابِ۔ عقل

لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے
اِنَّ۔ بیشک
اللّٰہِ۔ اللہ سے
وَ۔ اور
انْتِقَامٍ۔ انتقام ہے
یَخْفٰی۔ مخفی رہتی
الْاَرْضِ۔ زمین کے
السَّمَآءِ۔ آسمان کے
کُمْ۔ تمہاری
یَشَآءُ۔ چاہے
هُوَ۔ وہی
الَّذِیْ۔ وہ ہے جس نے
مِنْہُ۔ اسکی کچھ
هُنَّ۔ وہی
اُخَرُ۔ دوسری
الَّذِیْنَ۔ ایسے ہیں کہ
یَتَّبِعُوْنَ۔ سو وہ پیچھے لگتے ہیں
مِنْہُ۔ ان سے
ابْتِغَآءَ۔ چاہتے ہیں
یَعْلَمُ۔ جانتا
وَ۔ اور
یَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
مِّنْ عِنْدِ۔ طرف سے
یَذَّکَّرُ۔ نصیحت پکڑتے
رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب

وَ۔ اور
الَّذِیْنَ۔ وہ جو
لَهُمْ۔ انکے لیے
اللّٰہُ۔ اللہ
اِنَّ۔ بیشک
عَلَیْہِ۔ اس پر
وَ۔ اور
هُوَ۔ وہ اللہ
فِی۔ بیچ
لَا۔ نہیں
الْعَزِیْزُ۔ غالب
اَنْزَلَ۔ اتاری
اٰیٰتٌ۔ آیتیں
اُمُّ۔ اصل
مُتَشٰبِھٰتٌ۔ مشتبہ معنی والی ہیں
فِیْ۔ بیچ
ابْتِغَآءَ۔ چاہتے ہیں
تَاْوِیْلِہٖ۔ اس کا مطلب
تَاْوِیْلَہٗ۔ اس کا مطلب
الرّٰسِخُوْنَ۔ جو پختہ ہیں
اٰمَنَّا۔ ہم ایمان لائے
رَبِّنَا۔ ہمارے رب کی
اِلَّا۔ مگر
لَا۔ نہ

اَنْزَلَ۔ اتارا
کَفَرُوْا۔ کافر ہوئے
عَذَابٌ۔ عذاب ہے
عَزِیْزٌ۔ غالب ہے
اللّٰہَ۔ اللہ
شَیْءٌ۔ کوئی چیز
لَا۔ نہ
الَّذِیْ۔ وہ ہے جو
الْاَرْحَامِ۔ رحموں کے
اِلٰہَ۔ کوئی معبود
الْحَکِیْمُ۔ حکمت والا
عَلَیْکَ۔ تجھ پر
مُّحْکَمٰتٌ۔ صاف معنے
الْکِتٰبِ۔ کتاب ہیں
قُلُوْبِهِمْ۔ انکے دلوں کے
مَا۔ اس کے جو
الْفِتْنَۃِ۔ فتنہ
وَ۔ اور
اِلَّا۔ مگر
فِی۔ بیچ
بِہٖ۔ اس کے ساتھ
وَ۔ اور
اُولُوا۔ صاحب
تُزِغْ۔ ٹیڑھا کر

marfat.com

قُلُوْبَنَا۔ ہمارے دلوں کو   بَعْدَ۔ بعد   اِذْ۔ اس کے کہ   هَدَيْتَنَا۔ تو نے ہم کو
ہدایت دی   وَ۔ اور   هَبْ دے   لَنَا۔ ہم کو
مِنْ لَّدُنْكَ۔ اپنی جناب سے   رَحْمَةً۔ رحمت   اِنَّكَ۔ بیشک تو
اَنْتَ۔ تو ہی ہے   اَلْوَهَّابُ دینے والا   رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب   اِنَّكَ۔ بیشک تو
جَامِعُ۔ جمع کرنیوالا ہے   النَّاسِ۔ لوگوں کو   لِيَوْمٍ۔ اسدن کے لیے کہ   لَا۔ نہیں
رَيْبَ۔ شک   فِيْهِ۔ اس میں   اِنَّ۔ بیشک   اللّٰهَ۔ اللہ
لَا۔ نہیں   يُخْلِفُ۔ بدلتا   الْمِيْعَادَ۔ وعدہ۔

مختصر تفسیر پہلا رکوع ۔ پ۳ ۔ سورہ آل عمران

اس سورۂ مبارکہ کا نام سورۃ آل عمران ہے اس کو مدنی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں دو سو آیتیں تین ہزار چار سو اسی کلمے چودہ ہزار پانچ سو بیس حرف ہیں (خازن)

توریت میں اس سورۃ مبارکہ کا نام طیبہ ہے اس کے علاوہ اس کا نام سورۃ کنز سورۃ مجادلہ اور سورۃ استغفار بھی ہے یہ تمام مضامین کی مناسبت سے ہیں۔

اس سورت میں حضرت عمران کی بیوی انکے بچوں کے حالات بیان کیے گئے ہیں اس لیے اس کا نام سورۃ آل عمران رکھا گیا۔

حضرت مریم کے والد اور عیسٰی علیہ السلام کے نانا حضرت عمران تھے۔ اس سورۃ کی سورۃ بقرہ سے چند طرح کی مناسبت ہے۔

سورۃ بقرہ میں بنی اسرائیل کو خطاب تھا اس سورۃ میں عیسائیوں کو خطاب ہے سورۃ بقرہ میں حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ ہے اور اس سورۃ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کا واقعہ۔

عیسائیوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو صرف اس لیے خدا کا بیٹا مانا کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اللہ تعالٰے نے حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ پہلے اس لیے بیان کیا کہ وہ بغیر ماں باپ کے تھے ان کی پیدائش عجیب تر ہے۔

حضور اکرم نبی محترم مدینہ منورہ میں جب تشریف لائے اور دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعاعیں اطراف عالم میں پھیلنے لگیں تو مدینہ کے آس پاس کے لوگ اس حق دین سے منکر ہو گئے۔

marfat.com

مثن سورۃ مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ یہ آیت وفد نجران کے حق میں نازل ہوئی جو ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا۔ اس وفد میں چودہ سردار تھے اور تین اس قوم کے بڑے مقتدا تھے ایک کا نام عاقب تھا جسے عبدالمسیح کہتے تھے۔ یہ شخص امیر قوم تھا اور نجرانی عیسائی بغیر اس کی رائے کے کوئی کام نہیں کرتے تھے اور دوسرا سردار ایہم تھا یہ اپنی قوم کا معتمد اعظم تھا اور مالیات کا افسر اعلیٰ۔ خورد و نوش اور رسدوں کے تمام انتظامات اسی کے ماتحت تھے۔ تیسرا ابو حارثہ ابن علقمہ تھا۔ یہ نجران کے نصاریٰ کے تمام علماء اور پادریوں کا پیشوائے اعظم تھا۔ سلاطین روم اس کی دینی عظمت تسلیم کرتے تھے اور اس کا اکرام و ادب ملحوظ رکھتے تھے۔ یہ تمام لوگ نہایت تزک و احتشام سے قیمتی پوشاکوں میں ملبوس بغرض حضور سیدیوم اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور بغرض مناظرہ آئے۔

جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر ادا کر رہے تھے ان لوگوں کی نماز کا وقت بھی آچکا تھا بنا بریں انہوں نے بھی مسجد نبوی ہی میں جانب مشرق متوجہ ہو کر اپنی نماز شروع کر دی جب یہ فارغ ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسلام لاؤ تو کہنے لگے ہم لوگ آپ سے پہلے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ غلط ہے اور تمہارا دعوے جھوٹا ہے تمہیں اسلام سے تمہارا عقیدہ روکتا ہے۔

تمہارے اعتقاد میں اللہ کی اولاد ہے۔ تم صلیب کی پوجا ضروری سمجھتے ہو۔ تم خنزیر کو حلال جانتے اور کھاتے ہو۔

انہوں نے جواب دیا اگر عیسیٰ خدا کے بیٹے نہ ہوں تو بتائیے کہ عیسیٰ کا باپ کون ہے۔ اس پر وفد کے تمام افراد نے بولنا شروع کر دیا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ بیٹا باپ سے ضرور مشابہ ہوتا ہے سب کا انہوں نے اقرار کیا۔

پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب حی لایموت ہے اس کے لیے موت محال ہے اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت آنے والی ہے یعنی آنی متوفیک میں اس کی خبر ہے اس کا بھی انہوں نے اقرار کیا

پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب بندوں کا کارساز ہے اور سب کا حافظ حقیقی اور رازق مطلق ہے انہوں نے کہا ہاں یہ بھی صحیح ہے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایسے ہی ہیں۔ سب بولے نہیں۔

marfat.com

فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالے پر زمین و آسمان کی کوئی شے پوشیدہ نہیں انہوں نے اقرار کیا۔
تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر تعلیم الٰہی اس میں سے کچھ جانتے ہیں انہوں نے کہا نہیں۔
پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حمل میں رہے پیدا ہونے والوں کی طرح پیدا ہوئے بچوں کی طرح غذا دیے گئے کھاتے پیتے تھے۔ عوارض بشری رکھتے تھے۔ انہوں نے اس کا اقرار کیا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وہ کیسے اللہ ہو سکتے ہیں جیسا کہ تمہارا گمان ہے اس پر وہ سب کے سب رہ گئے اور ان سے کوئی جواب بن نہ آیا۔
اس پر سورۂ آل عمران اول سے کچھ اوپر اسی آیتیں نازل ہوئیں (خازن)
اس مناظرے سے عاجز ہو کر وہ مباہلہ پر آمادہ ہوئے جس کا ذکر اسی سورت میں آئے گا۔ پھر مباہلہ کی بھی ہمت نہ رہی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضور علیہ السلام سچے نبی ہیں۔

فائدہ

صفات الٰہیہ میں حی یعنی دائم و باقی کے ہیں یعنی اس کی ہمیشگی ایسی ہے کہ جس پر موت نہیں۔
قیوم وہ ہیں جو قائم بالذات ہو اور خلق اپنی دنیوی و اخروی زندگی میں جو حاجتیں رکھتی ہے اس کی تدبیر فرمائے۔ سورۃ کے شروع میں الٓمّٓ آیا ہے اس میں مقطعات کے اشارات ہیں۔ الف۔ لام میم کے ذریعہ فرمایا اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَمُحَمَّدٌ رَسُوْلُهٗ۔ ہم وہ اللہ ہیں کہ کوئی معبود نہیں سوائے ہمارے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ یا یہ اشارہ ہے اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ غَيْرِيْ وَمُحَمَّدٌ حَبِيْبِيْ وَرَسُوْلِيْ۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ؕ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۙ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ؕ

اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ خود زندہ اور عالم کا رکھنے والا اس نے تجھ پر کتاب نازل فرمائی سچائی کے ساتھ پہلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور دوسرے توریت اور انجیل اس نے پہلے نازل کی لوگوں کو ہدایت کرتی اور نازل کیا فیصلہ کرنے والا فرقان۔ بیشک وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے ان کے لیے سخت

marfat.com

عذاب ہے اور اللہ بدلہ لینے والا ہے۔

یعنی اے لوگو! اللہ وہ ذات ہے کہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ہی ہمیشہ زندہ ہے اور عالم کو قائم رکھنے والا ہے۔ اولاد سے پاک ہے اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نے آپ پر ایسی کتاب اتاری جو بالکل سچی ہے حق ہے پچھلی ساری کتابوں کی تصدیق فرماتی ہے۔ اللہ تعالٰی نے ایسے احکام نازل فرمائے جو حق و باطل میں فرق کریں۔

اس میں آیات الٰہیہ کے انکار کرنے والوں میں وفد نجران کے نصاریٰ بھی داخل ہیں۔ باقی تمام مضمون واضح ہے۔ محتاج تفسیر نہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

بے شک نہیں پوشیدہ اللہ پر کچھ زمین میں اور نہ آسمان میں وہی ہے وہ جو صورتیں بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے۔ (یعنی نقش و نگار و الوان انسانی ذکور و اناث کی صورت میں کالی گوری وجیہ کریہہ وغیرہ) چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے کہ

سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا مادہ منویہ جس سے تم پیدا ہوتے ہو شکم مادر میں چالیس روز جمع رہتا ہے۔ اس کے بعد بصورت علقہ چالیس دن میں خون بستہ کی شکل اختیار کرتا ہے پھر چالیس دن مضغہ بن کر گوشت کے لوتھڑے کی صورت میں رہتا ہے پھر اللہ تعالٰی ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کا رزق، اس کی عمر، اس کے عمل، اس کا انجام کار اس کی سعادت و شقاوت سب لکھتا ہے پھر اس میں نفخ روح ہوتا ہے تو اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آدمی جنتیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے یعنی تقرب الی اللہ میں بہت ہی بڑھ جاتا ہے تو کتاب تقدیر سبقت کرتی ہے اور اس کی زندگی کا نقشہ بدلتا ہے تو وہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے اور اس پر اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بدی کرنے والے کا حال ہے کہ اخیر میں قضا و قدر کی مطابقت اس سے جنتیوں کے سے عمل کراتی ہے اور اس کا خاتمہ اس پر ہوتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

marfat.com

اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا ہے (اس میں بھی نصاریٰ کا رد ہے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے اور ان کی عبادت کرتے ہیں)

وہ ہے وہ ذات جس نے تم پہ کتاب اتاری۔ اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں (یعنے ان کے لفظی معنی ہی ایسے واضح ہوتے ہیں جن میں کوئی احتمال و اشتباہ نہیں) احکام میں ان پر عمل ہوتا ہے اور حلال و حرام پر انہیں کے ماتحت عمل ہے۔

اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے (وہ چند وجوہ کا احتمال رکھتی ہیں ان میں کسی وجہ کو ترجیح دینا ترجیح بلا وجہ ہے)

اس سے جو مراد الٰہی ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے (یا جسے اللہ تعالےٰ اس کا علم دے) تو وہ جن کے دلوں میں کجی ہے (یعنی گمراہ۔ آزاد منش۔ اقتدار پسند۔ بد مذہب آزاد اسلام سے۔ بے تعلق ہوا پنے نفسانی کے مارے) وہ کجی کی وجہ سے اشتباہ والی آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں (اور ان کے ظاہر حکم پر فتوے دے کر ظاہر پرستی میں مل جاتے ہیں یا تاویل باطل کرتے ہیں اور یہ نیک نیتی سے نہیں بلکہ شک و شبہ میں لوگوں کو ڈالنے کے لیے (جمل)

اس کا پہلو تاویلی نکالتے ہیں اس کی تاویلیں ڈھونڈتے ہیں (اور اپنی خواہشوں کے مطابق نا اہل ہوتے ہوئے تاویلیں گھڑتے ہیں (خازن وجمل)

اور حقیقت حال یہ ہے کہ ان کی تاویل اللہ ہی جانتا ہے (یا جسے وہ اپنے کرم و عطا سے نواز دے (جمل) اور پختہ علم (جیسے حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ فرماتے ہیں میں رَاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ سے ہوں۔

اور مجاہد سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں ان سے ہوں جو متشابہ کی تاویل جانتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ راسخ فی العلم وہ عالم باعمل ہے جو علم دین کا متبع ہو۔

ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے کہ راسخ فی العلم وہ ہیں جن میں چار صفتیں ہوں۔ تقوی اللہ کا۔ تواضع لوگوں سے۔ زہد دین سے اور مجاہدہ نفس کے ساتھ (خازن)

کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے (کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو معنی اس کے مراد ہیں حق ہیں۔ اور اس کا نازل فرمانا حق ہے۔ حکمت ہے) كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا سب ہمارے رب کے پاس سے ہے (محکم ہو یا متشابہ) اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے (ظاہر ہے کہ تاویل رکیک ڈھونڈھ کر گمراہی پھیلانے

marfat.com

والے اقتدار پسند بے دین طبقہ کے لوگ ہی ہیں اور ایسے نفس پرست کج دل جو ہیں وہ ہلاک ہوں گے)
اس لیے آگے تعلیم دعا کی گئی کہ ہمارے حضور اس طرح توفیق خیر طلب کیا کرو۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو بڑا دینے والا ہے۔ اے رب ہمارے بے شک تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے اس دن جس میں کوئی شک نہیں (یعنی یوم قیامت یوم حساب) بیشک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کذب باری منافی الوہیت ہے۔ لہٰذا جناب اقدس میں کذب محال اور اس کی طرف نسبت کذب کرنا سخت بے ادبی و بدعقیدگی ہے۔ (تفسیر ابوالسعود)

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع پ۳ سورۃ آل عمران

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْــــًٔـا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝

جو لوگ کافر ہوئے (اس دن) نہ تو ان کا مال ہی خدا کے عذاب سے ان کو بچا سکے گا اور نہ ان کی اولاد کچھ کام آئے گی، اور یہ لوگ آتش جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

ان کا حال بھی فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کا سا ہوگا جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی تھی تو خدا نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب عذاب میں پکڑ لیا تھا اور خدا سخت عذاب کرنے والا ہے۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

(اے محبوب) کافروں سے کہہ دو کہ تم (دنیا میں بھی) عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے اور (آخرت میں) جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بری جگہ ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

تمہارے لیے دو گروہوں میں جو (جنگ بدر کے دن) آپس میں بھڑ گئے (قدرت خدا کی عظیم الشان) نشانی

marfat.com

وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَن يَشَاءُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ

تھی ایک گروہ (مسلمانوں کا تھا وہ) خدا کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ (کافروں کا تھا وہ) ان کو اپنی آنکھوں سے اپنے سے دوگنا مشاہدہ کر رہا تھا۔ اور خدا اپنی نصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے۔ جو اہل بصیرت ہیں ان کے لیے اس (واقعے) میں بڑی عبرت ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ

لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور خدا کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے۔

قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ

(اے پیغمبر ان سے) کہو کہ بھلا میں تم کو ایسی چیز بتاؤں جو ان چیزوں سے کہیں اچھی ہو (سنو) جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے لیے خدا کے ہاں باغات (بہشت) ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ عورتیں ہیں اور (سب سے بڑھ کر) خدا کی خوشنودی اور خدا (اپنے نیک) بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

جو خدا سے التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو ہمارے گناہ معاف فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ

یہ وہ لوگ ہیں جو (مشکلات میں) صبر کرتے اور سچ بولتے اور عبادت میں لگے رہتے اور (راہ خدا میں) خرچ کرتے اور اوقات سحر میں گناہوں کی معافی مانگا کرتے ہیں۔

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا

خدا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف

marfat.com

بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ؕ
اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قف
وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا
بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ
اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝
فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ
لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ
فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ
وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَ
اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

قائم ہیں وہ بھی (گواہی دیتے ہیں کہ) کہ اس غالب
حکمت والے کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔
دین تو خدا کے نزدیک اسلام ہے اور اہل کتاب نے
جو (اس دین سے) اختلاف کیا تو علم حاصل ہونے کے
بعد آپس کی ضد سے کیا۔ اور جو شخص خدا کی آیتوں
کو نہ مانے تو خدا جلد حساب لینے والا اور سزا
دینے والا ہے
اے محبوب اگر یہ لوگ تم سے جھگڑنے لگیں تو کہنا کہ
میں اور میرے پیرو تو خدا کے فرمانبردار ہو چکے۔ اور
اہل کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے کہو کہ کیا تم بھی
(خدا کے فرمانبردار بنتے اور) اسلام لاتے ہو؟ اگر یہ لوگ
اسلام لے آئیں تو بے شک ہدایت پالیں اور اگر
(تمہارا کہا) نہ مانیں تو تمہارا کام صرف خدا کا پیغام
پہنچا دینا ہے اور خدا اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

لفظی ترجمہ

اِنَّ - بیشک	اَلَّذِیْنَ - وہ جو	کَفَرُوْا - کافر ہوئے	لَنْ - ہرگز نہ
تُغْنِیَ - بچا سکے گا	عَنْهُمْ - ان کو	اَمْوَالُهُمْ - ان کا مال	وَ - اور
لَا - نہ	اَوْلَادُهُمْ - انکی اولاد	مِّنَ اللّٰهِ - اللہ سے	شَیْئًا - کچھ
وَ - اور	اُولٰٓئِكَ - یہی ہیں	هُمْ - وہ جو	وَقُوْدُ - ایندھن ہیں
النَّارِ - جہنم کا	كَدَاْبِ - مثل	اٰلِ - آل	فِرْعَوْنَ - فرعون کے
وَ - اور	الَّذِیْنَ - ان کے جو	مِنْ قَبْلِهِمْ - ان سے پہلے تھے	
كَذَّبُوْا - جھٹلایا	بِاٰیٰتِنَا - ہماری آیتوں کو	فَاَخَذَ - تو پکڑا	هُمْ - ان کو
اللّٰهُ - اللہ نے	بِذُنُوْبِهِمْ - ان کے گناہوں پر	وَ - اور	اللّٰهُ - اللہ

marfat.com

شَدِیۡدُ۔ سخت　　الۡعِقَابِ۔ عذاب والا ہے　　قُلۡ۔ کہہ　　لِّلَّذِیۡنَ۔ ان کو جو

كَفَرُوۡا۔ کافر ہوئے　　سَتُغۡلَبُوۡنَ۔ تم جلدی مغلوب ہو جاؤ گے　　وَ۔ اور

تُحۡشَرُوۡنَ۔ تم اکٹھے کیے جاؤ گے　　اِلٰی۔ طرف　　جَهَنَّمَ۔ جہنم کی

وَ۔ اور　　بِئۡسَ۔ برا ہے　　الۡمِهَادُ۔ بچھونا　　قَدۡ۔ بیشک

كَانَ۔ تھی　　لَكُمۡ۔ تمہارے لیے　　اٰيَةٌ۔ نشانی　　فِیۡ۔ بیچ

فِئَتَيۡنِ۔ دو جماعتوں کے جو　　الۡتَقَتَا۔ ٹکرائیں　　فِئَةٌ۔ ایک جماعت

تُقَاتِلُ۔ لڑتی تھی　　فِیۡ۔ بیچ　　سَبِيۡلِ۔ راہ　　اللّٰهِ۔ اللہ کے

وَ۔ اور　　اُخۡرٰی۔ دوسری　　كَافِرَةٌ۔ کافر تھی　　يَّرَوۡنَهُمۡ۔ وہ دیکھتے تھے

ان کو　　مِّثۡلَيۡهِمۡ۔ اپنے سے دگنا　　رَاۡیَ۔ دیکھنا　　الۡعَيۡنِ۔ ظاہر آنکھ کا

وَ۔ اور　　اللّٰهُ۔ اللہ　　يُؤَيِّدُ۔ تائید کرتا ہے　　بِنَصۡرِهٖ۔ اپنی مدد سے

مَنۡ۔ جس کی　　يَّشَآءُ۔ چاہے　　اِنَّ۔ بیشک　　فِیۡ۔ بیچ

ذٰلِكَ۔ اس کے　　لَعِبۡرَةً۔ عبرت ہے　　لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ۔ آنکھ والوں کے لیے

زُيِّنَ۔ زینت دی گئی　　لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے　　حُبُّ۔ محبت　　الشَّهَوٰتِ۔ خواہشات کی

مِنَ النِّسَآءِ۔ عورتوں سے　　وَ۔ اور　　الۡبَنِيۡنَ۔ اولادیں　　وَ۔ اور

الۡقَنَاطِيۡرِ۔ ڈھیر　　الۡمُقَنۡطَرَةِ۔ جمع شدہ　　مِنَ الذَّهَبِ۔ سونے　　وَ۔ اور

الۡفِضَّةِ۔ چاندی سے　　وَ۔ اور　　الۡخَيۡلِ۔ گھوڑے　　الۡمُسَوَّمَةِ۔ نشاندار

وَ۔ اور　　الۡاَنۡعَامِ۔ چارپائے　　وَ۔ اور　　الۡحَرۡثِ۔ کھیتی

ذٰلِكَ۔ یہ　　مَتَاعُ۔ سامان ہے　　الۡحَيٰوةِ۔ زندگی　　الدُّنۡيَا۔ دنیا کا

وَ۔ اور　　اللّٰهُ۔ اللہ　　عِنۡدَهٗ۔ اسکے پاس ہے　　حُسۡنُ۔ اچھا

الۡمَاٰبِ۔ ٹھکانہ　　قُلۡ۔ فرمائیے　　اَؤُنَبِّئُكُمۡ۔ کیا میں تمہیں بتلاؤں

بِخَيۡرٍ۔ بہتر　　مِّنۡ ذٰلِكُمۡ۔ اس سے　　لِلَّذِيۡنَ۔ انکے لیے　　اتَّقَوۡا۔ جو ڈرے

عِنۡدَ۔ نزدیک　　رَبِّهِمۡ۔ انکے رب کے　　جَنّٰتٌ۔ باغ ہیں　　تَجۡرِیۡ۔ رواں ہیں

مِنۡ تَحۡتِهَا۔ انکے نیچے　　الۡاَنۡهٰرُ۔ نہریں　　خٰلِدِيۡنَ۔ ہمیشہ رہیں گے　　فِيۡهَا۔ ان میں

وَ۔ اور　　اَزۡوَاجٌ۔ بیویاں　　مُّطَهَّرَةٌ۔ پاک　　وَّ۔ اور

رِضۡوَانٌ۔ خوشنودی　　مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے　　وَ۔ اور　　اللّٰهُ۔ اللہ

marfat.com

بَصِیْرٌ دیکھنے والا ہے
رَبَّنَا اے ہمارے رب
لَنَا ہم کو
عَذَابَ عذاب
الصّٰدِقِیْنَ سچے
اَلْمُنْفِقِیْنَ خرچ کرنے والے
مانگنے والے
اَنَّہٗ اسکی کہ
وَ اور
قَآئِمًا جو قائم ہیں
اِلَّا مگر
اِنَّ بیشک
الْاِسْلَامُ اسلام ہے
الَّذِیْنَ ان لوگوں نے
مِنْ بَعْدِ بعد
الْعِلْمُ علم
مَنْ جو
فَاِنَّ تو بیشک
فَاِنْ پھر اگر
وَجْھِیَ اپنا چہرہ
اتَّبَعَنِ میرے پیرو ہیں
اُوْتُوا دیے گئے
ءَ کیا
فَقَدِ تو بیشک
تَوَلَّوْا منہ پھیریں

بِالْعِبَادِ بندوں کو
اِنَّنَا بیشک ہم
ذُنُوْبَنَا ہمارے گناہ
النَّارِ آگ سے
وَ اور
بِالْاَسْحَارِ سحری کے وقت
لَا نہیں
الْمَلٰٓئِکَةُ فرشتے
بِالْقِسْطِ انصاف پہ
ھُوَ وہی
الدِّیْنَ دین
وَ اور
اُوْتُوا جو دیے گئے
مَا کہ جو
بَغْیًا سرکشی سے
یَّکْفُرْ کفر کرے
اللّٰہَ اللہ
حَآجُّوْكَ جھگڑیں تجھ سے
لِلّٰہِ اللہ کے لیے
وَ اور
الْکِتٰبَ کتاب
اَسْلَمْتُمْ تم مسلمان ہوئے
اھْتَدَوْا ہدایت پا گئے
فَاِنَّمَا تو صرف

اَلَّذِیْنَ وہ جو
اٰمَنَّا ایمان لائے
وَ اور
الصّٰبِرِیْنَ صبر کرنے والے
الْقٰنِتِیْنَ فرمانبردار
وَ اور
شَھِدَ گواہی دیتا ہے
اِلٰہَ کوئی معبود
وَ اور
لَا نہیں
الْعَزِیْزُ غالب
عِنْدَ نزدیک
مَا نہ
الْکِتٰبَ کتاب
جَآءَ آیا
بَیْنَھُمْ آپس میں
بِاٰیٰتِ آیات
سَرِیْعُ جلدی
فَقُلْ تو کہہ
وَ اور
قُلْ کہہ
وَ اور
فَاِنْ پھر اگر
وَ اور
عَلَیْكَ آپ کے ذمہ

یَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں
فَاغْفِرْ سو بخش دے
قِنَا بچا ہم کو
وَ اور
وَ اور
الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بخشش
اللّٰہُ اللہ
اِلَّا ھُوَ مگر وہی
اُولُوا الْعِلْمِ علم والے
اِلٰہَ کوئی معبود
الْحَکِیْمُ حکمت والا
اللّٰہِ اللہ کے
اخْتَلَفَ اختلاف کیا
اِلَّا مگر
ھُمْ ان کے پاس
وَ اور
مِنْ اللہ سے
الْحِسَابِ حساب لینے والا
اَسْلَمْتُ میں نے جھکایا
مَنِ جو
لِلَّذِیْنَ ان کو جو
الْاُمِّیّٖنَ ان پڑھوں کو
ءَاَسْلَمْتُمْ مسلمان ہو جاتے ہیں
اِنْ اگر
الْبَلٰغُ پہنچانا ہے

marfat.com

وَ - اور | اللّٰہُ - اللہ | بَصِیۡرٌ - دیکھنے والا ہے | بِالۡعِبَادِ - بندوں کو

مختصر تفسیر دوسرا رکوع - پ ۳ سورۃ آل عمران

اِنَّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا لَنۡ تُغۡنِیَ عَنۡهُمۡ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ شَيۡـــًٔا ؕ وَاُولٰۤـئِكَ هُمۡ وَقُوۡدُ النَّارِۙ ۝ كَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَۙ وَالَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوۡبِهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۝

بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ سے انہیں کچھ نہ بچا سکیں گے اور وہی دوزخ کے ایندھن ہیں جیسے فرعون والوں اور ان سے پہلے لوگوں کا طریقہ کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو اللہ نے ان کے گناہوں پر ان کو پکڑا اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔

اس سے سارے کفار مراد ہیں خواہ اہل کتاب ہوں یا مشرکین بعض نے کہا کہ اس سے وفد نجرانی عیسائی مراد ہیں جو اپنی آمدنی بند ہو جانے کے خوف سے اسلام قبول نہ کرتے تھے (روح المعانی)

لَنۡ تُغۡنِیَ عَنۡهُمۡ - تُغۡنِیَ غِنًا سے بنا اس کے معنی کفایت اور بے پرواہی ہیں۔ جب اس کے بعد عَنۡ آتا ہے تو اکثر دفع کرنے کے معنی دیتا ہے بغیر عَنۡ کے اس کے معنی کفایت ہوتا ہے اس سے سارے جمع شدہ مال مراد ہیں۔

اَوۡلَادُ - ولد کی جمع ہے یہاں بیٹے مراد ہیں۔ مصیبت میں آدمی پہلے مال خرچ کرتا ہے پھر اولاد اسی لیے پہلے مال کا ذکر ہوا پھر اولاد کا۔ یہاں مِنۡ، عِنۡدَ کے معنی میں ہے۔ اس کے معنی ہوئے جنہوں نے رسول محترم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ تعالے کی طرف سے آنے ہوئے عذاب کو ان سے ہرگز دفع نہ کر سکیں گے اور وہ جہنم کے ایندھن ہیں گے جیسے کہ آگ لکڑی کے رگ وریشہ میں سرایت کر جاتی ہے۔

کَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ - داب کے معنی کوشش کرنا۔ زور لگانا۔

آل۔ اصل میں اہل تھا۔ اصطلاح میں بال بچوں کو کہتے ہیں اور متبعین کو بھی آل کہتے ہیں اس سے فرعون کے پیروکار مراد ہیں۔

کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا - ان سب نے ہماری آیتوں کو یا ہمارے معجزات کو جھٹلایا تو اس کا انجام یہ ہوا

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوۡبِهِمۡ - اخذ کے معنی پکڑنا یعنی ان سب کو اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لیا۔

marfat.com

وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ - اللہ تعالےٰ سخت عذاب والا ہے۔ عقاب، عقب سے بنا اس کے معنے پیچھے کے ہیں

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۔ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ

فرما دیجئے ان کو جو کافر ہیں عنقریب تم مغلوب ہو گے اور تمہارا حشر دوزخ جہنم کی طرف ہے اور وہ بہت ہی برا بچھونا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب بدر میں کفار کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم شکست دے کر مدینہ طیبہ واپس آئے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود کو جمع کر کے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور اس سے پہلے اسلام لے آؤ کہ تم پر ایسی مصیبت نازل ہو جیسی بدر میں قریش پر آئی تم جان چکے ہو کہ میں نبی مرسل ہوں تم اپنی کتابوں میں یہ لکھا پاتے ہو۔ اس پر یہود نے جواب دیا کہ قریش فن حرب سے ناآشنا تھے اس وجہ سے پٹ گئے اگر ہم سے مقابلہ ہو تو ہم بتا دیں گے کہ مقابلہ اس کو کہتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں فرمایا گیا۔

سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ - تم عنقریب مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے

چنانچہ جب مقابلہ ہوا تو ایسا ہی ہوا کہ مغلوب ہوئے قید ہوئے ان پر جزیہ مقرر ہوا ایک روز میں چھ سو یہودی قتل ہوئے اور کافی گرفتار ہوئے۔ اہل خیبر کو جزیہ منظور کرنا پڑا ان سب کا دم خم ختم ہو گیا اور قرآن کی پیشگوئی پوری ہوئی۔

بے شک تمہارے لیے نشانی تھی (یعنی یہود کو خطاب فرمایا اب بھی بیان ہے کہ بعض مفسرین کے نزدیک تمام کفار اس کے مخاطب ہیں اور بعض نے کہا اس میں مومنین کو عبرت دلائی گئی ہے جن معرکہ جنگ) میں جو آپس میں بھڑ پڑے (یعنی جب وہ میدان میں ہوں) ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑتا (یعنی حضور کا گروہ خود رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قائد تھے ان کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ ستتر مہاجر تھے اور دو سو چھتیس انصار تھے۔ مہاجرین میں سے علمبردار حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تھے اور انصار کے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اس لشکر میں کل دو گھوڑے ستر اونٹ چند زرہ آٹھ تلواریں تھیں۔

بدر میں چودہ صحابہ شہید ہوئے۔ چھ مہاجر اور آٹھ انصار) اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا (ان کی تعداد نو سو پچاس تھی ان کا سردار عتبہ بن ربیعہ تھا ان کے پاس سو سواروں کا رسالہ تھا اور سات سو اونٹ اور کافی

marfat.com

زرہ اور ہتھیار تھے۔ جمل)

انہیں ان کی آنکھوں سے دیکھنے سے دو ناد کھایا اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے (عام اس سے کہ اس کی تعداد قلیل ہو اور سازو سامان میں وہ کتنے ہی کمزور ہوں) بے شک اس میں عقل والوں کے لیے عبرت ہے لوگوں کے لیے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ ۝

زُيِّنَ لِلنَّاسِ۔ زُيِّنَ۔ تزیین سے بنا۔ اس کے معنی ظاہری ٹیپ ٹاپ۔ اصطلاح میں ہر ظاہری زیبائش کو بھی زینت کہتے ہیں۔ یعنی لوگوں کے دلوں میں ان چیزوں کی محبت پیدا کی گئی

مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ اس سے بیٹے بیٹیاں مراد ہیں

مزین کی گئی ان کی خواہش نفسانی کی محبت عورتوں سے اور بیٹوں سے اور تلے اوپر ڈھیر سونے چاندی کے اور چلیہ لگائے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے (تا کہ شہوت پرستوں اور خدا پرستوں کے مابین فرق و امتیاز ظاہر ہو جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا۔ دنیا کے ان سازو سامان سے کچھ عرصہ نفع پہنچتا ہے آخر یہ فنا ہو جاتے ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ متاع دنیا سے وہ نفع حاصل کرے اور اسے ایسی جگہ خرچ کرے جس میں اس کی عاقبت کی درستی اور سعادت آخرت حاصل ہو) اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے (یعنی جنت تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کی طرف ہی رغبت کی جائے اور دنیائے ناپائیدار کے فانی مرغوبات و لذائذ سے دل نہ لگایا جائے)

قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝

قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ ذَٰلِكُمْ۔ آپ فرما دیجئے کہ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتادوں پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس باغیچے ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ستھری بیبیاں اور اللہ کی خوشنودی اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔

أَؤُنَبِّئُكُمْ۔ کیا میں تمہیں بتلاؤں یہ لفظ نبأ سے ہے جس کے معنی ہیں عظیم الشان خبر یا غیب کی خبر لفظی معنی ہیں خبر دینے والا۔

marfat.com

مِنْ ذٰلِکُمْ میں عورتوں، اولاد۔ سونے چاندی کے ڈھیر اور اچھے گھوڑے سب کی طرف اشارہ ہے۔ اس آیت میں فرمایا کہ دنیا کے متاعِ فانی سے بہتر جو چیز ہے وہ جنت ہے جس میں نماز عوارض سے پاک بیبیاں اور ہر ناقابلِ پسند باتوں سے پاک ہیں اور اللہ اپنے بندوں کے اعمال و افعال کا دیکھنے والا ہے۔

آگے ارشاد ہے

اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ اَلصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْمُنْفِقِیْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ

وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ صبر والے اور سچے اور ادب والے اور (راہ خدا میں) خرچ کرنے والے اور پچھلی رات میں معافیاں مانگنے والے۔ یہ کہنے والے قول اور ارادے اور نیت میں سچے ہیں اور یہ پچھلے پہر آخر شب میں دعا و استغفار کرتے ہیں۔

اٰمَنَّا۔ ایمان سے بنا یعنی تصدیق کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب تجھ پر، تیرے نبی پر، تیری کتابوں پر ایمان لائے۔

فَاغْفِرْ لَنَا۔ اِغْفِرْ۔ غفر یعنی چھپانا۔ درگذر کرنا۔ ذُنُوب گناہ یعنی اے ہمارے رب ہمارے گناہ کو چھپا لے یا معاف کر دے۔

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔

اَلصّٰبِرِیْنَ۔ صبر سے بنا۔ اس کے معنی روکنا۔ عبادت پر صبر، گناہوں سے صبر، تکلیف پر صبر، جہاد میں صبر سب داخل ہیں۔

اَلصّٰدِقِیْنَ۔ صدق سے بنا۔ سچائی کلام میں جھوٹ سے بچنا۔ ہر کام پورا کرنا۔

اَلْقٰنِتِیْنَ۔ قنوت سے بنا اس کے معنی اطاعت اس میں جانی مالی۔ بدنی ہر طرح کی اطاعت داخل ہے۔

امام زجاج فرماتے ہیں کہ اس سے اطاعت عبادت پر پابندی کرنا مراد ہے (روح المعانی)

اَلْمُنْفِقِیْنَ۔ انفاق سے بنا اس کے معنی خرچ کرنا ہے۔

اَلْمُسْتَغْفِرِیْنَ۔ استغفار۔ مٹانا۔ چھپانا۔

اَسْحَار۔ سحر کی جمع ہے۔ سحر اس وقت کو کہتے ہیں جب رات کا اندھیرا صبح کے اجالے میں مل جاتا ہو (فاشدا کا) اس سے آخر شب میں نماز پڑھنے اور دعا و استغفار کا ثبوت اور فضیلت نکلتی ہے۔

اور بات بھی وہی ہے ؎

دلا بسوز کہ سوزِ تو کارہا بکند
دعائے نیم شبی دفعِ صد بلا بکند

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ بیٹا مرغ سے کم نہ رہنا کہ وہ سحر سے ہی اپنے رب

marfat.com

کی یاد کرتا ہے اور تو بچھونے پر سوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ ہر رات جبکہ تہائی حصہ باقی رہتا ہے تو آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں قبول کروں کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کو دوں کوئی ہے جو گناہ بخشوائے اور میں بخش دوں (بخاری)

حضرت امام حسن فرماتے ہیں کہ تہجد کی نماز سحر تک پڑھتے اور پھر استغفار کرتے ہیں حضرت نافع فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر ساری رات عبادت سے زندہ رکھتے پھر مجھ سے دریافت فرماتے اے نافع کیا سحر ہوگئی میں عرض کرتا نہیں پھر نماز میں مشغول ہو جاتے حتی کہ سحر ہو جاتی پھر تو با استغفار کرتے رہتے۔

مسئلہ:- جو شخص سنت فجر کے بعد ستر بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ اور اول آخر درود شریف پڑھے وہ متقین کے درجہ میں ہو جائے گا۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَالْمَلٰٓىٕكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآىٕمًۢا بِالْقِسْطِؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ گواہی دی اللہ نے کہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عزت و حکمت والا ہے۔

شَهِدَ - شہود - اس کے معنی گواہی کے ہیں۔ شہد فعل ماضی ہے اس کا فاعل تین ذات ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتے۔ علماء۔

اللہ تعالیٰ کی یہ گواہی آسمانی کتابوں میں برابر آتی رہی کائنات کا ایک ایک ذرہ شہادت دے رہا ہے کہ عبادت کے لائق رب العالمین کے سوا کوئی نہیں۔ کتب الٰہی کی شہادت نقلی دلیل کی حیثیت رکھتی ہے اور زمین آسمان کی تمام چیزیں عقلی دلیل کا کام دیتی ہیں۔

الْمَلٰٓىٕكَةُ - فرشتے بھی یہ گواہی دیتے ہیں۔

اُولُوا الْعِلْمِ - علم والے عالم علم حقائق اشیاء اور معرفت حق کا نام ہے۔ انبیاء اولیاء کرام مراد ہیں۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ شام کے احبار یعنی علماء یہود سے دو شخص حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب انہوں نے مدینہ طیبہ دیکھا تو آپس میں بولے کہ نبی آخر الزمان کے شہر کی یہی صفت ہے جو شہر طیبہ میں پائی جاتی ہے جب آستانۂ اقدس پر حاضر آئے تو انہوں نے حضور کے روئے زیبا کو دیکھ کر حلیہ توریت کے مطابق دیکھ کر پہچان لیا اور عرض کیا آپ محمد ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں عرض کیا حضور ہم ایک سوال کرتے ہیں اگر آپ نے اس کا ٹھیک جواب دیدیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے

marfat.com

حضور نے فرمایا سوال کرو۔ انہوں نے عرض کیا کتاب اللہ میں سب سے بڑی شہادت کونسی ہے؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس کو سن کر دونوں حبر یعنی عالم مسلمان ہو گئے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کعبہ معظمہ میں تین سو ساٹھ بت تھے جب مدینہ طیبہ میں یہ آیت نازل ہوئی تو کعبہ کے اندر وہ سب بت سجدہ میں گر گئے۔

قَآئِمًا بِالْقِسْطِ۔ قائمًا قیام سے بنا اس کے معنی کھڑا ہونا ہے۔ سیدھا کرنا۔

بِالْقِسْطِ۔ قائم کرنے والا لغوی معنی ہیں حصہ۔ اصطلاح میں انصاف کو قسط کہتے ہیں اس سے مراد انبیاء کرام اور اولیاء کرام ہیں۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور نہیں اختلاف میں پڑے وہ جنہیں کتاب دی گئی مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آچکا اپنے دلوں کی جلن سے اور جو اللہ کی آیتوں کا منکر ہو تو اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے

دِیْنَ۔ کے معنی بدلہ یا مذہب کے ہیں یعنی وہ طریقہ فکر و عمل جو ایک شخص یا قوم کے افکار و اعمال کی بنیاد ہو۔

اَلْاِسْلَامُ۔ حکم برداری۔ اسلام کے لفظی معنی سونپ دینے کے ہیں۔ مسلمان اپنے آپ کو ہمہ تن اللہ تبارک و تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں اس کے احکام کے سامنے اپنی گردن جھکا کر اقرار کرتے ہیں اللہ نے بندوں کے لیے جو طریقہ پسند فرمایا ہے وہ اسلام یعنی اطاعت گذاری اور فرمانبرداری ہے جس کی مکمل اور آخری صورت حضور پرنور صلی اللہ نے عطا فرمائی۔

ہر اصولی مذہب کو دین کہا جا سکتا ہے خواہ سچا ہو یا جھوٹا مگر اسلام حق اور سچے دین ہی کو کہا جائے گا۔ اصول عقائد کو دین کہتے ہیں اور فروعی مسائل کو مذہب۔ عیسائی یہودیوں میں دینی اختلاف ہے اسی لیے یہاں دین ارشاد ہوا۔

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۔ اوتوا الکتاب سے یا یہودی مراد ہیں یا عیسائی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے وصال کے وقت ستر آدمیوں کو چن کر انہیں توریت سپرد کی تھی۔ ان سے تبلیغ دین کا عہد لیا۔ یوشع علیہ السلام کو ان کا امیر مقرر کیا۔ تین پشت تک یہ سب لوگ ہدایت پر رہے پھر ان کی اولاد نے دنیاوی طمع سے دین کو بگاڑ دیا۔

marfat.com

إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ - مگر اس کے بعد کہ آچکا انکے پاس علم اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی پسندیدہ دین ہے۔

اس آیت میں واضح کیا کہ دین اسلام کے سوا کوئی اور دین اللہ کے یہاں مقبول نہیں۔ یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار جو اپنے دین کو افضل اور مقبول کہتے ہیں وہ باطل ہے۔ یہ آیت خصوصیت سے یہود و نصاریٰ کے رد میں وارد ہوئی جنہوں نے اسلام کو قبول نہ کیا سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے اختلاف کیا اور یہ واقعہ ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے پہچان لیا تھا کہ جس نبی کی صفت توریت اور انجیل میں ہے وہ نبی ہیں جس کی سابقہ کتب الٰہیہ میں خبریں دی گئی ہیں وہ یہی ذات اقدس ہے مگر انہوں نے اختلاف کیا اور اختلاف کا سبب محض حسد اور اقتدار پسندی اور منافع دنیوی کا طمع ہے۔

فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝

پھر اے محبوب اگر وہ تم سے حجت کریں تو فرما دیں میں نے اپنا منہ اللہ کے حضور جھکایا اور جو میرے پیرو ہیں اور کتابیوں اور ان پڑھوں سے فرما دیں کیا تم نے گردن جھکائی تو اگر وہ گردن جھکائیں جب تو راہ پا گئے اور اگر منہ پھیریں تو تم پر بجز اس کے نہیں کہ آپ پر حکم پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

حَاجُّوا۔ حاج سے بنا جس کا مادہ حجت ہے یعنی دلیل۔ اصطلاح میں کج بحثی کو کہتے ہیں۔ یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر کفار آپ سے اسلام میں کج بحثی کریں۔

فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ - أَسْلَمْتُ۔ اسلام سے بنا اس کے معنی اخلاص اطاعت۔

وَجْهِ۔ چہرے کو کہتے ہیں۔ یعنی آپ اے محبوب فرما دیں کہ میں نے اپنی ذات کو یا اپنے عمل کو یا اپنے چہرے کو اللہ کے لیے خالص کر لیا۔ اس کا مطیع بنا لیا اس عبارت سے کفار کو دعوت اسلام دینا مراد ہے۔

وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ۔ اس سے سارے اہل کتاب مراد ہیں اور امیین سے سارے مشرکین مراد ہیں۔

أُمِّيِّينَ۔ امی کی جمع ہے بے پڑھے کو امی اسی لیے کہتے ہیں کہ جیسے وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا ویسا ہی رہا۔

أَأَسْلَمْتُمْ۔ یہاں بھی اسلام بمعنی اطاعت ہے۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہر خاص و عام

marfat.com

پڑھے بے پڑھے چھوٹے بڑے سے فرمادیں کہ تم اسلام کی اتباع قبول کرتے ہو یا نہیں۔
فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا۔ اسلام میں ہدایت ہے۔ اہتداء سے مراد گمراہی سے نکلنا ہے یا اپنے نفع کو بچاتا ہے۔ (کبیر)
اس میں اس امر کی وضاحت کی گئی کہ حضور یہ اعلان فرمایئں کہ میں اور میرے متبعین اللہ کے فرمانبردار اور مطیع ہیں۔ ہمارا دین ہی خالص توحید ہے جس کی صحت تمہیں خود اپنی کتابوں سے بھی ثابت ہو چکی ہے تو اس میں تمہارا ہم سے جھگڑا کرنا بالکل باطل ہے اور جتنے کافر غیر کتابی ہیں انہیں اس حکم میں داخل فرما کر انہیں میں مشرکین عرب کو بھی شمار کیا۔ اخیر میں حضرت سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی اور فرمایا۔
وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ۔ اور اگر وہ منہ پھیریں تو تم پر تو یہی ہے کہ حکم پہنچا دو۔ وہ تم نے پورا کر ہی دیا ہے اس سے انہوں نے نفع نہ اٹھایا وہ نقصان میں رہے آپ ان کے ایمان نہ لانے سے رنج نہ فرمایئں۔
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔ عباد سے سارے مومن کافر مراد ہیں یعنی اللہ تعالٰے سب کو دیکھنے والا ہے مومنوں کو ثواب اور کافروں کو عذاب دے گا۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ آل عمران پ۳

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝	جو لوگ خدا کی آیتوں کو نہیں مانتے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں اور جو انصاف کا حکم دیتے ہیں انہیں بھی مار ڈالتے ہیں ان کو دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سنادو۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۙ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝	یہ ایسے لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہیں اور ان کا کوئی مددگار نہیں (ہوگا)
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝	بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب خدا (یعنی تورات) سے بہرہ دیا گیا اور وہ (اس) کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ (ان کے تنازعات کا) ان میں فیصلہ کر دے تو ایک فریق ان میں سے کج ادائی

marfat.com

کے ساتھ منہ پھیر لیتا ہے۔

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

یہ اس لیے کہ یہ اس بات کے قائل ہیں کہ (دوزخ کی) آگ ہمیں چند روز کے سوا چھو ہی نہیں سکے گی اور جو کچھ یہ دین کے بارے میں بہتان باندھتے رہے ہیں اس نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔

فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

تو اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ان کو جمع کریں گے (یعنی) اس روز جس (کے آنے) میں کچھ بھی شک نہیں اور ہر نفس اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۖ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۖ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق بخشتا ہے۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝

مومنوں کو چاہیئے کہ مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اس سے خدا کا کچھ (عہد) نہیں ہے ہاں اگر اس طریق سے تم ان (کے شر) سے بچاؤ کی صورت پیدا کرو (تو مضائقہ نہیں) اور خدا تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف (تم کو) لوٹ کر جانا ہے۔

قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ

(اے پیغمبر) لوگوں سے کہہ دو کہ کوئی بات تم اپنے دلوں

marfat.com

تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ

میں مخفی رکھو یا اسے ظاہر کرو خدا اس کو جانتا ہے اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اس کو سب کی خبر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
جس دن ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی کو موجود پا لے گا اور ان کی برائی کو بھی دیکھ لے گا تو آرزو کرے گا کاش اس میں اور اس برائی میں دور کی مسافت ہو جاتی اور خدا تم کو اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔

لفظی ترجمہ

اِنَّ۔ بیشک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	یَکْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے ہیں	بِاٰیٰتِ۔ آیتوں
اللّٰہِ۔ اللہ کی کا	وَ۔ اور	یَقْتُلُوْنَ۔ قتل کرتے ہیں	النَّبِیّٖنَ۔ نبیوں کو
بِغَیْرِ۔ بغیر	حَقٍّ۔ حق کے	وَ۔ اور	یَقْتُلُوْنَ۔ قتل کرتے ہیں
الَّذِیْنَ۔ ان کو	یَاْمُرُوْنَ۔ جو حکم کرتے ہیں		بِالْقِسْطِ۔ انصاف کا
مِنَ النَّاسِ۔ لوگوں سے	فَبَشِّرْ۔ تو بشارت دو	ھُمْ۔ ان کو	بِعَذَابٍ۔ عذاب
اَلِیْمٍ۔ دردناک کی	اُولٰٓئِکَ۔ یہ ہیں	الَّذِیْنَ۔ وہ	حَبِطَتْ۔ جن کے ضائع
ہوئے	اَعْمَالُھُمْ۔ عمل	فِی۔ بیچ	الدُّنْیَا۔ دنیا
وَ۔ اور	الْاٰخِرَۃِ۔ آخرت کے	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
لَھُمْ۔ ان کے لیے	مِنْ۔ کوئی	نّٰصِرِیْنَ۔ مددگار	اَ۔ کیا
لَمْ۔ نہیں	تَرَ۔ دیکھا تو نے	اِلَی۔ طرف	الَّذِیْنَ۔ ان کی
اُوْتُوْا۔ جو دیے گئے	نَصِیْبًا۔ کچھ حصہ	مِنَ الْکِتٰبِ۔ کتاب سے	
یُدْعَوْنَ۔ وہ بلائے جاتے ہیں		اِلٰی۔ طرف	کِتٰبِ۔ کتاب
اللّٰہِ۔ اللہ کے	لِیَحْکُمَ۔ تاکہ فیصلہ کرے	بَیْنَھُمْ۔ ان کے درمیان	ثُمَّ۔ پھر
یَتَوَلّٰی۔ پھر جاتا ہے	فَرِیْقٌ۔ ایک فرقہ	مِّنْھُمْ۔ ان میں سے	وَ۔ اور

marfat.com

هُمْ۔ وہ　مُّعْرِضُوْنَ۔ مڑتے تھے　ذٰلِكَ۔ یہ　بِاَنَّهُمْ۔ اس لیے کہ

قَالُوْا۔ وہ کہتے تھے　لَنْ۔ ہرگز نہ　تَمَسَّنَا۔ چھوئے گی ہمیں　النَّارُ۔ آگ

اِلَّآ۔ مگر　اَيَّامًا۔ دن　مَّعْدُوْدٰتٍ۔ گنتی کے　وَ۔ اور

غَرَّ۔ فریب دیا　هُمْ۔ انکو　فِيْ۔ بیچ　دِيْنِهِمْ۔ انکے دین کے

مَّا۔ جو　كَانُوْا۔ تھے　يَفْتَرُوْنَ۔ افترا کرتے　فَكَيْفَ۔ تو کیسا ہوگا

اِذَا۔ جب　جَمَعْنٰهُمْ۔ اکٹھا کریں گے ہم ان کو　لِيَوْمٍ۔ اس دن کے

لَّا۔ نہیں　رَيْبَ۔ شک　فِيْهِ۔ اس میں　وَ۔ اور

وُفِّيَتْ۔ پورا پورا دیا جائے گا　كُلُّ۔ ہر　نَفْسٍ۔ آدمی

مَّا۔ جو　كَسَبَتْ۔ اس نے کمایا ہوگا　وَ۔ اور

هُمْ۔ وہ　لَا۔ نہ　يُظْلَمُوْنَ۔ ظلم کیے جائیں گے

قُلِ۔ کہہ　اللّٰهُمَّ۔ اے اللہ　مٰلِكَ۔ مالک　الْمُلْكِ۔ ملکوں کے

تُؤْتِي۔ دیتا ہے تو　الْمُلْكَ۔ ملک　مَنْ۔ جسے　تَشَآءُ۔ چاہے۔

وَ۔ اور　تَنْزِعُ۔ چھین لیتا ہے　الْمُلْكَ۔ ملک　مِمَّنْ۔ جس سے

تَشَآءُ۔ چاہے　وَ۔ اور　تُعِزُّ۔ عزت دیتا ہے　مَنْ۔ جسے

تَشَآءُ۔ چاہے　وَ۔ اور　تُذِلُّ۔ ذلیل کرتا ہے　مَنْ۔ جسے

تَشَآءُ۔ چاہے　بِيَدِكَ۔ تیرے ہی ہاتھ میں ہے　الْخَيْرُ۔ بھلائی

اِنَّكَ۔ بیشک تو　عَلٰى۔ اوپر　كُلِّ۔ ہر　شَيْءٍ۔ چیز کے

قَدِيْرٌ۔ قادر ہے　تُوْلِجُ۔ ڈالتا ہے　الَّيْلَ۔ رات کو　فِي۔ بیچ

النَّهَارِ۔ دن کے　وَ۔ اور　تُوْلِجُ۔ ڈالتا ہے　النَّهَارَ۔ دن کو

فِي۔ بیچ　الَّيْلِ۔ رات کے　وَ۔ اور　تُخْرِجُ۔ نکالتا ہے

الْحَيَّ۔ زندہ کو　مِنَ الْمَيِّتِ۔ مردہ سے　وَ۔ اور　تُخْرِجُ۔ نکالتا ہے

الْمَيِّتَ۔ مردہ کو　مِنَ الْحَيِّ۔ زندہ سے　وَ۔ اور　تَرْزُقُ۔ تو رزق دیتا ہے

مَنْ۔ جسے　تَشَآءُ۔ چاہے　بِغَيْرِ۔ بغیر　حِسَابٍ۔ حساب کے

لَا۔ نہ　يَتَّخِذِ۔ پکڑیں　الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مومن　الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کو

اَوْلِيَآءَ۔ دوست　مِنْ دُوْنِ۔ سوائے　الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں کے　وَ۔ اور

marfat.com

مَنْ - جو	یَّفْعَلْ - کرے	ذٰلِكَ - ایسا	فَلَیْسَ - تو نہیں ہے
مِنَ اللّٰہِ - اللہ کی طرف سے		فِیْ - بیچ	شَیْءٍ - کسی چیز کے
اِلَّا - مگر	اَنْ - یہ کہ	تَتَّقُوْا - ڈرو تم	مِنْھُمْ - ان سے
تُقٰۃً - ڈرنا	وَ - اور	یُحَذِّرُ - ڈراتا ہے	کُمُ - تمکو
اللّٰہُ - اللہ	نَفْسَہٗ - اپنی ذات سے	وَ - اور	اِلَی - طرف
اللّٰہِ - اللہ کی ہے	الْمَصِیْرُ - پھرنا	قُلْ - کہہ	اِنْ - اگر
تُخْفُوْا - چھپاؤ تم	مَا - جو	فِیْ - بیچ	صُدُوْرِکُمْ - تمہارے
سینوں کے ہے	اَوْ - یا	تُبْدُوْہُ - ظاہر کرو اسے	یَعْلَمْہُ - جانتا ہے اسکو
اللّٰہُ - اللہ	وَ - اور	یَعْلَمُ - جانتا ہے	مَا - جو
فِیْ - بیچ	السَّمٰوٰتِ - آسمانوں کے ہے وَ - اور		مَا - جو
فِیْ - بیچ	الْاَرْضِ - زمین کے ہے	وَ - اور	اللّٰہُ - اللہ
عَلٰی - اوپر	کُلِّ - ہر	شَیْءٍ - چیز کے	قَدِیْرٌ - قادر ہے
یَوْمَ - جس دن	تَجِدُ - پائے گا	کُلُّ - ہر	نَفْسٍ - شخص
مَّا - جو	عَمِلَتْ - عمل کیا ہوگا	مِنْ خَیْرٍ - نیک	مُّحْضَرًا - سامنے
وَ - اور	مَا - جو	عَمِلَتْ - عمل کیے ہوں گے	مِنْ سُوْٓءٍ - برے
تَوَدُّ - چاہے گا	لَوْ - کاش	اَنَّ - یہ کہ	بَیْنَھَا - اچھے کام کے
وَ - اور	بَیْنَہٗ - اس آدمی کے درمیان ہو		اَمَدًا - فاصلہ
بَعِیْدًا - لمبا	وَ - اور	یُحَذِّرُ - ڈراتا ہے	کُمُ - تم کو
اللّٰہُ - اللہ	نَفْسَہٗ - اپنی ذات سے	وَ - اور	اللّٰہُ - اللہ
رَءُوْفٌ - مہربان ہے	بِالْعِبَادِ - بندوں پر		

مختصر تفسیر تیسرا رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۳

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۱۱۔ وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا۔

marfat.com

اَلَّذِیْنَ سے سارے کفار مراد ہیں
اٰیٰتِ اللّٰہِ سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالٰے کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں یا چھپاتے ہیں
یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ۔ یہ وہ پچھلے پیغمبر ہیں جو یہود کے ہاتھوں شہید ہوئے۔
وَیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ۔

اور انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کیا انہیں بشارت دو دردناک عذاب کی اور وہ ہیں جن کے عمل اکارت ہوگئے دنیا و آخرت میں اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

بنی اسرائیل نے ایک دن صبح کو ایک ساعت میں سنتالیس نبی شہید کر ڈالے اور جب ان میں سے ایک سو بارہ عابدوں نے انہیں نیکیوں کا حکم دیا اور بدیوں سے روکا تو اسی روز شام کو انہیں بھی قتل کر ڈالا۔

اس آیت کریمہ میں سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے یہود کو توبیخ بتایا گیا اس لیے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ اس بدترین فعل سے راضی تھے۔

اس آیت سے یہ امر واضح ہوا کہ انبیاء کرام کی جناب میں بے ادبی کرنا کفر ہے اور کفر کرنے سے تمام اعمال صالحہ اکارت ہو جاتے ہیں اور مددگار و ناصر روز قیامت اگر کسی کا نہیں ہوگا تو وہ صرف کافر اور بے دین و گمراہ لوگ ہی ہیں۔ معصیت شعار گنہگار مسلمان صحیح الایمان جماعت کی طرف سے قیامت کے دن مددگار ہوں گے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے فرمایا کہ میں نے سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ یا حبیب اللہ قیامت کے دن سخت تر عذاب کسے ہوگا۔ فرمایا اسے جو پیغمبر کو قتل کرے اور اسے جو نصیحت کرنے والے کو قتل کرے۔ آگے ارشاد ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ وَّغَرَّهُمْ فِیْ دِیْنِهِمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ○

کیا تو نے نہ دیکھا انہیں جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا وہ بلائے جاتے ہیں کتاب اللہ کی طرف کہ وہ ان کا فیصلہ کرے پھر انہیں کا ایک گروہ اس سے منحرف ہو کر پھر جاتا ہے یہ جرأت انہیں اس لیے ہوئی کہ وہ کہتے ہیں ہمیں ہرگز آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دنوں ان میں انہیں فریب دیا اس جھوٹ اور افتراء نے جو وہ

marfat.com

باندھتے تھے۔

ہمزہ استفہامیہ ہے۔ سوال تعجب میں تمام مسلمانوں کو متعجب کرنا مقصود ہے۔

تَرَ۔ کا فاعل حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

اَلَّذِیْنَ۔ میں بعض اہل کتاب مراد ہیں جنکا اللہ نے قرآن پاک میں ذکر کیا ہے۔

نَصِیْبٌ۔ نصب سے بنا اس کے معنی ہیں رکھنا۔ اسی لیے گھڑے ہوئے بت کو نصب کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں مقرر حصہ کو نصیب کہتے ہیں۔

کِتَاب سے مراد توریت یا لوح محفوظ ہے (روح المعانی)

یُدْعَوْنَ اِلٰی کِتَابِ اللّٰہِ۔ یعنی ان کو بلایا جاتا ہے۔ قرآن کریم یا توریت کے فیصلہ کی طرف

لِیَحْکُمَ بَیْنَہُمْ یَحْکُمُ۔ حکم سے بنا اس کے معنی ہیں فیصلہ اسی لیے قاضی کو حاکم اور جج کو حکم کہتے ہیں۔ یہاں فیصلہ سے مراد یا دین ابراہیمی کا فیصلہ ہے یا زنا کے حکم کا

ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْہُمْ وَّہُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ ثم ترتیب یا مہلت کے لیے آتا ہے یعنی وہ فوراً ہی توریت سے منہ موڑ گئے تھے۔

یَتَوَلّٰی۔ کے معنی ہیں منہ موڑنا۔ پیٹھ پھیرنا

فَرِیْقٌ۔ یعنی گروہ۔ اس سے مراد اہل کتاب کے رؤسا یا علماء ہیں جنہوں نے منہ موڑنے میں پیش قدمی کی تھی۔

مُّعْرِضُوْنَ۔ ان کا دائمی منہ پھیرنا مراد ہے

ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ قَالُوْا۔ قول سے مراد دلی اعتقاد یا زبانی بات ہے۔ یہ بات کہ انہوں نے کتاب اللہ سے انکو حق جاننے کے بعد منہ موڑا انہوں نے اپنے اوپر عذاب الٰہی کے ہونے کو اپنے برے اعتقاد کے سبب سہل سمجھ رکھا ہے۔

قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ

تَمَسَّ۔ مَسٌّ سے بنا اس کے معنی چھونا۔

اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ سے تھوڑی مدت مراد ہے یعنی گنتی کے دن۔ یہود کا عقیدہ یہ تھا کہ ہم آگ میں ایک ہفتہ یا چالیس دن سے زیادہ نہیں رہیں گے کیونکہ ہمارے بزرگوں نے چالیس دن بچھڑا پوجا تھا اتنی ہی مدت میں جہنم میں ہم رہیں گے خواہ کچھ بھی کریں۔ اس کا رد فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ جھوٹا افترا ہے۔

وَغَرَّہُمْ فِیْ دِیْنِہِمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ۔

marfat.com

غَرَّ - غرور سے بنا۔ اس کے معنی دھوکہ دینا ہے۔

یَفْتَرُوْنَ - فری سے بنا۔ اس کے معنی کاٹنا ہے۔ اصلاح کے لیے کاٹنے کو فری کہتے ہیں۔ ان کے گھڑے ہوئے عقیدوں نے انہیں دھوکے میں ڈال دیا جس کو وہ دین سمجھے بیٹھے ہیں۔ عیسائی کفارہ مسیح کے معتقد ہوئے اور یہودی شفاعت بزرگاں کے اعتماد میں کفر کر بیٹھے۔ (روح المعانی)

آیت کریمہ میں من الکتاب سے توریت اور کتاب اللہ سے قرآن کریم مراد ہے۔ یہود کو توریت کے علوم اور احکام نیک سکھائے گئے تھے جس میں سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور دین اسلام کی حقانیت کے احکام کی تفصیل بیان ہے لیکن ان میں سے بہت سے یہود منحرف ہو گئے اور ایسا نہیں کیا۔

اس آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں تشریف لے گئے اور وہاں یہود کو اسلام کی دعوت دی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یونہی منقول ہے اس پر نعیم بن عمر اور حارث بن زید نے کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کس دین پر ہیں حضور نے فرمایا ملت ابراہیم پر وہ کہنے لگے حضرت ابراہیم تو یہودی تھے۔ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توریت لاؤ ابھی ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ اس پر جمے اور منکر ہو گئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس تقدیر پر آیت میں توریت ہی مراد ہے۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک یہ بھی روایت ہے کہ یہود خیبر میں سے ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا تھا اور توریت میں اس جرم کی سزا پتھر مار مار کر ہلاک کر دینا تھی لیکن چونکہ یہ لوگ اونچے خاندان کے تھے اس لیے انہوں نے ان کا سنگسار کرنا گوارا نہ کیا اور اس امید پر یہ معاملہ حضور کے پاس لائے کہ شاید آپ سنگساری کا حکم نہ دیں مگر حضور نے ان دونوں کے سنگسار کرنے کا حکم دیا اس پر یہود طیش میں آئے اور کہنے لگے اس گناہ کی یہ سزا نہیں آپ نے ظلم کیا۔ حضور نے فرمایا اچھا یہ فیصلہ توریت پہ کرو۔ کہنے لگے یہ انصاف کی بات ہے ہمیں منظور ہے۔

چنانچہ توریت لائی گئی اور عبد اللہ بن صوریا جو یہود کے بڑے عالم تھے انہیں پڑھنے کو کہا گیا انہوں نے پڑھا جب آیت رجم آئی جس میں سنگسار کرنے کا حکم تھا عبد اللہ نے اس پر ہاتھ رکھ لیا اور اس آیت کو چھوڑ دیا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام نے اس کا ہاتھ ہٹا کر آیت پڑھ دی یہودی ذلیل ہوئے اور وہ یہودی مرد و عورت جنہوں نے زنا کیا تھا حضور کے حکم سے سنگسار کیے گئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حضرت عبد اللہ بن سلام کا نام پہلے حصین تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا نام عبد اللہ رکھا۔ سنہ ۴۳ھ میں وصال ہوا۔ آگے ارشاد ہے۔

marfat.com

فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ وَ وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝
تو کیسی ہوگی جب ہم انہیں اکٹھا کریں گے اس دن کے لیے جس میں شک نہیں اور ہر جان کو اس کے کیے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

یہاں توبیخاً انہیں یوم قیامت سے ڈرایا گیا۔ ظلم سے مراد نقصان ہے (روح المعانی)

اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ۔ عرض کی اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے ملک چھین لے۔

مالک یعنی قادر مٰلِكَ الْمُلْكِ کے معنی ہوئے قدرت دینے والا۔ اصطلاح میں کسی پر مضبوط قبضہ رکھنے کو ملک کہا جاتا ہے۔ مٰلِكَ الْمُلْكِ بادشاہوں کا مالک (خازن)

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ۔ یہ جملہ مالک الملک کی وسعت کو بیان کر رہا ہے بعض کے ملک سے سلطنت مراد ہے۔ یعنی زمین پر حکومت مال۔ عزت۔ کھیتی۔ سامان کی زیادتی۔ بعض کے نزدیک ملک سے ساری ملکیتیں مراد ہیں

تَنْزِعُ۔ نَزْعٌ سے بنا اس کے معنی ہیں کسی چیز کو اس کی جگہ سے کھینچ لینا اس عبارت سے یا سلطنت سے محروم کر دینا مراد ہے۔ یا دے کر چھین لینا ہے۔

شان نزول:۔ غزوۂ خندق یعنی احزاب کے موقعہ پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام مجاہدین اسلام کو حکم دیا کہ خندق کو کھودا جائے ہر دس صحابہ پر چالیس گز زمین تقسیم فرمادی کہ وہ کھودیں۔ عمرو بن عوف فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت سلمان فارسی اور حذیفہ بن یمان اور نعمان بن مقرن انصاری ایک جگہ کھدائی کر رہے تھے کہ اچانک زمین میں ایک سخت پتھر نمودار ہوا وہ نہیں ٹوٹتا تھا۔ اس سے ہماری کدالیں بیکار ہو گئیں ہم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے اور تمام واقعہ عرض کیا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کدال خود لی اور حضرت سلمان کے ساتھ خندق میں اتر گئے۔ اس پتھر پہ جب چوٹ پڑی تو اس سے سفید چمک نمودار ہوئی سب نے تکبیر کہی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس وقت حیرہ کے محل دکھائے گئے ہیں۔

پھر دوسری چوٹ پر پھر چمک پیدا ہوئی فرمایا مجھے شام کی زمین دکھائی گئی ہے۔ تیسری چوٹ پر پھر روشنی نمودار ہوئی اور پتھر ٹوٹ گیا۔ فرمایا مجھے صنعاء کے محل ظاہر کیے گئے ہیں اور جبریل امین نے خبر دی ہے کہ میری امت کی سلطنت ان سب پر ہوگی۔

صحابہ نے خوش ہو کر الحمد للہ کہا جس پر منافقین ہنسنے لگے اور انہوں نے کہا کہ مسلمان مدینہ میں بیٹھے ہوئے

marfat.com

حیرہ وصنعاء جیسے مضبوط ملکوں کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ ان میں باہر نکل کر کفار سے لڑنے کی طاقت نہیں چھپنے کے لیے خندق کھود رہے ہیں اور حیرہ وصنعاء وکسریٰ جیسے مضبوط ملکوں کی امید باندھ رہے ہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (کبیر۔ روح المعانی)

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہاتھ ہے بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ۔

تُعِزُّ۔ عزت سے بنا اس کے معنی غلبہ ہیں۔

تُذِلُّ۔ ذل سے بنا۔ اس کے معنی مغلوبیت وحقارت ہے

عزت سے دینی عزت مراد ہے جیسے ایمان۔ تقویٰ۔ مخلوق کے دل میں ہیبت یا حکومت وسلطنت ساری چیزیں مراد ہو سکتی ہیں۔

تُذِلُّ۔ میں دنیوی ذلت ونکبت وغیرہ

بِيَدِكَ الْخَيْرُ سے مراد قدرت ہے یعنی دین دنیا کی تمام بھلائیاں تیرے ہی قبضہ میں ہیں۔ ہدایت ایمان، عرفان کا صرف تو ہی مالک حقیقی ہے۔

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ خیر وشر کا وہی مالک ہے۔

فتح مکہ کے وقت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ملک فارس وروم کی سلطنت کا وعدہ دیا تو یہود ومنافقین نے اسے بہت مشکل سمجھا اور کہنے لگے کہاں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور کہاں فارس وروم کے ملک وہ بڑی قوت اور حفاظت والے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آخر کار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان بشارت پورا ہوا

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ۔ تو دن کا حصہ رات میں ڈالے اور رات کا حصہ دن میں ڈالے۔ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ اور تو نکالتا ہے زندہ مردے سے اور نکالتا ہے مردہ زندے سے اور رزق دیتا ہے جسے چاہے بے حساب۔

تُوْلِجُ۔ ایلاج سے بنا اس کے معنی ہیں تنگ جگہ میں داخل ہونا۔

لَيْل۔ سے مراد رات ہے۔

نَهَار سے مراد دن ہے۔

ان کے داخل کرنے سے مراد رات دن کا گھٹنا بڑھنا ہے۔ موسم گرما میں دن بندہ گھنٹے کا ہوجاتا ہے

marfat.com

اور رات نو گھنٹے کی ہو جاتی ہے۔

اور سردی میں اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے جناب باری تبارک وتعالی نے اس میں رات کے بڑھنے اور دن کے گھٹانے کی تشبیہ جو دی اس سے یہ امر واضح کیا کہ جب رات دن میں گھٹاؤ بڑھاؤ اس کی قدرت کاملہ سے ہوتا ہے تو فارس وروم سے ملک لے کر غلامان مصطفی کو عطا کر دینا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے۔

وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ اور

تو نکالتا ہے زندہ مردے سے اور رزق دیتا ہے جسے چاہے بے حساب۔

حَیّ۔ حیات سے مشتق ہے اور

مَیِّت۔ موت سے بنا

حی سے جانور اور میت سے بے جان مراد ہے یعنی تو زندہ کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے۔

جب مردہ بچہ زندہ پیٹ سے اور زندہ بچہ مردے کے شکم سے نکالنا اس کی قدرت میں ہے تو ایک ملک ایک سے لے کر کسی کو دے دینا کیا مستبعد ہے اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ زندہ انسان کو نطفہ بے جان سے اور پرندے کے زندہ بچے کو بے روح انڈے سے اور زندہ دل مومن کو مردہ دل کافر سے اور زندہ سے مردہ نکالنا اس طرح جیسے زندہ انسان سے نطفہ بے جان نکالتا ہے۔

یونہی سبز گھاس کو خشک دانہ سے اور خشک دانہ کو سبز گھاس سے۔ ہرے بھرے درخت کو خشک بیج سے ایسے ہی مومن کو کافر اور کافر کو مومن سے نکالتا ہے۔

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ جسے چاہتا ہے لے بہت یا بلا حساب کتاب دیتا ہے۔ ایسی جگہ سے دیتا ہے جہاں سے وہم وگمان بھی نہ ہو۔

اس کے بعد انسانی تہذیب کے ساتھ مسلمان کی معاشرتی زندگی کا تذکرہ اور تعلیم ہے۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝

مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے

لَا يَتَّخِذِ۔ اس کا مادہ اخذ ہے اس کے معنی اختیار کرنا۔ بنانا گر معنی اختیار ہو تو اولیاء کا فرین کا حال ہوگا

marfat.com

اَوْلِيَآءَ - ولی کی جمع ہے۔ اس کے معنی قرب یا مدد۔ یعنی مسلمان کافروں کو دوست و مددگار نہ بنائیں
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ. دُوْن کے معنی کوتاہ یا پیچھے رہنے والا ہیں یعنی مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا
دوست نہ بناؤ

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِىْ شَىْءٍ - جو کفار سے محبت کرے گا یا انہیں اپنا مددگار بنائے
گا وہ اللہ کی دوستی کے کسی درجہ میں بھی نہیں کیونکہ دشمن کا بھی دشمن ہے۔

اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً - اتقاء مصدر ہے۔ اس کا معنی بچنا۔ ڈرنا۔

مِنْهُمْ کا مرجع کفار ہیں۔ کفار کو کبھی کسی حال میں کسی غرض کے لیے دوست نہ بناؤ۔

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ - اللہ تم کو اپنے عذاب سے یا اپنے سے ڈراتا ہے۔ یعنی ان کافروں کو اپنا
دوست بنانے سے۔

شانِ نزول:- حضرت عبادہ بن صامت نے جنگ احزاب کے دن حضور سید یوم النشور صلے
اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ساتھ پانچسو یہودی میرے حلیف ہیں میرا خیال ہے کہ میں دشمن کے مقابلہ
میں ان سے مدد حاصل کروں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس میں اس امر سے استغناء تعلیم دیا گیا کہ اپنی کمی کا احساس کر کے کافروں سے موالات واستمداد تم
کو جائز نہیں جو کرتا ہے اپنے ہی سپاہیوں کے ساتھ کرتا ہے اور کفار سے دوستی ومحبت ممنوع اور حرام قرار
دی۔ انہیں اپنا رازدار بنانا۔ ان سے موالات کرنا منع کیا۔ البتہ جان یا مال کا خوف ہو تو ایسے وقت ان سے
صرف ظاہری رواداری اور برتاؤ جائز رکھا گیا۔ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِىْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِى الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ فرما دیجئے کہ اگر تم اپنے جی میں بات چھپاؤ یا ظاہر کرو۔ اللہ کو
سب کچھ معلوم ہے اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ
بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًاۢ بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ - جس
دن ہر جان نے جو بھلائی کی ہے سامنے پائے گی اور جو برائی کی وہ امید کرے گا۔ کاش مجھ میں اور اس میں دور کا
فاصلہ ہوتا اور اللہ تمہیں عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

اس میں قیامت کی جزا سزا کا تذکرہ ہے۔ رَءُوْفٌ - کے معنی انتہائی محبت وکرم ہے۔

اَلْعِبَادِ - سے تمام بندے مراد ہیں۔ قرآن کریم میں عباد نیک بندوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

marfat.com

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورہ آل عمران پ۳

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

(اے محبوب لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا
فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝

کہہ دو کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ
وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝

خدا نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا۔

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ
عَلِيمٌ ۝

ان میں سے بعض بعض کی اولاد تھے اور خدا سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي
نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا
فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۝ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ ۝

(وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے) جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار جو (بچہ) میرے پیٹ میں ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں اسے دنیا کے کاموں سے آزاد رکھوں گی تو (اسے) میری طرف سے قبول فرما تو تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي
وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ ۝ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا
وَضَعَتْ ۝ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۝ وَ
إِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا
بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيمِ ۝

جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور جو کچھ ان کے ہاں پیدا ہوا تھا خدا کو خوب معلوم تھا۔ تو کہنے لگیں کہ اے پروردگار میرے تو لڑکی ہوئی ہے اور (نذر کے لیے) لڑکا (موزوں تھا کہ وہ) لڑکی کی طرح (ناتواں) نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

marfat.com

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۚ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

تو پروردگار نے اس کو پسندیدگی کے ساتھ قبول فرمایا اور اسے اچھی طرح پرورش کیا اور زکریا کو اس کا نگران بنایا زکریا جب کبھی عبادت گاہ میں اس کے پاس جاتے تو اس کے پاس کھانا پاتے (یہ کیفیت دیکھ کر ایک دن مریم سے) پوچھنے لگے کہ مریم یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟ وہ بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا ۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اس وقت زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی (اور) کہا کہ پروردگار مجھے اپنی جناب سے اولاد صالح عطا فرما۔ تو بے شک دعا سننے (اور قبول کرنے) والا ہے وہ ابھی عبادت گاہ میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے کہ فرشتوں نے آواز دی کہ (زکریا) خدا انہیں یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو خدا کے فیض (یعنی عیسیٰ) کی تصدیق کریں گے اور سردار ہوں گے اور عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والے اور (خدا کے) پیغمبر (یعنی) نیکوکاروں میں ہوں گے۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۚ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝

زکریا نے کہا اے پروردگار میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہوگا کہ میں تو بڈھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ خدا نے فرمایا اسی طرح خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۚ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝

زکریا نے کہا کہ پروردگار میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما۔ خدا نے فرمایا نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین دن اشارے کے سوا بات نہ کر سکو گے تو (ان دنوں میں) اپنے پروردگار کی کثرت سے یاد اور صبح و شام اس کی تسبیح کر۔

marfat.com

لفظی ترجمہ

قُلْ۔ کہہ	اِنْ۔ اگر	كُنْتُمْ۔ ہو تم	تُحِبُّوْنَ۔ محبت رکھتے
اللّٰهَ۔ اللہ سے	فَاتَّبِعُوْنِيْ۔ تو تم میری پیروی کرو		يُحْبِبْكُمُ۔ اللہ محبت رکھے
گا تم سے	اللّٰهُ۔ اللہ	وَ۔ اور	يَغْفِرْ۔ بخشے گا
لَكُمْ۔ تم کو	ذُنُوْبَكُمْ۔ تمہارے گناہ	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ
غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے	قُلْ۔ کہہ	اَطِيْعُوا۔ کہا مانو
اللّٰهَ۔ اللہ کا	وَ۔ اور	الرَّسُوْلَ۔ رسول کا	فَاِنْ۔ پھر اگر
تَوَلَّوْا۔ منہ پھیریں	فَاِنَّ۔ تو بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	لَا۔ نہیں
يُحِبُّ۔ محبت رکھتا	الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں سے	اِنَّ۔ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ نے
اصْطَفٰى۔ چن لیا	اٰدَمَ۔ آدم کو	وَ۔ اور	نُوْحًا۔ نوح کو
وَ۔ اور	اٰلَ۔ آل	اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم کو	وَ۔ اور
اٰلَ۔ آل	عِمْرٰنَ۔ عمران کو	عَلَى۔ اوپر	الْعٰلَمِيْنَ۔ جہان والوں کے
ذُرِّيَّةً۔ یہ ایک نسل ہے	بَعْضُهَا۔ بعض انکی	مِنْۢ بَعْضٍ۔ بعض سے	وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ	سَمِيْعٌ۔ سنتا	عَلِيْمٌ۔ جانتا ہے	اِذْ۔ جب
قَالَتِ۔ کہا	امْرَاَتُ۔ بیوی	عِمْرٰنَ۔ عمران کی نے	رَبِّ۔ اے رب
اِنِّيْ۔ میں نے	نَذَرْتُ۔ منت مانی ہے	لَكَ۔ تیرے لیے	مَا۔ جو
فِيْ۔ بیچ	بَطْنِيْ۔ میرے پیٹ کے ہے	مُحَرَّرًا۔ آزاد	فَتَقَبَّلْ۔ تو قبول کر
مِنِّيْ۔ مجھ سے	اِنَّكَ۔ بیشک تو	اَنْتَ۔ تو ہی ہے	السَّمِيْعُ۔ سنتا
الْعَلِيْمُ۔ جانتا	فَلَمَّا۔ پھر جب	وَضَعَتْهَا۔ اس کو جنا	قَالَتْ۔ تو کہا
رَبِّ۔ اے میرے رب	اِنِّيْ۔ بیشک میں نے	وَضَعْتُهَا۔ جنا اس کو	اُنْثٰى۔ لڑکی
وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے	بِمَا۔ جو
وَضَعَتْ۔ اس نے جنا	وَ۔ اور	لَيْسَ۔ نہیں	الذَّكَرُ۔ مرد
كَالْاُنْثٰى۔ مثل عورت کے	وَ۔ اور	اِنِّيْ۔ بیشک میں نے	سَمَّيْتُهَا۔ نام رکھا اس کا

marfat.com

مَرْيَمَ۔ مریم　وَ۔ اور　اِنِّيْ۔ میں　اُعِيْذُهَا۔ پناہ میں دیتی ہوں اسکو
بِكَ۔ تیری　وَ۔ اور　ذُرِّيَّتَهَا۔ اسکی اولاد کو　مِنَ الشَّيْطٰنِ۔ شیطان
الرَّجِيْمِ۔ مردود سے　فَتَقَبَّلَهَا۔ تو قبول کیا اس کو　رَبُّهَا۔ اس کے رب نے
بِقَبُوْلٍ۔ قبول کرنا　حَسَنٍ۔ اچھا　وَ۔ اور　اَنْۢبَتَهَا۔ پروان چڑھایا اسے
نَبَاتًا۔ چڑھانا　حَسَنًا۔ اچھا　وَ۔ اور　كَفَّلَهَا۔ نگرانی میں دیا اسے
زَكَرِيَّا۔ زکریا کی　كُلَّمَا۔ جب بھی　دَخَلَ۔ داخل ہوئے　عَلَيْهَا۔ اس پر
زَكَرِيَّا۔ زکریا　الْمِحْرَابَ۔ عبادتخانہ میں　وَجَدَ۔ پایا　عِنْدَهَا۔ اس کے پاس
رِزْقًا۔ رزق　قَالَ۔ کہا　يٰمَرْيَمُ۔ اے مریم　اَنّٰى۔ کہاں سے ہے
لَكِ۔ تیرے لیے　هٰذَا۔ یہ　قَالَتْ۔ بولی　هُوَ۔ وہ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ اللہ کی طرف سے ہے　اِنَّ۔ بیشک　اللّٰهَ۔ اللہ
يَرْزُقُ۔ رزق دیتا ہے　مَنْ۔ جسے　يَّشَآءُ۔ چاہے　بِغَيْرِ۔ بغیر
حِسَابٍ۔ حساب کے　هُنَالِكَ۔ یہاں　دَعَا۔ دعا کی　زَكَرِيَّا۔ زکریا نے
رَبَّهٗ۔ اپنے رب سے　قَالَ۔ کہا　رَبِّ۔ اے رب　هَبْ۔ عطا کر
لِيْ۔ مجھے　مِنْ لَّدُنْكَ۔ اپنی جناب سے　ذُرِّيَّةً۔ اولاد
طَيِّبَةً۔ پاک　اِنَّكَ۔ بیشک تو　سَمِيْعُ۔ سننے والا ہے　الدُّعَآءِ۔ دعا
فَنَادَتْهُ۔ تو پکارا اسے　الْمَلٰٓئِكَةُ۔ فرشتوں نے　وَ۔ اور　هُوَ۔ وہ
قَآئِمٌ۔ کھڑا تھا　يُّصَلِّيْ۔ نماز پڑھتا　فِي۔ بیچ　الْمِحْرَابِ۔ محراب کے
اَنَّ۔ بیشک　اللّٰهَ۔ اللہ　يُبَشِّرُكَ۔ بشارت دیتا ہے تجھے
بِيَحْيٰى۔ یحییٰ کی　مُصَدِّقًا۔ تصدیق کرنیوالا　بِكَلِمَةٍ۔ ایک کلمہ کی　مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
وَ۔ اور　سَيِّدًا۔ سردار　وَ۔ اور　حَصُوْرًا۔ عورتوں سے بچنے والا
وَ۔ اور　نَبِيًّا۔ نبی　مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ نیک لوگوں سے
قَالَ۔ کہا　رَبِّ۔ اے رب　اَنّٰى۔ کہاں سے　يَكُوْنُ۔ ہوگا
لِيْ۔ میرے لیے　غُلٰمٌ۔ لڑکا　وَ۔ اور　قَدْ۔ تحقیق
بَلَغَنِيَ۔ پہنچا مجھے　الْكِبَرُ۔ بڑھاپا　وَ۔ اور　امْرَاَتِيْ۔ میری بیوی
عَاقِرٌ۔ بانجھ ہے　قَالَ۔ فرمایا　كَذٰلِكَ۔ اسی طرح　اللّٰهُ۔ اللہ

marfat.com

يَفْعَلُ۔ کرتا ہے	مَا۔ جو	يَشَآءُ۔ چاہے	
قَالَ۔ کہا	رَبِّ۔ اے میرے رب	اجْعَلْ۔ بنا	لِّيْ۔ میرے لیے
اٰيَةً۔ نشانی	قَالَ۔ فرمایا	اٰيَتُكَ۔ تیری نشانی	اَلَّا۔ یہ ہے کہ نہ
تُكَلِّمَ۔ کلام کرسکے گا تو	النَّاسَ۔ لوگوں سے	ثَلٰثَةَ۔ تین	اَيَّامٍ۔ دن تک
اِلَّا۔ مگر	رَمْزًا۔ اشارے سے	وَ۔ اور	اذْكُرْ۔ یاد کر
رَّبَّكَ۔ اپنے رب کو	كَثِيْرًا۔ بہت	وَ۔ اور	سَبِّحْ۔ تسبیح بیان کر
بِالْعَشِيِّ۔ پچھلے پہر	وَ۔ اور	الْاِبْكَارِ۔ صبح کے تڑکے	

مختصر تفسیر گیارہواں رکوع سورۃ آل عمران پ ۳

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ: میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔

قل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے ترے سنی — اتنی ہے تیری گفتگو اللہ کو پسند

تُحِبُّوْنَ: محبت سے بنا اس کے معنی پسند کرنا۔ طالب بننا۔ محبت کرنا۔

فَاتَّبِعُوْنِيْ: یہ اتباع سے بنا اس کے معنی ہیں پیچھے چلنا۔ اصطلاح میں مکمل اطاعت اور خالص پیروی کرنے کو اتباع کہتے ہیں۔

يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ: اللہ تعالےٰ تم کو اپنا محبوب بنائے گا۔

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ: اللہ تعالےٰ تمہارے تمام اگلے پچھلے، چھوٹے بڑے اور ظاہری باطنی گناہ معاف کردے گا۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ: اور اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کا اظہار ہے کہ محبت الٰہی کا دعویٰ جب ہی سچا ہوسکتا ہے جب آدمی سید الکل فی الکل صلی اللہ علیہ وسلم کا دل سے متبع ہو اور حضور کی اطاعت قبول کرے۔

شان نزول: حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ

marfat.com

وسلم قریش کے پاس تشریف لائے انہوں نے کعبۃ اللہ میں بت نصب کر رکھے تھے اور انہیں سجا سجا کر انہیں سجدے کر رہے تھے۔ حضور نے فرمایا اے گروہ قریش خدا کی قسم تم اپنے آباء حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کے دین کے خلاف ہو۔

قریش بولے ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کریں لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور بتایا کہ محبت الٰہی کا دعویٰ صرف اور صرف محبت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور اتباع اور فرمانبرداری میں صحیح ہے اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں جو اس بات کا مدعی ہے اسے چاہئے کہ حضور کی غلامی کرے۔ اور چونکہ حضور نے بت پرستی کو حرام اور شرک فرمایا ہے تو جو ایسا کرے گا وہ حضور کا نافرمان اور محبت الٰہی کے دعویٰ میں جھوٹا ہے حضور کی پیروی کرنا ہی محبت الٰہی کی نشانی ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ○ فرما دیجئے کہ پیروی کرو اللہ اور رسول کے احکام کی تو اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو محبوب نہیں کافر۔

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ بلا اطاعت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اللہ کی پیروی نہیں کر سکتا۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ حضور نے فرمایا یعنی جس نے میری نافرمانی کی اس نے یقیناً اللہ کی نافرمانی کی اور جو حضور کا نافرمان ہوا اس کے کفر میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔

شان نزول: بعض روایتوں میں ہے کہ جب اتباع کی آیت نازل ہوئی تو عبداللہ بن ابی سلول منافقوں کے سردار نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی فرمانبرداری کو رب کی فرمانبرداری کی طرح بنا دیا ہے اور ہمیں ایسی محبت کا حکم دیا ہے جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کرتے تھے اور یہود نے بھی اعتراض کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (مدارک)

اللہ کی اطاعت احکام میں ہوگی نہ کہ افعال میں۔

نبی محترم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت افعال میں ہوگی اور اس کا ذریعہ۔ دریعہ اتباع کے بعد ہوگا (روح البیان)

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۔ اگر وہ لوگ اطاعت سے بھی منہ موڑیں تو وہ کافر ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو

marfat.com

سارے جہان سے یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے سے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔
اصطفیٰ۔ صفو سے بنا اس کے معنی ہیں چھانٹنا۔ دیگر انسانوں سے افضل ظاہر کرنا۔
آدم۔ آدم علیہ السلام اس طرح برگزیدہ ہیں کہ اللہ نے انکو فرشتوں کا مسجود بنایا و وسیع علم عطا فرمایا۔
نوح۔ نوح علیہ السلام آدم علیہ السلام کے بعد پہلے نبی ہیں جنہوں نے کفار کو تبلیغ فرمائی۔ نافرمانی پر ان کی قوم پر عذاب آیا۔ نوح۔ نوحہ سے بنا اس کے معنی ہیں گریہ زاری۔ آپ خوف الٰہی میں بہت روتے تھے اس لیئے آپ کا نام نوح رکھا گیا۔

شان نزول: یہود نے کہا تھا کہ ہم حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کی اولاد سے ہیں اور انہی کے دین پر ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس میں بتایا کہ اللہ تعالے نے ان حضرات کو اسلام کے ساتھ برگزیدہ کیا تھا اور اے یہودیو تم اسلام پر نہیں تمہارا دعوی اسلام غلط ہے اور ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ سے اس امر کا انکشاف کیا کہ ان میں نسلی تعلقات ہیں اور اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے معاون ہیں۔

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ ۝ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۝ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۝ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۝ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۝ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۝ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۝ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۝ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

جب عمران کی بی بی نے عرض کی اے رب میرے میں تیرے لیے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے خالص تیرے ہی لیے آزاد ہو تو تو مجھ سے قبول کر لے بیشک تو ہی سنتا جانتا ہے تو جب اس نے جنا بولی اے رب میرے یہ تو میں نے لڑکی جنی اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی جیسا نہیں اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے تو اسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا اور اسے اچھا پروان چڑھایا اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا۔ جب زکریا اس کے پاس اس کی عبادت خانہ میں جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے بیشک اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دے۔

marfat.com

تحقیق عمران

عمران دو ہیں۔ ایک عمران بن یصہر بن فاہث بن لاوی بن یعقوب۔ یہ تو حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے والد ہیں۔

دوسرے عمران بن ماثان ہیں یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم کے والد ہیں۔
ان دونوں میں ایک ہزار آٹھ سو برس کا فرق ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں جو عمران ہیں وہ دوسرے عمران بن ماثان ہیں ان کی بیوی صاحبہ کا نام حنہ بنت فاقوذا ہے یہ حضرت مریم کی والدہ ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی نانی ہیں ان کا نام حضرت حنہ بنت فاقوذا تھا۔ ان کی دوسری بہن حضرت ایشاع بنت فاقوذا حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی تھیں۔

عمران بن ماثان کی بیوی حنہ بنت فاقوذا نے اللہ کے حضور منت مانی کہ جو حمل مجھے ہے وہ خالص تیرے نام پر آزاد کرتی ہوں تو اسے قبول فرما لے تاکہ تیری عبادت کے سوا دنیا کا کوئی کام اس کے متعلق نہ ہو بیت المقدس کی خدمت ہی اس کے ذمہ رہے۔

محققین علماء نے اس واقعہ کو یوں لکھا ہے کہ حضرت زکریا اور عمران ہم زلف تھے فاقوذا کی بیٹی ایشاع جو حضرت یحییٰ کی والدہ ہیں اور ان کی بہن حنہ جو فاقوذا کی دوسری دختر اور حضرت مریم کی والدہ ہیں وہ عمران کی بیوی تھیں۔ ایک زمانہ تک حنہ کی اولاد نہیں ہوئی حتی کہ بڑھاپا آگیا۔ مایوس ہو گئی یہ خاندان صالحین کا تھا یہ سب لوگ اللہ کے مقبول بندے تھے۔

ایک روز حنہ نے ایک درخت کے سایہ میں ایک چڑیا دیکھی جو اپنے بچے کو چگا رہی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ کے دل میں بھی اولاد کا شوق پیدا ہوا بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ اگر تو مجھے بچہ دے تو میں اسے بیت المقدس کا خادم بناؤں اور اس خدمت کے لیے اسے حاضر کروں۔

جب وہ حاملہ ہوئیں تو انہوں نے نذر مان لی ان کے شوہر نے کہا یہ تم نے کیا کیا اگر لڑکی ہو گئی تو وہ اس قابل کب ہو گی کہ بیت المقدس کے لیے وقف ہو۔ اس زمانہ میں عام طور پر لڑکوں کو خدمت بیت المقدس کے لیے دیا جاتا تھا اور لڑکیاں عوارض نسوانی اور زنانہ کمزوریوں اور مردوں کے ساتھ نہ رہ سکنے کی وجہ میں اس قابل نہیں سمجھی جاتی تھیں۔ اس لیے انہیں فکر لاحق ہوئی پھر حنہ کے وضع حمل سے قبل ہی عمران کا انتقال ہو گیا۔

جب حنہ کا وضع حمل ہوا تو بجائے لڑکا ہونے کے لڑکی ہوئی تو حنہ نے اعتذار کے طور پر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی اور آپ کو حسرت وغم بھی ہوا کہ لڑکی سے نذر کس طرح پوری ہو سکے گی۔ مگر ساتھ

marfat.com

ہی خیال ہوا کہ جس کی نذر میں نے مانی ہے اس نے ہی جب لڑکی عطا کی ہے کہ یہ لڑکی اسی کے فضل سے فرزند سے زیادہ فضیلت رکھنے والی ہوگی۔ یہ صاحبزادی حضرت مریم تھیں انہیں اللہ تعالےٰ نے ان کے زمانہ کی عورتوں میں سب سے اجل و افضل بتایا۔ پھر نام بھی مریم ہوا۔ مریم کے معنی عابدہ کے ہوتے ہیں۔

اور اپنی منت پوری کرنے کی غرض سے انہیں کو نذر میں پیش کر دیا تو اللہ تعالےٰ نے انہیں لڑکے کی جگہ لڑکی کی نذر قبول فرما کر شرف بخشا۔

حضرت حنہ نے اس نذر کو اس طرح پڑھایا کہ ولادت کے بعد حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں احبار کے سامنے رکھ دیا۔ یہ احبار حضرت ہارون کی اولاد میں تھے اور بیت المقدس میں ان کا منصب ایسا تھا جیسا کعبہ مکرمہ میں حجبہ کا۔ چونکہ حضرت مریم ان لوگوں کی امام اور ان کے صاحب قربان کی صاحبزادی تھیں اور ان کا خاندان بنی اسرائیل میں بہت اعلیٰ اور اہل علم میں ممتاز مانا جاتا تھا اس لیے ان سب نے حضرت مریم کو لینے اور ان کا تکفل کرنے کی رغبت۔ یہ احبار ستائیس تھے۔

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا۔ پرورش کرنے والے مربی کو کافل کہتے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم کے خالو تھے حضرت مریم کی نگہبانی کا ذمہ انہیں کو بنایا۔

حضرت زکریا نے فرمایا میں ان سب سے زیادہ حقدار ہوں۔ اس لیے کہ میرے گھر میں ان کی خالہ ہیں آخر فیصلہ قرعہ اندازی پر ٹھہرا اور جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت زکریا کے نام پر ہی قرعہ نکلا۔

آپ کے متعلق یہ بھی ایک روایت ہے کہ آپ کے نشو و نما کی شان یہ تھی کہ آپ ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں اسی کی طرف اشارہ قرآن کریم میں ملتا ہے کہ اَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا۔

لغت میں نبات چھپنے والی گھاس کو کہتے ہیں جس کا تنہ نہ ہو مگر بڑھنے والی شے کو کہا جاتا ہے۔

حَسَنًا سے دینی و دنیوی خوبی مراد ہے۔

پھر من جانب اللہ آپ کی خورد و نوش جنت کے میوے سے ہوتی۔ آپ نے کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔

وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا۔ رزق اگرچہ رب کے عطیہ کو کہا جاتا ہے لیکن جب مطلق بولا جائے تو اس سے کھانا مراد ہے۔

حضرت ربیع سے روایت ہے یہاں رزق سے مراد بے موسم پھل ہیں یعنی گرمی کے پھل سردی میں اور سردی کے پھل گرمیوں میں اور یہ جنت کے پھل تھے (روح المعانی)

حضرت مریم نے بچپن میں ہی کلام فرمایا۔ جس طرح آپ کے فرزند حضرت عیسیٰ نے کلام کیا تھا۔

marfat.com

قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا۔ کہا اے مریم تمہارے پاس یہ کہاں سے آتے آج کل اس کا موسم نہیں تم تک کیسے پہنچے تم تو سات قفلوں میں بند تھیں
قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ اس سے مراد بغیر وسیلہ انسان آنا ہے میرے رب کے پاس سے آیا۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ کلام بچپن کا ہے۔ اللہ تعالےٰ جسے چاہے بغیر حساب کے دے۔

فوائد

یہ کرامات اولیاء کے ثبوت کی دلیل ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کے ہاتھوں پر اظہار خوارق فرماتا ہے۔
حضرت ذکریا نے جب یہ دیکھا تو فرمایا جو ذات پاک مریمؑ کو بے وقت بے فصل اور بلا سبب میوہ عطا فرمانے پر قادر ہے وہ بلا شک اس پر بھی قادر ہے کہ میری بانجھ بی بی کو نئی تندرستی دے اور مجھے اس بڑھاپے کی عمر میں انقطاع امید کے بعد فرزند عطا فرمائے۔ چنانچہ آپ نے باری تعالےٰ سے دعا کی جس کا تذکرہ آگے کی آیت میں آرہا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ۔ یہاں زکریا نے دعا کی اپنے رب سے۔ بولا اے رب میرے مجھے اپنے پاس سے عطا فرما پاک اولاد بیشک تو ہی ہے دعا سننے والا۔

یعنی محراب بیت المقدس میں دروازے بند کر کے حضرت زکریا نے دعا کی۔ حضرت زکریا علیہ السلام بڑے زبردست عالم تھے۔ بارگاہ الٰہی میں قربانیاں پیش کرنے کی خدمت آپ ہی کے سپرد تھی۔ اور مسجد شریف میں آپ کی اجازت کے بغیر کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ جب آپ محراب میں مشغول عبادت تھے اور باہر آدمی دخول کی اجازت کے منتظر تھے۔ دروازہ بند تھا۔ اچانک آپ نے ایک سفید پوش جوان دیکھا یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے آپ کو فرزند کی بشارت دی جو آگے اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی میں بیان ہوگا۔

اس دعا کے وقت حضرت مریم نو عمر تھیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش سے صرف چھ ماہ قبل ہے۔
فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ تو فرشتوں نے اسے ندا دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ نماز پڑھ رہا تھا۔ بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور سردار ہو گا اور عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے صالحین میں سے۔

marfat.com

یقینی سے معلوم ہوا کہ ان کے دین میں بھی نماز تھی۔ ان کی نماز بھی اسلامی نماز کی طرح اعمال و اقوال کا مجموعہ تھی۔ حالت قیام میں تھے۔

محراب۔ امام کے کھڑے ہونے کی جگہ فرشتوں نے اس حال میں آواز دی جب وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے

اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی۔ بشارت یعنی خوشخبری کیونکہ بانجھ پن میں شفا کی بشارت دی۔ حضرت یحییٰ پیدائشی نبی تھے۔ حیوۃ یعنی زندگی ہے۔

آپ کا نام حیا تھا۔ انجیل میں یوحنا اور قرآن پاک میں یحییٰ تھا (روح المعانی)

مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ۔ کلمہ سے مراد حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے کلمہ کُن سے پیدا فرمایا۔ اسی لیے آپ کا لقب کلمۃ اللہ ہوا۔

اور ان پر سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت یحییٰ ہیں۔ مصدقا سے یہی مراد ہے۔ حضرت یحییٰ نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے۔ یہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے حضرت یحییٰ کی والدہ ایشاع بہن حضرت مریم سے ملیں تو انہیں اپنے حاملہ ہونے پر مطلع کیا۔ حضرت مریم نے فرمایا میں بھی حاملہ ہوں حضرت یحییٰ کی والدہ نے کہا اے مریم مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے پیٹ کا بچہ تمہارے پیٹ کے بچے کو سجدہ کرتا ہے۔

سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا۔ سید سود یا سواد سے بنا۔ سود یعنی جماعت۔ سید جو بڑی جماعت کا سردار ہو۔ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں سید وہ ہے جو کسی پر حسد نہ کرے۔

حضرت ابو اسحاق فرماتے ہیں سید وہ عالم ہے جو علم و تقویٰ میں اپنی قوم سے افضل ہو (روح المعانی)

سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا میں سید اس رئیس کو کہتے ہیں جو قوم کا مطاع ہو حضرت یحییٰ مومنین کے سردار اور علم و حلم، دین و دیانت میں ان کے رئیس تھے۔ کیونکہ یحییٰ علیہ السلام میں یہ تمام صفتیں موجود تھیں اس لیے ان کو سید فرمایا گیا۔ اللہ کے فرشتے نے اس مبارک بچے کی یہ صفت بھی بیان کیں۔

(۱) وہ احکام الٰہی کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔

(۲) وہ پاک دامن و پاکباز ہوگا عورت کے قریب نہ جائے گا۔

(۳) وہ اللہ کا نبی۔ نہایت صالح اور پاکیزہ انسان ہوگا۔

حصور وہ جو اپنے آپ کو ساری نفسانی خواہشات سے روکے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بچپن میں بچوں کے

marfat.com

پاس سے گزرے وہ کھیل رہے تھے۔ بچوں نے کہا یحییٰ آؤ کھیلیں۔ آپ نے فرمایا میں اس لیے پیدا نہیں کیا گیا (روح المعانی)

وَنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ وہ اللہ کا نبی، صالح، پاکباز ہوگا۔

اگلی آیت میں حضرت زکریا علیہ السلام کا تعجب بیان کیا جا رہا ہے جو بشارت یحییٰ پر آپ نے کیا۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۗ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً ۗ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ کہا الٰہی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو بڑھاپا پہنچ گیا اور میری عورت بانجھ ہے فرمایا اللہ یونہی کرتا ہے جو چاہے۔ عرض کی الٰہی میرے لیے کوئی نشانی کر دے۔ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تین دن تو لوگوں سے بات نہ کرے مگر اشارے سے اور اپنے رب کو بہت یاد کر اور تسبیح کر کچھ دن رہے اور تڑکے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب بشارت فرزند سنی تو براہ تعجب عرض کی کہ دعا تو میری ضرور ہے مگر میرے اولاد کیسے ہوگی میں تو ایک سو بیس سال کا بوڑھا ہوگیا اور میری بیوی اٹھانوے سال کی ہے۔ مقصود سوال سے صرف یہ تھا کہ میری جوانی لوٹائی جائے گی اور میری بیوی کا بانجھ پن دور ہوگا یا ہم دونوں بحالت موجودہ ہی رہیں گے اور اولاد ہوگی۔ اگرچہ اس میں شک نہیں وہ اس پر قادر ہے کہ بڑھاپے میں فرزند عطا کر دے مگر اسباب ظاہری کے اعتبار سے تعجب کی بات ہے تو جواب ملا كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ۔ اللہ یونہی کرتا ہے جو چاہے۔ تو حضرت زکریا نے عرض کی الٰہی میرے لیے کوئی نشانی ایسی کر دے جس سے میں سمجھ سکوں ارشاد ہوا تین دن تم لوگوں سے بات نہ کرو گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آدمیوں سے گفتگو کرنے سے زبان مبارک تین روز تک بند رکھی اور تسبیح و ذکر پر آپ قادر رہے اور یہ ایک عظیم معجزہ تھا کہ جوارح صحیح و سالم ہوں زبان سے تسبیح و تقدیس کے کلمات ادا ہوتے رہیں مگر لوگوں سے گفتگو نہ ہوسکے۔ یہ علامت اس لیے مقرر کی گئی کہ اس نعمت عظیم کے ادائے حق میں زبان ذکر و شکر کے سوا اور کسی بات میں مشغول نہ ہو۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ۔ سَبِّحْ کا مصدر تسبیح ہے جیسے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ۔

عَشِیّ۔ سورج ڈھلنے سے صبح کے وقت تک کو کہتے ہیں۔

اِبْكَارِ۔ بکرہ سے بنا۔ اس کے معنی شروع ہیں۔ شروع پھل کو باکورہ کہتے ہیں۔ اصطلاح میں فجر سے چاشت

marfat.com

تک کے وقت کو بکرہ کہتے ہیں یعنی صبح و شام اس کی پاکی بولو تسبیح کرو۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ آل عمران پ۳

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور جب فرشتوں نے (مریم سے) کہا کہ مریم خدا نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور پاک بنایا ہے اور جہان کی عورتوں میں منتخب کیا ہے۔

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝

مریم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرنا اور سجدہ کرنا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنا۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝

(اے محمد) یہ باتیں اخبار غیب میں سے ہیں جو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں اور جب وہ لوگ اپنے قلم (بطور قرعہ) ڈال رہے تھے کہ مریم کا کفیل کون بنے تو تم ان کے پاس نہیں تھے اور نہ اس وقت ہی ان کے پاس تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝

(وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب فرشتوں نے (مریم سے) کہا کہ مریم خدا تم کو اپنی طرف سے ایک فیض کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح (اور مشہور) عیسیٰ ابن مریم ہوگا (اور جو) دنیا اور آخرت میں با آبرو اور (خدا کے) خاصوں میں سے ہوگا۔

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور ماں کی گود میں اور بڑی عمر کا ہو کر (دونوں حالتوں میں) لوگوں سے یکساں (گفتگو کرے گا) اور نیکوکاروں میں ہوگا۔

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا

مریم نے کہا پروردگار میرے ہاں بچہ کیوں کر ہوگا کہ کسی انسان نے تو مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا فرمایا کہ خدا اسی طرح جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ کوئی

marfat.com

فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝

کام کرنا چاہتا ہے تو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيلَ ۝

اور وہ انہیں لکھنا (پڑھنا) اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائے گا۔

وَرَسُولًا إِلٰى بَنِي إِسْرَاءِيلَ ۙ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتٰى بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ ۙ فِي بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝

اور (عیسیٰ) بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر (ہو کر جائیں گے اور کہیں گے) کہ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ تمہارے سامنے مٹی کی مورت بشکل پرندہ بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے (سچ مچ) جانور ہو جاتا ہے اور اندھے اور ابرص کو تندرست کر دیتا ہوں اور خدا کے حکم سے مردے میں جان ڈال دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو سب تم کو بتا دیتا ہوں اگر تم صاحب ایمان ہو تو ان باتوں میں تمہارے لیے (قدرت خدا کی) نشانی ہے۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ ۝

اور مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) تھی اس کی تصدیق بھی کرتا ہوں اور (میں) اس لیے بھی (آیا ہوں) کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے لیے حلال کر دوں اور میں تو تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو

إِنَّ اللّٰهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝

کچھ شک نہیں کہ خدا ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے۔

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللّٰهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَ

جب عیسیٰ نے ان کی طرف سے نافرمانی (اور نیت قتل) دیکھی تو کہنے لگے کہ کوئی ہے جو خدا کا طرفدار اور میرا مددگار ہو حواری بولے کہ ہم خدا کے (طرفدار اور آپ کے) مددگار

marfat.com

اَشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

ہیں ہم خدا پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ ۝

اے پروردگار جو (کتاب) تو نے نازل فرمائی ہے ہم اس پر ایمان لے آئے اور (تیرے) پیغمبر کے متبع ہو چکے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ رکھ۔

وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ ۭ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ۝

اور وہ (یعنی یہود قتل عیسیٰ کے بارے میں) ایک چال چلے اور خدا بھی (عیسیٰ کو بچانے کے لیے) اپنی تدبیر کی اور اللہ خوب تدبیر کرنے والا ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ - اور	اِذْ - جب	قَالَتِ - کہا	الْمَلٰٓئِکَۃُ - فرشتوں نے
یَا - اے	مَرْیَمُ - مریم	اِنَّ - بیشک	اللّٰہَ - اللہ نے
اصْطَفٰکِ - چن لیا تجھے	وَ - اور	طَہَّرَکِ - پاک کیا	کِ - تجھ کو
وَ - اور	اصْطَفٰکِ - چن لیا تجھ کو	عَلٰی - اور	نِسَآءِ - عورتوں
الْعٰلَمِیْنَ - جہان کے	یَا - اے	مَرْیَمُ - مریم	اقْنُتِیْ - ادب کرتی رہو
لِرَبِّکِ - اپنے رب کے حضور	وَ - اور	اسْجُدِیْ - سجدہ کر	وَ - اور
ارْکَعِیْ - رکوع کر	مَعَ - ساتھ	الرّٰکِعِیْنَ - رکوع کرنے والوں کے	
ذٰلِکَ - یہ ہیں	مِنْ اَنْبَآءِ - خبریں	الْغَیْبِ - غیب کی	نُوْحِیْہِ - کہ جن کو ہم بھیجتے
اِلَیْکَ - تیری طرف	وَ - اور	مَا - نہیں	کُنْتَ - تھا تو
لَدَیْھِمْ - ان کے پاس	اِذْ - جب	یُلْقُوْنَ - ڈالتے تھے	اَقْلَامَھُمْ - اپنی قلمیں
اَیُّھُمْ - کہ کون ان میں سے	یَکْفُلُ - کفالت کرے	مَرْیَمَ - مریم کی	وَ - اور
مَا - نہیں	کُنْتَ - تھا تو	لَدَیْھِمْ - ان کے پاس	اِذْ - جب
یَخْتَصِمُوْنَ - وہ جھگڑ رہے تھے		اِذْ - جب	قَالَتِ - کہا
الْمَلٰٓئِکَۃُ - فرشتوں نے	یَا - اے	مَرْیَمُ - مریم	اِنَّ - بیشک

marfat.com

اللّٰہَ ۔ اللہ　یُبَشِّرُکِ ۔ خوشخبری دیتا ہے تجھ کو　بِکَلِمَۃٍ ۔ ایک کلمے
مِّنْہُ ۔ اپنے کی　اسْمُہُ ۔ کہ نام اس کا ہے　الْمَسِیْحُ ۔ مسیح　عِیْسَی ۔ عیسیٰ
ابْنُ ۔ بیٹا　مَرْیَمَ ۔ مریم کا　وَجِیْھًا ۔ عزت والا　فِی ۔ بیچ
الدُّنْیَا ۔ دنیا　وَ ۔ اور　الْاٰخِرَۃِ ۔ آخرت کے　وَ ۔ اور
مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ۔ ہوگا قرب والا　وَ ۔ اور　یُکَلِّمُ ۔ بولے گا
النَّاسَ ۔ لوگوں سے　فِی ۔ بیچ　الْمَھْدِ ۔ پالنے کے　وَ ۔ اور
کَھْلًا ۔ پکی عمر میں　وَ ۔ اور　مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۔ ہوگا نیک لوگوں سے
قَالَتْ ۔ بولی　رَبِّ ۔ اے میرے رب　اَنّٰی ۔ کیونکر　یَکُوْنُ ۔ ہوگا
لِیْ ۔ میرے　وَلَدٌ ۔ لڑکا　وَ ۔ اور　لَمْ ۔ نہیں
یَمْسَسْنِیْ ۔ چھوا مجھے　بَشَرٌ ۔ کسی آدمی نے　قَالَ ۔ فرمایا　کَذٰلِکِ ۔ اسی طرح
اللّٰہُ ۔ اللہ　یَخْلُقُ ۔ پیدا کرتا ہے　مَا ۔ جو　یَشَآءُ ۔ چاہے
اِذَا ۔ جب　قَضٰی ۔ فیصلہ کرتا ہے　اَمْرًا ۔ کسی کام کا　فَاِنَّمَا ۔ تو اس کے سوا نہیں
یَقُوْلُ ۔ کہتا ہے　لَہٗ ۔ اس کو　کُنْ ۔ ہو جا　فَیَکُوْنُ ۔ تو وہ ہو جاتا ہے
وَ ۔ اور　یُعَلِّمُہُ ۔ سکھائے گا اس کو　الْکِتٰبَ ۔ کتاب　وَ ۔ اور
الْحِکْمَۃَ ۔ حکمت　وَ ۔ اور　التَّوْرٰۃَ ۔ توریت　وَ ۔ اور
الْاِنْجِیْلَ ۔ انجیل　وَ ۔ اور　رَسُوْلًا ۔ رسول ہوگا　اِلٰی ۔ طرف
بَنِیْٓ ۔ اولاد　اِسْرَآءِیْلَ ۔ یعقوب کے　اَنِّیْ ۔ بیشک میں　قَدْ ۔ یقیناً
جِئْتُکُمْ ۔ لایا تمہارے پاس　بِاٰیَۃٍ ۔ نشانی　مِّنْ رَّبِّکُمْ ۔ تمہارے رب کی طرف سے
اَنِّیْٓ ۔ بیشک میں　اَخْلُقُ ۔ بناتا ہوں　لَکُمْ ۔ تمہارے لیے　مِّنَ الطِّیْنِ ۔ مٹی سے
کَھَیْئَۃِ ۔ شکل　الطَّیْرِ ۔ پرندے کی　فَاَنْفُخُ ۔ پھر پھونکتا ہوں　فِیْہِ ۔ اس میں
فَیَکُوْنُ ۔ تو ہو جاتا ہے　طَیْرًا ۔ پرندہ　بِاِذْنِ ۔ اذن　اللّٰہِ ۔ الٰہی سے
وَ ۔ اور　اُبْرِئُ ۔ میں شفا دیتا ہوں　الْاَکْمَہَ ۔ مادر زاد اندھے کو
وَ ۔ اور　الْاَبْرَصَ ۔ پھلبہری والے کو　وَ ۔ اور　اُحْیِ ۔ زندہ کرتا ہوں
الْمَوْتٰی ۔ مُردوں کو　بِاِذْنِ ۔ حکم سے　اللّٰہِ ۔ اللہ کے　وَ ۔ اور
اُنَبِّئُکُمْ ۔ میں خبر دیتا ہوں تم کو　بِمَا ۔ جو　تَاْکُلُوْنَ ۔ تم کھاتے ہو

marfat.com

وَ۔ اور	مَا۔ جو	تَدَّخِرُوْنَ۔ جمع کرتے ہو	فِیْ۔ بیچ
بُیُوْتِکُمْ۔ اپنے گھروں کے	اِنَّ۔ بیشک	فِیْ۔ بیچ	ذٰلِکَ۔ اس کے
لَاٰیَۃً۔ نشانی ہے	لَّکُمْ۔ تمہارے لیے	اِنْ۔ اگر	کُنْتُمْ۔ ہو تم
مُّؤْمِنِیْنَ۔ ایمان والے	وَ۔ اور	مُصَدِّقًا۔ تصدیق کرتا	لِّمَا۔ اس کی
بَیْنَ۔ جو میرے	یَدَیَّ۔ آگے ہے	مِنَ التَّوْرٰىۃِ۔ توریت سے	وَ۔ اور
لِاُحِلَّ۔ حلال کروں میں	لَکُمْ۔ تمہارے لیے	بَعْضَ۔ بعض	الَّذِیْ۔ وہ جو
حُرِّمَ۔ حرام کی گئیں	عَلَیْکُمْ۔ تم پر	وَ۔ اور	جِئْتُکُمْ۔ لایا ہوں میں
بِاٰیَۃٍ۔ نشانی	مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ تمہارے رب سے	فَاتَّقُوا۔ تو ڈرو	اللّٰہَ۔ اللہ سے
وَ۔ اور	اَطِیْعُوْنِ۔ کہا مانو میرا	اِنَّ۔ بیشک	اللّٰہَ۔ اللہ
رَبِّیْ۔ میرا رب ہے	وَ۔ اور	رَبُّکُمْ۔ تمہارا رب ہے	فَاعْبُدُوْہُ۔ سو تم اسی
کی عبادت کرو	ھٰذَا۔ یہ ہے	صِرَاطٌ۔ رستہ	مُّسْتَقِیْمٌ۔ سیدھا
فَلَمَّا۔ پھر جب	اَحَسَّ۔ محسوس کیا	عِیْسٰی۔ عیسیٰ نے	مِنْھُمُ۔ ان سے
الْکُفْرَ۔ کفر	قَالَ۔ فرمایا	مَنْ۔ کون ہے	اَنْصَارِیْٓ۔ میرا مددگار
اِلَی۔ طرف	اللّٰہِ۔ اللہ کی	قَالَ۔ تو کہا	الْحَوَارِیُّوْنَ۔ حواریوں نے
نَحْنُ۔ ہم ہیں	اَنْصَارُ۔ مددگار	اللّٰہِ۔ اللہ کے	اٰمَنَّا۔ ہم ایمان لائے
بِاللّٰہِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور	اشْھَدْ۔ گواہ رہ	بِاَنَّا۔ کہ ہم
مُسْلِمُوْنَ۔ مسلمان ہیں	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	اٰمَنَّا۔ ایمان لائے ہم	بِمَا۔ اس پر
اَنْزَلْتَ۔ جو نازل کیا تونے	وَ۔ اور	اتَّبَعْنَا۔ پیروی کی ہم نے	الرَّسُوْلَ۔ رسول کی
فَاکْتُبْنَا۔ سو لکھ ہم کو	مَعَ۔ ساتھ	الشّٰھِدِیْنَ۔ گواہی دینے والوں کے	
وَ۔ اور	مَکَرُوْا۔ تدبیر کی انہوں نے	وَ۔ اور	مَکَرَ۔ تدبیر کی
اللّٰہُ۔ اللہ نے		وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ
خَیْرُ۔ بہتر ہے	الْمٰکِرِیْنَ۔ تدبیر کرنے والا۔		

مختصر تفسیر چوتھا رکوع سورۃ آل عمران پ ۳

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ

marfat.com

الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝

جب کہا فرشتوں نے اے مریم بیشک اللہ نے تجھے چن لیا اور پاک کیا اور آج سارے جہان کی عورتوں سے تجھے پسند کیا۔ اے مریم اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو اور اس کے لیے سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر۔ یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم وحی کے ذریعے تمہیں بتاتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

اِصْطَفٰىكِ تجھے پسند کیا۔ پسند کے علاوہ اس کے معنی چننا بھی ہیں لفظ مصطفٰی اسی سے ہے اس کے معنی بھی چنا ہوا برگزیدہ اور منتخب کے ہیں اس سے وہ چناؤ مراد ہے جو عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہوا مثلاً حضرت مریم باوجود عورت ہونے کے بیت المقدس کی خدمت کے لیے انہیں نذر میں قبول کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی پرورش فرمائی انہیں جنت کا رزق دیا اور یہ شرف ان کے سوا کسی عورت کو نہ ملا اسی طرح ان کے لیے جنتی رزق کا آنا حضرت زکریا علیہ السلام کو ان کا کفیل بنانا یہ تمام باتیں ان کی اصطفا اور برگزیدگی کی وجہ سے ہیں۔

وَطَهَّرَكِ ۔ تطہیر سے بنا اس کے معنی خوب پاک صاف کرنا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ گناہوں اور عوارضات نسوانی سے پاک تھیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی اولاد بھی ہوئی تو بغیر خاوند کے اور صاحبزادے بغیر باپ کے متولد ہوئے جن کا نام حضرت عیسٰی علیہ السلام ہے اور آپ کو ملائکہ کا کلام بھی پہنچا

عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ عالمین سے ساری عورتیں مراد ہیں۔

تمام جہان کی عورتوں پر تمہیں فوقیت فضیلت دی لہٰذا حضرت مریم کو

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ ۔ کا حکم ملا اقْنُتِيْ قنوت سے بنا اس کے معنی اطاعت ہیں اس سے عام عبادت مراد ہے وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۔ فرشتوں نے آپ کو قیام و رکوع و سجود کے لیے کہا تو آپ نے اتنا طویل قیام فرمایا کہ پائے مبارک متورم ہو کر پھٹ گئے اور ان سے خون جاری ہو گیا۔

مَعَ الرّٰكِعِيْنَ یعنی اے مریم اپنے رب کی اطاعت کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو سجدہ کرو یعنی نماز پڑھو۔

اس کے بعد حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بیان کیا جاتا ہے۔

marfat.com

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ - ذٰلِكَ سے حضرت مریم اور ان کی والدہ کے سارے واقعات کی طرف اشارہ ہے۔

اَنْبَاءِ - نبائٌ سے بنا۔ اس کے معنی ہیں خبر یعنی یہ تمام واقعات غیب کی خبروں میں سے ہیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غیب کا انکشاف بذریعہ وحی خفیہ پیغام فرمایا اس سے یہ امر واضح ہوا کہ اللہ تعالٰے نے اپنے پیارے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیبیہ عطا فرمائے۔ با آنکہ ان واقعات کا حضور علیہ السلام کو پہلے علم نہ تھا مگر یہ عطاءِ الٰہی سب منکشف ہوا۔

نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ - یہ انباء الغیب کی صفت ہے نُوْحِيْ وحی سے بنا۔ اس کے معنی خفیہ کے ہیں۔ اس کے چند معنی بیان ہوئے

(۱) رسالت کی وحی جیسے نُوْحِيْ اِلَيْهِمْ۔

(۲) الہام جیسے وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰى۔

(۳) بات دل میں ڈالنا۔ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا

(۴) قدرتی ہدایت جیسے وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ۔ (روح البیان)

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ - وہ علماء جنہوں نے حضرت مریم کو حاصل کرنے کی خواہش کی قلم کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں آہستہ کاٹنا۔ اس سے فال نکالنے کے تیر مراد ہیں جن سے اس زمانہ میں قرعہ ڈالا جاتا ہے۔

سے دریا میں ڈالنا ہے انہوں نے آپس میں فیصلہ کیا کہ جس کا قلم پانی کے رخ کے خلاف بہے یا تر جائے وہ حضرت مریم کا کفیل ہوگا۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان احبار کے پاس نہ تھے جب وہ مریم کے لیے دریا میں قلم ڈالتے تھے۔ تاکہ کفیل معلوم کریں۔

جب وہ حضرت مریم کے متعلق آپس میں جھگڑ رہے تھے آپ ان کے پاس موجود نہ تھے۔ آگے ارشاد ہے۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ - اِذْ اُذْكُرْ فعل پوشیدہ کا ظرف یہ کلام ان کے زمانہ حمل میں تھا (روح المعانی وغیرہ)

marfat.com

یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ۔ اے مریم بیشک اللہ بشارت دیتا ہے تجھ کو اپنے ایک کلمے کی

یُبَشِّرُ۔ بشارت سے بنا۔

بِكَلِمَةٍ قرآن و حدیث میں کئی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ فرمایا گیا کیونکہ آپ بغیر باپ کے لفظ کُن سے پیدا ہوئے۔

اِسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔ لغت میں ہر نشانی کو اسم کہتے ہیں۔ اصطلاح میں صرف نام کو کہتے ہیں مسیح عبرانی لفظ ہے اس کو شیخ یا شیحا کہتے ہیں اس کے معنی مبارک کے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی سے یاد کیا جاتا ہے۔

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔ عیسیٰ نام۔ ابن مریم کنیت ہے اس کے معنی سید کے ہیں۔ جس کا نام مسیح ابن مریم ہے وجیہ ہوگا دنیا و آخرت میں یعنی صاحب جاہ و منزلت اور قریب الا ہو گا بارگاہ الٰہی میں اور لوگوں سے بات کرے گا اپنے پالنے یا جھولنے میں اور یہ بات اس عمر میں ہوگی جو رضاعت کی عمر ہوگی۔ جوانی کی عمر کے بعد آسمان سے نزول کے بعد۔

یہ آیت اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ آپ دجال کو قتل کریں گے، صلیب توڑیں گے جزیہ اٹھا دیویں گے اور وہ صالحین سے ہوں گے۔

وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ آپ نہایت ہی خوب صورت تھے۔ بہت سے لوگ آپ کا چہرہ دیکھ کر ایمان لے آتے تھے۔

وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ۔ اور قرب والے ہوں گے۔ مقرب۔ تقریب سے بنا اس کے معنی قریب کے ہیں یعنی وہ اللہ کا قرب رکھنے والوں انبیاء کرام میں سے ہوں گے (کبیر، روح المعانی)

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ۔ اور وہ کلام کریں گے لوگوں سے پالنے میں اور کہولت میں اور نیک لوگوں سے ہوں گے۔

يُكَلِّمُ۔ کلام سے بنا، اس کے معنی بات کے ہیں۔

النَّاسَ۔ آپ نے لوگوں سے پیدا ہوتے ہی گفتگو فرمائی۔ آپ والدہ محترمہ کے پیٹ میں توریت پڑھتے تھے جسے حضرت مریم سنتی تھیں (خازن)۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدائش کے بعد صرف ایک بار لوگوں سے کلام فرمایا تھا (روح المعانی)

مَهْدِ۔ کے معنی ابتداء کے ہیں۔ اصطلاح میں بچے کے جھولے اور گہوارے کو مہد کہتے ہیں۔ بعض نے

marfat.com

جدہ ماں کی گود کو کہا ہے (تفسیر کبیر)
کہولت کے لغوی معنی پختگی اور مضبوطی کے ہیں اصطلاح میں کمل جوانی اور بڑھاپے کی درمیانی حالت کو کہتے ہیں۔ آپ جوانی میں یعنی تینتیس سال میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ اب واپس آسمان سے آکر چالیس سال زندہ رہیں گے آپ کی کل عمر مبارک تہتر سال ہوگی (تفسیر کبیر)

علامہ آلوسی صاحب روح المعانی انسان کی عمر کے درجات حسب ذیل بیان کرتے ہیں۔
رحم میں جب بچہ ہوتا ہے اس کا نام جنین۔ پیدائش کے بعد ولید۔ دودھ پینے کا زمانہ رضیع۔ دودھ چھڑانے کے بعد فطیم۔ جب چلنے لگے دارج۔ دودھ کے دانت نکلے خماسی۔ دانت نکل آئیں ثغور۔ جب دودھ کے دانت جھڑ کر دوسرے نکل آئیں مثغر۔ دس سال کی عمر مترعرع۔ بلوغ کے قریب ہو یافع یا مراہق جب بالغ ہو جائے تو حزور یا غلام۔ مونچھ نکلنے پر فتا یا شارخ جب داڑھی نکل آئے تو مجتمع۔
تیس سے چالیس سال تک شباب۔ چالیس سے ساٹھ تک کہل پھر کہر۔ ہرم۔ ولف۔ خرف پھر میت یہ عمر کے نام تھے۔ (روح المعانی)

وَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ صالح صلح سے بنا اس کے معنی نیکی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اس جماعت سے ہوں گے جو رب کی اطاعت کریں گے۔

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ۔ بولی الٰہی میرے بچہ کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ نہ لگایا۔
حضرت مریم نے عرض کی اے رب میرے فرزند کیسے ہوگا نکاح کے ذریعہ یا کسی اور طرح (روح المعانی)
یَمْسَسْنِیْ۔ مس سے بنا۔ اس کے معنی چھونا ہے۔
بشر سے بنا اس کے معنی ظہور ہے۔ انسان کو بشر اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی کھال ظاہر ہے چھپا نہیں
بشر سے مراد مرد ہے کہ میرے فرزند کیسے ہوگا مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں

قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ۔ فرمایا اللہ یوں ہی پیدا کرتا ہے جو چاہے جب کسی کام کا حکم فرمائے تو اسے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس میں کچھ تعجب کی کوئی بات نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ ظاہری اسباب کا محتاج نہیں وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو صرف یہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا وہ کام ہو جاتا ہے۔

وَیُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ۔ اور اللہ سکھائے گا اسے کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل۔

marfat.com

یُعَلِّمُہٗ۔ تعلیم سے بنا اس کے معنی سکھانا۔ کتاب سے مراد کتابت یعنی تحریر اور حکمت سے مراد علوم فقہیہ سارے علوم دینیہ اس صورت میں توریت و انجیل کا ذکر درست ہوا (روح المعانی)

کتاب سے مراد قرآن حکیم ہے حکمت سے حدیث پاک کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر واپس آکر قرآن و حدیث کی تعلیم کے ماہر ہوں گے۔

وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۙ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۙ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ ۚ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِکُمْ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ پرند ہو جاتا ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو بیشک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم لوگ ایمان والے ہو۔

اس میں بنی اسرائیل سے خطاب ہے جو اس وقت حاضر تھے۔ آیت یعنی نشانی ہے اگرچہ چار معجزات کا ذکر ہے کیونکہ سب کا منشا ایک ہے یعنی نبوت کا ثبوت اس لیے ان سب کو آیت فرمایا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں الخ

عادت اللہ اس حال میں مستمر ہے کہ تولید و تناسل کے لیے عورت مرد کا اختلاط ہوتا ہے پھر استقرار حمل ہو کر نو دس ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے آپ نے بطور استعجاب اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ عرض کیا میرا نکاح ہوا نہ کسی مرد سے میرا کوئی تعلق تو یہ بشارت کیوں کر پوری ہوگی تو جواب ملا ہم اس کے پابند نہیں ہم جیسے چاہیں پیدا کر سکتے ہیں۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بغیر باپ ولادت ہوئی انہوں نے طفولیت میں کلام کیا بنی اسرائیل میں اعلان فرمایا کہ میں تم میں ایک نشانی لایا ہوں جو میرے دعوائے نبوت کے صدق کی دلیل ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعوی نبوت کیا اور معجزات دکھائے تو لوگوں نے درخواست کی کہ آپ ایک چمگادڑ پیدا کریں آپ نے مٹی سے چمگادڑ کی صورت بنائی پھر اس میں پھونک ماری تو وہ اڑنے لگی۔

چمگادڑ بنانے کی خصوصیت سے قوم نے اس لیے درخواست کی کہ وہ اڑنے والے جانوروں میں بہت اکمل اور عجیب تر ہے اور کمال قدرت پر دلالت کرنے میں اور مخلوق سے ابلغ ہے۔ کیونکہ یہ بغیر پروں کے اڑتی ہے

marfat.com

دانت رکھتی ہے جنتی ہے اور اس کی مادہ کی چھاتیاں ہوتی ہیں اور دوں کی بجائے بچہ جنتی ہے باقی اڑنے والے جانوروں میں یہ باتیں نہیں ہوتیں۔

اور عہد عیسوی میں چونکہ فن طب انتہا عروج پر تھا اور اس کے ماہرین اس فن میں یدطولیٰ رکھتے تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ مادر زاد اندھا تندرست نہیں ہو سکتا جس کا برص عام ہو گیا ہو سر سے پیر تک پھیل چکا ہو۔ وہ نہیں جا سکتا جس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہو وہ زندہ نہیں ہو سکتا۔

آپ نے ان کے مقابلہ میں اعلان فرمایا اور معجزہ کے ذریعہ مادر زاد اندھے کی آنکھیں درست کیں برص تندرست فرماتے مردے جلاتے تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ جو علاج کے ذریعہ صحیح ہونا ناممکن ہے وہ اگر صحیح اور تندرست ہو جائے تو یہ صدق نبوت کی قطعی دلیل ہے۔

وہب کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایک دن میں پچاس پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہو جاتا اور آپ کی دعا سے سب تندرست ہو جاتے ان میں جو چل سکتا وہ چل کر آتا اور جو نہ آسکتا آپ اس کے پاس خود تشریف لے جاتے اور دعا فرما کر اسے تندرست فرماتے اور اس سے صرف ایمان لانے کی شرط کرتے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے زندہ کیے۔

ایک عازر جس کو آپ کے ساتھ عقیدت تھی جب اس کی حالت نازک ہوئی تو اس کی بہن نے آپ کی خدمت میں عرض کی مگر وہ اتنی بعد مسافت پر تھا کہ آپ تین روز سے قبل وہاں نہ پہنچ سکے جب پہنچے تو دفن کر دیا گیا تھا آپ نے اس کی بہن سے فرمایا ہمیں اس کی قبر پہ لے چل وہ لے گئی آپ نے دعا کی عازر زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور مدت تک زندہ رہا اس کی اولاد ہوئی۔

دوسرا ایک بڑھیا کا لڑکا تھا جس کا جنازہ آپ کے سامنے سے گزرا آپ نے اس کے لیے دعا کی وہ زندہ ہو کر جنازہ کی چارپائی سے اتر پڑا گھر آیا کپڑے پہنے اور آسانا زندہ رہا کر اولاد ہوئی۔

تیسرا ایک عاشر تھا اس کی لڑکی شام کو مری اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اسے زندہ کیا۔

چوتھا سام بن نوح اسے مرے ہزاروں سال گذر چکے تھے لوگوں نے خواہش کی آپ نے فرمایا اس کی قبر بتاؤ لوگوں نے قبر کی نشان دہی کی آپ قبر پہ پہنچے دعا فرمائی۔ سام نے زندہ ہوتے ہوئے سنا کہ کوئی کہتا ہے اَجِبْ رُوْحَ اللّٰہِ یہ سنتے ہی وہ خوف زدہ ہوا اور اسے یہ گمان ہوا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اس ہول سے اس کا آدھا سر سفید ہو گیا۔ پھر اس نے حضرت روح اللہ سے عرض کی حضور دعا فرمائیں کہ اب مجھے

marfat.com

جو موت آئے تو سکرات موت سے بھی محفوظ رہوں۔ اور آپ پر ایمان لایا اور اسی وقت ان کا پھر انتقال ہو گیا۔

آیۂ کریمہ میں اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ، فرمانے میں رد نصاریٰ مقصود ہے کہ وہ حضرت مسیح کو خدا مانتے ہیں اور الوہیت کے قائل ہیں۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بیماروں کو تندرست کیا اور مردوں کو زندہ کیا تو بعض لوگوں نے کہا یہ جادو ہے اسے ہم نہیں مانتے اس کے علاوہ کوئی اور معجزہ دکھلایئے۔

تو آپ نے فرمایا جو تم کھاتے ہو اور جو جمع رکھتے ہو اس سے تمہیں مطلع کروں تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ نبی کے سوا غیب کی خبر اور کسی کو نہیں ہوتی۔ چنانچہ آپ کا یہ معجزہ تھا کہ آدمی جو کل کھا چکا ہے اس کی بھی خبر دیتے جو شام کو کھائے گا اس سے بھی مطلع فرماتے جو دوسرے دن کھائے گا وہ بھی بتاتے اور بلا وساطت انبیاء کوئی بشر امور غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا آگے فرمایا۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلے کتاب توریت کی اور اس لیے کہ حلال کروں تمہارے لیے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو بے شک میرا تمہارا سب کا رب اللہ ہے تو اس کو پوجو یہ ہے سیدھا راستہ۔

مُصَدِّقًا تصدیق سے بنا اس کے معنی ہیں سچا کرنا۔

مَا بَیْنَ یَدَیَّ کے معنی ہیں ہاتھوں کے درمیان یعنی سامنے آپ نے فرمایا کہ میں اس کتاب کی تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتری یعنی توریت اس میں بعض احکام میں جیسے سختی تھی وہ اب ختم ہو جائے گی جو چیزیں تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے حرام کر دی تھیں وہ میں حلال کر دوں گا اللہ کی طرف سے اپنی نبوت و رسالت کی نشانی لے کر آیا ہوں جو احکام تم کو دیتا ہوں ان کی تعمیل کرو اور جو ہدایات دیتا ہوں ان پر چلو۔

شریعت موسوی میں اونٹ چربی اور کچھ پرند حرام تھے ان کے حلال فرمانے کی بنی اسرائیل کو بشارت دی اور ان کے سابقہ اعتقاد کا رد کیا اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ میرا تمہارا رب ایک ہے میرے متعلق الوہیت کا عقیدہ باطل ہے میں تو اللہ کا [illegible] اور رسول ہوں۔ اس کے بعد یہود کو آپ نے دیکھا کہ آیات باہرات اور معجزات سے بھی یہ اثر پذیر نہ ہوئے اور اپنے کفر پر قائم ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے جان لیا تھا کہ

marfat.com

وہی مسیح ہیں جن کی توریت میں بشارت دی گئی ہے اور آپ ان کے دین کو منسوخ کرنے والے ہیں تو یہ بات یہود کو شاق گذری اور وہ آپ کے ایذاء و قتل کے درپے ہوگئے اور آپ کے ساتھ انہوں نے کفر کیا۔ اس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ - تو جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کفر محسوس کیا۔

اَحَسَّ - احساس سے بنا اس کا مادہ حس ہے۔ اس کی جمع حواس ہے۔ احساس کے معنی ہیں حواس سے معلوم کرنا۔

قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ - کہا میرے مددگار کون ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔

مَنْ - استفہامیہ ہے۔

اَنْصَار - نصیر کی جمع ہے۔ اس طرح فرمایا مَنْ اَنْصَارِیْ مُتَوَجِّهًا اِلَى اللّٰهِ - جب رب کی طرف جانے لگوں تو اس وقت میرا مددگار کون ہوگا یعنی اللہ کی راہ میں میرا کون مددگار ہے جس کی نیت صرف رضائے الٰہی ہو (روح المعانی)

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ - حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں۔

حواریوں کے متعلق محققین کے مختلف اقوال ہیں۔

بعض کا خیال ہے کہ سب سے پہلے دو اسرائیلی جو حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے وہ دھوبی تھے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ تم کپڑے کیا صاف کرتے ہو آؤ میں تمہیں دل صاف کرنا سکھاؤں انہوں نے لبیک کہا اس طرح ان کا لقب حواری پڑ گیا۔

بعض کا خیال ہے کہ حوارا ایک شہر تھا جو لوگ وہاں کے رہنے والے تھے ان کا لقب حواری ہو گیا۔

بعض کے نزدیک یہ لفظ حور سے بنا اس کے معنی لوٹنا ہے۔

بعض کے نزدیک حواری وہ جماعت مخلص ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کی مددگار تھی اور آپ پر ایمان لائے یہ بارہ اشخاص تھے جن میں یعقوب، شمعون اور یوحنا بھی شامل ہیں۔

بعض نے کہا کہ انتیس تھے پہلی تعداد تحقیقی ہے۔

انصار اللہ میں یا تو دین یا نبی پوشیدہ ہے انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے دین کے یا اللہ کے نبی کے یا اللہ کے مددگار ہیں۔

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ - ہم اللہ پر ایمان لائے

marfat.com

وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ سے عیسیٰ علیہ السلام آپ اس پر گواہ رہیں کہ ہم آپ کے مطیع مسلمان ہیں۔ (خازن)

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○ الٰہی ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے اتارا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پہ گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر والا ہے۔

اتَّبَعْنَا۔ اتباع سے بنا اس سے عقائد و اعمال میں پیروی کرنا مراد ہے۔

الرَّسُوْلَ۔ میں الف لام عہدی ہے۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔ اکتب۔ کتابت سے بنا اس کے معنی لکھنا ہے۔

شٰهِدِيْنَ۔ شاہد کی جمع ہے۔ اس کے معنی گواہ و حاضر ہیں۔ اس سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں قیامت کے دن مسلمان نبیوں کے گواہ ہوں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے گواہ ہوں گے وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔

حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسی طرح فرمایا۔

مَكْر کے لغوی معنی پوشیدگی ہیں اسی لیے اندھیرے کو مکر کہتے ہیں۔ مَكْرُ اللَّيْلِ رات کا اندھیرا۔ اصطلاح میں خفیہ تدبیر کو کہتے ہیں۔

مکروا و مکر اللہ میں اس امر کا اظہار ہے کہ مشرکین و کفار بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا یعنی دھوکے سے خفیہ آپ کے قتل کا انتظام کیا اور اپنے ایک آدمی کو اس کام پر مقرر کیا اللہ تعالےٰ نے اس مکر کے بدلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور آپ کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو قتل کرنے کے لیے مقرر ہوا تھا چنانچہ یہود نے اس کو ہی قتل کر دیا اور سمجھے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر ڈالا۔

لغت عرب میں مکر پوشیدہ تدبیر کے معنی میں آتا ہے عام اس سے کہ وہ تدبیر اچھے مقصد کے لیے ہو یا برے مقصد کے لیے اگر اچھے مقصد میں ہو تو محمود ہے ورنہ قبیح اور اردو محاورہ میں فریب کے معنی میں مکر کا استعمال ہوتا ہے اس بنا پر مکر کا مفہوم عربی زبان کا لینا ضروری ہے نہ کہ اردو کا۔ اور

وَمَكَرَ اللّٰهُ میں تو چونکہ شان الٰہی کا تذکرہ ہے اس لیے یہاں تو فریب کے معنی لینے کسی طرح روا نہ ہوں گے چونکہ عربی میں بھی مکر بمعنی خدع معروف ہو گیا ہے اس لیے یہ معنی شان الٰہی میں لینا کسی طرح جائز نہیں بلکہ دوسرے

marfat.com

معنی خفیہ تدبیر ہی لینے چاہئیں۔ (مفردات راغب)
یعنی جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی مضبوط خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے انہیں بچانے کی اہم تدبیر کی۔ انہیں آسمان پر بلا لیا اور انہیں کا ہمشکل آدمی قتل کرا دیا
وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ یہاں خیر سے بہتر تدبیر مراد ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ کیونکر ہوا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو تبلیغ حق فرمائی تو انہوں نے آپ کی مخالفت کی۔ مقابلہ کیا۔ والدہ ماجدہ پر تہمت لگانے کی کوشش کی۔ آپ نے ان کے لیے بارگاہ رب العزت میں بددعا کی وہ سب کے سب سور بنا دیے گئے۔ قوم پر ہیبت طاری ہوئی۔ یہ خبر بادشاہ یہودا کو پہنچی وہ گھبرایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قدر مستجاب الدعوات ہیں اب اسکو خطرہ ہوا کہیں وہ بادشاہ کے حق میں بددعا دیدیں اس لیے ان کو قتل کرایا جائے۔
ایک شخص ططیانوس کو اس کام کے لیے منتخب کیا گیا یہ شخص منافق تھا بظاہر عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کرتا تھا بادشاہ نے انعام مقرر کر دیا یہ شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ رات کے وقت آپ کی قیام گاہ پر گیا سب نے مکان کو گھیر لیا۔ یہ شخص اندر داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اچانک آسمان پر تشریف لیجا چکے ہیں۔
اللہ تعالےٰ نے ططیانوس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا تھا اب یہ باہر آیا تو اسکو دیکھتے ہی اس کے ہمراہیوں نے اسے حضرت عیسیٰ سمجھ کر پکڑ لیا اور صلیب پر چڑھا دیا۔ مصلوب ہونے کے بعد جب وہ شخص اپنی حالت میں آیا تو سب کو افسوس ہوا کہ اپنے ہاتھوں اپنے آدمی کو قتل کر دیا۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان دوم پر ہیں اور زمین پر تشریف لادیں گے۔ امت محمدیہ میں شامل ہوں گے چالیس سال قیام فرما کر وصال ہوگا۔ روضہ انور صلی اللہ علیہ وسلم میں پہلوئے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا میں دفن ہونگے۔ (خازن)

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ آل عمران پ ۳

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ — اور یاد کیجیے جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے

marfat.com

وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا اور تجھے پاک کردوں گا کافروں سے اور کردوں گا انہیں جو تیرے متبع ہیں غالب ان پر جو کافر ہیں قیامت تک پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے تو میں فیصلہ تم میں کردوں گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔

فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝

تو وہ جو کافر ہوئے میں انہیں دنیا و آخرت میں سخت عذاب کروں گا اور ان کا کوئی مددگار نہیں

وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝

اور وہ جو مومن ہیں اور نیکوکار انہیں پورا پورا بدلہ دوں گا اور اللہ ظالم لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

ذَٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ۝

یہ ہم تم پر پڑھتے ہیں کچھ آیتیں اور نصیحت حکمت والی

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۝

بے شک مثال عیسیٰ کی اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے اسے مٹی سے بنایا پھر کہا ہو جا وہ ہوگیا۔

الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ۝

یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو اے سننے والے! تو شک والوں میں نہ ہونا۔

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝

تو جو تم سے اے محبوب (عیسیٰ کے بارے میں) حجت کرے بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا۔ تو ان سے فرما دو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۝ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۝ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

یہی بے شک سچا بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک اللہ ہی غالب حکمت والا ہے

فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ۝

تو اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ فسادیوں کو خوب جانتا ہے۔

marfat.com

لفظی ترجمہ

اِذْ۔ یاد کرو جب	قَالَ۔ فرمایا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	یٰعِیْسٰی۔ اے عیسیٰ
اِنِّیْ۔ بیشک میں	مُتَوَفِّیْكَ۔ تجھے پوری عمر دوں گا		وَ۔ اور
رَافِعُكَ۔ تجھے اٹھالوں گا		اِلَیَّ۔ اپنی طرف	وَ۔ اور
مُطَهِّرُكَ۔ تجھے پاک کروں گا		مِنَ الَّذِیْنَ۔ ان سے	كَفَرُوْا۔ جو کافر ہیں
وَ۔ اور	جَاعِلُ۔ کروں گا	الَّذِیْنَ۔ انکو	اتَّبَعُوْكَ۔ جو تیرے پیرو ہیں
فَوْقَ۔ غالب	الَّذِیْنَ۔ ان پر	كَفَرُوْا۔ جو کافر ہیں	اِلٰی۔ یہاں تک کہ
یَوْمِ۔ دن	الْقِیٰمَةِ۔ قیامت ہو	ثُمَّ۔ پھر	اِلَیَّ۔ میری طرف ہے
مَرْجِعُكُمْ۔ تمہارا لوٹ کر آنا		فَاَحْكُمُ۔ تو میں فیصلہ کروں گا	
بَیْنَكُمْ۔ تم میں	فِیْمَا۔ اس سے	كُنْتُمْ۔ جو تھے تم	فِیْهِ۔ اس میں
تَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے	فَاَمَّا۔ پھر وہ	الَّذِیْنَ۔ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہیں
فَاُعَذِّبُهُمْ۔ تو میں عذاب دوں گا انہیں		عَذَابًا۔ عذاب	شَدِیْدًا۔ سخت
فِی۔ بیچ	الدُّنْیَا۔ دنیا	وَ۔ اور	الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	لَهُمْ۔ ان کا	مِنْ نّٰصِرِیْنَ۔ کوئی مددگار
وَ۔ اور	اَمَّا۔ لیکن	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
وَ۔ اور	عَمِلُوا۔ عمل کیے	الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے	فَیُوَفِّیْهِمْ۔ تو پورا دیگا انکو
اُجُوْرَهُمْ۔ انکے اجر	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	لَا۔ نہیں
یُحِبُّ۔ پسند کرتا	الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالموں کو	ذٰلِكَ۔ یہ	نَتْلُوْهُ۔ پڑھتے ہیں ہم اسے
عَلَیْكَ۔ تم پر	مِنَ الْاٰیٰتِ۔ آیتوں سے	وَ۔ اور	الذِّكْرِ۔ نصیحت
الْحَكِیْمِ۔ حکمت والی	اِنَّ۔ بے شک	مَثَلَ۔ مثال	عِیْسٰی۔ عیسیٰ کی
عِنْدَ۔ نزدیک	اللّٰهِ۔ اللہ کے	كَمَثَلِ۔ مثل	اٰدَمَ۔ آدم کی ہے
خَلَقَهٗ۔ پیدا کیا اسے	مِنْ تُرَابٍ۔ مٹی سے	ثُمَّ۔ پھر	قَالَ۔ کہا
لَهٗ۔ اسکو	كُنْ۔ ہوجا	فَیَكُوْنُ۔ تو ہوگیا	اَلْحَقُّ۔ حق

marfat.com

مِنْ رَّبِّكَ - تیرے رب سے   فَلَا - تو نہ   تَكُنْ - ہو تو

مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ - شک کرنے والا   فَمَنْ - تو جو   حَاجَّكَ - جھگڑا کرے

تجھ سے   فِيْهِ - اس میں   مِنْ بَعْدِ - بعد   مَا - اس کے کہ

جَاءَ - آیا   كَ - تیرے پاس   مِنَ الْعِلْمِ - علم   فَقُلْ - تو کہہ

تَعَالَوْا - آؤ   نَدْعُ - بلائیں ہم   اَبْنَاءَنَا - اپنے بیٹوں کو   وَ - اور

اَبْنَاءَكُمْ - تمہارے بیٹوں کو   وَ - اور   نِسَاءَنَا - اپنی عورتوں کو

وَ - اور   نِسَاءَكُمْ - تمہاری عورتوں کو   وَ - اور   اَنْفُسَنَا - اپنی جانوں کو

وَ - اور   اَنْفُسَكُمْ - تمہاری جانوں کو   ثُمَّ - پھر   نَبْتَهِلْ - ہم مباہلہ کریں

فَنَجْعَلْ - تو کریں   لَعْنَةَ - لعنت   اللّٰهِ - اللہ   عَلَى - اوپر

الْكٰذِبِيْنَ - جھوٹوں کے   اِنَّ - بیشک   هٰذَا - یہ   لَهُوَ - وہ

الْقَصَصُ - بیان ہے   الْحَقُّ - سچا   وَ - اور   مَا - نہیں

مِنْ اِلٰهٍ - کوئی معبود   اِلَّا - مگر   اللّٰهُ - اللہ   وَ - اور

اِنَّ - بیشک   اللّٰهَ - اللہ   لَهُوَ - وہی ہے   الْعَزِيْزُ - غالب

الْحَكِيْمُ - حکمت والا   فَاِنْ - تو اگر   تَوَلَّوْا - وہ منہ پھیریں   فَاِنَّ - تو بیشک

اللّٰهَ - اللہ   عَلِيْمٌ - جاننے والا ہے۔   بِالْمُفْسِدِيْنَ - فسادی لوگوں کو

مختصر تفسیر پانچواں رکوع آل عمران۔ پ ۳

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تجھے کافروں سے پاک کر دوں گا اور تیرے متبعین کو قیامت تک تیرے منکروں پر غلبہ دوں گا پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے تو میں تم میں فیصلہ کروں گا جس بات میں جھگڑتے ہو۔

لفظ اِذْ متعلق اذکر فعل مضمر کا ظرف ہے جب اللہ نے تدبیر فرمائی اور ارشاد فرمایا اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم وہ وقت یاد فرمائیے۔

marfat.com

مُتَوَفِّیْ۔ کا مادہ وَفَاءٌ ہے اس کے معنی پورا کرنا۔ موت کو وفات اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے عمر پوری ہو جاتی ہے۔ اصطلاح میں موت اور نیند پر بولا جاتا ہے۔ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وہی سلاتا ہے تم کو رات میں۔ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مُتَوَفِّیْکَ کے معنی ہیں میں تجھ کو بغیر موت کے اپنی طرف اٹھا لوں گا اور تمہارے دشمن تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

ابن جریر نے کہا ربیع بن انس سے مروی ہے کہ توفّی سے مراد نوم (نیند) ہے

اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ۔ اس کا مبدأ اشتقاق وفی ہے۔ راغب نے کہا۔ اَلْوَافِیْ الَّذِیْ بَلَغَ التَّمَامَ یُقَالُ دِرْهَمٌ وَافٍ وَکَیْلٌ وَافٍ وَاَوْفَیْتُ الْکَیْلَ وَالْوَزْنَ قَالَ تَعَالٰی وَاَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ۔ وَفٰی بِعَهْدِهٖ یَفِیْ وَفَاءً وَاَوْفٰی اِذَا تَمَّمَ الْعَهْدَ وَلَمْ یَنْقُضْ حِفْظَهٗ۔

وافی وہ ہے جو پورا ہو جائے کہا جاتا ہے درہم پورے ہو گئے اور ماپ پورا ہو گیا اور میں نے تول اور ماپ پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جب تم ماپو تو ماپ پورا کرو۔ اور اس نے اپنے عہد کو پورا کیا اوفی اس وقت کہا جاتا ہے جب عہد کو پورا کرے اور اس کی حفاظت میں کمی نہ کرے۔

پھر کہتے ہیں وَقَدْ قِیْلَ تَوَفّٰی رِفْعَتَهٗ وَاخْتِصَاصَهٗ۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس کا رفع اور خصوصیت پوری ہو گئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ وفّی عام طور پر پورا کرنے کے معنی دیتا ہے آیۂ کریمہ میں اس امر کی تسلی دی گئی کہ اے عیسیٰ تمہیں کفار یہود قتل کرنا چاہیں گے مگر میں قتل نہ ہونے دوں گا اور تمہاری پوری عمر تک تمہیں پہنچاؤں گا (کذا فی المدارک)

اور تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا یعنی آسمان پر جو محل کرامت اور مقر ملائکہ ہے وہاں بغیر موت کے تمہیں اٹھاؤں گا

وَرَافِعُكَ اِلَیَّ۔ رَافِعٌ۔ رَفْعٌ سے بنا اس کے معنی اٹھانا، بلند کرنا۔ یہاں اِلَیَّ سے آسمان کی طرف اٹھا لینا مراد ہے۔

مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ تطہیر سے بنا اس کا مادہ طہر ہے اس کے معنی پاکی ہے یعنی میں تجھے ان کافروں سے نکال کر آسمان پر بلا لوں گا اور دشمنوں سے نجات دوں گا (خازن)

وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ اے عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اتباع کرنے والوں کو آپ کے منکرین پر قیامت تک غلبہ دوں گا۔

ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ۔ ثم تاخیر کے لیے ہے مرجع بمعنی لوٹنا۔ اِلَیَّ کے مقدم کرنے سے حصر کا فائدہ ہوا

marfat.com

یعنی قیامت کے بعد اے ایمان والو اور منکرو تم سب کا ہماری طرف ہی لوٹنا ہے۔

فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ۔ اس رجوع کے بعد فوراً ہی تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا

فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ۔ ان تمام باتوں کا فیصلہ کروں گا جس میں تم دنیا میں اختلاف کرتے تھے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ زمانہ قریب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری امت میں خلیفہ ہو کر نازل ہوں گے۔ صلیب توڑیں گے خنازیر کو قتل کریں گے۔ چالیس سال رہیں گے نکاح فرمائیں گے۔ اولاد ہو گی پھر انتقال فرمائیں گے وہ امت کیسے ہلاک ہو جس کے اول میں ہوں اور آخر عیسیٰ اور وسط میں میرے اہل بیت سے مہدی علیہم السلام۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام منارۂ مشرقی دمشق پر نازل ہوں گے۔ یہ بھی وارد ہے کہ حجرۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں مدفون ہوں گے اور کافروں پر ان مسلمانوں کو غلبہ دیا جائے گا جو آپ کی تصدیق نبوت کرنے والے ہیں اور کافروں سے مراد یہودی ہیں۔

شان نزول:۔ آیۂ کریمہ کا یہ ہے کہ نجران کے عیسائی اپنا وفد لے کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آئے اور کہنے لگے آپ کا خیال ہے کہ عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں۔ حضور نے فرمایا ہاں وہ اس کے بندے ہیں اور رسول اور اس کے کلمے جو کنواری بتول عذرا کی طرف القا کیے گئے۔

نصرانی وفد یہ سن کر بہت غضبناک ہوا اور بولا محمد کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے؟ ان سے ان کا مطلب یہ تھا کہ عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بغیر باپ کے ہوئے ہیں اور حضرت آدم تو ماں باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے تو جب انہیں اللہ کا مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مخلوق اور خدا کا بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے اس کی تفصیل آگے کی آیتوں میں مذکور ہے۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۗ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝

تو وہ جو کافر ہوئے تو میں انہیں دنیا و آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہو گا اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے انہیں پورا بدلہ دیا جائے گا اور اللہ کو ظالم محبوب نہیں یہ ہم تم پر پڑھتے

marfat.com

میں کچھ آیتیں اور حکمت والی نصیحت۔ بیشک عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام کی سی ہے انہیں مٹی سے بنایا پھر کہا ہو جا وہ ہو گیا۔ یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو (اے سننے والے) نہ ہو شک والوں میں۔ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ کو یہ آیت پڑھ کر سنائی تو وہ لاجواب ہو گئے۔

مُمْتَرِيْنَ امتراء سے بنا اس کے معنی جذب کرنا یا کھینچنا۔ عربی محاورہ ہے مَرَيْتُ النَّاقَةَ اونٹنی کا دودھ دوھ لیا۔ شک انسان کے قلب کو کھینچے پھرتا ہے اس لیے اس کو مِرْیَہ کہا جاتا ہے یعنی اے مسلمان تو شک کرنے والوں کی جماعت سے نہ ہو۔

اس کے بعد اتمام حجت کے لیے آیات مباہلہ پیش کی گئیں جو آگے آتی ہیں۔

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ
وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ فَاِنْ
تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝

تو جو اے محبوب! تم سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حجت کرے بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرما دو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں یہی بے شک سچا بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک اللہ ہی غالب حکمت والا ہے تو اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ خوب جانتا ہے فسادیوں کو۔

یہ دعوت مباہلہ جب حضور نے نجرانیوں کو دی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم مشورہ کر کے کل اس کا جواب دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بڑے عالم اور صاحب الرائے شخص عاقب سے کہا جسے عبد المسیح کہتے تھے کہ اس معاملہ میں اپنی رائے دے۔ اس نے کہا اے نصرانیو! تم خوب جانتے اور سمجھتے ہو کہ محمد نبی مرسل تو ضرور ہی ہیں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو تم سب یقیناً ہلاک ہو جاؤ گے۔ اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑو اور اپنے گھروں کو واپس لوٹ چلو۔

یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کی گود میں امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں اور دست اقدس میں حسن کا ہاتھ ہے اور سیدہ فاطمۃ الزہراء اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور کے پیچھے ہیں اور حضور ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب ہم دعا کریں

marfat.com

تو تم سب آمین کہنا۔

نجران کے سب سے بڑے پادری نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا اے لوگو! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ ہٹانے کو کہیں گے تو اللہ ہٹا دے گا۔ ان سے مباہلہ نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے حتی کہ روئے زمین پر ایک عیسائی باقی نہ رہے گا۔

یہ سن کر نصاری حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور مباہلہ کے لیے ہم تیار نہیں البتہ جزیہ ہمیں منظور ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ید قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرندے نیست و نابود ہو جاتے۔ آخر میں فرمایا کہ سچا بیان ہم بیان کر چکے یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی وہی شان ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ آل عمران۔ پ ۳

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۝

فرما دیجئے اے اہل کتاب ایسے کلمہ کی طرف آ جاؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ کہ نہ پوجیں مگر اللہ تعالے کو اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور نہ بناوے ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو رب پھر اگر وہ نہ مانیں تو تو کہہ دو کہ تم گواہ رہو اس بات کے کہ ہم مسلمان ہیں۔

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ مَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَ الْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝

اے کتاب والو کیوں جھگڑتے ہو ابراہیم کے معاملہ میں اور نہ توریت اور انجیل نہ اتاری گئی مگر ان کے بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝

سنتے ہو یہ جو تم ہو اس میں جھگڑے جس کا تمہیں علم تھا تو کس لیے جھگڑتے ہو اس میں جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا

ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے

marfat.com

وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ | جدا مسلمان اور نہیں تھے مشرکوں سے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَھٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ | بیشک سب لوگوں سے زیادہ حقدار ابراہیم کے وہ ہیں جو ان کے پیرو ہوئے۔ اور یہ نبی اور ایمان لانے والے اور اللہ ایمان والوں کا والی ہے۔

وَدَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ | دل سے چاہتا ہے ایک گروہ اہل کتاب کا کہ تمہیں گمراہ کر دے اور وہ گمراہ نہیں کر سکتے مگر اپنے آپ کو اور انہیں شعور نہیں۔

يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ | اے اہل کتاب کیوں کفر کرتے ہو اللہ کی آیتوں سے حالانکہ تم خود اس کے گواہ ہو۔

يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ | اے اہل کتاب کس لیے ملاتے ہو حق میں باطل اور چھپاتے ہو حق حالانکہ تم جانتے ہو۔

لفظی ترجمہ

قُلْ۔ فرما دیجئے	یَا۔ اے	اَھْلَ۔ اہل	الْكِتٰبِ۔ کتاب
تَعَالَوْا۔ آؤ	اِلٰى۔ طرف	كَلِمَةٍ۔ ایک کلمہ کی	سَوَآءٍ۔ جو یکساں ہے
بَيْنَنَا۔ ہمارے مابین	وَ۔ اور	بَيْنَكُمْ۔ تمہارے مابین	اَلَّا۔ یہ کہ نہ
نَعْبُدَ۔ پوجیں ہم	اِلَّا۔ مگر	اللّٰهَ۔ اللہ کو	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	نُشْرِكَ۔ شریک کریں ہم	بِهٖ۔ اس کے ساتھ	شَيْئًا۔ کسی کو
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	يَتَّخِذَ۔ پکڑے	بَعْضُنَا۔ بعض ہمارا
بَعْضُنَا۔ بعض	اَرْبَابًا۔ رب	مِنْ دُوْنِ۔ سوائے	اللّٰهِ۔ اللہ کے
فَاِنْ۔ تو اگر	تَوَلَّوْا۔ منحرف ہوں	فَقُوْلُوا۔ تو کہدو	اشْهَدُوْا۔ گواہ رہو
بِاَنَّا۔ اس پر کہ ہم	مُسْلِمُوْنَ۔ مسلمان ہیں	یَا۔ اے	اَھْلَ۔ اہل
الْكِتٰبِ۔ کتاب	لِمَ۔ کیوں	تُحَاجُّوْنَ۔ جھگڑتے ہو	فِيْٓ۔ میں
اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم کے	وَ۔ اور	مَا۔ نہ	اُنْزِلَتِ۔ نازل ہوئی

marfat.com

التَّوْرٰىةُ ۔ توریت	وَ ۔ اور	الْاِنْجِيْلُ ۔ انجیل	اِلَّا ۔ مگر
مِنْ ۔ بعد	بَعْدِهٖ ۔ اسکے	اَفَلَا ۔ کیا نہیں	تَعْقِلُوْنَ ۔ تمہیں عقل
هٰاَنْتُمْ ۔ سنتے ہو	هٰؤُلَاءِ ۔ یہ جو تم ہو	حَاجَجْتُمْ ۔ جھگڑے	فِيْمَا ۔ اس میں
لَكُمْ ۔ کہ تمہیں	بِهٖ ۔ اس کا	عِلْمٌ ۔ علم ہے	فَلِمَ ۔ تو کیوں
تُحَاجُّوْنَ ۔ جھگڑتے ہو	فِيْمَا ۔ اس میں کہ	لَيْسَ ۔ نہیں ہے	لَكُمْ ۔ تمہیں
بِهٖ ۔ اس کا	عِلْمٌ ۔ علم	وَ ۔ اور	اللّٰهُ ۔ اللہ
يَعْلَمُ ۔ جانتا ہے	وَ ۔ اور	اَنْتُمْ ۔ تم	لَا ۔ نہیں
تَعْلَمُوْنَ ۔ جانتے	مَا ۔ نہیں	كَانَ ۔ تھا	اِبْرٰهِيْمُ ۔ ابراہیم
يَهُوْدِيًّا ۔ یہودی	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	نَصْرَانِيًّا ۔ نصرانی
وَ ۔ اور	لٰكِنْ ۔ لیکن	كَانَ ۔ تھا	حَنِيْفًا ۔ سیدھا
مُسْلِمًا ۔ مسلمان	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہ	كَانَ ۔ تھا
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ مشرکوں سے		اِنَّ ۔ بیشک	اَوْلَى ۔ زیادہ قریب
النَّاسِ ۔ لوگوں سے	بِاِبْرٰهِيْمَ ۔ ابراہیم سے	لَلَّذِيْنَ ۔ وہ جو	اتَّبَعُوْهُ ۔ اسکے پیرو تھے
وَ ۔ اور	هٰذَا ۔ یہ	النَّبِيُّ ۔ نبی	وَ ۔ اور
الَّذِيْنَ ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے	وَ ۔ اور	اللّٰهُ ۔ اللہ
وَلِيُّ ۔ والی ہے	الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ مومنوں کا	وَدَّتْ ۔ چاہتا ہے	طَّآئِفَةٌ ۔ ایک گروہ
مِنْ ۔ سے	اَهْلِ ۔ اہل	الْكِتٰبِ ۔ کتاب سے	لَوْ ۔ اگر
يُضِلُّوْنَكُمْ ۔ گمراہ کردیں تم کو		وَ ۔ اور	مَا ۔ نہیں
يُضِلُّوْنَ ۔ گمراہ کرتے	اِلَّا ۔ مگر	اَنْفُسَهُمْ ۔ اپنی جانوں کو	وَ ۔ اور
مَا ۔ نہیں	يَشْعُرُوْنَ ۔ سمجھتے	يٰ ۔ اے	اَهْلَ ۔ اہل
الْكِتٰبِ ۔ کتاب	لِمَ ۔ کیوں	تَلْبِسُوْنَ ۔ ملاتے ہو	الْحَقَّ ۔ حق کو
بِالْبَاطِلِ ۔ باطل سے	وَ ۔ اور	تَكْتُمُوْنَ ۔ چھپاتے ہو	الْحَقَّ ۔ حق کو
وَ ۔ اور	اَنْتُمْ ۔ تم	تَعْلَمُوْنَ ۔ جانتے ہو	

marfat.com

مختصر تفسیر چھیاسٹھ رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۳

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ۔ آپ فرمایئے کہ اے کتابیو! آؤ ایسے کلمہ کی طرف جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ کہ نہ پوجیں مگر ایک اللہ کو اور نہ شریک کریں اس کے ساتھ کسی کو اور نہ پکڑیں ایک دوسرے کو رب اللہ کے سوا تو اگر وہ انحراف کریں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

تَعَالَوْا۔ اسماء افعال سے ہے بمعنی آؤ

كَلِمَةٍ۔ عرب میں پورے کلام کو کلمہ کہہ دیا جاتا ہے۔

سَوَاءٍ۔ کلمہ کی صفت ہے اس کے معنی عدل اور برابری کے ہیں۔ سواس کے معنی انصاف کے ہیں۔

كَلِمَةٍ سَوَاءٍ سے عقائد حقہ اور اعمال اسلامی مراد ہیں

یہ وہ تعلیم ہے جو قرآن کریم، توریت اور انجیل میں مختلف نہیں اور خدا کے سوا کسی کو خدا کا شریک ماننے میں حضرت عیسیٰ اور عزیر سب کے لیے یہ عہد لازم ہو گیا۔ چونکہ یہود و نصاریٰ نے اپنے احبار اور رہبان کو اپنا معبود بنا لیا اور انہیں سجدے کیے ان کی عبادت میں۔ اسی لیے اس معاہدہ پر یہود اور نصاریٰ کو بلایا۔ جمل

لَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا۔ عمل شرک کی نفی کے بعد اعتقادی شرک کی نفی کی۔

نُشْرِكَ۔ اشراک سے بنا اس کے معنی شریک کرنا ہے

شَيْئًا سے غیر خدا مراد ہے۔

لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ۔ يَتَّخِذُ اتخاذ سے بنا اس کے اختیار کرنا یہود و عیسائیوں کے وہ علماء جنہوں نے عوام میں حلال حرام کا اختیار دے رکھا تھا۔ عوام ان سے گناہ معاف کرایا کرتے تھے ان کو بعض فرمایا کر اس جانب اشارہ فرمایا کہ جب وہ ہمارے ہی ہم جنس ہیں تو پھر ان میں یہ شان الوہیت کہاں سے آگئی۔

أَرْبَابًا۔ رب کی جمع ہے اس کے معنی ہیں پالنے والا۔ اپنے پیشواؤں کو اللہ کے سوا معبود یا مالک نہ سمجھیں

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ۔ اگر اہل کتاب تمہاری موافقت سے منہ موڑیں اے

marfat.com

مسلمانو! ان سے کہہ دو کہ گواہ بن جاؤ کہ ہم رب تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار بندے ہیں۔

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ مَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَ الْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ملے اہل کتاب کیوں جھگڑتے ہو ابراہیم کے معاملہ میں۔ توریت انجیل تو اتری مگر ان کے بعد کیا تمہیں عقل نہیں۔

شانِ نزول: نجران کے عیسائی اور احبار یہود میں مباحثہ ہوا۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے۔ عیسائی کہتے تھے کہ آپ نصرانی تھے یہ نزاع بڑا بڑھ گیا تو فریقین نے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم مان کر آپ سے فیصلہ چاہا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور علماء توریت و انجیل کا انتہائی جہل ظاہر ہوگیا۔ کہ ان کے باہمی جھگڑے انکی کمال جہل کی دلیل ہیں اس لیے کہ یہودیت و نصرانیت نزول توریت و انجیل کے بعد ظاہر ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ جن پر توریت اتری حضرت ابراہیم علیہ السلام سے صدہا برس بعد ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن پر انجیل نازل ہوئی ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دو ہزار برس بعد ہے اس بنا پر واضح ہے کہ توریت اور انجیل کسی میں ہر دو نبیوں کے یہودی یا نصرانی ہونے کا ذکر نہیں۔ پھر ان کا دعویٰ جہل و حماقت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ سنو یہ جو تم اس میں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہے تو اس میں کیوں الجھتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

یعنی اس کا تو تمہیں علم ہے کہ نبی آخرالزمان کے ظہور کا ذکر اور آپ کی صفت و نعت توریت و انجیل میں موجود ہے تو جان بوجھ کر تم نے انحراف کیا اور ایمان نہ لائے اور تم نے اس میں جھگڑا کیا کہ ابراہیم یہودی یا نصرانی تھے یہ تمہاری خالص جہالت ہے۔ آخر فیصلہ کیا کہ

مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًاؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ

ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ بنا برایں نہ کسی یہودی کو آپ کی طرف یہودیت کا الزام دینا صحیح ہے نہ کسی نصرانی کو نہ کسی مشرک کو۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِیُّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْاؕ وَ اللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ بیشک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حقدار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی آخرالزمان اور ایمان والے اور ایمان والوں کا اللہ والی ہے۔

marfat.com

آیت کا مفہوم واضح ہے کہ اپنے متبوع کا تابع ہی حقدار ہے تو وہ ابراہیم کے پیرو اور ابراہیم کے حقدار ہیں جنہوں نے آپ کے عہد نبوت میں آپ پر ایمان لا کر آپ کی شریعت کا اتباع کیا نہ کہ یہودی و نصرانی جو دو ہزار برس بعد کی ذریت ہے۔

اور نبی آخر الزمان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے امتی اس لیے حقدار ہیں کہ آپ نے اور آپ کے متبعین نے سب نبی مانا اور حنیفت کو ہی مسلم کہا۔

شان نزول:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار سرداران یہود نے بارگاہ رسالت پناہ میں عرض کی کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمیں ابراہیم علیہ السلام سے نہایت قرب ہے کیونکہ وہ بھی یہودی تھے اور ہم بھی یہودی ہیں اور آپ محض حسد کی وجہ سے انکار فرما رہے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۗ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ چاہتا ہے ایک گروہ کسی طرح تمہیں گمراہ کریں اور وہ گمراہ نہیں کر سکتے مگر اپنے آپ کو اور انہیں شعور نہیں۔ اے کتابیو اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو۔ اے کتابیو! حق میں باطل ملاتے ہو اور حق کیوں چھپاتے ہو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

شان نزول:۔ یہ آیت حضرت معاذ بن جبل۔ حذیفہ بن یمان۔ عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی انہیں یہود اپنے دین میں داخل کرنے کی کوشش کرتے اور انہیں یہودیت کی دعوت دیتے اس پر یہ آیت بتایا کہ ان کی یہ ہوس خام پوری نہ ہوگی اس لیے کہ وہ توریت وانجیل کے عالم ہیں تم حق کو باطل میں جان بوجھ کر ملاتے ہو یہ سب تمہاری تلبیس باطل ہے جسے تم خوب جانتے ہو۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع۔ آل عمران پ ۳

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا
بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ
وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

اور کہا ایک گروہ اہل کتاب نے وہ جو ایمان والوں پر اترا اس پر ایمان لاؤ صبح کو اور کافر ہو جاؤ دن کے وقت شاید اس حیلے سے مسلمان پھر آئیں۔

marfat.com

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۙ

اور نہ ایمان لاؤ مگر اس پر جو تمہارے دین کا پیرو ہو فرما دیجئے بے شک ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے جس کو عطا ہو مثل اس کے جو تمہیں ملا یا حجت لاسکے تمہارے رب کے پاس فرما دیجئے بے شک فضل اللہ کے ہی ہاتھ ہے جسے چاہے دے اور وسعت والا علم والا ہے۔

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

خاص کرتا ہے اپنی رحمت سے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

اور بعض کتابی وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ڈھیر امانت رکھے تو وہ تجھے ادا کر دے گا اور بعض ان سے وہ ہیں کہ اگر ایک دینار اس کے پاس رکھے تو وہ تجھے واپس نہ دے مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم پر اَن پڑھوں کا مواخذہ اور بولتے ہیں اللہ پر جھوٹ جان بوجھ کر۔

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

ہاں کیوں نہیں جس نے پورا کیا اپنا عہد اور پرہیزگار رہا تو بے شک اللہ پسند کرتا ہے پرہیزگاروں کو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثمنا قليلا اولئك لاخلاق لهم في الاخرة وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

بیشک وہ جو لیتے ہیں اللہ کا عہد اور قسم کے بدلے ذلیل و قلیل رقم ان کا نہیں آخرت میں کچھ حصہ اور اللہ ان سے نہ بات کرے گا نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

اور بے شک ان میں کچھ وہ ہیں جو زبان پھیر کر کتاب میں میل کرتے ہیں تاکہ تم سمجھو یہ بھی کتاب میں سے ہے اور وہ کتاب میں نہیں اور کہتے ہیں وہ اللہ کے پاس سے ہے اور وہ اللہ کے پاس سے نہیں اور

marfat.com

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝
کہتے ہیں اللہ پر جھوٹ دیدہ و دانستہ۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝
کسی آدمی کا یہ حق نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکم اور نبوت دے پھر کہے لوگوں سے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ ہاں لیکن یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم سکھاتے ہو کتاب اور اس سبب سے کہ تم درس کرتے ہو۔

وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۗ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝
اور تمہیں نہیں حکم دے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو رب پکڑ لو کیا حکم دے گا تمہیں کفر کا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے۔

لفظی ترجمہ

وَ - اور	قَالَتْ - کہا	طَّآئِفَةٌ - ایک گروہ نے	مِّنْ اَهْلِ - سے اہل
الْكِتٰبِ - کتاب سے	اٰمِنُوْا - ایمان لاؤ	بِالَّذِيْٓ - اس پر جو	اُنْزِلَ - اتارا گیا
عَلَى - اوپر	الَّذِيْنَ - ان کے جو	اٰمَنُوْا - ایمان لائے	وَجْهَ - شروع
النَّهَارِ - دن میں	وَ - اور	اكْفُرُوْٓا - انکار کرو	اٰخِرَهٗ - پچھلے وقت
لَعَلَّهُمْ - تا کہ وہ	يَرْجِعُوْنَ - لوٹ آئیں	وَ - اور	[illegible]
تُؤْمِنُوْٓا - ایمان لاؤ	اِلَّا - مگر	لِمَنْ - ساتھ ان کے جو	تَبِعَ - پیرو ہو
دِيْنَكُمْ - تمہارے دین کا	قُلْ - کہہ	اِنَّ - بیشک	الْهُدٰى - ہدایت
هُدَى - ہدایت	اللّٰهِ - اللہ کی ہے	اَنْ - یہ کہ	يُّؤْتٰٓى - دیا جائے
اَحَدٌ - کوئی	مِّثْلَ - مثل	مَآ - اس کے	اُوْتِيْتُمْ - جو تم دیے گئے
اَوْ - یا	يُحَآجُّوْكُمْ - جھگڑا کریں تم سے		عِنْدَ - پاس
رَبِّكُمْ - تمہارے رب کے	قُلْ - کہہ	اِنَّ - بیشک	الْفَضْلَ - فضل
بِيَدِ - ہاتھ میں	اللّٰهِ - اللہ کے ہے	يُؤْتِيْهِ - دیتا ہے وہ	مَنْ - جسے
يَّشَآءُ - چاہے	وَ - اور	اللّٰهُ - اللہ	وَاسِعٌ - فراخی والا

marfat.com

عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے	يَخْتَصُّ۔ خاص کرتا ہے	بِرَحْمَتِهٖ۔ اپنی رحمت کے ساتھ	
مَنْ۔ جسے	يَّشَاءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ
ذُو الْفَضْلِ۔ صاحب فضل		الْعَظِيْمِ۔ عظیم ہے	وَ۔ اور
مِنْ اَهْلِ۔ بعض اہل	الْكِتٰبِ۔ کتاب	مَنْ۔ وہ ہیں کہ	اِنْ۔ اگر
تَاْمَنْهُ۔ امانت دو اسکو	بِقِنْطَارٍ۔ ایک خزانہ	يُؤَدِّهٖ۔ ادا کریگا اسکو	اِلَيْكَ۔ تیری طرف
وَ۔ اور	مِنْهُمْ۔ بعض ان سے	مَنْ۔ وہ ہیں کہ	اِنْ۔ اگر
تَاْمَنْهُ۔ امانت دے اسے	بِدِيْنَارٍ۔ ایک دینار کو	لَا۔ نہ	يُؤَدِّهٖ۔ ادا کریگا
اِلَيْكَ۔ تیری طرف	اِلَّا۔ مگر	مَا۔ جب تک	دُمْتَ۔ رہے تو
عَلَيْهِ۔ اس پر	قَآئِمًا۔ کھڑا	ذٰلِكَ۔ یہ	بِاَنَّهُمْ۔ اس لیے ہے کہ
قَالُوْا۔ کہا انھوں نے	لَيْسَ۔ نہیں ہے	عَلَيْنَا۔ ہم پر	فِيْ۔ بیچ
الْاُمِّيّٖنَ۔ ان پڑھوں کے	سَبِيْلٌ۔ کوئی راہ	وَ۔ اور	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
عَلَى۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے	الْكَذِبَ۔ جھوٹ	وَ۔ اور
هُمْ۔ وہ	يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہیں	بَلٰى۔ ہاں کیوں نہیں	مَنْ۔ جو
اَوْفٰى۔ پورا کرے	بِعَهْدِهٖ۔ اس کا عہد	وَ۔ اور	اتَّقٰى۔ ڈرے
فَاِنَّ۔ تو بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	يُحِبُّ۔ پسند کرتا ہے	الْمُتَّقِيْنَ۔ پرہیزگاروں کو
اِنَّ۔ بیشک	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	يَشْتَرُوْنَ۔ لیتے ہیں	بِعَهْدِ۔ ساتھ عہد
اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور	اَيْمَانِهِمْ۔ اپنی قسموں کے	ثَمَنًا۔ رقم
قَلِيْلًا۔ تھوڑی	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ	لَا۔ نہیں ہے	خَلَاقَ۔ حصہ
لَهُمْ۔ ان کا	فِي۔ بیچ	الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	يُكَلِّمُهُمُ۔ کلام کرے گا ان سے		اللّٰهُ۔ اللہ
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	يَنْظُرُ۔ دیکھے گا	اِلَيْهِمْ۔ ان کی طرف
يَوْمَ۔ دن	الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
يُزَكِّيْهِمْ۔ پاک کریگا انکو	وَ۔ اور	لَهُمْ۔ ان کے لیے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے
اَلِيْمٌ۔ دردناک	وَ۔ اور	اِنَّ۔ بیشک	مِنْهُمْ۔ ان میں سے
لَفَرِيْقًا۔ ایک فرقہ	يَّلْوٗنَ۔ پھیرتے ہیں	اَلْسِنَتَهُمْ۔ اپنی زبانیں	بِالْكِتٰبِ۔ ساتھ کتاب کے

marfat.com

لِتَحْسَبُوْهُ - تاکہ سمجھو تم اس کو | مِنَ الْكِتٰبِ - کتاب سے | وَ - حالانکہ

مَا - نہیں | هُوَ - وہ | مِنَ الْكِتٰبِ - کتاب سے | وَ - اور

يَقُوْلُوْنَ - کہتے ہیں | هُوَ - وہ ہے | مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ - اللہ سے | وَ - حالانکہ

مَا - نہیں | هُوَ - وہ | مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ - اللہ کی طرف سے

وَ - اور | يَقُوْلُوْنَ - کہتے ہیں | عَلَى - اوپر | اللّٰهِ - اللہ کے

الْكَذِبَ - جھوٹ | وَ - اور | هُمْ - وہ | يَعْلَمُوْنَ - جانتے ہیں

مَا - نہیں ہے | كَانَ - حق | لِبَشَرٍ - کسی آدمی کا | اَنْ - یہ کہ

يُّؤْتِيَهُ - دے اسکو | اللّٰهُ - اللہ | الْكِتٰبَ - کتاب | وَ - اور

الْحُكْمَ - حکمت | وَ - اور | النُّبُوَّةَ - نبوت | ثُمَّ - پھر

يَقُوْلَ - کہے | لِلنَّاسِ - لوگوں سے | كُوْنُوْا - ہو جاؤ | عِبَادًا - بندے

لِّيْ - میرے | مِنْ دُوْنِ - سوائے | اللّٰهِ - اللہ کے | وَ - اور

لٰكِنْ - لیکن | كُوْنُوْا - ہو جاؤ | رَبّٰنِيّٖنَ - رب کے بندے بسبب اسکے کہ

كُنْتُمْ - ہو تم | تُعَلِّمُوْنَ - سکھاتے | الْكِتٰبَ - کتاب | وَ - اور

بِمَا - بسبب اسکے کہ | كُنْتُمْ - ہو تم | تَدْرُسُوْنَ - پڑھتے | وَ - اور

لَا - نہ | يَاْمُرَ - حکم دیگا | كُمْ - تم کو | اَنْ - یہ کہ

تَتَّخِذُوا - پکڑو تم | الْمَلٰٓئِكَةَ - فرشتوں کو | وَ - اور | النَّبِيّٖنَ - نبیوں کو

اَرْبَابًا - رب | اَ - کیا | يَاْمُرُ - حکم دیگا | كُمْ - تم کو

بِالْكُفْرِ - کفر کا | بَعْدَ - بعد اسکے | اِذْ - جبکہ | اَنْتُمْ - تم

مُّسْلِمُوْنَ - مسلمان ہو۔

مختصر تفسیر ساتواں رکوع سورۃ آل عمران - پ ۳

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۔ اہل کتاب کا ایک گروہ بولا کہ وہ جو ایمان والوں پر اترا صبح کو اس کو ایمان لاؤ اور دوسرے وقت منکر ہو جاؤ شاید وہ پھر جائیں۔

marfat.com

اس کے معنی جماعت ہے اہل کتاب سے عام کتابی مراد ہیں۔ علمائے اہل کتاب نے اپنے بعض لوگوں سے کہا مسلمانوں کو اس طرح بہکاؤ کہ تم صبح کے وقت اسلام لاکر معنوی مسلمان بن جاؤ شام کو اپنا کفر ظاہر کرو تاکہ مسلمان اسلام سے پھر جائیں۔

شان نزول: یہود اسلام کی مخالفت میں رات دن نئے نئے منصوبے تیار کیا کرتے تھے چنانچہ خیبر کے یہودیوں میں سے بارہ علماء شخص یہ مشورہ کرنے لگے کہ ہماری ایک جماعت صبح کو اسلام لائے اور شام کو پھر مرتد ہوجائے اور لوگوں سے کہے کہ ہم نے اپنی کتابوں میں جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ نبی موعود محمد مصطفیٰ نہیں جن کی خبر ہماری کتابوں میں ہے اس چالبازی سے مسلمانوں کو بھی دین اسلام میں شبہ ہوگا اور اس چال سے شاید مسلمان اسلام سے پھر جائیں اللہ تعالیٰ نے ان کا راز فاش کردیا اور مسلمانوں کو پہلے سے ان کی بے ایمانی کا علم ہوگیا۔

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

اور یقین دلاؤ مگر اس کا جو تمہارے دین کا پیرو ہو فرمادیجئے کہ اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے جسے ملے وہ یقین کس چیز کا (ملاؤ) اس کا کہ کسی کو ملا جیسے تمہیں ملا یا کوئی تم پر حجت لاسکے تمہارے رب کے پاس فرمادیجئے کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا ہے اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا - میں مسلمانوں سے خطاب ہے کہ اے مسلمانو! تم علماء اسلام کے سوا کسی اور کی بات نہ مانو تم نبی الشّم کا است ہو حق پر تم ہو باقی باطل پر ہیں (خزائن)

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ - میں یہ مسئلہ واضح کیا گیا کہ نبوت جسے بھی ملی اللہ کے فضل سے ملی اس میں استحقاق کو دخل نہیں (خزائن)

اگلی آیت میں اہل کتاب کے امانت داروں اور خائنوں کی کیفیت ظاہر فرمائی ہے۔

وَمِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْھُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَاۗىِٕمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اور بعض اہل کتاب سے وہ ہیں کہ اگر تو اس کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے تو وہ تجھے ادا کردے گا اور بعض ان میں وہ ہیں کہ اگر ایک دینار بھی

marfat.com

اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے ہرگز نہ دے گا مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے۔

یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان پڑھوں کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں جان بوجھ کر۔

اہل کتاب سے تمام کتابی مراد ہیں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے عیسائی مراد ہیں

تَاْمَنْہُ۔ امانت۔ کسی کے پاس امانت رکھنے کے لیے ایتمان آتا ہے۔ امین جو امانت لے مؤتمن وہ جو کسی کی امانت رکھے (روح المعانی)

قِنْطَار۔ سے بہت سا مال مراد ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیل کی کھال بھر کر مال قنطار کہلاتا ہے (تفسیر کبیر)

شانِ نزول:۔ یہ آیت اہل کتاب کی حقیقت کے اظہار میں نازل ہوئی اس میں بتایا گیا کہ ان میں دو قسم کے لوگ ہیں امین اور خائن۔

بعض تو وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس مال کثیر بھی امانت رکھ جائے تو وہ بے کم وکاست بوقت مطالبہ ادا کر دیں جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام جن کے پاس ایک قریشی نے بارہ سو اوقیہ سونا امانت رکھا آپ نے اسے ویسا ہی ادا کیا۔

اور بعض وہ ہیں کہ کم مقدار مال پر بھی ان کی نیت صحیح نہیں رہتی جیسے فنحاص بن عازوراء اس کے پاس کسی نے ایک دینار امانت رکھا مانگتے وقت مکر گیا۔ گویا مینے والا اس کے پاس سے ہٹا تو وہ مال ہضم کر جاتا ہے۔

اُمِّیِّیْنَ سے مراد غیر کتابی ہیں اور اللہ پر جھوٹ باندھنا یہ کہ ان کے نزدیک اپنی کتابوں میں دوسرے دین والوں کا مال ہضم کرنا جائز ہے۔ حالانکہ یہ افترا باطل ہے اور خالص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا۔

بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا عہد پورا کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو بیشک اللہ پرہیزگار متقی کو محبوب رکھتا ہے وہ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل و قلیل رقم لیتے ہیں آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ ان سے بات کرے نہ ان کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

marfat.com

بَلٰی اور نَعَمْ دونوں ہاں کے معنی میں آتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ بلیٰ منفی کے اثبات کے لیے آتا ہے اور نعم نفی کے اثبات کے لیے آتا ہے یہود نے کہا کہ ہم پر مسلمانوں کا مال کھا لینا گناہ نہیں۔ اللہ تعالے نے اس کا رد فرمایا کہ ہاں ضرور گناہ ہے۔

مَنْ اَوْفٰی۔ اِیفاء سے بنا اس کے معنی ہیں خوب پورا کرنا۔ اس عہد سے سارے وعدے مراد ہیں خواہ بندے سے کیے جائیں یا اللہ تعالے سے۔

اِتَّقٰی کے معنی ڈرنا ہے۔ جو رب تعالے سے ڈرے یا گناہوں سے بچے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۔ وہ خدا کا پیارا ہے کیونکہ اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔

يَشْتَرُوْنَ۔ اِشْتِرَاءٌ سے بنا اس کے معنی خریدنا یہاں بدلنا مراد ہے

بِعَهْدِ اللّٰهِ اس سے یا تو وہ عہد مراد ہے جو یہود سے توریت میں لیا گیا یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور اطاعت کرنا

اَيْمَان۔ یمین کی جمع ہے اس سے وہ جھوٹی قسمیں مراد ہیں جو تجارت میں کھائی جاتی تھیں یا حضور علیہ السلام کے ایمان لانے کی قسم مراد ہے۔

ثمن سے رشوت یا تجارت کا نفع مراد ہیں (روح المعانی)

شان نزول :- یہ آیت یہود کے احبار اور ان کے رؤساء ابورافع۔ کنانہ بن ابی الحقیق اور کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اللہ تعالے کا وہ عہد چھپایا تھا جو سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے متعلق ان کی توریت میں لیا گیا انہوں نے اس کو بدل دیا اور بجائے اس کے اپنے ہاتھوں سے کچھ کا کچھ لکھ ڈالا اور جھوٹی قسم کھائی کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنی جماعت کے جاہلوں سے رشوتیں اور پیسے حاصل کرنے کے لیے کیا۔

حدیث میں ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین لوگ ایسے ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالے ان سے کلام نہ فرمائے گا اور ان کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا اور انہیں دردناک عذاب ہے۔ اس کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کو تین مرتبہ پڑھا (مسلم)

حضرت ابوذر مذکورہ حدیث کے راوی فرماتے ہیں کہ وہ لوگ نقصان و خسران میں ہیں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں۔ حضور نے فرمایا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور احسان جتانے والا اور اپنے تجارتی مال کو جھوٹی قسم سے رواج دینے والا۔

marfat.com

حضرت ابو امامہ کی حدیث میں ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مسلمان کا حق مارنے کے لیے قسم کھائے اللہ اس پر جنت حرام کرتا ہے اور دوزخ لازم کر دیتا ہے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ تھوڑی ہی چیز ہو فرمایا اگرچہ پیلو کی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔ آگے تحریف کرنے والوں کی مذمت اور ان کی خصلت کا بیان ہے۔

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اور ان (یہودیوں نصرانیوں میں) کچھ ایسا گروہ ہے جو زبان پھیر کر کتاب میں (اپنی طرف سے ملاتے بڑھاتے ہیں) تاکہ تم گمان کرو یہ بھی کتاب میں ہے اور حال یہ ہے کہ وہ کتاب میں نہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ تعالےٰ کے پاس سے ہے اور درحقیقت وہ اللہ کے پاس سے نہیں اور وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں دیدہ و دانستہ۔

اس آیت میں اہل کتاب کی دینی خیانت اور بد دیانتی کا اظہار کیا گیا یہ لوگ دنیاوی معاملات میں دھوکہ دہی کے علاوہ لوگوں کو دینی امور میں بھی فریب دیتے ہیں وہ آسمانی کتابوں میں بھی تحریف کر دیتے ہیں معنی مفہوم کو بدل کر بیان کرتے انہوں نے اپنی طرف سے کچھ جھوٹی باتیں توریت میں شامل کر دی تھیں اور اکثر وہ مسائل جو ان کے حق میں نہ ہوتے تھے آسمانی کتابوں سے خارج کر دیتے تھے۔ تلاوت کرتے وقت ایسے انداز میں زبان کو مروڑ مروڑ کر پڑھتے کہ سننے والا دھوکہ میں آجاتا اور اس کو بھی کتاب کا ہی حصہ سمجھتا۔

شان نزول:۔ سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے ان فرقوں کے متعلق نازل ہوئی جو توریت اور انجیل میں تحریف کر کے اپنی طرف سے بڑھا گھٹا کر لوگوں کو سناتے اور کہتے یہ خدا کی طرف سے حکم ہے۔ آگے انبیاء علیہم السلام کی شان اور ان کا عمل اور تبلیغ کا طریقہ بیان ہوا ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ کسی آدمی کو یہ حق نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکم اور پیغمبری دے (یعنی علم و عمل کا کمال عطا فرمائے اور اسے معصوم کرے) پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے سوا میرے بندے ہو جاؤ۔ ہاں لیکن یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے اور اس سے درس کرتے ہو اور یہ حکم نہیں

marfat.com

نہ دے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا سمجھ لو کیا تمہیں وہ کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔

بَشَرٍ۔ سے اس جانب اشارہ ہے کہ ایسی بکواس انسانیت کے خلاف ہے چہ جائیکہ نبوت و رسالت نبی اور رسول کا تو بہت بڑا منصب ہے۔ کسی عام انسان کو بھی خدائی کا دعوی زیبا نہیں۔

اَنْ یُّؤْتِیَہُ اللّٰہُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ۔

کتاب سے آسمانی کتاب اور حکم سے فیصلہ یا علم مراد ہے۔ نبوت سے پیغمبری مراد ہے پہلے کتاب کا ذکر ہوا پھر حکم یعنی فہم پھر نبوت کا حکم فرمایا۔ کتاب سے علم کتاب مراد ہے۔ حکم سے حکومت مراد ہے نبوت سے نبوت کی روشنی و فیضان مراد ہے۔

ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔

عِبَاد۔ عبد سے بنا اس کے معنی خدمت، اطاعت (روح المعانی)

یہاں عباد یعنی پجاری ہے یعنی اللہ سے تجاوز کرتے ہوئے خالص میرے پجاری بندے بن جاؤ۔

وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ ربانی یعنی پرورش کرنے والا۔ سیبویہ نے کہا کہ ربانی وہ عالم ہے جو رب تبارک و تعالے کی ذات و صفات کا جاننے والا ہو اور اس کی اطاعت و عبادت کا پابند ہو۔

انبیاء فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے بندو اللہ والے علم و عمل کے جامع بن جاؤ۔ یہ انبیاء کی شان سے ناممکن ہے ان کی طرف اسکی نسبت کرنا بہتان عظیم ہے۔

شان نزول: نجران کے نصاری نے کہا کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ انہیں رب مانیں اس آیت میں اللہ تعالے نے ان کے اس دعوی کی تکذیب فرما دی۔

اس آیت کے شان نزول میں ایک قول یہ ہے کہ ابو رافع یہودی اور سید نصرانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پناہ بخدا میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کیسے دے سکتا ہوں مجھے اللہ تعالے نے نہ اس کا حکم دیا نہ مجھے اس لیے مبعوث فرمایا۔

کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ کے معنی عالم فقیہ باعمل دیندار کے بھی آتے ہیں اس معنی کی بنا پر کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ کا ترجمہ یہ ہوگا کہ تم عالم باعمل ہو جاؤ۔ دیندار بن جاؤ جسے علم سے بے فائدہ نہ ہوا اس کا علم ضائع اور رائیگاں ہے۔

بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتٰبَ وَبِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ۔

تُعَلِّمُوْنَ۔ تعلیم سے بنا اس کے معنی سکھانا۔ کتاب سے مراد کتاب الٰہی۔

marfat.com

تَدْرُسُوْنَ۔ درس سے بنا اس کے معنی ہیں تکرار سبق یعنی بار بار پڑھا جاتا ہے اس لیے اسے درس کہتے ہیں
وَلَا يَأْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا۔
مشرکین ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور اہل کتاب بعض پیغمبروں کو خدا کا بیٹا کہتے تھے ان سب کی تردید کی گئی۔
اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔
کفر سے غیر خدا کی عبادت مراد ہے۔ مسلم کے معنی مطیع و فرمانبردار اور دین کا مستحق ہے (روح المعانی) یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک نبی جو ابتداء میں لوگوں کو ربانی اللہ والا اور مسلم و موحد بنانے کی کوشش کرے اور جب لوگ قبول کرلیں تو انہیں شرک و کفر کی طرف لے جا کر اپنی ساری محنت برباد کر دیں اس آیت میں اللہ تعالے نے انبیاء کرام کی معصومیت کو واضح کیا اور ان تمام الزامات کی تردید کی جو انہوں نے لگائے تھے۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع۔ آل عمران۔ پ ۳

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا اس پر کہ جو میں تم کو کتاب و حکمت دوں پھر تشریف لائے تم میں وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

تو جو کوئی اس کے بعد منحرف ہو تو وہی فاسق لوگ ہے ہیں۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝

تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہو حالانکہ اسی کے لیے گردن جھکائے ہوئے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ خوشی سے اور مجبوری سے اور اسی

marfat.com

کی طرف پھریں گے۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہمارے اترا اور جو اترا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق پر اور یعقوب پر اور ان کے بیٹوں پر اور جو کچھ لائے موسیٰ اور عیسیٰ اور انبیاء اپنے رب سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے لیے گردن جھکائے ہوئے ہیں۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۝ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان والوں سے ہے۔

كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۝ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

کیسے اللہ ایسی قوم کو ہدایت کرے جو کافر ہو بعد ایمان لانے کے اور گواہی دے چکے کہ بیشک رسول سچا ہے اور آچکی ہوں کھلی نشانیاں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝

ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۝ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝

ہمیشہ اس میں رہیں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کو مہلت ملے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

مگر وہ جنہوں نے توبہ کی بعد اس کے اور درست ہوگئے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۝ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝

بے شک وہ جو ایمان لا کر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہیں اور یہی ہیں گمراہ

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

بیشک وہ جو کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ان میں سے کسی کی ہرگز خیرات قبول نہ ہوگی (خواہ) سونا زمین بھر کر دے اور اپنی خلاصی چاہے ان کے

marfat.com

اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ — لیے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	اِذْ۔ یاد کرو جب	اَخَذَ۔ لیا	اللّٰہُ۔ اللہ نے
مِیْثَاقَ۔ عہد	النَّبِیّٖنَ۔ نبیوں سے	لَمَا۔ اس پر	اٰتَیْتُکُمْ۔ جو میں تمہیں دوں
مِنْ کِتٰبٍ۔ کتاب	وَّ۔ اور	حِکْمَۃٍ۔ حکمت	ثُمَّ۔ پھر
جَآءَکُمْ۔ آئے تمہارے پاس	رَسُوْلٌ۔ ایک رسول	مُّصَدِّقٌ۔ جو تصدیق کرے	لِّمَا۔ انکی جو
مَعَکُمْ۔ تمہارے ساتھ ہے	لَتُؤْمِنُنَّ۔ تو ضرور ایمان لانا	بِہٖ۔ اس پر	وَلَتَنْصُرُنَّہٗ۔ اور ضرور مدد کرنا اسکی
قَالَ۔ فرمایا	ءَاَقْرَرْتُمْ۔ کیا اقرار کیا تم نے	وَ۔ اور	اَخَذْتُمْ۔ پکڑا تم نے
عَلٰی۔ اوپر	ذٰلِکُمْ۔ اس کے	اِصْرِیْ۔ میرا ذمہ	قَالُوْٓا۔ بولے
اَقْرَرْنَا۔ ہم نے اقرار کیا	قَالَ۔ فرمایا	فَاشْهَدُوْا۔ تو گواہ رہو	وَ۔ اور
اَنَا۔ میں	مَعَکُمْ۔ تمہارے ساتھ	مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ۔ گواہوں سے ہوں	فَمَنْ۔ تو جو
تَوَلّٰی۔ منحرف ہو	بَعْدَ۔ بعد	ذٰلِکَ۔ اس کے	فَاُولٰٓئِکَ۔ تو وہی
هُمُ۔ وہ ہیں	الْفٰسِقُوْنَ۔ فاسق	اَفَغَیْرَ۔ کیا سوائے	دِیْنِ۔ دین
اللّٰہِ۔ اللہ کے	یَبْغُوْنَ۔ چاہتے ہیں	وَ۔ اور	لَہٗٓ۔ اسی کے لیے
اَسْلَمَ۔ جھکے ہوئے ہیں	مَنْ۔ جو	فِیْ۔ بیچ	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَالْاَرْضِ۔ اور زمین کے ہے	طَوْعًا۔ خوشی سے	وَّ۔ اور	کَرْهًا۔ مجبوری سے
وَّ۔ اور	اِلَیْهِ۔ اسی کی طرف	یُرْجَعُوْنَ۔ واپس لوٹیں گے	قُلْ۔ کہو
اٰمَنَّا۔ ایمان لائے	بِاللّٰہِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور	مَآ۔ اس پر جو
اُنْزِلَ۔ اتارا گیا	عَلَیْنَا۔ ہم پر	وَ۔ اور	مَآ۔ جو
اُنْزِلَ۔ اتارا گیا	عَلٰٓی۔ اوپر	اِبْرٰهِیْمَ۔ ابراہیم	وَ۔ اور
اِسْمٰعِیْلَ۔ اسمٰعیل	وَ۔ اور	اِسْحٰقَ۔ اسحٰق	وَ۔ اور
یَعْقُوْبَ۔ یعقوب	وَ۔ اور	الْاَسْبَاطِ۔ انکے بیٹوں پر	وَ۔ اور
مَآ۔ جو	اُوْتِیَ۔ دیے گئے	مُوْسٰی۔ موسیٰ	وَ۔ اور

marfat.com

النبیون۔ نبی	من ربہم۔ اپنے رب سے	لا۔ نہیں	نفرق۔ فرق کرتے ہم
بین۔ درمیان	احد۔ کسی کے	منہم۔ ان سے	و۔ اور
نحن۔ ہم	لہ۔ اس کے	مسلمون۔ فرمانبردار ہیں	و۔ اور
من۔ جو	یبتغ۔ ڈھونڈے	غیر۔ سوائے	الاسلام۔ اسلام کے
دینا۔ کوئی اور دین	فلن۔ تو ہرگز نہ	یقبل۔ قبول کیا جائیگا	منہ۔ اس سے
و۔ اور	ھو۔ وہ	فی۔ بیچ	الاخرۃ۔ آخرت کے
من الخسرین۔ نقصان میں ہے		کیف۔ کس طرح	یہدی۔ ہدایت دے
اللہ۔ اللہ	قوما۔ اس قوم کو	کفروا۔ جو کافر ہوئے	بعد۔ بعد
ایمانہم۔ ایمان لانے کے و۔ اور		شہدوا۔ گواہی دی کر	ان۔ یقیناً
الرسول۔ رسول	حق۔ سچا ہے	و۔ اور	جاءہم۔ آچکی انکے پاس
البینت۔ دلیلیں	و۔ اور	اللہ۔ اللہ	لا۔ نہیں
یہدی۔ سیدھے چلاتا	القوم۔ قوم	الظلمین۔ ظالموں کو	اولئک۔ یہ لوگ
جزاؤہم۔ انکا بدلہ	ان۔ یہ ہے کہ	علیہم۔ ان پر	لعنۃ۔ لعنت ہے
اللہ۔ اللہ کی	و۔ اور	الملئکۃ۔ فرشتوں کی	و۔ اور
الناس۔ لوگوں	اجمعین۔ سب کی	خلدین۔ ہمیشہ رہنے والے فیہا۔ اس میں	
لا۔ نہ	یخفف۔ ہلکا کیا جائے گا	عنہم۔ ان سے	العذاب۔ عذاب
و۔ اور	لا ہم۔ نہ وہ	ینظرون۔ مہلت دیے جائیں الا۔ مگر	
الذین۔ وہ جو	تابوا۔ توبہ کریں	من بعد۔ بعد	ذلک۔ اس کے
و۔ اور	اصلحوا۔ درست ہو جائیں	فان۔ تو بیشک	اللہ۔ اللہ
غفور۔ بخشنے والا	رحیم۔ مہربان ہے	ان۔ بیشک	الذین۔ وہ جو
کفروا۔ کافر ہوئے	بعد۔ بعد	ایمانہم۔ اپنے ایمان کے	ثم۔ پھر
ازدادوا۔ زیادہ ہو گئے	کفرا۔ کفر میں	لن۔ ہرگز نہ	تقبل۔ قبول کی جائیگی
توبتہم۔ انکی توبہ	و۔ اور	اولئک۔ یہ لوگ	ہم۔ وہی ہیں
الضالون۔ گمراہ	ان۔ بیشک	الذین۔ وہ جو	کفروا۔ کافر ہوئے
و۔ اور	ماتوا۔ مر گئے	و۔ اور	ہم۔ وہ

marfat.com

کُفَّارٌ۔ کافر ہوں	فَلَنْ۔ تو ہرگز نہ	یُّقْبَلَ۔ قبول کیا جائیگا	مِنْ اَحَدِہِمْ۔ ان سے
مِلْءُ۔ بھری	الْاَرْضِ۔ زمین	ذَھَبًا۔ سونا	وَّ۔ اور
لَوِ۔ اگرچہ	افْتَدٰی۔ وہ فدیہ دیں	بِہٖ۔ اس کا	اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ
لَہُمْ۔ واسطے انکے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے	اَلِیْمٌ۔ دردناک	وَّ۔ اور
مَا۔ نہیں	لَہُمْ۔ ان کا	مِّنْ نّٰصِرِیْنَ۔ کوئی مددگار	

مختصر تفسیر آٹھواں رکوع۔ آل عمران۔ پ ۳

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ
لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ
فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ۞ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۞

اور یاد کرو اے محبوب جب خدا نے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس آئے رسول تصدیق فرماتا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب انبیاء نے عرض کی ہم ایمان لائے فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ اب جو اس کے بعد پھر گیا تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

اِذْ۔ اُذْکُرْ پوشیدہ کا ظرف ہے اس میں نبی محترم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یاد کرو۔ یا اُذْکُرُوْا پوشیدہ کا ظرف ہے کہ اے محبوب انہیں یاد دلاؤ کیونکہ انجیل۔ توریت اور سابقہ کتابوں میں اس عہد کا ذکر ہو چکا ہے اس لیے ان کو وہ عہد یاد دلایا گیا۔

مِیْثَاق وثوق سے بنا بہت مضبوط عہد۔

آیہ جلیلہ میں اللہ تعالے اجتماع انبیاء کرام فرما کر گویا آل انبیاء کا نفرنس منعقد کر رہا ہے۔ اس کانفرنس میں آدم تا ایں دم تمام انبیاء و مرسلین کا اجتماع ہے۔ لیکن اسود عنسی، مسیلمہ کذاب۔ اسحاق اخرس۔ طلیحہ۔ محمد بن تومرہ اور مرزا غلام احمد برطانوی وغیرہ بنے ہوئے نبیوں میں سے کوئی اس کانفرنس میں شریک نہ ہو سکا نہ ہو سکتا تھا اس لیے کہ وہ سچے نبیوں کا اجتماع تھا۔

چنانچہ امام اجل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں حضرت مولی المسلمین امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی ہیں کہ لَمْ یَبْعَثِ اللّٰہُ نَبِیًّا مِّنْ اٰدَمَ فَمَنْ دُوْنَہٗ اِلَّا اَخَذَ عَلَیْہِ الْعَھْدَ فِیْ مُحَمَّدٍ

marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَئِنْ بُعِثَ وَھُوَ حَیٌّ لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ وَلَیَنْصُرَنَّہٗ وَیَاْخُذَ الْعَھْدَ بِذٰلِکَ عَلٰی قَوْمِہٖ۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے۔ یہی تفسیر سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔

چنانچہ اس ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے اور ذکر مناقب حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین فرماتے رہے اور اپنی پاک مجالس و محافل کو حضور کی مدحت سے زینت دیتے رہے اور اپنے امتیوں سے حضور پر نور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے رہے حتیٰ کہ وہ پچھلے مژدہ رسال ابن مریم علیہ السلام یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ کہتے تشریف لائے۔

یہاں تک کہ تمام ستارے روشن مہ پارے پردہ غیب میں تشریف لے گئے تو آفتاب عالمتاب تجمیت لئے بہزار جاہ و جلال طلوع اجلال فرمایا۔

چونکہ انبیاء کرام اپنی امتوں کو بھی حضور کی تشریف آوری کی بشارتیں دیتے رہے حضور کے مناصب علیا بیان کرتے رہے تو ان کے دلوں میں عظمت ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ایسی مرکوز ہوئی کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے وَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اس نبی اطہر کے ظہور سے قبل کافروں پر اس کے وسیلے سے فتح پاتے فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ پھر جب وہ جانا پہچانا ان کے پاس تشریف لایا منکر ہو بیٹھے فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ تو خدا کی پھٹکار منکروں پر۔ اس کی تفسیر میں علماء فرماتے ہیں جب یہود مشرکوں سے لڑتے تو دعا کرتے اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا عَلَیْھِمْ بِالنَّبِیِّ الْمَبْعُوْثِ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِیْ نَجِدُ صِفَتَہٗ فِی التَّوْرَاۃِ۔ الٰہی ہمیں دشمنوں پر مدد دے اس نبی آخر الزمان کا جس کی نعت ہم توریت میں پاتے ہیں" اور اس دعا کی برکت سے انہیں فتح دی جاتی۔

یہی سبب ہے کہ جب آخر زمانہ میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے با آنکہ بدستور سابقہ منصب نبوت و رسالت پر ہوں گے مگر اس وقت حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر رہیں گے حضور ہی کی شریعت پر عمل کریں گے۔ انگریزی نبی کی طرح احکام جہاد کی مخالفت نہیں کریں گے حضور کے غلاموں کو کافر نہیں کہیں گے۔ حتیٰ کہ حضور کے ایک امتی و نائب یعنی امام مہدی علیہ الرحمۃ والرضوان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ جیسا کہ خود سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے حَیْثُ قَالَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کیسا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ اَخْرَجَہُ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ

اور اس عہد و اثق کی پوری تائید اللہ تعالیٰ نے توراۃ مقدس میں فرمائی جیسے علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ مطالع المسرات میں نقل فرماتے ہیں۔ یَا مُوْسٰی مَنْ اٰمَنَ بِاَحْمَدَ وَصَدَّقَ بِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ وَمَنْ کَفَرَ بِاَحْمَدَ

marfat.com

وَلٰکِنَّ بِمَنْ جَمِیْعُ خَلْقِیْ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ۔ اُولٰٓئِکَ ھُمُ النَّادِمُوْنَ۔ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ۔ اے
موسیٰ جو احمد پر ایمان لائے اور اسکی تصدیق کرے وہی ہے مراد کو پہنچا ہوا اور میری تمام مخلوق میں جس نے
احمد سے انکار کیا اس کی تکذیب کی وہی زیاں کار ہے وہی پشیمان اور وہی بے نصیب ہے۔

یہ آیت توراۃ شریف لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ کے مفہوم کو اچھی طرح واضح کر رہی ہے۔
اور علامہ سبکی عبدالکافی تقی الدین ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے آیۂ متلوہ پر ایک نفیس رسالہ تالیف فرمایا جس
کا نام اَلتَّعْظِیْمُ وَالْمِنَّۃُ فِیْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ رکھا۔ اس میں آیۂ مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور کے امتی
تمام انبیاء ہیں اور حضور سب کے نبی۔ حضور کی نبوت و رسالت عہد سیدنا آدم ابوالبشر سے روز قیامت تک جمیع
خلق کو عام اور شامل ہے اور حضور کا ارشاد کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ اپنے معنی حقیقی پر ہے۔
مختصر یہ کہ مسلمان اگر بہ نظر ایمان اس آیۂ کریمہ کے مفاد عظیمہ پر غور کرے تو اسے صاف اور صریح واضح ہو جائے
کہ درحقیقت مصطفیٰ کی ذات ستودہ صفات ہی اصل الاصول ہے اور حضور ہی وہ رسول ہیں جنہیں رسول الرسل
کہا جا سکے۔ بلکہ جو نسبت امتیوں کو انبیاء و رسل سے ہے وہ نسبت انبیاء و رسل کو اس سید الکل امام الکل نبی الکل سے ہے۔
سبحان اللہ کیا شان ہے یہ تو دیکھا تھا کہ امتیوں پر فرض ہوتا ہے کہ رسولوں پر ایمان لائیں یہاں رسولوں
پر فرض کیا گیا کہ اس نبی امی قرشی ابطحی پر ایمان لائیں۔ ان سے عہد و پیمان لیا گیا کہ میرے محبوب کے گرویدہ ہو کے
گویا صاف و صریح جتا دیا ہے کہ مقصود اصلی صرف یہی ہیں۔ باقی سب تابع و طفیلی ع

مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل

پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن عظیم نے کس قدر مہتم بالشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے مؤکد فرمایا

(۱) انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں ان سے زنہار حکم الٰہی کا خلاف ممکن ہی نہیں تھا اور یہی حال کافی و شافی
تھا کہ اللہ تعالیٰ بطریق امر انہیں فرما دیتا کہ وہ نبی آخر الزمان جب تمہارے پاس تشریف لائیں تو ان پر ایمان لانا اس کی
مدد کرنا مگر اس پر اکتفا نہ کیا گیا بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا اور یہ پیمان پیمان ثانی ہے۔ (جو روز اول محمد رسول اللہ کا جز ہے)
پہلا پیمان اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ تھا۔ اس کے بعد دوسرا پیمان ہے کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ملا ہوا ہے
کیا اس سے ظاہر ہے کہ تمام ماسوی اللہ پر پہلا فرض ربوبیت الٰہیہ کا اذعان ہے پھر اس کے بعد ہی رسالت
محمدیہ پر ایمان صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) اس عہد کو لام قسم سے مؤکد فرمایا لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ یہ ایسا ہی عہد ہے جو نوابوں سے بیعت سلاطین
لیتے وقت حلف کے ذریعہ لیتے ہیں۔ علامہ امام سبکی فرماتے ہیں کہ حلف وفاداری اور سوگند بیعت کا طریقہ شاید
اسی آیۂ کریمہ سے ماخوذ ہے۔

marfat.com

(۳) نون تاکید اور وہ بھی ثقیلہ لاکر تاکید کو دوبالا فرمادیا۔

(۴) کمال اہتمام قابل غور ہے کہ حضرات انبیاء ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرماکر پوچھتے ہیں ءَ اَقْرَرْتُمْ کیا تم اس امر پر اقرار لاتے ہو۔ گویا کمال تعجیل مقصود ہے۔

(۵) پھر اسی پر بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد ہوا وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ خالی اقرار نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

(۶) علیہ یا علی ہذا کی جگہ علٰی ذٰلِکُمْ فرمایا تاکہ بُعد اشارہ دلیل عظمت ہو۔

(۷) پھر اہتمام میں اور ترقی کی اور فرمایا فَاشْهَدُوْا اس معاہدہ میں ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ حالانکہ بعد اقرار انبیاء کرام کا انکار معاذ اللہ ان کی قدوسیت کے منافی اور انکی معصومیت کے خلاف تھا اور ایسا ممکن ہی نہ تھا۔

(۸) پھر کمال یہ کہ فقط انکی گواہیاں ہی کافی نہ ہوئیں بلکہ ارشاد فرمایا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ ہم خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہیں۔

(۹) پھر سب سے زیادہ اہمیت اور نہایت کا رہے ہے کہ اس قدر عظیم و جلیل تاکیدوں کے بعد انکے ساتھ جنہیں عصمت عطا فرمائی جنہیں معصوم قرار دیا سخت تہدید بھی فرمادی گئی کہ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ اب جو اس عہد و اقرار سے پھرے گا فاسق ٹھیرے گا۔

الحمد للہ یہ اہتمام تام اور اس قدر اعتناء تام تو صرف اور صرف توحید کے بارے میں منظور ہوا تھا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد ہوتا ہے وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ جو ان میں سے کہیگا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں اسے ہم جہنم کی سزا دینگے۔ گویا اہمیت رسالت مصطفی پر اشارہ فرمایا گیا کہ جس طرح ایمان کے جزو اول لا الٰہ الا اللہ کا اہتمام ہے۔ یونہی جزو دوم محمد رسول اللہ سے اعتناء تام ہے۔

میں تمام جہاں کا خدا اور ایسا خدا کہ ملائکہ بھی میری بندگی سے سرتابی نہیں کر سکتے۔ میرا محبوب بھی سارے عالم کا ایسا رسول و مقتدی ہے کہ انبیاء و مرسلین بھی اس کی بیعت و خدمت سے منہ نہیں موڑ سکتے۔

پھر شبیں کہ اب افراد یہ خاز افراد کی کیا حیثیت جو اس میدان میں گامزن ہو سکیں یہ یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ انبیاء کرام کو ادائے امانت و ابلاغ رسالت میں کن کن باتوں کی حاجت ہوتی ہے اس کی تھوڑی تفصیل ملاحظہ ہو۔

(۱) علم تاکہ کفار کے گستاخانہ کلمات اور بے جا اتہامات سے تنگدل نہ ہوں کما قال تعالی وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ

(۲) صبر کہ مخالفین و مشرکین کی اذیتوں سے گھبرا نہ جائیں کما قال تعالی فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ

(۳) تواضع کہ انکی صحبت سے نفور نہ ہوں اسے لغزت نہ کریں حیث قال وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

(۴) لینت کہ قلوب اغیار ان کی طرف راغب ہوں۔ حیث قال فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔

marfat.com

(۵) رحمت تاکہ افاضۂ خیر و برکت کے لیے واسطہ ہوں۔ کما قال رَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ۔
(۶) شجاعت تاکہ دشمن کی کثرت کو بھی خطرہ میں نہ لائیں۔ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ۔
(۷) سخاوت تاکہ تالیف قلوب کا موجب ہو۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ
(۸) عفو و بخشش تاکہ نادان جاہل مانوس ہوں اور فیض یاب ہو سکیں۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔
(۹) قناعت و استغنا تاکہ جہال تبلیغ دین و تنظیم مسلمین کو طلب دنیا پر محمول نہ کر سکیں لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ۔
(۱۰) جمال و عدل تاکہ تادیب و تربیت امت میں جس کی رعایت کر سکیں۔ وَإِنْ حَكَمْتَ بَيْنَهُمْ فَاحْكُمْ بِالْقِسْطِ
(۱۱) کمال عقل جو اصل فضائل اور منبع فواضل ہے یہی وجہ ہے کہ عورت کبھی نبی نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِم اور دیہہ کے بدوی کو بھی نبی نہیں بنایا گیا۔ بلکہ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ یعنی آبادی کے شہری کو ہی نبی بنایا گیا۔

اسی طرح لطافت نسب و حسن سیرت و صورت تمام صفات جمیلہ کا ہونا بھی لازمی ہے تاکہ ان کی کسی بات پر نکتہ چینی نہ ہو سکے۔

غرضکہ یہ سب خصائل انہیں خزانوں کا ایک حصہ ہے جو ان سلاطین نبوت و حقیقت کو عطا ہوتے ہیں پھر جس کی سلطنت عظیم ہو اس کے خزائن بھی عظیم ہوتے ہیں۔ حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یُنْزِلُ الْمَعُوْنَةَ عَلٰی قَدْرِ الْمَئُوْنَةِ۔

تو ضرور ہوا کہ ہمارے حضور ان تمام اخلاق فاضلہ اور اوصاف کاملہ میں تمام انبیاء سے اتم و اکمل اعلیٰ و اجل ہوں۔ اسی لیے خود ارشاد فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا (اخرجہ البخاری فی الآداب) آگے فیصلہ قطعی ہے فرمایا

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ
تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں اور اس کے لیے گردن جھکائے ہوئے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے اور اسی کی طرف پھریں گے۔

یعنی جب عہد لے لیا گیا اور دلائل نبوت واضح کر دیے گئے ملائکہ اور جنات انسان سب نے دلائل میں نظر کر کے انصاف کی راہ سے یا اطاعت پھر پہلو اختیار کر لی پھر اس دین کے سوا کسی جدید دین کو ماننا سوائے نقصان و خسران میں پڑنے کے اور کوئی فائدہ نہ دے گا۔ خوشی سے ماننے والے تو عامہ مومنین ہوتے اور مجبوری سے ماننے والے وہ ہیں جو کسی خوف سے یا عذاب کے دیکھ لینے سے جھکے جیسے کافر کہ سکتہ موت

marfat.com

کے وقت ایمان کی طرف فرعون کی طرح رجوع ہوا اور ڈوبتے ہوئے بولا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (میں ایمان لایا کہ یقیناً کوئی معبود نہیں ہے مگر وہ معبود جس پر ایمان لائے بنی اسرائیل اور میں فرمانبرداروں سے ہوں) جس کا جواب من جانب اللہ دیا گیا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ (کیا اب ایمان لاتا ہے اور تو پہلے نافرمان تھا اور فساد کرنے والوں سے تھا) اس کے بعد مومنین کو عام ہدایت کی گئی اور ارشاد ہوا

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو ہم پر اترا اور جو اترا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں پر اور جو کچھ لائے موسیٰ اور عیسیٰ اور تمام انبیا اپنے رب سے ہم ان میں کسی پر (ایمان میں) فرق نہیں کرتے (جیسے یہود و نصاریٰ نے کیا کہ بعض پر ایمان لائے اور بعض کے منکر ہو گئے) اور ہم اسی کے لیے گردن جھکائے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد حضور کی تعلیم کے خلاف چلنے والوں پر تو بیخاً حکم فرمایا

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں نقصان و خسران والوں سے ہے

شان نزول:۔ حضرت سید المفسرین ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے لیے نازل ہوئی یہود حضور کی بعثت سے پہلے حضور کے وسیلے سے دعائیں کیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ اور آپ کی نبوت کے مقر تھے پھر جب حضور تشریف لے آئے تو حسد میں آکر آپ کا انکار کرنے لگے فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ (پھر جب آیا ان کے پاس جانا پہچانا تو منکر ہو گئے۔)

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ کے فقرہ میں مسلمانوں کا موقف بتایا گیا کہ ایک مسلمان ان تمام نبیوں کو حق اور سچا مانتا ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

كَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ کیسے اللہ ایسی قوم کی ہدایت فرمائے جو ایمان لا کر کافر ہو گئے (یعنی ایسی قوم کو کیسے توفیق ایمان دے جو جان پہچان کر دل سے مان کر منکر ہو گئی) اور گواہی دے چکے تھے کہ بے شک رسول سچا ہے (یعنی جناب محمد مصطفیٰ کی تصدیق کر چکے تھے) اور انہیں کھلی نشانیاں آ چکی تھیں (جیسے روشن

marfat.com

معجزات دیکھ چکے تھے، اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں کرتا انکی سزا یہی ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی سب کی ہمیشہ اس میں انہیں رہنا ہے نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہوگا اور نہ اللہ نظر رحمت سے انہیں دیکھے گا۔

شان نزول:۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بارہ شخص جن میں ابو عامر راہب۔ حارث بن سوید انصاری۔ طعمہ بن مبارک۔ جحجح بن اسلت مرتد ہو کر کفار سے جا ملے پھر انہوں نے اہل مدینہ کے پاس خطوط لکھے کہ ہماری توبہ قبول ہو سکتی ہے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ان آیات میں تائبین کا استثناء فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہوا۔
اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ مگر وہ جنہوں نے توبہ کرلی اسکے بعد اور اپنی اصلاح کرلی تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

شان نزول:۔ حارث بن سوید انصاری کو کفار کے ساتھ جا ملنے سے ندامت ہوئی تو انہوں نے اپنی قوم کو پیام دیا کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ حارث شرمندہ ہے کیا اسکی توبہ قبول ہو سکتی ہے چنانچہ انکے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور وہ مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر تائب ہوئے اور حضور نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔
تَابُوْا۔ توب سے بنا اس کے معنی رجوع کرنا ہے گناہوں سے رجوع توبہ ہے اَصْلَحُوْا اصلاح سے بنا اسکے معنی درستگی یعنی توبہ کے ساتھ اپنے اعمال ٹھیک کرلیں۔ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ مغفرت سے گناہوں کا معاف کرنا اور رحمت سے ان کی نیکیوں کا ثواب دینا مقصود ہے۔ آگے یہود کی بے ایمانیوں کو واضح کرکے اسکا انجام بیان فرمایا جا رہا ہے ارشاد ہے۔
اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۞ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۞ بیشک وہ جو ایمان لاکر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے انکی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہی ہیں بہکے ہوئے بیشک وہ جو کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ان میں کسی سے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا زمین بھر کر سونا اگرچہ اپنی خلاصی کیلئے فدیہ کریں انکے لیے دردناک عذاب ہے اور انکا کوئی یار و مددگار نہیں۔

شان نزول:۔ یہ آیت یہود کیلئے نازل ہوئی جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل سے کفر کیا پھر کفر میں اور آگے بڑھے کہ انجیل کے دشمن ہوگئے حتی کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کیساتھ کفر کر بیٹھے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ دونوں کے لیے نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تو اپنی کتابوں میں حضور کی نعت و توصیف دیکھ کر ایمان لائے تھے اور حضور کے ظہور کے بعد کافر و منکر ہوگئے حتی کہ کفر میں اور شدید ترین کافر ہوگئے یہ اگر اسی حال میں مرے اور اپنے کفر سے باز نہ آئے تو انکا زمین پر کے سونا بھی خیرات کرنا مقبول نہ ہوگا یہ سخت عذاب کے مستحق ہیں اور میدان حشر میں ان کا کوئی یار و مددگار نہیں۔

الحمد للہ کہ تیسرا پارہ ختم ہوگیا اور چوتھا پارہ شروع کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین
خادم المفسرین فقیر قادری ابو الحسنات سید محمد احمد قادری چشتی اشرفی۔ ترتیب اضافات فقیر قادری امین الحسنات سید خلیل احمد قادری
خطیب مسجد وزیر خاں لاہور۔ ۲۰ اپریل ۱۹۶۷ء

fat.com

پارۂ چہارم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع۔ آل عمران پ۴

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا
تُحِبُّوْنَ ۵

تم ہرگز بھلائی نہیں حاصل کر سکتے جب تک راہ خدا میں خرچ نہ کرو اپنی محبوب چیز۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۵

اور جو کچھ تم خرچ کرو تو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ
اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ
قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا
بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۵

سب کھانے بنی اسرائیل کو حلال تھے مگر وہ جو یعقوب نے اپنے اوپر حرام کیے تھے توریت کے نزول سے قبل فرما دیجئے توریت لاؤ اور پڑھو اگر تم سچے ہو۔

فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ
ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۵

تو جو جھوٹ باندھے اللہ پر اس کے بعد تو وہی ظلم ہے۔

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ
حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۵

فرما دیجئے اللہ سچا ہے تو پیروی کرو دین ابراہیم کی جو ہر باطل سے جدا ہے اور نہیں تھے وہ مشرکوں سے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ
مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ۵

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر ہوا وہ ہے مکہ میں برکت والا اور راہنما سارے جہان کا۔

فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَمَنْ
دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ
الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَ

اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور اس میں آئے امان پائے اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس راہ میں چلتے

marfat.com

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ — کی طاقت رکھے۔ اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ۝ — فرمائیے اے کتاب والو کیوں کفر کرتے ہو اللہ کی آیتوں سے اور اللہ دیکھ رہا ہے تمہارے کام۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ — فرمائیے اے کتاب والو! کیوں اللہ کی راہ سے روکتے ہو اسے جو ایمان لائے چاہتے ہو ٹیڑھا پن اور تم خود اس پر گواہ ہو اور اللہ غافل نہیں تمہاری کرتوتوں سے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ — اے ایمان والو! اگر تم پیروی کرو گے کسی فریق کی جسے کتاب دی گئی ہے تو وہ تمہیں لوٹا دیں گے ایمان کے بعد کفر پر

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ — اور تم کیسے کفر کرو گے۔ حالانکہ تم پر پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور تم میں اس کا رسول ہے اور جو مضبوط لے اللہ کا وہ ہدایت یافتہ ہے سیدھی راہ کی طرف

لفظی ترجمہ

لَنْ۔ ہرگز نہیں	تَنَالُوا۔ حاصل کر سکتے تم	الْبِرَّ۔ بھلائی	حَتّٰى۔ جب تک
تُنْفِقُوْا۔ خرچ کرو	مِمَّا۔ اس سے جو	تُحِبُّوْنَ۔ تمہیں محبوب ہے	وَ۔ اور
مَا۔ جو	تُنْفِقُوْا۔ خرچ کرو تم	مِنْ شَيْءٍ۔ کچھ	فَاِنَّ۔ تو بیشک
اللّٰهَ۔ اللہ	بِهٖ۔ اسے	عَلِيْمٌ۔ جانتا ہے	كُلُّ۔ سب
الطَّعَامِ۔ کھانے	كَانَ۔ تھے	حِلًّا۔ حلال	بَنِيْ۔ اولاد
اِسْرَآءِيْلَ۔ یعقوب کو	اِلَّا۔ مگر	مَا۔ وہ جو	حَرَّمَ۔ حرام کر لیے
اِسْرَآءِيْلُ۔ یعقوب نے	عَلٰى۔ اوپر	نَفْسِهٖ۔ اپنے نفس کے	مِنْ قَبْلِ۔ قبل اس کے کہ
اَنْ۔ وہ	تُنَزَّلَ۔ نازل ہو	التَّوْرٰىةُ۔ توریت	قُلْ۔ فرمائیے
فَاْتُوْا۔ لاؤ	بِالتَّوْرٰىةِ۔ توریت	فَاتْلُوْهَا۔ تو پڑھو اسے	اِنْ۔ اگر

marfat.com

كُنْتُمْ ۔ ہو تم
عَلَى ۔ اوپر
ذٰلِكَ ۔ اس کے
قُلْ ۔ کہو
مِلَّةَ ۔ مذہب
مَا ۔ نہ
اِنَّ ۔ بیشک
لِلنَّاسِ ۔ لوگوں کیلئے
وَ ۔ اور
اٰيٰتٌ ۔ نشان ہیں
وَ ۔ اور
اٰمِنًا ۔ امن والا
النَّاسِ ۔ لوگوں کے
اسْتَطَاعَ ۔ طاقت رکھے
مَنْ ۔ جو
غَنِيٌّ ۔ بے پرواہ ہے
يَا ۔ اے
تَكْفُرُوْنَ ۔ کفر کرتے ہو
اللّٰهُ ۔ اللہ
تَعْمَلُوْنَ ۔ عمل کرتے ہو
الْكِتٰبِ ۔ کتاب
راہ سے
عِوَجًا ۔ ٹیڑھ
وَ ۔ اور
عَمَّا ۔ اس سے جو

صٰدِقِيْنَ ۔ سچے
اللّٰهِ ۔ اللہ کے
فَاُولٰٓئِكَ ۔ تو یہی
صَدَقَ ۔ سچ کہا
اِبْرٰهِيْمَ ۔ ابراہیم
كَانَ ۔ تھا وہ
اَوَّلَ ۔ پہلا
لَلَّذِيْ ۔ وہ ہے
هُدًى ۔ ہدایت
بَيِّنٰتٌ ۔ کھلے
مَنْ ۔ جو
وَ ۔ اور
حِجُّ ۔ حج کرنا
اِلَيْهِ ۔ اس کی طرف
كَفَرَ ۔ کفر کرے
عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۔ سارے جہان والوں سے
اَهْلَ ۔ اہل
بِاٰيٰتِ ۔ آیات
شَهِيْدٌ ۔ گواہ ہے
قُلْ ۔ کہو
لِمَ ۔ کیوں
مَنْ ۔ جو
وَ ۔ اور
مَا ۔ نہیں
تَعْمَلُوْنَ ۔ تم کرتے ہو

فَمَنْ ۔ پھر جو
الْكَذِبَ ۔ جھوٹ
هُمُ ۔ وہ ہیں
اللّٰهُ ۔ اللہ نے
حَنِيْفًا ۔ حنیف کی
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ مشرکوں سے
بَيْتٍ ۔ گھر
بِبَكَّةَ ۔ جو مکہ میں ہے
لِلْعٰلَمِيْنَ ۔ جہانوں کیلئے
مَقَامُ ۔ مقام
دَخَلَهٗ ۔ داخل ہوا اس میں
لِلّٰهِ ۔ اللہ کا حق ہے
الْبَيْتِ ۔ بیت اللہ کا
سَبِيْلًا ۔ رستے کی
فَاِنَّ ۔ تو بیشک
الْكِتٰبِ ۔ کتاب
اللّٰهِ ۔ الٰہی کا
عَلٰى ۔ اوپر
يَا ۔ اے
تَصُدُّوْنَ ۔ روکتے ہو
اٰمَنَ ۔ ایمان لائے
اَنْتُمْ ۔ تم
اللّٰهُ ۔ اللہ
يٰاَيُّهَا ۔ اے

افْتَرٰى ۔ باندھے
مِنْ بَعْدِ ۔ بعد
الظّٰلِمُوْنَ ۔ ظالم
فَاتَّبِعُوْا ۔ تو پیروی کرو
وَ ۔ اور
وُضِعَ ۔ جو بنایا گیا
مُبٰرَكًا ۔ برکت والا
فِيْهِ ۔ اس میں
اِبْرٰهِيْمَ ۔ ابراہیم ہے
كَانَ ۔ ہے وہ
عَلَى ۔ اوپر
مَنْ ۔ جو
وَ ۔ اور
اللّٰهُ ۔ اللہ
قُلْ ۔ کہو
لِمَ ۔ کیوں
وَ ۔ اور
مَا ۔ اسکے جو
اَهْلَ ۔ اہل
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ خدا کی
تَبْغُوْنَهَا ۔ چاہتے ہو اس میں
شُهَدَآءُ ۔ گواہ ہو
بِغَافِلٍ ۔ بے خبر
الَّذِيْنَ ۔ وہ جو

marfat.com

اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	اِنْ۔ اگر	تُطِیْعُوْا۔ تابعداری کروگے	فَرِیْقًا۔ ایک فرقے کی
مِّنَ الَّذِیْنَ۔ ان میں سے جو		اُوْتُوا۔ دیے گئے	اَلْکِتٰبَ۔ کتاب
یَرُدُّوْ۔ پھیر دینگے	کُمْ۔ تم کو	بَعْدَ۔ بعد	اِیْمَانِکُمْ۔ ایمان تمہارے کے
کٰفِرِیْنَ۔ کافر	وَ۔ اور	کَیْفَ۔ کیسے	تَکْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے ہو تم
وَ۔ اور	اَنْتُمْ۔ تم پر	تُتْلٰی۔ پڑھی جاتی ہیں	عَلَیْکُمْ۔ تم پر
اٰیٰتُ۔ آیتیں	اللّٰہِ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	فِیْکُمْ۔ تم میں
رَسُوْلُہٗ۔ اس کا رسول ہے	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	یَّعْتَصِمْ۔ تھام لے
بِاللّٰہِ۔ اللہ کو	فَقَدْ۔ تو بیشک	هُدِیَ	اِلٰی
صِرَاطٍ	مُّسْتَقِیْمٍ		

مختصر تفسیر آٹھواں رکوع سورۃ آل عمران پ۴

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ۔ تم ہرگز بھلائی کو حاصل نہیں کرسکتے۔

قاموس میں ہے اَلْبِرُّ الصِّلَةُ وَالْجَنَّةُ وَالْاِتِّسَاعُ فِی الْاِحْسَانِ۔ احسان عام ہے۔ جس بِرّ کی نسبت بندہ کی طرف ہو وہ طاعت، صدق اور اتساع فی الخیر ہے اور جس بِرّ کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف ہو وہ رضا، رحمت اور جنت ہے۔ حضرت ابن مسعود اور ابن عباس بِرّ سے جنت مراد لیتے ہیں۔

حضرت حسن اس کے معنی لَنْ تَکُوْنُوْا اَبْرَارًا فرماتے ہیں یعنی کثیر الخیر

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ بِرّ کی حقیقت وہ کمال خیر ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سچ بولنے کو لازم پکڑو کیونکہ وہ بِرّ کی راہ دکھاتا ہے آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہانتک کہ اللہ کے یہاں صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے سے کذاب لکھا جاتا ہے (مسلم)

حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ جب تک خرچ نہ کرو اپنی پیاری چیز (راہ خدا میں)

مَا تُحِبُّوْنَ سے مال کی تمام اقسام مراد ہیں۔ کیونکہ مال سے محبت ہوتی ہے جس شخص نے مال کا کچھ حصہ خرچ نہ کیا حتی کہ زکوٰۃ بھی ادا نہ کی وہ بِرّ کے درجہ کو کیسے پہنچ سکتا ہے وہ فاسق و فاجر ہے۔

حسن کہتے ہیں کہ جو مال مسلمان کو محبوب ہو اسے رضائے الٰہی میں خرچ کرنے کی طرف اس آیت میں توجہ دلائی

marfat.com

ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو (خازن)

حضرت عمر بن عبد العزیز شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ کیا کرتے تھے ان سے دریافت ہوا کہ ایسا کیوں کرتے ہو اس کی بجائے پیسے ہی کیوں نہیں خرچ کر دیتے فرمایا شکر مجھے محبوب ہے اور تنفقوا مما تحبون کا مقتضا یہی ہے۔ تو میں وہ چیز صدقہ کرتا ہوں جو مجھے محبوب ہے (مدارک)۔

بخاری و مسلم میں ایک حدیث ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابو طلحہ انصاری مدینہ میں بڑے مقبول تھے۔ انہیں اپنے اموال میں بیرحا باغ بہت محبوب تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا حضور مجھے بیرحا میرے اموال میں سب سے زیادہ محبوب ہے میں اسے راہ خدا میں صدقہ کرتا ہوں حضور نے اس پر اظہار مسرت فرمایا۔ پھر اسے بایما سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ نے اپنے اقارب اور بنی عم میں تقسیم کر دیا۔

علامہ بغوی حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا میرے لیے ایک باندی خرید کر بھیج دو۔ جب وہ آئی آپ کو بہت پسند ہوئی آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھ کر اسے اللہ کے لیے آزاد کر دیا۔

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ۔ تو اللہ اس کو جانتا ہے یعنی اس کا بدلہ عمل کے مطابق عطا فرمائے گا

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

سب کھانے حلال تھے بنی اسرائیل کو مگر وہ جو یعقوب نے اپنے اوپر حرام کر لیے تھے توریت اترنے سے پہلے فرما دیجئے توریت لا کر پڑھو اگر تم سچے ہو تو جو افترا باندھے اللہ پر جھوٹا اس کے بعد تو وہی ظالموں میں ہے فرما دیجئے اللہ سچا ہے تو تم ابراہیم کے دین کی پیروی کرو جو ہر باطل سے پاک ہے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

طعام کے معنی ہیں مزا۔ لام عہدی ہے یعنی ہر حلال کھانا۔

شان نزول: یہود نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ ملت ابراہیمی پر اپنے کو بتاتے ہیں باوجودیکہ حضرت ابراہیم اونٹ کا گوشت اور دودھ نہیں کھاتے تھے اور آپ کھاتے ہیں پھر آپ ملت ابراہیمی پر اپنے کو کیسے کہتے ہیں حضور نے فرمایا کہ یہ چیزیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حلال تھیں۔ یہود بولے کہ یہ حضرت نوح پر بھی حرام تھیں حضرت ابراہیم پر بھی حرام تھیں اور ہم تک حرام چلی آ رہی ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما کر جواب دیا کہ یہود کا یہ دعویٰ باطل ہے بلکہ یہ چیزیں نہ حضرت

marfat.com

ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب سب پر حلال تھیں۔ البتہ حضرت یعقوب نے کسی سبب سے ان کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ اور یہ حرمت ان کی اولاد تک ہے جسے بنی اسرائیل کہتے ہیں۔

علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اونٹ کا گوشت اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے خیال سے حرام کر لیا تھا پھر انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد پر بھی حرام کر دیا تھا۔

مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تُنَزَّلَ التَّوۡرٰىةُ۔ توریت نازل ہونے سے قبل

قُلۡ فَاۡتُوۡا بِالتَّوۡرٰىةِ فَاتۡلُوۡهَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ۔ اے محبوب فرما دیجئے ان سے کہ لاؤ توریت اور پڑھ کر سناؤ اگر تم سچے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم دیا۔ یہود نے اس کا انکار کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا توریت لاؤ وہ بھی اسی حکم کی ناطق ہے۔ تو یہود کو اپنی ذلت کا خوف ہوا اور توریت نہ لا سکے۔ ان کا جھوٹ اور افترا ظاہر ہو گیا اور انہیں شرمندہ ہونا پڑا۔

فائدہ:۔ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ پہلی شریعتوں میں احکام منسوخ ہوتے تھے اور یہود نسخ کے قائل نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار تعلیم ظاہر اُمی تھے لیکن باوجود اُمی ہونے کے یہود کو توریت سے الزام دینا اور مضامین توریت سے استدلال فرمانا آپ کا معجزہ اور دلیل نبوت صادق ہے اس سے حضور کا علم وہبی اور آپ کا علوم غیبی پر عبور ثابت ہوا۔

فَمَنِ افۡتَرٰى۔ مَن سے مراد تمام کفار ہیں۔

اَفۡتَرٰى فری اور فریہ سے بنا۔ اس کے اصطلاحی معنی جھوٹ، تہمت اور فساد کے ہیں یعنی جھوٹ گھڑنا بنا لینا ہے۔ یعنی پھر اللہ پر جھوٹ باندھنا کہ اللہ نے حضرت نوح و حضرت ابراہیم پر حرام کی تھی۔

مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ اس کے بعد کہ توریت کی حجت لازم ہو گئی۔

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ۔ تو وہی ہیں ظالم بے انصاف۔

اس آیت میں یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اس جواب کے بعد بھی اگر کوئی یہودی اپنے باطل خیال پر اڑا رہے تو اس کے ظالم ہونے میں کیا شک ہے آگے ظاہر فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

قُلۡ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوۡا مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ۔ فرما دیجئے اللہ سچا ہے تو تم پیروی کرو دین ابراہیم کی، جو ہر باطل سے پاک ہے اور وہ مشرکوں سے نہ تھے۔

بلکہ ان کا دین وہی ہے جو دین محمدی ہے اس کے بعد مکہ معظمہ اور بیت اللہ شریف کی فضیلت اور حج کے لیے اعلان ہوا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

marfat.com

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۚ۬ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۔

بیشک پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں کے لیے وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑا ہونے کی جگہ اور جو اس میں داخل ہوا امان میں ہوا ۔ اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو طاقت رکھے اس تک چلنے کی اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے ۔

شان نزول: یہود نے مسلمانوں سے کہا کہ کعبہ افضل نہیں بلکہ بیت المقدس جو ہمارا قبلہ ہے وہ افضل ہے اور اس سے پہلا ہے ۔ انبیاء کا مقام ہجرت ہے اور پرانا قبلہ عبادت ہے ۔ مسلمانوں نے کہا کہ کعبہ افضل ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۔

اس میں بتایا کہ سب سے پہلا گھر جس کو اللہ تعالے نے طاعت و عبادت کے لیے مقرر کیا ۔ نماز کا قبلہ حج اور طواف کا موضع بنایا جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں وہ کعبہ معظمہ ہے جو شہر مکہ میں واقع ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعبہ بیت المقدس سے چالیس سال پہلے بنایا گیا ہے
پھر اس کی حرمت و فضیلت پر دلالت کرنے والی نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ اس میں کتے ہوں یا موذی یا پرندے وہاں شکار نہیں کرتے ۔ عام دلوں کی کشش کعبہ کی طرف ہوتی ہے اس کی طرف دیکھنے سے دل میں رقت و لینت پیدا ہوتی ہے ۔ ہر شب جمعہ یہاں ارواح اولیاء حاضر ہو کر اس کے گرد طواف کرتی ہیں جس نے اس کی بے حرمتی کا قصد کیا وہ مثل ابرہتہ الاشرم تباہ و برباد ہوا ۔ انہیں نشانیوں میں مقام ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن کا بیان فرمایا گیا (مدارک ۔ خازن ۔ تفسیر احمدی)

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ ۔ بیشک پہلا گھر جو مقرر کیا گیا لوگوں کے واسطے ۔
یعنی گھر جو اللہ تعالے نے انسانوں کے قبلہ مقرر فرمایا

امام حسن فرماتے ہیں کہ وہ مسجد جو اللہ تعالے نے عبادت کے لیے اول اول مقرر فرمائی جیسا کہ ارشاد ہے فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ یعنی وہ مسجدیں جن میں اللہ تعالے کا نام بلند کیا جائے ۔

بیت سے مراد مسجد ہے لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ بیشک وہی بیت ہے جو مکہ میں ہے عرب با کو میم اور میم کو با سے بدل لیتے ہیں جیسے نبیط کا نمیط ۔ لازم کا لازب ۔
بکہ ب سے وہ جگہ ہے جہاں بیت اللہ ہے جو طواف کی جگہ ہے ۔ مکہ کو بکہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں انسانوں کی بھیڑ ہوتی ہے بکہ کے معنی ازدحام کے ہیں ۔

marfat.com

حضرت عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ وہاں بڑے بڑے سرکش متکبروں کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔ جو بُری نیت سے آیا اس کو اللہ تعالے نے ذلیل وخوار کیا۔ حتیٰ کہ نیست ونابود کیا جیسے تبع اول حمیری اور ابرہتہ الاشرم وغیرہ وغیرہ۔

تاریخ مکّہ و بیت اللہ شریف

حضرت عبداللہ بن عمر سے مجاہد فرماتے ہیں زمین و آسمان پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے اس بیت کو پیدا کیا یہ پانی پر چمکتا ہوا جھاگ تھا پھر زمین نیچے بچھا دی گئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے کے عرش کے نیچے ایک بیت تھا جس کا نام بیت المعمور تھا فرشتوں کو اس بیت کے طواف کا حکم تھا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسی نقشہ کا اتنا ہی بڑا ایک بیت زمین پر بنائیں فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار برس قبل بنایا اور فرشتے اس کا حج کرتے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام نے حج کیا تو فرشتوں نے بشارت دی کہ آپ کا حج مبرور و مقبول ہے۔ ہم آپ سے دو ہزار سال پہلے حج کر چکے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اول ہونے سے مراد یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو انبیاء میں پہلے پہل بنایا (تاریخ مکہ)

بعض نے شرافت کے اعتبار سے اول ہونا قرار دیا نہ کہ زمانہ کے لحاظ سے

بعض کا قول ہے یہی پہلا بیت ہے جو حضرت آدم نے بنایا اور طوفان نوح کے زمانہ میں اٹھا لیا گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ بے نشان ہو گیا تھا پھر حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تعمیر کیا پھر قبیلہ جرہم اور عمالقہ نے پھر قریش نے تعمیر کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب تعمیر کا ارادہ کر چکے تو اس کی بنیادوں کا پتہ نہیں چلتا تھا تو اللہ تعالے نے ایک ہوا چلائی جس کو ریح الجوج کہتے تھے اس کے دو پتے تھے ایک سر تھا۔ اس ہوا نے چاروں طرف سے بنیادوں کو صاف کر دیا۔ اور بنیادیں معلوم ہو گئیں اسی پر حضرت ابراہیم نے تعمیر شروع کر دی۔

مُبارَکًا۔ برکت والا۔ ثواب کا زیادہ باعث ہے کیونکہ بعض عبادتیں بیت اللہ کے ساتھ خاص ہیں جیسے طواف۔ عمرہ۔ حج وغیرہ

حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ منت ملنے کہ دو رکعت مسجد حرام

marfat.com

میں ادا کرے گا تو اس کی منت دوسری جگہ پوری نہ ہوگی جب تک کہ وہ مسجد حرام میں ہی ادا نہ کرے۔
هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ سید ھا راستہ ہے تمام جہان والوں کے لیے۔
فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ اس میں روشن نشانیاں موجود ہیں۔
مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ۔ ایک پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر بیت اللہ کی تعمیر کی۔
اس پتھر میں آپ کے قدم مبارک کے نشان ہیں۔ فقیر نے الحمدللہ زیارت کا شرف حاصل کیا۔
وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ جو شخص اس بیت اللہ مبارک میں داخل ہو جائے اس کو امن ملا۔
جو قاتل قتل کرنے کے بعد حرم میں داخل ہوگا اس کو قتل نہ کیا جائے گا۔
حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میں اپنے والد خطاب کے قاتل کو بھی حرم میں پاؤں تو اسے ہاتھ نہ لگاؤں گا یہاں تک کہ وہ باہر آئے۔
حضرت امام ابو حنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو حرم میں آگیا وہ امن میں آگیا اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کی مفصل بحث وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ میں بیان ہو چکی ہے۔
زمانۂ جاہلیت میں بھی عرب ایک دوسرے کو قتل کر کے حرم میں آجاتے تو اس کو بالکل نہ چھیڑتے اکثر مفسرین نے اس کا ذکر فرمایا۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مکہ یا مدینہ میں انتقال کیا قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔
حضرت سلمان بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن ابوبکر و عمر کے درمیان اٹھوں گا پھر بقیع غرقد کی طرف جاؤں گا پھر وہاں کے دفن ہونے والے میرے ساتھ ہوں گے پھر مکہ والوں کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ وہ مجھ سے آملیں گے۔ سبحان اللہ۔ اللہ مدینہ منورہ کی موت عطا کرے آمین۔
وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ۔ اور اللہ کے لیے لوگوں پر فرض ہے۔ ناس سے مراد۔ آزاد، عاقل بالغ۔ دولتمند ہیں۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نابالغ نے حج کیا اور حج کے بعد بالغ ہوا تو اس پر دوبارہ حج فرض ہے۔
حِجُّ الْبَيْتِ۔ اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا۔
حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک ٹھہرنے

marfat.com

کا اور کعبۃ اللہ کے طواف کا اس کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے۔

حج ۹ھ ہجری میں فرض ہوا۔ اس کی فرضیت قطعی ہے عمر میں ایک بار حج فرض ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اللہ کی توحید اور معبود ہونے پر گواہی دینا اور اللہ کے آخری نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا۔ نماز کا ادا کرنا۔ زکوٰۃ کا ادا کرنا۔ حج کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص استطاعت کے باوجود حج ترک کر دے تو ہم اس سے جہاد کریں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا۔ لہذا حج کرو۔ ایک شخص نے عرض کی کیا ہر سال یا رسول اللہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔ انہوں نے تین بار یہ کلمہ دہرایا تو ارشاد فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر واجب ہو جاتا اور تم سے نہ ہو سکتا فرمایا جب تک میں کسی بات کو بیان نہ کروں تم مجھ سے سوال نہ کرو اگلی امتیں انبیاء کی مخالفت سے ہلاک ہوئیں لہذا جب میں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اسے کرو اور جب میں کسی بات سے منع کردوں تو اسے چھوڑ دو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کمزوروں کے لیے جہاد ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ عورتوں پر جہاد ہے؟ فرمایا ہاں ان کے لیے وہ جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں حج اور عمرہ فرمایا تمہارا جہاد حج ہے۔

مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا جو شخص باعتبار راستے کے اس کی طاقت رکھے۔

جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو کیونکہ مستطیع پر ہی حکم لگایا گیا۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حج کے واجب ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ راستے میں امن ہو صحت کا ہونا بھی شرط ہے اگر کوئی شخص ضعیف یا بیمار ہے تو وہ دوسرے کو اپنی طرف سے حج کے لیے بھیج سکتا ہے۔

علامہ بغوی فرماتے ہیں عرب کی بول چال میں فُلَانٌ يَسْتَطِيعُ بِنَاءَ دَارِهِ۔ فلاں شخص کو اپنا گھر بنانے کی استطاعت ہے مستعمل ہے اگرچہ وہ خود نہیں بنا سکتا بلکہ مال اور مزدوروں سے بنائے گا تو اس دلیل

marfat.com

سے ثابت ہوا کہ اگر اپاہج صاحب مال ہو تو اس پر حج واجب ہے دوسرے سے کرا لے۔
وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔
وَمَنْ كَفَرَ جو منکر ہوا وجوب حج کا۔

حضرت سعید بن منصور نے عکرمہ سے نقل کیا کہ جب یہ آیت وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا نازل ہوئی تو یہود نے کہا ہم تو مسلمان ہیں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں پر حج بیت اللہ فرض ہے تو انہوں نے کہا ہم پر حج فرض نہیں تو یہ حکم ہوا۔

اور سعید بن منصور اور ابن جریر نے ضحاک سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مذاہب کو جمع فرما کر خطبہ دیا اور فرمایا تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے تمہیں حج کرنا چاہیے تو سوائے مسلمانوں کے، مشرکین، یہود، عیسائی، صابئین، مجوس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی محترم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے حج کرنے سے نہ حاجت ظاہرہ مانع ہوئی نہ بادشاہ ظالم نہ مرض پھر بغیر حج کیے مر گیا تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر (ترمذی)

فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ تو بے شک اللہ بے نیاز ہے جہان سے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۔ فرما دیجیے اے کتابیو۔ اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے فرما دیجیے اے اہل کتاب کیوں اللہ کی راہ سے روکتے ہو اسے جو ایمان لائے چاہتے ہو اسے ٹیڑھا کرنا اور تم اس پر گواہ ہو اور اللہ تمہارے کرتوت سے بے خبر نہیں۔

بعض آیات لفظ قل سے شروع فرمائی جاتی ہیں تا کہ ان کے مضامین کی اہمیت کا اظہار ہو جانے کے لیے محبوب یہ بات صرف آپ کو فرمانے کا حق ہے۔

لفظ یا پکارنے اور ندا کے لیے ہے۔ پکارنا کبھی اظہار کرم کے لیے ہوتا ہے اور کبھی غافلوں کو بیدار کرنے کے لیے اور کبھی اظہار غضب کے لیے۔

یہاں اہل کتاب سے مراد یہودی اور عیسائی یا ان گروہوں کے سمجھ بوجھ والے ہیں (خازن)
لِمَ تَكْفُرُوْنَ ۔ لِمَ حرف استفہام ہے۔ کفر کے معنی انکار کے ہیں۔

marfat.com

بِاٰیٰتِ اللّٰہِ۔ آیات۔ آیۃ کی جمع ہے۔ آیتوں سے مراد اللہ کی قائم کردہ نشانیاں ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف ہے۔

یٰۤاَهْلَ الْکِتٰبِ۔ یہاں علمائے اہل کتاب سے خطاب ہے

لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ صدّ بمعنے روکنا۔ اسلام سے پھیرنا۔ سبیل وہ رستہ ہے جو مسافروں کو اپنے میں لے لے قرآن حکیم میں سبیل اللہ ان عقائد واعمال کو کہا جاتا ہے جو نجات کا ذریعہ ہوں۔

مَنْ اٰمَنَ۔ اس سے مراد وہ نومسلم ہیں جن کے دلوں میں اسلام پختہ نہ تھا۔ یہودی ان کے دلوں میں شبہات ڈالتے تھے وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ ہماری کتاب میں حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نعت نہیں اے کتابیو! تم ان لوگوں کو اللہ کی راہ سے کیوں روکتے ہو جو مائل باسلام ہیں۔

تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا۔ تبغون۔ بغی سے بنا اس کے معنی تلاش کرنا ہے۔ عوجًا اس کے معنی ٹیڑھا پن ہے (وفدن) وہ ٹیڑھا پن جو آنکھوں سے دیکھا جائے جیسے دیوار وغیرہ۔ یعنی اے یہودیو تم ٹیڑھے رد کر راہ حق ڈھونڈ ہو۔ وَاَنْتُمْ شُهَدَآءُ۔ اور تم مشاہدہ کرنے والے ہو۔

وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ۔ اللہ بے خبر نہیں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہری باطنی اعمال سے باخبر ہے۔

ایمان والوں کو اسلام سے روکنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر کے حضور کی نعت وصفت جو توریت وانجیل میں ہے اسے چھپا کر لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ توریت وانجیل میں صاف موجود ہے کہ اس کو جو دین پسند ہے وہ صرف دین اسلام ہے۔ اب آگے انہیں یہودیوں کی سازباز اور سازشوں کا تذکرہ فرما کر مسلمانوں کو ان سے ہوشیار کیا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ یَرُدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کٰفِرِیْنَ ۝ وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰہِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ اے ایمان والو! اگر تم نے پیروی کی اس فریق کی جنہیں کتاب دی گئی تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کفر کی طرف لوٹا لیں گے۔ اور تم کیسے کفر کرو گے باوجود تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم ہی میں اللہ کا رسول تشریف فرما ہے اور جس نے اللہ کا سہارا لیا تو وہ ضرور سیدھی راہ دکھایا گیا

شان نزول۔ قبیلہ اوس اور خزرج کے اندر اسلام سے قبل سخت دشمنی اور عداوت تھی حتیٰ کہ ان کی لڑائی جو نصف صدی تک رہی مشہور ہے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی پاک تعلیم سے انہیں سرفراز کیا تو اس کی برکت سے یہ دونوں قبیلے آپس میں بعد از اسلام باہم شیر وشکر ہوئے کہ لوگ ان کے اتحاد

marfat.com

سے سبق حاصل کرتے تھے۔

ایک روز ایک مجلس میں دونوں قبیلوں کے لوگ بیٹھے ہوئے باہمی انس و محبت کی باتیں کر رہے تھے کہ شماس بن قیس یہودی جو زبردست دشمن اسلام تھا اس طرف سے گذرا اور ان کے باہمی ربط و ضبط کو دیکھ کر جل گیا اور دل میں کہنے لگا جب یہ لوگ آپس میں شیر و شکر ہو گئے تو ہماری گذر مشکل ہو گی۔ سوچ کر ایک فتنہ پرور جوان یہودی کو مقرر کیا۔ کہ وہ ان کی مجلس میں نشست و برخاست کر کے ان کی پچھلی جنگوں اور دشمنیوں کے تذکرے دہرائے اور گذشتہ شاعری کے اشعار سنائے جس میں ہر قبیلہ اپنی مدحت میں اور دوسروں کی مذمت میں سب کچھ کہہ گیا ہے۔

چنانچہ اس جوان یہودی نے ایسا ہی کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس شر انگیزی نے اثر کیا۔ دونوں قبیلے طیش میں آگئے حتی کہ ہتھیار اٹھ گئے۔ قریب تھا کہ باہمی خونریز جنگ شروع ہو جائے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی۔ حضور مہاجرین کو ساتھ لے کر تشریف لائے اور فرمایا۔

اے مسلمانو! یہ کیا زمانۂ جہالت کی حرکات ہیں باوجودیکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں اللہ تعالے نے تم کو اسلام کی عزت دی اور جہالت کی بلا سے نجات بخشی۔ تم میں الفت و محبت اور نرمی پیدا فرمائی تم پھر زمانۂ کفر کی جہالت کی طرف لوٹ رہے ہو۔ حضور کے اس ارشاد نے ان کے دلوں پر اثر کیا اور وہ سمجھ گئے کہ یہ کسی شیطان کی فریب کاری کا اثر تھا کسی خبیث نے اپنی خباثت سے یہ مکر گانٹھا تھا۔ انہوں نے علی الفور ہاتھوں سے ہتھیار ڈال دیئے اور روتے ہوئے ایک دوسرے کے گلے مل گئے۔ تو ان کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ مقاتل بن حبان کا قول ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں اوس اور خزرج باہمی جھگڑتے رہتے تھے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ان میں صلح کرا دی۔ ان میں دو شخص ایسے تھے جنہوں نے فخریہ باتیں کرنی شروع کر دیں۔

قبیلہ اوس میں سے ثعلبہ بن غنم اور خزرج میں سے اسعد بن زرارہ۔ اوسی نے باہمی تکرار میں کہا ہم میں جلیل القدر ہوئے ہیں جیسے حضرت غسیل الملائکہ۔ عاصم بن ثابت وغیرہ۔ خزرجی نے کہا ہم میں چار ایسے ہیں جنہوں نے قرآن کریم کو حفظ کیا۔ ابی بن کعب۔ معاذ بن جبل۔ زید بن ثابت اور ابوزید۔ ان میں سعد بن عبادہ ہیں جو انصار کے خطیب ہیں۔

ان دونوں میں بات بڑھ گئی، اشعار میں جذبات بھڑک گئے اور ہتھیار نکل آئے۔ خونریزی ہونے والی تھی کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ان کے حق میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

marfat.com

اگلی آیات میں استقامت اور اعتصام بحبل اللہ کی ہدایت ہے جو رکوع نہم میں آتی ہیں

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ آل عمران پ۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے ڈرنے کا حق اور نہ مرو مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور فرقہ فرقہ نہ ہو اور یاد کرو اس نعمت الٰہی کو جو تم پر ہوئی۔ جب تھے تم آپس کی دشمنی میں تو ملاپ کر دیا تمہارے دلوں میں تو صبح تم نے کی اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو کر اور تھے تم اوپر ایک غار کے کنارے دوزخ کے تو بچا لیا تمہیں اس سے ایسے ہی ظاہر فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی نشانیاں تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اور ہونا چاہیے تم میں ایک گروہ کہ بلائے بھلائی کی طرف حکم کرے اچھی بات کا اور منع کرے بری بات سے اور یہی لوگ ہیں مراد کو پہنچے ہوئے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اور نہ ہو ان جیسے جو بٹ گئے اور آپس میں مختلف ہو گئے بعد اس کے کہ آ چکی تھیں ان کے پاس نشانیاں کھلی اور یہی ہیں کہ ان کے لیے زبردست عذاب ہے۔

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

جس دن کچھ منہ اجلے ہوں اور کچھ کالے تو جن کے کالے ہوئے کیا تم کافر ہوئے اپنے ایمان کے بعد تو چکھو عذاب اس کا جس میں تھے تم کافر۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْھُھُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ ھُمْ فِيْھَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور وہ جن کے اجلے ہوئے منہ وہ اللہ کی رحمت میں ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

marfat.com

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ
وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

یہ آیتیں اللہ کی ہیں کہ ہم پڑھتے ہیں تم پر ٹھیک اور اللہ ارادہ نہیں فرماتا تم پر ظلم کا
اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کا رجوع ہے۔

لفظی ترجمہ

یٰاَیُّھَا۔ اے	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	اتَّقُوْا۔ ڈرو
اللہَ۔ اللہ سے	حَقَّ۔ حق	تُقٰتِہٖ۔ اسکے ڈرنے کا	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	تَمُوْتُنَّ۔ مرو تم	اِلَّا۔ مگر	وَ۔ اس حال میں کہ
اَنْتُمْ۔ تم	مُّسْلِمُوْنَ۔ فرمانبردار ہو	وَ۔ اور	اعْتَصِمُوْا۔ تھام لو
بِحَبْلِ۔ رسی	اللہِ۔ اللہ کی	جَمِیْعًا۔ سب مل کر	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	تَفَرَّقُوْا۔ فرقے فرقے ہو	وَ۔ اور	اذْکُرُوْا۔ یاد کرو
نِعْمَتَ۔ نعمت	اللہِ۔ اللہ کی	عَلَیْکُمْ۔ اوپر اپنے	اِذْ۔ جبکہ
کُنْتُمْ۔ تھے تم	اَعْدَآءً۔ دشمن	فَاَلَّفَ۔ تو ملا دیا اس نے	بَیْنَ۔ درمیان
قُلُوْبِکُمْ۔ تمہارے دلوں کے	فَاَصْبَحْتُمْ۔ تو صبح کی تم نے		بِنِعْمَتِہٖ۔ اسکے احسان سے
اِخْوَانًا۔ بھائی بھائی بنکر	وَ۔ اور	کُنْتُمْ۔ تھے تم	عَلٰی۔ اوپر
شَفَا۔ کنارے	حُفْرَۃٍ۔ گڑھے	مِّنَ النَّارِ۔ آگ کے	فَاَنْقَذَکُمْ۔ تو بچا لیا اس
نے تم کو	مِّنْھَا۔ اس سے	کَذٰلِکَ۔ اسی طرح	یُبَیِّنُ۔ بیان کرتا ہے
اللہُ۔ اللہ	لَکُمْ۔ تمہارے لیے	اٰیٰتِہٖ۔ اپنی آیتیں	لَعَلَّکُمْ۔ تاکہ تم
تَھْتَدُوْنَ۔ راہ پاؤ	وَ۔ اور	لْتَکُنْ۔ چاہئے کہ ہو	مِّنْکُمْ۔ تم میں سے
اُمَّۃٌ۔ ایک جماعت	یَّدْعُوْنَ۔ جو بلائیں	اِلَی۔ طرف	الْخَیْرِ۔ بھلائی کی
وَ۔ اور	یَاْمُرُوْنَ۔ حکم دیں	بِالْمَعْرُوْفِ۔ بھلائی کا	وَ۔ اور
یَنْھَوْنَ۔ روکیں	عَنِ الْمُنْکَرِ۔ برائی سے	وَ۔ اور	اُولٰٓئِکَ۔ وہی ہیں

marfat.com

هُوَ۔ وہ جو	الْمُفْلِحُوْنَ۔ مراد کو پہنچے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
تَكُوْنُوْا۔ ہو جاؤ	كَالَّذِيْنَ۔ ان کی طرح جو	تَفَرَّقُوْا۔ فرقے فرقے ہوئے	وَ۔ اور
اخْتَلَفُوْا۔ اختلاف کیا	مِنْ بَعْدِ۔ بعد	مَا۔ اس کے کہ	جَآءَهُمُ۔ آئیں ان کے پاس
الْبَيِّنٰتُ۔ نشانیاں	وَ۔ اور	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ	لَهُمْ۔ ان کے لیے
عَذَابٌ۔ عذاب ہے	عَظِيْمٌ۔ بڑا	يَوْمَ۔ جس دن	تَبْيَضُّ۔ روشن ہوں گے
وُجُوْهٌ۔ کئی چہرے	وَ۔ اور	تَسْوَدُّ۔ سیاہ ہوں گے	وُجُوْهٌ۔ کئی چہرے
فَاَمَّا۔ پھر وہ	الَّذِيْنَ۔ جن کے	اسْوَدَّتْ۔ سیاہ ہوں گے	وُجُوْهُهُمْ۔ چہرے
اَ۔ کیا	كَفَرْتُمْ۔ تم نے کفر کیا	بَعْدَ۔ بعد	اِيْمَانِكُمْ۔ اپنے ایمان کے
فَذُوْقُوا۔ تو چکھو	الْعَذَابَ۔ عذاب	بِمَا۔ بدلہ اس کا جو	كُنْتُمْ۔ تھے تم
تَكْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے	وَ۔ اور	اَمَّا۔ پھر	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
ابْيَضَّتْ۔ سفید ہوں گے	وُجُوْهُهُمْ۔ ان کے چہرے	فَفِيْ۔ تو وہ	رَحْمَةِ۔ رحمت
اللّٰهِ۔ خدا میں ہونگے	هُمْ۔ وہ	فِيْهَا۔ اس میں	خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہیں گے
تِلْكَ۔ یہ	اٰيٰتُ۔ آیتیں ہیں	اللّٰهِ۔ اللہ کی	نَتْلُوْهَا۔ پڑھتے ہیں ہم انکو
عَلَيْكَ۔ تجھ پر	بِالْحَقِّ۔ ٹھیک ٹھیک	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
اللّٰهُ۔ اللہ	يُرِيْدُ۔ چاہتا	ظُلْمًا۔ ظلم کرنا	لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں پر
وَ۔ اور	لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے	مَا۔ جو کچھ	فِي۔ بیچ
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے	وَ۔ اور	مَا۔ جو کچھ	فِي۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	وَ۔ اور	اِلَى۔ طرف	اللّٰهِ۔ اللہ کی
تُرْجَعُ۔ پھیرے جاتے ہیں	الْاُمُوْرُ۔ سب کام		

مختصر تفسیر نواں رکوع سورۃ آل عمران۔ پ۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ
جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ
بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

marfat.com

اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۝

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو۔ آپس میں تفرقہ نہ کرو اور اللہ کا احسان یاد کرو جو اس نے تم پر کیا جب تم میں آپس میں دشمنی تھی اور تم میں الفت و محبت ڈالی تو اس کے فضل سے صبح کی تم نے آپس میں بھائی ہو کر اور تم ایک کنارے پر جہنم کے گڑھے کے تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا یونہی اللہ تمہیں اپنی آیتیں فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

اِتَّقُوْا۔ وَقٰی سے بنا اس کے معنی ہیں بچنا۔ اِتَّقُوْا کے معنی ہیں خوب بچو ایمان کے بغیر تقوی حاصل ہونا مشکل ہے جس طرح جڑ کے بغیر شاخیں پھل پھول مشکل ہے۔

حَقَّ تُقٰتِہٖ۔ جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہیئے اللہ تعالے سے اتنا ہی ڈرو۔

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ اور نہ مرنا مگر مسلمان یعنی موت اس حال میں آئے کہ تم مسلمان ہو۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ۔ عربی میں حبل رسی کو کہتے ہیں لیکن خاص رسی ہے جو موٹی اور مضبوط ہوتی ہے اِعْتِصَام بِحَبْلِ اللّٰہِ کی تفسیر میں مفسرین کے چند قول ہیں

بعض نے کہا اس سے مراد قرآن کریم ہے چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ قرآن کریم حبل اللہ ہے جس نے اس کا اتباع کیا وہ ہدایت پر ہے جس نے اسے چھوڑا وہ گمراہی پر۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حبل اللہ سے جماعت مراد ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا۔ تم جماعت کو لازم پکڑو وہ حبل اللہ یعنی خدا کی رسی ہے۔

اور فرقہ فرقہ ہونا ایسا کہ جس طرح کہ جس طرح یہود و نصاری پھٹ گئے۔

ان آیات میں ان افعال و معتقدات کی مخالفت کی گئی جو مسلمانوں کے درمیان تفرق کا سبب ہوں طریقہ مسلمین مذہب اہل سنت ہے اس کے سوا کوئی راہ اختیار کرنا تفرقہ ہے اور دین میں تفریق کرنا حرام ہے اور دین میں داخل ہونے سے وہ اختلافات و تفرقہ جو موجب بغض و عناد اور دشمنی کا سبب ہو وہ دور ہو جاتی ہے جیسا کہ اوس اور خزرج کی دشمنیاں ختم ہوئیں اور آپس میں دینی محبت پیدا ہو گئی۔

وَلَا تَفَرَّقُوْا یہ تَفَرُّق سے بنا اس کے معنی جدا جدا ہونا ہے۔ صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہیں یہاں تفرقہ سے مراد دینی علیحدگی ہے جن سے الفت و محبت باقی رہتی فرمایا آپس میں بکھر نہ جاؤ۔

فَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ۔ اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے۔ یہاں نعمت سے مراد اتفاق اور اتحاد ہے جو تم کو اسلام کے صدقہ میں محبت و الفت ملی یہ بھی احسان عظیم ہے۔

marfat.com

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا۔ جبکہ تم اسلام سے پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی تو تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔

اسلام سے قبل عرب اور پوری قوم جہالت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ شرک بت پرستی کینہ عناد میں مبتلا تھے اللہ تعالٰے نے اپنی رحمت سے ان میں ہدایت قرآنی اور رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں تشریف فرما ہونے ان کے صدقہ میں ان کو نیکی وسعادت کی راہ دکھائی۔

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ۔ اور تم دوزخ کے کنارے پر تھے یعنی آگ میں گرنے کے قریب تھے کہ کفر پر تمہاری موت ہو۔ عربی میں شفا کنارے کو کہتے ہیں جیسے دریا کا کنارہ شفاء بیماری سے صحت کا ہونا یہ بھی مرض کا کنارہ ہے۔

حُفْرَةٍ۔ دوزخ۔ کنویں کی طرح گہری ہوتی ہے۔

مِنَ النَّارِ۔ دوزخ میں داخل ہو جاتے۔

فَاَنْقَذَكُمْ۔ پس اللہ نے تم کو بچا لیا یعنی ایمان کی دولت عطا فرمائی ہلاکت سے بچانے کو انقاذ کہتے ہیں۔ اللہ تعالٰے نے اپنے پیارے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو تم میں بھیجا ان کی برکت سے تم کو دوزخ سے بچا لیا۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ اسی طرح اللہ تعالٰے نے اپنی نشانیاں صاف صاف بیان کر دیں تاکہ تم سیدھے راستہ پر آجاؤ ہدایت جسے ملی ہو اس پر قائم رہے اور ترقی کرے۔

وہ لڑائی جو ایک سو بیس سال سے جاری تھی اوس و خزرج میں قتل وغارت کا بازار گرم تھا اللہ تعالٰے نے اپنے حبیب پاک کے ذریعہ سب عداوت ختم کرا دی انہیں آپس میں بھائی بھائی بنا دیا اور جو عداوت کی آگ بھڑک رہی تھی سرد کرا دی بلکہ قبیلوں میں الفت ومحبت پیدا کر دی اور ایک دوسرے پر اسلامی محبت پر جان دینے لگے تو جہنم میں ہی جاتے اور کفر کی وجہ سے عذاب جہنم کے مستحق ہوتے۔ اللہ تعالٰے نے ایمان کی دولت عطا فرما کر ان پر احسان کیا۔ اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ان میں محبت پیدا کر دی۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم کرے اور بری باتوں سے منع کرے یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں اور ان جیسے نہ ہونا جو آپس میں پھٹ گئے اور اختلاف میں پڑ کر علیحدہ ہو گئے بعد اس کے کہ انہیں روشن نشانیاں آچکیں۔ ان کے لیے بڑا

marfat.com

عذاب ہے۔

وَلْتَكُنْ ۔ كَانَ کا امر غائب ہے کَانَ کَوْن سے بنا اس کے معنی ہونا ہے۔

مِنْكُمْ میں مِنْ تبعیض کا ہے کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے اس لیے یہی مِن تبعیضیہ ہے کیونکہ ہر شخص اس کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے علم کا ہونا شرط ہے نہی عن المنکر ہر شخص کے ذمہ ہے اس کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ اگر زبان سے نہ منع کر سکے تو دل سے ہی برا سمجھے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے جو کوئی فعل شریعت کے خلاف پائے تو اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دے اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے مٹا دے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے برا جانے اور یہ اضعف ایمان ہے یعنی کمزوری ایمان ہے (مسلم)

اُمَّةٌ اصطلاح میں اس جماعت کو امت کہتے ہیں جو کسی نیک کام کا قصد کرے انبیاء علیہم السلام کی اتباع کرنے والوں کو امت کہتے ہیں۔

يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ يَدْعُونَ دعوۃ سے بنا۔ اس کے معنی بلانا۔ دعوت دینا ہے۔ ایسی جماعت کا وجود ہر زمانے میں رہا ہے جو حتی الامکان کوشش کر کے لوگوں کو برائیوں سے روکتی رہی ہے اور نیکی کی دعوت دیتی رہی ہے۔

وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور اچھے کام کا حکم کریں اور برے کام سے روکیں۔

جن سے شریعت نے منع کیا ہے خواہ وہ حرام ہوں یا مکروہ ۔اس آیت کریمہ میں امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر کی فرضیت اور اجماع امت کے حجت ہونے کی دلیل ہے۔ اہل سنت نے اسی سے اجماع کا استدلال کیا ہے۔ دعوت الی الخیر بھلائی اور نیکی کی دعوت تبلیغ کے ذریعہ لوگوں کو کرنا۔

امر بالمعروف نیکی کا حکم پھیلانا عوام وخواص کو ہدایت کے سدھ پر لانا۔

نہی عن المنکر برائی سے روکنا اور معاشرہ کی غلط رسومات کو حکما بند کرنا محض زبانی تبلیغ ہی جماعت کا کام نہیں بلکہ مسلمان حکام کا بھی فرض ہے کہ وہ پوری توسعت سے نیکی کی حمایت اور برائیوں کا قلع قمع کریں۔

حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نیکیوں کا حکم کرنا۔ برائیوں سے لوگوں کو روکنا بہترین جہاد ہے۔

حضرت جانشین اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ وعظ فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالے فرماتا ہے اے ایمان والو اپنے آپ کو سنبھالو جب تم سیدھے راستہ پر آ جاؤ گے تو گمراہی تم کو نقصان نہ دے گی تم یہ آیت پڑھتے ہو مگر سمجھتے نہیں میں نے حضور اکرم نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضور ارشاد فرماتے

marfat.com

تھے کہ جب مسلمانوں کی یہ حالت ہو جائے گی کہ بری باتیں دیکھ کر ان کو مٹانے کی فکر نہ کریں گے تو قریب ہے کہ اللہ تعالٰے ان پر عام عذاب نازل فرمائے گا (ترمذی)

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ مراد کو پہنچنے والے یہی لوگ ہیں۔

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا۔ اور تم نہ ہونا ان جیسے جو ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ یہود کے اکہتر فرقے ہو گئے تھے عیسائی بہتر فرقوں میں بٹ چکے تھے ان میں ایک جنتی تھا۔

وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ اور وہ باہم اختلاف کرنے لگے اس کے بعد کہ آچکے ان کے پاس صاف روشن احکام۔

اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ یہی لوگ ہیں جو پختہ دلائل کے بعد ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے جن کو بہت بڑا عذاب ہوگا۔ یہود و نصاریٰ کی طرح ایک دوسرے سے عناد و دشمنی کرنے کی ممانعت فرما کر اس کی سزا سنا دی اور زمانہ جاہلیت کے دَور تفرقہ سے روکا گیا اور فرمایا گیا کہ تمہیں ایسے لوگوں کی طرح نہیں ہونا چاہیے جنہوں نے آپس میں افتراق پیدا کیا۔

یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ ۣ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْھُھُمْ فَفِیْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ ۭ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ تِلْکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰہُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۭ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

جس دن کچھ منہ اجلے ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔ تو وہ جن کے منہ کالے ہوئے کیا تم ایمان لا کر کافر ہوئے تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ اور وہ جن کے منہ اجلے ہوئے وہ اللہ کی رحمت میں ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم تم پر پڑھتے ہیں سچائی سے اور اللہ جہان والوں پر ظلم نہیں چاہتا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کا لوٹنا ہے۔

جن کے منہ کالے ہوں گے ان سے مراد یا تو تمام کفار ہیں، یا بقول حسن منافقین مراد ہیں۔ منافقین وہ ہیں جو زبان سے اظہار ایمان کریں اور دل سے منکر ہوں۔

عکرمہ کے نزدیک اہل کتاب مراد ہیں جو سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تو حضور پر ایمان لائے اور حضور کے ظہور کے بعد منکر ہو گئے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد وہ مرتدین اسلام ہیں جو منحرف ہو گئے مسلمان ہو کر اور پھر گئے اور اجلے منہ والے اہل ایمان ہیں جو بعونہ تعالٰے فرحاں و شاداں ہوں گے اور کفار جو عَلَیْھَا غَبَرَۃٌ تَرْھَقُھَا قَتَرَۃٌ

اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ ہیں۔ اور بلا ثبوت جرم عذاب دینا ظلم ہے۔ اس کا آگے اظہار ہو گیا وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ اللہ تعالیٰ مخلوق پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

یہاں ظلم کے معنی وہ نہیں ہیں جو ہمارے ہاں مستعمل ہیں۔ اس کا ہر معاملہ عین حکمت کے موافق ہوتا ہے۔

ظلم کے لغوی معنی تاریکی نور ہے اصطلاح میں ستانے یا کسی چیز کو بے محل استعمال کرنے کو کہتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ مَا غیر عقل والی چیزوں کے لیے آتا ہے اور مَنْ عقل والی چیزوں کے لیے آتا ہے۔

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ اِلَى اللّٰهِ کا تُرْجَعُ پر مقدم کرنا بیان حصر کے لیے ہے۔ امور سے مراد حقائق ہیں۔ تمام عالم کا سارا انتظام ہماری ہی طرف ہے۔

بامحاورہ ترجمہ قرآن رکوع سورہ آل عمران پ ۴

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکلیں بھلائی کا حکم دیتے ہوئے اور برائی سے منع کرتے ہوئے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی ایمان لاتے تو ان کے لیے بہتر تھا۔ ان میں کچھ مومن ہیں اور زیادہ بے حکمے کافر ہیں۔

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝

وہ کچھ تمہیں تکلیف نہ دے سکیں گے مگر یہی ستانا۔ اور اگر تم سے لڑیں تو پیٹھ پھیر جائیں گے۔ پھر ان کی مدد نہ ہو گی۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝

مقرر کر دی گئی ان پر ذلت جہاں ہوں مگر اللہ کی رسی اور لوگوں کی رسی سے اور کما گیا ان پر غضب اللہ سے اور مقرر ہو گئی ان پر محتاجی۔ یہ اس لیے کہ وہ تھے کفر کرتے اللہ کی آیتوں سے اور شہید کرتے نبیوں کو ناحق یہ اس لیے کہ نافرمان اور سرکش تھے۔

لَيْسُوْا سَوَاۗءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ

سب ایک سے نہیں کتابیوں میں کچھ وہ ہیں کہ حق پر

marfat.com

قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ
يَسْجُدُوْنَ ○
يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ
فِى الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○
وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ○
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ
لَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْــًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○
مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِىْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً
مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ
قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا
تُخْفِىْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ
الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○
هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ
بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ وَ
اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ
قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ○

قائم ہیں پڑھتے ہیں آیات الٰہی رات کی گھڑیوں میں
اور سجدہ کرتے ہیں
ایمان لاتے ہیں اللہ اور آخرت دن پر اور حکم کرتے ہیں
بھلائی کا اور منع کرتے ہیں برائی سے اور دوڑتے
ہیں نیک کاموں میں اور یہ لوگ نیک ہیں
اور جو بھلائی کریں تو ان کا حق نہ مارا جائے گا اور اللہ
ڈرنے والوں کو جانتا ہے۔
بے شک وہ جو کافر ہوئے ہرگز نہ بچائے گا انہیں ان
کا مال اور نہ اولاد اللہ سے کچھ اور یہی لوگ جہنمی ہیں
انہیں اسی میں ہمیشہ رہنا ہے۔
ان کی مثال جو خرچ کرتے ہیں اس دنیا کی زندگی میں ایسی ہوا
کی سی ہے جس میں پالا ہو جو پہنچی کھیتی پر اس قوم کی
جو اپنے اوپر ہی ظلم کرتی ہے تو مار گئی اور اللہ نے نہیں
ظلم کیا لیکن وہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کر لیا
اے ایمان والو! نہ پکڑو اپنا راز دار اپنے علاوہ
تمہاری برائی میں کمی نہ کریں گے وہ چاہتے ہیں جتنی
ایذا تمہیں دیں۔ ظاہر ہے بغض ان کی باتوں سے اور
جو سینے میں چھپی ہے بہت بڑا ہے ہم ظاہر کرتے ہیں
نشانیاں اگر تمہیں عقل ہے۔
سنو یہ جو تم ہو تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تمہیں
نہیں چاہتے اور تم ایمان لاتے ہو سب کتابوں پر
اور جب وہ تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے
اور جب اکیلے ہوں تو تم پر چباتے ہیں انگلیاں غصہ
سے فرما دیجئے مر جاؤ اپنے غصہ کی جلن میں بے شک اللہ
جانتا ہے تمہارے سینے کی بات۔

marfat.com

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ
سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا
وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔـا ۭ
اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ

اگر تمہیں بھلائی پہنچے بری لگے انہیں اور اگر پہنچے تم
کو تکلیف تو اس پر خوش ہوں اور اگر تم صبر کرو اور
پرہیزگاری کیے رہو تو تمہیں نقصان نہ ہوگا اس کا مکر
کچھ بے شک اللہ جو کچھ وہ گھیرے ہوئے ہے جو کچھ
وہ کرتے ہیں۔

لفظی ترجمہ

كُنْتُمْ ۔ ہو تم	خَيْرَ ۔ بہتر	اُمَّةٍ ۔ امت	اُخْرِجَتْ ۔ جو نکلے
لِلنَّاسِ ۔ لوگوں کیلئے	تَاْمُرُوْنَ ۔ حکم کریں	بِالْمَعْرُوْفِ ۔ بھلائی کا	وَ ۔ اور
تَنْهَوْنَ ۔ منع کریں	عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ برائی سے	وَ ۔ اور	تُؤْمِنُوْنَ ۔ ایمان رکھتے ہیں
بِاللّٰهِ ۔ اللہ پر	وَ ۔ اور	لَوْ ۔ اگر	اٰمَنَ ۔ ایمان لاتے
اَهْلُ ۔ اہل	الْكِتٰبِ ۔ کتاب	لَكَانَ ۔ تو ہوتا	خَيْرًا ۔ بہتر
لَّهُمْ ۔ ان کے لیے	مِنْهُمُ ۔ ان میں سے	الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ کچھ ایماندار ہیں	وَ ۔ اور
اَكْثَرُ ۔ اکثر	هُمُ ۔ ان کے	الْفٰسِقُوْنَ ۔ فاسق ہیں	لَنْ ۔ ہرگز نہ
يَّضُرُّوْ ۔ نقصان دیں	كُمْ ۔ تمہیں	اِلَّآ ۔ مگر	اَذًى ۔ ستانا
وَ ۔ اور	اِنْ ۔ اگر	يُّقَاتِلُوْ ۔ لڑائی کریں	كُمْ ۔ تم سے
يُوَلُّوْ ۔ لوٹ جائیں	كُمُ ۔ تم سے	الْاَدْبَارَ ۔ پیٹھوں پر	ثُمَّ ۔ پھر
لَا ۔ نہ	يُنْصَرُوْنَ ۔ مدد دیے جائیں	ضُرِبَتْ ۔ مقرر ہوگئی	عَلَيْهِمُ ۔ ان پر
الذِّلَّةُ ۔ ذلت	اَيْنَ ۔ جہاں ہوں	مَا ۔ جو	ثُقِفُوْٓا ۔ پائیں امان
اِلَّا ۔ مگر	بِحَبْلٍ ۔ رسی	مِّنَ اللّٰهِ ۔ اللہ کی سے	وَ ۔ اور
حَبْلٍ ۔ رسی	مِّنَ النَّاسِ ۔ لوگوں کی سے	وَ ۔ اور	بَآءُوْ ۔ چھا گیا ان پر
بِغَضَبٍ ۔ غضب	مِّنَ اللّٰهِ ۔ اللہ کا	وَ ۔ اور	ضُرِبَتْ ۔ مقرر ہوگیا
عَلَيْهِمُ ۔ ان پر	الْمَسْكَنَةُ ۔ فقر و فاقہ	ذٰلِكَ ۔ یہ	بِاَنَّهُمْ ۔ اس وجہ میں
كَانُوْا ۔ رہتے وہ	يَكْفُرُوْنَ ۔ کفر کرتے	بِاٰيٰتِ ۔ آیات	اللّٰهِ ۔ اللہ کی

marfat.com

وَ۔ اور	یَقْتُلُوْنَ۔ شہید کرتے	الْاَنْبِیَآءَ۔ انبیاء کو	بِغَیْرِ۔ بغیر
حَقٍّ۔ حق کے	ذٰلِکَ۔ یہ	بِمَا۔ اس لیے کہ	عَصَوْا۔ وہ نافرمان ہیں
وَّ۔ اور	کَانُوْا۔ تھے	یَعْتَدُوْنَ۔ سرکش	لَیْسُوْا۔ نہیں سب
سَوَآءً۔ برابر	مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ۔ کتاب والے		اُمَّۃٌ۔ ایک جماعت
قَآئِمَۃٌ۔ قائم ہے	یَتْلُوْنَ۔ پڑھتے ہیں	اٰیٰتِ۔ آیات	اللّٰہِ۔ الٰہی
اٰنَآءَ۔ گھڑیوں	الَّیْلِ۔ رات میں	وَ۔ اور	ھُمْ۔ وہ
یَسْجُدُوْنَ۔ سجدہ کرتے ہیں	یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں	بِاللّٰہِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور
الْیَوْمِ۔ دن	الْاٰخِرِ۔ پچھلے پر	وَ۔ اور	یَاْمُرُوْنَ۔ حکم دیتے ہیں
بِالْمَعْرُوْفِ۔ بھلائی کا	وَ۔ اور	یَنْھَوْنَ۔ روکتے ہیں	عَنِ الْمُنْکَرِ۔ برائی سے
وَ۔ اور	یُسَارِعُوْنَ۔ دوڑتے ہیں	فِی۔ بیچ	الْخَیْرٰتِ۔ بھلائی کے
وَ۔ اور	اُولٰٓئِکَ۔ یہ ہیں	مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ نیکوں میں سے	
وَ۔ اور	مَا۔ جو کچھ	یَفْعَلُوْا۔ کریں	مِنْ خَیْرٍ۔ بھلائی
فَلَنْ۔ تو ہرگز	یُّکْفَرُوْہُ۔ ضائع نہ ہو	وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ
عَلِیْمٌ۔ جانتا ہے	بِالْمُتَّقِیْنَ۔ متقیوں کو	اِنَّ۔ بیشک	الَّذِیْنَ۔ وہ لوگ جو
کَفَرُوْا۔ کفر کریں	لَنْ۔ ہرگز نہ	تُغْنِیَ۔ کام آئے	عَنْھُمْ۔ انکے
اَمْوَالُھُمْ۔ انکے مال	وَ۔ اور	لَآ۔ نہ	اَوْلَادُھُمْ۔ انکی اولاد
مِنَ اللّٰہِ۔ اللہ سے	شَیْئًا۔ کچھ	وَ۔ اور	اُولٰٓئِکَ۔ یہی ہیں
اَصْحٰبُ النَّارِ۔ آگ والے		ھُمْ۔ وہ	فِیْھَا۔ اس میں
خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہیں	مَثَلُ۔ مثال	مَا۔ اسکی جو	یُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کریں
فِیْ۔ بیچ	ھٰذِہِ۔ اس	الْحَیٰوۃِ۔ زندگی	الدُّنْیَا۔ دنیا کے
کَمَثَلِ۔ اسکی سی ہے کہ	رِیْحٍ۔ ہوا ہو	فِیْھَا۔ اس میں	صِرٌّ۔ پالا ہو
اَصَابَتْ۔ پہنچے	حَرْثَ۔ کھیتی	قَوْمٍ۔ اس قوم کو جنہوں نے	ظَلَمُوْٓا۔ ظلم کیا
اَنْفُسَھُمْ۔ اپنی جان پر	فَاَھْلَکَتْہُ۔ تو اس کو ہلاک کر دیا		وَ۔ اور
مَا۔ نہ	ظَلَمَھُمُ۔ ظلم کیا ان پر	اللّٰہُ۔ اللہ نے	وَ۔ اور
لٰکِنْ۔ لیکن	اَنْفُسَھُمْ۔ اپنی جان پر	یَظْلِمُوْنَ۔ ظلم کرتے ہیں	یٰٓاَیُّھَا۔ اے

marfat.com

اَلَّذِیْنَ ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے ہو	لَا ۔ نہ	تَتَّخِذُوْا ۔ پکڑو
بِطَانَةً ۔ رازدار	مِّنْ دُوْنِكُمْ ۔ اپنے سوا	لَا ۔ نہیں	یَاْلُوْنَكُمْ ۔ کمی کرتے تمہاری
خَبَالًا ۔ تباہی میں	وَ ۔ اور	وَدُّوْا ۔ پسند کرتے ہیں	مَا ۔ جو
عَنِتُّمْ ۔ تم تکلیف پاؤ	قَدْ ۔ بیشک	بَدَتِ ۔ ظاہر ہوگئی	الْبَغْضَآءُ ۔ دشمنی
مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۔ انکے مونہوں سے		وَ ۔ اور	مَا ۔ جو
تُخْفِیْ ۔ چھپاتے ہیں	صُدُوْرُهُمْ ۔ انکے سینے	اَكْبَرُ ۔ وہ بہت بڑا ہے	قَدْ ۔ بیشک
بَیَّنَّا ۔ ہم نے بیان کیں	لَكُمُ ۔ تمہارے لیے	الْاٰیٰتِ ۔ آیتیں	اِنْ ۔ اگر
كُنْتُمْ ۔ تم	تَعْقِلُوْنَ ۔ سمجھو	هٰٓاَنْتُمْ ۔ یہ تم	اُولَآءِ ۔ جو ہو
تُحِبُّوْنَهُمْ ۔ انکو چاہتے ہو	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہیں	یُحِبُّوْنَكُمْ ۔ چاہتے وہ تم کو
وَ ۔ اور	تُؤْمِنُوْنَ ۔ ایمان لاتے ہو تم	بِالْكِتٰبِ ۔ کتابوں	كُلِّهٖ ۔ سب پر
وَ ۔ اور	اِذَا ۔ جب	خَلَوْا ۔ اکیلے ہوں	عَضُّوْا ۔ تو چبائیں
عَلَیْكُمُ ۔ تم پر	الْاَنَامِلَ ۔ انگلیاں	مِنَ الْغَیْظِ ۔ غصہ سے	قُلْ ۔ کہو
مُوْتُوْا ۔ مرجاؤ	بِغَیْظِكُمْ ۔ اپنے غصہ میں	اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰهَ ۔ اللہ
عَلِیْمٌ ۔ جانتا ہے	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ سینے کی باتیں		اِنْ ۔ اگر
تَمْسَسْكُمْ ۔ پہنچے تمہیں	حَسَنَةٌ ۔ بھلائی تو	تَسُؤْ ۔ بری لگتی ہے	هُمْ ۔ ان کو
وَ ۔ اور	اِنْ ۔ اگر	تُصِبْكُمْ ۔ پہنچے تم کو	سَیِّئَةٌ ۔ برائی
یَّفْرَحُوْا ۔ تو خوش ہوجائیں	بِهَا ۔ اس سے	وَ ۔ اور	اِنْ ۔ اگر
تَصْبِرُوْا ۔ تم صبر کرو	وَ ۔ اور	تَتَّقُوْا ۔ پرہیزگاری کرو تو	لَا ۔ نہ
یَضُرُّ ۔ نقصان دیگا	كُمْ ۔ تم کو	كَیْدُ ۔ مکر	هُمْ ۔ ان کا
شَیْئًا ۔ کچھ بھی	اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰهَ ۔ اللہ	بِمَا ۔ جو کچھ

یَعْمَلُوْنَ ۔ وہ کرتے ہیں اسکو مُحِیْطٌ ۔ گھیرنے والا ہے

مختصر تفسیر نواں رکوع سورۃ آل عمران پ [illegible]

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ

marfat.com

بِاللّٰہِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ؕ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ تم ہو بہترین امت جو لوگوں میں نکلے حکم کرتے بھلائی کا اور منع کرتے برائی سے اور ایمان رکھتے اللہ پر اور اگر کتابی ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا ان میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ بے حکم کافر۔

مسلمانوں کو اللہ تعالٰی نے تمام امتوں میں بہترین امت قرار دیا۔ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں افضل ہیں اسی طرح آپ کی امت تمام امتوں میں افضل اور برتر ہے۔ ان کو جامع شریعت عطا فرمائی گئی۔

خَیْرَ اُمَّۃٍ۔ تم سب امتوں سے بہتر ہو۔ خَیْرَ اُمَّۃٍ میں اضافت صفت کی موصوف کی طرف ہے

اُخْرِجَتْ۔ جو پیدا کی گئی۔

لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے ایسے لوگ بہترین امت ہیں جو لوگوں کی ہدایت کے لیے وجود میں آئے۔

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ اچھے کام کرنے کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص تم میں سے چاہتا ہے کہ اس امت خیر الامم میں شامل ہو اسے چاہیئے کہ اس شرط کو پورا کرے یعنی امر بالمعروف نہی عن المنکر اور ایمان باللہ۔

شان نزول:۔ یہودیوں میں مالک بن صیف اور وہب بن یہود والے حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر صحابہ سے کہا کہ ہم تم سے افضل ہیں اور ہم تمہارے دین سے باعتبار دین تم سے بہتر ہیں اس لیے کہ ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے تم ہمیں اپنے دین میں آنے کی دعوت کیوں دیتے ہو۔ اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ اور اللہ کا ید قدرت جماعت پر ہے فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ جو جماعت سے جدا ہوا دوزخ میں گیا۔

وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ اور اگر ایمان لے آتے اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ

لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ۔ ان کے لیے بہتر تھا۔

مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ بعض ان میں سے ایمان والے ہیں جیسے عبداللہ بن سلام یا نجاشی وغیرہ۔ اس آیت میں کہا گیا ہے کہ اگر تم ایمان لے آتے تو تمہارے حق میں بہتر تھا اس طرح تم بھی خیر الامم میں شامل ہو سکتے تھے۔

وَاَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ اور ان میں اکثر نافرمان ہیں۔ حق واضح ہو جانے کے باوجود نافرمانی پر اڑے رہے۔

marfat.com

آگے مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ ان کی جماعت سے نہ گھبراؤ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے چنانچہ ارشاد ہے
لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے مگر یہی کہ ستائیں اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے۔ پھر ان کی مدد نہ ہوگی۔

یعنی زبانی طعن و تشنیع سے انواع و اقسام کی دھمکیوں سے ستالیں ورنہ اس سے زیادہ ان کو کچھ ہمت نہیں۔ اللہ کا یہ وعدہ ہے بشرطیکہ تم اپنے کو صحیح معنوں میں خیر الامم ثابت کرو۔

شان نزول: یہودیوں سے جو لوگ اسلام لے آئے تھے جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے ہمراہی تو دشمنا یہود ان کے اسلام لانے کی وجہ سے دشمن ہوگئے انہیں ایذا دینے کی فکر رہنے لگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور انہیں مطلع کیا گیا کہ زبانی بکواس کے سوا وہ کسی کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ آخر غلبہ مسلمانوں کو ہی ہوگا اور یہود کے لیے انجام کار ذلت و رسوائی ہے۔

قرآن کریم کی یہ پیشگوئی حرف بحرف ثابت ہوئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں اہل کتاب کا برا حشر ہوا جہاں کہیں مقابلہ ہوا شکست کھا کے بھاگے۔ چنانچہ ارشاد ہے

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝

مقرر کردی گئی ان پر ذلت و رسوائی جہاں ہوں امان نہ پائیں مگر اللہ کی ڈور اور آدمیوں کی ڈور سے اور سزاوار ہوگئے غضب الٰہی کے اور مقرر ہوگئی ان پر محتاجی یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے ہیں اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے ہیں یہ اس لیے کہ نافرمان اور سرکش ہیں۔

ضُرِبَتْ۔ ماری گئی۔ عربی میں یہ لفظ مارنے چلنے۔ مسلط کرنے۔ بیان کرنے کے معانی میں آتا ہے یہاں مسلط کر دینے کے معنی میں آیا ہے۔

ذِلَّۃٌ۔ ذلت۔ خواری و رسوائی کے معنی ہیں

اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ کی رسی یا عہد یعنی جبتک یہ لوگ اللہ کے فرائض پر عمل پیرا نہ ہوں گے ذلت ان سے دور نہ ہوگی۔

حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ لوگوں کا عہد۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جب تک دوسری اقوام کی حمایت انہیں حاصل نہ ہوگی ذلت و خواری سے نجات نہ پائیں گے۔ حبل اللہ اور حبل الناس دونوں سے مراد ایک شے ہے۔

بَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ انہوں نے غضب کمایا یعنی اپنی غلط کاریوں بداعمالیوں کے سبب اللہ کے غضب

marfat.com

کی لپیٹ میں آگئے قہر الٰہی ان پر مسلط ہو گیا۔

بخل حرص میں مبتلا ہونا۔ کیونکہ بخیل مال خرچ کرنا نہیں چاہتا اور حریص مال کی کلفت میں پھنسا رہتا ہے۔ یہود کا یہی حال تھا وہ اکثر ذلت و مسکنت کے گڑھے میں ہیں۔ گویا یہود ہمیشہ ذلیل ہی رہیں گے۔ اسی کا یہ اثر ہے کہ آجتک یہود کو کہیں سلطنت میسر نہ آئی۔ فلسطین وغیرہ میں بھی اگر انگریز نے بسایا تو بہ حیثیت رعایا اور وہ بھی رات دن خوفزدہ۔

ان کی ذلت اٹھ سکتی ہے تو بحبل اللہ یعنی دین الٰہی کی رسی تھامنے سے یا مسلمانوں کی پناہ لینے سے اور جزیہ دے کر امن میں آ جانے سے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ یہودی دولت مند ہونے کے باوجود غنی بالقلب آج تک نہ ہو سکے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کرام کو قتل کرتے اپنے کفر کی وجہ سے ناحق وہ ظالم ہیں جان بوجھ کر۔

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا۔ یہ کفر اور قتل اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے نافرمانیاں کیں۔ جان بوجھ کر۔

وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔ اور وہ حد سے بڑھ گئے۔ عدوان انہوں نے اختیار کیا یعنی انہوں نے حدود الٰہی کو توڑ کر تجاوز کیا۔

آگے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کو یہودیوں میں سے چھانٹا گیا اور انکی عبادت و تقویٰ کی تعریف فرمائی گئی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝

سب یکساں نہیں۔ کتابیوں میں سے کچھ وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں۔ اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتے ہیں ایمان لاتے ہیں اللہ اور یوم آخرت پر اور بھلائی کا حکم کرتے ہیں۔ برائی سے منع کرتے ہیں اور سرعت سے دوڑتے ہیں نیک کاموں پر اور یہ لوگ نیک ہیں اور جو بھلائی کرے ان کا حق نہ مارا جائے گا اور اللہ جانتا ہے متقیوں کو۔

لَيْسُوْا سَوَآءً۔ ان سب کا حال یکساں نہیں۔ یہود ان برائیوں میں برابر نہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

marfat.com

شان نزول: جب حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب ایمان لائے تو احبار یہود نے جل کر کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ہم میں سے جو ایمان لائیں وہ برے لوگ ہیں اگر برے نہ ہوتے تو اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ۔ اہل کتاب میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کھڑے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں گروہ ہدایت والا گروہ وہ ہے جو اللہ کے احکام کی پیروی میں مستعد ہیں۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ قائمۃ کے معنی عادلۃ کے لیتے ہیں۔ یعنی راہ راست پر ہیں جیسے عبد اللہ بن سلام اور مشرف باسلام ہوئے۔

عطا کا قول ہے کہ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ سے چالیس مرد اہل نجران کے اور بتیس حبشہ کے آٹھ روم کے مراد ہیں جو دین عیسوی پر تھے۔ پھر حضور پر ایمان لائے۔

حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے قبل اسعد بن زرارہ محمد بن سعد عمرو بن سعد۔ ابو قیس بن حرمہ بن انس انصار میں سے تھے۔ یہ سب لوگ غسل جنابت کرتے تھے۔

يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ۔ آیات الٰہی پڑھتے ہیں۔ آیات سے قرآن حکیم مراد ہے۔

اٰنَآءَ الَّيْلِ۔ رات کی تاریکی میں آیات تلاوت کرتے ہیں۔ اس سے مراد عشاء کی نماز ہے جو اہل کتاب نہیں پڑھتے تھے یا نماز تہجد ہے وہ سجدے کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک رات عشاء کی نماز کے وقت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار ہوتا رہا جب تہائی رات گزر گئی تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ارشاد فرمایا کہ تم اس وقت تک انتظار کر رہے ہو۔ اس وقت تک سونے تمہارے اور کوئی اس کا منتظر نہیں اگر میری امت پر اس وقت نماز پڑھنا دشوار نہ ہوتا تو میں اسی وقت پڑھا کرتا پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے موذن کو حکم دیا تکبیر ہوئی پھر نماز پڑھائی (مسلم)

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں۔

وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ اور اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔

وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ۔ اور نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔ مرض اور مایوسی والی تاخیر سے قبل جو نیک کام ہو سکے وہ کر لیں۔ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سرگلا دینے والے بڑھاپے اور

marfat.com

اچک لینے والی موت سے قبل جو نیک کام کر سکو وہ کر لو۔
وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ یہ لوگ۔ اس مبارک جماعت کی طرف اشارہ ہے جو ان صفات مذکورہ سے
پورے متصف ہوں یعنی جن کے دل و جسم صالح ہو گئے۔
وَمَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّکْفَرُوْهُ۔ اور جس قسم کی وہ نیکی کریں گے ہم اس کو ضائع نہ کریں گے اور نہ
ہی اس کا ثواب کم کریں گے ان لوگوں کو تسلی دی کہ تمہارے عملوں کے بدلے ضرور ملیں گے جو نیکیاں کرو گے۔
وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِالْمُتَّقِیْنَ۔ اور اللہ پرہیزگاروں کے حال سے خوب واقف ہے۔
آگے یہود کے مالدار لوگوں کے انجام کی خبر دی کہ ان کا مال اولاد انہیں عذاب آخرت سے نہیں بچا سکتا۔
چنانچہ ارشاد ہے۔
اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا ۭ وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ
النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۔ جو لوگ منکر ہیں ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے یہاں ہرگز ان کے کچھ
بھی کام نہ آئیں گے اور یہی لوگ دوزخی ہیں ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔
کَفَرُوْا۔ چونکہ کفار اپنے کاموں کو ذریعہ نجات اور بدکاریوں کو نیکی سمجھتے تھے اس لیے اِنَّ سے شروع
کیا گیا۔ کفر کے معنی انکار ہے۔
مَثَلُ مَا یُنْفِقُوْنَ فِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا کَمَثَلِ رِیْحٍ فِیْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
فَاَهْلَکَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰکِنْ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ۔
ان کی مثال اس ہوا کی سی ہے جو اس حیات دنیا میں خرچ کرے جس میں پالا ہو وہ ایک ایسی قوم کی
کھیتی پر پڑی جو اپنا ہی برا کرتے تھے تو اسے بالکل مار گئی اور اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا لیکن وہ خود اپنی جانوں
پر ظلم کرتے ہیں۔
مَثَلُ مَا یُنْفِقُوْنَ۔ اس کی مثال جو خرچ کرتے ہیں۔ کفار کا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت
میں قہر یہ خرچ کرنا جیسا کہ لڑائیوں میں خرچ کرتے تھے یا بتوں پر چڑھاتے تھے۔
فِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا کَمَثَلِ رِیْحٍ فِیْهَا صِرٌّ۔ اس دنیا کی زندگی میں اس ہوا کی سی ہے جس میں تیز
سردی تھی۔ صِرٌّ کے معنی سخت سردی کے ہیں۔ (قاموس)
عربی میں صَرّ کے معنی ہیں مضبوط باندھنا یا شدت سے پکڑنا۔ قرآن حکیم میں عذاب کی ہوا کو ریح کہتے
ہیں اور رحمت کی ہوا کو ریاح کہتے ہیں۔ یہاں عذاب کی ہوا مراد ہے اس لیے ریح ارشاد ہوا۔
اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَکَتْهُ۔ وہ ان لوگوں کے کھیت میں جا لگی جنہوں نے اپنے

marfat.com

اور ظلم کیا ہے آخر کار اس ہوا نے اس کھیت کو تباہ و برباد کر دیا ہو۔

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ لوگ اپنے اوپر آپ ہی ظلم کر رہے ہیں۔

شان نزول:- یہ آیت بنی قریظہ اور بنی نضیر کے حق میں نازل ہوئی۔ یہود کے رؤسا نے تحصیل ریاست و مال کی غرض سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں فرمایا ان کے مال اور اولاد ان کے کچھ کام نہ آئیں گے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین قریش کے معاملہ میں آئی۔ کیونکہ ابوجہل کو اپنی دولت اور مال پر بڑا فخر تھا۔ اور ابوسفیان نے بدر و احد میں مشرکین پر کثیر مال خرچ کیا تھا۔ اس کا جواب دیا گیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت تمام کفار کے لیے نازل ہوئی۔ ان سب کو بتایا گیا کہ تمہارے مال اولاد میں کچھ بھی تمہارے کام آنے والا نہیں اور عذاب الٰہی سے تمہیں نہیں بچا سکتا۔

اور مثل ما ینفقون میں جو مثل ہے وہ یہود کا وہ خرچ ہے جو اپنے علماء کے اوپر خرچ کرتے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے کفار و مشرکین کے تمام صدقات و نفقات مراد ہیں۔

ایک قول ہے کہ ریاکاری اور دکھاوے سے خرچ کرنے والوں کی مذمت ہے۔

گویا ان کے اخراجات کو اس مثال سے رائیگاں دکھایا جس طرح برفانی ہوا جسے ڈابھی کہتے ہیں جب کھیتی پر پڑتی ہے تو تمام کھیتی برباد ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کفر و نفاق اور ریا کے لیے صدقات کرنا اپنی نیکیوں کی کھیتی کو برباد کر دینے کے مترادف ہے۔

اب مسلمانوں کو کفار سے علیحدہ رہنے کی تعلیم ہے تاکہ مسلمانوں کی تنظیم مستحکم رہے چنانچہ ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِھِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ اے ایمان والو۔ غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ وہ تمہاری بد خواہی میں کمی نہ کریں گے ان کی دلی خواہش ہے کہ جتنی تمہیں ایذا دیں۔ بغض ان کے منہ سے ظاہر ہو گیا اور وہ جو سینے میں چھپائے ہوئے ہیں وہ بڑا ہے تحقیق ہم نے ظاہر کیں تمہیں روشن نشانیاں اگر تمہیں عقل ہو۔

آیت کریمہ کا مفہوم واضح ہے کہ کفار سے دوستی نہ کرو۔ محبت کے تعلقات نہ رکھو وہ تمہارا راز لے کر تمہیں نقصان ہی دیں گے۔

تتخذوا۔ اتخاذ سے بنا۔ اس کا مادہ اخذ ہے۔ اس کے معنی بنانا۔ پکڑ لینا۔

marfat.com

بِطَانَۃً ۔ بَطَنٌ سے بنا۔ اس کے معنی پیٹ ہے اصطلاح میں اندرون کو بطانہ کہا جاتا ہے۔
مِنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا ۔ یَاْلُوْنَ ۔ اَلْوٌ سے بنا ۔ اس کے معنی کوتاہی ۔ خبال وہ فساد ہے جو کسی جاندار میں اضطراب اور بے چینی پیدا کر دے یعنی وہ تمہاری برائی اور فساد میں کوئی کمی ہرگز نہیں کرتے۔
وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۔ وَدُّوْا ۔ وَدٌّ سے بنا ۔ بہت تمنا آرزو ۔ عَنِتُّمْ ۔ اس کے معنی سخت مشقت و تکلیف میں پڑنا بہت پسند ہے۔
قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۔ بَدَتْ ۔ بَدْوٌ سے بنا اس کے معنی ظاہر ہونا۔
بَغْضَاءُ ۔ بُغْضٌ ۔ دشمنی کے معنی میں ہے۔ جیسے ضُرٌّ سے ضَرَّاء
اَفْوَاہٌ ۔ فَمٌ کی جمع ۔ اس کی اصل فَوْہٌ ہے اس کے معنی منہ دہان ہے۔
یہ یہود و منافقین کی دلی عداوت چھپانے کی کوشش کرتے ہیں مگر قدرتی طور پر ان کے منہ سے ایسی باتیں نکل جاتی ہیں جس سے ان کے دل کی جلن کا پتہ لگ جاتا ہے۔
وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۔ تُخْفِیْ ۔ اخفاء سے بنا اس کے معنی چھپانا ۔ صُدُوْر ۔ صدر کی جمع ہے۔ ان بدنصیبوں کے سینوں میں تمہاری عداوت کی آگ جل رہی ہے اس سے کہیں بہت زیادہ جو ان کے منہ سے ظاہر ہوتی ہے۔
بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۔ بَيَّنَّا ۔ تَبْيِيْنٌ سے بنا ۔ اس کا معنی خوب ظاہر کرنا ہے یعنی اے مسلمانو! ہم نے تمہارے دشمنوں کی علامتیں واضح طور پر صاف صاف بیان فرما دیں۔
اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔ عقل بمعنی جاننا ہے اگر تمہیں عقل ہو ان کی باتوں میں نہ آؤ۔
شانِ نزول:۔ بعض مسلمان یہود سے قرابت اور دوستی اور ہمسائیگی کے تعلقات کی بنا پر میل جول رکھتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔
فائدہ:۔ کفار سے دوستی اور محبت کرنا انہیں اپنا رازدار بنانا شرعاً ممنوع ہے جن کا حسد وعناد ان کے بیانِ زبان سے جو ظاہر ہوا وہ تو ہوا لیکن جو ان کے سینوں میں ہے وہ زبردست ہے۔ انکی مخالفت و مخاصمت کی بنا دین سے مخالفت ہے وہ تمہاری کتاب کے اور تمہارے نبی کے سخت دشمن ہیں لہٰذا اگر عقل رکھتے ہو تو دشمن کو رازدار نہ بناؤ۔ پھر الٰہی میں کے منافقین کا حال ظاہر کیا۔ چنانچہ ارشاد ہے اور کس فصاحت کے ساتھ بیان ہوا۔
هٰاَنْتُمْ اُولَاۤءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا

marfat.com

وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ۔ سنو یہ جو تم ہو تو تم انہیں محبت سے چاہتے ہو اور وہ تمہیں نہیں چاہتے اور تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو اور وہ جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب تنہا ہوں تو تم پر انگلیاں چباتے ہیں غصہ سے فرما دیجئے کہ مر جاؤ اپنے غضب کی آگ میں اللہ تمہارے سینوں کی جلن خوب جانتا ہے۔

ہا۔ حرف تنبیہ ہے جو غافل کو غفلت سے بیدار کرنے کے وقت استعمال ہوتا ہے مسلمان کفار و منافقین کی چالوں سے بے خبر تھے اس لیے ہا فرمایا گیا۔ انتم سے صحابہ مخاطب ہیں۔

وَلَا يُحِبُّونَكُمْ۔ تم ان کی رشتہ داریوں کی وجہ سے محبت کرتے ہو مگر ان کو تم سے قطعاً محبت نہیں وہ تم کو دشمن سمجھتے ہیں۔

وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ۔ اس سے تمام آسمانی کتب مراد ہیں تم تو تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہو مگر وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے وہ قرآن پاک کا حکم نہیں مانتے جب یہود تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں۔

قَالُوا آمَنَّا ہم ایمان لائے یہ اقرار صرف زبان سے ہے دل سے نہیں۔

وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا۔ خَلَوْا خلو سے بنا اس کے معنی اکیلا ہونا

عَضُّوا عض سے بنا اس کے معنی دانت سے کاٹنا ہے۔

اَنَامِلَ اَنْمُلَہ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں پورے

غَيْظ۔ سخت غصہ کو کہتے ہیں جس سے خون کھول جائے اسلام کی ترقی و عروج کو دیکھ کر خون کے آنسو روتے ہیں اور غصہ میں اپنے ہاتھ کاٹتے ہیں۔

اس آیت کا خلاصہ اس ایک شعر سے واضح ہو جاتا ہے کسی نے خوب کہا ہے۔

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست ۔۔۔ کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

منافقین مسلمانوں سے ملتے تو آمنا آمنا کہتے مگر جب ان سے علیحدہ ہو کر سوچتے تو پیچ و تاب کھاتے انگلیاں چباتے اور مسلمانوں کے مٹانے کی تدبیریں سوچتے اور مسلمان اندر باہر یکساں ہونے کی وجہ سے ان سے محبت کے مظاہرے کرتے۔ ان کو جھک کر ملتے تو نرم نرم باتیں کرنے سے سمجھتے کہ یہ بھی ہمارے ساتھ وہی محبت رکھتے ہیں۔ اور حقیقت وہی تھی جو قرآن پاک نے ظاہر فرمائی کہ ان کا جھک کر ملنا خندہ پیشانی پیش آنا اس امر کی دلیل نہیں ہے اس لیے کہ

سنگیں دل است ہر کہ بظاہر ملائم است ۔۔۔ پنہاں درون پنبہ نگر پنبہ دانہ را!

آگے ان کی دشمنی اور ظاہر داری کی دوستی کا اور بھانڈا پھوڑا اور صاف صاف فرمایا۔

marfat.com

إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۔ اگر تمہیں مس کرے کوئی بھلائی تو انہیں برا لگے۔ اور اگر پہنچے برائی تو اس سے خوش ہوں اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگار رہو تو ان کی مکاری عیاری تمہارا کچھ نہ بگاڑے گی بے شک ان کے تمام کاموں پر اللہ محیط ہے۔

تَمْسَسْ ۔ مَسٌّ سے بنا۔ اس کے معنی چھونا ہے۔ اصطلاح میں ہر قسم کے چھونے کو کہتے ہیں خواہ وہ بھلائی کا چھونا ہو یا برائی کا۔

حَسَنَةٌ ۔ حُسْنٌ کی صفت مشبہ ہے۔ ہر دل خوش کرنے والی اور رغبت والی چیز کو حسنہ کہتے ہیں اس سے مراد اسلام کا پھیلانا۔ دشمنوں پر غلبہ اور مال غنیمت کا حصول ہے۔

تَسُؤْهُمْ ۔ سُوءٌ سے بنا۔ اس کے معنی قباحت۔ دل صدمہ۔ کفار و منافقین کو بہت غم و صدمہ پہنچتا ہے ان کو برا لگتا ہے حسد کی وجہ سے۔

تُصِبْ ۔ اَصَابَتْ اس کے معنی ہیں پورا پورا پہنچا۔ سَيِّئَةٌ اگر تم کو بلی سے بڑی مصیبت بھی پہنچے تو منافقین کفار خوش ہوں گے۔ يَفْرَحُوا بِهَا ۔ یہ فرح سے ہے اس کے معنی دل خوشی ہے۔ یہ خوشیاں مناتے ہیں اس سے جو مسلمانوں کو پیش آئے۔

تَصْبِرُوْا اے مسلمانو! اگر تم صبر کرو ان کی ایذا اور مصیبت سے۔ صبر کے معنی روکنا۔ اپنے کو مصیبت میں گھبراہٹ سے روکنا۔ استقامت سے روکنا۔

وَتَتَّقُوْا ۔ اِتِّقَاءٌ سے بنا۔ اس کے معنی بچنا۔ مطلب اے مسلمانو! اطاعت الٰہی پر صبر کیے رہو اور گناہوں سے بچتے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

لَا يَضُرُّكُمْ ۔ ضَرَرٌ اس کے معنی تکلیف۔ نقصان۔ تو تم کو نقصان نہیں دیگا۔

كَيْدُهُمْ ۔ ان کا فریب۔ کید کے معنی خفیہ تدبیر سازش ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہاں کید کے معنی عداوت ہے۔ یعنی کفار کی عداوت ان کی چالیں نقصان نہ دیں گی۔

إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ بے شک تمہارے تقویٰ صبر اور تمام نیک اعمال کو اللہ تعالیٰ کا علم و قدرت گھیرے ہوئے ہے۔ مسلمانوں کو ان کی ایذا سے محفوظ رکھے گا۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں ۱۰ رکوع۔ آل عمران پ ۴

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ ۔ اور یاد کرو (اے محبوب) جب تم صبح کو اپنے دولت سرا سے نکل

marfat.com

تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ۝

بَلَىٰ ۚ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ۝

وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۗ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ ۝

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ۝

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

سے نکلے قائم کرتے ہوئے مسلمانوں کو مورچوں پر لڑانے کے لیے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

جب تم میں کے دو گروہ کا ارادہ ہوا کہ ثابت قدم نہ رہے اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسا چاہیے۔

اور تحقیق اللہ نے مدد کی بدر میں اور تم بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکر گزار ہو۔

جب تم فرماتے تھے مومنین سے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتوں سے اتار کر۔

کیوں نہیں اگر تم صبر کرو اور آپڑیں تم پر کافر تو مدد کرے گا تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے نشان والے بھیج کر۔

اور نہیں کی اللہ نے (یہ فتح) مگر تمہاری خوشی کے لیے اور اس لیے کہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہوں اور مدد نہیں مگر اللہ کے پاس سے جو غالب حکمت والا ہے۔

اس لیے کہ کافروں کا ایک حصہ کاٹ دے یا انہیں ذلیل کرے کہ پلٹ جائیں نامراد۔

یہ کام تمہارے ہاتھ نہیں یا انہیں توفیق توبہ ہو یا ان پر عذاب کرے اس لیے کہ وہ ظالم ہیں۔

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے جسے چاہے بخشے۔ اور عذاب دے جسے چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

marfat.com

لفظی ترجمہ

وَ ۔ اور	اِذْ ۔ یاد کرو جب	غَدَوْتَ ۔ صبح کو نکلے تم	مِنْ اَهْلِكَ ۔ اپنے گھر
سے	تُبَوِّئُ ۔ قائم کرتے ہوئے	الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ مومنوں کو	مَقَاعِدَ ۔ مورچوں پر
لِلْقِتَالِ ۔ لڑائی کیلئے	وَ ۔ اور	اللّٰهُ ۔ اللہ	سَمِيْعٌ ۔ سنتا
عَلِيْمٌ ۔ جانتا ہے	اِذْ ۔ جب	هَمَّتْ ۔ تیار ہوئے	طَّآئِفَتٰنِ ۔ دو گروہ
مِنْكُمْ ۔ تم میں سے	اَنْ ۔ اس پر کہ	تَفْشَلَا ۔ نامردی دکھائیں	وَ ۔ اور
اللّٰهُ ۔ اللہ	وَلِيُّهُمَا ۔ ان دونوں کا والی ہے	وَ ۔ اور	عَلَى ۔ اوپر
اللّٰهِ ۔ اللہ کے	فَلْيَتَوَكَّلِ ۔ بھروسہ کریں	الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ مومن	وَ ۔ اور
لَقَدْ ۔ بیشک	نَصَرَ ۔ مدد دی	كُمُ ۔ تم کو	اللّٰهُ ۔ اللہ نے
بِبَدْرٍ ۔ بدر میں	وَ ۔ اور	اَنْتُمْ ۔ تم	اَذِلَّةٌ ۔ بے سر و سامان تھے
فَاتَّقُوا ۔ تو ڈرو	اللّٰهَ ۔ اللہ سے	لَعَلَّكُمْ ۔ تاکہ تم	تَشْكُرُوْنَ ۔ شکر کرو
اِذْ ۔ جب	تَقُوْلُ ۔ تو کہہ رہا تھا	لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ مومنوں کو	اَ ۔ کیا
لَنْ ۔ نہیں	يَّكْفِيَكُمْ ۔ کافی تم کو	اَنْ ۔ یہ کہ	يُّمِدَّ ۔ مدد کرے
كُمْ ۔ تمہاری	رَبُّكُمْ ۔ تمہارا رب	بِثَلٰثَةِ ۔ تین	اٰلٰفٍ ۔ ہزار
مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ ۔ فرشتوں سے		مُنْزَلِيْنَ ۔ اتار کر	بَلٰٓى ۔ کیوں نہیں
اِنْ ۔ اگر	تَصْبِرُوْا ۔ صبر کرو	وَ ۔ اور	تَتَّقُوْا ۔ ڈرو
وَ ۔ اور	يَاْتُوْ ۔ آ جائیں	كُمْ ۔ تم پر	مِّنْ فَوْرِهِمْ ۔ فوراً
هٰذَا ۔ یہ	يُمْدِدْ ۔ مدد کرے	كُمْ ۔ تمہاری	رَبُّكُمْ ۔ تمہارا رب
بِخَمْسَةِ ۔ پانچ	اٰلٰفٍ ۔ ہزار	مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ ۔ فرشتوں	مُسَوِّمِيْنَ ۔ نشان
والوں سے	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہیں	جَعَلَهُ ۔ کیا اسے
اللّٰهُ ۔ اللہ نے	اِلَّا ۔ مگر	بُشْرٰى ۔ خوشخبری	لَكُمْ ۔ تمہارے لیے
وَ ۔ اور	لِتَطْمَئِنَّ ۔ اطمینان دینے کیلئے	قُلُوْبُكُمْ ۔ تمہارے دلوں کو	بِهٖ ۔ اس سے
وَ ۔ اور	مَا ۔ نہیں	النَّصْرُ ۔ مدد	اِلَّا ۔ مگر

marfat.com

مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ۔ اللہ کے پاس سے جو		اَلْعَزِیْزِ۔ غالب	اَلْحَکِیْمِ۔ حکمت والا ہے
لِیَقْطَعَ۔ تاکہ کاٹ لے	طَرَفًا۔ ایک حصہ	مِّنَ الَّذِیْنَ۔ ان لوگوں سے جو	
کَفَرُوْا۔ کافر ہوئے	اَوْ۔ یا	یَکْبِتَهُمْ۔ ذلیل کرے انکو	فَیَنْقَلِبُوْا۔ تو پلٹ جائیں
خَآئِبِیْنَ۔ نامراد	لَیْسَ۔ نہیں	لَکَ۔ تمہارے ہاتھ	مِنَ الْاَمْرِ۔ اس کام سے
شَیْءٌ۔ کچھ	اَوْ۔ یا	یَتُوْبَ۔ توبہ کی توفیق ہو	عَلَیْهِمْ۔ ان پر
اَوْ۔ یا	یُعَذِّبَهُمْ۔ عذاب ہو ان پر	فَاِنَّهُمْ۔ تو وہ	ظٰلِمُوْنَ۔ ظالم ہیں
وَ۔ اور	لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے	مَا۔ جو	فِی۔ بیچ
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے	وَ۔ اور	مَا۔ جو	فِی۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	یَغْفِرُ۔ بخشے	لِمَنْ۔ جسے	یَّشَآءُ۔ چاہے
وَ۔ اور	یُعَذِّبُ۔ عذاب کرے	مَنْ۔ جسے	یَّشَآءُ۔ چاہے
وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِیْمٌ۔ مہربان ہے۔

مختصر تفسیر دسواں رکوع سورۂ آل عمران پ ۴

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ اور یاد کیجئے اس واقعہ کو جب آپ صبح اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لائے۔ مومنین کو مورچوں پر قائم کرتے ہوئے لڑائی کے لیے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔ جب تم میں کے دو گروہ کا ارادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں اور اللہ ان کا نگہبان ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے۔

اِذْ ظرف ہے اس کا فعل اُذْکُرْ پوشیدہ ہے۔

غَدَوْتَ غُدُوٌّ سے بنا اس کے معنی صبح سویرے روانہ ہونا ہے۔ صبح صادق سے زوال کے وقت تک کو غدا کہتے ہیں اس کے بعد کے وقت کو عشا کہتے ہیں۔

اَهْل سے مراد گھر والے۔ یہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کے لیے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے روانہ ہوئے۔

تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ تُبَوِّئُ۔ تَبْوِئَۃٌ سے بنا۔ اس کے معنی ہیں جگہ دینا یعنی آپ مسلمانوں کو مناسب جگہ بٹھاتے

marfat.com

قلبے۔ مومنین سے مراد مجاہدین اسلام ہیں۔

مَقَاعِدَ۔ مَقْعَدٌ کی جمع ہے۔ اس کے معنی بیٹھنے کی جگہ

لِلْقِتَالِ یعنی جنگی مورچے۔ مجاہدین کو جنگی مورچوں میں قرینے سے بٹھا رہے تھے تاکہ وہ مورچے سنبھال لیں

وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ اللہ تعالےٰ سنتا اور جانتا ہے۔

حضرت ابن عباس۔ سدی بن اسحاق۔ ربیع وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں غزدۂ احد کی طرف اشارہ ہے جمہور مفسرین بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ غزدہ احد کا ہے جس کا اجمالی واقعہ یہ ہے کہ یوم چہارشنبہ بارہ شوال ۳ھ میں قریش مکہ تین ہزار نامی گرامی سورماؤں کا لشکر لے کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کی غرض سے آگئے کیونکہ اس سے ایک سال قبل وہ بدر میں بری طرح شکست کھا چکے تھے اس کا ان کے دلوں میں سخت رنج وملال تھا اس لیئے انہوں نے بغرض انتقام لشکر گراں مرتب کر کے فوج کشی کی۔

مشرکین احد میں بدھ یا جمعرات کو پہنچے تھے۔ ان میں عرب کے چرب زبان خطیب شاعر عمرو بن عاص شامل تھے جو مقتولین بدر کے نوحہ کے قصیدے گانے والی عورتوں کو حفظ کرا کر جوش دلاتے تھے۔ ان کی قیادت ابو سفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ نے کی۔

تین ہزار سورما مردوں کا لشکر تھا جن میں سات سو زرہ پوش تھے تین ہزار اونٹ اور دو سو گھوڑے تھے اس لشکر میں پندرہ سو عورتیں تھیں۔

حضرت عباس بن عبد المطلب نے خفیہ طور پر کفار کی تیاریوں کی اطلاع دی حضرت خباب بن منذر کو حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ وہ اس خبر کی تحقیق کریں۔ حضرت خباب نے خبر دی کہ کفار کا لشکر ذو الحلیفہ جو مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچ چکا ہے۔

جب سرکار ابد قرار رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ نے بموجب حکم الٰہی وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ اپنے صحابہ کو جمع کیا اور مشورہ فرمایا۔ اس مشورہ میں عبد اللہ بن ابی بن سلول کو بھی بلایا گیا جو اس سے پہلے کبھی مشورہ میں نہیں بلایا گیا تھا۔

عبد اللہ بن سلول اور اکثر انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مدینہ میں قیام فرمائیں قسم بخدا ہمارا تجربہ ہے کہ جو ہمارا دشمن مدینہ میں چڑھائی کر کے آیا ہم اس پر غالب آگئے اور اگر ہم مدینہ سے باہر گئے تو وہ ہم پر غالب آیا۔ اس وقت حضور ہم میں موجود ہیں کوئی کیسے غالب آسکتا ہے۔ لہٰذا حضور ان کی پرواہ نہ کریں۔ اگر وہ مدینہ میں داخل ہوں گے تو مرد ان کا مقابلہ کریں گے عورتیں بچے اوپر سے پتھر برسائیں گے اس طرح مدینہ منورہ میں رہ کر دشمن کا مدافعانہ جواب دیں گے۔

marfat.com

یہ رائے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پسند آئی۔ لیکن حضرت حمزہ بن عبدالمطلب۔ سعد بن عبادہ مالک بن سنان۔ ابو سعید خدری کے والد اور بہت سے جوشیلے نوجوانوں کی رائے باہر نکل کر جنگ کرنے کی ہوئی چونکہ کثرت رائے یہی تھی اس لیے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی قبول کیا اور فرمایا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ بِکَ اَحُوْلُ وَبِکَ اَصُوْلُ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا نام ذوالفقار تھا جو بدر میں مال غنیمت میں آئی تھی خواب میں دیکھا کہ تلوار ٹوٹ گئی ہے مگر بعد میں پہلے سے بہتر ہو گئی ہے۔ دوسرا خواب دیکھا کہ زرہ مضبوط ہے۔ یہی تلوار حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو عنایت فرمائی تھی۔ اس کا نام ذوالفقار رکھا گیا تھا اس کے معنی جوڑ۔

مدینہ منورہ میں تین میل کے فاصلہ پر جانب شمال ایک پہاڑ ہے جس کا نام اُحد ہے یعنی اکیلا۔ خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ بشارت دی کہ تم اگر ثابت قدم رہے تو فتح ان شاء اللہ تمہاری ہوگی۔ بعد نماز عصر دولت سرا میں تشریف لے گئے حضرت صدیق اکبر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہمراہ تھے۔ سر اقدس پر عمامہ باندھا۔ زرہ پہنائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تلوار حمائل کیے برچھا ہاتھ میں لیے۔ دو زرہیں زیب تن کیے چمڑے کی پیٹی کسے ہوئے مجاہدانہ شان سے باہر تشریف لائے صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت انتظار میں تھی صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کو اس لباس میں دیکھا تو حیران رہ گئے۔

حضرت سعد بن معاذ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے گستاخی ہو گئی ہم نے اپنی رائے حضور علیہ السلام کی پسندیدہ رائے کے خلاف دی ہماری رائے اب وہی ہے جو حضور کی رائے ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبسم ارشاد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اللہ کے نبی کی یہ شان نہیں کہ ہتھیار جنگ پہننے کے بعد بغیر جنگ کیے کھول دے چلو اللہ پر بھروسہ کریں۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل دکبیرا

جمعہ کے بعد حضرت مالک بن عمرو انصاری کے انتقال کی خبر ملی نماز جنازہ حضور علیہ السلام نے پڑھائی پھر حضور علیہ السلام اپنی سواری سکب نامی گھوڑے پر سوار ہوئے۔ شانہ مبارک پر کمان لٹکی ہوئی تھی۔ سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ زرہ پہنے ہوئے کھڑے تھے۔ یہاں تک کہ پندرہ شوال ۳ھ یک شنبہ شنبہ گھاٹی پر پہنچے اور مورچے قائم فرمائے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین پرچم بنائے۔
مہاجرین کا پرچم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ یا مصعب بن عمیر کو عطا فرمایا۔
انصار میں اوس کا پرچم سعد بن معاذ کو عطا کیا۔
اور خزرج کا پرچم حباب بن منذر کو عطا کیا۔

marfat.com

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ منورہ کا خلیفہ مقرر کیا حضرت عبداللہ بن جبیر کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ کوہ عینین پہاڑ کا ایک درہ تھا جو لشکر کے پیچھے پڑتا تھا اور اس طرف سے دشمن کے حملہ کا خطرہ تھا مامور فرمایا اور ہدایت کی کہ اگر دشمن اس طرف سے حملہ آور ہو تو تیر اندازی سے ان کو روکیں اور کسی حال میں بھی یہاں سے نہ ہٹیں خواہ فتح ہو یا شکست جب تک ہم تمہیں نہ بلائیں۔

عکاشہ بن محصن اسدی کو میمنہ پر دائیں طرف اور ابوسعد بن عبدالاسد کو میسرہ پر بائیں جانب ابوعبیدہ بن جراح سعد بن ابی وقاص کو مقدمہ پر اور مقداد بن عمرو کو ساقہ پر مقرر کیا۔

اس دن سرکار مدینہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں جو تلوار تھی اس پر یہ شعر کندہ تھا

فِی الْجُبْنِ عَارٌ وَّفِی الْاِقْبَالِ مَکْرُمَۃٌ ۔ وَالْمَرْءُ بِالْجُبْنِ لَا یَنْجُو مِنَ الْقَدَرِ

بزدلی میں شرم ہے۔ بہادری میں عزت ہے۔ انسان بزدلی کر کے تقدیر سے نہیں بچ سکتا

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا کیا حق ہے؟ فرمایا لڑتے لڑتے اس کو ٹیڑھا کر دینا۔ آپ نے تلوار لی اور حق ادا کیا اور آپ ابو سفیان کی بیوی ہندہ تک پہنچ گئے۔ وہ پکار اٹھی میں عورت ہوں۔ اسلام عورتوں پر تلوار کا حکم نہیں دیتا آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

منافقین کی غداری

عبداللہ بن سلول منافق جس نے مدینہ میں رہ کر جنگ کرنے کی رائے دی تھی اپنی رائے کے خلاف میدان میں آجانے سے برہم ہوا اور کہنے لگا کہ حضور علیہ السلام نے میری بات نہیں مانی اور لڑکوں کا کہنا مانا جب دشمنان اسلام مقابلہ میں آ گئے تو اس نے اپنے تین سو منافقین کو وہاں سے بھاگ جانے کا حکم دیا تاکہ مسلمانوں میں انتشار پیدا ہو جائے اور ان کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر مسلمانوں کے بھی پاؤں اکھڑ جائیں منافقین کے علیحدہ ہونے سے اب مسلمانوں کی تعداد صرف سات سو باقی تھی۔ اللہ تعالے نے ان کے ثبات کو متزلزل نہ ہونے دیا۔

جنگ احد کا اجمالی خاکہ۔

ابوعامر راہب جسے فاسق کہا جاتا ہے پچاس سوماقل کے ساتھ آگے بڑھا اور بکواس کے ساتھ پتھر برسانے لگا۔ مجاہدین اسلام کی طرف سے پتھروں کا جواب دیا گیا اس کے مقابلے کے لیے حضرت حنظلہ جو اس کے بیٹے تھے نے اجازت طلب کی لیکن دربار رسالت پناہ سے اجازت نہیں ملی۔

ابن طلحہ جو قریش کا علمبردار تھا۔ میدان میں حضرت مولائے کائنات شیر خدا نے ایک ہی وار میں اس کا

marfat.com

سر پھر سے کے واپس تشریف لائے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے طلحہ کو قتل کیوں نہیں کیا صرف زخمی کر کے آپ آ گئے حضرت مولائے کائنات نے فرمایا کہ وہ بچا نہیں مر جائے گا ننگی حالت میں وہ عریاں ہو گیا تھا مجھے اس کا ستر دیکھ کر شرم محسوس ہوئی اس لیے اسے چھوڑ دیا آخر وہ مر گیا۔

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے عثمان بن طلحہ کو قتل کیا۔

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے ابوشیبہ جو کفار کا جو ٹی کا بہادر تھا ٹکڑے کر دیا غضب کا رن پڑا بڑے بڑے کفار کے سردار مارے گئے۔ مشرکین کو ہزیمت ہوئی اور صحابہ کرام نے بھاگتے ہوئے مشرکین کا تعاقب کیا۔

جنگ کا رخ بدل گیا

عبداللہ بن جبیر کے پچاس ساتھیوں نے جو درہ پر متعین تھے اور جن کو حضور علیہ السلام نے ہر حال میں قائم رہنے کا حکم فرمایا تھا وہ وہاں قائم نہ رہے جب کفار کو بھاگتے دیکھا تو یہ بھی درے سے نکل کھڑے ہوئے حضرت عبداللہ بن جبیر نے سمجھایا لیکن صرف سات صحابہ اس درہ پر رہ گئے تھے۔

خالد بن ولید جو کفار کے لشکر کے امیر تھے نے درہ خالی دیکھا تو دھاوا بول دیا جو صحابہ باقی تھے وہ اس درہ پر شہید ہو گئے۔ مسلمانوں میں سراسیمگی اور بھگدڑ کا یہ عالم تھا کہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے حضرت حذیفہ کے والد یمان کو اس گھمسان میں مسلمانوں نے ہی شہید کر دیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آٹھ مہاجر اور سات انصار باقی رہے جو اپنے مقام پر جمے رہے مہاجرین میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص۔ زبیر بن العوام طلحہ بن عبداللہ اور ابوعبیدہ بن جراح رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔

انصار میں حباب بن منذر، ابودجانہ۔ عاصم بن ثابت، سہل بن حنیف۔ اسید بن حضیر، سعد بن معاذ اور حارث بن صمہ تھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

کچھ مسلمان تو ثابت قدم رہے کچھ شہید ہو گئے کچھ پہاڑوں میں چھپ گئے کچھ واپس مدینہ منورہ آ گئے ایک بدبخت کے پتھر سے دندان مبارک کا شہید ہونا۔ سر اقدس پر خود کا ٹوٹ جانا۔ جھکڑیوں کا رخسار اقدس میں بیٹھنا۔ کفار نے شور مچایا اَلَا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ (آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے) اس خبر وحشت اثر سے مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا ایک آواز پر مسلمان جمع ہوئے اور شکست فتح سے تبدیل ہوئی۔

marfat.com

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار اور عتبہ کو جو ہندہ کا باپ تھا قتل کر دیا تھا۔ مطعم جو طعیمہ کا بھتیجا تھا اس نے اپنے غلام وحشی سے کہا اگر تو میرے چچا کا بدلہ لے لے تو میں منہ مانگا انعام دوں گا اور تجھے آزاد کر دوں گا۔ ادھر عتبہ کی بیٹی ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے اپنے باپ کا بدلہ لینے کے لیے انعام و اکرام کا لالچ دیا وحشی دامن کوہ میں ایک پتھر کی اوٹ میں بیٹھا تھا حضرت حمزہ کا گذر ہوا تو وحشی نے نیزہ کا وار کیا جو زیر ناف آکر لگا اور پار ہو گیا۔ آپ نے وحشی کا تعاقب کیا لیکن آپ نے ایک خندق گر کر جام شہادت نوش کیا
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

وحشی نے آپ کا کلیجہ نکال کر ہندہ کو دیا اس نے چبایا۔ گردے، کان، ناک اعضا کا ہار بنا کر ہندہ کے گلے میں ڈالا فتح مکہ کے موقعہ پر یہ مسلمان ہوئی۔ اور جہاد فاروقی میں لشکر اسلام کے ساتھ بڑا کام کیا۔

حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت اور (مثلہ) اعضاء کٹ جانے کا بہت صدمہ ہوا۔ آپ نے ہر شہید کے جنازے کے ساتھ ان کی نماز پڑھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو احد کے میدان ہی میں دامن کوہ میں دفن کیا گیا۔ خوش نصیب ناظر مدینہ جب حاضر ہوتے ہیں تو بارگاہ حمزہ میں سلام پیش کرتے ہیں۔

تو اللہ تعالے نے انہیں دکھا دیا کہ بدر میں اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کی برکت سے فتح ہوئی۔ یہاں حضور کے حکم کے خلاف جانے کا یہ نتیجہ ہوا اور مشرکین کے دلوں سے رعب و ہیبت دور ہو گیا حتی کہ وہ پلٹے اور مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جماعت رہی جس میں حضرت صدیق اکبر حضرت علی و حضرت مصعب و طلحہ و سعد تھے۔ اسی جنگ میں دندان مبارک شہید ہوئے اور چہرہ زیبا پر زخم آیا۔ اور اسی کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا۔ میں جو دو گروہوں کا ذکر ہے یہ دونوں گروہ انصار میں سے تھے ایک بنی سلمہ خزرج میں سے اور ایک بنی حارثہ اوس میں سے یہ دونوں لشکر کے بازو تھے۔ جب عبد اللہ بن سلول منافق بھاگا تو انہوں نے بھی واپس جانے کا قصد کیا۔ اللہ تعالے نے کرم کیا اور انہیں اس ہزیمت سے محفوظ رکھا۔ آخر تک وہ ثابت قدم رہے۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا اور اللہ ان کا مددگار ہے۔

ولی کے معنی دوست کے ہیں یعنی اللہ ان دونوں گروہوں کو دوست رکھتا ہے۔ ولی کے معنی حامی

marfat.com

کے ہیں یعنی اللہ تعالے نے ان کو اس بری حرکت سے محفوظ رکھا یا ولی کے معنی ناصر کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہے۔

آگے چل کر اللہ تعالے اس نعمت اور احسان کا ذکر فرماتا ہے جو اس موقعہ پر مسلمانوں پر ہوا چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ اور بیشک مدد کی تمہاری اللہ نے بدر میں اور تم اس وقت بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکرگزار رہو۔

لَقَدْ نَصَرَ۔ نصرت سے اس کے معنی امداد۔ بدر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک میدان کا نام ہے اس میدان میں ایک کنواں ہے جسے بدر بن عامر نے کھدوایا تھا۔ اس نسبت سے اس کا نام بدر مشہور ہوا اور جنگ بدر اسلام و کفر کے درمیان سب سے پہلا معرکہ ہے جو ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ میں ہوا۔ بدر کے میدان میں مٹھی بھر ۳۱۳ مسلمانوں نے ایسی شاندار کامیابی حاصل کی کہ کفر کی کمر ٹوٹ گئی۔

اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ تم کمزور تھے۔ اَذِلَّةٌ ذلیل کی جمع ہے جس کا مادہ ذل ہے۔ اس کے معنی کمزوری بے سروسامانی پوری فوج میں ستر اونٹ دو گھوڑے چند تلواریں تھیں۔ بعض کے ہاتھوں میں تو صرف کھجور کے ڈنڈے تھے۔

کفار میں ایک ہزار قریشی۔ ابوجہل۔ عتبہ بن ربیعہ جیسے تجربہ کار سپہ سالار تھے اکثریت سواروں۔ زرہ پوش اور ہر قسم کے جنگی ساز و سامان سے لیس تھے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس اللہ سے ڈرو۔ ف جزائیہ ہے۔ تقویٰ کے معنی ہیں ڈرنا جب اللہ تعالے نے تم پر کرم فرمایا تو تم اللہ سے ڈرتے رہو۔

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ لعل امید کے لیے ہے تاکہ تم اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ۔ حبیب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتوں کو اتار کر۔

تَقُوْلُ میں خطاب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ مومنین سے مراد مجاہدین بدر ہیں جبکہ اے محبوب آپ ایمان والوں سے کہہ رہے تھے

اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ کیا تم کو یہ کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار آسمان سے تین ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے۔

یہ استفہام انکاری ہے۔ لفظ لن کے تاکید کی۔

marfat.com

يَكْفِيَ۔ کفایت سے بنا اس کے معنی حاجت پوری کرنا۔

يُمِدَّ۔ امداد۔ اس کے معنی مسلسل مدد دینا۔ مفسرین فرماتے ہیں۔ امداد بھلائی میں مدد دینے کو کہتے ہیں (روح البیان)

تین ہزار فرشتوں سے۔ مَلٰٓئِکَۃِ۔ مَلَک کی جمع ہے۔

مُنْزَلِيْنَ۔ آسمان سے اتارے ہوئے جو مسلمانوں کے دلوں میں طمانیت اور کفار پر رعب طاری کرتے ہیں

بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر اور تقوی کرو اور کافر اسی دم تم پر آ پڑیں۔ تو تمہارا رب تمہاری مدد کرے گا پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیج کر۔ اور یہ فتح اللہ نے نہ کی مگر تمہارے لیے بشارت اور اطمینان قلب کیلئے اور مدد نہیں مگر اللہ کے پاس ہے جو غالب حکمت والا ہے۔

بَلٰٓى۔ ہاں۔ بلٰی بالعد کنٰی کے ایجاب کے لیے ہے یعنی یہ مقدار ضرور کافی ہوگی پھر زیادہ کرنے کا وعدہ فرمایا

اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا۔ اگر تم مصیبتوں میں صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ اور دشمن بھی اسی دم تم پر چڑھائی کردے۔

فَوْرِهِمْ اَىْ مِنْ سَاعَتِهِمْ۔ فوراً اسی وقت کافر آپہنچیں تو اللہ تعالے مدد میں اضافہ فرمائے گا۔ چنانچہ مومنین نے صبر و تقوی سے کام لیا۔ اللہ تعالے نے پانچ ہزار فرشتوں سے حسب وعدہ مدد فرمائی جس سے مسلمانوں کو فتح اور مشرکین کو شکست ہوئی۔

بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ۔ مسومین کے مختلف معنی ہیں۔ بھیجنا۔ طلب کرنا۔ عذاب چکھانا۔ پہچان نشانی والے یعنی وہ فرشتے جو اپنے اور گھوڑے پر نشان لگائے ہوئے تھے۔ بدر میں سیاہ پگڑیوں والے اور احد میں سرخ پگڑیوں والے دیکھے گئے۔

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں ایک مشرک کے مقابلہ میں تھا میرے وار سے پہلے وہ گھوڑے سے نیچے گرا اور آواز آئی اَقْدِمْ حَيْزُوْمُ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ حیزوم حضرت جبریل کے گھوڑے کا نام ہے اور تمہاری مدد روح الامین نے کی۔

marfat.com

جنگ بدر کے اسباب اور کفار و مشرکین کا جذبۂ انتقام

مشرکین مکہ نے صحابۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت سے سخت اذیت پہنچائی کہ مسلمانوں کے نیست و نابود کرنے اور اسلام کو مٹانے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ تو مسلمان ہجرت پر مجبور ہو گئے اور مدینہ منورہ میں ایک سال ہی سکون سے گذرا تو مشرکین نے طرح طرح کے منصوبے بنانے شروع کر دیے انہوں نے ابوسفیان کو تجارتی مال دے کر شام کی طرف روانہ کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ مال کے نفع سے مسلمانوں کے خلاف ہتھیار خریدے جائیں گے۔

اس تجارت میں ان کو بہت فائدہ ہوا۔ ابوسفیان کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ مدینہ کے راستہ میں مسلمان اس قافلہ کو لوٹ نہ لیں۔ اس نے قبل از مرگ مفاجات ضمضم بن عمرو غفاری کو ابوجہل کے پاس مکہ روانہ کر دیا اس نے اپنی قمیص پھاڑ دی اونٹ کی ناک کاٹ دی۔ یہ علامت اس زمانہ کی انتہائی خوفناک ہوتی تھی اور چیختا ہوا مکہ میں گھومنے لگا۔

ابوجہل نے مکہ میں اعلان کرایا کہ کوئی شخص مکہ میں نہ رہے سب جنگ کے لیے چلیں۔ ابولہب نے عاص بن ہشام کو بھیج دیا امیہ بن خلف چھپتا پھرتا تھا۔ کفار جن کی تعداد ایک ہزار تھی سو گھوڑے تھے سات سو اونٹ لاتعداد زرہ اور ہتھیار تھے۔ اس کے علاوہ شراب کے مٹکے حسین عورتیں تھیں ان کا خیال تھا کہ کچھ عیش طرب کا جشن کر کے واپس لوٹ آئیں گے۔

ابوسفیان راستہ تبدیل کر کے صحیح سلامت مکہ پہنچ گیا اور ابوجہل کو رلٹے دی کہ ابھی جنگ نہ کرے۔ لیکن ابوجہل نہ مانا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو صحابہ کرام میں حضرت مقداد حضرت صدیق اکبر جیسے صحابہ کرام تھے سب نے یک زبان ہو کر کہا یا رسول اللہ اگر دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور سامان حرب بھی ہے مگر ہم سب اپنی جانیں حضور پر نثار کر دیں گے جیسے آپ جو حکم دیں گے ہم دل و جان سے بجا لائیں گے ہم حضرت موسیٰ کی قوم نہیں جنہوں نے کہہ دیا تھا کہ موسیٰ تم اور تمہارا خدا دشمنوں سے لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ یارسول اللہ ہم تو اللہ کی راہ میں شہادت کے مشتاق ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے حق میں دعا دی اور خوشی کا اظہار فرمایا۔

غزوۂ جنگ بدر

بارہ رمضان المبارک ۲ھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام کی مختصر جمعیت کے ساتھ مدینہ منورہ

marfat.com

سے بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ حق و باطل کا مقابلہ سترہ رمضان المبارک جمعہ کے دن ہوا انیس رمضان المبارک کو اس جنگ کا فیصلہ ہو گیا۔

مجاہدین بدر میں کل تین سو تیرہ صحابہ کرام تھے۔ ان میں ستر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصار تھے۔ مہاجر کے علمبردار حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ تھے اور انصار کے حضرت سعد بن عبادہ سامان حرب میں دو گھوڑے ستر اونٹ چھ زرہیں آٹھ شمشیریں تھیں

پلٹنے آتے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

اس جنگ میں آٹھ حضرات عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ تین مہاجرین حضرت عثمان بن عفان جو حضور علیہ السلام کے حکم سے اپنی زوجہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ کی علالت کی وجہ سے رک گئے۔ دوسرے حضرت طلحہ تیسرے سعید بن زید ان دونوں کو حضور علیہ السلام نے مشرکین کی تلاش میں بھیجا تھا۔ پانچ انصاری تھے ان کا حضور نے مال غنیمت میں حصہ مقرر فرمایا۔

حضرت علی المرتضیٰ اور زید بن حارث حضور علیہ السلام کی سواری کے ساتھ باری باری سے سواری کرتے جب سرکار مدینہ کے پیدل چلنے کی باری آتی تو حضور فوراً سواری چھوڑ دیتے۔ ان حضرات نے عرض کیا حضور سوار رہیں ہماری طرف سے رضامندی ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا میں تم سے زیادہ کمزور نہیں اور نہ ثواب سے مستغنی ہوں۔

صحابہ کا جذبہ جہاد و شوق شہادت

مدینہ منورہ کے تمام نوجوان جو مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے اس جہاد میں شریک ہونے کی خواہش رکھتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض کو مدینہ منورہ کی حفاظت کے لیے مقرر فرمایا، بعض کو جہاد میں شامل ہونے کی اجازت دی۔

حضرت سعد اور ان کے والد حضرت خیثمہ میں بحث چھڑ گئی۔ حضرت خیثمہ اپنے جوان سال بیٹے کو فرماتے تم مدینہ میں رہ کر عورتوں بچوں کی حفاظت کرو مجھے اس جہاد میں شریک ہونے دو۔ حضرت سعد نے عرض کی کہ اباجان شہادت کے لیے اور حضور علیہ السلام کے دشمنوں سے انتقام کے لیے بے چین ہوں مجھے اجازت دیجئے آخر ش باپ بیٹے میں قرعہ اندازی ہوئی اور اس میں حضرت سعد کا نام نکل آیا۔

مقام بدر میں مجاہدین کی صف آرائی

بدر کا وہ مقام جو مدینہ منورہ سے تین منزل پر ہے جب مجاہدین اسلام کا یہ قافلہ پہنچا تو مسلمانوں کے

marfat.com

حصہ میں ریگستان آیا جس میں چلنا بھی مشکل تھا۔ پانی بھی نہ تھا۔ کفار کے حصہ میں پختہ پتھریلا مقام آیا۔ پانی بھی موجود تھا۔ مسلمان رات میں سربسجود تھے محبوب خدا بارگاہ ربی میں نورانی ہاتھوں سے دعا فرما رہے تھے صبح آسمان سے پانی برسا سب نے غسل کیا۔ وضو کیا۔ پیٹ بھر کر پانی پیا۔ دوسری طرف کفار نشہ میں چور اور عیش و طرب میں مخمور تھے۔

جمعہ کی صبح صف آرائی فرمائی گئی۔ کفار میں زیادہ تر مسلمانوں کے قرابت دار آئے مثلاً عبدالرحمن اپنے باپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آئے۔ حضرت علی اور حمزہ نے ربیعہ کے بیٹوں کو قتل کیا۔ حضرت ابو عبیدہ نے اپنے باپ جراح کو قتل کیا۔

اس جنگ میں چودہ صحابی شہید ہوئے اور ستر کفار کے نامی گرامی سردار مارے گئے ان کی لاشیں چاہ بدر یعنی اس کنویں میں ڈال دی گئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فتح بدر کے بعد اس کنویں پر تشریف لائے اور تین دن قیام فرمایا۔

واپسی پر اس کنویں کے کنارے پر کھڑے ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایک کا نام لے کر آواز دی اور فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے وعدے کو سچا پایا۔ حضرت عمر بن خطاب نے عرض کی یا رسول اللہ آپ مردہ بے جان جسموں سے کلام فرماتے ہیں؟

حضور علیہ السلام نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سنتے (بخاری)

مسئلہ: جب مشرک مرنے کے بعد سنتا ہے۔ تو مومن ولی کا مقام بہت بلند و بالا ہے وہ بدرجہ اعلیٰ سن سکتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے میدان بدر میں نشان لگا دیئے تھے کہ فلاں مشرک فلاں جگہ مارا جائے گا بالکل اسی مقام پر مارے گئے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ۔ اور اللہ نے اس امداد کو نہیں کیا مگر تمہاری ہی خوشی کے لیے تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں یعنی ہم ان واقعات کو اس لیے سنا رہے ہیں تاکہ تم دشمن کی کثرت اور اپنی قلت سے پریشان نہ ہو۔ بندہ اپنے مسبب حقیقی پر نظر رکھے اور اپنے عمل و اسباب پر نظر رکھ کر ان پر بھروسا نہ کرے۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ اور درحقیقت مدد تو اللہ کی ہے جو زبردست حکمت والا ہے۔

marfat.com

آگے کفار کی ہمت ٹوٹنے اور ان کی ہزیمت کے اسباب ظاہر فرماتے چنانچہ ارشاد ہے۔
لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنقَلِبُوا خَائِبِينَ ۝ تاکہ کاٹ دے کافروں کا
ایک حصہ یا انہیں ذلیل کرے تاکہ پھر جائیں نامراد
جیسے کہ ہوا کہ بدر کے کفار کے بڑے بڑے سردار ابوجہل جیسے مارے گئے اور گرفتار ہوئے۔ آخر میں بتایا کہ بالذات کسی کے ہاتھ میں کوئی طاقت نہیں خواہ نبی ہو یا ولی۔ اگر کسی میں کوئی طاقت ہے تو وہ صرف بعطائے الٰہی ہے چنانچہ فرمایا
لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ یہ بات تمہارے ہاتھ میں نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے وہ ظالم ہیں اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے بخشے جسے چاہے اور عذاب دے جسے چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔
کفار کو توبہ کی توفیق ملنا یا ان پر عذاب آنا یہ اس دعا کی طرف اشارہ ہے جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت نازلہ کی صورت میں فرمائی۔
بعض کا خیال ہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا کہ کفار کے حق میں بد دعا فرمائیں تاکہ وہ نیست و نابود ہو جائیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع۔ آل عمران پ۴

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝	اے ایمان والو سود نہ کھاؤ دگنا دگنا اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہیں کامیابی ہو۔
وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝	اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝	اور پیروی کرو اللہ کی اور پیروی کرو رسول کی تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔
وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ	اور جلدی کرو بخشش کی طرف اپنے رب سے اور اس جنت کی طرف جس کا چوڑان آسمانوں اور زمین

marfat.com

لِلْمُتَّقِينَ ۝

جو پرہیزگاروں کے لیے تیار رکھی ہے

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

وہ جو خرچ کریں خوشی اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور درگذر کرنے والے لوگوں سے اور اللہ محبوب رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا ظلم کریں اپنی جانوں پر یاد کرتے ہیں اللہ کو تو معافی چاہیں گناہوں کی اور کون بخشے گناہ مگر اللہ تعالےٰ اور ہرگز اصرار نہ کریں اپنے کیے پر جان بوجھ کر

أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝

یہ ہیں جن کا بدلہ بخشش ہے ان کے رب سے اور جنت جس کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں اور اچھا ہے بدلہ عمل کرنے والوں کا۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝

بے شک گذر چکے ہیں تم سے پہلے کچھ طریقے۔ تو زمین میں چل کر دیکھو کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔

هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ۝

یہ بیان ہے لوگوں کے لیے اور ہدایت و نصیحت پرہیزگاروں کو۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

اور نہ سستی کرو اور نہ غم میں پڑو تمہیں غالب آؤگے اگر مومن ہو۔

إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝

اور اگر تمہیں کوئی تکلیف ہو تو وہ بھی ویسی ہی تکلیف پاچکے ہیں اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کی باریاں رکھی ہیں اور جان لیں وہ جو ایمان لائیں اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔

وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ۝

اور اس لیے کہ اللہ مسلمانوں کا نکھار کردے اور کافروں کو مٹا دے۔

marfat.com

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِينَ ۝

کیا اس گمان میں ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی۔

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝

اور یقیناً تم موت کی تمنا کیا کرتے تھے اس کے ملنے سے پہلے تو اب وہ تمہیں نظر آئی آنکھوں کے سامنے۔

لفظی ترجمہ

یَا أَیُّهَا۔ اے	الَّذِینَ۔ وہ جو	آمَنُوا۔ ایمان لائے ہو	لَا۔ نہ
تَأْکُلُوا۔ کھاؤ	الرِّبٰوا۔ سود	أَضْعَافًا۔ دگنا	مُضَاعَفَةً۔ چوگنا
وَ۔ اور	اتَّقُوا۔ ڈرو	اللّٰهَ۔ اللہ سے	لَعَلَّکُمْ۔ تاکہ تم
تُفْلِحُونَ۔ مراد پاؤ	وَ۔ اور	اتَّقُوا۔ ڈرو	النَّارَ۔ آگ سے
الَّتِی۔ وہ جو	أُعِدَّتْ۔ تیار کی گئی ہے	لِلْکٰفِرِینَ۔ کافروں کیلئے	وَ۔ اور
أَطِیعُوا۔ پیروی کرو	اللّٰهَ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	الرَّسُولَ۔ رسول کی
لَعَلَّکُمْ۔ تاکہ تم	تُرْحَمُونَ۔ رحمت کیے جاؤ		وَسَارِعُوا۔ اور جلدی کرو
إِلٰی۔ طرف	مَغْفِرَةٍ۔ بخشش کی	مِنْ رَبِّکُمْ۔ اپنے رب سے	وَ۔ اور
جَنَّةٍ۔ جنت کی	عَرْضُهَا۔ جس کی چوڑائی	السَّمٰوٰتُ۔ آسمان ہیں	وَ۔ اور
الْأَرْضُ۔ زمین	أُعِدَّتْ۔ تیار کی گئی ہے	لِلْمُتَّقِینَ۔ پرہیزگاروں کیلئے	الَّذِینَ۔ وہ جو
یُنْفِقُونَ۔ خرچ کرتے ہیں	فِی۔ بیچ	السَّرَّاءِ۔ خوشی کے	وَ۔ اور
الضَّرَّاءِ۔ تکلیف کے	وَ۔ اور	الْکٰظِمِینَ۔ پینے والے	الْغَیْظَ۔ غصہ کو
وَ۔ اور	الْعَافِینَ۔ معاف کر دینے والے		عَنِ النَّاسِ۔ لوگوں کو
وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	یُحِبُّ۔ پسند کرتا ہے	الْمُحْسِنِینَ۔ نیک لوگوں کو
وَ۔ اور	الَّذِینَ۔ وہ کہ	إِذَا۔ جب	فَعَلُوا۔ کرتے ہیں
فَاحِشَةً۔ کوئی بےحیائی	أَوْ۔ یا	ظَلَمُوا۔ ظلم کرتے ہیں	أَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جان پر

marfat.com

ذَکَرُوا ۔ یاد کریں	اللّٰہَ ۔ اللہ کو	فَاسْتَغْفَرُوْا ۔ تو معافی مانگیں	
لِذُنُوْبِھِمْ ۔ اپنے گناہوں کی		وَ ۔ اور	مَنْ ۔ کون
یَغْفِرُ ۔ بخشے	الذُّنُوْبَ ۔ گناہوں کو	اِلَّا ۔ مگر	اللّٰہُ ۔ اللہ
وَ ۔ اور	لَمْ ۔ نہ	یُصِرُّوْا ۔ اصرار کریں	عَلٰی ۔ اوپر
مَا ۔ اسکے کر	فَعَلُوْا ۔ کیا انہوں نے	وَ ۔ اور	ھُمْ ۔ وہ
یَعْلَمُوْنَ ۔ جانتے ہیں	اُولٰٓئِکَ ۔ یہ لوگ	جَزَآؤُھُمْ ۔ ان کا بدلہ	مَغْفِرَۃٌ ۔ بخشش ہے
مِّنْ رَّبِّھِمْ ۔ انکے رب سے	وَ ۔ اور	جَنّٰتٌ ۔ جنت	تَجْرِیْ ۔ چلتی ہیں
مِنْ تَحْتِھَا ۔ ان کے نیچے	الْاَنْھٰرُ ۔ نہریں	خٰلِدِیْنَ ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں	فِیْھَا ۔ اس میں
وَ ۔ اور	نِعْمَ ۔ اچھا ہے	اَجْرُ ۔ اجر	الْعٰمِلِیْنَ ۔ عمل کرنے والوں کا
قَدْ ۔ بیشک	خَلَتْ ۔ گذر چکے	مِنْ قَبْلِکُمْ ۔ تم سے پہلے	سُنَنٌ ۔ طریقے
فَسِیْرُوْا ۔ تو چلو	فِی ۔ بیچ	الْاَرْضِ ۔ زمین کے	فَانْظُرُوْا ۔ تو دیکھو
کَیْفَ ۔ کیسا ہوا	کَانَ ۔ ہوا	عَاقِبَۃُ ۔ انجام	الْمُکَذِّبِیْنَ ۔ جھٹلانے والوں کا
ھٰذَا ۔ یہ	بَیَانٌ ۔ بیان ہے	لِّلنَّاسِ ۔ لوگوں کے لیے	وَ ۔ اور
ھُدًی ۔ ہدایت	وَّ ۔ اور	مَوْعِظَۃٌ ۔ نصیحت	لِّلْمُتَّقِیْنَ ۔ پرہیزگاروں کیلئے
وَ ۔ اور	لَا ۔ مت	تَھِنُوْا ۔ سستی کرو	وَ ۔ اور
لَا ۔ مت	تَحْزَنُوْا ۔ غم کھاؤ	وَ ۔ اور	اَنْتُمُ ۔ تم ہی
الْاَعْلَوْنَ ۔ غالب رہوگے	اِنْ ۔ اگر	کُنْتُمْ ۔ ہو تم	مُّؤْمِنِیْنَ ۔ مومن
اِنْ ۔ اگر	یَّمْسَسْکُمْ ۔ پہنچے تم کو	قَرْحٌ ۔ زخم	فَقَدْ ۔ تو بیشک
مَسَّ ۔ پہنچا	الْقَوْمَ ۔ اس قوم کو بھی	قَرْحٌ ۔ زخم	مِّثْلُہٗ ۔ اسی جیسا
وَ ۔ اور	تِلْکَ ۔ یہ	الْاَیَّامُ ۔ دن ہیں	نُدَاوِلُھَا ۔ جن کو ہم بدلتے ہیں
بَیْنَ ۔ درمیان	النَّاسِ ۔ لوگوں کے	وَ ۔ اور	لِیَعْلَمَ ۔ تاکہ ظاہر کرے
اللّٰہُ ۔ اللہ	الَّذِیْنَ ۔ ان کو جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے	وَ ۔ اور
یَتَّخِذَ ۔ بنائے	مِنْکُمْ ۔ تم میں سے	شُھَدَآءَ ۔ شہید	وَ ۔ اور
اللّٰہُ ۔ اللہ	لَا ۔ نہیں	یُحِبُّ ۔ پسند کرتا	الظّٰلِمِیْنَ ۔ ظالموں کو
وَ ۔ اور	لِیُمَحِّصَ ۔ تاکہ خالص کرے	اللّٰہُ ۔ اللہ	الَّذِیْنَ ۔ ان کو

marfat.com

اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے	وَ۔ اور	يَمْحَقَ۔ مٹا دے	الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کو
اَمْ۔ کیا	حَسِبْتُمْ۔ گمان کرتے ہو تم	اَنْ۔ یہ کہ	تَدْخُلُوا۔ داخل ہوگے
الْجَنَّةَ۔ جنت میں	وَ۔ اور	لَمَّا۔ ابھی تک نہ	يَعْلَمِ۔ جانا
اللّٰهُ۔ اللہ نے	الَّذِيْنَ۔ ان کو	جٰهَدُوْا۔ جو مجاہد ہیں	مِنْكُمْ۔ تم میں سے
وَ۔ اور	يَعْلَمَ۔ آزمائش کرے	الصّٰبِرِيْنَ۔ صبر والوں کی	وَ۔ اور
لَقَدْ۔ یقیناً	كُنْتُمْ۔ تھے تم	تَمَنَّوْنَ۔ تمنا کرتے	الْمَوْتَ۔ موت کی
مِنْ قَبْلِ۔ پہلے	اَنْ۔ اس سے کہ	تَلْقَوْهُ۔ ملو اس کو	فَقَدْ۔ تو بیشک
رَاَيْتُمُوْهُ۔ دیکھ لیا تم نے اسکو	وَ۔ اور	اَنْتُمْ۔ تم	تَنْظُرُوْنَ۔ دیکھ رہے ہو

مختصر تفسیر گیارہواں رکوع آل عمران پ۴

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ اے ایمان والو سود دو چند سہ چند نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو کہ تم فلاح پاؤ اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار رکھی ہے۔

اس آیت کریمہ میں سود کھانے کی ممانعت ہے اور جو کھاتے ہیں ان پر توبیخ ہے اس زیادتی پر جو اس زمانہ میں عام طور پر مروج تھی کہ جب میعاد ختم ہوتی اور قرضدار کے پاس ادا کرنے کی کوئی سبیل نہ ہوتی تو اصل پر جو سود چڑھا تھا اسے اصل میں شامل کر کے اس وقت سے اس رقم پر مع رقم سود کے اور سود شروع کر دیا جاتا۔ اس ملک میں بھی سود خور ایسا ہی کرتے ہیں اسے سود در سود کہتے ہیں۔

کفار کا یہ دستور تھا کہ جب ان کے قرض کی مدت پوری ہو جاتی اور وہ مقروض سے تقاضا کرتے اور مقروض مجبور ہوتا تو قرض بڑھا دیتے تھے۔ مقروض اپنے سر ہلکا کر قرض قبول کر لیتا اور وہ اسے مہلت دے دیتے تھے اسی طرح وصولیابی تک دگنا بلکہ کئی گنا قرض ہو جاتا تھا اس ظلم کو روکنے کے لیے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خزائن و مدارک)

سود کھانے سے بے مروتی، قلبی کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ حرام مال کھانے سے اطاعت اور تابعداری کی طاقت نہیں رہتی۔ سود سے انسان میں بخل پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت یہودیوں سے مسلمانوں کے اکثر سودی کاروبار و معاملات رہتے تھے اور اس میں بعض منافقین کو بہت دخل تھا اس لیے مسلمانوں کو سختی سے منع

marfat.com

کیا گیا کہ یہ کاروبار بالکل ختم کر دیں۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس آیت میں ایمان والوں کو تہدید ہے کہ سود وغیرہ جو چیزیں اللہ نے حرام فرمائیں ان کو حلال نہ جانیں کیونکہ حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے اور اس آیت سے بھی واضح ہو گیا کہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۔ اور دوزخ کی آگ سے ڈرتے رہو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے ان امور میں جن کی اس نے ممانعت کی ہے (بیضاوی) اور دوزخ کی آگ بالذات کافروں کے لیے ہے۔

آگے ارشاد ہے

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور اللہ و رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم رحم کیے جاؤ اور سرعت کرو طرف بخشش کے اپنے رب کی طرف سے اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی میں سب آسمان اور زمین آجائیں وہ پرہیزگاروں کے لیے تیار رکھی ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور کظم غیظ کرنے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے اور اللہ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی خاص اللہ کی پیروی ہے اور حضور کی نافرمانی کرنے والا اللہ کا فرمانبردار نہیں ہو سکتا۔ اور مسارعت الی المغفرت توبہ و ادائے طاعات و فرائض و اخلاص سے عمل یا ختیار کرنا مسارعت الی المغفرت ہے اور جنت کی وسعت کا بیان آسمان و زمین سے تشبیہ دے کر ظاہر کرنا اس لیے ہے کہ لوگ سمجھ سکیں۔ کیونکہ سب سے وسیع چیز جو دیکھی ہوئی ہے وہ آسمان و زمین ہے اس سے بآسانی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگر آسمان اور زمین کے طبقے بنا کر جوڑ دیے جائیں اور سب کا ایک پرت کر دیا جائے اس سے جنت کے عرض کا اندازہ ہوتا ہے کہ جنت کتنی وسیع ہے۔

ہرقل نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا کہ جب جنت کی یہ وسعت ہے کہ آسمان و زمین اس میں آجائیں تو پھر دوزخ کہاں ہے؟

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا تجھے سمجھنا چاہیئے کہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں گئی ہے اس کلام بلاغت نظام کے معنی نہایت دقیق ہیں۔ ظاہر پہلو یہ ہے کہ دورۂ فلکی سے ایک جانب میں دن حاصل ہوتا ہے تو اس کی جانب مقابل میں شب ہوتی ہے اسی طرح جنت جانب بالا میں ہے اور دوزخ

marfat.com

جہت پستی ہیں۔

یہود نے یہی سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تھا تو آپ نے بھی یہی جواب دیا تھا اس پر انہوں نے کہا کہ توریت میں بھی اسی طرح سمجھایا گیا ہے۔

خلاصہ معنی یہ ہیں کہ اللہ کی قدرت واختیار سے کچھ بعید نہیں جس چیز کو جہاں چاہے رکھے یہ انسان کی تنگی نظر ہے کہ کسی چیز کی وسعت سے حیران ہو کر پوچھنے لگتا ہے کہ ایسی بڑی چیز کہاں سمائے گی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جنت آسمان میں ہے یا زمین میں آپ نے فرمایا کونسی زمین اور کونسا آسمان جس میں جنت سما سکے۔ عرض کیا گیا پھر کہاں ہے فرمایا آسمانوں کے اوپر اور عرش کے نیچے۔

اس سے پہلی آیت وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ سے ثابت ہوا کہ جنت دوزخ پیدا ہو چکیں اور وہ موجود ہیں

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ جو لوگ خوشحالی اور تنگدستی میں خرچ کرتے ہیں خدا کے نام پر۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سخی اللہ سے قریب جنت سے قریب اور دوزخ سے دور ہوتا ہے اور بخیل اللہ سے دور، جنت سے دور اور دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے جس کی شاخیں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں جو شخص اس درخت کی شاخ کو پکڑ لے گا یعنی سخاوت اختیار کرے گا وہ شاخ اس کو جنت میں کھینچ لے گی ایسے ہی دوزخ کے درختوں میں بخل ایک درخت ہے اس کی شاخیں بھی دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں جو اس کو پکڑ لے گا یعنی بخل کی عادت اختیار کریگا وہ شاخ جہنم میں لے جائیگی۔

بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا یعنی راہ خدا میں دو تمہیں اللہ کی رحمت سے ملے گا۔

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ اور دبا لیتے ہیں غصہ کو۔

کظم لغت میں سانس کی نالی کو کہتے ہیں۔ کظوم سانس روکنا۔ کظم کے معنی ہیں غصہ میں آدمی کا بھرا ہونا كَظَمَ الْقِرْبَةَ جبکہ مشکیزہ بھرا ہو اور اس کا منہ بند کر دیا جائے۔ ناگوار واقعہ پر دل میں رنج ہوتا ہے اور غصہ کا آنا فطری بات ہے لیکن نیک لوگ غصہ پی جاتے ہیں۔ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے غصہ پی لیا حالانکہ وہ قادر تھا اللہ تعالے اس کے دل میں امن وامان بھر دیگا۔

marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنا غصہ روکا حالانکہ وہ اپنا غصہ پورا کر سکتا تھا قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اس کو تمام مخلوق کے سامنے لا کر اختیار دیگا کہ جو حور یا چیز پسند کرے لے لے۔

وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں۔ عفو اس کا مادہ ہے اس کے معنی درگزر کرنا کسی کی غلطی کو نظر انداز کر دینا یہ نیک انسانوں کی خوبی ہے۔

حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسے آدمی میری امت میں بہت کم ہوں گے مگر جسے اللہ توفیق دے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ حضرت جبرائیل نے دریافت کیا کہ احسان کیا ہے؟ تو حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اپنے پروردگار کی ایسی عبادت کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ تم سے نہیں ہو سکتا تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

امام ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احسان یہ ہے کہ جو شخص تم سے برائی کرے اس کے ساتھ تم سلوک اور بھلائی کرو کیونکہ اگر تم نے اس کے ساتھ وہی سلوک کیا تو یہ عوض اور معاوضہ ہو جائے گا۔

امام زین العابدین کی لونڈی وضو کے لیے پانی لائی پانی کا برتن اس کے ہاتھ سے گر گیا آپ پر پڑا۔ آپ نے اس کی طرف غصہ میں دیکھا اس نے کہا وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ آپ نے غصہ ضبط فرما لیا پھر اس نے کہا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ آپ نے اس کو معاف فرما دیا۔ اس نے کہا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔ (روح المعانی۔ مدارک)

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ اور وہ جب کر لیں کوئی بے حیائی یا ظلم کریں اپنی جانوں پر تو یاد کریں اللہ کو تو اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور کون ہے بخشنے والا گناہوں کا سوا اللہ کے اور اپنے کیے پر اصرار نہ کریں جان بوجھ کر یہ وہ ہیں کہ ان کا بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور اچھا بدلہ ہے عمل صالح کرنے والوں کا۔

فَاحِشَةً کھلا گناہ فحش سے نکلا یعنی ایسی خرابی یا گناہ جو ڈھکا چھپا نہ ہو۔

marfat.com

فاحشہ سے مراد کبیرہ و صغیرہ گناہ ہیں دونوں قسم کے۔ اگر یہ سرزد ہوں اور توبہ کر لی جائے آئندہ اس سے باز آجائیں تو ان کی توبہ قبول ہے اور اس کا اجر جنت ہے۔

ان آیات کے شان نزول کی تین روایات ہیں۔

اوّل تو یہ کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی یا رسول اللہ بنی اسرائیل کا اللہ کے یہاں بہت زیادہ مرتبہ تھا کیونکہ ان میں سے جب کوئی گناہ کرتا تو صبح اس کے دروازے کی چوکھٹ پر اس گناہ کا کفارہ لکھا ہوا تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا کہ خوش قسمت تم ہو کہ تمہیں توبہ سے معافی مل جاتی ہے۔

دوسرا شان نزول یہ ہے کہ سفیان خرما فروش کے ساتھ ایک حسین عورت خرمے خریدنے آئی تو اس نے کہا کہ اس سے اعلیٰ خرمے مکان میں ہیں اس حیلے سے اس کو مکان میں لے گیا اور اسے لپٹا لیا اس کا منہ چوم لیا عورت نے کہا خدا سے ڈر یہ سنتے ہی وہ لرز گیا اور اسے چھوڑ دیا اپنے کیے پر نادم ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر آیا اور تمام ماجرا عرض کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ ایک انصاری اور قبیلہ بنی ثقیف کے ایک آدمی میں محبت تھی ہر ایک نے دوسرے کو بھائی بنا رکھا تھا۔ اتفاق سے جہاد میں ثقفی کو جانا پڑا اس نے اپنے منہ بولے بھائی انصاری کو نگران مکان پر مقرر کر دیا ایک روز انصاری گوشت لایا جب ثقفی کی بیوی نے گوشت لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو انصاری نے اس کا ہاتھ چوم لیا۔ یہ فعل تو سرزد ہو گیا لیکن فوراً اسے سخت شرمندگی ہوئی وہ جنگل میں نکل گیا اپنے سر پر خاک ڈالی اور منہ پر طمانچے مارے۔

جب ثقفی جہاد سے واپس آیا تو اپنی بیوی کو تنہا پایا۔ پوچھا وہ میرا بھائی انصاری کہاں ہے عورت نے کہا خدا ایسے بھائی نہ بنائے اور واقعہ بیان کیا۔ انصاری پہاڑوں میں رہتا۔ استغفار و توبہ کرتا پھرتا تھا ثقفی اس کو تلاش کر کے حضور کی خدمت میں لایا گذشتہ ہوا تھا اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور گو یہ خاص ہے لیکن بشارت عام ہے۔

تیسرے یہ کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص تمار تھا اس کی کھجوروں کی دکان تھی اس کی دکان پر ایک حسین عورت آئی انہوں نے اس سے کہا کہ اچھی کھجوریں اندر ہیں وہ گھر میں داخل ہوئی تو انہوں نے اسے لپٹا لیا اس عورت نے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈر کل قیامت میں کیا منہ دکھائے گا۔ اللہ کا نام سنتے ہی اسے پسینہ آگیا شرمندہ ہو کر دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ

marfat.com

اُولٰٓئِكَ یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے پروردگار کی طرف سے بخشش ہے اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے خوب بدلہ ہے نیک کام والوں کے لیے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حضرت ابن سے روایت کرتے ہیں کہ جنت کا متقین تابئین کے لیے بطور جزا کے بنائے جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہوں نے گناہ پر اصرار کیا ہو وہ داخل نہ ہوں جیسا کہ دوزخ کا کافروں کے لیے بنانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے سوا اس میں کوئی اور داخل نہ ہو وہ گنہگار جو کبائر گناہ پر اصرار کرتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کو جنت میں گناہوں سے پاک صاف کر کے داخل کرے گا ہو سکتا ہے کہ گناہوں سے پاک صاف دوزخ کے عذاب سے ہو۔

کیونکہ دوزخ گنہگار کے لیے بھٹی کے مثل ہوگی بھٹی لوہے کا میل کچیل صاف کر دیتی ہے جیسا کہ مومن کے گناہ کو دوزخ صاف کر دے گی یا رحمت و مغفرت سے بغیر عذاب بخشش ہو جائے۔ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ کہ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص جیسا ہے جس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

اس کے بعد ان ظالموں کی حالت کا اجمالا ذکر ہے جنہوں نے انبیاء و مرسلین کی مخالفت کی اور اللہ تعالےٰ نے انہیں مہلتیں دیں اور وہ راہ راست پر نہ آئے آخر انہیں ہلاک کر دیا تاکہ پچھلوں کو عبرت ہو چنانچہ ارشاد ہے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۝ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ۝

تم سے پہلے کچھ طریقے برتاؤ میں آچکے ہیں تو زمین میں چل کر دیکھو ان کا کیسا انجام ہوا جو جھٹلانے والے تھے یہ لوگوں کو سنانا ہے اور راہ دکھانا اور پرہیزگاروں کو نصیحت ہے۔

قَدْ خَلَتْ قد تقرب کے لیے یا تحقیق کے لیے ہے۔

خَلَتْ خُلُوٌّ سے بنا اس کے معنی اکیلا یا علیحدہ ہونا جب یہ لفظ زمانہ کے لیے بولا جائے تو گزرنے کے معنی ہوں گے دیکھیں بے شک تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔

حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بہت سی قومیں امتیں گذر چکی ہیں۔ گذشتہ امتوں میں سے جن لوگوں نے انبیاء مرسلین کی دشمنی میں ان کی تکذیب پر کمر باندھی اور بدکاری سرکشی کرتے رہے ان کا کیسا برا انجام ہوا۔

سُنَنٌ وہ طریقہ ہے جس کا اتباع کیا جائے چاہے وہ اچھا طریقہ ہو یا برا طریقہ۔ سرکار عالم صلی اللہ علیہ

marfat.com

وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً جس نے نیک طریقہ جاری کیا تو اس کا ثواب اس پر ہے جو عمل کرے اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس کا گناہ اس پر ہے جو اس پر عمل کرے۔

مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ سُنَّةٌ کی جمع ہے اس کا مادہ سنن ہے اس کے معنی ایک دم پانی بہانا تیز تلوار تیز کرنا۔ اصطلاح میں سنت یہ ہے کہ سیدھے راستے کو کہتے ہیں۔ شرعی احکام کو بھی کہتے ہیں۔ تم سے پہلے امتیں یا شریعتیں گزر چکیں۔ روح المعانی

فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ۔ سِيْرُوْا امر ہے بنا اس کے معنی چلنا ہے۔

اَلْاَرْض سے مراد وہ زمین ہے جہاں گذشتہ قومیں آباد تھیں۔

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۔ فا تعقیبیہ ہے

اُنْظُرُوْا۔ نظر سے بنا اس کے معنی دیکھنا۔ غور کرنا ہے۔ عبرت پکڑنا

كَيْفَ عَاقِبَةُ عقب سے اس کے معنی پیچھے ہیں یہاں بمعنی انجام ہے۔

مُكَذِّبِيْنَ سے مراد نبیوں اور علماء کو جھوٹے کہنے والے کفار ہیں

زمین میں چلو پھرو سیر کرو تاکہ تم دیکھو ان کفار کا انجام جنہوں نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا۔

هٰذَا۔ یہ قرآن کریم۔

بَيَانٌ۔ بیان نطق سے عام ہے۔ نطق انسان کے بولنے کو کہتے ہیں بیان ہر اظہار کو کہتے ہیں

لِلنَّاسِ یہ آیتیں سارے ہی لوگوں کے لیے ہیں مومن ہو یا کافر

وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ قرآن مجید کی حیثیت عالمگیر ہدایت کی ہے یہ ہر زمانے میں ہر قوم کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے۔

مَوْعِظَةٌ۔ وعظ سے بنا اس کے معنی نصیحت خیر خواہی۔

مُتَّقِيْنَ سے مراد تمام مسلمان ہیں۔ ہدایت نصیحت صرف پرہیزگاروں کے لیے ہے

اگلی آیات میں مسلمانوں کو غلبہ کی بشارت دی گئی ہے بشرطیکہ وہ ایمان میں پکے رہیں

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور سستی نہ کرو اور نہ غمگین ہو تمہیں غالب رہو گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

وَلَا تَهِنُوْا سست نہ ہو۔ وہن اس کا مادہ ہے اس کے معنی سستی و اضمحلال ہیں یعنی شکستہ خاطر و افسردہ طبیعت نہ ہو پورے یقین کے ساتھ راہ حق میں گامزن رہو۔

وَلَا تَحْزَنُوْا۔ غم نہ کھاؤ حزن اس کا مادہ ہے۔ حزن خاص طور پر ماضی کی ناکامیوں کے بارے میں ہوا کرتا ہے

marfat.com

اَلْاَعْلَوْنَ - غالب بلند، عالی ہر قسم کا غلبہ مادی ہو یا روحانی ہو۔

یہ آیت جنگ احد کے حالات کے ضمن میں نازل ہوئی۔ جب مسلمان مجاہدین زخموں سے چور چور ہو رہے تھے کئی بہادروں اور نوجوانوں کی لاشیں سامنے پڑی تھیں۔ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم تک زخمی ہو چکے تھے۔ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پیغام امید نازل فرمایا۔ اور مسلمانوں کو بشارت دی کہ اے ایمان والو سختیوں سے گھبرا کر نا امید نہ ہونا۔ آخری فتح تمہاری ہے غلبہ تم کو ہی حاصل ہوگا بشرطیکہ ایمان یقین پر قائم رہو۔

اس بشارت سے مسلمانوں کی مایوسی دور ہوئی۔ ارادوں میں استقلال آیا آخر کفار کو شکست ہوئی۔ اور مسلمان غالب آئے۔ اور فتحیابی حاصل کی۔

اگلی آیات میں اس امر کا اظہار فرمایا گیا کہ اگر کوئی کسی موقعہ پر تمہیں بھی نقصان پہنچے تو تمہیں شکوہ نہیں کرنا۔ اب کبھی کسی کی باری ہے کبھی کسی کی۔ ہمت ہار جانا مومن کا کام نہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝

اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے (جیسی غزوۂ احد میں) تو وہ لوگ بھی ویسی ہی تکلیف پا چکے ہیں (جنگ بدر میں منکران کی طرف سے پست ہمتی نہ ہوئی بلکہ نہایت ہمت سے مقابلہ میں ڈٹے رہے) اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں (کبھی کسی کو غلبہ کبھی کسی کو) اور یہ اس لیے کہ اللہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی کہ جو اخلاص سے اعلائے کلمۃ الحق میں پیش پیش ہوں گے۔ ناکامی و مشقت انہیں اپنے عزم اور استقلال سے نہیں ہٹا سکتی۔ اور تم ہی سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔

اور اس لیے کہ اللہ نکھار دے مسلمانوں کو (یعنی کافروں و مرتدوں سے جو مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچی ہیں وہ مسلمانوں کے لیے تطہیر و شہادت کے مرتبہ تک پہنچا دینے والی ہیں اور مسلمان جو کفار کو قتل کریں تو یہ کفار کی بربادی اور ان کا استیصال ہے) اور کافروں کو مٹا دے۔

کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارا مجاہدوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں

marfat.com

کی آزمائش کی۔

اور تم تو موت کی تمنا کیا کرتے تھے اس کے ملنے سے پہلے تو اب وہ تمہیں آنکھوں کے سامنے نظر آئی۔

جنگ احد میں مسلمانوں کو جو شدید نقصان اٹھانا پڑا اس سے وہ سخت پریشان تھے پھر انہیں منافقوں اور دشمنوں کے طعنوں سے اذیت پہنچی تھی۔

زخم سے مراد وہ عظیم جانی و مالی نقصان ہے جو غزوۂ احد میں ذرا سی غلطی سے مسلمانوں کو اٹھانا پڑا کئی بہادر شہید ہوئے اور اکثر زخمی ہوئے۔ اس آیت میں اللہ تعالے نے مسلمانوں کو تسلی دی کہ اگر اس مقابلہ میں تمہیں زخم پہنچا ہے یا تمہیں تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔

حضور پر نور نے حضرت عبداللہ بن جبیر کو احد کے ایک درے پر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ اپنی جگہ پر برحال میں جمے رہنا یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آدمی بھیجوں اگر تم یہ دیکھو کہ ہم کو جانوروں نے اچک لیا۔ ہم پر غالب آگئے ہیں جب بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔

راوی فرماتے ہیں کہ کفار کو شکست ہوئی اس درے کے صحابہ نے سمجھا کہ اب فتح حاصل ہو گئی لہذا مال غنیمت حاصل کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر نے فرمایا کہ اے بندو کیا اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم بھول گئے ہو لیکن ان کی بات نہ سنی اور صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کل بارہ صحابہ رہ گئے۔

اس معرکہ میں مسلمانوں کے ستر مجاہد شہید ہوئے۔ ابوسفیان نے تین بار آواز دی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں؟ حضور نے منع فرما دیا کہ جواب نہ دیں، پھر ابوسفیان نے سیدنا حضرت صدیق اکبر سیدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم کو آواز دی۔ پھر کہنے لگا کہ شاید یہ سب مقتول ہو گئے۔ پھر ابوسفیان نے خوشی میں اُعْلُ ھُبَل کی آواز بلند کی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بآواز بلند کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ۔ اللہ تعالے ہی کا بول بالا ہے۔

پھر ابوسفیان نے کہا اِنَّ لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ ہمارے لیے عزیٰ ہے تمہارے لیے عزیٰ نہیں (یہ ایک بت کا نام ہے)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَللّٰہُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ۔ اللہ ہمارا والی ہے تمہارا والی کوئی بھی نہیں۔

اَیَّام۔ دن۔ یوم اس کا واحد ہے۔ یہاں ایام سے مراد گردش لیل و نہار۔

نُدَاوِلُ۔ دَوْل سے بنا۔ اس کے معنی گھومنا۔ کبھی فتح کبھی شکست مراد ہے اللہ تعالے لوگوں کے

marfat.com

دن اقوام میں بدلتا رہتا ہے۔

اس آخری آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب شہداء بدر کے درجے اور مرتبے اور ان پر اللہ تعالیٰ کے انعام و احسان بیان فرمائے گئے تو جو مسلمان وہاں حاضر نہ تھے انہیں حسرت ہوئی۔ انہوں نے آرزو کی کہ کاش کسی جہاد میں انہیں حاضری میسر آئے اور شہادت کے درجات ملیں یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے احد پر جانے کے لیے اصرار کیا تھا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

گویا بتا دیا کہ تمہاری تمنا کے مطابق تم احد میں پہنچے پھر اگر کچھ شہید ہوئے تو رنج کیوں۔ اس کے بعد نبی کی بعثت کا مقصود بیان ہوتا ہے جو آئندہ رکوع میں ہے۔

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع۔ آل عمران پ ۴

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ
أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ
فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ
الشَّاكِرِينَ ○

اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے قبل اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں لوٹ جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا تو ہرگز نقصان نہ کرے گا اللہ کا کچھ اور عنقریب بدلہ دیگا اللہ شکر والوں کو۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ
كِتَابًا مُؤَجَّلًا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا
نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ
نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ○

اور نہیں کوئی جان مر نہیں سکتی بحکم خدا القریب کا وقت لکھا ہوا ہے اور جو چاہے دنیا کا ثواب ہم اس میں سے اسے دیں گے اور جو چاہے ثواب آخرت ہم اس میں سے اسے دیں گے اور قریب ہے کہ ہم بدلہ دیں شکر والوں کو۔

وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ
فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَ
اللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ○

اور کتنے انبیاء نے جہاد کیا ان کے ساتھ بہت اللہ والے تھے تو نہ سست پڑے ان مصیبتوں سے جو انہیں پہنچیں اللہ کی راہ میں اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے اور اللہ دوست رکھتا ہے صبر والوں کو۔

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا

اور کچھ نہ تھا ان کا کہنا سوا اس دعا کے کہ اے ہمارے

marfat.com

اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا
وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝
فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ
ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

رب بخش دے ہمارے گناہ اور ہماری زیادتیاں
جو ہم نے اپنے کام میں کیں اور ہمیں ثابت قدم رکھ
اور ہمیں کافروں پر مدد دے۔
تو دیا ان کو اللہ نے ثواب دنیا اور بہتریاں ثواب
آخرت کی اور اللہ کو نیکوکار محبوب ہیں۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	مُحَمَّدٌ۔ محمد	اِلَّا۔ مگر
رَسُوْلٌ۔ ایک رسول	قَدْ۔ بیشک	خَلَتْ۔ گذر چکے	مِنْ قَبْلِهِ۔ ان سے پہلے
الرُّسُلُ۔ کئی رسول	اَفَائِنْ۔ کیا اگر	مَّاتَ۔ وفات پائیں	اَوْ۔ یا
قُتِلَ۔ شہید ہوں تو	انْقَلَبْتُمْ۔ پھر جاؤ گے تم	عَلٰی۔ اوپر	اَعْقَابِكُمْ۔ اپنی ایڑیوں کے
وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	يَّنْقَلِبْ۔ پھر جائے	عَلٰی۔ اوپر
عَقِبَيْهِ۔ اپنی ایڑیوں کے	فَلَنْ۔ تو ہرگز نہ	يَّضُرَّ۔ نقصان دیگا	اللّٰهَ۔ اللہ کو
شَيْئًا۔ کچھ	وَ۔ اور	سَيَجْزِي۔ جلدی بدلہ دے گا	
اللّٰهُ۔ اللہ	الشّٰكِرِيْنَ۔ شکر کرنے والوں کو		وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	كَانَ۔ ہے	لِنَفْسٍ۔ کسی جان کا اختیار	اَنْ۔ یہ کہ
تَمُوْتَ۔ مر جائے	اِلَّا۔ مگر	بِاِذْنِ۔ ساتھ حکم	اللّٰهِ۔ خدا کے
كِتٰبًا۔ لکھا ہوا ہے	مُّؤَجَّلًا۔ مقررہ وقت	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو
يُّرِدْ۔ چاہے گا	ثَوَابَ۔ ثواب	الدُّنْيَا۔ دنیا کا	نُؤْتِهٖ۔ دینگے ہم اس کو
مِنْهَا۔ اس سے	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	يُّرِدْ۔ چاہے
ثَوَابَ۔ ثواب	الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا	نُؤْتِهٖ۔ دینگے ہم اسے	مِنْهَا۔ اس سے
وَ۔ اور	سَنَجْزِي۔ جلدی بدلہ دیں گے ہم		الشّٰكِرِيْنَ۔ شکر کرنے والوں کو
وَ۔ اور	كَاَيِّنْ۔ کتنے ہی	مِّنْ نَّبِيٍّ۔ نبی تھے	قٰتَلَ۔ کہ لڑائی کی
مَعَهٗ۔ اس کے ساتھ ہو کر	رِبِّيُّوْنَ۔ اللہ والوں	كَثِيْرٌ۔ بہت نے	فَمَا۔ تو نہ

marfat.com

وَهَنُوْا۔ سست پڑے	لِمَا۔ جو	اَصَابَهُمْ۔ پہنچا انہیں	فِيْ۔ بیچ
سَبِيْلِ۔ راہ	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور	مَا۔ نہ
ضَعُفُوْا۔ کمزور ہوئے	وَ۔ اور	مَا۔ نہ	اسْتَكَانُوْا۔ دبے
وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	يُحِبُّ۔ پسند کرتا ہے	الصّٰبِرِيْنَ۔ صبر والوں کو
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	كَانَ۔ تھی	قَوْلَهُمْ۔ ان کی بات
اِلَّآ۔ مگر	اَنْ۔ یہ کہ	قَالُوْا۔ بولے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب
اغْفِرْ۔ بخش دے	لَنَا۔ ہم کو	ذُنُوْبَنَا۔ ہمارے گناہ	وَ۔ اور
اِسْرَافَنَا۔ ہماری زیادتیاں	فِيْ۔ بیچ	اَمْرِنَا۔ ہمارے کام	وَ۔ اور
ثَبِّتْ۔ مضبوط رکھ	اَقْدَامَنَا۔ ہمارے قدم	وَ۔ اور	انْصُرْنَا۔ مدد دے ہمیں
عَلَى۔ اوپر	الْقَوْمِ۔ قوم	الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کے	فَاٰتٰىهُمُ۔ تو دیا انکو
اللّٰهُ۔ اللہ نے	ثَوَابَ۔ ثواب	الدُّنْيَا۔ دنیا کا	وَ۔ اور
حُسْنَ۔ اچھا	ثَوَابِ۔ ثواب	الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا	وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ	يُحِبُّ۔ پسند کرتا ہے	الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیکوں کو۔	

مختصر تفسیر بارہواں رکوع۔ آل عمران۔ پ۴

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْــًٔا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے ہیں تو کیا اگر وہ انتقال کر جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھر گیا وہ اللہ کا ہرگز کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی نام محمد اور احمد ہیں۔ باقی صفاتی نام ہیں

قاموس میں حمد شکر۔ رضا، جزا اور حق ادا کر دینا ہے۔ تحمید اللہ تعالٰے کی بار بار حمد کرنا۔ اسی سے لفظ مشتق ہے یعنی بار بار تعریف کیے ہوئے۔

marfat.com

علامہ بغوی لفظ محمد کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمام تعریفوں کے احاطہ کرنے والے کا نام ہے۔ کیونکہ حمد کا مستحق وہی ہوتا ہے جو کمال کی انتہا کو حاوی ہو۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَ عَبْدَهُ ... بِبُرْهَانِهِ وَاللّٰهُ أَعْلَىٰ وَأَمْجَدُ

وَشَقَّ لَهُ مِنْ اِسْمِهِ لِيُجِلَّهُ ... فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهٰذَا مُحَمَّدُ

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندہ کو برہان و دلیل دے کر بھیجا اور اللہ تو برتر و بزرگ ہے اور ان کے نام کو ان کی بزرگی ظاہر کرنے کے لیے اپنے نام سے نکالا پس عرش والا اللہ تعالےٰ تو محمود ہے اور یہ محمد ہیں

رَسُوْلٌ: پہلی امتوں نے اپنے مصلح یا رسول کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھ لیا۔ اسلام نے کلمہ شہادت میں رسول فرمایا۔ رسول خالق و مخلوق کے درمیان برزخ کبریٰ ہیں۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ رسل سے مراد سارے نبی ہیں جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سارے رسول گزر چکے ہیں۔

اَعْقَاب۔ عقب کی جمع ہے۔ اس کے معنی ایڑھی۔ انسان جہاں سے آیا ہو ایڑیوں پر لوٹ جانا کہا جاتا ہے۔

اِنْقَلَبَ سے مراد دین اسلام سے پھر کر مرتد ہو جانا ہے۔

اگرچہ یہ حضرات احد میں صرف گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے سختی سے روکنے کے لیے فرمایا کہ اگر تم لوگ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی غلط خبر سن کر اس قدر گھبرا گئے تو کیا شہادت کی خبر سن کر اسلام چھوڑ دو گے یا جہاد بند کر دو گے۔

انبیاء و رسل کی بعثت کا مقصد تبلیغ رسالت ہے اور قیام حجت ہے نہ کہ قوم میں انکا ہمیشہ موجود رہنا۔ آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جنگ احد میں جب کافروں نے مشہور کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور شیطان نے اس جھوٹی افواہ کو عام کر دیا تو صحابہ کرام میں سخت اضطراب پیدا ہوا حتی کہ بعض تو نکل کھڑے ہوئے اس خیال سے کہ جب حضور ہی نہ رہے تو اب جنگ بیکار ہے۔

پھر جب ندا کی گئی کہ یہ خبر غلط ہے بلکہ حضور تشریف فرما ہیں تو گئے ہوئے صحابہ کی جماعت واپس آگئی۔ حضور نے انہیں ملامت فرمائی تو سب نے عرض کی کہ حضور ہمارے ماں باپ حضور پر فدا ہوں۔ آپ کی شہادت کی خبر نے ہمارے دل توڑ دیے اور ہم سے نہ ٹھہرا گیا۔ مایوسی نے زمانہ تاریک کر دیا اس پر یہ ملفوظ نازل ہوئی۔

marfat.com

اس میں فرمایا کہ انبیاء کے بعد بھی امتوں پر ان کے دین کا اتباع لازم رہتا ہے تو اگر ایسا ہوتا بھی کہ حضور شہید ہو جاتے یا وفات پا جاتے تو پھر بھی حمایت و حفاظت دین لازم تھی۔

چنانچہ جن کے پائے ثبات قائم رہے ان کیلئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ وہ امیر الشاکرین ہیں۔ انہی ثابت قدم رہنے والوں میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور انہی کو حضرت علی نے امیر الشاکرین فرمایا اور انہی کی تعریف میں

وَسَيَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ۔ شاکرین سے مراد دین پر قائم رہنے والے جہاد کرنے والے مسلمان ہیں۔ ہر نیک کام اللہ تعالے کی نعمتوں کا شکریہ ہے۔

آگے اس امر کو ظاہر کیا گیا ہے کہ موت کسی پر بغیر حکم الٰہی نہیں آسکتی لہذا جہاد میں خوف موت سے بھاگنا اطاعت حکم کے منافی اور گناہ ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ۔

اور کوئی جان بغیر حکم الٰہی مر نہیں سکتی موت کا وقت لکھا ہوا ہے اور جو دنیا کا ثواب چاہے ہم اس میں سے دیں گے اور جو آخرت کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں گے اور قریب ہے کہ ہم شکر والوں کو بدلہ عطا کریں

اس آیت کریمہ میں جہاد کی ترغیب ہے اور مسلمانوں کو دشمن کے مقابلہ پر جری بنایا ہے۔ چنانچہ اطمینان دلایا گیا کہ کوئی بغیر حکم الٰہی مر نہیں سکتا چاہے وہ کیسے ہی جہالک و معارک میں پھنسا ہوا ہو یا خود ان میں گھس جائے اور جب موت کا وقت آتا ہے تو کوئی تدبیر نہیں بچا سکتی۔ وقت سے آگے پیچھے کچھ نہیں ہوتا۔

رائی گھٹے نہ تل بڑھے یں سائیں کی چاہ   وَلَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

پھر بتایا کہ جو اپنے عمل و طاعت سے دنیا حاصل کرنا چاہے اسے وہ ملے گی اور جسے آخرت مطلوب ہو تو اسے وہ ملے گی۔ اس آیت کریمہ میں یہ امر واضح کر دیا کہ عمل کا مدار نیت پر ہے جیسا کہ احادیث بخاری و مسلم میں مذکور ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى۔

تیر اندازوں کا دستہ جنگ احد میں مال غنیمت کیلئے مشغول ہوا اس خیال سے کہ مشرکین کو مار کر بھگا دیا گیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مشرکین علمبردار طلحہ بن طلحہ کو جہنم رسید کیا۔ حضرت زبیر بن عوام کہتے ہیں میں نے ہندہ اور اس کی ساتھیوں کو بے تحاشا بھاگتے دیکھا۔

مسلمان جو اس دستے پر متعین تھے فتح دیکھ کر مال غنیمت کیطرف متوجہ ہوئے۔ ان میں سے حضرت عبداللہ بن جبیر اور ان کے گیارہ ساتھی جمے رہے۔ خالد بن ولید۔ عکرمہ جو اس وقت تک لشکر کفار کے ساتھ تھے نے

marfat.com

حملہ کر دیا حضرت عبداللہ بن جبیر اور ان کے گیارہ ساتھیوں نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور فرمانبرداری میں ثابت قدم رہے۔ ان لوگوں کے لیے آخرت کا بدلہ ہے جو لوگ دین پر قائم رہیں گے ان کو یہیں بھی ملے گا اور دنیا بھی۔ اللہ تعالیٰ احسان ماننے والوں کو بدلہ دیگا۔

آگے آیت کریمہ میں اس امر کو ظاہر کیا گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ میں امتی ہی نہیں ہوتے بلکہ بنفس نفیس انبیاء کرام بھی جہاد میں ہوتے تھے تو وہ اور ان کے امتی تنگی۔ فراخی۔ عسرت۔ عشرت کرب وبلا اور فتح وظفر سب ہی میں مضبوط رہتے تھے مصائب میں کمزور نہ ہوتے تھے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ۝ اور کتنے ہی نبیوں نے جہاد کیا ان کے ساتھ بہت خدا والے تھے تو سست نہ پڑے ان مصیبتوں سے جو اللہ کی راہ میں انہیں پہنچیں اور نہ کمزور ہوتے اور نہ دبے اور اللہ کو صبر والے محبوب ہیں۔

كَأَيِّنْ۔ میں اہل لغت کے دو قول ہیں ایک یہ کہ یہ لفظ مفرد ہے جس کا نون اصلی ہے خاص اپنے معنے کے لیے وضع ہوا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ لفظ کاف تشبیہ اور ای۔ ایما سے مرکب ہے۔ ای کی تنوین نے نون کی شکل اختیار کر لی اس کے معنی کم یا کتنے یا بہت سے ہے۔

مِنْ نَبِيٍّ۔ نبی سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے بعد والے وہ پیغمبر ہیں جن کی شریعت میں جہاد تھا آپ ہی پہلے مجاہد ہیں آپ کے بعد بعض کی شریعت میں جہاد تھا اور بعض کے یہاں نہ تھا۔

قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ۔ بہت سے نبی وہ ہیں جن کے بہت سے ساتھیوں نے جہاد کیا اور بہت سے اللہ والے شہید کر دیے گئے۔

امام راغب فرماتے ہیں ربیون۔ ربانیون کے معنی میں ہے لہذا ربی کے معنی اللہ والا۔

فَمَا وَهَنُوا۔ ما سے مراد تکالیف مصیبتیں جو جہاد میں آتی ہیں یعنی ان مصیبتوں کی وجہ سے جو انہیں جہاد میں پہنچیں کمزور نہ ہوتے۔

فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ اللہ کی راہ میں

وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا۔ سکون۔ اس کے معنی عاجزی بعض نے کہا دل کمزوری استکانت ہے بعض کے نزدیک دشمن کے دین کی طرف منتقل ہو جانا استکانت ہے۔

وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ۔ آفات میں گھبراہٹ سے رکنا یعنی اللہ تعالیٰ مصیبتوں میں نہ گھبرانے والوں اور استقامت والوں کو دوست رکھتا ہے۔

marfat.com

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

انبیاء کے ساتھ راہ حق میں ان کا ساتھ دینے والوں کا ذکر ہو رہا ہے وہ تن من دھن لگانے سے گریز نہیں کرتے۔ اللہ کے سامنے عجز و نیاز سے سر جھکائے رکھتے ہیں اور بڑی عاجزی و خلوص سے عرض کرتے ہیں۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی کر اپنی رحمت کے پردے ہماری لغزشوں اور خطاؤں پر ڈال دے۔ ہماری کمزوریوں سے درگذر فرما اور ہمیں معاف فرما دے۔

وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا۔ ہمارے کام میں ہم سے جو زیادتی ہو اس پر بھی پردہ ڈال دے اور اسے معاف فرما دے اور

وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔ کسی مشکل اور سخت سے وقت میں ہمارے قدم نہ ڈگمگا جائیں

وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔ ہمیں کافروں کی قوم پر کامیابی عطا فرما جو تیرے ماننے والے نہیں۔ تیرے نبی کے مخالف اور تیرے دین کے دشمن ہیں۔ ان پر ہمیں غلبہ عطا فرما۔

فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ اس دعا کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے ایسے بندوں کو دنیا اور آخرت میں بدلہ دیا اور آخرت کے بدلے کیا کہنے ہیں۔ اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

عموماً حرب و ضرب و مجاہدت میں جب تکالیف پہنچتی ہیں تو فطرتاً کلمات شکایت زبان پر آجاتے ہیں مگر صابر یقیناً شاکر بہ رضا رہنے والے اپنی زبان پر کوئی ایسا کلمہ لانا بھی گوارا نہیں کرتے جس میں گھبراہٹ اور پریشانی کا یا تزلزل و اضطراب کا شائبہ بھی ہو بلکہ وہ ہر حال میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہتے ہیں اور استقلال کے ساتھ ثابت قدم رہتے ہیں۔

آگے مشرکین و منافقین سے علیحدہ رہنے کا حکم ہے۔

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع۔ آل عمران پ ۴

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ
كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا
خَاسِرِينَ ۝

اے ایمان والو اگر تم نے پیروی کی کافروں کی تو وہ تمہیں لوٹا دیں گے تمہارے الٹے پاؤں تو تم پلٹ جاؤ گے نقصان اٹھا کے۔

marfat.com

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝
سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ
بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ
وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى
الظّٰلِمِيْنَ ۝

بلکہ اللہ تمہارا مولا ہے اور سب سے بہتر مددگار ہے۔
عنقریب ہم ڈالیں گے دلوں میں کافروں کے رعب
اس سبب سے کہ وہ مشرک ہیں ایسی طرح کہ اللہ
نے ان پر کوئی دلیل نہ اتاری اور انکا ٹھکانا جہنم ہے
اور بہت برا ٹھکانہ ہے ظالموں کا۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ
بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى
الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا
تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ
مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ
لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ
فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور بے شک سچ کر دیا اللہ نے تمہیں اپنا وعدہ جب کہ
تم اس کے حکم سے مقابلہ کر رہے تھے حتیٰ کہ جب تم
نے بزدلی کی اور جھگڑا ڈالا حکم میں اور نافرمانی کی بعد
اس کے کہ دکھا چکا تھا وہ جو تم پسند کرتے تھے تم میں
کوئی چاہتا تھا دنیا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا
پھر تمہارا منہ اس نے پھیر دیا تاکہ تمہیں آزماوے اور
بے شک اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ ہے
بڑا فضل کا للمومنین پر۔

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّ
الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ
غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا
مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

جب تم منہ اٹھائے جا رہے تھے اور پلٹ کر کسی کو
نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہیں پکار رہے تھے تمہاری
دوسری جماعت میں تو تمہیں غم کا بدلہ غم پہنچایا تاکہ غم
گین ہو اس پر جو ہاتھ سے گیا اور نہ اس پر جو آ پڑا و
بڑی رنج کرو اور اللہ خبردار ہے تمہارے کاموں سے

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً
نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَاۗىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَاۗىِٕفَةٌ
قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ
الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا
مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ
لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ
لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

پھر نازل کی تم پر بعد غم کے چین کی نیند کہ گھیرے ہوئے
تھی ایک جماعت کو اور ایک جماعت کو اپنی جان
کی پڑی تھی گمان تھا انہیں اللہ پر بے جا ناحق جہالت
کے گمان کہتے تھے کیا اس معاملہ میں ہمارا بھی اختیار
ہے فرما دیجئے بے شک اختیار تو سارا اللہ کا ہے
چھپاتے ہیں اپنے دلوں میں وہ جو نہ ظاہر کرنا چاہتے
تھے کہتے ہوئے اگر ہوتا ہمارا اختیار کچھ تو ہم یہاں

marfat.com

مَا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۗ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

نہ مارے جاتے۔ فرما دیجئے کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تو ضرور باہر آتے وہ جن کا قتل مقدر تھا اپنی خوابگاہوں کی سمت اور اس لیے کہ آزمائے اللہ اسے جو کچھ سینوں کے بیچ تمہارے اور کھول دے اسے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ○

بے شک وہ جو پلٹ گئے تم میں سے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں اس کے سوا نہیں کہ لغزش دی انہیں شیطان نے ان کے بعض عملوں کی وجہ سے اور یقیناً اللہ نے انہیں معاف فرما دیا بے شک اللہ بخشنے والا علم والا ہے۔

لفظی ترجمہ

يٰاَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	اِنْ۔ اگر
تُطِيْعُوا۔ پیروی کرو گے	الَّذِيْنَ۔ ان کی جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہیں	يَرُدُّوْ۔ تو پھیر دیں گے
كُمْ۔ تم کو	عَلٰى۔ اوپر	اَعْقَابِكُمْ۔ تمہاری ایڑیوں کے	فَتَنْقَلِبُوْا۔ تو پھرو گے
خٰسِرِيْنَ۔ نقصان میں	بَلِ۔ بلکہ	اللّٰهُ۔ اللہ	مَوْلٰىكُمْ۔ تمہارا مولا ہے
وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	خَيْرُ۔ بہترین	النّٰصِرِيْنَ۔ مدد دینے والا ہے
سَنُلْقِيْ۔ جلدی ڈالیں گے ہم		فِيْ۔ بیچ	قُلُوْبِ۔ دلوں
الَّذِيْنَ۔ ان کے جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہیں	الرُّعْبَ۔ رعب	بِمَا۔ بوجہ اسکے جو
اَشْرَكُوْا۔ شریک کیا	بِاللّٰهِ۔ اللہ کے ساتھ	مَا۔ ان کو جو	لَمْ۔ نہیں
يُنَزِّلْ۔ اتاری	بِهٖ۔ اس کی	سُلْطٰنًا۔ کوئی دلیل	وَ۔ اور
مَاْوٰا۔ جگہ	هُمُ۔ ان کی	النَّارُ۔ آگ ہے	وَ۔ اور
بِئْسَ۔ بری	مَثْوٰى۔ جگہ ہے	الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کی	وَ۔ اور

marfat.com

لَقَدْ۔ بیشک	صَدَقَکُمْ۔ سچا کر دیا تم سے	اللّٰہُ۔ اللہ نے	وَعْدَہٗ۔ اپنا وعدہ
اِذْ۔ جب	تَحُسُّوْنَھُمْ۔ قتل کرتے تھے تم ان کو		بِاِذْنِہٖ۔ اس کے حکم سے
حَتّٰی۔ یہاں تک کہ	اِذَا۔ جب	فَشِلْتُمْ۔ تم بزدل ہوئے	وَ۔ اور
تَنَازَعْتُمْ۔ جھگڑا کیا تم نے	فِیْ۔ بیچ	الْاَمْرِ۔ کام کے	وَ۔ اور
عَصَیْتُمْ۔ نافرمانی کی تم نے	مِنْ بَعْدِ۔ بعد اس کے	مَا۔ جو	اَرٰکُمْ۔ دکھایا تم کو
مَا۔ جو	تُحِبُّوْنَ۔ تم پسند کرتے تھے	مِنْکُمْ۔ تم میں سے	مَنْ۔ وہ بھی ہیں جو
یُرِیْدُ۔ چاہتے ہیں	الدُّنْیَا۔ دنیا	وَ۔ اور	مِنْکُمْ۔ تم میں سے
مَنْ۔ وہ بھی ہیں جو	یُرِیْدُ۔ چاہتے ہیں	الْاٰخِرَۃَ۔ آخرت	ثُمَّ۔ پھر
صَرَفَکُمْ۔ پھیر دیا تم کو	عَنْھُمْ۔ ان سے	لِیَبْتَلِیَکُمْ۔ تاکہ آزمائش کرے تمہاری	
وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بیشک	عَفَا۔ معاف کیا	عَنْکُمْ۔ تم کو
وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ	ذُوْ۔ صاحب	فَضْلٍ۔ فضل ہے
عَلَی۔ اوپر	الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کے	اِذْ۔ جب	تُصْعِدُوْنَ۔ تم اوپر چڑھے
جا رہے تھے	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں	تَلْوٗنَ۔ متوجہ ہوتے تھے
عَلٰی۔ اوپر	اَحَدٍ۔ کسی کے	وَّ۔ اور	الرَّسُوْلُ۔ رسول
یَدْعُوْ۔ بلا رہے تھے	کُمْ۔ تم کو	فِیْٓ۔ بیچ	اُخْرٰی۔ دوسری جماعت
کُمْ۔ تمہاری کے	فَاَثَابَکُمْ۔ تو پہنچا تم کو	غَمًّا۔ غم	بِغَمٍّ۔ غم کے بدلے
لِکَیْلَا۔ تاکہ نہ	تَحْزَنُوْا۔ غم کھاؤ	عَلٰی۔ اوپر	مَا۔ اس کے جو
فَاتَکُمْ۔ گزر چکی	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	مَا۔ اس پر جو
اَصَابَکُمْ۔ تمہیں پہنچی	وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ	خَبِیْرٌ۔ خبردار ہے
بِمَا۔ اس سے	تَعْمَلُوْنَ۔ جو تم کرتے ہو	ثُمَّ۔ پھر	اَنْزَلَ۔ اتاری
عَلَیْکُمْ۔ تم پر	مِنْ بَعْدِ۔ بعد	الْغَمِّ۔ غم کے	اَمَنَۃً۔ امن کی
نُعَاسًا۔ اونگھ	یَّغْشٰی۔ ڈھانپتی تھی	طَآئِفَۃً۔ ایک جماعت کو	مِنْکُمْ۔ تم میں سے
وَ۔ اور	طَآئِفَۃٌ۔ ایک جماعت کو	قَدْ۔ بیشک	اَھَمَّتْھُمْ۔ ان کو اپنی جان
کی پڑی تھی	اَنْفُسُھُمْ۔ انکی جانوں نے	یَظُنُّوْنَ۔ گمان کرتے تھے	بِاللّٰہِ۔ اللہ کے ساتھ
غَیْرَ۔ بغیر	الْحَقِّ۔ حق کے	ظَنَّ۔ گمان	الْجَاھِلِیَّۃِ۔ جاہلیت کا

marfat.com

يَقُولُونَ كہتے تھے	هَلْ كيا	لَنَا ہے ہمارے ليے	مِنَ الْأَمْرِ كام سے
مِنْ شَيْءٍ كچھ	قُلْ كہو	إِنَّ بيشك	الْأَمْرَ كام
كُلَّهُ سارا	لِلَّهِ اللہ كے ليے ہے	يُخْفُونَ چھپاتے ہيں	فِي بيچ
أَنْفُسِهِمْ اپنی جانوں كے	مَا جو	لَا نہيں	يُبْدُونَ ظاہر كرتے
لَكَ تيرے ليے	يَقُولُونَ كہتے ہيں	لَوْ اگر	كَانَ ہوتا
لَنَا ہمارے ليے	مِنَ الْأَمْرِ كام سے	شَيْءٌ كچھ چيز تو	مَا نہ
قُتِلْنَا مارے جاتے	هَاهُنَا اس جگہ	قُلْ كہہ	لَوْ اگر
كُنْتُمْ ہوتے تم	فِي بيچ	بُيُوتِكُمْ اپنے گھروں كے	لَبَرَزَ تو نكلتے
الَّذِينَ وہ جو	كُتِبَ لكھا گيا	عَلَيْهِمُ ان پر	الْقَتْلُ قتل ہونا
إِلَى طرف	مَضَاجِعِهِمْ اپنی خوابگاہ كے	وَ اور	لِيَبْتَلِيَ تاكہ آزمائے
اللَّهُ اللہ	مَا جو	فِي بيچ	صُدُورِكُمْ تمہارے
سينوں كے ہے	وَ اور	لِيُمَحِّصَ تاكہ خالص كرے	مَا جو
فِي بيچ	قُلُوبِكُمْ تمہارے دلوں كے ہے	وَ اور	اللَّهُ اللہ
عَلِيمٌ جانتا ہے	بِذَاتِ الصُّدُورِ سينے كی باتيں		إِنَّ بيشك
الَّذِينَ وہ جو	تَوَلَّوْا پھر گئے	مِنْكُمْ تم ميں سے	يَوْمَ جس دن
الْتَقَى ملیں	الْجَمْعَانِ دو جماعتيں	إِنَّمَا اس كے سوا نہيں كہ	اسْتَزَلَّهُمُ لغزش دی ان كو
الشَّيْطَانُ شيطان نے	بِبَعْضِ بعض	مَا جو	كَسَبُوا اعمال كے
وَ اور	لَقَدْ بيشك	عَفَا معاف كيا	اللَّهُ اللہ نے
عَنْهُمْ ان كو	إِنَّ بيشك	اللَّهَ اللہ	غَفُورٌ بخشنے والا
حَلِيمٌ حلم والا ہے۔			

مختصر تفسیر بارہواں رکوع آل عمران پ۴

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ۔ اے ایمان والو اگر تم نے کافروں کے کہنے پر عمل کر لیا۔ تو وہ

marfat.com

تمہیں الٹے پاؤں لوٹا دیں گے تو تم نقصان میں لوٹ جاؤ گے۔ بلکہ اللہ تمہارا مولا ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے۔

اس آیہ کریمہ میں اس امر کا اظہار فرمایا گیا کہ یہودی ہوں یا نصرانی۔ مشرک ہوں یا منافق۔ مرزائی ہوں یا کوئی بے دین مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان سے علیحدہ رہیں اور ان کے مشورہ اور ان کی رائے پر ہرگز عمل نہ کریں۔ ان کے کہنے پر نہ چلیں۔ مسلمان کا مشیر بھی مسلمان ہی ہو سکتا ہے۔

احد کے میدان میں عارضی شکست کی وجہ سے کچھ مسلمان بددل ہو گئے تھے۔ منافقین و کفار نے اس موقعہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر الزامات اور طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کر دی تھی کہ اگر مسلمان سچے ہوتے تو نہ ہارے جاتے۔ مال غنیمت کے پیچھے اپنے نبی کی اطاعت کو چھوڑ دیا۔ بعض نے کہا کہ کفار سے لڑنا دانشمندی نہیں ہے تم آئندہ اس قسم کی دلیری نہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبردار کر دیا کہ ان کے فریب میں نہ آنا ورنہ یہ تم کو دوبارہ کفر کی طرف لوٹا دیں گے جس کا نتیجہ دنیا و آخرت میں خسارہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے طلبگار رہیں کیونکہ وہی

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ۔ بل، پھیرنے، منتقل کرنے کے لیے آتا ہے۔ ماقبل کی نفی کرتا ہے۔

وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ۔ اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے۔

آگے احد کے بعد کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کر کے مسلمانوں کو تسلی دی جا رہی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

سَنُلْقِىْ فِىْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَ بِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ۔ قریب ہے کہ ہم کافروں کے دل میں رعب ڈالیں گے اس لیے کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا بلا دلیل اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کا برا ٹھکانہ ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ احد سے پلٹ کر جب مشرکین مکہ واپس ہونے تو ابو سفیان وغیرہ کو اس پر افسوس ہوا کہ ہم نے اس موقعہ پر بھی مسلمانوں کو ختم کر دینے میں کامیابی حاصل نہ کی۔ آپس میں مشورہ کر کے پھر تیار ہوئے کہ ایک دفعہ اور حملہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا اور وہ حملہ کی جرأت نہ کر سکے اور یہ رعب بفضلہ تعالیٰ دنیا کے تمام کفار پر قیامت تک رہے گا اور مسلمان بشرطیکہ صحیح مسلمان ہوں کبھی کسی کافر و مشرک سے مغلوب نہ ہوں گے۔

شان نزول:۔ ابو سفیان اور مشرکین مکہ میدان احد سے واپس مکہ روانہ ہوئے تو راستہ میں ابو سفیان نے اپنے کفار ساتھیوں سے کہا کہ ہم نے بڑی غلطی کی کہ ناکام واپس لوٹے۔ لہٰذا ایک اعرابی کو حضور کی خدمت میں بھیجا کہ ہم پھر آ رہے ہیں۔

marfat.com

حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میدان میں دوبارہ چلو۔ مجاہدین اسلام اسی حالت میں زخموں پر پٹیاں باندھے مقابلہ کے لیے نکل کھڑے ہوئے حتیٰ کہ حمراء الاسد تک پہنچ گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ سو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ہم کافروں کے دلوں میں تمہاری ہیبت و رعب ڈال دیں گے وہ تمہارے زخمی اور کمزور ہونے کے باوجود تم پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ابو سفیان اپنے لشکر کو لے کر بھاگ نکلا اس کے دل میں اس قدر ہیبت اور اسلام کا رعب تھا کہ ہمت نہ ہوئی۔

اس کے بعد احد کا واقعہ بیان فرمایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں پر کچھ مصیبت آئی حتیٰ کہ حضور کا دندان مبارک بھی شہید ہوا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَ
عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ
صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور بے شک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جبکہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تھا تمہاری خوشی کی بات تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا پھر تمہارا منہ ان سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے بیشک اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے۔

لَقَدْ میں دو تاکیدیں ہیں لام اور قد شبہ دفع کرنے کے لیے ہوتی ہے۔

صَدَقَ۔ سچا ہونا۔ سچا کر دکھانا۔

وَعْدَهٗ سے مراد ہے جو اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ میں ہے

بعض مفسرین نے کہا کہ وعدہ تھی۔ وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ ایک بکرا ذبح کر رہے ہیں اور تعبیر دی کہ ہم جنگ احد میں کافروں کو ذبح کریں گے اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب سچی کر دکھائی۔

کفار مکہ کا علمبردار طلحہ بن عثمان معہ اپنے نو ساتھیوں کے پہلے ہی حملہ میں مارا گیا

ابی بن خلف احد کی گھاٹی پر یہ کہتا ہوا ملا کہ اگر آپ بچ گئے ہیں تو میں نہیں بچ سکتا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس مردود کا فیصلہ کر دیں حضور نے فرمایا اس کو آگے آنے دو جب وہ بکتا ہوا قریب آیا تو حضور نے حارث بن صمہ کے ہاتھ سے نیزہ لے کر اس پر مارا۔ نیزہ اس کی گردن میں لگا وہ گھوڑے سے نیچے گر گیا اور بیل کی طرح ڈکرانے لگا اور موضع سرف میں جا کر واصل

marfat.com

جہنم ہو گیا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا سخت غصہ اس شخص پر ہوتا ہے جو نبی کے دست حق پرست سے قتل ہو۔

اللہ تعالےٰ نے اپنا وعدہ جنگ کے شروع میں سچا کر دکھایا تھا۔ مسلمانوں نے اللہ کے حکم سے کفار کے کشتوں کے پشتے لگا دیے تھے۔ مشرکین بدحواس ہو کر بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کو اپنی فتح و کامرانی نظر آئی تو وہ مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے اس اثناء میں تیر اندازوں میں اختلاف ہوا اور بعض نے اللہ کے رسول کی نافرمانی کی جس سے خالد بن ولید نے فائدہ اٹھا کر اس درہ پر حملہ کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔

تَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ میں اسی طرف اشارہ ہے کہ آپس میں جھگڑ پڑے اور مال غنیمت حاصل کرنے لگے حضرت عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ صرف سات صحابہ رہ گئے تھے جو بعد میں شہید ہو گئے تھے باقی مال غنیمت لوٹنے میں مشغول تھے۔ خالد بن ولید نے فائدہ اٹھایا اور دیکھتے دیکھتے لڑائی کا نقشہ بدل دیا مسلمان تین حصوں میں ہو گئے ایک تہائی زخمی ایک تہائی مقتول اور باقی بھاگ نکلے۔

حضرت مقداد سے روایت ہے کہ قسم اس ذات کی جس نے پیدا کیا حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو جس نے حق دے کر بھیجا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے ایک بالشت نہیں ہٹے اور دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کل پندرہ صحابہ رہ گئے تھے ان میں آٹھ مہاجر اور سات انصار تھے۔ مہاجرین میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت عبد الرحمن بن عوف حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم تھے۔

اور انصار میں سے حضرت حباب بن منذر حضرت ابو دجانہ حضرت عاصم بن ثابت۔ حضرت حارث بن صمہ حضرت سہل بن حنیف۔ حضرت سعد بن معاذ یا سعد بن عبادہ اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔

اس دوران میں ستر حملے تلوار کے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے محفوظ رکھا۔ عتبہ بن ابی وقاص نے چار بار پتھر برسائے جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک شہید ہوئے عبد اللہ بن شہاب زہری کے ہاتھ سے سر اقدس زخمی ہوا۔ اس زخم سے اس قدر خون بہا کہ ڈاڑھی مبارک خون آلود

marfat.com

ہو گئی تھی عبداللہ بن قمیہ لیثی کے تیر سے رخسار مبارک زخمی ہوا خود کے دو حلقے گھس گئے وہ قتل کی غرض سے آگے بڑھا تو حضرت مصعب بن عمیر جو علمبردار لشکر تھے نے مقابلہ کیا اور حضرت مصعب بن عمیر شہید ہو گئے۔ وہ یہ سمجھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اس نے اپنے لشکر میں جا کر کہا کہ میں نے معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کی افواہ نے مسلمانوں کو سخت بددل اور پریشان کر دیا اور مسلمان ہمت ہار کر بیٹھ گئے۔

منافقین میں سے بعض نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے بعد اپنا پہلا دین اختیار کریں حضرت انس بن نضر نے جو حضرت انس بن مالک کے چچا تھے فرمایا اگر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو ان کا رب تو حی و قیوم ہے جس بات پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا تم بھی جہاد کرو اور اسی طرح تم بھی شہید ہو جاؤ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ تلوار لے کر میدان میں نکلے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بلند پتھر پر چڑھ کر مسلمانوں کو پکار رہے تھے سب سے پہلے کعب بن مالک تھے وہ فرماتے ہیں کہ خود کے نیچے مجھے حضور کے چشم مبارک چمکتے ہوئے نظر آئے تو میں بلند آواز سے پکارا اور مسلمانوں کو بشارت دی کہ اے مسلمانو! مبارک ہو یہ اللہ کے رسول موجود ہیں۔ مسلمان حضور علیہ السلام کے گرد جمع ہو گئے۔ حضور علیہ السلام نے ان کو جہاد سے بھاگنے پر ملامت کی اور پھر جم کر مقابلہ کیا اور فتح و نصرت حاصل ہوئی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابن قمیہ کے حق میں بددعا کی فرمایا اللہ تعالے تجھے غارت کرے اسی سال ایک پہاڑی بکرے نے اسے ہلاک کر کے واصل جہنم کیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو زرہ زیب تن فرما رکھی تھیں۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے اپنا ہاتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ڈھال بنا رکھا تھا جو تیر حضور کی طرف آمادہ تھے ہاتھوں پر روک لیتے ان کا ہاتھ خشک شل ہو گیا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن معرکہ احد تمام طلحہ کے حصہ میں آیا انہوں نے نہایت جانبازی کا ثبوت دیا۔

محمد بن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت طلحہ کے سر میں الیسا زخم آیا کہ اس سے خون اس قدر بہا کہ بے ہوش ہو گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے منہ میں پانی ڈالا زہ ہوش میں آئے تو پہلا سوال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

marfat.com

کی خیریت کے بارے میں کیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم تو خیریت سے ہیں مجھے تمہاری خبر گیری کے لیے بھیجا ہے تو حضرت طلحہ نے بارگاہ ایزدی میں شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ حضور سلامت ہیں تو کیسی ہی بڑی مصیبت کیوں نہ ہو وہ سب آسان ہے۔

حضرت طلحہ نے حضور علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا اس وقت حضور علیہ السلام نے فرمایا اَوْجَبَ طَلْحَۃُ۔ طلحہ نے بہشت واجب کر لی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے اس دن تیر اندازی کے خوب جوہر دکھائے یہاں تک کہ کچھ کمانیں ٹوٹ گئیں۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکش الٹ دیا اور فرمایا تیر چلاتے جاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن جبیر کے تیر انداز ساتھیوں میں اختلاف رائے ہوا ایک کہنے لگا کہ اب کفار کو ہزیمت ہو چکی ہے لہذا اب یہاں ٹھہرے رہنا فضول ہے۔ اب ہمیں بھی چلنا چاہیے تا کہ ہم بھی مال غنیمت اکٹھا کرنے میں مدد دیں۔

دوسرا کہنے لگا ہمیں مرکز چھوڑنا نہیں چاہیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتاکید ہمیں فرمایا تھا کہ تم اس جگہ قائم رہنا کسی حال میں یہ جگہ نہ چھوڑنا جب تک میرا حکم نہ آئے۔

مگر تَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ میں اسی طرف اشارہ ہے کہ تم آپس میں جھگڑ پڑے اور غنیمت حاصل کرنے کے لیے چل دیے۔ حضرت عبد اللہ بن جبیر نے فرمایا میں تو یہاں سے بلا حصول حکم ثانی نہ ہٹوں گا چنانچہ عبد اللہ کے ساتھ دس سے بھی کم صحابہ رہ گئے۔ باقی نے مرکز چھوڑ دیا اور غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے اسی طرف وَعَصَیْتُمْ میں اشارہ فرمایا۔ اور مِنْ بَعْدِ مَا اَرٰىکُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ میں اس فتح عظیم کو ظاہر کیا جیسے مسلمان چاہ رہے تھے۔ آگے ارشاد ہے۔

مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا۔ تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا (آخرت چاہنے والے وہ تھے جو حضرت عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ رہے اور وہیں شہید ہو گئے) پھر تمہارا منہ اس نے پھیر دیا تا کہ تمہیں مبتلائے بلا کیا جائے (اور عین مصیبت میں صابر و ثابت رکھ کر امتحان کیا جائے) وَلَقَدْ عَفَا عَنْکُمْ اور بے شک اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ مومنین کے لیے صاحب فضل ہے۔ آگے ارشاد ہے

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ فَاَثَابَکُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۝

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ۔ وہ وقت یاد کرو جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور

marfat.com

مگر کسی کو نہ دیکھتے تھے اور دوسری جماعت (جو ہمارے حبیب کے ساتھ تھی اس میں) وہ رسول تمہیں پکار رہے تھے (کہ خدا کے بندو میری طرف آؤ) تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا یعنی تم نے جو ہمارے رسول کے حکم کی مخالفت کر کے انہیں غمگین کیا۔ تو اس کے بدلے ہم نے تم کو ہزیمت کے غم میں مبتلا کیا، تاکہ جو تمہارے ہاتھ سے گیا اور جو افتاد پڑی اس پر تم غم نہ کرو اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

اِذْ تُصْعِدُوْنَ۔ جب تم چڑھے جاتے تھے۔ یہ صعود سے بنا۔ اس کے معنی اوپر کو چڑھنا۔ یہاں غزوۂ احد کے ایک خاص منظر کی طرف اشارہ ہے جبکہ تیراندازوں کی غلطی سے فائدہ اٹھا کر مشرکین مکہ نے حملہ کیا اور مسلمان بھاگ کر پہاڑوں پر چڑھے جا رہے تھے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اس وقت رحمت مجسم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بدستور اپنی جگہ رونق افروز تھے اور مسلمانوں کو بزدلی سے روک رہے تھے اور اپنی طرف بلا رہے تھے آخرش حضرت کعب بن مالک نے چلا کر بلایا تو وہ واپس لوٹ کر نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہو گئے۔

غَمًّا بِغَمٍّ۔ غم کے عوض غم یا یہ معنی ہوں گے غم پر غم۔ اس جملہ میں اس حالت کی طرف اشارہ ہے کہ جب فتح کے بعد شکست کے آثار دکھائی دے رہے تھے مسلمانوں کو فتح و کامیابی کے بعد ناکامی کا غم اور دوسرے مجاہدین اسلام کے شہید ہونے کا غم تیسرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کا غم اور پھر مال غنیمت کا ہاتھ سے چلے جانے کا غم۔

وَاللّٰهُ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اس میں سارے مسلمانوں کو خطاب ہے اور عمل سے نیت مراد ہے بدنی اعمال بعض کا ڈر کر بھاگنا اور بعض کا ڈٹ کر رہنا مراد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے وہ جانتا ہے کہ بھاگنے والے مسلمانوں کی نیت خراب نہ تھی۔ آگے ارشاد ہے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ۔ پھر تم پر غم کے بعد چین کی نیند اتاری جو تمہاری جماعت کو گھیرے تھی (یعنی جو رعب و خوف دلوں میں تھا اسے اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا اور امن و راحت کے ساتھ ان پر نیند اتاری یہاں تک کہ مسلمانوں کو غنودگی آ گئی اور نیند نے ان پر غلبہ کیا

اس آیت میں مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے ایک احسان کا ذکر ہے۔ جن لوگوں کے حصہ میں شہادت کی سعادت تھی وہ شہید ہو گئے جو میدان میں باقی تھے ان پر اللہ تعالیٰ نے غنودگی کی کیفیت طاری کر دی۔

چنانچہ حضرت ابو طلحہ فرماتے ہیں کہ روز احد ہم پر نیند چھا گئی۔ ہم میدان میں تھے تلوار ہمارے ہاتھ سے چھوٹ جاتی تھی پھر اٹھاتے تھے یہ نیند اس جماعت پر آئی تھی جو صادق الایمان تھی۔

اس کیفیت کے بعد ان کے دل سے دشمنوں کا تمام خوف ختم ہو گیا۔ غنودگی عین اس وقت آئی جب

marfat.com

غازیان اسلام زخموں سے چور تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرقت کی افواہ نے ان کے ہوش وحواس گم کر دیئے تھے۔

یَغْشٰی۔ ڈھانپ لیا غشی سے یہ لفظ بنا غشا وہ اسی سے ہے اس کے معنی پردہ ہیں یہاں اونگھ مراد ہے اللہ تعالےٰ نے یہ کیفیت طاری کی کہ ان کی تمام تھکان دور کر دی۔ یہ فتح ونصرت کی علامت تھی۔ میدان جہاد میں اصل طاقت ایمان۔ دل کے اطمینان۔ عزم اور حوصلہ کی ہے جو مومن کو ایمان و ایقان سے حاصل ہوتا ہے۔

اور دوسرے طبقے کے متعلق جو منافق تھا اس کے لیے ارشاد ہے۔

وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ۔ اور ایک گروہ کو اپنی جان کی پڑی تھی۔ اللہ پہ بے جا گمان کرتے تھے۔ جاہلیت کے گمان کہتے ہیں کیا اس کام میں کچھ ہمارا بھی اختیار ہے (یعنی جو منافق تھے۔ ان پر اپنی ہی جانوں کی پڑی تھی اور خوف سے سخت پریشان تھی۔ یہاں اللہ تعالےٰ نے مومنین کو منافقین سے اس طرح ممتاز کیا کہ مومنین پر اطمینان کا اور نیند کا غلبہ تھا اور منافقین خوف وہراس میں پریشان تھے۔

ان کو اپنی جان عزیز تھی وہ اس فکر میں ڈوبے ہوئے تھے کہ جان کیوں کر بچائی جائے اس فکر میں ان کو نیند کیونکر آسکتی تھی۔ ان کے دلوں میں چور تھا۔ ان کے دلوں میں باطل خیالات آ رہے تھے کہتے تھے کہ اللہ کا وعدہ کہاں گیا۔ غیبی نصرت کہاں ہے؟ منافقین کو خوف وہراس میں یہ گمان بھی ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ دین الٰہی والوں کی کچھ مدد نہ فرمائے گا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ اب یہ دین بھی باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ۔ فرما دیجئے اختیار تو سارا اللہ کا ہے (یعنی فتح وظفر قضا وقدر سب اس کے ہاتھ میں ہے مگر تم جو اپنے دلوں میں چھپائے ہو اور ظاہر نہیں کرتے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

يُخْفُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ۔ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں وہ تم پر ظاہر نہیں کرتے وہ کیا ہے۔ ارشاد ہوا۔

يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا۔ کہتے ہیں ہمارا کچھ بس ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے یہاں (منافقین اپنا کفر اور وعدہ الٰہی میں اپنا تردد اور مسلمانوں کے ساتھ چلے آنے پر تاسف کر رہے تھے اور کہتے تھے اگر ہمیں معلوم ہوتا تو ہم گھر سے نہ نکلتے اور مسلمانوں کے ساتھ اہل مکہ سے لڑائی نہ لیتے اور نہ ہمارے سردار مارے جاتے۔

منافقین نے یہ باتیں مدینہ میں کی کیونکہ عبد اللہ بن ابی بن سلول جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی اپنے

marfat.com

ساتھیوں کو لے کر مدینہ کو واپس چلا گیا تھا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ منافق لوگوں نے میدان جنگ میں ہی الفاظ کہے تھے۔ یہ فقرہ بروز معتول عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کا تھا۔ اور یہی معتب بن قشیر نے کہا) اس کے جواب میں اللہ تعالے نے فرمایا کہ

قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

فرما دیجئے کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے جب بھی جس کا مارا جانا لکھا جا چکا ہے اپنی قتل گاہوں تک نکل کر آتے (اور گھروں میں بیٹھے رہنا کچھ کام نہ آتا۔ اس لیے کہ قضا وقدر کے سامنے فیصلہ اور تدبیر کی کچھ نہیں چلتی) اور اس لیے کہ اللہ تعالے سینوں کی بات آزما دے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے کھول دے اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے (خواہ وہ منافقانہ ہو یا مخلصانہ اور اس سے کچھ مخفی نہیں اور یہ آزمائش درحقیقت دوسروں کو خبردار کرنے کے لیے تھی۔

اس کے بعد ان لوگوں کا حال بیان ہو رہا ہے جو غزوۂ احد میں بھاگ گئے اور حضور کے ساتھ صرف تیرہ یا چودہ اصحاب باقی رہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ وہ شیطان کے بہکانے سے ایسا کر گذرے ہم نے انہیں معاف کر دیا۔

إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

بیشک وہ جو تم میں سے پیٹھ پھیر گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں۔ انہیں شیطان نے لغزش دی ان کے بعض عملوں کے سبب (یعنی جنگ احد میں جو بھاگ گئے اور انہوں نے حضور کے حکم کے خلاف مرکز چھوڑا یہ شیطانی وسوسہ کی بنا پر ہوا لہذا ہم نے انہیں معاف کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بعض لوگوں سے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق سنا کہ وہ یہ کہہ رہے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ احد سے بھاگ گئے۔ جنگ بدر میں غائب رہے بیعت رضوان میں حاضر نہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر نے ان کو اس کے جواب میں فرمایا کہ جنگ احد کے متعلق اللہ تعالے نے ان سب کو معاف فرما دیا پھر تم اعتراض کرنے والے کون؟ رہا بدر میں شریک نہ ہونا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ جو حضرت عثمان کے عقد میں تھیں سخت بیمار تھیں

marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان کو حکم دیا تھا کہ تم ان کے پاس رہو تمہیں بدر میں شریک ہونے کا ثواب مل جائے گا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہی مقام ہے۔

رہا بیعت رضوان میں موجود نہ ہونا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ میں سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ ان کے جانے کے بعد ان کی شہادت کی خبر پر یہ بیعت کی گئی تھی۔ حضور علیہ السلام نے اپنا ہاتھ عثمان کا ہاتھ قرار دیا اور فرمایا یہ بیعت عثمان کی جانب سے ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا ان باتوں کو مضبوطی سے پکڑ لے۔

بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

با محاورہ ترجمہ تیرھواں رکوع - آل عمران پ۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا خَرَجُوْا فِي الْاَرْضِ
اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا
قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ
وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ۝
وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ
مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

اے ایمان والو! ان کی طرح نہ ہونا جنہوں نے کفر کیا اور کہا اپنے بھائیوں کو جب وہ سفر کو نکلے یا جہاد میں گئے اگر ہوتے ہمارے پاس تم تو نہ مرتے اور نہ قتل کیے جاتے اس لیے کہ اللہ ان کے دلوں میں یہ حسرت رکھے اور اللہ ہی زندہ رکھتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔

اور اگر تم قتل کیے جاؤ اللہ کی راہ میں یا مر جاؤ تو اللہ کی بخشش یقینی ہے اور رحمت بہتر ہے اس سے جو وہ دھن دولت جمع کریں۔

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝
فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ
فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ
شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

اور اگر مرو یا قتل ہو تو یقیناً اللہ ہی کی طرف اٹھو گے۔

تو کتنی اللہ کی رحمت ہے کہ تمہیں اے محبوب نرم دل کیا ان کے لیے اور اگر ہوتے تم تند مزاج سخت دل تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معافی دو ان کے لیے استغفار کرو اور مشورہ لو ان سے کام میں اور جب پختہ ارادہ کر لو تو اللہ پر توکل

marfat.com

الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝

کرو بیشک اللہ کو توکل والے پیارے ہیں۔

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو نہیں غالب آ سکتا تم پر کوئی اور اگر وہ تمہیں ذلیل کرے تو کون ہے جو تمہاری مدد کرے اس کے بعد اور اللہ ہی پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ کچھ چھپا رکھے اور جو چھپا رکھے وہ آئے گا قیامت کے دن چھپائی ہوئی چیز کے ساتھ پھر پوری دی جائے گی ہر جان کو ان کی کمائی اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے۔

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَاۗءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

تو کیا جو پیرو ہوا اللہ کی مرضی کا وہ اس جیسا ہوگا جس نے اللہ کا غضب لے لیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے لوٹنے کی۔

ھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

وہ درجہ درجہ ہیں اللہ کے پاس اور اللہ ان کے کام دیکھتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ يَتْلُوْا عَلَيْھِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْھِمْ وَيُعَلِّمُھُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مومنوں پر کہ ان میں انہی میں سے بھیجا ایک رسول جو پڑھتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور انہیں پاک کرتا ہے اور سکھاتا ہے انہیں کتاب و حکمت اور وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْھَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

کیا جب تمہیں پہنچی کوئی مصیبت تو اس سے دو چند تم پہنچا چکے ہو تو کہنے لگو کہ یہ کہاں سے آئی فرما دیجئے کہ وہ تمہاری طرف سے ہی آئی بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور جو مصیبت تم پر آئی جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں وہ اللہ کے حکم سے تھی اور اس لیے کہ پہچان کرائے ایمان والوں کی۔

marfat.com

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝

اور اس لیے کہ پہچان کرا دے ان کی جو منافق ہیں اور ان سے کہا گیا کہ آؤ لڑو اللہ کی راہ میں یا دشمن کو دفع کرو بولے اگر ہم لڑائی ہوتی جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے وہ کفر کے لیے اس دن زیادہ قریب تھے بہ نسبت ایمان کی کہتے ہیں اپنے منہ سے جو ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ جانتا ہے جو چھپائے ہوئے ہیں۔

الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝

وہ جنہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا اور بیٹھ گئے کہ وہ ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے فرما دیجئے کہ تم اپنی موت ہی ٹال دو اگر تم سچے ہو۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝

اور نہ گمان کرو انہیں جو قتل ہوئے راہ خدا میں مرا ہوا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں۔

فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

شاد ہیں اس پر جو دیا انہیں اللہ نے اپنے فضل سے اور خوشیاں منا رہے ہیں ان کی جو ابھی ان سے نہ ملے پچھلے لوگ کہ نہیں خوف ان پر اور نہ کچھ غم۔

يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت کی اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مومنین کا۔

لفظی ترجمہ

یَا۔ اے	اَیُّھَا۔ وہ	الَّذِیْنَ۔ لوگ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو
لَا۔ تم	تَکُوْنُوْا۔ ہو جاؤ	کَالَّذِیْنَ۔ ان کی طرح	کَفَرُوْا۔ جو کافر ہوئے
وَ۔ اور	قَالُوْا۔ بولے	لِاِخْوَانِھِمْ۔ اپنے بھائیوں سے	اِذَا۔ جب
ضَرَبُوْا۔ وہ نکلے	فِی۔ میں	الْاَرْضِ۔ زمین کے	اَوْ۔ یا
کَانُوْا۔ تھے	غُزًّی۔ لڑتے	لَوْ۔ اگر	کَانُوْا۔ ہوتے تم
عِنْدَ۔ پاس	نَا۔ ہمارے تو	مَا۔ نہ	مَاتُوْا۔ مرتے

marfat.com

وَ ۔ اور	مَا ۔ نہ	قُتِلُوْا ۔ قتل ہوتے	لِيَجْعَلَ ۔ تاکہ کرے
اللّٰہُ ۔ اللہ	ذٰلِكَ ۔ یہ	حَسْرَةً ۔ حسرت	فِيْ ۔ بیچ
قُلُوْبِهِمْ ۔ انکے دلوں کے	وَ ۔ اور	اللّٰہُ ۔ اللہ	يُحْيِيْ ۔ زندہ کرتا
وَ ۔ اور	يُمِيْتُ ۔ مارتا ہے	وَ ۔ اور	اللّٰہُ ۔ اللہ
بِمَا ۔ اس کو جو	تَعْمَلُوْنَ ۔ تم کرتے ہو	بَصِيْرٌ ۔ دیکھنے والا ہے	وَ ۔ اور
لَئِنْ ۔ اگر	قُتِلْتُمْ ۔ تم مارے جاؤ	فِيْ ۔ بیچ	سَبِيْلِ ۔ راہ
اللّٰهِ ۔ اللہ کے	اَوْ ۔ یا	مُتُّمْ ۔ مرو تم	لَمَغْفِرَةٌ ۔ تو بخشش ہے
مِنَ اللّٰهِ ۔ اللہ کی	وَ ۔ اور	رَحْمَةٌ ۔ اور رحمت	خَيْرٌ ۔ بہتر ہے
مِمَّا ۔ اس سے جو وہ	يَجْمَعُوْنَ ۔ جمع کرتے ہیں	وَ ۔ اور	لَئِنْ ۔ اگر
مُتُّمْ ۔ مرجاؤ تم	اَوْ ۔ یا	قُتِلْتُمْ ۔ قتل ہو جاؤ	لَاِ ۔ تو یقیناً
اِلَى ۔ طرف	اللّٰهِ ۔ اللہ کی	تُحْشَرُوْنَ ۔ اکٹھے کیے جاؤ گے	فَبِمَا ۔ تو کتنی
رَحْمَةٍ ۔ رحمت ہے	مِّنَ اللّٰهِ ۔ اللہ کی کہ	لِنْتَ ۔ آپ نرم ہیں	لَهُمْ ۔ انکے لیے
وَ ۔ اور	لَوْ ۔ اگر	كُنْتَ ۔ آپ ہوتے	فَظًّا ۔ تند مزاج
غَلِيْظَ ۔ سخت	الْقَلْبِ ۔ دل	لَانْفَضُّوْا ۔ تو وہ دور جاتے سب	
مِنْ حَوْلِكَ ۔ آپ کے اردگرد سے		فَاعْفُ ۔ تو معاف کرو	عَنْهُمْ ۔ ان کو
وَ ۔ اور	اسْتَغْفِرْ ۔ بخشش مانگو	لَهُمْ ۔ ان کے لیے	وَ ۔ اور
شَاوِرْ ۔ مشورہ کرو	هُمْ ۔ ان سے	فِيْ ۔ بیچ	الْاَمْرِ ۔ کام کے
فَاِذَا ۔ پھر جب	عَزَمْتَ ۔ پختہ ارادہ کرلو	فَتَوَكَّلْ ۔ تو بھروسہ کرو	عَلَى ۔ اوپر
اللّٰهِ ۔ اللہ کے	اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰهَ ۔ اللہ	يُحِبُّ ۔ پسند کرتا ہے
الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۔ بھروسہ کرنے والوں کو		اِنْ ۔ اگر	يَّنْصُرْكُمُ ۔ مدد کرے تمہاری
اللّٰهُ ۔ اللہ	فَلَا ۔ تو نہیں کوئی	غَالِبَ ۔ غالب آنے والا	لَكُمْ ۔ تم پر
وَ ۔ اور	اِنْ ۔ اگر	يَّخْذُلْكُمْ ۔ ذلیل کرے تم کو	فَمَنْ ۔ تو کون ہے
ذَا الَّذِيْ ۔ وہ جو	يَنْصُرُ ۔ مدد دے	كُمْ ۔ تم کو	مِّنْ بَعْدِهٖ ۔ اس کے بعد
وَ ۔ اور	عَلَى ۔ اوپر	اللّٰهِ ۔ اللہ کے	فَلْيَتَوَكَّلِ ۔ بھروسہ کرنا چاہیے
الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ مومنوں کو	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہیں	كَانَ ۔ ہے

marfat.com

لِنَبِیٍّ۔ کسی نبی کو زیبا	اَنْ۔ یہ کہ	یَّغُلَّ۔ چھپائے	وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	یَّغْلُلْ۔ چھپائے گا	یَاْتِ۔ لائے گا	بِمَا۔ جو کچھ
غَلَّ۔ اس نے چھپایا	یَوْمَ۔ دن	الْقِیٰمَةِ۔ قیامت کے	ثُمَّ۔ پھر
تُوَفّٰی۔ پورا دیا جائیگا	كُلُّ۔ ہر	نَفْسٍ۔ آدمی کو	مَّا۔ جو
كَسَبَتْ۔ اس نے کمایا	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ	لَا۔ نہ
یُظْلَمُوْنَ۔ ظلم کیے جائینگے	اَفَمَنِ۔ تو کیا جو	اتَّبَعَ۔ پیروی کرے	رِضْوَانَ۔ رضامندی
اللّٰهِ۔ اللہ کی	كَمَنْ۔ وہ اس کی طرح ہے جو	بَآءَ۔ پھرا	بِسَخَطٍ۔ ناراضگی
مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ کی لے کر	وَ۔ اور	مَاْوٰىهُ۔ اس کا ٹھکانا	جَهَنَّمُ۔ جہنم ہے
وَ۔ اور	بِئْسَ۔ برا ہے	الْمَصِیْرُ۔ ٹھکانہ	هُمْ۔ انکے
دَرَجٰتٌ۔ درجے ہیں	عِنْدَ۔ پاس	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ	بَصِیْرٌ۔ دیکھتا ہے	بِمَا۔ جو وہ	یَعْمَلُوْنَ۔ کرتے ہیں
لَقَدْ۔ بیشک	مَنَّ۔ احسان کیا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	عَلَی۔ اوپر
الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کے	اِذْ۔ جبکہ	بَعَثَ۔ بھیجا	فِیْهِمْ۔ ان میں
رَسُوْلًا۔ رسول	مِّنْ اَنْفُسِهِمْ۔ انہیں میں سے جو		یَتْلُوْا۔ پڑھتا ہے
عَلَیْهِمْ۔ ان پر	اٰیٰتِهٖ۔ اسکی آیتیں	وَ۔ اور	یُزَكِّیْهِمْ۔ پاک کرتا ہے انکو
وَ۔ اور	یُعَلِّمُهُمُ۔ سکھاتا ہے ان کو	الْكِتٰبَ۔ کتاب	وَ۔ اور
الْحِكْمَةَ۔ حکمت	وَ۔ اور	اِنْ۔ بیشک	كَانُوْا۔ تھے وہ
مِنْ قَبْلُ۔ اس سے پہلے	لَفِیْ۔ بیچ	ضَلٰلٍ۔ گمراہی	مُّبِیْنٍ۔ ظاہر کے
اَوَ۔ کیا	لَمَّآ۔ جب	اَصَابَتْكُمْ۔ پہنچی تم کو	مُّصِیْبَةٌ۔ مصیبت
قَدْ۔ کہ بیشک	اَصَبْتُمْ۔ پہنچا چکے تھے تم	مِّثْلَیْهَا۔ اس سے دگنی	قُلْتُمْ۔ تم نے کہا
اَنّٰى۔ کہاں سے ہے	هٰذَا۔ یہ	قُلْ۔ کہو	هُوَ۔ وہ
مِنْ عِنْدِ۔ پاس سے	اَنْفُسِكُمْ۔ تمہاری جانوں کے	اِنَّ۔ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ
عَلٰی۔ اوپر	كُلِّ۔ ہر	شَیْءٍ۔ چیز کے	قَدِیْرٌ۔ قادر ہے
وَ۔ اور	مَآ۔ جو	اَصَابَكُمْ۔ پہنچے تم کو	یَوْمَ۔ دن
الْتَقَی۔ ملاقات	الْجَمْعٰنِ۔ دو جماعتوں کے تو	فَبِاِذْنِ۔ حکم	اللّٰهِ۔ الٰہی سے ہے

marfat.com

وَ۔ اور	لِيَعْلَمَ۔ تاکہ ظاہر کرے	الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں کو	وَ۔ اور
لِيَعْلَمَ۔ تاکہ ظاہر کرے	الَّذِيْنَ۔ ان کو جو	نَافَقُوْا۔ منافق ہیں	وَ۔ اور
قِيْلَ۔ کہا گیا	لَهُمْ۔ ان کو	تَعَالَوْا۔ آؤ	قَاتِلُوْا۔ لڑائی کرو
فِيْ۔ بیچ	سَبِيْلِ۔ راہ	اللّٰهِ۔ اللہ کے	اَوِ۔ یا
ادْفَعُوْا۔ مدافعت کرو	قَالُوْا۔ کہتے ہیں	لَوْ۔ اگر	نَعْلَمُ۔ ہم جانتے
قِتَالًا۔ لڑائی کرنا	لَّاتَّبَعْنٰكُمْ۔ تو ہم تمہاری پیروی کرتے		هُمْ۔ وہ
لِلْكُفْرِ۔ کفر کے	يَوْمَئِذٍ۔ اس دن	اَقْرَبُ۔ زیادہ قریب تھے	مِنْهُمْ۔ ان کے
لِلْاِيْمَانِ۔ ایمان سے	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں	بِاَفْوَاهِهِمْ۔ اپنے مونہوں سے	مَّا۔ جو
لَيْسَ۔ نہیں	فِيْ۔ بیچ	قُلُوْبِهِمْ۔ ان کے دلوں کے	وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ	اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے	بِمَا۔ جو کچھ	يَكْتُمُوْنَ۔ وہ چھپاتے ہیں
اَلَّذِيْنَ۔ وہ جنہوں نے	قَالُوْا۔ کہا	لِاِخْوَانِهِمْ۔ اپنے بھائیوں کو	
وَ۔ اور	قَعَدُوْا۔ بیٹھ رہے	لَوْ۔ اگر	اَطَاعُوْنَا۔ کہا مانتے ہمارا
مَا۔ تو نہ	قُتِلُوْا۔ مارے جاتے	قُلْ۔ کہہ	فَادْرَءُوْا۔ ہٹا لو
عَنْ اَنْفُسِكُمُ۔ اپنی جانوں سے		الْمَوْتَ۔ موت	اِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم	صٰدِقِيْنَ۔ سچے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
تَحْسَبَنَّ۔ خیال کر	الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں کو جو	قُتِلُوْا۔ مارے گئے	فِيْ۔ بیچ
سَبِيْلِ۔ راہ	اللّٰهِ۔ خدا کے	اَمْوَاتًا۔ مردے	بَلْ۔ بلکہ
اَحْيَآءٌ۔ زندہ ہیں	عِنْدَ۔ پاس	رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کے	يُرْزَقُوْنَ۔ کھاتے ہیں
فَرِحِيْنَ۔ خوش ہیں	بِمَآ۔ اس پر جو	اٰتٰهُمُ۔ دیا ان کو	اللّٰهُ۔ اللہ نے
مِنْ فَضْلِهٖ۔ اپنے فضل سے		وَ۔ اور	يَسْتَبْشِرُوْنَ۔ خوشیاں
مناتے ہیں	بِالَّذِيْنَ۔ ان پر	لَمْ۔ جو نہیں	يَلْحَقُوْا۔ ملے
بِهِمْ۔ انہیں	مِنْ خَلْفِهِمْ۔ پیچھے سے کہ		اَلَّا۔ یہ کہ نہیں
خَوْفٌ۔ خوف	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
هُمْ۔ وہ	يَحْزَنُوْنَ۔ غم کھاتے ہیں	يَسْتَبْشِرُوْنَ۔ خوشیاں مناتے ہیں	
بِنِعْمَةٍ۔ نعمتوں کے	مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے	وَ۔ اور	فَضْلٍ۔ فضل کے

marfat.com

وَ - اور ـ اِنَّ - بیشک ـ اللّٰہَ - اللہ ـ لَا - نہیں
یُضِیْعُ - ضائع کرتا ـ اَجْرَ - اجر ـ الْمُؤْمِنِیْنَ - مومنوں کا۔

مختصر تفسیر بارہواں رکوع ـ آل عمران ـ پ۴

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ
اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا لِیَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ وَ
اللّٰهُ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ
مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۝ وَ لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

اے ایمان والو نہ ہونا ان جیسے جنہوں نے کفر کیا اور کہا اپنے بھائیوں کو جب وہ سفر میں گئے یا جہاد کو گئے کہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل کیے جاتے اس لیے کہ اللہ ان کے دلوں میں اس کا افسوس رکھے اور اللہ ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور بیشک اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی بخشش اور رحمت ان کے جمع کیے ہوئے مال سے بہتر ہے اور اگر تم مرو یا مارے جاؤ تو اللہ کی طرف اٹھنا ہے۔

ابو داؤد نے مرفوعاً حضرت ابن عمر اور طبرانی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرتا ہے وہ ان ہی میں شمار ہو جاتا ہے جبکہ وہ مشابہت باعث کفر ہو کیونکہ جو واقعہ آگے آ رہا ہے اس میں تقدیر کا انکار ہے جو صریح کفر ہے۔

ان آیات کریمہ میں ان لوگوں کا حال بیان فرمایا گیا جو سفر میں یا جہاد میں مر گئے اور شہید ہوئے منافقین نے ملامت کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم ہمارے کہنے پر چلتے تو ایسا نہ ہوتا۔ اس کا جواب دیا گیا کہ موت و حیات اللہ کے اختیار میں ہے وہ چاہے تو مسافر و غازی کو سلامت رکھے اور اس کے گھر بخیریت واپس لائے اور گھر میں محفوظ بیٹھے ہوؤں کو ان کے بستروں پر ایڑیاں رگڑوا کر موت دے ان منافقین کے پاس بیٹھ رہنا کیا کسی کو موت سے بچا سکتا ہے اور جہاد میں جانے سے موت لازم نہیں البتہ اگر آدمی جہاد میں مارا جائے تو وہ مرنا گھر کی موت سے بدرجہا بہتر و افضل ہے۔ لہٰذا منافقین کا یہ قول باطل ہے بلکہ فریب دہی کے مترادف ہے کہ یہاں ہوتے تو نہ مرتے۔ ان کا مقصد مسلمانوں کو جہاد سے نفرت دلانا ہے۔
جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کو جہاد سے نفرت دلائی۔

marfat.com

لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ. تاکہ اس گمان سے اللہ تعالےٰ ان کے دلوں میں افسوس ڈالے۔ اس کے معنی بعض مفسرین نے اس طرح کیے کہ منافقین کی زبان اور دل میں ایسی باتیں اللہ تعالےٰ نے اس لیے جاری کیں کہ ان میں ہمیشہ حسرت و افسوس ہی رہے وہ آخرت میں بھی حسرت و افسوس ہی کرتے رہیں کہ مسلمان ہماری مانند نہ ہوئے بعض شیعہ بعض فاتح۔

وَاللّٰهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ. اس آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مارنا اور زندہ کرنا ہمارے اختیار میں ہے۔ اس میں کسی کا دخل نہیں اللہ تعالےٰ سب کی نیت کو جانتا ہے وہ جو کام کرتے ہیں اللہ انہیں دیکھتا ہے ہر ایک مناسب حال بدلہ دے گا۔ آگے فرماتا ہے اگر تم میری راہ میں مر جاؤ یا مارے جاؤ تو۔

لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ. تو تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے تم پر رحمتیں ہوں گی۔

اللہ کی راہ میں مرجانا اس کے عوض اللہ کا دیا ہوا صلہ ملنا اس چیز سے کہیں زیادہ بہتر ہے جسے حاصل کرنے کے لیے منافقین اور کفار موت سے بچنے کے لیے زور لگا رہے ہیں۔ اگر تم جہاد کے لیے نہ نکلو اور کچھ دیر کے لیے بچ بھی جاؤ تو کیا تم کبھی نہ مروگے یا نہ مارے جاؤ گے مرنا تو ہر حالت میں ہے پھر تم سب اللہ کے حضور جمع ہوگے اس وقت پتہ چل جائے گا کہ جو خوش قسمت اللہ کی راہ میں مرے یا مارے گئے ان پر اللہ تعالےٰ کی کیسی کیسی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

راہ خدا میں مرنے سے جو درجات ملتے ہیں وہ گھر کے مرنے سے بدرجہا افضل و بہتر ہیں اور بہر صورت سب کو اللہ تعالےٰ کی طرف لوٹنا ہے جیسا کہ فرمایا لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُونَ۔ اس میں مقام عبدیت کے تین مقام بیان فرمائے گئے۔

پہلا مقام تو یہ ہے کہ بندہ اللہ کی عبادت بخوف دوزخ کرے تو اسے عذاب نار سے امن دیا جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ۔

دوسرا مقام یہ ہے کہ بندہ شوق جنت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اسکی طرف وَرَحْمَةٌ میں اشارہ فرمایا کیونکہ رحمت بھی جنت کا نام ہے۔

تیسرا مقام یہ ہے کہ بندہ مخلصانہ طور پر عشق الٰہی میں ذات واحد کی محبت میں عبادت کرے اسکا مقصد اس عبادت میں اس کی ذات کے سوا اور کچھ نہ ہو تو ہے اللہ تعالےٰ اپنے دائرہ کرامت میں اپنی تجلی سے نوازے گا۔ اس کی طرف اشارہ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُونَ میں فرمایا گیا۔

پھر تم سب حضور خدا میں جمع ہوگے اس وقت پتہ چل جائے گا کہ جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے یا قتل کیے

marfat.com

گئے ان پر اللہ تعالےٰ کی کیسی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور جو کفر کی موت مرے ان پر کیا عذاب ہوتا ہے۔

آگے کی آیت کریمہ میں حضور کے خلق عظیم اور رحمت و شفقت کا تذکرہ فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ
عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ

تو کیسی اللہ کی رحمت ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور آپ کے مزاج اقدس میں اس درجہ لطف و کرم ہے کہ روز احد میں بھی ان لوگوں پر غضب نہ فرمایا جو خلاف حکم اپنی مرضی سے درّہ احد چھوڑ کر مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے تھے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے (اور ہر بات میں ان پر شدت و غلظت فرماتے) تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو کر بکھر جاتے تو آپ انہیں معاف فرمائیں اور ان کے استغفار کریں (تاکہ اللہ آپ کی طلب بخشش کی بدولت انہیں معاف فرما دے) اور کاموں میں ان سے مشورہ لیں (اس لیے کہ اس استشارہ کرنے میں ان کی دلداری اور دلجوئی بھی ہے اور ان کی عزت افزائی بھی اور آپ کی طرف سے یہ سنت فعلی بھی عام ہو جائے گی کہ مشورہ کرنا مسنون ہے اس سے آئندہ امت نفع اٹھاتی رہے گی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ جو بات ہم کتاب و سنت میں نہ پائیں اس میں کیا طریق اختیار کریں؟ آپ نے فرمایا عبادت گزار اہل ذکر سے مشورہ کرو اس حدیث سے باہمی مشوروں کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

تعریف مشورہ

مشورے کے معنی ہیں کسی امر میں رائے لینا۔ اس سے اجتہاد کا جواز اور قیاس کا حجت ہونا بھی ثابت ہوتا ہے (مدارک۔ خازن)

اور پھر جب کسی کام کا ارادہ پختہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو (توکل کہتے ہیں اللہ پر اعتماد کرنا اور اپنے تمام کام اس کے سپرد کر دینا۔ مقصود یہ ہے کہ بندہ اللہ پر اتنا اعتماد کرے کہ تمام کام اسی کی رضا پر موقوف رکھے اور اس سے مشورہ کا خلاف نہیں۔ اس لیے کہ مشورہ کرکے توکل رکھنا ممنوع نہیں) بیشک اللہ محبوب رکھتا ہے توکل والوں کو۔

شان نزول: غزوہ احد کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ دربار اقدس میں حاضر آئیں اور اپنے شوہر پر ناراضگی کا اظہار کیا کہ عفان کے فرزند نے یہ کیا کیا وہ آئندہ کسی کلیدی ذمہ داری کے

marfat.com

قابل نہیں رہے۔ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے ہتھیار دہر رہے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ نے ان کی بیوی کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آج عثمان نے ہم کو رسوا کیا حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو منع فرمایا اور فرمایا بس بس آگے کچھ نہ کہنا۔ حضرت عثمان غنی اعلان کے ساتھی مدینہ منورہ پہنچے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان اور ان کے رفقاء کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا لَقَدْ ذَهَبْتُمْ فِيهَا عَرِيضَةً۔ بھائی تم اس دن بہت بہت دور چلے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خلق کریمانہ کی تعریف فرمائی اس اخلاق کو رحمت قرار دیا۔ (تفسیر کبیر)

اس کے بعد واضح کیا گیا کہ اللہ کی اعانت و نصرت کے مقابل دنیا کی طاقت ہیچ ہے اور اگر وہ غضب فرمائے تو دنیا کی اعانت اسے نہیں روک سکتی کما قال تعالےٰ۔

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۰۔ اگر اللہ مدد فرمائے تمہاری تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور حقیقت ہے کہ اعانت الٰہی وہی حاصل کر سکتا ہے جو اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ نہیں کرتا اور رحمت الٰہی کا امیدوار رہتا ہے) اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو تمہاری مدد کرے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسا چاہیئے یعنی اپنے تمام کام اللہ کے حوالے کر کے اس پر اعتماد کرو۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی شان تھی غزوۂ احد میں مسلح ہو کر تشریف لائے بعض صحابہ نے عرض کی حضور ہمارا منشایہ ہرگز نہ تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ ہتھیار باندھ کر بغیر مقابلہ کے ہتھیار کھول دے بلکہ اللہ پر بھروسا کرو۔ مشورہ تو محض چند آراء کا علم ہے اور بھروسا اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتا ہے۔

تعریف توکل

اللہ تعالےٰ سے التجا کرنا۔ بعض نے کہا کہ توکل یہ ہے کہ روزی کی خواہش نفسانی کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہ کی جائے۔

بعض نے کہا کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو معین حقیقی نہ جانو اسی پر بھروسہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کے ستر ہزار آدمی بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول وہ کون لوگ ہوں گے ارشاد فرمایا وہ لوگ جو نہ داغ لگواتے ہیں نہ منتر کراتے ہیں نہ فال بد لیتے ہیں بلکہ اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرتے ہیں

marfat.com

منتر سے مراد وہ علوم ہیں جو غیر مسلموں نے ایجاد کیے۔

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر تم اللہ تعالٰے پر پورا توکل کرو تو اللہ تعالٰے تم کو بالضمانت اسی طرح روزی دے گا جیسے پرندوں کو کہ وہ صبح بھوکے جاتے ہیں شام کو پیٹ بھر کر آتے ہیں۔

اس کے بعد نبی کا دامن پاک ظاہر فرماتے ہوئے بتایا کہ انبیاء الٰہی معصوم ہیں کہ ان کے متعلق کسی چیز کے چھپانے کا الزام بھی توہین انبیاء ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا
كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ
وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝

اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ کچھ چھپا رکھے (اس لیے کہ یہ شان نبوت کے خلاف ہے اور انبیاء کرام سب معصوم ہیں ایسا ممکن نہیں وہ دین اصغر دین میں غلول نہیں کر سکتے اور جو ایسا کرے سو اور گویا یہ چیزیں اللہ تعالٰے کی طرف مثل غلام احمد قادیانی منسوب کر کے پیش کرے اس کا حکم ہے کہ جو چھپائے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا پھر ہر جان کو اس کی کمائی پوری پوری دی جائے گی اور ان پر ظلم ہرگز نہ ہوگا۔

یَغُلَّ۔ مضارع ہے اس کے معنی چھپانا ہے اس لفظ کے تین معنی ہوں گے۔

الف۔ کسی نبی کے متعلق یہ جائز نہیں کہ انہیں خیانت کا الزام لگایا جائے۔

ب۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی نبی خائن ہو۔

ج۔ قیامت تک جہاد کی غنیمتیں نبی کے تصرف میں ہیں ان میں خیانت کرنے والا نبی کا مجرم ہوگا۔

تفسیر کبیر

وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ مَا غَلَّ سے مراد خیانت کیا ہوا سارا مال ہے جو بہت ہی زیادہ وزنی ہو کر خائن کی گردن پر رکھا جائے گا جس سے وہ رسوا ہوگا۔

یوم قیامت سے مراد مخلوق کا قبروں سے اٹھ کر جنت دوزخ میں پہنچنے تک کا وقت ہے یہ پچاس ہزار سال کا زمانہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر والے سال حضور پر نور سید عالم التشور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے اس وقت سوائے مال غنیمت۔ اسباب چاندی سونے کے کچھ نہ تھا۔

marfat.com

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رفاعہ بن زید نے ایک حبشی غلام پیش کیا اس کا مدعم تھا وہ غلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کجاوہ اونٹ سے اتار رہا تھا کہ دفعتہً ایک تیر اس کے لگا اور وہ جاں بحق ہوگیا۔ حاضرین نے کہا هَنِيئًا لَهُ الْجَنَّةُ جنت اسے مبارک ہو۔ شافع محشر نبی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں میں نے اس کو کمبل کے بدلے دوزخ میں دیکھا ہے۔ اس واقعہ کی خبر جب لوگوں کو ہوئی تو کوئی ایک تسمہ کوئی دو تسمے لیے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ آگ ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی بھاری خیانت ایک گز زمین ہے۔ دو آدمی پڑوسی ہوں اور ایک دوسرے کی زمین سے گز بھر کاٹ کر اپنی زمین میں ملالے۔ قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر کرکرہ نامی ایک شخص نگران تھا اس کا انتقال ہوگیا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا یہ دوزخ میں ہے صحابہ کرام نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں ایک عبا جو اس نے خیانت کرکے دبائی تھی نکلی (بخاری)

شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جنگ بدر میں ایک سرخ چادر جو غنیمت میں آئی تھی گم ہوگئی۔ تلاش کرنے پر نہ ملی بعض منافقین نے کہا کہ وہ چادر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لے لی ہوگی اس کی تردید فرمائی گئی کہ غنیمت میں سے چھپا کر لینا نبی کے لیے حلال نہیں اس آیت میں نہایت اعلیٰ شان سے صفائی پیش کی گئی۔

جنگ احد میں مورچہ پر جو پچاس تیرانداز حفاظت کے لیے مامور تھے انہوں نے مسلمانوں کی کامیابی و فتحیابی دیکھی تو یہ حضرات صرف غنیمت کے لالچ میں ہٹ گئے اس خیال سے مورچہ کو خالی چھوڑ دیا کہ شاید حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم یہ اعلان فرمادیں کہ جس نے مال غنیمت حاصل کرلیا ہے وہ اسی کا ہے شاید ہم وہ مال حاصل نہ کرسکیں اس کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوگئی۔ (روح المعانی)

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَن بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ تو کیا جو اللہ کی مرضی پر چلا اور اس کی نافرمانی سے مجتنب رہا جیسے کہ مہاجرین و انصار اور صالحین امت، وہ اس جیسا ہوگا جس نے اللہ کا غضب سر لیا اور مخالص نافرمان ہوا جیسے منافقین و کفار اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے پہنچنے کی۔

مَنْ سے مراد سارے انسان ہیں فرشتے جن داخل نہیں اتباع کے معنی ہیں کسی کے پیچھے پیچھے

marfat.com

چلنا۔ یہاں اس کا مفعول رضوان ہے اس لیے یہاں اتباع سے مراد حصول کے لیے سعی کرنا ہے۔ یہ کامیابی
انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے۔

رِضْوَان۔ یعنی رضا و خوشنودی کے ہیں۔ اچھا وہ شخص ہے جو اللہ کی رضا تلاش کرے۔ رضائے
الٰہی سے مراد یا تو ایمان لے آنا ہے یا نیک عمل کرنا ہے۔ یہ دونوں چیزیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے
اتباع میں موجود ہیں۔

كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ میں کفار و منافقین ہیں جنہوں نے اللہ کا غضب سر لیا اور خالص نافرمان ہوا۔
اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ۔ وہ اللہ تعالے کے یہاں بڑے درجوں
پر ہیں۔ ان کے لیے ہر ایک کی منزلت اور مقام جدا جدا ہے، اور اللہ ان کے کام دیکھتا ہے۔

اس کے بعد مومنین پر احسان اور انہیں تعلیم کتاب و حکمت دین کا مذاکرہ فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہے
لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ
یُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝
بے شک اللہ نے بڑا احسان فرمایا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں
پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ یقیناً تھے اس سے پہلے
کھلی گمراہی میں۔

مَنَّ صیغہ ماضی ہے مَنّ سے ماخوذ ہے۔ مَنّ نعمت عظیمہ کو کہتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ حضور
عالم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت ہمارے لیے نعمت عظیمہ ہے اس لیے کہ مخلوق کی پیدائش جہل و
عدم درایت اور قلت فہم اور نقصان عقل کے ساتھ ہوئی تو اللہ تعالے نے حضور سید رسل کریم علیہ افضل الصلوۃ
واکمل التسلیم کو ان میں مبعوث فرما کر انہیں گمراہی سے رہائی دی اور اس ذات ستودہ صفات کی بدولت
انہیں بصارت و بصیرت عطا کی۔ انہیں جہل سے نکالا اور انہیں راہ راست کی ہدایت کی اور حضور کے طفیل
میں بیشمار نعمتوں سے نوازا اور ایسے کریم رؤف و رحیم کو بھیجا جو ان کے حال پر شفقت و کرم فرمانے والا ان
کے لیے موجب فخر و شرف ہے جس کے احوال زہد و ورع، راستبازی و دیانتداری خصائل جمیلہ اخلاق حمیدہ سے
وہ خود واقف ہیں۔ اس لیے کہ انہی میں سے آپ کا ظہور ہوا۔

اور کتاب و حکمت سکھانے سے مراد قرآن کریم سنانا پڑھانا ہے جس سے ان کے کان اس سے پہلے کبھی
آشنا نہ تھے۔ قرآن پاک کی تعلیم کے لیے انبیاء آئے۔ اور قرآن کو سمجھنے کے لیے فرامین رسول کی ضرورت ہے۔

marfat.com

اور نیز تفہیم فرما کر اس امر کو واضح کیا کہ انہیں کفر و ضلالت اور ارتکاب محرمات و معاصی اور خصائل ناپسندیدہ اور ملکات رذیلہ ظلمات نفس سے وہ پاک کیے گئے اور ایسے پاک کیے گئے کہ جن دماغوں میں نخوت و نخوت بھری تھی وہ سودائے محبت کا خزانہ بن گئے جن دلوں میں بغض و حسد و عناد اور انتقام کے جذبات ابھرے ہوتے تھے ان میں اخلاص و محبت و وداد و رقت بھر گئی۔ سب بھائی بھائی ہو گئے اور نفس کی قوت علمیہ و عملیہ دونوں کی تکمیل ہو گئی۔ اگرچہ اس سے پہلے کھلی گمراہی کے شکار تھے حق و باطل نیک و بد میں قطعی امتیاز نہ کر سکتے تھے جہالت کی نابینائی میں مبتلا تھے۔ پھر نور مجسم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم محبت نے اس قوم کو ہادی و معلم بنا دیا۔

ہے جہاں میں جن کی چمک دمک ہے چمن میں جن کی چہل پہل
وہی اک مدینہ کے چاند ہیں سب انہی کے دم کی بہار ہے

اس کے بعد تسلی دی گئی کہ مصائب و آلام سے گھبرانا مومن کا کام نہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچی (یعنی کہ جنگ احد میں پہنچی کہ تم میں سے ستر قتل ہو گئے) تو اس سے دو چند گو کہ تم انہیں پہنچا چکے ہو (چنانچہ بدر میں تم نے ان کے ستر کو قتل کیا اور ستر گرفتار کیے) پھر تمہارا یہ پوچھنا کہ (أَنَّىٰ هَٰذَا) کہتے ہو یہ کہاں سے آئی (اور یہ مصیبت کیوں آئی جبکہ ہم مسلمان ہیں اور ہم میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں) تو فرما دیجئے کہ وہ تمہاری ہی طرف سے آئی (اس لیے کہ تم نے ہمارے حبیب کی مرضی کے خلاف اول تو مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کرنے پر اصرار کیا پھر وہاں پہنچ کر حضور کی شدید مخالفت کی۔ تم غنیمت حاصل کرنے کے لیے مرکز کو چھوڑ کر نکل پڑے یہ سبب تھا جس کی وجہ سے تمہارے اوپر قتل و ہزیمت کی مصیبت آئی) بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ چاہتا تو تمہیں امتحان میں نہ ڈالتا آگے اسی کی اور وضاحت فرمائی جا رہی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝

marfat.com

اور وہ مصیبت جو تم پر آئی (یعنی احد میں) جس دن دونوں فوجیں مل گئیں (یعنی مومنین و مشرکین کی)
وہ اللہ کے علم سے تھی اور اس لیے کہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی۔
اور اس لیے کہ پہچان کرا دے ان کی جو منافق ہوئے اور ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن
کو دفع کرو (یعنی عبد اللہ بن ابی بن سلول وغیرہ منافقین کو شریک کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمن کا
مقابلہ کریں یا اسے دفع کریں۔ مسلمانوں کی تعداد بڑھا کر حفاظت دین کریں مگر ان سے حفاظت تو کیا ہو
سکتی تھی وہ ظاہر کر دیے گئے کہ یہ مسلمان نہیں بلکہ درحقیقت منافق ہیں اگرچہ) بولے اگر ہم لڑائی جانتے
ہوتی تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب تھے اپنے منہ
سے کہتے ہیں (یعنی ظاہرداری کرتے ہیں) مگر ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں
(یعنی ان کی بے ایمانی نفاق پردہ دری کا خدا کو علم ہے)
وہ جنہوں نے اپنے بھائیوں کے (یعنی ہم قبیلہ برادری کے) بارے میں کہا اور آپ بیٹھ رہے کہ وہ
ہمارا کہا مانتے (یعنی جہاد میں حضور کے ساتھ نہ جاتے) تو نہ مارے جاتے۔ فرما دیجئے تو اپنی ہی موت ٹال دو اگر
سچے ہو (اسی دن ستر منافق گھر میں رہتے ہوئے مر گئے اور وہ اپنی جان نہ بچا سکے)
يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ جس دن دو فوجیں ملیں اور آپس میں مڈبھیڑ ہوئی جنگ شروع ہونے سے پہلے
منافقوں کا سردار عبد اللہ بن ابی بن سلول تین سو آدمیوں کو ساتھ لے کر آیا اور واپس جانے لگا تو اسے کہا گیا
کہ کہاں جاتے ہو۔ اگر مسلمان ہو تو اللہ کی راہ میں جہاد کرو یا کم از کم دشمن کے دفع کرنے میں شریک رہو تاکہ دشمن
کے دلوں میں رعب رہے لیکن ان کے دل کا نفاق ظاہر ہو گیا۔
اس کے بعد شہداء احد کے حق میں مندرجہ ذیل آیت کریمہ کا نزول ہوا اس باعتبار سے اس کا مورد خاص
ہے لیکن حکم اس کا عام ہے اس لیے کہ یہ اصول ہے کہ مورد اگرچہ خاص ہو تو جب تک کوئی مخصص نہ ہو اس کا حکم عام
ہوتا ہے بنا بریں یہ فضیلت عام شہداء کے حق میں ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝
فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ
اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا
يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور ہرگز گمان نہ کرو انہیں جو اللہ کی راہ میں مارے گئے مرا ہوا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق
پاتے ہیں شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو

marfat.com

ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا بدلہ مسلمانوں کا۔

شانِ نزول:۔ اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت فضائل شہداء احد میں نازل ہوئی۔

امام ترمذی نے روایت کی کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے دل شکستہ دیکھ کر فرمایا کیوں پریشان ہو؟ حضرت جابر نے عرض کی یا رسول اللہ میرے والد احد میں شہید ہو گئے وہ بہت مقروض اور بال بچے والے تھے جس کا بوجھ مجھ پر ہے۔

فرمایا کیا میں تم کو خوشخبری نہ دوں! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آج تک کسی کو بے حجاب کلام نہ فرمایا سوائے تمہارے والد کے ان کو اپنا دیدار بھی کرایا اور کلام بھی فرمایا۔ کہ اے میرے بندے مانگ انہوں نے عرض کی کہ اے میرے رب مجھے دوبارہ زندہ کر اور دنیا میں بھیج کہ میں پھر تیری راہ میں جہاد کروں اور شہادت حاصل کروں۔

ارشاد ہوا کہ بعد موت ہم واپس دنیا میں نہیں بھیجتے۔ انہوں نے عرض کی کہ پھر ہماری راحت و سکون کی خبر دنیا والوں کو بھیج۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائی غزوۂ احد میں شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے قالب عطا فرمائے اور وہ جنت کی نہروں پر پرواز کرتے ہیں اور جنتی میوے کھاتے ہیں۔ طلائی قنادیل جو زیر عرش معلق ہیں ان میں رہتے ہیں۔

جب انہوں نے کھانے پینے اور رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ و جہاد سے بیٹھ نہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (ابوداؤد)

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ارواح باقی ہیں جسم کے فنا کے ساتھ فنا نہیں ہوتیں اور زندوں کی طرح ان کی خورد و نوش ہے وہ عیش کرتے ہیں۔

سیاقِ آیت کریمہ اس پر بھی دلالت کرتا ہے کہ آیت حیات روح و جسم دونوں کے لیے ہے۔
علماء نے فرمایا شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں مٹی انہیں خراب نہیں کرتی اور زمانۂ صحابہ میں اور اس کے بعد سے اب تک بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کھل گئیں تو ان کے جسم تر و تازہ پائے گئے (خزائن وغیرہ)

marfat.com

اور فضل وکرامت ورحمت واحسان یہ ہے کہ موت کے بعد حیات دی۔ اپنا مقرب کیا جنت کا رزق دیا۔ نعمتیں عطا فرمائیں اور پچھلے لوگ جن کا وہ انتظار کر رہے ہیں وہ وہ ہیں جو ایمان وتقوے پر ہیں۔ جب شہید ہوں گے ان سے ملیں گے اور قیامت کے دن امن وچین واطمینان سے محشور ہوں گے۔

ترمذی، نسائی میں ہے کہ شہید کو قتل سے تکلیف نہیں ہوتی مگر اتنی جتنی کسی کو خراش لگے۔

بخاری ومسلم میں ہے کہ حضور نے فرمایا جس کسی کو راہ خدا میں زخم لگا وہ قیامت کے دن ایسا ہی آئے گا جیسے زخم لگنے کے وقت تھا اور اس کے خون میں مشک کی خوشبو ہوگی اور رنگ خون کا۔

مسلم شریف میں ہے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں سوائے حقوق العباد قرض وغیرہ کے۔

حضرت طلحہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غابہ (ایک جگہ کا نام ہے) کے لیے روانہ ہوا راستہ میں رات ہوگئی۔ میں نے عبداللہ بن عمرو کے مزار اقدس پر قیام کیا۔ رات کے حصہ میں میں نے قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنی اس آواز سے دلکش اور مؤثر میں نے آواز کبھی نہیں سنی۔ میں نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا تو حضور نے فرمایا وہ عبداللہ ہی تھے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالے نے ان کی ارواح کو قبض کر کے زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھ کر جنت میں رکھ دیا ہے جب رات ہوتی ہے تو ان کی ارواح ان کے جسموں میں آکر اسی طرح تلاوت وذکر کرتی ہیں اور جب صبح ہوتی ہے تو اپنے مکانوں میں چلی جاتی ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے جب نہر نکالی تو وہاں شہداء احد کی قبریں تھیں جب ان کی قبروں کو کھولا گیا تو بالکل اسی طرح تروتازہ تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت جابر کے والد کو انہوں نے اس حال میں پایا کہ ان کا ہاتھ زخم پر تھا جب ہاتھ ہٹایا تو خون کا فوارہ جاری ہو گیا پھر ہاتھ رکھا گیا تو خون بند ہوگیا۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو قبر میں دیکھا کہ گویا وہ سو رہے ہیں اور کفن کی چادر تک اپنی اصلی حالت میں تھی پاؤں پر جو گھاس رکھی تھی وہ بھی ویسی ہی تھی۔ حالانکہ ان کو چھیالیس سال ہو چکے تھے۔ ان شہداء میں سے ایک صاحب کے پیر میں بعد شہادت پھاوڑا لگا اور وہ حضرت حمزہ تھے۔ پھاوڑا لگتے ہی خون جاری ہو گیا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان کی قبر سے جو مٹی نکلتی تھی اس میں سے خوشبو مہکتی تھی

حضرت عبید بن عمیر فرماتے ہیں کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے واپس ہوئے تو مصعب

marfat.com

بن عمیر جو شہید ہو چکے تھے ان کی قبر سے گذرے وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے اور ان کے واسطے دعا فرمائی پھر یہ آیت پڑھی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ۔ اس کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ قیامت کے دن یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں شہیدوں میں ہوں گے۔ دیکھو ان کی قبروں پر آکر ان کی زیارت کیا کرو اور سلام کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قیامت تک جو شخص بھی ان کو آکر سلام کہے گا یہ اس کا جواب دیا کریں گے۔

بامحاورہ ترجمہ تیرھواں (۱۳) رکوع آل عمران پ ۴

الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔

وہ جو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا ان کی نکوکاریوں اور پرہیزگاریوں کا بڑا ثواب ہے۔

الَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۔

وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ بیشک لوگوں نے اجتماع کیا ہے تمہارے لیے تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوا اور کہا ہم کو اللہ کافی ہے اور بہتر کارساز ہے۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۔

تو پلٹے اللہ کے احسان اور فضل سے نہ پہنچی انہیں کوئی تکلیف اور اللہ کی رضا میں چلے اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے۔

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔

وہ تو شیطان ہی ہے کہ اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے تو مت ڈرو ان سے اور مجھ سے ڈرو اگر تم ہو ایمان والے۔

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔

اور (اے محبوب) نہ غمگین کرے تمہیں ان کا کفر میں دوڑنا بے شک وہ اللہ کا نہ بگاڑ سکیں گے کچھ اللہ چاہتا ہے کہ نہ رکھے ان کا آخرت میں کوئی حصہ اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ

وہ جنہوں نے خریدا ایمان کے بدلے کفر ہرگز نہ بگاڑ

marfat.com

لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۭ وَلَھُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۝
وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَھُمْ
خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَھُمْ لِيَزْدَادُوْٓا
اِثْمًا ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

سکیں گے اللہ کا کچھ۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اور نہ گمان میں رہیں کافر جو ہم نے انہیں ڈھیل دی بہتر ہے ان کے لیے ہم نے تو اسی لیے انہیں ڈھیل دی کہ گناہوں میں اور برائیوں میں بڑھیں اور ان کیلئے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ
عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا
كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَي الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ
وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ
عَظِيْمٌ ۝

نہیں ہے اللہ کہ چھوڑے مومنین کو اس حال پر جس پہ تم ہو حتی کہ جدا کردے گندے کو پاک سے اور نہیں ہے اللہ کہ تمہیں سب کو مطلع کردے غیب پر ہاں لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ ھُوَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ ۭ
سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ
وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اور نہ گمان کریں جو بخل کرتے ہیں اس سے جو اللہ نے دی انہیں اپنے فضل سے بہتر ہے ان کے لیے بلکہ وہ برا ہے ان کے لیے بہت جلد ہی ان کے گلے میں طوق ہوگا جس میں وہ بخل کیا قیامت کے دن اور اللہ وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔

لفظی ترجمہ

اَلَّذِيْنَ ۔ وہ جو	اسْتَجَابُوْا ۔ بلانے پر آئے	لِلّٰهِ ۔ اللہ	وَ ۔ اور
الرَّسُوْلِ ۔ رسول کے	مِنْ بَعْدِ ۔ بعد اس کے	مَا ۔ جو	اَصَابَهُمُ ۔ پہنچا انہیں
الْقَرْحُ ۔ زخم	لِلَّذِيْنَ ۔ ان کے لیے جو	اَحْسَنُوْا ۔ اچھے ہوئے	مِنْهُمْ ۔ ان سے
وَ ۔ اور	اتَّقَوْا ۔ پرہیزگار رہے	اَجْرٌ ۔ اجر	عَظِيْمٌ ۔ بڑا

marfat.com

الَّذِیْنَ۔ وہ جن کو　قَالَ۔ کہا　لَھُمُ۔ ان کو　النَّاسُ۔ لوگوں نے

اِنَّ۔ بیشک　النَّاسَ۔ لوگ　قَدْ۔ یقیناً　جَمَعُوْا۔ اکٹھے ہو چکے

لَکُمْ۔ تمہارے لیے　فَاخْشَوْ۔ تو ڈرو　ھُمْ۔ ان سے　فَزَادَ۔ تو زیادہ ہوا

ھُمْ۔ ان کا　اِیْمَانًا۔ ایمان　وَ۔ اور　قَالُوْا۔ بولے

حَسْبُنَا۔ کافی ہے ہم کو　اللّٰہُ۔ اللہ　وَ۔ اور　نِعْمَ۔ اچھا ہے

الْوَکِیْلُ۔ کارساز　فَانْقَلَبُوْا۔ تو پلٹے وہ　بِنِعْمَۃٍ۔ نعمت　مِّنَ اللّٰہِ۔ اللہ سے

وَ۔ اور　فَضْلٍ۔ فضل کے ساتھ　لَّمْ۔ نہ　یَمْسَسْھُمْ۔ پہنچی ان کو

سُوْٓءٌ۔ کوئی تکلیف　وَ۔ اور　اتَّبَعُوْا۔ پیروی کی　رِضْوَانَ۔ رضامندی

اللّٰہِ۔ اللہ کی　وَ۔ اور　اللّٰہُ۔ اللہ　ذُوْ۔ صاحب

فَضْلٍ۔ فضل　عَظِیْمٍ۔ بڑے کا ہے　اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں　ذٰلِکُمُ۔ یہ

الشَّیْطٰنُ۔ شیطان ہے　یُخَوِّفُ۔ ڈراتا ہے　اَوْلِیَآءَہٗ۔ اپنے دوستوں کو　فَلَا۔ تو نہ

تَخَافُوْھُمْ۔ تم خوف کرو تم ان سے　وَ۔ اور　خَافُوْنِ۔ مجھ سے ڈرو

اِنْ۔ اگر　کُنْتُمْ۔ ہو تم　مُّؤْمِنِیْنَ۔ ایمان والے　وَ۔ اور

لَا۔ نہ　یَحْزُنْکَ۔ غمگین کریں تم کو　الَّذِیْنَ۔ وہ جو

یُسَارِعُوْنَ۔ دوڑتے　فِی۔ بیچ　الْکُفْرِ۔ کفر کے　اِنَّھُمْ۔ بیشک وہ

لَنْ۔ ہرگز نہ　یَّضُرُّوا۔ نقصان پہنچا سکیں گے　اللّٰہَ۔ اللہ کو

شَیْئًا۔ کچھ　یُرِیْدُ۔ چاہتا ہے　اللّٰہُ۔ اللہ　اَلَّا۔ یہ کہ نہ

یَّجْعَلَ۔ بنائے　لَھُمْ۔ ان کا　حَظًّا۔ حصہ　فِی۔ بیچ

الْاٰخِرَۃِ۔ آخرت کے　وَ۔ اور　لَھُمْ۔ ان کے لیے　عَذَابٌ۔ عذاب ہے

عَظِیْمٌ۔ بڑا　اِنَّ۔ بیشک　الَّذِیْنَ۔ وہ جو　اشْتَرَوُا۔ خریدیں

الْکُفْرَ۔ کفر کو　بِالْاِیْمَانِ۔ ایمان کے بدلے　لَنْ۔ ہرگز نہ　یَّضُرُّوا۔ تکلیف دیں گے

اللّٰہَ۔ اللہ کو　شَیْئًا۔ کچھ بھی　وَ۔ اور　لَھُمْ۔ ان کے لیے

عَذَابٌ۔ عذاب ہے　اَلِیْمٌ۔ دردناک　وَ۔ اور　لَا۔ نہ

یَحْسَبَنَّ۔ خیال کریں　الَّذِیْنَ۔ وہ جو　کَفَرُوْا۔ کافر ہیں　اَنَّمَا۔ کہ جو

نُمْلِیْ۔ مہلت دی ہے ہم نے　لَھُمْ۔ ان کو　خَیْرٌ۔ بہتر ہے　لِّاَنْفُسِھِمْ۔ ان کے لیے

marfat.com

اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں	نُمْلِیْ۔ ہم مہلت دیتے ہیں	لَهُمْ۔ ان کو	لِيَزْدَادُوْا۔ تاکہ بڑھا لیں
اِثْمًا۔ گناہ	وَ۔ اور	لَهُمْ۔ ان کے لیے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے
مُّهِيْنٌ۔ رسوا کرنے والا	مَا۔ نہیں	كَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ
لِيَذَرَ۔ کہ چھوڑ دے	الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں کو	عَلٰى۔ اوپر	مَا۔ اسکے جو
اَنْتُمْ۔ تم ہو	عَلَيْهِ۔ اس پر	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	يَمِيْزَ۔ الگ کر دے
الْخَبِيْثَ۔ پلید کو	مِنَ الطَّيِّبِ۔ پاک سے	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
كَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	لِيُطْلِعَكُمْ۔ کہ خبردار کرے تم کو	
عَلَى۔ اوپر	الْغَيْبِ۔ غیب کے	وَ۔ اور	لٰكِنَّ۔ لیکن
اللّٰهَ۔ اللہ	يَجْتَبِيْ۔ چن لیتا ہے	مِنْ رُّسُلِهٖ۔ اپنے رسولوں میں سے	
مَنْ۔ جسے	يَّشَآءُ۔ چاہے	فَاٰمِنُوْا۔ تو ایمان لاؤ	بِاللّٰهِ۔ اللہ پر
وَ۔ اور	رُسُلِهٖ۔ اسکے رسولوں پر	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر
تُؤْمِنُوْا۔ تم ایمان لاؤ	وَ۔ اور	تَتَّقُوْا۔ پرہیزگاری کرو	فَلَكُمْ۔ تو تمہارے لیے
اَجْرٌ۔ اجر ہے	عَظِيْمٌ۔ بڑا	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
يَحْسَبَنَّ۔ خیال کریں	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	يَبْخَلُوْنَ۔ بخل کرتے ہیں	بِمَا۔ اس سے جو
اٰتٰهُمُ۔ دیا ان کو	اللّٰهُ۔ اللہ نے	مِنْ فَضْلِهٖ۔ اپنے فضل سے کو	
هُوَ۔ وہ	خَيْرًا۔ بہتر ہے	لَّهُمْ۔ ان کے لیے	بَلْ۔ بلکہ
هُوَ۔ وہ	شَرٌّ۔ برا ہے	لَّهُمْ۔ ان کے لیے	سَيُطَوَّقُوْنَ۔ جلدی طوق
ڈالے جائیں گے	مَا۔ جو	بَخِلُوْا۔ بخل کیا	بِهٖ۔ اسکے ساتھ
يَوْمَ۔ دن	الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے	وَ۔ اور	لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کی
مِيْرَاثُ۔ ملکیت ہے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین میں
وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	بِمَا۔ اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ۔ تم کرتے ہو
خَبِيْرٌ۔ خبردار ہے۔			

مختصر تفسیر تیرھواں ۱۳ رکوع سورۃ آل عمران پ ۴

الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا

marfat.com

أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا
وَّقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ فَانقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ
وَّاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا
تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

وہ جو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر آئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا۔ ان کے نیک لوگوں اور پرہیزگاروں کے لیے بڑا ثواب ہے وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے اجتماع کیا ہے تمہارے لیے تو ڈرو ان سے تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوا اور کہنے لگے ہم کو کافی ہے اللہ اور وہ بہترین وکیل ہے تو لوٹے وہ اللہ کی نعمت اور فضل سے انہیں کوئی برائی نہ پہنچی اور اللہ کی رضا پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے وہ تو شیطان ہی ہے کہ اپنے دوستوں کو خوف دلاتا ہے تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔

شانِ نزول

اس آیت کریمہ میں مختلف روایات ہیں۔ صحیح اور قوی روایت یہ ہے کہ پندرہ شوال کو احد کی جنگ ختم ہوئی۔ ابو سفیان اپنے رفقاء کے ساتھ جب مقام روحاء پر پہنچا تو حسرت سے کہنے لگا کہ ہم نے جیتا ہوا میدان چھوڑ دیا اور ان قیدیوں کو بھی ہمراہ نہ لائے جو ہمارے قبضہ میں تھے یہ بڑی غلطی کی۔

یہ سوچ کر انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف رخ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اس کا علم ہوا تو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ صرف وہی مجاہد جو غزوۂ احد میں تھے ابو سفیان اور اس کے لشکر کے مقابلہ کے لیے نکلیں۔

یہ حکم سنتے ہی غازیان اسلام بپھرے شیروں کی طرح میدان کے لیے نکل آئے۔ ان میں اکثر صحابہ کرام زخمی حالت میں تھے بعض اپنے زخموں پر مرہم پٹی بھی نہ کر سکے تھے ایک زخمی دوسرے زخمی کا سہارا لے کر چلتے بعض اس قدر کمزور اور زخمی تھے کہ پیدل نہ چل سکتے تھے ان کو لوگ کندھوں پر اٹھا کر میدان میں لائے ان کی تعداد ستر کے قریب تھی جن میں حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد۔ سعید۔ عبدالرحمن بن عوف۔ حذیفہ بن یمان۔ ابو عبیدہ بن جراح اور عبداللہ بن مسعود بھی تھے۔

جو حضرات رہ گئے تھے وہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے رہے تھے جیسے حضرت جابر کو حکم فرمایا تھا کہ تمہارے والد کل شہید ہو چکے ہیں اور تمہاری سات یتیم بہنیں ہیں انہیں سنبھالو۔

جاں نثاران اسلام کا یہ قافلہ مدینہ سے روانہ ہوا اور شام تک منزل حمراء الاسد تک پہنچ گیا یہ منزل مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بعض نے کہا کہ تین میل ہے۔ اصل میں یہ دونوں مختلف راستے ہیں ایک طرف سے

marfat.com

آٹھ میل دوسرے سے تین میل۔ ان جان نثاروں کو معبد بن ابی معبد خزاعی نے دیکھا تو ابوسفیان کو کہا کہ میں نے اس شان کے مجاہد اور جان نثار آج تک نہیں دیکھے اگر تیرا مقابلہ ہوگیا تو تجھ کو نیست و نابود کر دیں گے۔ صفوان بن امیہ نے ابوسفیان سے کہا کہ مکہ واپس چلو تمام کفار صفوان کے ہمزبان ہوگئے اور مکہ کو واپس چلے گئے۔

سرکار دو عالم نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دن تک منزل حمراء الاسد میں قیام کیا جب کوئی مقابل نہ آیا تو بخیریت فاتحانہ شان سے مدینہ واپس تشریف لے آئے اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس غزوہ کا نام غزوہ حمراء الاسد رکھا گیا۔ روح المعانی

دوسری روایت یہ ہے۔ عکرمہ مجاہد کا قول ہے کہ آیت کریمہ غزوہ بدر صغری کے موقع پر نازل ہوئی۔ غزوہ احد سے واپسی پر ابوسفیان نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ آئندہ سال بدر میں تم سے ملیں گے۔ حضرت فاروق اعظم نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ابوسفیان کو جواب دیا تھا کہ ان شاء اللہ ضرور وعدہ مقرر ہوگئے چنانچہ دوسرے سال ابوسفیان سامان جنگ بہم کرنے میں مصروف ہوگیا۔ قریش مکہ کو مکہ سے نکلنے کی ترغیب دینے لگا۔

نعیم بن مسعود اشجعی نے جو مدینہ سے مکہ پہنچا تھا ابوسفیان اور قریش کو شوکت اسلام اور سامان حرب کے متعلق بتایا کہ لشکر اسلام سے مدینہ اس طرح بھرا ہوا ہے جیسے کہ دانوں سے بھرا ہوتا ہے۔ ابوسفیان نے نعیم بن مسعود اشجعی سے ملاقات کی اور کہا کہ ہم نے غزوہ احد کے بعد وعدہ کیا تھا لیکن اس سال قحط اور خشک سالی نے ہمارے جانوروں کو چارے سے محروم کر دیا اے نعیم مدینہ منورہ جاکر جان نثاران محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوفزدہ کر دو تاکہ وہ جنگ کا ارادہ ملتوی کر دیں اگر تو نے یہ کام کر دیا تو ہم تجھے سہ سالہ بیس اونٹ دے دیں گے۔

نعیم مدینہ پہنچا اور اپنے سر کو منڈا کر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ عمرہ کرکے آیا ہے اس نے جان نثاران اسلام کو قریش کی تیاریوں اور ان کی شان و شوکت کے بارے میں بتایا اور مشورہ دیا کہ مدینہ سے نہ نکلیں بعض حضرات نے نعیم کی اس بات سے گرانی محسوس کی اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ شاید بہت سے مسلمان مدینہ سے باہر قدم نہ نکالیں گے حضور نے مدینہ منورہ میں حضرت عبد اللہ بن رواحہ کو خلیفہ مقرر فرمایا علم حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو عنایت فرمایا پندرہ سو مجاہدین کو ساتھ لے کر تشریف لے چلے۔ اس لشکر میں دس گھوڑے اور بہت سامان تجارت تھا وہاں آٹھ روز تک قیام فرمایا

ابوسفیان دو ہزار اشقیاء کو لے کر مکہ سے چلا تھا جس میں پچاس گھوڑے تھے جب منزل مر الظہران جو مکہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچ کر یہ بہانہ کرتا ہوا واپس ہوا کہ جنگل خشک ہے جانوروں کے لیے چارہ اور لوگوں

marfat.com

کے لیے زادِ راہ میسر نہیں ہے۔ حقیقتاً اس پر اسلام کا رعب طاری ہو گیا تھا کہ بھاگتے ہوئے ستو راستے میں پھینک گئے تھے۔ اس کا تذکرہ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ میں کیا گیا ہے۔

یہ حال دربارِ رسالت تک پہنچا۔ حضور نے فرمایا قسم بخدا میں ضرور جاؤں گا چاہے میرے ساتھ ایک بھی نہ ہو چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ستر سواروں کے ساتھ حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھتے روانہ ہوئے۔ بدر میں پہنچ کر آٹھ شب قیام فرمایا۔ مال تجارت ساتھ تھا اسے فروخت کیا خوب نفع ہوا اور سالم و غانم مدینہ طیبہ واپس تشریف لے آئے جنگ نہیں ہوئی۔

چونکہ ابوسفیان اور اہل مکہ خوف زدہ ہو کر مکہ کو واپس ہو چکے تھے اس وجہ سے کوئی مقابلہ میں آیا ہی نہیں اس واقعہ کو اس آیہ کریمہ میں ظاہر فرمایا گیا کہ اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہونے والے تجارت کا نفع حاصل کرنے والے وہی ہیں جو خدا اور رسول کی آواز پر لبیک کہیں۔ دشمن کے مقابلہ کے لیے جرأت سے نکلیں اور فضل الٰہی سے بلا جنگ جہاد کا اجر لے کر واپس ہوں۔

اور یہ سب کچھ اسی صاحب فضل عظیم رب کریم کا کرم تھا جس نے انہیں اطاعت کی توفیق دی اور مشرکوں کے دلوں میں خوف و ہراس ڈال دیا۔ رہا منافق نعیم بن مسعود بن اشجعی جو مسلمانوں کو خوف دلاتا ہی رہا۔ مگر منافق و مشرکین جو اولیاء الشیطان تھے وہی پسپا ہوئے اس لیے کہ انہیں خوف علل و اسباب کا ہوتا ہے اور مسلمان کو خدا کا ہی خوف ہے۔

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو لوگوں نے کہا تھا۔ اَلَّذِیْنَ سے مراد صحابہ کرام مجاہدین اسلام ہیں اَلنَّاسُ سے نعیم بن مسعود اشجعی ہیں۔ اگرچہ کہنے والا ایک شخص تھا لیکن راضی تمام کفار و مشرکین تھے اس لیے الناس ارشاد فرمایا اس سے ابوسفیان وغیرہ مراد ہیں۔

جَمَعُوْا۔ اکٹھا کرنا۔

فَاخْشَوْهُمْ خشیت۔ خوف۔ خشیت اس ڈر کو کہتے ہیں جس میں خشوع خضوع ہو۔

لَا تَخَافُوْهُمْ۔ ان سے بالکل نہ ڈرو۔

فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا نعیم کی یہ خبر صحابہ کرام کے لیے زیادتی ایمان کا باعث بنی۔ یہ کمال ایمان ہے۔

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ حسب کے معنی کافی ہونا۔ وکیل کے معنی سپرد کرنا۔ صحابہ نے کہا کہ کفار کی ہم کو پروا نہیں۔ ہمارا رب ہمیں کافی ہے۔ وہ بہترین کارساز ہے۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ۔ وہ حضرات روانہ ہوگئے۔ میدان میں پہنچ گئے۔ قیام کیا پھر لوٹے اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ۔ نعمت سے مراد عافیت اور فضل سے مراد تجارتی نفع۔

marfat.com

لَمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْءٌ - کوئی تکلیف ان کے قریب نہ آئی۔

وَاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ - اِتّباع - پیچھے چلنا - رضوان - رضا کا مصدر ہے - یہ حضرات مدینہ منورہ سے مدینہ منورہ تک جانے آنے - کھانے پینے - تجارت کرنے نفع کمانے ہر حال میں اللہ تعالے کی رضا کے تابع رہے اور اللہ تعالے ان سے راضی ہوا۔

وَاللّٰهُ ذُوْفَضْلٍ عَظِیْمٍ - اللہ تعالے سب پر بڑے ہی فضل وکرم والا ہے۔

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّیْطٰنُ - ذٰلکم اسم اشارہ ہے یعنی کفار مکہ ہیں۔ شیطان سے مراد ابلیس ہے یہ لوگ ڈرانے والے یا کہلا کر بھیجنے والے سرداران قریش۔

یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ - یخوف بمعنی ڈرانا - تم کو اپنے کفار سے ڈراتا ہے۔

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ - اے صحابہ کرام - ایمان والو تم مجھ سے ہی ڈرنا - ان کے ڈرانے سے مطلقاً خوف نہ کرنا میں تمہارے لیے کافی ہوں یہ تمام خطاب اپنے صحابہ کرام سے ہے جو بدر صغریٰ میں شریک ہوئے۔

اس کے بعد سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ مشرکین وکفار کتنی ہی تیاریاں کریں آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْــٴًـا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَلَّا یَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ - اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْــٴًـا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

اور اے محبوب تمہیں غمگین نہ کرے ان کا رویہ جو دوڑ رہے ہیں کفر کی طرف وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے (خواہ وہ کفار قریش ہوں یا منافقین یا رؤساء یہود یا مرتدین یا مرزائی وہ آپ کے مقابلہ کے لیے کتنے ہی لشکر جمع کریں کامیاب نہ ہوں گے) اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ ہو سکے (اس میں قدریہ معتزلہ فرقہ کا رد ہے اور یہ آیت اس امر پر دلیل ہے کہ خیر وشر بارادہ الٰہی ہے مشیت بغیر کچھ نہیں ہوتا) اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

حُزْن - کے معنی غمگین ہونا یا کرنا - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی حرکات سے سخت رنج اور غم ہوتا تھا

اَلَّذِیْنَ سے مراد منافقین مرتدین کفار ہیں

یُسَارِعُوْنَ - دوڑتے ہیں - سُرعت - تیزی کے معنی میں آتا ہے یعنی جلدی کرتے ہیں یعنی اے محبوب وہ لوگ آپ کو غمگین نہ کریں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں اور اسلام کو چھوڑ دیتے ہیں۔

marfat.com

اِنَّهُمْ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْئًا - یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر فرمایا اور اپنے محبوب مومنین مراد لیے یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام۔ شَیْئًا - نکرہ فرما کر تمام نقصانات کی نفی فرما دی کہ یہ کبھی بھی کچھ نقصان نہ دے سکیں گے۔

یُرِیْدُ اللّٰهُ اَلَّا یَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَةِ - یَجْعَلَ اس کے معنی پیدا کرنا۔ حظ کے معنی ہیں حصہ آخرۃ سے مراد دنیاوی زندگی کے بعد کا عالم برزخ یعنی اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ انہیں قبر حشر میں اللہ کی رحمت سے کوئی حصہ نہ ملے گا۔ کیونکہ ایمان سے یہ حصہ ملتا ہے۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ - انہیں اس قدر بڑا عذاب ملے گا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکے۔ امام قفال فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول۔

منافقین مرتدین ہیں جو وقتاً فوقتاً مسلمانوں کو پریشان کرتے تھے اور کفر میں جلدی کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پر طعن و تشنیع کرتے ہیں جیسے کعب بن اشرف وغیرہ کے بارے میں ہوا۔ (روح المعانی)

آگے مرتدین کے متعلق ارشاد ہے۔ بعض جو مسلمان ہو کر کلمہ پڑھ کر بے ایمان ہوئے۔ وہ دردناک عذاب کے مستحق ہیں اور انہیں جو ڈھیل دی گئی ہے اسے وہ اپنی کامیابی نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے ذخیرہ معاصی کو بڑھانے کا ایک اور ذریعہ ہے۔ تاکہ عذاب الٰہی سے کسی طرح نہ بچ سکیں چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْئًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝

وہ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا (یعنی منافقین جو کلمہ ایمان پڑھنے کے بعد کافر ہوئے یا وہ جو باوجود قادر ہونے کے کافر ہی رہے اور ایمان نہ لائے) وہ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور نہ گمان کریں کافر کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لیے بھلا ہے ہم تو اس کے لیے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں (حق سے عناد اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف کر کے اپنا نامہ عمل اور سیاہ کر رہے ہیں۔

اِشْتَرَوُا - انہوں نے مول لیا اس کے معنی خریدنا انہوں نے ایمان و یقین کو چھوڑ کر کفر اختیار کیا۔ علماء یہود حضور نبی آخر الزمان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی لوگوں کو بشارتیں دیتے تھے مصیبتوں میں آپ کے وسیلے سے دعائیں مانگتے تھے۔ جب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو انہوں نے حسد و عناد سے مخالفت کی (تفسیر کبیر)

marfat.com

حدیث میں ہے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حضور کون شخص اچھا ہے فرمایا جس کی عمر دراز ہو اور اعمال صالح عرض کیا گیا اور بدتر کون ہے؟ فرمایا جس کی عمر دراز ہو اور اعمال طالح اس کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ یہاں چند باتیں واضح فرمائی گئیں۔

اول یہ کہ مومن کافر کے مابین اللہ تعالے امتیاز کرے گا۔ اور ملا جلا نہ رہنے دیگا۔

دوسرے یہ کہ علم تمیز کے لیے رسولوں میں ذات مصطفی علیہ التحیۃ والثناء بالخصوص متعین ہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔

نہیں اللہ کہ چھوڑ دے مومنین کو اس حال میں جس پر تم ہو جب تک تمیز نہ کرا دے خبیث لوگوں کی پاک لوگوں سے اور نہیں ہے اللہ کہ تم کو مطلع کر دے غیب پر لیکن چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ تعالے اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں اہل ایمان اور منافقین اسلام کے مابین امتیاز کا اعلان فرمایا اور بتایا کہ منافقین قلبی کے احوال پر حضور کو مطلع فرما کر منافق کی اندرونی حالت ظاہر فرما دی اور دونوں میں امتیاز فرمانے کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیا۔

شان نزول:۔ آیۂ کریمہ کا یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے خلقت قریش سے قبل جبکہ میری امت مٹی کی صورتوں میں تھی میرے آگے پیش کی گئی جس طرح کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا ہر اس شخص کا جو مجھ پر ایمان لائے گا اور جو کفر کرے گا۔

یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو انہوں نے استہزا کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گمان ہے کہ وہ سب کو جانتے ہیں حتی کہ جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے اس کو بھی پہچانتے ہیں کہ کون ان پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا حالانکہ ہم ان کے سامنے ہیں وہ ہمیں نہیں جانتے کہ ہم میں کون ان پر صحیح ایمان رکھتا ہے۔

اس پر سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر قیام فرمایا اور حمد و ثنا کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں کہ جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں۔

marfat.com

اس پر عبداللہ بن حذافہ سہمی اٹھا اور بولا حضور میرا باپ کون ہے؟ حضور نے فرمایا حذافہ۔
پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے عرض کیا حضور ہم اللہ کی ربوبیت اور آپ کی رسالت اور دین اسلام پر راضی ہوئے ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں حضور نے فرمایا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۔ کیا تم باز آؤ گے کیا تم باز آؤ گے پھر حضور منبر سے اتر آئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کی تمام اشیاء کا علم عطا فرمایا گیا اور حضور کے علم میں طعن کرنا وسعت علم پر نقص نکالنا یہ شیوۂ منافقین ہے اور وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ اگرچہ علم بقدر مرتبہ تمام انبیاء کو ملا مگر جو رسولوں میں چنا ہے جو انبیاء میں برگزیدہ رسول ہے اسے اللہ تعالیٰ علم غیب عطا فرماتا ہے۔ پھر سید انبیاء حبیب خدا تو تمام رسولوں میں سب سے اعلیٰ و اولیٰ و افضل و اعلم ہیں انہیں جتنا بھی علم عطا ہو وہ کم ہے۔

اور پھر علم غیب بذاتہ خود ایک معجزہ ہے اور معجزات انبیاء مسلم ہیں۔ اس کے بعد آیتوں میں بخل کی مذمت اور بخل کے لیے وعید شدید کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

اور گمان نہ کریں وہ جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی کہ وہ ان کے لیے بہتر ہے بلکہ وہ ان کے لیے بری ہے۔ عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔ اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ کا فاعل یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں یا قرآن پاک کا قاری ہے یعنی اے محبوب یا اے قاری قرآن ان لوگوں کے بخل کو ان کے حق میں بہتر نہ سمجھو۔

بخل کے معنی

بخل کے معنی میں اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ واجب کا ادا نہ کرنا بخل ہے اس لیے بخل پر شدید وعیدیں آئی ہیں چنانچہ اس آیت کریمہ میں بھی ایک وعید ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ بخل اور بد خلقی یہ دو خصلتیں ایماندار میں جمع نہیں ہوتیں (ترمذی)

اکثر مفسرین نے فرمایا کہ یہاں بخل سے زکوٰۃ کا نہ دینا مراد ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی روز قیامت وہ مال سانپ بن کر

marfat.com

اس کو طوق کی طرح لپیٹے گا اور ڈسے گا اور کہیگا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں اور جبکہ سب کچھ اللہ کا ہے اور باقی کی ملک ! لِس ہے تو سخت نادانی ہے کہ اس مال ناپائیدار پر بخل کیا جائے اور راہ خدا میں نہ دیا جائے۔

سَيُطَوَّقُوْنَ۔ طوق سے بنا۔ طوق ہر وہ چیز جو گلے میں ڈالی جائے خواہ قدرتی ہو یا مصنوعی۔

مَا بَخِلُوْا سے وہ مال مراد ہے جس میں بخل کیا گیا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے دن۔ بخیل کی پردہ پوشی نہ ہوگی بلکہ اس طوق کے ذریعہ اسے رسوا کیا جائے گا۔

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میراث۔ وارث کی چیز کا دوسرے کی طرف بغیر کسی عقد کے منتقل ہو جانا ورثہ کہلاتا ہے۔ آسمان اور زمین کی تمام چیزیں اللہ کی ملک ہیں۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ جو کچھ تم سخاوت کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع سورۃ آل عمران پ۴

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○

بے شک اللہ نے سنا انہیں جنہوں نے کہا اللہ محتاج ہے اور ہم غنی اب ہم لکھ رکھیں گے جو انہوں نے کہا اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا اور کہیں گے ہم چکھو عذاب جلانے والا۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○

یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور بے شک اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۗ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

وہ جو کہتے ہیں کہ بے شک اللہ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک ایسی قربانی نہ لائے جسے آگ کھائے فرما دیجئے بیشک آ چکے ہیں مجھ سے پہلے بہت رسول کھلی نشانیاں لے کر اور اس کے ساتھ جو تم کہتے ہو تو کیوں قتل کیا تم نے انہیں اگر تم سچے ہو۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَ

تو اگر وہ جھٹلائیں تو تم سے پہلے رسول بھی جھٹلائے گئے تم سے پہلے جو آئے تھے صاف نشانیاں اور

marfat.com

الْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ○
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ
اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ
النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○
لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ
مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ
اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ
ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○
وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ
فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ
ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ○
لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ
اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ
بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ○
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

صحیفے اور روشن کتاب لے کر۔
ہر جان کو ذائقہ موت چکھنا ہے اور تم کو تو پورا بدلہ
قیامت کے دن ملے گا تو جو آگ سے بچا کر جنت میں
داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی نہیں
مگر یہی دھوکہ کا مال ہے۔
بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور
جان سے اور بیشک ضرور تم ان کی سنو گے جنہیں کتاب دی
گئی تم سے پہلے اور مشرکوں سے برائیاں بہت کچھ
اور اگر صبر کرو اور تقویٰ کرو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔
اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب
دی گئی کہ تم ضرور بیان کر دینا لوگوں سے اور نہ اسے
چھپانا تو انہوں نے ڈال دیا اسے پس پشت اور
خرید لیا اس کے بدلے ذلیل مال تو برا ہے جو انہوں
نے خریدا۔
نہ گمان کریں وہ جو خوش ہو رہے ہیں اس پر جو حاصل
کیا اور پسند کرتے ہیں کہ تعریف کیے جائیں جو نہیں کیا
تو نہ سمجھو انہیں دور عذاب سے اور ان کے لیے درد
ناک عذاب ہے۔
اور اللہ کے لیے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی
اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لفظی ترجمہ

لَقَدْ ۔ بیشک	سَمِعَ ۔ سنی	اللّٰہُ ۔ اللہ نے	قَوْلَ ۔ بات
الَّذِیْنَ ۔ ان کی جو	قَالُوْا ۔ بولے	اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰہَ ۔ اللہ

marfat.com

فَقِيْرٌ ۔ محتاج ہے	وَ ۔ اور	نَحْنُ ۔ ہم	اَغْنِيَآءُ ۔ غنی ہیں
سَنَكْتُبُ ۔ جلدی لکھیں گے ہم		مَا ۔ جو	قَالُوْا ۔ انہوں نے کہا
وَ ۔ اور	قَتْلَهُمُ ۔ قتل کرنا ان کا	الْاَنْبِيَآءَ ۔ نبیوں کو	بِغَيْرِ ۔ بغیر
حَقٍّ ۔ حق کے	وَ ۔ اور	نَقُوْلُ ۔ ہم کہیں گے	ذُوْقُوْا ۔ چکھو
عَذَابَ ۔ عذاب	الْحَرِيْقِ ۔ جلنے کا	ذٰلِكَ ۔ یہ	بِمَا ۔ بدلہ ہے اس کا جو
قَدَّمَتْ ۔ آگے بھیجا	اَيْدِيْكُمْ ۔ تمہارے ہاتھوں نے		وَ ۔ اور
اَنَّ ۔ بے شک	اللّٰهَ ۔ اللہ	لَيْسَ ۔ نہیں ہے	بِظَلَّامٍ ۔ ظلم کرنے والا
لِّلْعَبِيْدِ ۔ بندوں پر	اَلَّذِيْنَ ۔ وہ جو	قَالُوْا ۔ بولے	اِنَّ ۔ بیشک
اللّٰهَ ۔ اللہ نے	عَهِدَ ۔ عہد لیا	اِلَيْنَا ۔ ہم سے	اَلَّا ۔ یہ کہ نہ
نُؤْمِنَ ۔ ایمان لائیں ہم	لِرَسُوْلٍ ۔ کسی رسول پر	حَتّٰى ۔ یہاں تک کہ	يَاْتِيَنَا ۔ لائے ہمارے پاس
بِقُرْبَانٍ ۔ قربانی	تَاْكُلُهُ ۔ کہ کھائے اس کو	النَّارُ ۔ آگ	قُلْ ۔ کہہ دیجئے
قَدْ ۔ بیشک	جَآءَ ۔ آئے	كُمْ ۔ تمہارے پاس	رُسُلٌ ۔ رسول
مِّنْ قَبْلِيْ ۔ اس سے پہلے	بِالْبَيِّنٰتِ ۔ دلائل کے ساتھ	وَ ۔ اور	بِالَّذِيْ ۔ وہ لے کر جو
قُلْتُمْ ۔ تم نے کہا	فَلِمَ ۔ پھر کیوں	قَتَلْتُمُوْ ۔ قتل کیا تم نے	هُمْ ۔ ان کو
اِنْ ۔ اگر	كُنْتُمْ ۔ ہو تم	صٰدِقِيْنَ ۔ سچے	فَاِنْ ۔ پھر اگر
كَذَّبُوْ ۔ جھٹلائیں	كَ ۔ تجھ کو	فَقَدْ ۔ تو بیشک	كُذِّبَ ۔ جھٹلائے گئے
رُسُلٌ ۔ رسول	مِّنْ قَبْلِكَ ۔ آپ سے پہلے	جَآءُوْ ۔ لائے وہ	بِالْبَيِّنٰتِ ۔ دلائل
وَ ۔ اور	الزُّبُرِ ۔ صحیفے	وَ ۔ اور	الْكِتٰبِ ۔ کتاب
الْمُنِيْرِ ۔ روشن	كُلُّ ۔ ہر	نَفْسٍ ۔ جی	ذَآئِقَةُ ۔ چکھنے والا ہے
الْمَوْتِ ۔ موت کو	وَ ۔ اور	اِنَّمَا ۔ اس کے سوا نہیں کہ	تُوَفَّوْنَ ۔ پورا دیئے جاؤ گے تم
اُجُوْرَكُمْ ۔ اپنا بدلہ	يَوْمَ ۔ دن	الْقِيٰمَةِ ۔ قیامت کے	فَمَنْ ۔ پھر جو
زُحْزِحَ ۔ بچایا گیا	عَنِ النَّارِ ۔ آگ سے	وَ ۔ اور	اُدْخِلَ ۔ داخل کیا گیا
الْجَنَّةَ ۔ جنت میں	فَقَدْ ۔ تو بیشک	فَازَ ۔ وہ کامیاب ہوا	وَ ۔ اور
مَا ۔ نہیں	الْحَيٰوةُ ۔ زندگی	الدُّنْيَآ ۔ دنیا کی	اِلَّا ۔ مگر
مَتَاعُ ۔ سامان	الْغُرُوْرِ ۔ دھوکے کا	لَتُبْلَوُنَّ ۔ ضرور آزمائے جاؤ گے تم	فِيْ ۔ بیچ

marfat.com

اَمْوَالِكُمْ ۔ اپنے مالوں کے ۔ وَ ۔ اور ۔ اَنْفُسِكُمْ ۔ اپنی جانوں کے ۔ وَ ۔ اور

لَتَسْمَعُنَّ ۔ ضرور سنو گے تم ۔ مِنَ الَّذِيْنَ ۔ ان سے جو ۔ اُوْتُوا ۔ دیے گئے ۔ اَلْكِتٰبَ ۔ کتاب

مِنْ قَبْلِكُمْ ۔ تم سے پہلے ۔ وَ ۔ اور ۔ مِنَ الَّذِيْنَ ۔ ان سے جو ۔ اَشْرَكُوْا ۔ مشرک ہیں

اَذًى ۔ تکلیف ۔ كَثِيْرًا ۔ بہت ۔ وَ ۔ اور ۔ اِنْ ۔ اگر

تَصْبِرُوْا ۔ تم صبر کرو ۔ وَ ۔ اور ۔ تَتَّقُوْا ۔ پرہیزگاری کرو ۔ فَاِنَّ ۔ تو بیشک

ذٰلِكَ ۔ یہ ۔ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۔ ہمت کے کاموں سے ہے ۔ وَ ۔ اور

اِذْ ۔ جب ۔ اَخَذَ ۔ پکڑا ۔ اللّٰهُ ۔ اللہ نے ۔ مِيْثَاقَ ۔ وعدہ

الَّذِيْنَ ۔ ان سے جو ۔ اُوْتُوا ۔ دیے گئے ۔ الْكِتٰبَ ۔ کتاب ۔ لَتُبَيِّنُنَّهٗ ۔ ضرور بیان کرنا

تم اس کو ۔ لِلنَّاسِ ۔ لوگوں کے لیے ۔ وَ ۔ اور ۔ لَا ۔ نہ

تَكْتُمُوْنَهٗ ۔ چھپانا اس کو ۔ فَنَبَذُوْهُ ۔ تو ڈال دیا اسکو ۔ وَرَآءَ ۔ پیچھے ۔ ظُهُوْرِ ۔ پیٹھوں

هِمْ ۔ اپنی کے ۔ وَ ۔ اور ۔ اشْتَرَوْا ۔ خریدی انہوں نے ۔ بِهٖ ۔ اس کے ساتھ

ثَمَنًا ۔ قیمت ۔ قَلِيْلًا ۔ تھوڑی ۔ فَبِئْسَ ۔ تو برا ہے ۔ مَا ۔ جو

يَشْتَرُوْنَ ۔ وہ خریدتے ہیں ۔ لَا ۔ نہ ۔ تَحْسَبَنَّ ۔ خیال کرتو ۔ الَّذِيْنَ ۔ ان کو جو

يَفْرَحُوْنَ ۔ خوش ہوتے ہیں ۔ بِمَا ۔ اس سے جو ۔ اَتَوْا ۔ وہ لائے ۔ وَ ۔ اور

يُحِبُّوْنَ ۔ پسند کرتے ہیں ۔ اَنْ ۔ یہ کہ ۔ يُحْمَدُوْا ۔ تعریف کیے جائیں ۔ بِمَا ۔ اس سے جو

لَمْ ۔ نہ ۔ يَفْعَلُوْا ۔ کیا انہوں نے ۔ فَلَا ۔ تو نہ ۔ تَحْسَبَنَّهُمْ ۔ خیال کر تو ان کو

بِمَفَازَةٍ ۔ بچ جانے ۔ مِنَ الْعَذَابِ ۔ عذاب سے ۔ وَ ۔ اور ۔ لَهُمْ ۔ ان کے لیے

عَذَابٌ ۔ عذاب ہے ۔ اَلِيْمٌ ۔ دردناک ۔ وَ ۔ اور ۔ لِلّٰهِ ۔ اللہ کے لیے ہے

مُلْكُ ۔ بادشاہی ۔ السَّمٰوٰتِ ۔ آسمانوں ۔ وَ ۔ اور ۔ الْاَرْضِ ۔ زمین کی ۔

وَ ۔ اور ۔ اللّٰهُ ۔ اللہ ۔ عَلٰى ۔ اوپر ۔ كُلِّ ۔ ہر

شَيْءٍ ۔ چیز کے ۔ قَدِيْرٌ ۔ قادر ہے

مختصر تفسیر چودھواں رکوع ۔ آل عمران ۔ پ ۴

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ

marfat.com

الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ بے شک اللہ نے سنا ان کا کہنا جنہوں نے کہا بیشک اللہ محتاج ہے اور ہم غنی عنقریب ہم لکھ لیں گے جو انہوں نے کہا اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا اور کہیں گے ہم انہیں چکھو عذاب جلانے والا یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

ابن اسحاق۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم۔ عکرمہ عن ابن عباس سے روایت کیا۔

شان نزول:۔ کہ ایک روز حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہود کے بیت المدراس میں گئے وہاں تعلیم بنی قینقاع کے لوگ جمع تھے ان کے علماء حیی بن اخطب۔ کعب بن اشرف۔ اشیع بھی موجود تھے اور فنحاص بن عازوراء بھی تھا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فنحاص کو خطاب کر کے فرمایا

"اے فنحاص اللہ سے ڈر۔ اسلام لے آ۔ قسم خدا کی تو جانتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں جن کا ذکر توریت میں بھی ہے لہذا ایمان اختیار کر۔ نماز قائم کر۔ زکوٰۃ ادا کر۔ اللہ تعالٰے کو قرض دے اجر پائے گا" آپ نے مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا تلاوت کی۔

فنحاس نے کہا کہ جب اللہ ہی ہم سے قرض طلب کرتا ہے اور معبود ہو کر ہمارا مقروض بنتا ہے تو ہم غنی ہوئے اور جو قرض طلب کرے وہ محتاج۔

حضرت صدیق اکبر نے جوش میں آکر اس کے طمانچہ مار دیا اور فرمایا کہ اگر تو ہمارا ذمی نہ ہوتا تو ہم تجھے قتل کر دیتے فنحاس نے بارگاہ رسالت پناہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر کو طلب کیا اور واقعہ دریافت فرمایا۔ حضرت صدیق اکبر نے تمام واقعہ عرض کیا فنحاس نے ان واقعات کی تصدیق سے انکار کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ روح المعانی

ارشاد ہوا ہم بے خبر نہیں جو کچھ یہود نے کہا اور ان کے اعمالناموں میں یہ بات بھی لکھی جائے گی اور یہ جرم ایسا عظیم ہے جیسا قتل انبیاء۔ گویا یہ بتایا کہ نبی کی گستاخی اور اللہ تعالٰے کی شان میں گستاخی کرنا دونوں ہی یکساں جرم ہیں۔

وَنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ اور کہیں گے ہم کہ اب جلتی آگ کا عذاب چکھو۔ حریق بمعنی محرق۔ جھلس دینے والی آگ کا مزہ یہ فرشتے کہیں گے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ۔ یہ اس کا بدلہ ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجا ہے اور اللہ یقینا بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

marfat.com

اس کے بعد یہود کی دوسری بکواس کا رد ہے جس کا تذکرہ حسبِ ذیل ہے۔

اَلَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَاۤ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ بِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ

وہ جو کہتے ہیں اللہ نے ہم سے اقرار لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک ایسی قربانی کا حکم نہ لائے جسے آگ کھائے۔ فرما دیجئے مجھ سے پہلے بہت رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں اور یہ حکم لے کر آئے جو تم کہتے ہو پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا اگر سچے ہو۔ تو اے محبوب اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم سے پہلے رسولوں کو بھی جھٹلایا گیا ہے جو صاف نشانیاں اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔

شانِ نزول:۔ یہود کی ایک جماعت نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم سے توریت میں عہد لیا گیا ہے کہ جو مدعی رسالت کوئی خاص علامت دے کہ وہ ہر قربانی کے لیے آسمان سے سفید آگ اتارے جو اس قربانی کو کھا جائے اور جو ایسا نہ کرے ہم اس پر ہرگز ایمان نہ لائیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کے اس کذب محض اور افترائے خالص کا ابطال کیا۔

کیونکہ توریت میں اس شرط کا نام و نشان بھی نہیں اور ظاہر ہے کہ نبی کی تصدیق کے لیے معجزات ہوتے ہیں کوئی معجزہ ہو جب نبی نے معجزہ دکھایا اس کے صدق پر دلیل قائم ہوگئی۔ پھر اس کی تصدیق کرنا اس کی نبوت کو ماننا ہر شخص پر لازم ہو گیا۔ اب کسی خاص معجزہ کا مطالبہ اور اس مطالبہ پر اصرار یہ ثبوت قائم ہو جانے کے بعد نبی کا انکار ہے۔ پھر الزاماً جواب دیا گیا کہ تم نے ان انبیاء کو کیوں قتل کیا جو قربانی پر آسمان سے سفید آگ لائے اور ان پر تم ایمان نہ لائے بنا بریں یہ ثابت ہو گیا کہ تمہارا دعویٰ محض باطل اور جھوٹ ہے۔

اور اگر اس سچائی کے واضح ہونے کے بعد بھی یہ تکذیب کریں تو یہ تکذیب نئی بات نہیں آپ سے پہلے جو نبی بیّنات یعنی معجزات اور زُبر یعنی صحیفے لائے اور روشن کتاب یعنی توریت انجیل یہ ان کی تکذیب کرنے سے بھی نہ چوکے اس کے بعد حقیقت دنیا اور حالِ دنیا پر روشنی ڈال کر ہدایت فرمائی جاتی ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تمہارے عملوں کے بدلے تو پورے ملیں گے قیامت کے دن تو جو آگ سے بچا اور جنت میں داخل ہوا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ مبتدا ہے۔ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِ خبر ہے۔ کُل میں نفس کا ہر فرد شامل ہے۔ ذات۔ دل۔ روح جان

marfat.com

والدین۔ جیسے فرشتہ، جن حیوانات۔ یہاں نفس کے معنی روح کے ہیں۔

ذَائِقَۃ۔ ذوق کے معنی چکھنا۔ مَوْت۔ روح کا بدن سے نکل جانا۔

یہ جہانِ رفیق فنا یہ دنیا گنج بخش رنج وعنا ہے۔ یہاں جو آیا ہے اس کو جانا ہے جس نے دروازۂ عدم سے فضاء وجود میں قدم رکھا اس کو رخنۂ فنا نے نکالا جس نے رخت آمال و امانی عرصۂ زندگانی میں لاکر رکھا اس کو لاشی فریب دے کر رہزنِ اجل نے لوٹا عربی کا مقولہ ہے۔

اَلْمَوْتُ قَدَحٌ کُلُّ نَفْسٍ شَارِبُوْھَا۔ وَالْقَبْرُ بَابٌ کُلُّ نَفْسٍ دَاخِلُوْھَا۔ موت ایک پیالہ ہے ہر جان کو اسے پینا ہے اور قبر ایک دروازہ ہے کہ ہر نفس نے اس میں داخل ہونا ہے۔

کُلُّ مَخْلُوْقٍ سَیَمُوْتُ وَکُلُّ مَرْزُوْقٍ سَیَفُوْتُ۔ ہر مخلوق مرنے کے لیے ہے اور ہر رزق دیا گیا فوت ہونے کے لیے ہے۔ اگر بقا ہے تو اس ہی وجہ کریم کو جو ذی الجلال والاکرام ہے ورنہ خاقان امیر بندگی حقیر دبیر غنی وفقیر، صغیر وکبیر، جوان و پیر، قوی وضعیف سب کو پنجۂ موت میں آنا ہے۔

اگر کسی کو اس جہان میں حیات ابدی اور بقائے سرمدی زیبا ہوتی تو وہ محض انبیاء مرسلین کے شایان شان ہوتی اس لیے کہ وہ عظیم ہستیاں ہادی اور سالک راہِ استقامت تھیں اگر کسی کو موت مہلت دیتی اور اس کے لیے دروازۂ بقا ہوتا تو وہ سید الانبیاء و امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے زیبا تھی کیونکہ آپ نے فرمایا اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ۔ ہم اولادِ آدم کے سردار ہیں۔

مگر انتقال جسمانی بہ سرائے جاودانی ان کے لیے بھی لازمی ہوا۔ ارشاد باری ہے اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ۔ اے حبیب آپ بھی دنیا سے جانے والے ہیں اور وہ بھی مرنے والے ہیں کسی نے خوب کہا ہے

وَلَوْ کَانَ اِنْسَانٌ یَدُوْمُ بَقَاءُہٗ ۔۔۔ لَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ غَیْرُ الْمُرْسَلِیْنَ مُخَلَّدًا

اگر انسان ہمیشہ باقی رہنے والا ہوتا تو خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال جسمانی بھی نہ ہوتا

وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

اِنَّمَا۔ حصر کے لیے ہے

تُوَفَّوْنَ۔ وَفَاءٌ سے بنا۔ تَوَفِّیْ کے معنی پورا پورا دینا

اُجُوْرَکُمْ۔ اجر کی جمع ہے۔ اس کے معنی جزاء عمل۔ یہاں اجر جزاء و سزا دونوں کو شامل ہے کُمْ۔ تمام روئے زمین کے انسانوں سے خطاب ہے۔

یَوْم کے معنی وقت۔ قیامت۔ حساب کا وقت کیونکہ قیامت میں دن رات نہ ہوں گے سب اپنی قبروں سے نکل کر کھڑے ہوں گے۔ اسی لیے اس کو قیامت کہتے ہیں یعنی اٹھنے کا دن۔ بدلہ کا دن۔

marfat.com

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ۔

مَنْ سے صرف انسان مراد ہیں۔ کیونکہ جنت میں ثواب و اجر صرف انسان کو ہی ملے گا۔

زُحْزِحَ۔ اس کے معنی دور رکھنا۔ نار دوزخ کے تمام طبقات گرم ہوں یا سرد ہوں

اُدْخِلَ جنت میں داخل ہونا۔ جنت کے معنی گھنا باغ

فَازَ۔ کامیابی ہر قسم کی یعنی جو انسان اللہ تعالے کے فضل و کرم سے اس دن آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔

حَيٰوةٌ۔ روح کا جسم میں رہنا ہے۔

مَتَاعٌ۔ وہ سامان جو برت کر چھوڑ دیا جائے جیسے برتن مکان کہ دنیا والے برت کر چھوڑ جاتے ہیں سو وہ ویسے ہی رہتے ہیں

غُرُوْرٌ غرر سے بنا۔ اس کے معنی غفلت۔ دھوکہ دینے والے۔ غفلت پیدا کرنے والے۔ دنیا کی زندگی جو غفلت میں گذرے وہ دھوکہ کا سامان ہے۔ حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ فرماتے ہیں۔ دنیا اس خوشنما سانپ کی طرح ہے جو دیکھنے میں حسین اور چھونے میں نرم ہے۔ مگر اس کا زہر قاتل ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دنیا کا طالب دنیا کے لیے جو کچھ حاصل کرتا ہے یقیناً وہ متاع غرور اور دھوکہ کا سرمایہ ہے اور طلب آخرت کے لیے دولت باقی کے حصول کا فکر سرمایۂ آخرت نفع دینے والا اور باقی رہنے والا ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔

ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں اور ضرور تم ان کتاب والوں سے جو تم سے پہلے تھے اور مشرکوں سے بہت کچھ تکلیف دہ باتیں سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

اس مبارک طرز بیان نے دنیا کی حقیقت بے حجاب کر دی اور اس انسان کو سبق عبرت دیا جو دنیا کی زندگی پر مفتون و شیدا ہے اور اسی کو سرمایۂ زندگی سمجھتا ہے اور زندگی کی اس مہلت کو اسی کے حاصل کرنے میں ضائع کر دیتا ہے۔ آخر دم بوقت رحلت اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دھوکہ ہی دھوکہ تھا اس میں بقا نہ تھی اس کے ساتھ دل لگانا نجات اخروی اور ابدی زندگی کے لیے سخت نقصان دہ تھا۔

لَتُبْلَوُنَّ۔ بلاء سے بنا اس کا معنی آزمائش و امتحان ہے۔

marfat.com

اَمْوَال ۔ اس میں ہر قسم کا مال داخل ہے۔
اَنْفُسُ۔ کے معنی جان ہے۔

شانِ نزول:۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ قبیلہ بنی قینقاع کے سردار فنحاص کے پاس ایک نامۂ عالی بھیجا جس میں مشرکین کے مقابلے کے لیے تعاون کے لیے فرمایا اور حضرت صدیق کو یہ بھی حکم دیا کہ اگر کوئی سخت جواب ملے تو برداشت کرنا۔
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ نامہ لے کر فنحاص کے پاس گئے۔ فنحاص نے کہا کہ کیا تمہارا رب تھک گیا جو تم ہم سے مدد مانگ رہے ہو۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس جواب پر قتل کرنا چاہا لیکن حضور کا ارشاد یاد آگیا اور وہ واپس آگئے پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ خازن
اور یہ مضمون اس آیت کریمہ کے اوپر کے جملوں سے باشارۃ النص مستفاد بھی ہوتا ہے لہٰذا مسلمان کا یہ طریقہ بھی ہونا چاہئے کہ دشمنانِ اسلام سے اذیت رساں باتیں سن کر صبر کرے۔ حقوق و فرائض اور نقصانِ مصائب امراض و خطرات قتل و رنج۔ الم و غم وغیرہ کے مواقع جب پیش آئیں تو صبر اور تقوی سے برداشت کرے مسلمان اور غیر مسلم میں یہی عمل اختیار کرنے والا ہے۔
مسلمانوں کو بالخصوص یہ خطاب اس لیے فرمایا گیا کہ آنے والے مصائب و شدائد پر انہیں صبر آسان ہو جائے اور یہود و نصاریٰ مشرکین کے طعن و تشنیع انہیں بد دل نہ کر دے اور ہر تکلیف جو کہ راہ میں مصیبت پر برداشت اور نیکی کی طرف رجحان عام رہے۔ اس کے بعد احبار یہود اور علمائے نصاریٰ کا حال بیان ہو رہا ہے۔ اس کی تصریح فرمائی جاتی ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ فَنَبَذُوْہُ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ ۝ اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور اسے لوگوں پر بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے وہ عہد پس پشت ڈال دیا اور اس کے بدلے ذلیل و قلیل رقم خریدی تو بری ہے وہ چیز جو انہوں نے خریدی۔

اِذْ۔ ظرف ہے جس کا مظروف فعل اُذْکُرْ ہے۔ یعنی اے محبوب یاد کرو۔
مِیْثَاق مُوثِق کے معنی مضبوطی۔ اصطلاح میں مضبوط وعدہ۔
حضرت عکرمہ ابن عباس سے فرماتے ہیں اَلَّذِیْنَ سے مراد صرف یہودیوں کے پوپ ہیں۔
حضرت علقمہ فرماتے ہیں یہودیوں کے علاوہ عیسائیوں کے پادری مراد ہیں۔
یعنی اے محبوب یاد کرو جبکہ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں سے مضبوط عہد لیا تھا جنہیں توریت یا انجیل دی

marfat.com

علم دیا گیا۔ کتاب سے مراد توریت یا انجیل ہے۔

لَتُبَيِّنُنَّهُ - تُبَيِّنُنَّ تَبْيِينٌ سے بنا اس کے معنی اظہار ہے یعنی آہستہ آہستہ سمجھا کر بیان کرنا تاکہ سننے والے کے دل میں اتر جائے۔

لِلنَّاسِ سے مراد عوام یہود و نصاریٰ ہیں

لَا تَكْتُمُونَهُ - کتم سے بنا اس کے معنی ہیں چھپانا۔ کسی قسم کی تاویل نہ کریں صاف بتا دیں کہ یہی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ۔

نَبَذُوا۔ نبذ سے بنا اس کے معنی پھینکنا دور کرنا۔

وَرَاءَ۔ پیچھے کو کہتے ہیں

ظُهُورِ۔ ظہر کی جمع ہے۔ اس کے معنی پشت۔ یعنی ان لوگوں نے کتاب اللہ یا اس عہد کو پس پشت ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے علماء توریت و انجیل پر واجب فرمایا تھا کہ ان دونوں کتابوں میں جو حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر مدح و نعت کا مذکور ہے اور جو بیان کہ حضور کی نبوت پر دلالت کرنے والے ہیں وہ لوگوں کو اچھی طرح مشرح طور پر سمجھا دیں اور ہرگز نہ چھپائیں۔ انہوں نے اس معاہدہ کو پس پشت ڈال دیا اور رشوتیں لے کر حضور کے اوصاف کو چھپایا جو توریت و انجیل میں مذکور تھے تو انہوں نے یہ سودا غلط اور بہت برا کیا۔

فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ۔ ان کی یہ خریداری بہت بری ہے جو دین کے عوض خریدا۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا وَّيُحِبُّونَ أَنْ يُّحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ نہ گمان کریں وہ جو خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کیے ان کی تعریف ہو تو نہ سمجھنا چاہیے انہیں کہ عذاب سے دور ہوگئے ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی ملکیت اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لَا تَحْسَبَنَّ میں خطاب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے

الَّذِينَ۔ سے مراد سرداران یہود و منافقین ہیں۔

يَفْرَحُونَ۔ فرح سے بنا اس کے معنی شیخی کے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ۔ ترجمہ۔ شیخی نہ مار بے شک اللہ شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔ دوسری جگہ فرمایا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا۔ اللہ کے فضل و رحمت پر خوشیاں مناؤ۔

marfat.com

يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا۔

يُحِبُّوْنَ۔ حُبّ سے بنا اس کے معنی چاہنا۔ پسند کرنا۔ منافقین اور یہود کے سردار برے کام کرکے خوش ہوتے ہیں اور اپنی تعریفیں چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا

فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ۔

بِمَفَازَةٍ۔ مَفَازَۃ۔ اس کے معنی فوز وکامیابی۔ نجات۔ فوز کے لغوی معنی آفتوں سے دوری ہے۔ کامیاب انسان ناکامی سے دور رہتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اور اللہ تعالٰے آسمان وزمین کا مالک ہے اور اللہ تعالٰی ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے پر خوش ہوتے اور باوجود نادان ہونے کے یہ پسند کرتے کہ انہیں عالم کہا جاوے۔ اس سے یہ حکم بھی نکل آیا کہ خود پسندی کرنے والے کے لیے اور اس کے لیے جو لوگوں سے اپنی جھوٹی تعریف چاہے ان کے لیے یہ وعید سبق عبرت ہے اور آخر میں انہیں تنبیہ ہے جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی جواب میں فرمایا آسمانوں اور زمین کا سب کچھ اللہ کا ہے۔

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں منافقین غزوات میں شریک نہ ہوتے اور وہ خوش ہوتے کہ ہم شریک نہیں ہوتے۔ عذر خواہی کرکے اپنی تعریف کے خواہشمند ہوتے تھے۔

شانِ نزول: حضور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود سے توریت کے بارے میں کوئی بات دریافت فرمائی۔ انہوں نے دانستہ طور پر غلط بیانی کی اور یہ ظاہر کیا کہ گویا وہ سچ بول رہے ہیں اور اس بات کے آرزومند تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی تعریف فرمائیں۔ ان کی مذمت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بامحاورہ ترجمہ بیسواں رکوع۔ آل عمران ۲۰

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔	بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور اختلاف لیل اور نہار (کی تبدیلیوں) میں نشانیاں ہیں اہل عقل کے لیے۔
اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ	جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر اور غور کرتے ہیں بیچ تخلیق آسمانوں اور زمین کے

marfat.com

وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

اے ہمارے رب نہیں پیدا کیا تو نے یہ بے کار پاکی ہے تجھے تو ہمیں بچا لے عذاب دوزخ سے۔

رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

اے ہمارے رب بے شک تو جسے داخل کرے جہنم میں اسے یقیناً تو نے رسوائی دی اور نہیں ظالموں کے لیے کوئی مددگار۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝

اے رب ہمارے ہم نے سنا ایک ندا دینے والا جو پکارتا تھا ایمان کے لیے کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر تو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے اور ہمیں ہمارے گناہ بخش دے اور مٹا دے ہماری برائیاں اور موت دے ہمیں اچھوں کے ساتھ۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

اے رب ہمارے اور ہمیں دے وہ جس کا وعدہ کیا تو نے اپنے رسولوں کی معرفت اور ہمیں نہ رسوا کر قیامت کے دن بیشک تو نہیں خلاف کرتا وعدہ۔

فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَيِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

تو سن لی ان کی ان کے رب نے کہ میں ضائع نہیں کرتا عمل کسی عمل والے کا مرد ہو یا عورت آپس میں تم ایک ہو تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ مٹا دوں گا اور ضرور داخل کروں گا ان باغیوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اللہ کے پاس ثواب ہے اور اللہ ہی وہ ہے کہ اس کے پاس اچھا ثواب ہے

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۣ ثُمَّ مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

اے سننے والے! نہ دھوکہ دے تجھے کافروں کا کھلا پھرنا شہروں میں بہت کم برتنا ہے پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور برا بچھونا ہے۔

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ لَھُمْ جَنّٰتٌ

لیکن وہ جو پرہیزگار رہے اپنے رب سے ان کے

marfat.com

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۞

یہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ ان میں رہنا ہے اللہ کی طرف سے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ سب سے بہتر ہے نیکوں کے لیے۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ خٰشِعِیْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۞

اور بے شک کچھ کتاب والے ایسے ہیں کہ جو ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو ان کی طرف اترا جھکے ہوئے ہیں اللہ کے لیے نہیں خریدتے اللہ کی آیتوں کے بدلے ذلیل رقم یہ وہ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے اور بے شک اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۞

اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد اسلامی پر باہم مل کر نگرانی کرو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو۔

لفظی ترجمہ

اِنَّ ۔ بیشک	فِیْ ۔ بیچ	خَلْقِ ۔ پیدائش	السَّمٰوٰتِ ۔ آسمانوں
وَ ۔ اور	الْاَرْضِ ۔ زمین کے	وَ ۔ اور	اخْتِلَافِ ۔ اختلاف
الَّیْلِ ۔ رات	وَ ۔ اور	النَّهَارِ ۔ دن میں	لَاٰیٰتٍ ۔ یقیناً نشانیاں ہیں
لِّاُولِی ۔ صاحب	الْاَلْبَابِ ۔ عقل کے لیے	الَّذِیْنَ ۔ وہ جو	یَذْكُرُوْنَ ۔ یاد کرتے ہیں
اللّٰهَ ۔ اللہ کو	قِیٰمًا ۔ کھڑے	وَ ۔ اور	قُعُوْدًا ۔ بیٹھے
وَ ۔ اور	عَلٰی ۔ اوپر	جُنُوْبِهِمْ ۔ اپنی کروٹوں کے	وَ ۔ اور
یَتَفَكَّرُوْنَ ۔ غور کرتے ہیں	فِیْ ۔ بیچ	خَلْقِ ۔ پیدائش	السَّمٰوٰتِ ۔ آسمانوں
وَ ۔ اور	الْاَرْضِ ۔ زمین کے	رَبَّنَا ۔ اے ہمارے رب	مَا ۔ نہیں
خَلَقْتَ ۔ پیدا کیا تونے	هٰذَا ۔ یہ	بَاطِلًا ۔ بیکار	سُبْحٰنَكَ ۔ تو پاک ہے
فَقِنَا ۔ تو بچا ہم کو	عَذَابَ ۔ عذاب	النَّارِ ۔ آگ سے	رَبَّنَا ۔ اے ہمارے رب

marfat.com

إِنَّكَ۔ بیشک تو نے　مَنْ۔ جسے　تُدْخِلِ۔ داخل کیا　النَّارَ۔ آگ میں

فَقَدْ۔ تو بیشک　أَخْزَيْتَهُ۔ تو نے اسے رسوا کیا　وَ۔ اور

مَا۔ نہیں　لِلظَّالِمِينَ۔ ظالموں کیلئے　مِنْ أَنْصَارٍ۔ کوئی مدد کرنے والا

رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب　إِنَّنَا۔ بیشک ہم نے　سَمِعْنَا۔ سنا　مُنَادِيًا۔ ایک آواز دینے والا

يُنَادِي۔ جو آواز دیتا ہے　لِلْإِيمَانِ۔ ایمان کی　أَنْ۔ یہ کہ　آمِنُوا۔ ایمان لاؤ

بِرَبِّكُمْ۔ اپنے رب پر　فَآمَنَّا۔ تو ہم ایمان لائے　رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب　فَاغْفِرْ۔ بخش دے

لَنَا۔ ہم کو　ذُنُوبَنَا۔ ہمارے گناہ　وَ۔ اور　كَفِّرْ۔ دور کر

عَنَّا۔ ہم سے　سَيِّئَاتِنَا۔ ہماری برائیاں　وَ۔ اور　تَوَفَّنَا۔ فوت کر ہم کو

مَعَ۔ ساتھ　الْأَبْرَارِ۔ نیکوں کے　رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب　وَ۔ اور

آتِنَا۔ دے ہم کو　مَا۔ جو　وَعَدْتَنَا۔ وعدہ کیا تو نے ہم سے

عَلَىٰ۔ بواسطہ　رُسُلِكَ۔ اپنے رسولوں کے　وَ۔ اور　لَا۔ نہ

تُخْزِنَا۔ رسوا کر ہم کو　يَوْمَ۔ دن　الْقِيَامَةِ۔ قیامت کے　إِنَّكَ۔ بیشک تو

لَا۔ نہیں　تُخْلِفُ۔ خلاف کرتا　الْمِيعَادَ۔ وعدہ　فَاسْتَجَابَ۔ تو سن لی

لَهُمْ۔ ان کی　رَبُّهُمْ۔ ان کے رب نے　أَنِّي۔ کہ بیشک میں　لَا۔ نہیں

أُضِيعُ۔ ضائع کرتا　عَمَلَ۔ عمل　عَامِلٍ۔ کسی عمل کرنیوالے کا　مِنْكُمْ۔ تم میں سے

مِنْ ذَكَرٍ۔ مرد ہو　أَوْ۔ یا　أُنْثَىٰ۔ عورت　بَعْضُكُمْ۔ بعض تمہارا

مِنْ بَعْضٍ۔ بعض سے ہے　فَالَّذِينَ۔ تو وہ جنہوں نے　هَاجَرُوا۔ ہجرت کی　وَ۔ اور

أُخْرِجُوا۔ نکالے گئے　مِنْ دِيَارِهِمْ۔ اپنے گھروں سے　وَ۔ اور

أُوذُوا۔ تکلیف دیے گئے　فِي۔ بیچ　سَبِيلِي۔ میری راہ کے　وَ۔ اور

قَاتَلُوا۔ لڑے　وَ۔ اور　قُتِلُوا۔ مارے گئے　لَأُكَفِّرَنَّ۔ تو دور کرونگا میں

عَنْهُمْ۔ ان سے　سَيِّئَاتِهِمْ۔ انکی برائیاں　وَ۔ اور　لَأُدْخِلَنَّهُمْ۔ ضرور داخل کروں

گا میں ان کو　جَنَّاتٍ۔ باغوں میں کہ　تَجْرِي۔ چلتی ہیں　مِنْ تَحْتِهَا۔ ان کے نیچے

الْأَنْهَارُ۔ نہریں　ثَوَابًا۔ بدلہ ہے　مِنْ عِنْدِ۔ نزدیک　اللَّهِ۔ اللہ کے

وَ۔ اور　اللَّهُ۔ اللہ　عِنْدَهُ۔ اس کے پاس　حُسْنُ۔ اچھا

الثَّوَابِ۔ بدلہ ہے　لَا۔ نہ　يَغُرَّنَّكَ۔ دھوکہ دے تجھے　تَقَلُّبُ۔ پھرنا

marfat.com

الَّذِيْنَ - ان کا جو
مَتَاعٌ - برتنا ہے
جَهَنَّمُ - جہنم ہے
لٰكِنِ - لیکن
لَهُمْ - ان کے لیے
الْاَنْهٰرُ - نہریں
مِّنْ عِنْدِ - پاس
عِنْدَ - پاس
وَ - اور
لَمَنْ - البتہ ہیں جو
مَا - جو
مَا - جو
لِلّٰهِ - اللہ کے لیے
اللّٰهِ - آیتوں پر
لَهُمْ - ان کے لیے
اِنَّ - بیشک
والا ہے
اصْبِرُوْا - صبر کرو
رَابِطُوْا - نگرانی کرو
لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم

كَفَرُوْا - کافر ہوئے
قَلِيْلٌ - تھوڑا سا
وَ - اور
الَّذِيْنَ - وہ جو
جَنّٰتٌ - باغ ہیں
خٰلِدِيْنَ - ہمیشہ رہیں
اللّٰهِ - اللہ کے
اللّٰهِ - اللہ کے ہے
اِنَّ - بیشک
يُّؤْمِنُ - ایمان لاتا ہے
اُنْزِلَ - اتارا گیا
مَا اُنْزِلَ - اتارا گیا
لَا - نہیں
ثَمَنًا - قیمت
اَجْرُهُمْ - ان کا اجر ہے
اللّٰهَ - اللہ
يٰٓاَيُّهَا - اے
وَ - اور
وَ - اور
تُفْلِحُوْنَ - کامیاب ہو

فِيْ - بیچ
ثُمَّ - پھر
بِئْسَ - برا ہے
اتَّقَوْا - ڈرے
تَجْرِيْ - چلتی ہیں
فِيْهَا - اس میں
وَ - اور
خَيْرٌ - بہتر ہے
مِنْ اَهْلِ - بعض اہل
بِاللّٰهِ - اللہ پر
اِلَيْكُمْ - تمہاری طرف
اِلَيْهِمْ - ان کی طرف
يَشْتَرُوْنَ - خریدتے
قَلِيْلًا - تھوڑی
عِنْدَ - نزدیک
سَرِيْعُ - جلدی
الَّذِيْنَ - وہ جو
صَابِرُوْا - صبر کی تلقین کرو
اتَّقُوا - ڈرو

الْبِلَادِ - شہروں کے
مَاْوٰىهُمْ - ان کا ٹھکانا
الْمِهَادُ - بچھونا
رَبَّهُمْ - اپنے رب سے
مِنْ تَحْتِهَا - ان کے نیچے
نُزُلًا - مہمانی ہے
مَا - جو
لِلْاَبْرَارِ - نیکوں کے لیے
الْكِتٰبِ - کتاب
وَ - اور
وَ - اور
خٰشِعِيْنَ - جھکنے والے
بِاٰيٰتِ - آیات
اُولٰٓئِكَ - یہ لوگ
رَبِّهِمْ - ان کے رب کے
الْحِسَابِ - حساب لینے
اٰمَنُوْا - ایمان لائے ہو
وَ - اور
اللّٰهَ - اللہ سے

مختصر تفسیر پندرھواں رکوع - آل عمران - پ ۴

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ
يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا

marfat.com

خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے اختلاف میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے وہ جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اور فکر و غور کرتے ہیں پیدائش آسمان اور زمین میں اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا

ایک ذی فہم انسان جب آسمان اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے نظام قدرت پر غور کرتا ہے تو اسے یقین آ جاتا ہے کہ اس کائنات کا خالق ایک ذات ہے جو قادر مطلق ہے ایسے یقین رکھنے والے صبح و شام ہر حال میں اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اور اس کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے۔

وہ ذات رب العالمین صانع کائنات قدیم و علیم حکیم و علیم ہے قادر علی الاطلاق ہے اس کے وجود پر دلالت کرنے والی چیزوں میں سے آسمان و زمین ہے جن لوگوں کی عقل کدورت سے پاک ہے اور عجائب و غرائب خلق کو بنظر اعتبار و استدلال دیکھتے ہیں ان کے لیے عالم کے موجودات میں بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں وہ وجود ازلی ابدی سرمدی کو مان کر رات دن اس کی تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کو اولو الالباب فرمایا گیا۔

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ۔

یہ بدلے ہوا اولو الالباب وصوف۔ اور الذین صفت ہے کیونکہ عقل کا مقتضی یہی ہے کہ بندہ ذکر و فکر استغفار اور دعا اور عاجزی کے اوصاف سے متصف ہو۔

اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بیٹھے لیٹے حضرت مولائے کائنات اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہ نماز کا حکم ہے کہ نماز کھڑے ہو کر پڑھے اور اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر۔

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ مجھے سخت بواسیر تھی میں نے رسول اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوٰۃ مریض کے بارے میں دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر۔ اگر سجدہ کی طاقت نہ ہو تو اشارے سے نماز پڑھو (ترمذی بخاری سنن نسائی)

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مریض بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو چت لیٹ کر قبلہ کی طرف پاؤں کر کے نماز ادا کرے اگر چت نہ لیٹ سکتا ہو تو داہنی کروٹ نماز ادا کرے۔

ان آیتوں سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر دوام و استمرار ہو کوئی وقت اس کے ذکر سے خالی نہ ہو چنانچہ حدیث میں ہے۔

marfat.com

يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ اور آسمان و زمین کی بناوٹ میں غور و فکر کرتے ہیں۔
تاکہ ان اشیاء سے اللہ تعالےٰ کے وجود پر دلیل قائم کر سکیں۔
تفکر کے معنی ہیں معلوم باتوں کو مجہول شے کے حاصل کرنے کے لیے ترتیب دینا۔
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اس نے ستاروں اور آسمان کو دیکھا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اے آسمان تیرا خالق رب ہے پھر اس کا دل خدا کی محبت میں بھر آیا اور کہا اے اللہ میرے گناہ بخش دے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے گناہ بخش دیئے۔
فکر وہ علمی قوت ہے جو معلوم تک پہنچانے والی ہو۔ یہ قوت انسان کے لیے مخصوص ہے حیوانات میں یہ قوت نہیں ہوتی۔
رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۔ اور بول اٹھتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے اس کارخانۂ عالم کو بیکار نہیں بنایا ہے۔
رَبَّنَا دعائیہ الفاظ ہیں هٰذَا سے مذکورہ بالا چیزوں کی طرف اشارہ ہے۔ آسمان، زمین، مخلوقات۔
بَاطِلًا حق کی ضد ہے۔ باطل کے معنی عبث لغو، حکمتوں سے خالی۔
ہم اقرار کرتے ہیں کہ ان چیزوں کو بے فائدہ نہ بنایا ان میں لاکھوں حکمتیں ہیں۔
سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔
سُبْحٰنَكَ ۔ پاک ہے تو۔ حال مؤکدہ بنانے کی صورت میں یہ معنی ہوں گے اللہ تعالےٰ بری اور عبث باتوں سے منزہ و پاک ہے۔
فَقِنَا میں فَ جزائیہ ہے۔ اس کی شرط پوشیدہ ہے۔
نَارِ ۔ سے مراد دوزخ ہے پس بچا ہم کو اے پروردگار دوزخ کے عذاب سے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ قیام کیا۔ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اول شب میں آرام فرمایا پچھلی نصف شب میں بیدار ہوئے۔ مسواک کی پھر وضو فرمایا اور اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تلاوت فرمائی پھر دو رکعت پڑھی جن میں قیام، رکوع، سجدہ بہت ہی طویل فرمایا۔ پھر سلام پھیر کر آرام فرمایا۔

شانِ نزول

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

marfat.com

قیام کی باری میرے یہاں تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے بستر پر آرام فرما ہو گئے کچھ عرصہ بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عائشہ آج میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنے رب کی خوب عبادت کروں میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں آپ کا قرب بھی چاہتی ہوں اور رضا بھی۔ آپ عبادت میرے گھر میں کریں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو فرمایا۔ قیام کیا پھر سجدے میں اس قدر روئے کہ مصلیٰ آنسوؤں سے بھیگ گیا حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو گیا اور حضرت بلال نے دستک دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں تشریف لے گئے تو میں نے دریافت کیا تو فرمایا آج شب مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

پھر فرمایا خرابی ہے اس کی جو یہ آیات پڑھیں اور صناعت قدرت پر غور نہ کریں (روح المعانی)

اِخْتِلَافِ خلف سے بنا اس کے معنی پیچھے کے ہیں۔ یہاں اختلاف سے مراد رات دن کا بڑھنا گھٹنا ہے موسم سرما میں راتیں بڑی دن چھوٹا موسم گرما میں دن بڑا رات چھوٹی بعض مقامات میں دن دس گھنٹے کا کہیں چودہ گھنٹے کہیں چھ ماہ دن چھ ماہ رات۔ رات کیونکہ پہلے آئی ہے اس لیے لیل فرمایا۔ رات دن کے گھٹنے بڑھنے ٹھنڈے گرم ہونے کا ذکر فرمایا۔ کفار خالص عقل نہیں رکھتے اس لیے وہ محروم ہیں۔

رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝

اے ہمارے رب تو جسے دوزخ میں داخل کرے اسے ضرور تو نے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ اے ہمارے رب ہم نے ایک منادی کو سنا جو ایمان کے لیے ندا دیتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں مٹا دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ اٹھا۔ اے رب ہمارے اور ہمیں وہ دے جس کا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعہ وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر بیشک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا۔

رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ۔ اے پروردگار ہمارے جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اس کو بہت ہی رسوا کیا۔

رَبَّنَا کو مکرر ذکر کرنا عاجزی میں مبالغہ کے لیے ہے اس امر پر یقین ہے کہ وہ ذات اپنی ربوبیت کی صفت کو پورا کرے گی وہی ذات اپنے بندوں کی پرورش فرمانے والا ہے۔

أَخْزَيْتَهُ۔ خزی سے بنا اس کے معنی رسوا کرنا۔ ذلیل کرنا۔ ہلاک کرنا۔ تحقیر کرنا۔ حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے کہ مومن کا جہنم میں جانا صرف تنقیہ کے لیے ہوگا اور کفار کا جہنم میں جانا رسوائی کے لیے۔

marfat.com

وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ۔ انہیں دوزخ میں داخل کرنے کا سبب ان کا ظلم ہوگا۔ اور ظالمین سے مراد کفار اور مشرکین ہیں۔

مِنْ اَنْصَارٍ۔ کوئی مددگار۔ اَنْصَار ناصر کی جمع ہے اس کے معنی مددگار ہیں ہم یقین رکھتے ہیں کہ کفار کے لیے کوئی مددگار نہیں جو عذاب سے بچا سکے۔

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا۔ اے ہمارے رب ہم نے ایک منادی کرنے والے کو سنا۔

حضرت ابن مسعود۔ ابن عباس اور اکثر علماء نے منادی سے سید الانبیاء رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیے ہیں جن کی شان میں شَاہِد اور مُبَشِّر وَنَذِیْر وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ بھی قرآن عظیم میں وارد ہے۔ اور بعض نے قرآن مجید مراد لیا ہے۔

یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ۔ جو ایمان کی منادی کر رہا تھا۔ نداکیونکہ انتہا اور اختصاص کے معنی کو متضمن ہوتی ہے جس کو پکارا جائے وہی گویا منتہی اور مخصوص ہوتا ہے۔

یُّنَادِیْ بمعنی حال۔ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم اب بھی ندا دے رہے ہیں اور تاقیامت دیتے رہیں گے۔ اے اللہ ہم نے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نداء ایمان سن لی

فَاٰمَنَّا۔ تو ہم ایمان لے آئے۔

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔ فَ سببیہ ہے۔ کیونکہ ایمان مغفرت کا سبب ہے بغیر ایمان کے مغفرت بعید از قیاس ہے۔

وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا۔ اور ہماری برائیاں ہم سے دور فرما دے۔ سَیِّاٰت سے مراد گناہ صغیرہ ہیں چھوٹے گناہ کثرت سے ہوتے رہتے ہیں پردہ پوشی فرما۔

وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔ اور نیک بندوں کے ساتھ ہمارا خاتمہ کر۔ بَرٌّ کے معنی سچا۔ کثرت سے نیک کام کرنے والا۔ ابرار سے مراد انبیاء وصالحین ہیں۔

دعا کرتے ہیں اے اللہ ہمارے بڑے گناہ بخش دے چھوٹی موٹی برائیوں پر پردہ ڈال دے جب ہمیں موت آئے تو نیک بندوں کے ساتھ آئے ہمیں انہیں کے ساتھ اٹھا انہی میں شامل رکھ۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا۔ اے ہمارے رب جو وعدے تو نے فرمائے ہم کو نصیب کر۔

اٰتِنَا۔ اٰتِ اِیْتَاءٌ۔ اس کے معنی دینا۔ نَا سے مراد تمام ایمان والے۔

مَا۔ دینی۔ دنیاوی تمام نعمتیں ہیں۔

وَعَدْتَّ۔ وَعْدٌ۔ ۔۔۔ اس کے معنی امید دار۔ اچھی بات کا وعدہ کرنا۔ جنت میں انعام۔ اپنا دیدار۔ قرب

marfat.com

کے مراتب۔ دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرما۔

عَلٰی رُسُلِکَ۔ رسولوں کی معیت جس کا وعدہ فرمایا۔

رُسُل سے مراد حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مرسلین ہیں کیونکہ آپ کی اطاعت تمام رسولوں کی اطاعت ہے۔ آپ کا وعدہ تمام رسولوں کا وعدہ ہے۔

وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ ہمیں دوزخ میں داخل کر کے رسوا نہ فرما قیامت کے دن۔ ہمیں محفوظ رکھ اور ہمارے گناہ معاف کر ہماری پردہ پوشی کر۔

لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ بے شک تو خلاف وعدہ نہیں کرتا۔ دعا قبول کرنے کا وعدہ ہے اس کے خلاف تو نہیں کرتا۔

اس کے بعد اجابت دعا کی شان کا اظہار ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۔

تو ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ میں تم میں کسی عمل والے کا عمل ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت۔ تم آپس میں ایک ہو تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے گناہ مٹا دوں گا اور ضرور انہیں ان باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں بدلہ اللہ کے پاس سے ہے اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اچھا ثواب ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں اس امر کو واضح کیا گیا کہ اعمال اور جزائے اعمال میں عورت مرد کے مابین کوئی فرق نہیں۔ شان نزول بھی یہی بتا رہا ہے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ میں ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر نہیں پاتی۔ مردوں کے فضائل تو معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ عورتوں کو بھی ہجرت کا کچھ اجر ملے گا یا نہیں! اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور عورتوں کو مطمئن کیا گیا کہ ثواب میں عورت مرد کا کوئی امتیاز نہیں بلکہ سب مساوی ہیں۔

استجابت اور اجابت کے ایک معنی ہیں اس کے معنی ہیں قبول کرنا۔ نحوی کہتے ہیں اجابت مطلقاً جواب دینے کو کہتے ہیں خواہ قبولیت ہو یا نہ ہو مگر استجابت صرف قبولیت کے جواب کو کہتے ہیں۔

لَهُمْ کا مرجع مومنین ہیں۔

marfat.com

رَبُّهُمْ۔ یہ قبولیت حق تعالیٰ کی ربوبیت کی بنا پر ہے۔ ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کر لی۔

اِنِّی۔ الف کسرہ سے بے زیر سے۔

اُضِیْعُ۔ ضیاع اس کے معنی برباد و ہلاک کرنے کے ہیں۔

عَمَلَ سے مراد نیک عمل۔

مِنْکُمْ سے مراد مسلمان ہیں۔ ہم کسی نیک مسلمان کے عمل ضائع و برباد نہیں کرتے اسے بدلہ ضرور دیتے ہیں

مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی۔ ذکر سے مسلمان مرد اور انثیٰ سے مسلمان عورت مراد ہے۔ ہم کسی مرد یا عورت کے نیک اعمال برباد نہیں کرتے۔

بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ۔ تم سب ایک دوسرے سے ہو دینی محبت میں۔

بعض کا قول ہے کہ نسب اور انسانیت میں کیونکہ تمام انسانوں کی ابتدا حضرت آدم و حوا سے ہے عورت کے پیٹ سے مرد اور مرد کے نطفہ سے عورت لہٰذا جیسے مردوں کو ان کے نیک عمل کا ثواب ملے گا عورتوں کو بھی ان کے نیک عمل کا ثواب ملے گا۔ اس کے بعد عاملین کے عمل کا ذکر کیا گیا۔

فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ۔ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا وطن چھوڑا اور عزیز و اقربا چھوڑے۔ مال و متاع لٹایا۔

هَاجَرُوْا ہجر سے بنا۔ اس کے اس کے معنی چھوڑنا ہے۔ اصطلاح میں وطن چھوڑنے کو کہتے ہیں جو رضاء الٰہی کے لیے کیا۔

اُخْرِجُوْا۔ اخراج سے بنا اس کے معنی نکلنے کے ہیں۔

دِیَار۔ دار کی جمع ہے اس کے معنی گھر یا وطن ہے۔

هَاجَرُوْا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر اور گناہ چھوڑا۔

اُخْرِجُوْا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے وطن چھوڑا۔ روح المعانی

وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ۔ ایذا کے معنی ہیں ستانا، ظلم کرنا۔ ہجرت سے پہلے کفار نے بہت ظلم و ستم کیے انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیں۔

وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا۔ لڑے اور شہید کیے گئے۔ بعض صرف شہید اور بعض غازی ہوتے انہیں یہی جزائیں ملیں گی۔ پہلی جزا۔

لَاُکَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے تمام گناہ معاف کیے گئے۔ اُکَفِّرَنَّ تکفیر سے بنا اس کا مادہ کفر ہے اس کے معنی چھپانا۔ مٹانا ہے یعنی بالکل معاف فرمادے گا۔ دوسری جزا۔

marfat.com

وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ اور ہی جنت میں داخل فرماؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں تیسری جزا۔
ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ۔ ثواب سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو بطور ثواب دی جائیں گی۔
وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۔ اللہ کے پاس اچھا ثواب ہے۔

اس کے بعد مسلمانوں کے ایک وہم کو رد کیا گیا جو عام طور پر دلوں میں پیدا ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین اللہ کے دشمن ہیں اور عیش و آرام میں ہیں اور اللہ کے دوست ہونے کے باوجود تنگی و مشقت میں ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی چنانچہ شان نزول بھی اسی کا مؤید ہے۔ ارشاد ہے۔

لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ۔ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ۔

اے سننے والے! دھوکہ دے تجھے کافروں کا شہر شہر کھلا پھرنا شہروں میں۔ تھوڑا برتنا ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور برا بچھونا۔ لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں یہ مہمانی ہے اللہ کی طرف سے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لیے بہت بہتر ہے۔

لَا یَغُرَّنَّکَ۔ غرور سے بنا اس کے معنی دھوکہ ہے۔ دھوکہ کو غرور کہتے ہیں۔ انسان دھوکہ سے کفر کرتا ہے اس میں خطاب ہر مسلمان کو ہے۔
تَقَلُّبُ۔ قلب سے بنا اس کے معنی پھرنا۔ دل کو اسی لیے قلب کہتے ہیں کہ وہ ایک حال میں نہیں ہوتا۔
کَفَرُوْا سے تمام کفار مراد ہیں
بِلَادٌ۔ بَلَدٌ کی جمع ہے شہر کو کہتے ہیں۔ کفار کا تجارت کے لیے منڈیوں شہروں میں پھرنا دھوکہ میں ڈال دینے کے لیے ہے
قَلِیْلٌ۔ تھوڑا۔ فرمایا آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مدت بہت تھوڑی ہے اسی لیے قلیل فرمایا۔ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا آخرت کے مقابلہ میں صرف ایسی ہے جیسے سمندر میں تم اپنی انگلی ڈالو اور اس میں تری محسوس ہو سمندر کے مقابلہ میں وہ انگلی کی تری کس قدر قلیل ہے۔
ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ۔ ماوٰی کے معنی پناہ اور جہنم کے معنی گہرا کنواں ہے۔
وَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ مہاد، مہد سے بنا اس کے معنی گہوارہ ہے۔ آخرکار ٹھکانہ دوزخ ہے۔
لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا۔ یعنی جو لوگ

marfat.com

اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

نحویوں کے نزدیک لٰکِنْ استدراک کے لیے ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے کلام سے جو وہم پیدا ہوا اس کو لٰکِن سے دفع کر دیا جائے یہاں یہ وہم تھا کہ کافر لوگ جو دنیا میں طرح طرح کے عیش و آرام میں ہیں وہ قلیل متاع ہیں تو متقی جو دنیا کی لذات کو چھوڑنے والے ہیں بہت ہی قلیل متاع ہوں گے اس وہم کو دفع کرنے کے لیے اس آیت میں فرمایا کہ متقیوں کے لیے دنیا میں وہ چیز حاصل کر دی جو آخرت میں نعمتوں کا ذریعہ و وسیلہ ہے (اللہ تعالے کی خوشنودی)

نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ نُزُل۔ وہ کھانا جو نووارد مہمان کے لیے تیار کیا جائے جنت میں جنتیوں کے لیے بہت پرتکلف نعمتیں ہوں گی۔ اصل رضائے الٰہی ہوگی (روح المعانی)

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ۔ اور جو اللہ کے یہاں ہے وہ نیکوں کے لیے بہت بہتر ہے۔
اَبْرَار۔ بارّ کی جمع ہے یعنی نیکوکار مسلمان تاجر جو تقوے والے ہیں وہ ابرار ہیں۔ متقین کی مدح اور عظمت بیان کی جاتی ہے۔

شانِ نزول۔ مسلمان لوگوں کی ایک جماعت کو اس وسوسے نے گھیرا کہ کفار و مشرکین ہٹے کٹے تو عیش و آرام میں ہیں اور ہم مسلمان جو اللہ کے دوست ہیں تنگی و مشقت میں ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی چنانچہ بخاری و مسلم میں ایک حدیث ہے کہ
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک چٹائی پر رونق افروز ہیں اور سر اقدس کے نیچے چمڑے کا تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے اور پیروں کی طرف کیکر کے پتوں کا ڈھیر تھا میں نے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر بوریے کے نشان دیکھے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عمر کیوں روتے ہو؟
میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیصر و کسریٰ حالانکہ کافر ہیں مگر عیش و آرام میں ہیں اور حضور تو اللہ کے رسول ہیں۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے عمر کیا تمہیں پسند نہیں کہ ان کے حصہ میں دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت ہو۔"
دوسری روایت یہ ہے کہ ان لوگوں کو (کفار کو) دنیا کی نعمتیں دنیا میں دے دی گئیں۔

marfat.com

اب اہل کتاب میں جو ایمان والے ہیں ان کے اجر و ثواب کا مذکرہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔

اور بے شک جو اہل کتاب ایسے ہیں کہ ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو ان کی طرف اترا۔ ان کے دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اللہ کی آیتوں کے بدلے نہیں خریدتے ذلیل و قلیل رقم یہ وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

ان آیات میں اہل کتاب کا جو متقی اور پرہیزگار ہیں کا ذکر فرمایا گیا ہے جو اللہ پر ایمان لائے جنہوں نے کتاب اللہ کو مانا۔ اللہ کے آگے خشیت اور عاجزی سے سجدہ کرتے ہیں جنہوں نے اللہ کے احکام کو نہ چھپایا نہ ان کے احکام کو بدلا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑا اجر ہے۔ حساب کا دن جلد آنے والا ہے۔

شان نزول: حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت نجاشی شاہ حبشہ کے باب میں نازل ہوئی۔ ان کی وفات کے دن سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا آؤ اپنے بھائی نجاشی کی نماز جنازہ پڑھو۔ اس نے دوسرے ملک میں وفات پائی ہے۔ حضور بقیع میں تشریف لائے اور زمین حبشہ حضور کے سامنے کی گئی اور حضور نے نجاشی تاجدار حبشہ کا جنازہ ملاحظہ فرمایا۔ اس پر آپ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی اور اس کے حق میں استغفار فرمائی۔

اس پر منافقین نے طعن کی اور کہا حبشہ کے نصرانی پر نماز پڑھائی جاتی ہے جسے کبھی آپ نے دیکھا بھی نہیں اور وہ آپ کے دین پر بھی نہ تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

یہ ہے وسعت نظر مصطفیٰ کہ سرزمین حبشہ حجاز میں پیش نظر ہے۔ اسی بنا پر فقہاء احناف نے کہا نماز جنازہ غائب کی جائز نہیں البتہ اگر اس طرح کسی پر اللہ منکشف فرما دے جیسے حضور پر منکشف ہوا تو اسے جائز ہے اور یہ وہ حق نوش وحق نیوش تھا کہ اپنے عجز و انکسار کے ساتھ اسلام قبول کیا اور کبھی ذلیل و قلیل رقم سے دین نہ بیچا جیسا کہ دوسرے یہود کرتے رہے ہیں۔

اس کے بعد اب عام خطاب ہے اور مسلمانوں کو مربوط و متحد ہونے کی تعلیم ہے اور سورت ختم ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد اسلامی پر ملک کی نگہبانی اور باہمی ربط و ضبط کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو یعنی کسی شدت و تکلیف کی وجہ سے اپنے دین کو نہ چھوڑو اور صبر سے کام لو۔

marfat.com

سورت کے خاتمہ پر چار نصیحتیں فرمائی ہیں جن میں کامیابی ہے۔

۱:۔ صبر کرو ثابت قدم رہو گے

۲:۔ صَابِرُوا۔ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو۔ مقابلہ میں مضبوط رہو۔

۳:۔ رَابِطُوا۔ باہم متحد ہو جاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور پر نور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالے تمہاری خطائیں مٹا دے۔ اور درجے بڑھا دے۔ صحابہ نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ۔ فرمایا وضو اچھا کرنا۔ سردیوں میں مسجد کی طرف جانا نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ فرمایا یہ بھی رباط ہے (خازن)

۴:۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ۔ اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ دین و دنیا میں کامیابی حاصل کرو

صبر کے معنے

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبر نام ہے ناگوار امور پر اپنے نفس کو بغیر جزع و فزع کے روک کر رکھنا۔

بعض حکماء نے صبر کی تین قسمیں کی ہیں۔

(۱) ترک شکایت (۲) قبول قضا و قدر (۳) صدق رضا

فضائل آل عمران

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ سورت آل عمران پڑھنے والے کو ہر آیت کے عوض پل صراط پر امان ملے گی۔ جو جمعہ کے روز اس کی تلاوت کرے اس کے غروب آفتاب تک ملائکہ اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں (تفسیر بیضاوی)

اور فرمایا دو چمکدار سورتیں پڑھا کرو۔ سورۃ بقرہ اور آل عمران۔ قیامت کے دن یہ دونوں سورتیں بدلی بن کر سایہ کریں گی اور تلاوت کرنے والے کے لیے اللہ تعالے سے جھگڑ جھگڑ کر شفاعت کریں گی۔

۲۲ جولائی ۱۹۵۳ء سکھر جیل یوم چہار شنبہ بوقت صبح سورۃ آل عمران کی تفسیر مکمل ہوئی وللہ الحمد رب

marfat.com

العلمین۔

ابوالحسنات سید محمد احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان۔
صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان

اضافات

یکم دسمبر ۱۹۷۶ء مطابق ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ

ابن الحسنات سید خلیل احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان

سُوْرَةُ النِّسَآءِ

۱۷۶ آیات - ۲۴ رکوع - ۳۰۴۵ کلمات - ۱۶۰۳۰ حروف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ نساء پ۴

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ
نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ
مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝
وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ

اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے تمہیں پیدا کیا
ایک جان سے اور بنایا اس سے جوڑا اور پھیلائے
انہیں سے مرد و عورت بہت سے۔
اور ڈرو اللہ سے جس کے نام پر مانگتے ہو اور صلہ
رحمی رکھو بے شک اللہ تمہارا نگہبان ہے۔
اور دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بدلو خبیث مال

marfat.com

بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰٓ أَمْوَالِكُمْ
إِنَّهُۥ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ۝

پاک مال سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں میں
ملا کر بیشک یہ گناہ بڑا ہے۔

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا
مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ
وَرُبَاعَ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ
أَلَّا تَعُولُوا ۝

اور اگر خوف ہو تمہیں یہ کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم
لڑکیوں میں تو نکاح کرو جو تمہیں پسند آئیں دو دو اور
تین تین اور چار چار اور اگر خوف ہو تمہیں یہ کہ ان میں
عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے
تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے
ظلم نہ ہو۔

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَإِن
طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ
هَنِيٓئًا مَّرِيٓئًا ۝

اور دو عورتوں کو ان کے حق مہر خوشی سے تو اگر وہ
اپنی خوشی سے تمہیں مہر سے کچھ دیدیں تو اسے کھاؤ
رچتا پچتا۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ
اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ
وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝

اور نہ دو بے سمجھ سفیہوں کو ان کے وہ مال جو تمہارے
پاس ہیں جن کو اللہ نے تمہارے لیے بسر اوقات
کیا ہے اور انہیں کھلاؤ اس میں سے اور پہناؤ اور
ان سے اچھا کلام کرو۔

وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ
فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوٓا
إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَأْكُلُوهَآ إِسْرَافًا
وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا ۚ وَمَن كَانَ غَنِيًّا
فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ
بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ
أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ
بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝

اور یتیموں کو آزماتے رہو حتیٰ کہ جب وہ نکاح کے
قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے
مال انہیں دے دو اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر
اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں اور جو ہو
غنی وہ بضرورت کھانے سے بچتا رہے اور جو حاجتمند
ہو وہ بقدر مناسب کھالے تو جب دو انہیں ان
کے مال تو گواہ کر لو ان پر اور اللہ کافی ہے حساب
لینے والا۔

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ
وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا

مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے
ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کا بھی حصہ

marfat.com

تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝
وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝
وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۝ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝

ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے والدین اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت حصہ ہے اندازہ مقرر کیا ہوا۔

اور جب بانٹ جانے حصہ رشتہ دار یا یتیموں میں یا مساکین کو تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو اور ان سے اچھی طرح بولو۔

اور ڈریں وہ لوگ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو ان کا انہیں خطرہ ہوتا تو ڈریں اللہ سے اور نرم بات کریں۔

بیشک وہ جو کھاتے ہیں مال یتیموں کا ظلم سے جز این نیست کہ کھاتے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور قریب ہے کہ پہنچیں دہکتی آگ کو۔

لفظی ترجمہ

یٰۤاَیُّھَا۔ اے	النَّاسُ۔ لوگو	اتَّقُوْا۔ ڈرو	رَبَّکُمْ۔ اپنے رب سے
الَّذِیْ۔ جس نے	خَلَقَکُمْ۔ پیدا کیا تم کو	مِّنْ نَّفْسٍ۔ جان	وَّاحِدَۃٍ۔ ایک سے
وَ۔ اور	خَلَقَ۔ پیدا کیا	مِنْھَا۔ اس سے	زَوْجَھَا۔ اس کی بیوی
وَ۔ اور	بَثَّ۔ پھیلائے	مِنْھُمَا۔ ان سے	رِجَالًا۔ مرد
کَثِیْرًا۔ بہت	وَّ۔ اور	نِسَآءً۔ عورتیں	وَ۔ اور
اتَّقُوا۔ ڈرو	اللّٰہَ۔ اللہ سے	الَّذِیْ۔ وہ کہ	تَسَآءَلُوْنَ۔ سوال کرتے ہو
بِہٖ۔ اس کے نام سے	وَ۔ اور	الْاَرْحَامَ۔ رشتوں سے	اِنَّ۔ بیشک
اللّٰہَ۔ اللہ	کَانَ۔ ہے	عَلَیْکُمْ۔ تم پر	رَقِیْبًا۔ نگران
وَ۔ اور	اٰتُوا۔ دو	الْیَتٰمٰۤی۔ یتیموں کو	اَمْوَالَھُمْ۔ ان کے مال
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَتَبَدَّلُوا۔ بدلو	الْخَبِیْثَ۔ ردی کو
بِالطَّیِّبِ۔ اچھی سے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَاْکُلُوْٓا۔ کھاؤ

marfat.com

اَمْوَالَهُمْ۔ ان کے مال	اِلٰی۔ طرف	اَمْوَالِکُمْ۔ اپنے مالوں کے ملا کر	
اِنَّهٗ۔ بیشک وہ	کَانَ ہے	حُوْبًا۔ گناہ	کَبِیْرًا۔ بڑا
وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	خِفْتُمْ۔ تم ڈرو	اَلَّا۔ یہ کہ نہ
تُقْسِطُوْا۔ انصاف کر سکو	فِی۔ بیچ	الْیَتٰمٰی۔ یتیموں کے	فَانْکِحُوْا۔ تو نکاح کرو
مَا۔ جو	طَابَ۔ پسند ہو	لَکُمْ۔ تم کو	مِنَ النِّسَآءِ۔ عورتوں سے
مَثْنٰی۔ دو دو	وَ۔ اور	ثُلٰثَ۔ تین تین	وَ۔ اور
رُبٰعَ۔ چار چار	فَاِنْ۔ تو اگر	خِفْتُمْ۔ تم ڈرو	اَلَّا۔ یہ کہ نہ
تَعْدِلُوْا۔ انصاف کر سکو	فَوَاحِدَةً۔ تو ایک ہی	اَوْ۔ یا	مَا۔ جو
مَلَکَتْ۔ مالک ہوئے	اَیْمَانُکُمْ۔ تمہارے داہنے ہاتھ	ذٰلِکَ۔ یہ	اَدْنٰی۔ بہت قریب ہے
اَلَّا۔ یہ کہ نہ	تَعُوْلُوْا۔ ظلم کرو	وَ۔ اور	اٰتُوا۔ دو
النِّسَآءَ۔ عورتوں کو	صَدُقٰتِهِنَّ۔ انکے حق مہر	نِحْلَةً۔ خوشی سے	فَاِنْ۔ پھر اگر
طِبْنَ۔ خوشی سے دیں	لَکُمْ۔ تم کو	عَنْ شَیْءٍ۔ کوئی چیز	مِّنْهُ۔ اس سے
نَفْسًا۔ اپنے آپ	فَکُلُوْهُ۔ تو کھاؤ اسے	هَنِیْٓـًٔا۔ رچتا	مَّرِیْٓـًٔا۔ پچتا
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُؤْتُوا۔ دو تم	السُّفَهَآءَ۔ بیوقوفوں کو
اَمْوَالَکُمْ۔ اپنے مال	الَّتِیْ۔ وہ کہ	جَعَلَ۔ بنایا	اللّٰهُ۔ اللہ نے
لَکُمْ۔ تم کو	قِیٰمًا۔ گزران	وَّ۔ اور	ارْزُقُوْهُمْ۔ کھلاؤ
هُمْ۔ ان کو	فِیْهَا۔ اس میں	وَ۔ اور	اکْسُوْهُمْ۔ پہناؤ
هُمْ۔ ان کو	وَ۔ اور	قُوْلُوْا۔ کہو	لَهُمْ۔ انکے لیے
قَوْلًا۔ بات	مَّعْرُوْفًا۔ اچھی	وَ۔ اور	ابْتَلُوا۔ آزماؤ
الْیَتٰمٰی۔ یتیموں کو	حَتّٰی۔ یہانتک کہ	اِذَا۔ جب	بَلَغُوا۔ پہنچ جائیں
النِّکَاحَ۔ بلوغت کو	فَاِنْ۔ تو اگر	اٰنَسْتُمْ۔ معلوم کرو تم	مِّنْهُمْ۔ ان سے
رُشْدًا۔ بھلائی	فَادْفَعُوْا۔ تو دیدو	اِلَیْهِمْ۔ ان کو	اَمْوَالَهُمْ۔ ان کے مال
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَاْکُلُوْا۔ کھاؤ	هَا۔ اس کو
اِسْرَافًا۔ حد سے زیادہ	وَّ۔ اور	بِدَارًا۔ جلدی سے	اَنْ۔ یہ کہ
یَّکْبَرُوْا۔ بڑے ہوں	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	کَانَ۔ ہو

marfat.com

غَنِیًّا۔ غنی	فَلْیَسْتَعْفِفْ۔ تو وہ بچے	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو
كَانَ۔ ہو	فَقِیْرًا۔ فقیر	فَلْیَاْكُلْ۔ تو وہ کھائے	بِالْمَعْرُوْفِ۔ مناسب
فَاِذَا۔ تو جب	دَفَعْتُمْ۔ دو تم	اِلَیْهِمْ۔ ان کو	اَمْوَالَهُمْ۔ ان کے مال
فَاَشْهِدُوْا۔ تو گواہ کرلو	عَلَیْهِمْ۔ ان پر	وَ۔ اور	كَفٰى۔ کافی ہے
بِاللّٰهِ۔ اللہ	حَسِیْبًا۔ حساب لینے والا	لِلرِّجَالِ۔ مردوں کیلئے	نَصِیْبٌ۔ حصہ ہے
مِمَّا۔ اس سے جو	تَرَكَ۔ چھوڑ جائیں	الْوَالِدٰنِ۔ ماں باپ	وَ۔ اور
الْاَقْرَبُوْنَ۔ قریبی	مِمَّا۔ اس سے جو	قَلَّ۔ کم ہو	مِنْهُ۔ اس سے
اَوْ۔ یا	كَثُرَ۔ زیادہ	نَصِیْبًا۔ حصہ ہے	مَّفْرُوْضًا۔ مقرر
وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	حَضَرَ۔ حاضر ہوں	الْقِسْمَةَ۔ تقسیم کو
اُولُوا۔ صاحب	الْقُرْبٰى۔ قرابت	وَ۔ اور	الْیَتٰمٰى۔ یتیم
وَ۔ اور	الْمَسٰكِیْنُ۔ مسکین	فَارْزُقُوْ۔ تو دو	هُمْ۔ ان کو
مِنْهُ۔ اس سے	وَ۔ اور	قُوْلُوْا۔ کہو	لَهُمْ۔ ان سے
قَوْلًا۔ بات	مَّعْرُوْفًا۔ اچھی	وَ۔ اور	لْیَخْشَ۔ ڈریں
الَّذِیْنَ۔ وہ لوگ کہ	لَوْ۔ اگر	تَرَكُوْا۔ چھوڑ جائیں	مِنْ خَلْفِهِمْ۔ اپنے پیچھے
ذُرِّیَّةً۔ اولاد	ضِعٰفًا۔ کمزور تو	خَافُوْا۔ ڈریں	عَلَیْهِمْ۔ ان پر
فَلْیَتَّقُوا۔ تو ڈرو	اللّٰهَ۔ اللہ سے	وَ۔ اور	لْیَقُوْلُوْا۔ کہو
قَوْلًا۔ بات	سَدِیْدًا۔ نرم	اِنَّ۔ بیشک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو
یَاْكُلُوْنَ۔ کھاتے ہیں	اَمْوَالَ۔ مال	الْیَتٰمٰى۔ یتیموں کا	ظُلْمًا۔ ظلم سے
اِنَّمَا۔ سوا اس کے نہیں	یَاْكُلُوْنَ۔ وہ کھاتے ہیں	فِیْ۔ بیچ	بُطُوْنِهِمْ۔ اپنے پیٹوں کے
نَارًا۔ آگ	وَ۔ اور	سَیَصْلَوْنَ۔ جلدی داخل ہوں گے	
سَعِیْرًا۔ دھکتی آگ میں۔			

مختصر تفسیر پہلا رکوع سورۃ نساء پ۴

یَاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ

marfat.com

مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ٥

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے پھیلا دیے بہت مرد و عورت اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بیشک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے۔ نفس واحدہ سے پیدا کرنے کا یہ مفہوم ہے کہ ابو البشر حضرت آدم صفی علیہ السلام جن کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا تھا۔ انسان کی ابتدا و پیدائش کا بیان کر کے قدرت الٰہیہ کی عظمت کا بیان فرمایا گیا۔ اگرچہ دنیا کے بے دین بے عقلی و نافہمی سے اس کا مضحکہ اڑاتے ہیں چنانچہ اصحاب فہم و خرد جانتے ہیں کہ یہ مضمون ایسی زبردست برہان سے ثابت ہے جس کا انکار محال ہے مردم شماری کا حساب پتہ دیتا ہے کہ آج سے سو برس قبل دنیا میں انسانوں کی تعداد آج سے بہت کم ہے اور اس سے سو برس پہلے اور بھی کم۔ تو اس طرح جانب ماضی میں چلتے چلتے اس کمی کی حد ایک ذات قرار پائے گی یا یوں کہیے کہ قبائل کی کثیر تعداد صرف ایک شخص کی طرف منتہی ہوتی ہے۔

مثلاً سید دنیا میں کروڑوں پائے جائیں گے۔ مگر جانب ماضی میں ان کی نہایت سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ذات پر ہوگی، اور بنی اسرائیل کتنے ہی کثیر ہوں مگر اس تمام کثرت کا مرجع حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک ذات ہوگی۔

اسی طرح اور اوپر چلنا شروع کریں تو انسان کے تمام شعوب و قبائل کی انتہا ایک ذات آدم علیہ السلام پر ہوگی اور ممکن نہیں کہ وہ ایک شخص توالد و تناسل کے عام طریقے سے پیدا ہو سکے اس لیے کہ اگر اس کے لیے باپ فرض بھی کیا جائے تو ماں نہ ہوگی تو لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ اس کی پیدائش بغیر ماں باپ کے ہے اور جب بغیر ماں باپ کے اس کی پیدائش مانی جائے گی تو یقیناً تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ انہیں عناصر سے پیدا ہو جو اس کے جسم میں پائے جاتے ہیں۔

پھر عناصر میں سے جو عنصر اس کا مسکن ہو اور جس کے سوا دوسرے میں وہ نہ رہ سکے لازمی ہے کہ وہی اس میں غالب ہو اس لیے نسبت پیدائش اس عنصر کی طرف کی جائے گی یہ بھی ظاہر ہے کہ توالد و تناسل کا عام طریقہ ایک شخص سے جاری نہیں ہو سکتا اس لیے اس کے ساتھ ایک اور بھی ہوتا کہ جوڑا ہو جائے اور وہ دوسرا شخص جو اس کے بعد پیدا ہو مقتضائے حکمت یہی ہے کہ اس کے جسم سے پیدا ہو۔ کیونکہ ایک شخص کے پیدا ہونے سے نوع موجود ہو چکی۔ مگر یہ بھی لازم ہے کہ اس کی خلقت پہلے انسان سے معمولی توالد کے سوا کسی اور طریقے سے ہو کیونکہ عام توالد بغیر دو کے ممکن نہیں اور یہاں صرف اور صرف ایک ہے اور حکمت الٰہیہ نے حضرت آدم

marfat.com

علیہ السلام کی ایک بائیں پسلی ان کی خواب کے وقت نکالی اور اس سے ان کی بیوی حضرت حوا کو پیدا کیا۔
چونکہ حوا بطریق توالد عام پیدا نہیں ہوئیں اس لیے انہیں اولاد نہیں کہہ سکتے جیسے اس طریقہ تولید کے خلاف جسم انسانی سے بہت سے کیڑے پیدا ہوتے ہیں اور وہ اس کی اولاد نہیں ہوتے۔ اسی طرح حوا کو بھی اولاد نہیں کہا جا سکتا۔

خواب سے بیدار ہو کر حضرت آدم نے دیکھا کہ ان کے پاس ایک اور انسانی شبیہ موجود ہے اور ان کے ساتھ موانست جنس دل میں موج زن ہے۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے عرض کیا اور تم کون ہو؟ حضرت حوا نے جواب دیا عورت فرمایا کس لیے پیدا کی گئی ہو؟ عرض کیا آپ کی تسکین خاطر کے لیے تو آپ ان سے مانوس ہوئے یہ ہے خلاصہ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا کا۔

زَوْجَ۔ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی بیوی حضرت حوا علیہا السلام ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام تنہائی سے گھبراتے تھے آپ اپنی جنس دیکھ کر بہت خوش ہوئے آپ نے ہاتھ لگانا چاہا حکم ہوا پہلے مہر ادا کرو عرض کیا مہر کیا ہے؟ فرمایا ہمارے نبی آخر الزمان خاتم الانبیاء جناب محمد مصطفے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو آپ نے درود بھیجا۔ حضرت حوا سے دو بچے پیدا ہوتے تھے وصال تک چالیس بچے پیدا ہوئے تفسیر صاوی ان سے کثیر مرد عورتیں پیدا ہوئیں۔

بَثَّ۔ بَثٌّ سے بنا اس کے معنی پھیلانا یعنی آدم و حوا سے۔
رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً۔ بہت سے مرد عورتیں۔

نساء کو کثیرۃ کے ساتھ وصف کرنے سے۔ رجالا کا کثرت کے ساتھ وصف کر دینا کافی ہے رجالا کثیرا کے قرینہ سے نساء کثیرا سمجھا جاتا ہے کیونکہ عورتیں مردوں سے زیادہ ہوتی رہی ہیں اس لیے ایک مرد کو چار عورتیں نکاح میں جائز رکھیں۔

اور تقویٰ کا حکم اس واقعہ پر اس لیے مرتب فرمایا کہ کمال قدرت پر دلالت کرے۔ صلہ رحمی اور حقوق العباد میں تقویٰ لازمی ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرتے رہو اس ذات سے جو اللہ ہے وہ جمیع صفات کمال کا جامع ہے۔
الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهٖ۔ وہ اللہ جس کے واسطے سے تم آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔ اَلْاَرْحَامَ۔ رحم کی جمع ہے۔ رحم بچہ دانی کو کہتے ہیں یہاں رحم سے مراد آپس کے رشتے ہیں یعنی اللہ سے ڈرو اور قرابت داریاں قائم رکھو۔
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر نگہبان ہے یعنی تمہارا محافظ و خبردار ہے۔

marfat.com

آگے جو ارشاد ہے وَالْاَرْحَامَ اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ صلہ رحمی لازمی ہے لہٰذا اسے قطع نہ کرو چنانچہ حدیث میں بھی ارشاد ہے جو رزق کی کشائش چاہے اسے چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے اور رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت رکھے۔

آگے یتیم کے حقوق پر احکام ہیں۔ نکاح کی تعداد، مہر وغیرہ کے حقوق کا ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤی اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا۔ اور یتیموں کو ان کے مال دو اور ستھرے مال کے بدلے گندا نہ لو اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔

یَتٰمٰی: یتیم کی جمع ہے۔ یتیم یُتم سے بنا اس کے معنی علیحدہ ہونا۔ اصطلاح میں وہ بچہ جس کا باپ مر گیا ہو یتیم کہلاتا ہے۔

اَمْوَالَ: جمع مال۔ یتیموں کا ہر قسم کا مال۔ بدلہ نہ کرو کہ اپنا ردی مال تو یتیموں کے مال میں رکھ دو اور کا مال خود کھا جاؤ ان کا مال تمہارے لیے حرام ہے۔

حُوْبًا: وبال۔ ایسے گناہ جس کا انجام تکلیف ہو۔

حُوْبًا كَبِیْرًا فرما کر جرم کی حقیقت واضح فرما دی کہ یہ حق العباد ہے جو توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتا۔

شانِ نزول: ایک شخص کی نگرانی میں اس کے یتیم بھتیجے کا بہت سا مال تھا جب وہ یتیم بالغ ہوا اس نے اپنا مال طلب کیا چچا نے اسے دینے سے انکار کر دیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حکمِ الٰہی سن کر اس شخص نے وہ مال یتیم کے حوالے کر دیا اور کہا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہوں۔ اس کے بعد حکم فرمایا کہ اپنے حلال مال کو گندہ نہ کرو یعنی یتیم کا مال جو تمہیں کھانا بالکل ہی حرام ہے اسے اچھا سمجھ کر اپنے مال سے نہ بدلو کیونکہ وہ مال جو تمہارا ہے تمہارے لیے حلال و طیب ہے [illegible] جو یتیم کا ہے تم پر حرام ہے یہ اختلاط کرنا تم پر سخت گناہ ہے۔

حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنے آپ کو حرص اور [illegible] بچا لیا اور اس نے اپنے رب کی اطاعت کی تو بیشک وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں پا لے گا۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَلَّا تَعُوْلُوْا۔ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا۔

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو جو تمہیں پسند آئیں نکاح میں لاؤ دو

marfat.com

دو دو تین تین چار چار۔ تو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ متعدد بیویوں میں عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو تو اگر وہ اپنی خوشی سے مہر میں سے کچھ تمہیں دے دیں تو اسے کھاؤ رچتا پچتا۔

یتیم عورتوں لڑکیوں میں اگر تم ان کے حقوق کی رعایت نہ کر سکو تو انہیں اپنے نکاح میں لاکر پریشان نہ کرو۔ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی۔ اس میں خطاب ورثاء یتیم کو ہے۔

لَا تُقْسِطُوْا: اس کا مادہ قسط بمعنی حصہ ہے۔ اصطلاح میں ظلم کو قسط کہتے ہیں

اور اس کے بعد فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ کے معنی میں چند قول ہیں۔

حسن فرماتے ہیں پہلے زمانہ میں اہل مدینہ اپنی زیر ولایت یتیم لڑکی سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے باوجودیکہ اس کی طرف رغبت نہ ہوتی پھر اس کے بعد اس سے معاشرت میں اچھا سلوک نہ کرتے اور اس کے مال کے وارث بننے کے لیے اس کی موت کے منتظر رہتے اس آیت میں انہیں اس سے روکا گیا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت سے اس وجہ میں گھبراتے تھے کہ کہیں بے انصافی نہ ہو جائے اور ویسے زنا کی پرواہ نہ کرتے تھے اس آیت کریمہ میں انہیں بتایا گیا کہ اگر تم نا انصافی کے اندیشہ سے یتیموں کی ولایت سے گھبراتے ہو تو زنا سے بھی خوف کرو اور اس سے بچنے کے لیے جو عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں ان سے نکاح کرو اور حرام کے قریب مت جاؤ۔

ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت و سرپرستی میں تو نا انصافی کا اندیشہ کرتے اور بہت سے نکاح کرنے میں کچھ پرواہ نہ کرتے تھے انہیں بتایا گیا کہ جب زیادہ عورتیں نکاح میں ہوں تو ان کے حقوق میں نا انصافی کرنے سے بھی ڈرو اتنی ہی عورتیں نکاح میں لاؤ جن کے حقوق عدل و انصاف سے پورے کر سکو۔

ایک قول عکرمہ کا ہے وہ حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش دس دس بلکہ اس سے زیادہ نکاح کر لیا کرتے تھے اور جب ان کا بار نہ اٹھا سکتا تو جو یتیم لڑکیاں اُن کی زیر سرپرستی ہوتیں ان کے مال خرچ کر ڈالتے۔

اس آیت میں تنبیہ کی گئی کہ استطاعت و قوت دیکھ کر نکاح کرو اور چار سے زائد نہ کرو تاکہ تمہیں یتیموں کے مال خرچ کرنے کی حاجت پیش نہ آئے۔ اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ آزاد مرد کے لیے ایک وقت میں چار عورتیں نکاح میں رکھنا جائز ہیں خواہ وہ حرہ ہوں یا امۃ یعنی لونڈیاں۔

یہ بھی مستفاد ہوا کہ امت کا اجماع اسی پر ہے کہ ایک وقت میں چار سے زیادہ عورتیں رکھنا کسی کو جائز نہیں سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔

marfat.com

ابوداؤد میں ہے کہ ایک شخص اسلام لائے ان کی آٹھ بیویاں تھیں حضور نے انہیں فرمایا ان میں سے چار رکھ لو۔

ترمذی میں ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لائے ان کی دس بیویاں تھیں وہ بھی ساتھ ہی مسلمان ہوئیں حضور نے حکم دیا ان میں سے چار رکھو۔

مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ۔ تمام امت کا اجماع ہے کہ جن لوگوں نے اس آیت سے چار سے زائد کو جائز قرار دیا وہ اہل بدعت ہیں (تفسیر روح المعانی)

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً پس اگر ڈرو تم اس سے کہ انصاف نہ کر سکو گے تو ایک عورت ہی سے نکاح کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیویوں کے مابین عدل فرض ہے۔ نئی پرانی۔ باکرہ۔ ثیبہ سب استحقاق میں مساوی ہیں یہ عدل لباس۔ خورد ونوش۔ سکنیٰ یعنے رہنے کی جگہ میں لازم ہے اور اسی طرح شب باشی میں بھی عدل و مساوا فرض ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً۔ اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کر دو

مہر کی ادائیگی بر خندہ پیشانی لازم فرمائی گئی یہ اس لیے کہ ہر ایک سمجھ جائے کہ مہر کی مستحق عورتیں ہیں نہ کہ ان کے اولیا یہی وجہ ہے کہ مہر اگر کسی عورت کے ولی نے وصول کر لیا اور عورت نے اسے وصول نہ کیا تو وہ مہر اس سے لے کر عورت کو دینا ضروری ہے۔

یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مہر کا کوئی حصہ یا تمام مہر اگر معاف کر سکتی ہے تو بیوی کر سکتی ہے اگر ولی قریب یا بعید اپنے اختیار سے مہر کی مقدار میں سے کچھ معاف کر دیں یا سب چھوڑ دیں اور بیوی کو جب علم ہو اور وہ نہ مانے تو یہ معافی کالعدم ہے۔ عورتوں کو ہی اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہروں کو مہر کا کوئی حصہ ہبہ کریں یا کل مہر مگر ہبہ کرنا بجبر جائز نہیں۔ اس لیے کہ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ فرمایا گیا ہے جس کے معنی دل کی خوشی سے معاف کرنے کے ہیں یا وصول کر کے خاوند کو واپس کر دے تو اس میں کچھ حرج نہیں خاوند اسے خوشی سے لے سکتا ہے

هَنِیْٓــٴًـا مَّرِیْٓــٴًـا۔ اسے ذوق و شوق سے کھاؤ۔

اس کے بعد ان یتیموں کی تولیت کے مسائل ہیں۔ جو بے سمجھ بے عقل ہیں اور ان کے مال میں تصرف کرنے کے احکام کا تذکرہ ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا اور بے عقلوں کو ان کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں جن کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات

marfat.com

کے لیے کیا ہے اور انہیں اس مال میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے اچھی طرح بات کہو۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا۔

اور یتیموں کو آزماتے رہو حتی کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انہیں واپس کر دو اور اس مال کو تم نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور خرچ جلدی سے نہ کرو کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں اور جو مستغنی ہو اسے چاہیئے کہ اس مال سے بچتا رہے اور جو ضرورت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے تو جب انہیں انکے مال سپرد کرو تو ان پر گواہ کر لو اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو۔

سفیہ کہتے ہیں عربی زبان میں ایسے بے سمجھ کو جو مال کا مصرف نہ پہچان سکے اور اسے بے محل خرچ کر دے۔ اور اس حال میں مال اس کے سپرد کرنے کی مخالفت کی گئی تا کہ وہ متروکہ آباء کو ضائع نہ کر دے اور ان سے اچھی بات کرنے کے یہ معنی ہیں کہ انہیں تسلی دی جائے اور ان کی پریشانی دفع کریں انہیں بتائیں کہ اتنا مال تمہارا میرے پاس ہے جب تم ہوشیار ہو جاؤ گے تمہیں سپرد کر دیا جائے گا۔

اور وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى سے ان کا وہ امتحان مراد ہے جس سے حصول اطمینان کر سکے کہ اب یہ معاملہ فہم ہوا یا نہیں اس میں اچھے برے کی سمجھ آئی یا نہیں اور یہیں ولی اگر غریب اور تنگدست ہے تو بقدر حاجت اس مال سے اپنے خرچ میں لا سکتا ہے اور اگر مالدار اور کھاتا پیتا ہے تو اسے چاہیئے کہ مال یتیم سے پرہیز کرے پھر جب مال واپس کیا جائے تو اس پر گواہ کر لیے جائیں تا کہ بعد میں کسی قسم کے اتہام و الزام کا موقع ہی نہ پیدا ہو سکے۔

شان نزول:۔ حضرت رفاعہ کا انتقال ہو گیا ان کے ایک بچہ ثابت بن رفاعہ تھا مرحوم اپنا متروکہ مال اپنے بھائی کے سپرد کر گئے تھے۔ مرحوم کے بھائی حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھتیجے ثابت کے مال کا متولی بنایا گیا ہے کیا میں بحق خدمت اس مال سے کچھ اپنے تصرف میں لا سکتا ہوں ؟ اور یہ مال ثابت کو کب واپس کروں اور کس طرح کروں اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور مفصل جواب دیا گیا (خزائن)

اس کے بعد عورت مرد کا حصہ متروکہ میں ظاہر کیا گیا اور اس رسم جہالت کی مخالفت کی گئی جو زمانہ جہالت میں تھی کہ عورتوں اور بچوں کو ورثہ نہ دیتے تھے اس کا ابطال اس آیہ کریمہ میں فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ

marfat.com

فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝

مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے والدین اور قرابت والے تھوڑا ہو یا زیادہ حصہ ہے مقرر کیا ہوا اور جب آ جائیں تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مساکین تو دو انہیں بھی اس میں سے کچھ اور ان سے گفتگو کرو خوشگوار اور ڈریں وہ لوگ اگر چھوڑیں اپنے بعد اولاد کمزور تو ان کا خطرہ ان پر ہوتا تو ڈریں اللہ سے اور چاہیے کہ گفتگو نرم کریں بیشک وہ جو کھاتے ہیں مال یتیموں کا بطور ظلم کے تو وہ سوا اس کے نہیں کہ کھاتے ہیں اپنے شکموں میں آگ اور عنقریب پہنچیں گے بھڑکتے ہوئے آدہ میں۔

شان نزول: حضرت اوس بن ثابت کا انتقال ہو گیا وہ بہت سا مال چھوڑ گئے تھے ان کی بیوی اُم کتہ اور تین لڑکیاں تھیں۔ چچا کے دو لڑکے سوید اور عرفجہ نے ان کے تمام مال پر قبضہ کر لیا حضرت اوس کی بیوی اور بچیوں کو کچھ نہ دیا اس زمانہ میں عورتوں کو میراث نہیں دی جاتی تھی ان کا کہنا تھا کہ جو میراث پائے وہ جنگ میں جائے۔ حضرت اوس کی بیوی نے سوید اور عرفجہ سے کہا کہ اگر تم ان یتیم بچیوں کا مال لیتے ہو تو ان کو اپنے عقد میں لے لو انہوں نے انکار کر دیا کیونکہ یہ بچیاں خوبصورت نہ تھیں۔

حضرت ام کتہ اوس کی بیوی دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر آئیں اور تمام واقعہ عرض کیا اور فریاد کی کہ ان بچیوں کی پرورش کیوں کر کروں۔ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے سوید اور عرفجہ کو طلب فرمایا اور اس ظلم کی وجہ دریافت کی انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے یہاں عورتوں اور نابالغوں کو میراث نہیں دیا جاتا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور وہ مال محفوظ کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ پر یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْۤ اَوْلَادِکُمْ کا حکم ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اوس کے مال کی اس طرح تقسیم فرمائی۔

حضرت اوس کی بیوی کو آٹھواں حصہ اور بیٹیوں کو دو تہائی باقی جو بچا وہ سوید اور عرفجہ کو تقسیم کیا۔ کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں کفار عورتوں اور بچوں کو ورثہ نہ دیتے تھے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے حکم کو غلط قرار دیا۔ پھر مزید مراعات بطور امر استحبابی یہ اور دی کہ اگر تقسیم ترکہ کے موقع پر برادری کا غریب یتیم ایسا آ جائے جس کا حصہ متروکہ میں نہ ہو تو اسے بھی کچھ دے دیا جائے تو یہ مستحب ہے۔

اور قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا فرما کر طرز تکلم مہذب بنایا اور اخلاق مسلمین کو حسین کیا۔ آیات بالا میں عقد جمیل، وعدہ حسنہ، دعائے خیر کی بھی تعلیم دی گئی اور میت کے ترکہ سے غیر وارث رشتہ والے اور یتیم مسکین کو بطور صدقہ دینے اور قول معروف سے تکلم کرنے کا حکم امر ندبی کی شکل میں دیا گیا۔

marfat.com

چنانچہ صحابہ کرام میں اس پر عمل تھا۔ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح کرکے کھانا پکایا اور قریبی لیعدی رشتہ والوں کو کھلایا اور مساکین اور یتیموں کو بھی دیا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

ابن سیرین نے یہی مضمون عبیدہ سلمانی سے بھی روایت کیا اس میں یہ اور ہے کہ آپ نے فرمایا اگر یہ آیت نہ آئی ہوتی تو یہ صدقہ میں اپنے مال سے کرتا۔ چنانچہ تیجا جسے سوم کہتے ہیں اور عام مسلمین میں مروج ہے وہ بھی اس آیت کریمہ کے اتباع میں ہے کہ اس تیجا میں بھی رشتہ دار یتامیٰ مساکین ہی شرکت کرتے ہیں کلمہ کا ختم دیتے ہیں تلاوت قرآن مجید کرکے دعا قول معروف کی تعمیل میں کی جاتی ہے۔

اس کے بعد وصی اور یتیم کے ولی اور وہ لوگ جو قریب موت مرنے والے کے پاس موجود ہوں انہیں ہدایت کی کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔ تم پر بھی ایسا وقت آنا ہے۔ پھر یتیموں کا مال کھا جانے پر ان لوگوں کو تنبیہ فرمایا کہ وہ مال نہیں کھاتے بلکہ خالص آگ سے اپنے شکم پر کرتے ہیں۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ یتیموں کا مال کھانے والے بروز قیامت اسی طرح اٹھائے جائیں گے کہ ان کی قبروں سے ان کے منہ اور کانوں سے دھواں نکلتا ہوگا۔ لوگ انہیں پہچان لیں گے کہ یہ یتیم کا مال کھانے والے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ نساء پ ۴

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ
الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ
فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً
فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ
مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ
فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ
الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ
السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ
بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ
لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا

حکم دیتا ہے تمہیں اللہ تمہاری اولاد میں بیٹے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے تو اگر نری لڑکیاں ہوں دو سے اوپر تو انہیں متروکہ سے دو تہائی ہے اور اگر ہو ایک لڑکی تو اسے آدھا اور میت کے والدین کو ہر ایک کو ان میں سے چھٹا اس سے جو میت نے چھوڑا، اگر ہو میت کی اولاد تو اگر نہ ہو میت کی اولاد اور وارث صرف ماں باپ ہوں تو ماں کا تہائی تو اگر ہوں میت کے بھائی بہن تو ماں کا چھٹا بعد اوا کرنے وصیت کے جو میت نے کی یا قرضہ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے نہیں جانتے تم

marfat.com

فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ
عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

کہ کون ان میں سے قریب تر ہے نفع دینے میں مقرر کیا ہوا حصہ ہے اللہ کی طرف سے بے شک علم والا اور حکمت والا ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن
لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ
فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ
يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا
تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ
لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۚ مِّن بَعْدِ
وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِن كَانَ
رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ
أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِن
كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي
الثُّلُثِ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ
دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ ۗ
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝

اور تمہیں آدھا متروکہ کا ہے بیویوں کے ترکہ سے اگر نہ ہو ان کی اولاد تو اگر ہو ان کی اولاد تو تمہارے لیے چوتھائی ہے متروکہ سے بعد اس کے جو وصیت کی گیا وصیت والے کو یا قرضہ اور ان عورتوں کے لیے بعد متروکہ سے چوتھائی ہے اگر نہ ہو تمہاری اولاد تو اگر ہو تمہاری اولاد تو انہیں آٹھواں اس سے جو تم چھوڑ گئے بعد وصیت پوری کرنے کے جو تم کر جاؤ یا قرضہ اور اگر ہو کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ جس کے ماں باپ اور اولاد کوئی بھی نہ ہو اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی ہو یا بہن تو ہر ایک کے لیے ان میں سے چھٹا تو اگر ہوں زیادہ بہن یا بھائی تو وہ سب تہائی میں شریک ہیں بعد ادائے وصیت کے جو کر گیا یا ایسے قرضہ کی جس میں سے نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو یہ اللہ کا حکم ہے اور علم والا حلم والا ہے۔

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو پیروی کرے اللہ اور اس کے رسول کی داخل کرے گا اللہ اسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ
حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا
وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور بڑھ جائے اللہ کی حدوں سے داخل کرے گا اسے آگ میں اسے ہمیشہ رہنا ہوگا اس میں اور اس کے لیے خواری کا عذاب ہے۔

marfat.com

لفظی ترجمہ

يُوْصِيْكُمُ ۔ حکم دیتا ہے تم کو		اللّٰهُ ۔ اللہ	فِيْ ۔ بیچ
اَوْلَادِ ۔ اولاد	كُمْ ۔ تمہاری کے	لِلذَّكَرِ ۔ واسطے مرد کے	مِثْلُ ۔ مثل
حَظِّ ۔ حصے	الْاُنْثَيَيْنِ ۔ دو عورتوں کے	فَاِنْ ۔ تو اگر	كُنَّ ۔ ہوں
نِسَآءً ۔ عورتیں	فَوْقَ ۔ زیادہ	اثْنَتَيْنِ ۔ دو سے	فَلَهُنَّ ۔ تو ان کے لیے
ثُلُثَا ۔ دو تہائی ہے	مَا ۔ اس کی جو	تَرَكَ ۔ چھوڑ گیا	وَ ۔ اور
اِنْ ۔ اگر	كَانَتْ ۔ ہو	وَاحِدَةً ۔ ایک	فَلَهَا ۔ تو اس کے لیے
النِّصْفُ ۔ آدھا ہے	وَ ۔ اور	لِاَبَوَيْهِ ۔ اسکے ماں باپ کیلئے	لِكُلِّ ۔ واسطے ہر
وَاحِدٍ ۔ ایک کے	مِّنْهُمَا ۔ ان سے	السُّدُسُ ۔ چھٹا حصہ ہے	مِمَّا ۔ اس سے جو
تَرَكَ ۔ چھوڑ گیا	اِنْ ۔ اگر	كَانَ ۔ ہو	لَهٗ ۔ اس کی
وَلَدٌ ۔ اولاد	فَاِنْ ۔ پھر اگر	لَّمْ ۔ نہ	يَكُنْ ۔ ہو
لَّهٗ ۔ اسکی	وَلَدٌ ۔ اولاد	وَّ ۔ اور	وَرِثَهٗ ۔ وارث ہوں اسکے
اَبَوٰهُ ۔ اسکے ماں باپ	فَلِاُمِّهِ ۔ تو اس کی ماں کا	الثُّلُثُ ۔ تیسرا حصہ ہے	فَاِنْ ۔ پھر اگر
كَانَ ۔ ہوں	لَهٗ ۔ اسکے	اِخْوَةٌ ۔ بھائی بہن	فَلِاُمِّهِ ۔ تو اسکی ماں کا
السُّدُسُ ۔ چھٹا حصہ ہے	مِنْۢ بَعْدِ ۔ بعد	وَصِيَّةٍ ۔ پوری کرنے وصیت کے	
يُّوْصِيْ ۔ جو کر گیا ہو	بِهَآ ۔ اسکی	اَوْ ۔ یا	دَيْنٍ ۔ قرضہ
اٰبَآؤُ ۔ باپ	كُمْ ۔ تمہارے	وَ ۔ اور	اَبْنَآؤُ ۔ بیٹے
كُمْ ۔ تمہارے	لَا ۔ نہیں	تَدْرُوْنَ ۔ جانتے تم	اَيُّهُمْ ۔ کون ان میں سے
اَقْرَبُ ۔ زیادہ قریب ہے	لَكُمْ ۔ تمہارے لیے	نَفْعًا ۔ نفع میں	فَرِيْضَةً ۔ مقرر ہے
مِّنَ اللّٰهِ ۔ اللہ سے	اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰهَ ۔ اللہ	كَانَ ۔ ہے
عَلِيْمًا ۔ جاننے والا	حَكِيْمًا ۔ حکمت والا	وَ ۔ اور	لَكُمْ ۔ تمہارے لیے
نِصْفُ ۔ آدھا ہے	مَا ۔ جو	تَرَكَ ۔ چھوڑ جائیں	اَزْوَاجُكُمْ ۔ تمہاری بیویاں
اِنْ ۔ اگر	لَّمْ ۔ نہ	يَكُنْ ۔ ہو	لَّهُنَّ ۔ انکی

marfat.com

وَلَدٌ۔ اولاد	فَلَكُمُ۔ تو تمہارے لیے	الرُّبُعُ۔ چوتھائی ہے	مِمَّا۔ اس سے جو
تَرَكْنَ۔ چھوڑیں	مِنْ بَعْدِ۔ بعد	وَصِيَّةٍ۔ وصیت کے	يُّوْصِيْنَ۔ جو وصیت کریں
بِهَا۔ اس کی	اَوْ۔ یا	دَيْنٍ۔ قرضہ	وَ۔ اور
لَهُنَّ۔ انکے لیے	الرُّبُعُ۔ چوتھائی ہے	مِمَّا۔ اس سے جو	تَرَكْتُمْ۔ تم چھوڑو
اِنْ۔ اگر	لَّمْ۔ نہ	يَكُنْ۔ ہو	لَّكُمْ۔ تمہاری
وَلَدٌ۔ اولاد	فَاِنْ۔ پھر اگر	كَانَ۔ ہو	لَكُمْ۔ تمہاری
وَلَدٌ۔ اولاد	فَلَهُنَّ۔ تو انکے لیے	الثُّمُنُ۔ آٹھواں حصہ ہے	مِمَّا۔ اس سے جو
تَرَكْتُمْ۔ تم چھوڑو	مِنْ بَعْدِ۔ بعد	وَصِيَّةٍ۔ وصیت کے	تُوْصُوْنَ۔ جو تم وصیت کرو
بِهَا۔ اس کی	اَوْ۔ یا	دَيْنٍ۔ قرضہ	وَ۔ اور
اِنْ۔ اگر	كَانَ۔ ہو	رَجُلٌ۔ ایسا آدمی یا عورت جو	
يُّوْرَثُ۔ ترکہ بنتا ہو	كَلٰلَةً۔ وہ جس کا ماں باپ نہ ہو		اَوِ۔ یا
امْرَاَةٌ۔ عورت	وَّ۔ اور	لَهٗ۔ اس کے	اَخٌ۔ بھائی
اَوْ۔ یا	اُخْتٌ۔ بہن ہے	فَلِكُلِّ۔ تو واسطے ہر	وَاحِدٍ۔ ایک کے
مِنْهُمَا۔ ان میں سے	السُّدُسُ۔ چھٹا حصہ ہے	فَاِنْ۔ پھر اگر	كَانُوْا۔ ہوں
اَكْثَرَ۔ زیادہ	مِنْ ذٰلِكَ۔ اس سے	فَهُمْ۔ تو وہ	شُرَكَآءُ۔ شریک ہیں
فِي۔ بیچ	الثُّلُثِ۔ تیسرے حصہ کے	مِنْ بَعْدِ۔ بعد	وَصِيَّةٍ۔ وصیت کے
يُّوْصٰى۔ کہ وصیت کی جائے		بِهَا۔ اس کی	اَوْ۔ یا
دَيْنٍ۔ قرضہ	غَيْرَ۔ غیر	مُضَآرٍّ۔ نقصان کے	وَصِيَّةً۔ حکم ہے
مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ کی طرف سے		وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا	حَلِيْمٌ۔ حلم والا ہے	تِلْكَ۔ یہ	حُدُوْدُ۔ حدیں ہیں
اللّٰهِ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	يُّطِعِ۔ اطاعت کرے
اللّٰهَ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	رَسُوْلَهٗ۔ اسکے رسول کی	يُدْخِلْهُ۔ داخل کریگا اسے
جَنّٰتٍ۔ باغوں میں جو	تَجْرِيْ۔ چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا۔ اس کے نیچے	الْاَنْهٰرُ۔ نہریں
خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہیں	فِيْهَا۔ اس میں	وَ۔ اور	ذٰلِكَ۔ یہ ہے
الْفَوْزُ۔ کامیابی	الْعَظِيْمُ۔ بڑی	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو

marfat.com

یَعْصِ۔ نافرمانی کرے	اللّٰہَ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	رَسُوْلَہٗ۔ اسکے رسول کی
وَ۔ اور	یَتَعَدَّ۔ گزر جائے	حُدُوْدَہٗ۔ اس کی حدوں سے	
یُدْخِلْہُ۔ داخل کریگا اسے	نَارًا۔ آگ میں	خَالِدًا۔ ہمیشہ رہے	فِیْہَا۔ اس میں
وَ۔ اور	لَہٗ۔ اس کے لیے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے	مُّھِیْنٌ۔ ذلیل کرنے والا

مختصر تفسیر دوسرا رکوع۔ سورۃ نساء پ۴

یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ۔ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ تو اگر ہوں لڑکیاں دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی دو تہائی ہے۔

اصطلاح میں وصیت وہ حکم ہے جو وفات کے بعد کے متعلق کیا جائے۔ ایصاء یعنی اہل عرب وصیت کا احترام کرتے تھے اور وصیت ضرور پوری کرتے تھے۔

فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ۔ بیٹے بیٹیاں مراد ہیں۔ اللہ تعالٰی لڑکے اور لڑکیوں کے متعلق حکم دیتا ہے ارشاد ہے لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ۔ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔

ذکر سے مراد لڑکا ہے۔ لڑکے کا دوگنا۔ لڑکی کا ایک گن کل مال کے تین حصہ کرو دو حصہ لڑکے کے لیے ایک حصہ لڑکی کے لیے۔

فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ۔

شان نزول: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں سخت بیمار ہوا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عیادت کے لیے تشریف لائے مجھے بے ہوش پایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو فرمایا غسالہ شریف مجھ پر چھڑکا مجھے ہوش آ گیا تو میں نے دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے مال کے متعلق کیا فیصلہ کروں میرے انتقال کے بعد یہ مال کیسے تقسیم ہو گا؟ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی (روح المعانی)

حضرت سعد بن ربیعہ شہید ہوئے تو ان کی بیوی نے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ سعد کے بھائی نے سارا مال لے لیا اور انکی تیمم بچیاں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے بھائی کو حکم بھیجا کہ سعد کے مال کا آٹھواں حصہ ان کی بیوی کو دو۔ دو تہائی ان کی لڑکیوں کو اور جو باقی بچے وہ تم رکھو (خازن)

marfat.com

اس رکوع میں وراثت کے احکام ہیں

پہلا حکم۔ اگر میت نے بیٹے بیٹیاں دونوں چھوڑے ہوں تو لڑکے کا لڑکی کے حصہ سے دو چند دیکر سب متروکہ تقسیم ہوگا۔ اور اگر فقط لڑکیاں ہوں اور دو سے اوپر ہوں تو وہ ترکہ کی دو تہائی لیں گی۔

اور اگر ایک لڑکی ہو تو وہ متروکہ سے آدھا لے گی جیسا کہ آگے ارشاد ہے۔

وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۔ اور میت کے والدین میں ہر ایک کو متروکہ میت سے چھٹا ملے گا۔ بشرطیکہ میت کے اولاد بھی ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر اکیلا لڑکا وارث رہا ہو تو کل مال اس کا ہوگا کیونکہ پہلے بیٹے کا حصہ بیٹیوں سے دگنا بتایا گیا ہے تو جب اکیلی لڑکی ہوگی تو نصف اور تنہا لڑکا ہوگا تو اس سے دو چند اور وہ کل ہے۔

آگے میت کے والدین کو متروکہ میت سے چھٹا حصہ دیا ایسی صورت میں جبکہ میت نے ولد چھوڑا ہو اور ولد کا اطلاق لڑکا لڑکی دونوں پر ہوتا ہے جیسے اولاد کا اطلاق لڑکا لڑکی دونوں پر ہوتا ہے۔

آگے دوسری صورت ترکہ بیان فرمائی اور کہا

فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۔ تو اگر میت کے اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی ہوں تو ایسی صورت میں ماں کا حصہ تہائی ہوگا۔

یعنی اگر میت صرف ماں باپ چھوڑے اور ماں باپ کے ساتھ زوج یا زوجہ چھوڑ دے تو ماں کا حصہ زوج کا حصہ نکالنے کے بعد جو باقی رہے اس کا تہائی ہے نہ کل متروکہ کا تہائی اور آگے فرمایا

فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۔ تو اگر میت کے بھائی ہوں تو ماں کو چھٹا دیا جائے گا۔ عام اس سے کہ وہ بھائی سوتیلا ہو۔ خواہ ایک ہی ہو ماں کا حصہ ہر حال چھٹا ہے مگر وصیت اور دین یعنی قرضہ تقسیم وراثت سے مقدم ہے اور دین تو وصیت پر بھی مقدم ہے جیسا کہ حدیث میں ہے الدین قبل الوصیۃ آگے تعیین حصص کی حکمت ظاہر فرمائی اور کہا۔

آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا

تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ کون تمہارے نفع پہنچانے میں قریب تر ہے (اس لیے حصوں کی تعیین تمہاری رائے پر نہیں چھوڑی) یہ حصہ مقرر کردہ ہے اللہ تعالیٰ سے بیشک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔

پھر آگے بقیہ حصص پر لفظ حکم ہوا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ۔ اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے بشرطیکہ ان کی اولاد نہ ہو۔

marfat.com

فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ. تو اگر ہو ان کی اولاد تو ان کے متروکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے بعد اس کے جو وصیت کر گئیں یا قرضے کے اس کے بعد بیویوں کے حصہ کا تقاسمہ فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۔ اور عورتوں کو تمہارے ترکہ سے چوتھائی ہے (خواہ ایک بیوی ہو یا کئی۔ ایک ہوگی تو وہ تنہا چوتھائی پائے گی، کئی ہوں گی تو سب اس چوتھائی میں برابر کی شریک ہوں گی) بشرطیکہ تمہارے اولاد نہ ہو۔ تو اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں ہے خواہ بیوی ایک ہو یا ایک سے زائد بعد اس کے جو وصیت تم کر جاؤ یا قرض۔ اس کے بعد کلالہ کے لیے حکم فرمایا۔

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۔ اور اگر ہو مرد کلالہ یا عورت اور اس کے بھائی یا بہن ہوں تو ہر ایک کو دونوں میں سے چھٹا حصہ ہے۔

فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ. تو اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو وہ سب شریک ہیں تہائی میں میت کی وصیت اور ایسا دین نکال کر جس میں مرنے والے نے وارث کو نقصان نہ پہنچایا ہو۔ یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے۔

تعریف کلالہ

کلالہ وہ مرد اور عورت ہے جس کا ترکہ ایسے حال میں تقسیم ہو کہ اس نے مرتے وقت ماں باپ اولاد نہ چھوڑی ہوں تو آیہ مذکورہ میں وَلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فرمایا گیا۔ اس کا مطلب صاف ہے کہ اب جو وارث ہیں وہ ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو اس میں اس کے متروکہ سے میراث کا تقاسمہ یوں ہوگا کہ ہر ایک کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔

اور اگر ویسے بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو تہائی حصہ متروکہ میت سے نکال کر سب میں بحصہ مساوی تقاسمہ ہوگا۔

کیونکہ وہ ماں کے رشتہ کی وجہ سے مستحق ہوئے اور ماں تہائی سے زیادہ نہیں لے سکتی اس لیے ان میں مرد کا حصہ عورت کے حصے سے زیادہ نہیں ہے۔

اور آخر آیت میں وصیت اور دین کی تشریح میں غیر مضار جو فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ وصیت

marfat.com

پر عمل کیا جائے اور دَین بھی ادا ہو لیکن وہ مرنے والے کے وارث یا وارثوں کو تہائی سے زیادہ وصیت نہ ہو اگر وہ ایسا کر گیا ہے تو یہ مضار ہے اور مضار پر عمل نہ ہوگا۔

مختصر خلاصہ مسائل فرائض

وارث تین قسم کے ہیں۔

اصحاب فرائض، عصبات، ذوی الارحام۔

اصحاب فرائض وہ لوگ ہیں جن کے لیے اللہ تعالے کی طرف سے حصے مقرر ہیں مثلاً بیٹی ایک ہو تو آدھے مال کی حقدار ہے ایک سے زائد ہوں تو سب کے لیے دو تہائی پوتی پرپوتی اور اس کے نیچے کی ہو۔ پوتی اگر میت کی اولاد نہ ہو تو بیٹی کے حکم میں ہے۔ اگر میت نے ایک بیٹی چھوڑی تو پوتی پرپوتیاں چھٹا لیں گی اور اگر میت نے بیٹا چھوڑا تو ساقط ہو جائیں گی اور کچھ نہ لے سکیں گی۔

اگر میت نے دو بیٹیاں چھوڑیں تو بھی پوتی پوتیاں ساقط ہیں اور اگر نیچے کے درجہ میں کوئی لڑکا ہوگا تو وہ اس کو عصبہ بنا دے گا۔

سگی بہن میت کے بیٹا یا پوتا نہ چھوڑنے کی صورت میں بیٹیوں کے حکم میں ہے۔

علاتی بہنیں جو باپ میں شریک ہوں اور ان کی مائیں علیحدہ علیحدہ ہوں وہ حقیقی بہنوں کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی مثل ہیں اور دونوں قسم کی بہنیں یعنی علاتی اور حقیقی میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں اور بیٹے، پوتے اور اس کے نیچے کے پوتے اور باپ کے ساتھ ساقط ہو جاتے ہیں۔

اور امام صاحب کے نزدیک دادا کے ساتھ بھی محروم ہیں۔

سوتیلے بھائی بہنیں جو صرف ماں میں شریک ہوں۔ ان میں سے ایک ہو تو چھٹا اور زیادہ ہوں تو تہائی اور ان میں مرد عورت برابر حصہ پائیں گے اور بیٹے پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے اور باپ دادا ہوتے ساقط ہیں اور باپ کا چھٹا حصہ اس حال میں ہے جب کہ میت نے بیٹا یا پوتا یا اس سے نیچے کے پوتے چھوڑے ہوں ورنہ نہیں۔

اگر میت نے بیٹی یا پوتی یا اور نیچے کی کوئی پوتی چھوڑی ہو تو باپ چھٹا حصہ لے کر وہ باقی بھی لے گا جو اصحاب فروض کو دے کر بچے۔

دادا یعنی میت کے باپ کا باپ، باپ کے نہ ہونے کی صورت میں مثل باپ کے ہے سوا اس کے

marfat.com

کہ ماں کو ثلث ما بقی کی طرف رد نہ کر سکے گا۔

ماں کا چھٹا حصہ ہے اگر میت نے اپنی اولاد یا اپنے بیٹے یا پوتے کی اولاد یا بہن بھائی میں سے دو چھوڑے ہوں خواہ وہ بھائی سگے ہوں یا سوتیلے اور اگر ان میں سے کوئی نہ چھوڑا ہو تو ماں کل مال کا تہائی پائے گی۔

اگر میت نے زوج یا زوجہ اور ماں باپ چھوڑے ہوں تو ماں کو زوج یا زوجہ کا حصہ دینے کے بعد جو باقی رہے اس کا تہائی ملے گا اور جدہ کا چھٹا حصہ ہے خواہ وہ ماں کی طرف سے ہو یعنی نانی ہو یا باپ کی طرف سے یعنی دادی ایک ہو یا زیادہ۔ البتہ قریب والی دور والی کی حاجب ہوتی ہے اور ماں ہر ایک جدہ کو محجوب کرتی ہے اور باپ کی طرف سے جو دادیاں ہیں وہ باپ کی موجودگی میں محجوب ہوتی ہے اس صورت میں کچھ نہ ملے گا۔

زوج چہارم پائے گا اگر میت نے اپنی یا اپنے بیٹے پوتے پرپوتے وغیرہ کی اولاد چھوڑی ہو۔ اور اس قسم کی اولاد نہ چھوڑی ہو تو زوج یعنی شوہر نصف پائے گا۔

میت کی زوجہ بیٹے پوتے وغیرہ کی اولاد ہونے کی صورت میں آٹھواں لے گی اور نہ ہونے کی صورت میں چوتھائی۔

عصبات

عصبات وہ وارث ہیں جن کے لیے کوئی حصہ معین نہیں بلکہ ذوی الفروض سے جو بچا ہو وہ پاتے ہیں ان میں سب سے اول بیٹا ہے پھر پوتا نیچے تک پھر باپ پھر دادا۔ پھر آبائی سلسلہ میں جہاں تک کوئی پایا جائے پھر حقیقی بھائی۔ پھر سوتیلا یعنی باپ شریک بھائی، پھر سگے بھائی کا بیٹا۔ پھر باپ شریک بھائی کا بیٹا پھر چچا پھر باپ کا چچا پھر دادا کے چچا پھر آزاد کرنے والا یعنی اس کے عصبات ترتیب وار اور جن عورتوں کا حصہ نصف یا دو تہائی ہے وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں اور جو ایسی نہ ہوں وہ نہیں

ذوالارحام

اصحاب فروض اور عصبات کے سوا جو اقارب ہیں وہ ذوالارحام میں داخل ہیں ان کی ترتیب عصبات کے مثل ہے۔

marfat.com

اس کے بعد آخر میں تنبیہاً فرما دیا گیا کہ یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم ماننے سے ان باغوں میں داخل کیا جائے گا۔ چنانچہ فرمایا:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا۔ اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جس کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے خواری کا عذاب ہے۔

اس لیے کہ حدود اللہ سے تجاوز کرنے والا کافر ہے اور مومن کتنا بھی گنہگار ہو حد ایمان سے پھر بھی متجاوز نہیں ہو سکتا۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ نساء پ۴

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

اور وہ جو بدکاری کریں تمہاری عورتوں میں سے اس پر گواہی کر لو اپنوں میں سے چار گواہ تو اگر وہ گواہی دے دیں تو بند کرو انہیں گھروں میں حتیٰ کہ انہیں موت آ جائے یا اللہ ان کے لیے کوئی راہ بنائے۔ اور جو مرد و عورت ایسا کام کریں تم میں سے ان کو ایذا دو تو اگر وہ توبہ کر لیں اور درست ہو جائیں تو ان دونوں کا پیچھا چھوڑ دو۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ

توبہ تو وہ ہے جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے اور انہی کی توبہ ہے جو نادانی سے برائی کریں پھر جلدی توبہ کر لیں تو انہیں پر اللہ اپنی رحمت

marfat.com

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۝

سے رجوع فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا۝

اور وہ توبہ نہیں جو کرتے رہیں گناہ حتی کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان کی توبہ جو کافر مریں ان کے لیے ہم نے تیار کر رکھا ہے دردناک عذاب

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْــًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۝

اے ایمان والو تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی اور نہ روکو عورتوں کو تاکہ لو بعض اس کا جو مہر انہیں دے چکے ہو مگر یہ کہ کریں وہ علانیہ بے حیائی اور ان سے اچھا برتاؤ کرو تو اگر تم کو کراہت ہو ان سے تو قریب ہے کوئی چیز ایسی ہو کہ کراہت کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْــًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۝

اور اگر بدلنا چاہو بیوی بیوی کی جگہ اور اسے کافی مال دے چکے ہو تو نہ لو اس سے کچھ کیا وہ واپس لیتے ہو جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ سے۔

وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا۝

اور کیسے لوگے اس سے حالانکہ تم میں ایک دوسرا بے تعلق ہو گیا اور لے چکیں تم سے پختہ عہد۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا۝

اور نہ نکاح کرو ان سے جن سے نکاح کیا تمہارے باپ دادا نے عورتوں سے مگر جو ہو گزرا بے شک وہ بے حیائی ہے اور غضب والا کام اور بری راہ۔

لفظی ترجمہ

وَ - اور | الّٰتِیْ - وہ جو | یَاْتِیْنَ - آئیں | الْفَاحِشَةَ - بے حیائی کو

مِنْ نِّسَآئِكُمْ - تمہاری عورتوں سے | فَاسْتَشْهِدُوْا - تو گواہ کرلو تم

marfat.com

عَلَيْهِنَّ۔ ان پر	اَرْبَعَةً۔ چار آدمی	مِّنْكُمْ۔ اپنے میں سے	فَاِنْ۔ تو اگر
شَهِدُوْا۔ وہ گواہی دیں	فَاَمْسِكُوْ۔ تو روکو	هُنَّ۔ ان کو	فِي۔ میں
الْبُيُوْتِ۔ گھروں کے	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	يَتَوَفّٰهُنَّ۔ اٹھالے انکو	الْمَوْتُ۔ موت
اَوْ۔ یا	يَجْعَلَ۔ بنائے	اللّٰهُ۔ اللہ	لَهُنَّ۔ ان کے لیے
سَبِيْلًا۔ کوئی راہ	وَ۔ اور	الَّذٰنِ۔ وہ دو	يَاْتِيٰنِهَا۔ جو آئیں اسکو
مِنْكُمْ۔ تم میں سے	فَاٰذُوْ۔ تو سزا دو	هُمَا۔ ان کو	فَاِنْ۔ تو اگر
تَابَا۔ وہ توبہ کریں	وَ۔ اور	اَصْلَحَا۔ درست ہو جائیں	فَاَعْرِضُوْا۔ تو درگذر کرو
عَنْهُمَا۔ ان سے	اِنَّ۔ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	كَانَ۔ ہے
تَوَّابًا۔ توبہ قبول کرنے والا	رَّحِيْمًا۔ مہربان	اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں کہ	التَّوْبَةُ۔ توبہ
عَلَى۔ ذمہ	اللّٰهِ۔ اللہ کے	لِلَّذِيْنَ۔ ان کے لیے ہے جو	يَعْمَلُوْنَ۔ کام کرتے ہیں
السُّوْٓءَ۔ برے	بِجَهَالَةٍ۔ نادانی سے	ثُمَّ۔ پھر	يَتُوْبُوْنَ۔ توبہ کرتے ہیں
مِنْ قَرِيْبٍ۔ جلدی سے	فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہی ہیں کہ	يَتُوْبُ۔ توبہ قبول کرتا ہے	اللّٰهُ۔ اللہ
عَلَيْهِمْ۔ ان کی	وَ۔ اور	كَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ
عَلِيْمًا۔ جاننے والا	حَكِيْمًا۔ حکمت والا	وَ۔ اور	لَيْسَتِ۔ نہیں
التَّوْبَةُ۔ توبہ	لِلَّذِيْنَ۔ انکی جو	يَعْمَلُوْنَ۔ کام کریں	السَّيِّاٰتِ۔ برے
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	اِذَا۔ جب	حَضَرَ۔ حاضر ہو	اَحَدَ۔ ایک
هُمُ۔ ان کے کو	الْمَوْتُ۔ موت تو	قَالَ۔ کہے	اِنِّيْ۔ بیشک میں
تُبْتُ۔ توبہ کرتا ہوں	الْـٰٔنَ۔ اب	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
الَّذِيْنَ۔ انکی جو	يَمُوْتُوْنَ۔ مریں	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ
كُفَّارٌ۔ کافر ہوں	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ ہیں کہ	اَعْتَدْنَا۔ ہم نے تیار کر رکھا ہے	
لَهُمْ۔ ان کے لیے	عَذَابًا۔ عذاب	اَلِيْمًا۔ دردناک	يٰٓاَيُّهَا۔ اے
الَّذِيْنَ۔ وہ لوگو جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے جو	لَا۔ نہیں	يَحِلُّ۔ حلال
لَكُمْ۔ تم کو	اَنْ۔ یہ کہ	تَرِثُوا۔ وارث بنو	النِّسَآءَ۔ عورتوں کے
كَرْهًا۔ زبردستی	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَعْضُلُوْ۔ روکو
هُنَّ۔ ان کو	لِتَذْهَبُوْا۔ تاکہ لے جاؤ تم	بِبَعْضِ۔ بعض حصہ	مَآ۔ اس کا جو

marfat.com

آتَيْتُمُوْهُنَّ۔ دیا ہے ان کو		اِلَّا۔ مگر	اَنْ۔ یہ کہ
يَّاْتِيْنَ۔ وہ آئیں	بِفَاحِشَةٍ۔ بے حیائی کی طرف		مُّبَيِّنَةٍ۔ کھلم کھلا
وَ۔ اور	عَاشِرُوْهُنَّ۔ برتاؤ کرو ان سے		بِالْمَعْرُوْفِ۔ اچھا
فَاِنْ۔ پھر اگر	كَرِهْتُمُوْ۔ ناپسند کرو تم	هُنَّ۔ ان کو	عَسٰى۔ کہ قریب ہے
اَنْ۔ یہ کہ	تَكْرَهُوْا۔ ناپسند کرو تم	شَيْئًا۔ کسی چیز کو	وَ۔ اور
يَجْعَلَ۔ کرے	اللّٰهُ۔ اللہ	فِيْهِ۔ اس میں	خَيْرًا۔ بھلائی
كَثِيْرًا۔ بہت	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	اَرَدْتُّمُ۔ ارادہ کرو تم
اسْتِبْدَالَ۔ بدلنے کا	زَوْجٍ۔ بیوی	مَّكَانَ۔ جگہ	زَوْجٍ۔ بیوی کے
وَ۔ اور	اٰتَيْتُمْ۔ دیا تم نے	اِحْدٰى۔ ایک	هُنَّ۔ انکو
قِنْطَارًا۔ ڈھیر مال کا	فَلَا۔ تو نہ	تَاْخُذُوْا۔ لو	مِنْهُ۔ اس سے
شَيْئًا۔ کچھ	اَ۔ کیا	تَاْخُذُوْنَهٗ۔ لیتے ہو	بُهْتَانًا۔ جھوٹ باندھ کر
وَ۔ اور	اِثْمًا۔ گناہ	مُّبِيْنًا۔ کھلے ہوئے سے	وَ۔ اور
كَيْفَ۔ کیونکر	تَاْخُذُوْنَهٗ۔ لیتے ہو اس سے		وَ۔ اور
قَدْ۔ بیشک	اَفْضٰى۔ مل چکا ہے بے پردہ	بَعْضُكُمْ۔ بعض تمہارا	اِلٰى۔ طرف
بَعْضٍ۔ بعض کے	وَ۔ اور	اَخَذْنَ۔ لے چکیں	مِنْكُمْ۔ تم سے
مِّيْثَاقًا۔ عہد	غَلِيْظًا۔ مضبوط	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
تَنْكِحُوْا۔ نکاح کرو	مَا۔ اس سے	نَكَحَ۔ جس سے نکاح کر چکے	اٰبَآؤُ۔ باپ
كُمْ۔ تمہارے	مِّنَ النِّسَآءِ۔ عورتوں سے		اِلَّا۔ مگر
مَا۔ جو	قَدْ۔ ہو	سَلَفَ۔ گزرا	اِنَّهٗ۔ بیشک وہ
كَانَ۔ ہے	فَاحِشَةً۔ بے حیائی	وَ۔ اور	مَقْتًا۔ غضب کی بات
وَ۔ اور	سَآءَ۔ برا	سَبِيْلًا۔ راہ	

مختصر تفسیر تیسرا رکوع۔ سورۃ نساء پ۴

وَالّٰتِىْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا

marfat.com

فَاَمْسِکُوْھُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰھُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا ۔ اور وہ عورتیں جو فحش کاری کریں تمہاری عورتوں میں سے ان پر چار مردوں کی گواہی لو جو تم میں سے ہوں تو اگر وہ گواہی دیدیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو حتی کہ انہیں اٹھالے موت یا اللہ ان کے لیے بنائے کوئی راہ۔

اَلْفَاحِشَۃَ ۔ بدکاری ۔ فحش اس کا مادہ ہے بے حیائی اور بدکاری دونوں معنی ہیں ۔ لغت میں ایسے قول و فعل کو فحش کہتے ہیں جو برا ہو جس کا ذکر کرنا یا سننا ناگوار ہو۔

اِسْتَشْھِدُوْا عَلَیْھِنَّ اَرْبَعَۃً مِّنْکُمْ ۔ ان پر چار گواہ لاؤ عام معاملات میں صرف دو گواہ ہوتے ہیں لیکن اس کی سزا میں سخت احتیاط لازم قرار دی گئی اور چار گواہ رکھے گئے۔

آیت کا مفہوم واضح ہے کہ بدکاری اگر مسلمان کی ظاہر ہو تو چار گواہ لیے جائیں گے اور وہ گواہ بھی تم میں سے یعنی مسلمان ہوں گے گھروں میں بند رکھنا اس لیے فرمایا تاکہ وہ آئندہ بدکاری نہ کر سکیں۔

اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا کے یہ معنی ہیں کہ مستقبل قریب میں یا تو اللہ تعالے ان کی سزا کے لیے کوئی حد مقرر فرمادے یا وہ نکاح کرلیں ۔ الفاحشہ میں مفسرین نے زنا مراد لیا ہے اور ان کا بیان ہے کہ حبس فی البیت کا حکم حدود زنا نازل ہونے سے پہلے تھا جب حدود نازل ہوگئیں اس آیت کریمہ کا حکم منسوخ ہوگیا اور اس قسم کی آیتیں منسوخ الحکم باموری التلاوت کہلاتی ہیں (خازن ، جلالین ، تفسیر احمدی) آگے مزید توضیح فرمائی گئی اور کہا۔

وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِھَا مِنْکُمْ فَاٰذُوْھُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْھُمَا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۔ اور تم میں جو مرد و عورت ایسا کام کریں انہیں ایذا دو ۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نیک ہوجائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو بیشک اللہ بڑا توبہ کرنے والا مہربان ہے۔

مِنْکُمْ فَاٰذُوْھُمَا ۔ تم میں سے تو ان کو تکلیف دو

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ زبان سے عار دلانے اور ہاتھ سے جوتے مار کر ایذا دو۔

یعنی انہیں جھڑک کر برا کہہ کر شرمندہ کرکے جوتیاں مار کر ایذا دو (جلالین ، مدارک ، خازن)

حسن کہتے ہیں زنا کی سزا پہلے ایذا مقرر کی گئی ۔ پھر گھروں میں محبوس کرنا ۔ پھر مارنا خواہ کوڑے خواہ سنگساری

ابن بحر کہتے ہیں کہ پہلی آیت وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ میں ان عورتوں کے لیے حکم ہے جو عورتوں کے ساتھ مساحقت یعنی چپٹی کرتی ہیں اور دوسری آیت وَالَّذٰنِ سے لواطت کرنے والے مردوں کا حکم ہے اور زانی اور زانیہ کا مفصل حکم سورۃ نور میں بیان فرمایا گیا۔

اس تقدیر پر یہ آیتیں منسوخ الحکم ہیں ۔ اور ان میں امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے دلیل ظاہر ہے کہ لواطت میں تعزیر ہے حد نہیں۔

marfat.com

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ بیشک توبہ۔ اِنَّمَا حصر کے لیے توبہ کے قبول کی خبر دی گئی توبہ کے لغوی معنے ہیں لوٹنا۔ پلٹ کر آجانا۔ جب کوئی گناہ کرے تو اللہ کے حضور اپنی غلطی کا اقرار کرے اور سچے دل سے عہد کرے کہ وہ باز رہے گا۔

لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ۔ اللہ توبہ انہیں لوگوں کی قبول کرتا ہے جو کام جہالت سے کرتے ہیں جو لوگ نادانی و حماقت سے گناہ کرتے ہیں پھر موت سے پہلے توبہ کرلیں تو ان کی توبہ ضرور ہی قبول ہو جاتی ہے

ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا پھر جلدی سے توبہ کرتے ہیں تو انہیں اللہ معاف کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا اور حکمت والا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ شیطان نے بارگاہ رب العزت میں کہا تیری عزت و جلال کی قسم میں ابن آدم کو جب تک ان میں جان رہے گی بہکاتا رہوں گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے میں ان کو بخشتا رہوں گا۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا۔

اس کے بعد اس امر کی وضاحت کی گئی کہ توبہ کس کی مقبول ہے اور کس کی مردود تاکہ توبہ ایک رسمی فعل نہ ہو جائے۔

وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۔ اور توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہیں حتیٰ کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہہ دے اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان کی توبہ مقبول ہے جو کافر مریں اس کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

خواک کہتے ہیں کہ جو توبہ قبل از موت ہو وہ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ کے اعتبار سے مقبول ہے اور جو موت کا وقت آنے کا انتظار کرکے توبہ میں تاخیر کرتے جائیں وہ توبہ مِنْ قَرِیْبٍ کے موافق نہیں۔

اور قبول توبہ کا وعدہ جو اوپر کی آیت میں فرمایا وہ اس قسم کے لوگوں کے لیے نہیں جو توبہ کو ایک رسم بنا لیتے ہیں اس میں مرضی مولیٰ ہے قبول فرمائے یا نہ فرمائے بخشے یا عذاب کرے (تفسیر احمدی)

اور موت کے قریب لوکافر بھی توبہ کر لیتا ہے جب عذاب کے فرشتے نظر آتے ہیں تو اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ میں اب توبہ کرتا ہوں، کہنے لگتا ہے اس کی توبہ اس کا ایمان مقبول نہیں۔ جیسے فرعون بھی غرق کے گرداب میں آکر پکارنے لگا تھا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

marfat.com

دیں اس پر ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس اللہ کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں فرمانبرداروں سے ہوں) تو یہ ایمان اس کے منہ پر مار دیا گیا اور فرمایا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ (اب ایمان لاتا ہے ؟ اور پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور تو فسادی تھا۔

توبہ کی قبولیت پر دو شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ گناہ نادانی کی بنا پر کیا گیا ہو دوم یہ کہ توبہ کی طرف جلد رجوع کیا گیا ہو دانستہ یا نادانستہ گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً اللہ کی طرف رجوع کیا جائے بندہ ایک قدم اس کی طرف بڑھتا ہے تو اس کی رحمت دس قدم بڑھتی ہے۔

اس کے بعد زمانہ جاہلیت کی رسم کا رد کیا گیا جو ان میں مروج تھی چنانچہ ارشاد ہوا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَن يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا وَإِنْ أَرَدتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝

اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی اور انہیں نہ روکو اس سبب سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں اور ان سے اچھا برتاؤ کرو تو اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو بہت قریب ہے کہ کوئی چیز تم ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے اور اگر تم ارادہ کرو بیوی کے بدلے دوسری بیوی کا اور اسے ڈھیر مال دے چکے ہو تو اس سے کچھ واپس نہ لو کیا اسے واپس لوگے جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ سے اور کیسے لے سکتے ہو حالانکہ تم میں ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہو لیا اور وہ تم سے گاڑھا عہد لے چکیں۔

شان نزول: زمانۂ جاہلیت میں لوگ مال کی طرح اپنے اقارب کی بیویوں کے بھی وارث بن جاتے تھے۔ گویا انہیں بھی ایک قسم کا جائداد یا مال خیال کرتے گھوڑے اونٹ کی طرح سمجھتے تھے حتیٰ کہ اگر تو بغیر مہر مقرر کئے انہیں اپنی زوجیت میں رکھتے یا کسی اور کی بیوی بنا دیتے اور خود مہر پر قبضہ کر لیتے یا انہیں اپنے پاس قید کر لیتے حتیٰ کہ جو ورثہ انہوں نے پایا تھا وہ انہیں دے کر رہائی حاصل کریں یا مر جائیں اور یہ اندوختے ظالم ان کے وارث بن جائیں۔

مختصر یہ کہ وہ مظلوم عورتیں ان کے ہاتھوں مظلوم و مجبور ہوتی تھیں۔ اس رسم کے مٹانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اصلاح فرماتے ہوئے ان کے لیے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

marfat.com

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس آیت میں اس کے متعلق حکم ہے جو اپنی بیوی سے نفرت رکھتا ہو اور اس وجہ سے اس سے بدسلوکی کرتا ہو تاکہ عورت مجبور ہو کر مہر واپس دیدے۔ اس فعل ظالمانہ سے روکنے کے لیے لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ فرمایا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اہل زمانۂ جاہلیت میں عورت کو طلاق دیتے پھر رجوع کر لیتے پھر طلاق دے دیتے اس طرح اسے معلق رکھتے تاکہ وہ ان کے پاس آرام نہ پا سکیں اور دوسری جگہ بھی ٹھکانہ نہ بنا سکے۔

ایک قول یہ ہے کہ میت کے اولیاء کو خطاب ہے کہ وہ اپنے مورث کی بیوی کو نہ روکیں۔

اور إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ میں شوہر کی نافرمانی اور بدزبانی یا حرامکاری ایسی چیزوں کے ہوتے خلع چاہنے میں مضائقہ نہیں۔ اور وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ میں کھلانے پلانے بات چیت کرنے اور حقوق زوجیت پورے کرنے کا حکم ہے۔

فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ میں عورت کی بدخلقی یا صورت ناپسند ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ اس حالت میں صبر کرو اور اسے اپنے سے جدا نہ کرو۔

وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا میں ولد صالح اس سے پیدا ہونے کی امید ظاہر فرمائی۔

اور وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ میں اس امر کو ظاہر فرمایا کہ ایک کو طلاق دینا۔ دوسری سے نکاح کرنا جائز فرمایا گیا۔

وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا۔ مہر گراں ہونے کا جواز دکھایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسر منبر حکم فرمایا کہ مہر گراں نہ باندھو ایک عورت نے کھڑے ہو کر یہی آیت سنائی اور عرض کیا ابن خطاب اللہ ہمیں دیتا ہے اور آپ منع کرتے ہیں یہ سنتے ہی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمر تجھ سے ہر شخص زیادہ سمجھدار ہے جو چاہو مقرر کرو۔ میں اپنا اعلان واپس لیتا ہوں جتنا چاہو مہر مقرر کرو۔

لیکن جہاں مہر کی گرانی کی آزادی ہے وہاں دیئے ہوئے مہر سے واپس لینے کی ممانعت بھی ہے۔

آیت کے آخر میں اس عادت قبیح کا رد ہے جو جاہلیت میں تھا کہ جب کوئی اور عورت پسند کرتے۔ تو پہلی عورت پر الزام لگاتے۔ الزام و اقسام تہمتیں لگاتے تاکہ وہ پریشان ہو کر جو کچھ لے چکی ہے واپس دے کر اپنا اختتام کرے۔ اس کی ممانعت فرمائی اور اسے اثم عظیم کہا۔ اس کے بعد منکوحۃ الاب کی حرمت کا قانون نافذ ہوا۔ اور فرمایا

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا

marfat.com

اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو مگر جو ہو گذرا وہ بے شک بے حیائی ہے اور غضب کا کام اور بہت ہی برا چلن۔

اٰبَآؤُكُمْ تمہارے باپ۔ دادا نانا سب شامل

مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ جنہیں تمہارے باپ نکاح میں لائے ہوں۔

زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا کرتے تھے یہاں اس بات کی ممانعت کی گئی ہے اس لیے کہ باپ کی بیوی بمنزلہ ماں کے ہے۔ زمانہ جاہلیت میں حقیقی ماں کے سوا باپ کی منکوحہ کو مفروضہ بنانا جائز سمجھتے تھے اور باپ کے بعد بیٹا بیاہ لیتا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ موطوءۃ الاب بمنزلہ ماں ہے اس سے بیٹے کو نکاح کرنا حرام ہے۔

پھر یہ امر بھی آخر کو واضح ہو جاتا ہے کہ باپ نے جس سے وطی کر لی خواہ بعد نکاح یا بلا نکاح بطریق زنا وہ بہرصورت بیٹے پر حرام ہے اس لیے کہ نکاح کے معنی ہی وطی ہیں اور عقد نکاح جو عرف میں نکاح کہلاتا ہے وہ عقد کہلاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اس قسم کے واقعات جو ہو چکے ہیں فَاحِشَۃً بے حیائی ہے۔

وَمَقْتًا غضب۔ یہ لفظ ایسی جگہ بولا جاتا ہے جہاں طبیعت میں گھن پیدا ہو۔

سَآءَ سَبِيْلًا۔ برا چلن۔ برا راستہ مراد ہے۔

اب اس کے بعد جس قدر عورتیں حرام ہیں ان کا بیان ہوتا ہے۔ ان میں سات نسب سے حرام ہیں اور باقی دوسرے تعلق سے حرام ہیں کل چودہ عورتیں ہوئیں جیسا کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ نساء مدنیہ

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ

حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور تمہاری اور بہنیں اور تمہاری اور پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور رضاعی مائیں جنہوں نے اور رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور ان کی جو تمہاری گود میں ہیں ان عورتوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو اور اگر تم نے صحبت نہ کی ہو تو کچھ

marfat.com

بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

حرج نہیں تم پر اور تمہارے نسلی بیٹوں کی بیویاں اور حرام ہے یہ کہ جمع کرو دو بہنیں بیک وقت مگر وہ جو گزر لیا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

لفظی ترجمہ

حُرِّمَتْ۔ حرام ہوئیں	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	اُمَّهٰتُكُمْ۔ تمہاری مائیں	وَ۔ اور
بَنٰتُكُمْ۔ تمہاری بیٹیاں	وَ۔ اور	اَخَوٰتُكُمْ۔ تمہاری بہنیں	وَ۔ اور
عَمّٰتُكُمْ۔ تمہاری پھوپھیاں	وَ۔ اور	خٰلٰتُكُمْ۔ تمہاری خالائیں	وَ۔ اور
بَنٰتُ۔ بیٹیاں	الْاَخِ۔ بھائی کی	وَ۔ اور	بَنٰتُ۔ بیٹیاں
الْاُخْتِ۔ بہن کی	وَ۔ اور	اُمَّهٰتُكُمُ۔ تمہاری مائیں	الّٰتِیْ۔ وہ جو
اَرْضَعْنَكُمْ۔ وہ دودھ پلائیں تم کو		وَ۔ اور	اَخَوٰتُكُمْ۔ تمہاری بہنیں
مِّنَ الرَّضَاعَةِ۔ دودھ پلانے کے ذریعہ		وَ۔ اور	اُمَّهٰتُ۔ مائیں
نِسَآئِكُمْ۔ تمہاری بیویوں کی		وَ۔ اور	رَبَآئِبُكُمُ۔ ربیبہ تمہاری
الّٰتِیْ۔ وہ جو	فِیْ۔ بیچ	حُجُوْرِ۔ گودوں	كُمْ۔ تمہاری کے ہیں
مِّنْ نِّسَآئِكُمُ۔ تمہاری عورتوں سے		الّٰتِیْ۔ وہ جو	دَخَلْتُمْ۔ صحبت کی ہو تم
نے	بِهِنَّ۔ ان سے	فَاِنْ۔ پھر اگر	لَّمْ۔ نہ
تَكُوْنُوْا۔ ہو تم کر	دَخَلْتُمْ۔ صحبت کی تم نے	بِهِنَّ۔ ان سے	فَلَا۔ تو نہیں
جُنَاحَ۔ گناہ	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	وَ۔ اور	حَلَآئِلُ۔ بیویاں
اَبْنَآئِكُمُ۔ تمہارے بیٹوں کی		الَّذِيْنَ۔ وہ جو	مِنْ اَصْلَابِكُمْ۔ تمہاری
نسل سے ہوں	وَ۔ اور	اَنْ۔ یہ کہ	تَجْمَعُوْا۔ اکٹھا کرو تم
بَيْنَ۔ درمیان	الْاُخْتَيْنِ۔ دو بہنوں کے	اِلَّا۔ مگر	مَا۔ جو
قَدْ۔ پہلے	سَلَفَ۔ گزر چکا	اِنَّ۔ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ
كَانَ۔ ہے	غَفُوْرًا۔ بخشنے والا	رَّحِيْمًا۔ مہربان	

marfat.com

مختصر تفسیر چوتھا رکوع۔ سورۃ النساء پ

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ أُمَّهَٰتُكُمۡ وَبَنَاتُكُمۡ وَأَخَوَٰتُكُمۡ وَعَمَّٰتُكُمۡ وَخَٰلَٰتُكُمۡ وَبَنَاتُ ٱلۡأَخِ وَبَنَاتُ
ٱلۡأُخۡتِ وَأُمَّهَٰتُكُمُ ٱلَّٰتِيٓ أَرۡضَعۡنَكُمۡ وَأَخَوَٰتُكُم مِّنَ ٱلرَّضَٰعَةِ وَأُمَّهَٰتُ نِسَآئِكُمۡ وَرَبَٰٓئِبُكُمُ
ٱلَّٰتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ ٱلَّٰتِي دَخَلۡتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمۡ تَكُونُواْ دَخَلۡتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيۡكُمۡ وَحَلَٰٓئِلُ أَبۡنَآئِكُمُ ٱلَّذِينَ مِنۡ أَصۡلَٰبِكُمۡ وَأَن تَجۡمَعُواْ بَيۡنَ ٱلۡأُخۡتَيۡنِ إِلَّا مَا قَدۡ
سَلَفَۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورٗا رَّحِيمٗا۔

حرام ہوئیں تم پر مائیں تمہاری اور بیٹیاں تمہاری اور بہنیں تمہاری اور پھوپھیاں تمہاری اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ شریکی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کے ساتھ آئی ہوئی وہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو اور اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی (پہلے خاوندوں سے بیٹیاں) تمہیں حلال ہیں ان میں حرج نہیں اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قابل حرمت ان عورتوں کو کہا جاتا ہے جن سے نکاح جائز نہ ہو اسی لیے حُرِّمَتۡ ارشاد فرمایا گیا وہ نسبی رشتے جو حرام ہیں سات ہیں۔ ماں۔ بیٹی۔ بہن۔ پھوپھی۔ خالہ۔ بھتیجی۔ بھانجی۔ ان سب سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

اول قاعدہ کلیہ

ہر وہ عورت جس کی طرف باپ یا ماں کے تناسب سے نسب رجوع کرتا ہو یعنی نانیاں خواہ قریب کی ہوں یا دور کی، سب مائیں ہیں اور اپنی حقیقی والدہ کے حکم میں داخل ہیں۔

دوسرا قاعدہ کلیہ

پوتیاں نواسیاں کسی درجہ کی ہوں بیٹیوں میں داخل ہیں۔

تیسرا قاعدہ کلیہ

بھانجہ بھانجی بھتیجا بھتیجی سگے ہوں یا سوتیلے یہ سب حرام ہیں۔

یہ تمام رشتے نسبی ہیں۔ اس کے بعد ان رشتوں کا ذکر ہے جو سبب سے حرام ہو جاتے ہیں۔

اس میں سب سے پہلے دودھ پلانے والی کا ذکر ہے اس لیے کہ یہ اگر غیر تھی تو دودھ پلانے سے پہلے

حلال تھی اس میں سبب حرمت دودھ پلانا ہے دودھ کے رشتے کے لیے شیر خواری کی مدت میں قلیل دودھ پینا یا کثیر دودھ پینا دونوں برابر ہیں۔

مدت شیر خواری حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تیس مہینے تھے مگر صاحبین کے نزدیک دو سال ہوتے۔ اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ شیر خواری دو سال کے بعد اگر ہو گی تو حرمت رضاعت کو مستلزم نہیں۔

شیر خواری سے جو حرمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نسب کے قائم مقام رکھا یُحَرَّمُ بِالرَّضَاعَۃِ مَا یُحَرَّمُ بِالنَّسَبِ قاعدہ کلیہ ہو گیا۔

یہی وجہ ہے کہ دودھ پلانے والی کو ماں اور اس کی لڑکی کو شیر خوار کی بہن کہا گیا اسی طرح رضاعی ماں کا شوہر شیر خوار کا باپ ہے اور اس کا باپ اس کا دادا ہو گا۔ رضاعی ماں کی بہن شیر خوار کی خالہ ہو گی۔

اور رضاعی ماں کا ہر بچہ جو دودھ پلانے والی کے سوا اور کسی عورت سے ہو خواہ قبل شیر خوارگی کے پیدا ہوا ہو یا اس کے بعد وہ سب اس کے سوتیلے بھائی بہن ہیں اور دودھ پلانے والے کی ماں شیر خوار کی نانی اور اس کی بہن اس کی خالہ اور اس شوہر سے اس کے جو بچے پیدا ہوں وہ شیر خوار کی رضاعی بھائی بہن ہیں اور اس شوہر کے علاوہ دوسرے شوہر سے جو ہوں وہ اس کے سوتیلے بھائی بہن۔

کیونکہ حدیث میں صاف حکم آچکا کہ رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں اس لیے شیر خوار پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان کے نسبی و رضاعی اصول و فروع سب حرام ہیں۔

اب محرمات بالصہر کا بیان ہے۔ وہ تین ہیں

بیویوں کی مائیں بیویوں کی بیٹیاں یعنی ربیبہ وہ ہے جو پہلے خاوند سے یہ عورت لڑکی لائے اور بیٹوں کی بیویاں۔ بیویوں کی مائیں یعنی ساس محض عقد نکاح سے حرام ہو جاتی ہیں خواہ وہ بیویاں مدخولہ ہوں یا غیر مدخولہ یعنی ان سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔

اور لڑکی کا گود میں ہونا غالب حال کے لیے بیان ہوا ذکر حرمت کے لیے شرط۔ فَاِنْ لَّمْ تَکُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِھِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ کا مطلب یہ ہے کہ ان ربیبہ لڑکیوں کی ماؤں سے طلاق یا موت کے ذریعے سے قبل از صحبت اگر جدائی ہو گئی ہو تو ایسی صورت میں ان لڑکیوں سے نکاح جائز ہے اور حلائل ابنائکم میں اس امر کی تصریح ہے کہ حقیقی بیٹوں کی بیویاں تم پر حرام ہیں نہ کہ منہ بولے بیٹوں کی بیویاں جسے متبنی کہتے ہیں اور چونکہ نسلی طور پر یہ حرمت ہے تو رضاعی بیٹے کی بیوی بھی حرام ہو گی کیونکہ نسبی کے حکم میں داخل ہے اور پوتے پڑپوتے بیٹوں ہی میں داخل ہیں۔

marfat.com

جمع بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ تو حرام ہی ہے کہ نص صریح موجود ہے اور اگر جہاد میں دو بہنیں ایسی صورت میں آئیں کہ دونوں ایک ہی کے ملک ہوں تو ان سے وطی جائز نہ ہوگی اور حدیث شریف میں پھوپھی بھتیجی، خالہ بھانجی کا بھی نکاح میں جمع کرنا حرام فرمایا گیا اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ

نکاح میں ہر ایسی دو عورتوں کا جمع کرنا حرام ہے جن سے ایک کو مرد فرض کر لیا جائے تو دوسری اس کے لیے حلال نہ ہو جیسے پھوپھی بھتیجی کہ اگر پھوپھی کو مرد فرض کیا جائے تو وہ چچا بنا اور چچا پر بھتیجی حرام ہے اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کیا جائے تو دوسری پھوپھی ہوگی۔ تو پھوپھی اس پر حرام ہوگی گویا کہ حرمت دونوں طرف سے ہے۔

اگر یہ حرمت صرف ایک طرف ہو تو جمع حرام نہیں جیسے کہ عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی کہ ان دونوں کو جمع کرنا حلال ہے کیونکہ شوہر کی لڑکی کو مرد فرض کیا جائے تو اس کے لیے باپ کی بیوی تو حرام ہے مگر دوسری طرف سے یہ بات نہیں ہے یعنی شوہر کی بیوی کو اگر مرد فرض کیا جائے تو یہ اجنبی ہوگی اور کوئی رشتہ ہی نہ رہے گا۔

الحمد للہ چوتھا پارہ ختم ہو گیا۔ اور پانچواں پارہ شروع ہوا۔

اظہار تشکر

حضرت مولانا عبد الغنی عثمانی اور پروفیسر علامہ قاری مشتاق احمد صاحب ایم۔ اے کا فقیر بے حد ممنون ہے کہ انہوں نے تفسیر کی تصحیح میں تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے اور انکی خدمات کو قبول کرے۔ آمین

فقیر قادری امین الحسنات حنفی قادری

marfat.com

پارہ ۵

بامحاورہ ترجمہ — رکوع سورۃ نساء ۴

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُمْ ۖ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَأُحِلَّ لَكُم
مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم
مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُم
بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ
الْفَرِيضَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

اور حرام ہیں شوہر والیاں مگر کافروں کی عورتیں جن
پر تم جنگ میں قبضہ کر دیہ اللہ کا قانون ہے تم پر
اور حلال تمہیں اس کے سوا کہ اپنے مالوں کے عوض
تلاش کرو پاک دامن نہ بطور زناکاری تو جن عورتوں
کو نکاح میں لانا چاہو انہیں ان کے مہر مقررہ ادا کرو
اور انہیں کا دو مہر سے رضامندی لینے میں بعد
مقدار مقرر ہونے کے بے شک اللہ علم و حکمت
والا ہے۔

وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ
فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ
أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُم ۚ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۚ فَانكِحُوهُنَّ
بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ
مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ
أَخْدَانٍ ۚ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ
بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى
الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ
خَشِيَ الْعَنَتَ مِنكُمْ ۚ وَأَن تَصْبِرُوا
خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اور جو نہ طاقت رکھے آزاد عورت کو نکاح میں لانے
کی وہ نکاح کرے لونڈیوں سے جو مومنہ ہوگئی ہیں
کنیزیں ایمان والیاں اور اللہ جانتا ہے تمہارے
ایمان کو بعض تمہارے بعض سے ہیں تو نکاح کرو
ان سے ان کے مالکوں کی اجازت سے اور دو
مہران کا حسب دستور جو نیک ہیں نہ کہ آوارہ اور نہ
یار بنانے والیاں جب وہ قید میں آجائیں تو اگر برا
کام کریں تو ان پر آدھی سزا ہے اس سے جو آزاد کی
ہے سزا یہ اس کے لیے جسے تم میں سے زنا کا
اندیشہ ہو اور صبر کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے اور اللہ
بخشنے والا مہربان ہے۔

marfat.com

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	اَلْمُحْصَنٰتُ۔ خاوند والیاں		مِنَ النِّسَآءِ۔ عورتوں
میں سے	اِلَّا۔ مگر	مَا۔ جو	مَلَکَتْ۔ مالک ہوئے
اَیْمَانُکُمْ۔ تمہارے ہاتھ	کِتٰبَ۔ نوشتہ ہے	اللّٰہِ۔ اللہ کا	عَلَیْکُمْ۔ تم پر
وَ۔ اور	اُحِلَّ۔ حلال ہیں	لَکُمْ۔ تمہارے لیے	مَا۔ جو
وَرَآءَ۔ سوا	ذٰلِکُمْ۔ اس کے ہیں	اَنْ۔ یہ کہ	تَبْتَغُوْا۔ ڈھونڈو
بِاَمْوَالِکُمْ۔ اپنے مال سے	مُحْصِنِیْنَ۔ نیک چلن	غَیْرَ۔ نہ کہ	مُسٰفِحِیْنَ۔ شہوت رانی کو
فَمَا۔ تو جو	اسْتَمْتَعْتُمْ۔ نکاح کرو	بِہٖ۔ ان سے	مِنْھُنَّ۔ ان میں سے
فَاٰتُوْ۔ تو دو	ھُنَّ۔ ان کو	اُجُوْرَ۔ حق مہر	ھُنَّ۔ ان کے
فَرِیْضَۃً۔ مقرر شدہ	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں	جُنَاحَ۔ گناہ
عَلَیْکُمْ۔ تم پر	فِیْمَا۔ اس میں جو	تَرَاضَیْتُمْ۔ رضامند ہو	بِہٖ۔ اس پر
مِنْ بَعْدِ۔ بعد	الْفَرِیْضَۃِ۔ مقرر کر چکے	اِنَّ۔ بیشک	اللّٰہَ۔ اللہ
کَانَ۔ ہے	عَلِیْمًا۔ جاننے والا	حَکِیْمًا۔ حکمت والا	وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	لَمْ۔ نہ	یَسْتَطِعْ۔ طاقت رکھے	مِنْکُمْ۔ تم میں سے
طَوْلًا۔ فراخی کی	اَنْ۔ یہ کہ	یَنْکِحَ۔ نکاح کرے	الْمُحْصَنٰتِ۔ آزاد
الْمُؤْمِنٰتِ۔ مومنہ سے	فَمِنْ۔ تو ان سے	مَا۔ جو	مَلَکَتْ۔ مالک ہوئے
اَیْمَانُکُمْ۔ تمہارے ہاتھ	مِنْ فَتَیٰتِکُمُ۔ کنیزیں	الْمُؤْمِنٰتِ۔ مومنہ	وَ۔ اور
اللّٰہُ۔ اللہ	اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے	بِاِیْمَانِکُمْ۔ تمہارے ایمان	بَعْضُکُمْ۔ بعض تمہارا
مِّنْ بَعْضٍ۔ بعض سے ہے	فَانْکِحُوْ۔ تو نکاح کرو	ھُنَّ۔ ان سے	بِاِذْنِ۔ اجازت
اَھْلِھِنَّ۔ ان کے مالکوں سے	وَ۔ اور	اٰتُوْ۔ دو	ھُنَّ۔ ان کو
اُجُوْرَ۔ حق مہر	ھُنَّ۔ ان کے	بِالْمَعْرُوْفِ۔ دستور کے مطابق	مُحْصَنٰتٍ۔ پاک دامنوں کو
غَیْرَ۔ نہ کہ	مُسٰفِحٰتٍ۔ بدچلن	وَّ۔ اور	لَا۔ نہ
مُتَّخِذٰتِ۔ پکڑنے والیاں	اَخْدَانٍ۔ یاروں کو	فَاِذَآ۔ تو جب	اُحْصِنَّ۔ قبضہ میں آجائیں

marfat.com

فَاِنْ۔ تو اگر	اَتَيْنَ۔ آئیں	بِفَاحِشَةٍ۔ بیحیائی کی طرف	فَعَلَيْهِنَّ۔ تو ان پر
نِصْفُ۔ آدھا ہے	مَا۔ جو	عَلَى۔ اوپر	الْمُحْصَنٰتِ۔ آزاد عورتوں
کے ہے	مِنَ الْعَذَابِ۔ سزا سے	ذٰلِكَ۔ یہ	لِمَنْ۔ اس کے لیے ہے
خَشِيَ۔ جو ڈرے	الْعَنَتَ۔ زنا سے	مِنْكُمْ۔ تم میں سے	وَ۔ اور
اِنْ۔ اگر	تَصْبِرُوْا۔ صبر کرو تو	خَيْرٌ۔ بہتر ہے	لَكُمْ۔ تمہارے لیے
وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے۔

مختصر تفسیر اردو رکوع سورۃ نساء پ ۵

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ اور خاوندوں والی عورتیں۔

مُحْصَنٰتٌ۔ اِحْصَان سے ہے۔ اس کا مادہ حصن ہے۔ اس کے معنی حفاظت یا قلعہ ہے۔ اہل عرب کا مقولہ تھا تَحَصَّنَ زَيْدٌ۔ زید نے قلعہ میں پناہ لے لی پھر یہ لفظ ہر قسم کی حفاظت پر استعمال ہونے لگا چنانچہ زرہ کو حِصْنَہ کہتے ہیں۔ بدن کی حفاظت کرنے والا لباس۔

مُحْصَنٰتٌ۔ مُحْصَنَۃٌ کی جمع ہے یعنی وہ عورت جو باقاعدہ کسی کی بیوی ہو اور اس کا خاوند موجود ہو ان کے بعد استثناء کیا گیا۔

اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ تمہارے دائیں ہاتھ کی ملکیت۔

دائیں ہاتھ کی ملکیت سے مراد وہ غلام عورتیں ہیں جو جہاد میں گرفتار ہو کر بغیر اپنے شوہروں کے تمہارے ہاتھ آئیں وہ تمہارے لیے بعد استبراء رحم حلال ہیں۔ حاملہ ہو تو حمل کے بعد غیر حاملہ ہو تو ایک حیض گزر جانے کے بعد اگرچہ دار الحرب میں ان کے شوہر موجود ہوں۔ کیونکہ دین اور دیار کا اختلاف ان کے شوہروں سے جدائی کا موجب ہو گیا۔

شان نزول:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اوطاس میں جو فتح مکہ کے دن یا اس کے متصل ہوئی اسلامی لشکر بھیجا وہاں کے کفار مرعوبیت کی بیماری میں مبتلا ہو گئے اور پہاڑوں گھاٹیوں میں چھپ گئے۔ ان کی بہت سی عورتیں گرفتار ہو کر مسلمانوں کے پاس آئیں۔

مجاہدین اسلام نے خیال کیا کہ ان کے خاوند زندہ ہیں اور انہوں نے ان کو طلاق بھی نہیں دی اس

marfat.com

لیے ان سے صحبت حرام ہوگی۔ ان مجاہدین نے بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر دریافت کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور لونڈیوں کے ساتھ جماع کی اجازت دی گئی کیونکہ لونڈی بعض احکام میں مثل جانور کے مانی گئی ہے اسی لیے ما فرمایا جو غیر عاقلوں کے لیے آتا ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ جب ہوگا کہ صرف عورتیں ہی قید ہو کر آئیں خاوند نہ آئیں۔

اس کے بعد حلال عورتوں کے لیے کلیۃً حکم ہوا اور ارشاد ہوا۔

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ۔ اور حلال ہیں تم پر ان کے ماسوا جن کا ذکر ہو گیا۔ اور یہ حلت نکاح اور ملک یمین دونوں پر حاوی ہے۔

اُحِلَّ۔ کا مادہ حل ہے اس کے معنی کھلنا کیونکہ جائز چیز سے پابندی دور کر دی جاتی ہے اسی لیے اسے حلال کہتے ہیں۔ اس سے چند مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

(۱) نکاح میں مہر ضروری ہے۔ اس لیے کہ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ فرمایا گیا جس کے معنی یہ ہوئے ہیں کہ اپنے مال کے عوض تلاش کرو اور اگر مہر معین نہ کیا ہو جب بھی مہر واجب ہے

(۲) مہر مال سے ہی ہوتا ہے نہ کہ خدمت سے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ۔ مطلب یہ ہے کہ میں ان دو لڑکیوں میں سے ایک تمہارے نکاح میں دے دوں اس مہر پر کہ آٹھ سال تک تم میری خدمت کرو اور اگر دس سال پورے کر دو تو یہ تمہارا احسان ہے۔ شریعت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں شریعت موسوی منسوخ ہو گئی اور خدمت سے مہر پورا تسلیم نہ کیا جائے بلکہ مہر کے لیے مال کا ہونا شرط ہے۔

(۳) اتنا قلیل مہر جسے مال نہ کہا جائے مہر نہیں بن سکتا۔ حضرت علی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مہر کی ادنیٰ مقدار دس درہم ہیں ایک درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے اس حساب سے ۲/۱ ۳۵ ماشہ چاندی کی قیمت نکالا جائے گا مہر اس سے زیادہ جتنا بھی مقرر ہو جائز ہے۔

اور ساڑھے تین روپیہ مہر شرعی کا محض غلط ہے پیغمبر یا شاہان سلف کے مہر کا ایک تعین ہے شرعی کہنا صحیح نہیں آگے ارشاد ہے۔

مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ۔ نیک چلن نہ کہ شہوت رانی کے لیے۔

مُحْصِنِیْنَ۔ احصان سے بنا اس کے معنی ہیں نگہبانی یعنی نفس کو ان چیزوں سے محفوظ رکھنا

marfat.com

جو لعنت کا موجب ہے۔

مُسَافِحِيْنَ۔ سَفْحٌ سے بنا اس کے معنی بہانا۔ اصطلاح میں سفاح کے معنی زنا کے ہیں کیونکہ زانی صرف مادہ بہاتا ہے۔ نسل یا اولاد کا مقصد نہیں ہوتا اس لیے زنا کو سفاح کہتے ہیں۔

اس سے حرام کاری مراد ہے اور اس تعبیر میں تنبیہ ہے کہ زانی محض شہوت رانی کرتا ہے اور اس کا یہ فعل قبیح غرض صحیح اور مقصد حسن سے خالی ہے اسے نہ اولاد حاصل کرنا نہ نسل و نسب محفوظ رکھنا نہ اپنے نفس کو حرام سے بچانا منظور ہے وہ اپنے نطفہ و مال کو ضائع کر کے دین و دنیا میں خسارے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں کرتا آگے مہر معین میں سے تراضی طرفین واپس لینے کی اجازت دی گئی چنانچہ فرمایا۔

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔ تو جن عورتوں سے نکاح کرو ان کے مقررہ مہر انہیں دو اور مقرر ہو جانے کے بعد اگر تمہارے آپس میں رضامندی ہو جائے تو اس میں گناہ نہیں بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے۔

اسْتَمْتَعْتُمْ۔ اِسْتِمْتَاع مصدر ہے اس کے معنی حاصل کرنا ہے۔

اُجُوْرَهُنَّ۔ ان کے حقوق۔ اجور کا واحد اجر ہے اس کے معنی بدلہ اس سے مہر مراد ہے۔ نکاح کے بعد اگر خلوت صحیحہ ہو جائے تو شوہر پورا مہر ادا کرے گا اور اگر صرف نکاح ہوا اور رخصتی نہ ہوئی نہ خلوت ہوا تو اس صورت میں مہر نصف ہوگا۔

اس میں اجازت ہے کہ عورت اگر مہر مقررہ میں سے کچھ کم کر دے یا بالکل بخش دے اسی طرح مرد مقررہ مہر کی مقدار زیادہ کر دے دونوں جائز ہیں۔

اس کے بعد کنیزیں جو جہاد میں آئیں ان کا حکم ہے اور کم استطاعت لوگوں کے لیے ایک آسانی کا پہلو بتایا گیا۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

اور جو تم میں استطاعت نہ رکھے نکاح کی آزاد عورتوں ایمان والیوں سے تو ان سے نکاح کرے جو تمہاری

marfat.com

ملک ہیں ایمان والیاں کنیزیں اور اللہ تمہارے ایمان خوب جانتا ہے تم میں ایک دوسرے کی تو ان سے نکاح
کرو ان کے مالکوں کی اجازت سے اور حسب دستور ان کے مہر انہیں دو پاک دامنی سے نہ زنا کرتی اور نہ
یار بنانے والیاں جب وہ قید میں آجائیں پھر برا کام کریں تو ان پر اس سزا کی آدھی ہے جو آزاد عورتوں پر ہے یہ اس
کے لیے جسے تم میں سے زنا کا اندیشہ ہے اور صبر کرنا تمہارے لیے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یَسْتَطِعْ ۔ اِسْتِطَاعَت سے بنا اس کے معنی طاقت رکھنا۔

مِنْکُمْ میں خطاب تمام مسلمانوں سے ہے

طَوْلًا ۔ طَوْل سے بنا اس کے معنی لمبائی و درازی ۔ دراز آدمی کو طویل کہتے ہیں اور لمبے قد کو طویل یہاں قدرت کے معنی ہیں

یَنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ ۔ نکاح کے لغوی معنی ملنا ہے۔ یہاں صحبت کے معنی ہیں

چونکہ مسلمان کا اپنی کنیز سے نکاح نہیں ہوتا وہ بغیر نکاح مولیٰ کے لیے حلال ہے۔ آیۂ کریمہ میں اس امر کو واضح فرمایا ہر شخص حرہ مومنہ سے نکاح کی مقدرت و وسعت نہیں رکھتا اسے چاہیے کہ ایماندار کنیز کسی سے نکاح کر لے اور عار کی بات نہیں لیکن چونکہ وہ کسی کی کنیز ہے اس لیے اس کے مولیٰ سے اس نکاح کی اجازت حاصل کر لینا چاہیے

اس سے چند مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

(۱) اس آیت میں اگرچہ نہیں مگر پہلی آیت میں وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ سے حرام نکاح بیان کر دیے گئے اس کے ماسوا سب حلال ہیں۔

(۲) کتابیہ باندی سے بھی نکاح جائز ہے اور مومنہ سے افضل۔

(۳) وہ باندی جو جہاد میں ملک یمین کی بنے وہ مالک کی اپنی لونڈی ہے تو بلا نکاح اس کو اگر دوسرے کو دے تو اس کا اہلیہ بنانا جائز ہے۔

(۴) اور بلا اذن اہلیہ باندی کو باختیار خود نکاح کا حق نہیں یہی حکم غلام کے لیے ہے کہ وہ بھی نکاح کرے تو بہ اجازت اپنے مولیٰ کے کر سکتا ہے۔

(۵) مہر کے مالک اگرچہ کنیز کے مولیٰ ہوتے ہیں لیکن وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ سے یہ بالکل وضاحت سے واضح ہوتا ہے کہ مہر دینا کنیز کو ہی چاہیے اور کنیز کو دینا مولیٰ ہی کو دینا ہے اس لیے کہ وہ خود اور جو کچھ اس کے قبضہ میں ہے سب اس کے مولیٰ کی ملک ہے۔

مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۔ یہ نیک چلنی کی صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ لونڈیاں خفیہ کسی طرح بدکاری نہ کرنے والی ہوں اور اگر وہ بدکاری کر بیٹھیں تو ان کی سزا آزاد عورتوں سے آدھی ہے تو جو آزاد عورتوں کے لیے سورۂ نور میں سو کوڑے ہیں تو اس کے آدھے پچاس درے ہوں گے اور باندیوں کے لیے چونکہ رجم ممکن نہیں ہے اس لیے یہاں

marfat.com

سزا کی تخفیف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور باندی سے نکاح کی اجازت اس لیے ہے کہ کہیں زنا کی طرف ہی میلان نہ ہو جائے۔

کنیز اور لونڈیوں سے نکاح کی اجازت دے کر اسلام نے ایک طرف تو بدکاری کا سدباب کیا۔ لونڈیوں سے نکاح کے لیے مندرجہ شرائط قرار دیے۔

(۱) ان کے مالکوں سے اجازت حاصل کی جائے۔ (۲) مہر ادا کیا جائے (۳) لونڈیاں نیکوکاری پاک دامنی کو پسند کرنے والی ہوں (۴) شہوت رستی میں مبتلا نہ ہوں (۵) آوارہ نہ ہوں۔

اور اگر صبر کریں تو ان کے لیے بہتر ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ باندی سے جو اولاد ہو گی وہ حر نہیں کہلائے گی بلکہ مملوک کہلائے گی اس بنا پر مملوک حاصل کرنے کے بجائے صبر بہتر ہے۔

وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ۔ اے لوگو اگر تم صبر کرو چاہے شہوت کا غلبہ کتنا ہو مگر لونڈیوں سے نکاح نہ کرو کیونکہ لونڈیوں سے نکاح میں جو اولاد ہو گی وہ غلام ہو گی اور اپنی اولاد کو غلام بنانا کوئی پسند نہ کرے گا۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور اللہ بخشنے والا رحم والا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ نساء پ۵

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۝

اللہ چاہتا ہے تمہارے لیے ظاہر فرما دے اپنے احکام اور تمہیں ہدایت کرتا پہلوں کی روش بتا کر اور رجوع کرتا تم پر اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا۝

اور اللہ چاہتا ہے یہ کہ رجوع فرمائے تم پر تو یہ قبول کر کے اور چاہتے ہیں وہ جو اپنی خواہشات کے تبع ہیں یہ کہ تم پلٹ جاؤ زبردست پلٹنا۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۝

اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے اور آدمی پیدا کیا گیا ہے ضعیف۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ

اے ایمان والو نہ کھاؤ اپنے مال دوسرے کے مال میں ناحق مگر یہ کہ ہو تجارت دونوں کی رضا سے تم میں

marfat.com

تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۚ اِنَّ
اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ
نُصْلِيْهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرًا ۝
اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ
عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا
كَرِيْمًا ۝
وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ
عَلٰى بَعْضٍ ۚ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۚ وَ
لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ
فَضْلِهٖ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ
وَالْاَقْرَبُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ
فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝

اور نہ ہلاک کرو اپنی جانیں بے شک اللہ ہی تم پر مہربان ہے۔

اور جو کرے ایسا زیادتی اور ظلم سے تو عنقریب ہم اسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ پر بہت ہی آسان ہے۔

اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں داخل کریں گے عزت کی جگہ۔

اور نہ آرزو کرو اس کی جس سے اللہ نے تم میں ایک دوسرے کو افضل کیا مردوں کے لیے حصہ ہے ان کے عمل کا اور عورتوں کے لیے حصہ ہے ان کے عمل کا اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اور ہر ایک کے لیے کیا ہے ہم نے مستحق جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور وہ جن سے بندھا گیا عہد قسم سے انہیں دو ان کا حصہ بے شک اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔

لفظی ترجمہ

یُرِیْدُ۔ چاہتا ہے	اللّٰہُ۔ اللہ	لِیُبَیِّنَ۔ کہ ظاہر کرے	لَکُمْ۔ تمہارے لیے
وَ۔ اور	یَھْدِیَکُمْ۔ دکھائے تم کو	سُنَنَ۔ طریقے	الَّذِیْنَ۔ ان کا
مِنْ قَبْلِکُمْ۔ جو تم سے پہلے تھے		وَ۔ اور	یَتُوْبَ۔ رجوع کرے
عَلَیْکُمْ۔ تم پر	وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ	عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔ علم والا حکمت
والا ہے	وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ	یُرِیْدُ۔ چاہتا ہے۔

marfat.com

اَنْ ۔ یہ کہ	یَتُوْبَ ۔ رجوع کرے	عَلَیْکُمْ ۔ تم پر	وَ ۔ اور
یُرِیْدُ ۔ چاہتے ہیں	الَّذِیْنَ ۔ وہ جو	یَتَّبِعُوْنَ ۔ پیروی کرتے ہیں	الشَّھَوٰتِ ۔ خواہشوں کی
اَنْ ۔ یہ کہ	تَمِیْلُوْا ۔ جھکو تم	مَیْلًا ۔ جھکنا	عَظِیْمًا ۔ بہت
یُرِیْدُ ۔ چاہتا ہے	اللّٰہُ ۔ اللہ	اَنْ ۔ یہ کہ	یُّخَفِّفَ ۔ ہلکا کرے
عَنْکُمْ ۔ تم سے	وَ ۔ اور	خُلِقَ ۔ پیدا کیا گیا	الْاِنْسَانُ ۔ انسان
ضَعِیْفًا ۔ کمزور	یٰاَیُّھَا ۔ اے	الَّذِیْنَ ۔ لوگو جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے ہو
لَا ۔ نہ	تَاْکُلُوْا ۔ کھاؤ	اَمْوَالَکُمْ ۔ اپنے مال	بَیْنَکُمْ ۔ آپس میں
بِالْبَاطِلِ ۔ ناحق	اِلَّا ۔ مگر	اَنْ ۔ یہ کہ	تَکُوْنَ ۔ ہو
تِجَارَۃً ۔ تجارت	عَنْ تَرَاضٍ ۔ رضامندی سے		مِّنْکُمْ ۔ تم میں
وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	تَقْتُلُوْا ۔ ہلاک کرو	اَنْفُسَکُمْ ۔ اپنی جانوں کو
اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰہَ ۔ اللہ	کَانَ ۔ ہے	بِکُمْ ۔ تم پر
رَحِیْمًا ۔ مہربان	وَ ۔ اور	مَنْ ۔ جو	یَّفْعَلْ ۔ کرے
ذٰلِکَ ۔ ایسا	عُدْوَانًا ۔ زیادتی	وَّ ۔ اور	ظُلْمًا ۔ ظلم سے
فَسَوْفَ ۔ تو جلدی	نُصْلِیْہِ ۔ داخل کریں گے ہم اسے		نَارًا ۔ آگ میں
وَ ۔ اور	کَانَ ۔ ہے	ذٰلِکَ ۔ یہ	عَلَی ۔ اوپر
اللّٰہِ ۔ اللہ کے	یَسِیْرًا ۔ آسان	اِنْ ۔ اگر	تَجْتَنِبُوْا ۔ پرہیز کرو تم
کَبَآئِرَ ۔ بڑے گناہوں سے	مَا ۔ جو	تُنْھَوْنَ ۔ روکے گئے ہو تم	عَنْہُ ۔ اس سے
نُکَفِّرْ ۔ دور کردیں گے ہم	عَنْکُمْ ۔ تم سے	سَیِّاٰتِکُمْ ۔ تمہاری برائیاں	وَ ۔ اور
نُدْخِلْکُمْ ۔ داخل کریں گے ہم تم کو		مُّدْخَلًا ۔ جگہ	کَرِیْمًا ۔ اچھی میں
وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	تَتَمَنَّوْا ۔ آرزو کرو	مَا ۔ اس کی جو
فَضَّلَ ۔ بزرگی دی	اللّٰہُ ۔ اللہ نے	بِہٖ ۔ اس سے	بَعْضَکُمْ ۔ بعض کو
عَلٰی ۔ اوپر	بَعْضٍ ۔ بعض کے	لِلرِّجَالِ ۔ مردوں کیلئے	نَصِیْبٌ ۔ حصہ ہے
مِّمَّا ۔ اس سے جو	اکْتَسَبُوْا ۔ کمائیں وہ	وَ ۔ اور	لِلنِّسَآءِ ۔ عورتوں کے لیے
نَصِیْبٌ ۔ حصہ ہے	مِّمَّا ۔ اس سے جو	اکْتَسَبْنَ ۔ وہ کمائیں	وَ ۔ اور
اسْئَلُوا ۔ مانگو	اللّٰہَ ۔ اللہ سے	مِنْ فَضْلِہٖ ۔ اس کے فضل سے	

marfat.com

اِنَّ ۔ بے شک	اللّٰہ کَانَ ۔ اللہ ہے	بِکُلِّ ۔ ہر	شَیْءٍ ۔ چیز کو
عَلِیْمًا ۔ جاننے والا	وَ ۔ اور	لِکُلٍّ ۔ ہر ایک کیلئے	جَعَلْنَا ۔ بنائے ہم نے
مَوَالِیَ ۔ حقدار	مِمَّا ۔ اس سے جو	تَرَکَ ۔ چھوڑ جائیں	اَلْوَالِدَانِ ۔ ماں باپ
وَ ۔ اور	اَلْاَقْرَبُوْنَ ۔ رشتہ دار قریبی		وَ ۔ اور
الَّذِیْنَ ۔ وہ جن سے	عَقَدَتْ ۔ عہد ہوا	اَیْمَانُکُمْ ۔ قسموں سے	فَاٰتُوْا ۔ تو دو
هُمْ ۔ ان کو	نَصِیْبَهُمْ ۔ ان کا حصہ	اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰہَ ۔ اللہ
کَانَ ۔ ہے	عَلٰی ۔ اوپر	کُلِّ ۔ ہر	شَیْءٍ ۔ چیز کے
شَہِیْدًا ۔ نگران۔			

مختصر تفسیر پانچواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ وَیَهْدِیَکُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَیَتُوْبَ عَلَیْکُمْ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝ وَاللّٰہُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْکُمْ وَیُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا ۝ یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا ۝

اللہ چاہتا ہے کہ ظاہر کرے تمہارے لیے احکام اپنے اور بتادے تمہیں ان کی روشیں جو تم سے پہلے تھے اور رجوع فرمائے تم پر اپنی رحمت سے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائے اور چاہتے ہیں وہ جو اپنی خواہشات کے پیرو ہیں کہ تم کو پلٹ دیں سیدھے راستے سے بہت زبردست اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف فرمائے اور آدمی کمزور بنایا گیا ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا کہ اللہ کی مرضی یہ ہے کہ احکام واضح کرے اور انبیاء و صالحین جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کی روشوں سے مطلع کرے اور جو خواہشات کے پیرو ہیں وہ تمہیں حرام میں مبتلا کر کے گمراہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ تم ان کی طرح خراب ہو جاؤ لیکن اللہ تعالے اپنے احکام تم پر بعض امتوں سے ہلکے کر فرمانا چاہتا ہے۔ اس لیے کہ انسان ضعیف البنیان ہے اس کو عورتوں سے صبر مشکل ہے۔

حدیث میں ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں بھلائی نہیں اور ان کی طرف سے صبر بھی نہیں نیکوں پر وہ غالب آتی ہیں اور بدان پر غالب آتا ہے۔

انسانی زندگی کے اہم مسئلے مثلاً رشتہ ازدواج وغیرہ کے احکام ارشاد فرمائے مثلاً زنا کی مذمت اور

تو بہ۔ عورتوں کے احکام۔ محرمات کا ذکر۔ نکاح کا مہر۔
انسان کو اپنی کمزوریوں کے باعث ان احکام کی اطاعت ناگوار ہوتی ہے اس لیے ان احکام پر زور دیا گیا۔

شان نزول

یہود اپنی علاتی بہنوں اور بھتیجیوں۔ بھانجیوں سے نکاح جائز سمجھتے تھے اسلام نے ان عورتوں کو حرام کیا تو یہود نے کہا کہ اسلام نے خالہ، پھوپھی کو حرام کیا ہے لیکن ان کی بیٹیاں حلال ہیں۔ ایسے ہی وہ بھائی بہن حرام ہیں ان کی بیٹیاں حلال ہونی چاہیئے تھیں۔ اس کا رد فرمایا گیا کیونکہ یہ حکم توریت میں نہ تھا بلکہ یہ محض ان کی نفسانی خواہشات تھیں اس لیے فرمایا کہ یہ خواہشات کی اتباع کرتے ہیں۔

اس کے بعد غیر کے مال کو اپنے مال میں ملا کر کھانے کی ممانعت اور بہ تراضی طرفین تجارت میں شراکت کی اجازت کا قانون ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقہ سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ تجارت رضامندی سے ہو اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا میں ایمان والوں کو مکرر خطاب فرمایا گیا کیونکہ ایمان سے ایمان مقدم ہے

لَا تَأْكُلُوا۔ حرام مال کا استعمال مطلقاً حرام ہے ہر قسم کے حرام مال سے بچو کیونکہ حرام مال میں برکت نہیں ہوتی وہ جلد فنا ہو جاتا ہے اس لیے کہ وہ باطل ہے۔

آپس میں مال بطریقہ حرام کھانا یہی ہے کہ جوا کھیل کر ہارنا جیتنا چوری خیانت غصب سود یہ سب ناحق اور باطل ہیں اس آیت میں سب کی ممانعت کی گئی اور تجارت کا استثناء کر دیا اس لیے کہ وہ حلال ہے۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیع وہی ہے جو آپس میں رضامندی سے ہو۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ تجارت کا قصد کرو کیونکہ تجارت زبان اور ہاتھ سے لین دین کا نام ہے۔ اور

لَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ میں دنیا اور آخرت کی ہلاکت اور مسلمان کا مسلمان کو قتل کرنا، خودکشی اتباع نفس میں حرام کا ارتکاب پھر کبائر گناہ سے اجتناب کا حکم دے کر صغائر کی معافی کی بشارت دی گئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو پہاڑ سے گر کر اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں گرتا رہے گا اور اگر کسی ہتھیار

marfat.com

سے ہلاک کرے تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو وہ دوزخ میں ہمیشہ مارتا رہے گا (مسلم)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ پہلی امت میں ایک شخص کا عضو زخمی ہو گیا اس نے گھبرا کر چھری نکال کر اپنا ہاتھ کاٹ لیا اس سے خون رکا نہیں یہاں تک کہ مر گیا۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ اس بندے نے اپنے آپ کو ہلاک کرنے میں جلدی کی میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا۔

بعض نے کہا کہ اس آیت کے معنی ناجائز طریقے سے مال کھا کر اپنی جانوں کو ہلاک کرنا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمۡ رَحِیۡمًا۔ اس نے اپنی نہایت رحمت سے تم کو اچھی باتوں کا حکم کیا اور بری باتوں سے منع فرمایا۔ ندامت و استغفار کو تمہارے لیے توبہ قرار دیا۔

وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ عُدۡوَانًا وَّظُلۡمًا فَسَوۡفَ نُصۡلِیۡہِ نَارًا ؕ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرًا ۔ اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا کَبَآئِرَ مَا تُنۡہَوۡنَ عَنۡہُ نُکَفِّرۡ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ وَنُدۡخِلۡکُمۡ مُّدۡخَلًا کَرِیۡمًا۔

اور جو ظلم اور زیادتی سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اسے آگ میں پہنچائیں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔ اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ۔ جو کرے گا نا حق غیر کے مال کو کھانے کا یا بے قصور مارنے کا

عُدۡوَانًا۔ بوجہ زیادتی کے۔

وَّظُلۡمًا۔ اور ظلم سے۔

فَسَوۡفَ نُصۡلِیۡہِ۔ اس کو ہم داخل کریں گے دوزخ کی آگ میں۔ چونکہ اس قسم کے لوگ مرتے ہی شکار عذاب ہوتے ہیں اس لیے سَوۡفَ ارشاد فرمایا۔

وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرًا۔ آگ میں داخل کرنا اللہ پر آسان ہے یا اس کا کوئی مخالف نہیں ہو سکتا یا حیلہ جو لوگوں کے حق میں وعید ہے۔

اس کے بعد حسد و بغض و کینہ سے اجتناب رہنے کا حکم ہوا کیونکہ یہ اصل فساد ہے۔

اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا کَبَآئِرَ مَا تُنۡہَوۡنَ عَنۡہُ۔ اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے بچو گے

تَجۡتَنِبُوۡا۔ کا مادہ جنب ہے۔ اس کے معنی پرہیز کرنا۔ گریز کرنا جنب پہلو کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں بچنے پرہیز کرنے کو کہتے ہیں۔ کبائر کبیرہ کی جمع ہے جس گناہ پر دنیا میں سزا یا آخرت میں عذاب ہو وہ گناہ کبیرہ ہے اس کے برعکس معمولی لغزشوں کو صغیرہ کہتے ہیں۔

حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جس گناہ کے عذاب کو اللہ تعالیٰ نے آگ یا

marfat.com

حصر یا لعنت یا عذاب کے ساتھ تمام کیا وہ کبیرہ گناہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں ان سے بچو۔ صحابہ نے عرض کی وہ کیا ہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا جادو کرنا قتل کرنا۔ سود کھانا۔ یتیم کا مال کھانا۔ جہاد میں پیٹھ موڑ کر آنا۔ ایماندار پاک دامن عورت پر تہمت لگانا (بخاری)

نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ۔ نُكَفِّرْ۔ تَكْفِيْرٌ سے بنا اس کے معنی چھپانا۔ مٹانا۔

سَيِّاٰت۔ سَيِّئَةٌ کی جمع ہے۔ ناپسند چیز یہاں گناہ صغیرہ مراد ہے۔

مُدْخَلًا كَرِيْمًا۔ کریم سے مراد اعلیٰ عزت والی۔ ہم تمہارے گناہ صغیرہ مٹا دیں گے۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا۔ اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی مردوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا اصطلاح میں آرزو کرنے کو تمنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر کسی کو کسی بات میں برتری و فضیلت عطا فرمائے اور اسے اس میں ممتاز کر دے تو اس کی ہوس نہ کرو حرص و حسد اللہ کو پسند نہیں۔

کسی کی عزت و ترقی پر جلنا خواہ دنیا کی جہت سے ہو یا دین کی جس سے آپس میں حسد و بغض پیدا ہو یہ ممنوع ہے اور کسی کی ترقی دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ جو اللہ نے اسے دیا ہے سلامت رہے اور مجھے بھی ایسا ہی دے خواہ وہ دنیا کی جہت سے ہو یا دین کے وہ غبطہ کہلاتا ہے یہ منع نہیں بلکہ بری صفت حسد ہے جس میں حاسد اپنے لیے وہ نعمت چاہتا ہے جو دوسرے میں دیکھے اور اس سے اس کے زوال کا متمنی ہوتا ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب آیہ کریمہ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ نازل ہوئی۔ تو مردوں نے کہا ہمیں امید ہے کہ آخرت میں ثواب بھی عورتوں سے دگنا ملے گا تو عورتوں نے کہا ہمیں امید ہے کہ گناہ کا عذاب ہمیں مردوں سے آدھا ہوگا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا۔ الی آخرہ۔

شان نزول: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر ہم بھی مرد ہوتے تو جہاد کرتے اور مردوں کی طرح ثواب پاتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور عورتوں کو تسلی دی گئی اور فرمایا عورتیں اپنے شوہروں کی اطاعت اور پاک دامنی سے اتنا ثواب حاصل کرتی ہیں۔

marfat.com

إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا بے شک ہر چیز کو جانتا ہے۔

اس کے بعد والدین کے ترکہ کا حکم نافذ ہوا چنانچہ ارشاد ہوا۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ ط وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۵ اور ہر ایک کے لیے ہم نے کیے ہیں حقدار جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا انہیں ان کا حصہ دو بے شک اللہ تعالے ہر چیز پر حاضر ہے۔

جَعَلْنَا۔ جَعْل سے مشتق ہے اس کے معنی بنانا۔ پیدا کرنا۔

مَوَالِيَ۔ مولیٰ کی جمع ہے اس کے معنی قریب ہیں یعنے ہم نے ہر مسلمان یا ہر مال یا ہر قوم یا ترکہ کے لیے وارث مقرر فرمائے جو اس کے وارث ہوتے ہیں۔

مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ۔ مبتدا محذوف کی صفت ہے تو اس کی تقدیر یوں ہوئی۔

بِكُلِّ جَمَاعَةٍ مِّنْ وَرَثَةٍ جَعَلْنَا هُمْ مَوَالِيَ يَرِثُوْنَ حَظَّهُمْ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ۔ ہر ایک وارثوں کی جماعت کے لیے جس کو ہم نے اس کا وارث ٹھہرایا جو اپنے ماں باپ اور قرابت والوں کے ترکہ سے حصہ لیتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ اس سے عقد موالات مراد ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مجہول النسب شخص دوسرے سے کہے کہ تو میرا مولیٰ ہے میں مر جاؤں تو تو میرا اس کا وارث ہوگا اور میں اگر کوئی جنایت کروں تو تجھے دیت دینی ہوگی اور دونوں میں یہ معاہدہ ہو جائے تو ایسے عقد صحیح کہا جاتا ہے اور قبول کرنے والا وارث بن جاتا ہے اور اس پر بصورت جنایت دیت بھی آجاتی ہے اس کو صحیح قرار دے کر اس کا حکم فرمایا۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ نساء پ ۵

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ط فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ط وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ

مرد افسر ہیں عورتوں پر اس وجہ کہ اللہ نے فضیلت دی ہے بعض کو بعض پر اور اس وجہ میں کہ خرچ کرتے ہیں وہ اپنے مال تو نیک عورتیں ادب والیاں ہیں حفاظت کرنے والیاں خاوندوں کی پس غیب جیسا

marfat.com

نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ۝

کہ اللہ نے انہیں حفاظت کا حکم دیا اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ شب گزارو اور انہیں مارو تو اگر وہ پیرو ہو جائیں تو ان پر زیادتی کی راہ تلاش کرو بے شک اللہ بلند بڑا ہے۔

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ۝

اور اگر تمہیں دونوں میں جھگڑے کا خوف ہو تو ایک حکم مردوالوں کی طرف سے بھیجو اور ایک حکم عورت کی طرف سے اگر ارادہ کریں دونوں صلح کا تو اللہ ان میں میل کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا اور خبردار ہے۔

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ۝

اور پوجو اللہ کو اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤ قطعًا اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریب کے ہمسایوں اور دور کے ہمسایوں اور ان کے ہمسایوں اور مسافروں اور باندی غلاموں کے ساتھ بے شک اللہ نہیں پسند کرتا اسے جو ہو بڑائی مارنے والا اترانے والا۔

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝

جو آپ بخل کریں اور لوگوں کو بخل کرنے کا حکم کرے اور چھپائے اسے جو دیا ہے اللہ نے اپنے فضل سے اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۝

اور وہ لوگ جو خرچ کریں اپنا مال دکھاوے کو اور نہ ایمان لائیں اللہ پر اور نہ قیامت کے دن پر اور جس کا مصاحب شیطان ہوا تو وہ بہت ہی برا مصاحب ہے۔

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

اور کیا نقصان ان پر بوجھ اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور

marfat.com

الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ
بِهِمْ عَلِيمًا ﴿٣٩﴾
إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ
حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ
أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾
فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ
وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٤١﴾
يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا
الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ ۖ وَلَا
يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا ﴿٤٢﴾

قیامت پر اور خرچ کرتے اللہ کے دیے ہوئے سے اور اللہ انہیں جانتا ہے۔

بے شک اللہ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو دوچند کرتا ہے اور دیتا ہے اپنی طرف سے بڑا ثواب۔

تو کیسی ہوگی جب ہم لائیں ہر امت سے ایک گواہ اور (اے محبوب) تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کاش انہیں مٹی میں ملا کر برابر کر دیا جاتا اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات۔

لفظی ترجمہ

اَلرِّجَالُ۔ مرد	قَوّٰمُوْنَ۔ افسر ہیں	عَلَی۔ اوپر	النِّسَآءِ۔ عورتوں کے
بِمَا۔ اس وجہ سے کہ	فَضَّلَ۔ بزرگی دی	اللّٰهُ۔ اللہ نے	بَعْضَهُمْ۔ ایک کو
عَلٰی۔ اوپر	بَعْضٍ۔ بعض کے	وَ۔ اور	بِمَا۔ اس لیے کہ
اَنْفَقُوْا۔ خرچ کرتے ہیں	مِنْ اَمْوَالِهِمْ۔ اپنے مالوں سے		فَالصّٰلِحٰتُ۔ تو نیک بخت عورتیں
قٰنِتٰتٌ۔ ادب والیاں	حٰفِظٰتٌ۔ حفاظت کرنے والیاں		لِّلْغَيْبِ۔ غائبانہ
بِمَا۔ جیسی کہ	حَفِظَ۔ حفاظت کرائی	اللّٰهُ۔ اللہ نے	وَ۔ اور
الّٰتِیْ۔ وہ عورتیں	تَخَافُوْنَ۔ کہ تم ڈرو	نُشُوْزَ۔ نافرمانی	هُنَّ۔ ان کی سے
فَعِظُوْ۔ تو نصیحت کرو	هُنَّ۔ ان کو	وَ۔ اور	اهْجُرُوْ۔ علیحدہ رکھو
هُنَّ۔ ان کو	فِی۔ بیچ	الْمَضَاجِعِ۔ بستروں کے	وَ۔ اور
اضْرِبُوْ۔ مارو	هُنَّ۔ ان کو	فَاِنْ۔ تو اگر	اَطَعْنَكُمْ۔ کہا مانیں تمہارا
فَلَا۔ تو نہ	تَبْغُوْا۔ ڈھونڈو	عَلَيْهِنَّ۔ ان پر	سَبِيْلًا۔ کوئی راستہ

marfat.com

اِنَّ۔ بے شک	اللّٰہَ۔ اللہ	کَانَ۔ ہے	عَلِیًّا۔ بلند
کَبِیْرًا۔ بڑا	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	خِفْتُمْ۔ تم ڈرو
شِقَاقَ۔ بے اتفاقی	بَیْنِھِمَا۔ ان کی سے	فَابْعَثُوْا۔ تو مقرر کرو	حَکَمًا۔ ایک پنچ
مِنْ اَھْلِہٖ۔ مرد کے رشتہ داروں سے		وَ۔ اور	حَکَمًا۔ ایک پنچ
مِنْ اَھْلِھَا۔ عورت کے رشتہ داروں سے		اِنْ۔ اگر	یُّرِیْدَا۔ ارادہ کریں وہ
اِصْلَاحًا۔ درستی کا	یُّوَفِّقِ۔ تو اتفاق ڈالے گا	اللّٰہُ۔ اللہ	بَیْنَھُمَا۔ انکے درمیان
اِنَّ۔ بیشک	اللّٰہَ۔ اللہ	کَانَ۔ ہے	عَلِیْمًا۔ جاننے والا
خَبِیْرًا۔ خبردار	وَ۔ اور	اعْبُدُوا۔ عبادت کرو	اللّٰہَ۔ اللہ کی
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُشْرِکُوْا۔ شریک ٹھہراؤ	بِہٖ۔ اس کا
شَیْئًا۔ کسی کو	وَ۔ اور	بِالْوَالِدَیْنِ۔ ماں باپ کے ساتھ	
اِحْسَانًا۔ احسان کرنا	وَ۔ اور	بِذِی الْقُرْبٰی۔ قرابت والوں سے	
وَ۔ اور	الْیَتٰمٰی۔ یتیموں	وَ۔ اور	الْمَسٰکِیْنِ۔ مسکینوں
وَ۔ اور	الْجَارِ۔ ہمسائے	ذِی الْقُرْبٰی۔ قریب والے سے	
وَ۔ اور	الْجَارِ۔ ہمسائے	الْجُنُبِ۔ دور کے سے	وَ۔ اور
الصَّاحِبِ۔ ساتھی	بِالْجَنْبِ۔ لگے پاس کے	وَ۔ اور	ابْنِ السَّبِیْلِ۔ مسافروں سے
وَ۔ اور	مَا۔ جن کے	مَلَکَتْ۔ مالک ہوئے	اَیْمَانُکُمْ۔ تمہارے ہاتھ
اِنَّ۔ بیشک	اللّٰہَ۔ اللہ	لَا۔ نہیں	یُحِبُّ۔ پسند کرتا
مَنْ۔ اسکو جو	کَانَ۔ ہو	مُخْتَالًا۔ اترانے والا	فَخُوْرًا۔ فخر کرنے والا
الَّذِیْنَ۔ وہ جو	یَبْخَلُوْنَ۔ بخل کرتے ہیں	وَ۔ اور	یَاْمُرُوْنَ۔ حکم دیتے ہیں
النَّاسَ۔ لوگوں کو	بِالْبُخْلِ۔ بخل کا	وَ۔ اور	یَکْتُمُوْنَ۔ چھپاتے ہیں
مَا۔ جو	اٰتٰھُمُ۔ دیا ان کو	اللّٰہُ۔ اللہ نے	مِنْ فَضْلِہٖ۔ اپنے فضل سے
وَ۔ اور	اَعْتَدْنَا۔ تیار کیا ہم نے	لِلْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کے لیے	عَذَابًا۔ عذاب
مُّھِیْنًا۔ ذلت کا	وَ۔ اور	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	یُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کرتے ہیں
اَمْوَالَھُمْ۔ اپنے مال	رِئَآءَ۔ دکھاوے کو	النَّاسِ۔ لوگوں کے	وَ۔ اور
لَا۔ نہیں	یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے	بِاللّٰہِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور

marfat.com

لَا۔ نہ	بِالْيَوْمِ۔ ساتھ دن	الْاٰخِرِ۔ پچھلے کے	وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	يَّكُنِ۔ ہو	الشَّيْطٰنُ۔ شیطان	لَهٗ۔ اس کا
قَرِيْنًا۔ ساتھی	فَسَآءَ۔ تو برا ہے	قَرِيْنًا۔ ساتھی	وَ۔ اور
مَا۔ کیا ہے	ذَا۔ انہیں	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	لَوْ۔ اگر
اٰمَنُوْا۔ ایمان لاتے	بِاللّٰهِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور	الْيَوْمِ۔ دن
الْاٰخِرِ۔ قیامت پر	وَ۔ اور	اَنْفَقُوْا۔ خرچ کرتے	مِمَّا۔ اس سے جو
رَزَقَهُمُ۔ دیا ان کو	اللّٰهُ۔ اللہ نے	وَ۔ اور	كَانَ۔ ہے
اللّٰهُ۔ اللہ	بِهِمْ۔ ان کو	عَلِيْمًا۔ جاننے والا	اِنَّ۔ بیشک
اللّٰهَ۔ اللہ	لَا۔ نہیں	يَظْلِمُ۔ ظلم کرتا	مِثْقَالَ۔ مقدار
ذَرَّةٍ۔ ذرہ کے	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	تَكُ۔ ہو
حَسَنَةً۔ نیکی	يُّضٰعِفْهَا۔ تو دوچند کرتا ہے اسے		وَ۔ اور
يُؤْتِ۔ دیتا ہے	مِنْ لَّدُنْهُ۔ اسے اپنے پاس سے		اَجْرًا۔ اجر
عَظِيْمًا۔ بڑا	فَكَيْفَ۔ تو کیسی ہوگی	اِذَا۔ جب	جِئْنَا۔ لائیں ہم
مِنْ۔ ہر	كُلِّ۔ ایک	اُمَّةٍ۔ امت سے	بِشَهِيْدٍ۔ گواہ
وَ۔ اور	جِئْنَا۔ لائیں ہم	بِكَ۔ تجھ کو	عَلٰى۔ اوپر
هٰٓؤُلَآءِ۔ ان کے	شَهِيْدًا۔ گواہ	يَوْمَئِذٍ۔ اس دن	يَوَدُّ۔ چاہیں گے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے	وَ۔ اور	عَصَوُا۔ نافرمانی کی
الرَّسُوْلَ۔ رسول کی	لَوْ۔ کاش کہ	تُسَوّٰى۔ برابر کردی جائے	بِهِمُ۔ ان سے
الْاَرْضُ۔ زمین	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	يَكْتُمُوْنَ۔ چھپا سکیں گے
اللّٰهَ۔ اللہ سے	حَدِيْثًا۔ کوئی بات		

مختصر تفسیر چھٹا رکوع سورۃ نساء پ ۵

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۚ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۚ مرد افسر ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ اللہ نے ان

میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لیے کہ مردوں نے ان پر مال خرچ کیے تو نیک عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا۔

اَلرِّجَالُ اور اَلنِّسَآءُ میں الف لام جنسی ہے رِجَال۔ رَجُل کی جمع ہے۔ اس کے معنی مرد ہیں۔

قَوَّامُوْنَ۔ اس کا واحد قوام ہے اس کے معنی حاکم اور نگران ہیں۔ مرد عورتوں کی کفالت کرنے والے اور حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں مرد اور عورت کے درجات بتائے گئے ہیں۔ مرد کا درجہ عورت پر زیادہ ہے۔ اس میں مرد کی حکومت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر حاکم اور ان کا کفیل بنایا ہے۔ مرد کو عورت پر فضیلت عطا کی گئی یہ فضیلت جسمانی اور روحانی لحاظ سے ہے اس کی تشریح احادیث مبارکہ میں تفصیل سے موجود ہے۔

جب مرد عورتوں پر حاکم ہیں تو انہیں لازم ہوا کہ ان کی اطاعت کریں اور مردوں کو حق پہنچتا ہے کہ وہ عورتوں پر رعایا کی طرح حکمرانی کریں۔ ان کے مصالح اور تدابیر اور تادیب و حفاظت میں ساعی ہوں۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول

حضرت سعد بن ربیع نے کسی موقع پر اپنی بیوی حبیبہ کو طمانچہ مارا یا ان کے والد انہیں دربار رسالت میں لائے اور ان کے شوہر کی شکایت کی اس پر یہ حکم نافذ ہوا۔

اور دوسری فضیلت یہی ظاہر فرمائی گئی کہ مردوں کو عورتوں پر عقل و دانائی اور جہاد، نبوت و خلافت امامت، اذان، خطبہ، جماعت، جمعہ، تکبیر و تشریق، حد و قصاص کی شہادت میں ممتاز فرمایا۔ پھر وراثت میں دوچند حصہ کا حقدار بنایا۔ تعصیب و نکاح و طلاق کا مالک کیا۔ نسبوں میں انہیں یہ امتیاز بخشا کہ اکثر نهات و علامات ثابت ہیں۔ تمام نسب کی نسبت باپ کی طرف قائم کی۔ حضرت معلوم ہیں کامل طور پر مرد کو ہی حق طاعت کا ہے۔ امام جعفر رضی اللہ عنہ بھی چودہ عوامل کے ساتھ بھی مرد ہی کو فضیلت ہے۔

اور بِمَآ اَنْفَقُوْا فرما کر یہ بتا دیا کہ عورتوں کے نفقات جو مردوں پر واجب ہیں وہ ادا کرتے ہیں تو نیک عورتوں کی علامت یہ ہونی چاہئے کہ وہ حفاظت عصمت کے ساتھ حفاظت عفت بھی کریں اور اپنے شوہر کے مال اور ان کے راز بھی محفوظ رکھیں یہ نیک خصلت عورتوں کی ذمہ داریاں بیان کی۔

اس کے بعد ان کے بچوں کی بہ درجہ بدرجہ تادیب۔ توبیخ۔ مفاجعت وغیرہ کا حکم نافذ کیا اور ارشاد ہوا وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

marfat.com

بیٹھنا چھوڑنا۔ اور وہ عورتیں جن سے تمہیں نافرمانی کا اندیشہ ہو تو انہیں اول سمجھاؤ اور ان سے الگ سونا
اختیار کرو اور انہیں ہلکی ضرب مارو تو اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک
اللہ بلند اور بڑا ہے اور اگر تمہیں میاں بیوی کے باہمی جھگڑے کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف
سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل ملاپ
کر دے گا بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

تخافون کے معنی تعلمون کے ہیں یعنی ان کی سرکشی کو تم جانتے ہو۔

نشوز کے معنی اونچے ہونے کے ہیں۔ اونچی جگہ کو نشز کہتے ہیں۔ تکبر، ضد، ہٹ دھرمی مراد ہے۔
عورت کو سمجھانا یہی ہے کہ شوہر کی نافرمانی اور اطاعت ترک کرنے کے نتائج، خاوند کے حقوق کا لحاظ
نہ رکھنے کے عواقب سمجھائے جائیں۔ اللہ کے عذاب کا خوف دلایا جائے اگر اس پر بھی وہ نہ مانے تو اپنے
پاس سونے بلانے کا رشتہ ترک کیا جائے پھر بھی نہ مانے تو ضرب غیر شدید سے تنبیہ کی جائے۔

قرآن حکیم نے ضرب مار کی حد بتادی ہے کہ سخت تکلیف دہ مار نہ مارے بلکہ صرف اصلاح کے لیے
تنبیہ کرے۔ سخت مار ہرگز نہ مارے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ عورتوں کی یہ حیثیت صرف بدخو اور نافرمان
کے لیے ہے۔

اور جب دیکھو کہ سمجھانا، علیحدہ سونا، مارنا کچھ بھی کارآمد نہ ہوا تو دو حاکم مقرر کرو جو اقارب میں سے ہوں
اس لیے کہ اقارب اپنے رشتہ داروں کے خانگی حالات دوسروں سے زیادہ واقف ہوتے ہیں اور زوجین کے
باہمی موافقت بھی چاہتے ہیں پھر فریقین کو اپنے دل کی بات ان سے کہنے میں حجاب بھی نہیں ہوتا تو اللہ
تعالیٰ ان کے ارادہ موافقت میں مدد فرمائے گا اور میل ملاپ کر دے گا کیونکہ وہ دلوں کا حال جانتا ہے اور خبردار
ہے ان حکموں کو زوجین میں تفریق کا اختیار نہیں۔ جب وہ نافرمانی پر عمل کریں تو حکم کرو اللہ تعالیٰ سب پر
غالب اور حاکم ہے۔

اب عبادت الٰہی کا حکم اور شرک باللہ کی ممانعت فرمانے کے بعد حقوق والدین اور حقوق ذوی القربیٰ
و ہمسایہ کا حکم فرمایا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ
الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ
وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا

marfat.com

اور اللہ کی پرستش کرو اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ۔ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسایوں اور دور کے ہمسایوں اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنے باندی غلام سے بے شک اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی اترانے والا شیخی مارنے والا جو آپ بخل کریں اور لوگوں کو بخل کرنے کا حکم دیں اور اللہ نے جو انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپائیں اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب۔

عبودیت کا معنی نہایت درجہ کا عجز و انکساری ظاہر کرنا ہے اور اس کا وہی شخص مستحق ہے جو نہایت درجہ کا اعلیٰ فضیلت رکھنے والا ہے

وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا۔ شریک کرنے والے جانا مانا ہے جہاں دونوں کو ہی خدا کا شریک بناتے ہیں اللہ تعالیٰ نے وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا فرما کر دونوں کا سد باب کیا اور بتایا کہ الوہیت اکیلی ہی جاننا ماننا ہے جہاں دونوں شریک نہیں اور اسی طرح اس کی عبادت میں۔

وَلَا تُشْرِكُوا۔ اشراک سے بنا اس کا مادہ شرک ہے۔ چاہے کسی مخلوق کو خدا کی طرح مستقل خالق مانے جیسے مجوسی یزدان کو خالق خیر مانتے ہیں اور خالق شر اہرمن کو کہتے ہیں۔ یا جیسے یہودی حضرت عزیر کو یا مشرک فرشتوں کو خدا کا بیٹا یا بیٹیاں مانتے تھے۔ ان کی تردید فرمائی گئی۔

شَيْئًا سے مراد ہے جان ہو یا بے جان چاند سورج وغیرہ۔

پھر والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا یعنی ادب اور تعظیم کے ساتھ ان کی خدمت میں مستعد رہنا ان پر خرچ کرنے میں کسی قسم کا دریغ نہ کرنا۔

حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا رغم انفہ یعنی اس کی ناک خاک آلود ہو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کس کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جس نے بوڑھے ماں باپ پائے یا ان میں سے ایک کو پایا اور جنتی نہ ہو گیا۔ (مسلم)

احسان سے مراد بھلائی ہے۔ علماء فرماتے ہیں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک یہ ہے کہ اپنے ہاتھ پاؤں سے ان کی خدمت کرے اور ان کے سامنے جھڑک کر نہ بولے ان کا ہر حکم مانے ماں باپ کی وفات کے بعد ان کا قرض ادا کرے۔

حدیث میں ہے کہ حضرت حنظلہ بن ابو عامر مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کے والد مشرک تھے حضرت حنظلہ نے انہیں قتل کرنا چاہا تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع فرمایا (تفسیر کبیر)

وَبِذِی الْقُرْبٰی۔ اور رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا گیا۔ قربیٰ مصدر ہے قرابت والوں

marfat.com

کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہاں قرابت سے ماں باپ کے سوا تمام دوسرے رشتہ دار ہیں۔

حضرت سلمان بن عامر سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین کو صدقہ دینا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار کو دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

رشتہ داروں کے لیے ارشاد فرمایا۔ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے والا کی عمر دراز ہوتی ہے اور رزق وسیع ہوتا ہے (بخاری)

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ۔ اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ۔ یتامٰی یتیم کی جمع ہے وہ نابالغ بچہ جس کا باپ فوت ہو چکا ہو۔

مساکین سے غریب فقیر مراد ہے۔

حضرت ابو امامہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خاص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا تو اس کو ہر بال کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور جو یتیم لڑکی یا لڑکے کی پرورش کرے تو وہ اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ اس حدیث کو حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ آپ نے انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوہ اور مسکین کی خبر گیری کرنے والوں کو مجاہد فی سبیل اللہ سے تشبیہ دی۔

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى۔ اور نزدیک والے ہمسایہ کے ساتھ۔

وہ پڑوسی جس کا پڑوسی ہو یا وہ پڑوسی جو قرابت دینی میں شریک نہ ہو۔

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑوسی تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ پڑوسی جس کے تین حق ہوتے ہیں پڑوس کا حق۔ قرابت کا حق اور اسلام کا حق۔

اور ایک وہ پڑوسی جس کے دو حق ہوتے ہیں پڑوس کا حق۔ قرابت کا حق۔

اور ایک وہ پڑوسی جس کا ایک ہی حق ہوتا ہے۔ پڑوس کا حق اور وہ وہ ہوتا ہے جو اہل کتاب میں سے ہو مسلمان نہ ہو۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں کس کو تحفہ دوں آپ نے فرمایا جس کا دروازہ تیرے قریب ہو۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تو سالن پکائے تو اس میں پانی زیادہ کر لیا کرو اور اپنے ہمسائے کا خیال رکھا کرو (مسلم)

marfat.com

ایک حدیث میں فرمایا مجھے جبریل نے ہمیشہ ہمسایوں کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید فرمائی حتیٰ کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ وارث قرار پا جائیں گے۔ بخاری

وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ۔ اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ

حضرت ابن عباس مجاہد اور عکرمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا کہ اس سے رفیق سفر مراد ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عبد اللہ۔ ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ صاحب بالجنب سے بیوی یا جو زیادہ صحبت میں رہے یا رفیق سفر ہو یا ساتھ پڑھنے والا یا مجلس و مسجد میں ساتھ رہنے والا مراد ہو سکتا ہے۔

وَابْنِ السَّبِيْلِ۔ مسافر اور مہمان ہے چنانچہ حدیث میں ہے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھے اسے چاہیئے کہ مہمان کا اکرام کرے (بخاری و مسلم)

اور شرعی غلام یا عام باندیاں انہیں ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے سخت کلامی سے پرہیز رکھا جائے کھانا کپڑا بقدر ضرورت حاجت مزید دیا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ اور اپنے ملوکوں کے ساتھ اس سے مراد لونڈی و غلام مملوک جانور ہیں ان میں ہر ایک کے ساتھ وہ سلوک کرے جو اس کے لائق ہے (تفسیر کبیر)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ۔ بیشک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا۔

مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا۔ جو اپنے اقارب اور بھائیوں سے تکبر کرتا ہو مال پر فخر کرتا ہو۔ بد خلق شیخی بگھارنے والا ہو۔ حدیث میں ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں بد خلق داخل نہ ہو گا۔ (ترمذی)

مختصر یہ کہ ایسا شخص جو رشتہ داروں اور ہمسایوں کو ذلت کی نظر سے دیکھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص دو چادریں پہن کر اترا رہا تھا تکبر و غرور کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ فرمایا وہ شخص زمین میں دھنسا یا گیا اور قیامت تک اسی میں دھنستا جائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ جنت کی خوشبو ہزار سال کی مسافت سے آتی ہے۔ ماں باپ کا نافرمان قطع رحمی کرنے والا بڑھاپے میں زنا کرنے والا۔ تہبند کو تکبر سے لٹکانے والا اس کی خوشبو سے بھی محروم ہوں گے بے شک بڑائی اللہ کے لیے ہے۔

marfat.com

اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ۔ جو کنجوسی کرتے ہیں، یہ آیت ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کام سے روکنا چاہتے ہیں۔

وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ۔ اور لوگوں کو بخل کا حکم کرتے ہیں۔

بخل کی تعریف یہ ہے کہ خود کھائے پیئے اور دوسرے حاجتمند کو نہ دے اور اس سے بھی سخت درجہ ہے بشحی کا وہ یہ کہ نہ کھائے نہ کھلائے۔

اس کا عکس سخاوت ہے اس کا مقتضی یہ ہے کہ خود بھی کھائے اور دوسرے کو بھی کھلائے۔

شان نزول:۔ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کرنے میں بخل کرتے اور نعت چھپاتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت کردم بن زید اور حیی بن اخطب رفاعہ بن زید بن تابوت اور اسامہ بن حبیب اور نافع بن ابی نافع وغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جو یہود میں سے تھے اور انصار کے پاس آکر مال خرچ کرنے سے روکتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے حضور نبی آخر الزمان سید عالم کے متعلق بشارتوں کو چھپانے کی کوشش کی، اس سے بڑھ کر اور کیا بخل ہو سکتا ہے۔

وَیَکْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ اور جو اللہ تعالے نے ان کو اپنے فضل سے دیا اس کو چھپاتے ہیں لینے مال، یا علم۔

وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ۔ اور تیار کیا ہم نے منکروں کے لیے عَذَابًا مُّهِیْنًا۔ رسوا کرنے والا عذاب، جیسا کہ اس نے اپنے بخل اور علم کے چھپانے سے اللہ کی نعمت کو رسوا کیا، حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہشت میں دغاباز اور احسان جتلانے والا ہرگز نہ داخل ہوگا (ترمذی)

وَیَکْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ کے بیان سے یہ مقصود ہے کہ ہوتے ہوئے نفس پیشہ تنگدستی دکھانا اللہ کو ناپسند ہے، حدیث میں ہے کہ اللہ پسند فرماتا ہے کہ بندہ پر اس کی نعمت ظاہر ہو، اللہ کی نعمت کا اظہار اخلاص کے ساتھ ہو تو یہ بھی شکر نعمت ہے۔ اس کے بعد صرف بے جا کی مذمت بیان فرمائی اور ارشاد ہوا۔

وَالَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا ۝ وَمَاذَا عَلَیْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا

marfat.com

بِمَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ اور وہ جو اپنے مال دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے اللہ اور قیامت پر اور جس کا مصاحب شیطان ہوا تو وہ کتنا برا مصاحب ہے اور ان کا کیا نقصان تھا اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور قیامت پر اور اللہ کے دیے ہوئے سے اس کی راہ میں خرچ کرتے، اور اللہ ان کو جانتا ہے۔

یعنی جو لوگ نام و نمود کو خرچ کرتے ہیں اور رضائے الٰہی مقصود نہیں ہوتی جیسے مشرکین و منافقین یہ بھی انہی میں ہیں جن کا مشیر و مصاحب شیطان ہے۔ اگر وہ ایمان لاتے اور آخرت کا خوف دل میں رکھتے ان کا نفع ہی تھا۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ اللہ ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اسے دوچند کرتا ہے اور اپنے خزانۂ غیب سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

ذَرَّۃ چھوٹی چیونٹی کو کہتے ہیں۔ اللہ ذرہ بھر ظلم نہ کرے گا یعنی رسوا کرنے والا عذاب کفار کے لیے مقرر کیا ہے وہ عین انصاف ہے ظلم بالکل نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا قسم خدا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ بے شک اللہ تعالٰے ایک نیکی کو بڑھا کر بیس لاکھ نیکیاں کر دے گا۔

اس کے بعد حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب شاہد ہونے پر خاص اہتمام سے مہر تصدیق کی اور فرمایا۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب! آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کاش انہیں مٹی میں برابر کر دیا جاتا اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے۔

اس آیت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی تمام اقوام امتوں پر گواہی دینے والا بیان فرمایا۔ ھؤلاء کے مفہوم میں دنیا کے تمام نبی، رسول، امتیں شامل ہیں خواہ انہوں نے ان کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔

حضرت سعید بن مسیب سے ابن مبارک نے نقل کیا ہے کہ ہر روز صبح و شام حضور نبی کریم صلی اللہ

marfat.com

علیہ وسلم پر آپ کی امت پیش ہوتی ہے۔ حضور علیہ السلام ان کے عملوں سے ان کو پہچانتے ہیں۔
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ارشاد فرمایا مجھے پڑھ کر سناؤ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں پڑھ کر سناؤں حالانکہ قرآن عظیم آپ پر اترا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر فرمایا میں نے سورہ نساء پڑھنی شروع کی جب میں اس آیت پر آیا تو آپ نے فرمایا اب مجھ کو اتنا ہی کافی ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

یہ گواہی ہر امت کے نبی کے ذمہ ہوگی کہ اس کا امتی ان کے بعد کیسا رہا کیا عمل کیے اور جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ان سب پر گواہ لائے جائیں گے۔ مولنا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں زیرا کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم بنور نبوت بر جمیع خلائق مطلع است۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کی امتوں کے کفر و نفاق اور تمام افعال پر شاہد ہوں گے۔ اس لیے کہ وہ مطلقاً اپنی امتوں کے افعال سے باخبر ہوتے ہیں اور نبی الانبیاء حضور ہیں تو تمام امتی حضور کی امت ہیں۔

تو جب مشرک اپنی خطاؤں سے انکار کریں گے اور قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے اور ہم نے کوئی غلط کاری نہیں کی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کے بعد اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ ان کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور ان کے اعضاء خود ان کے خلاف بول پڑیں گے اور اس سے وہ خجل و منفعل ہو کر آرزو کریں گے کہ کاش ہم مٹی میں ملا دیے جاتے
وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ
وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ
وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا
وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ
اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ
النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا

اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور نہ ناپاکی کی حالت میں بغیر نہائے مگر مسافری میں اور اگر ہو تم بیمار یا سفر میں یا تم میں سے کوئی [illegible] رفع حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے ملامست کی اور پانی نہ پایا تو تیمم کرو پاک مٹی سے

marfat.com

صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ۝

تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَنْ تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۝

کیا نہ دیکھا تم نے انہیں جن کو کتاب سے ایک حصہ ملا گمراہی مول لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی گمراہ ہو جاؤ۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۝

اور اللہ جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور کافی ہے اللہ مددگار۔

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَقْوَمَ ۝ وَلَٰكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

کچھ یہودی ایسے ہیں کہ کلام کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں اور راعنا کہتے ہیں زبان میں بل ڈال کر اور دین میں طعنہ کے لیے اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری سنیں اور ہم پر نظر فرمائیں تو ان کے لیے بہتر ہوتا اور دین میں پختہ ہوتا لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝

اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے نازل کیا تصدیق کرنے والا اس کا جو تمہارے ساتھ ہے قبل اس کے کہ ہم بگاڑیں منہ تو انہیں پھیر دیں ان کی پشتوں کی طرف یا انہیں لعنت کریں جیسے لعنت کی ہم نے ہفتہ والوں پر اور امر الٰہی پورا ہونے والا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝

بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور بخشتا ہے اس کے سوا جسے چاہے اور شرک جو کرے وہ گناہ کا بڑا طوفان باندھنے والا ہے۔

marfat.com

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُم ۚ
بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ
فَتِيلًا ۝
انظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ
وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا ۝

کیا نہ دیکھا تم نے انہیں جو خود ستھرائی بیان کرتے ہیں بلکہ جسے اللہ چاہے ستھرا کرے اور ان پر ظلم نہ ہو گا خرما کے ڈورے برابر
دیکھئے کیسا افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور ان کے لیے یہی کافی ہے گناہ۔

لفظی ترجمہ

يَا أَيُّهَا۔ اے	الَّذِينَ۔ وہ لوگو جو	آمَنُوا۔ ایمان لائے ہو	لَا۔ نہ
تَقْرَبُوا۔ قریب جاؤ	الصَّلٰوةَ۔ نماز کے	وَ۔ اس حال میں کہ	أَنتُمْ۔ تم
سُكَارٰى۔ نشہ میں ہو	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	تَعْلَمُوا۔ جانو تم	مَا۔ جو
تَقُولُونَ۔ کہتے ہو	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	جُنُبًا۔ ناپاک
إِلَّا۔ مگر	عَابِرِي۔ مسافر	سَبِيلٍ۔ راستہ کا	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
تَغْتَسِلُوا۔ غسل کرے	وَ۔ اور	إِنْ۔ اگر	كُنتُمْ۔ ہو تم
مَّرْضٰى۔ بیمار	أَوْ۔ یا	عَلٰى۔ اوپر	سَفَرٍ۔ سفر کے
أَوْ۔ یا	جَاءَ۔ آئے	أَحَدٌ۔ کوئی	مِّنكُم۔ تم میں سے
مِّنَ الْغَائِطِ۔ قضائے حاجت سے		أَوْ۔ یا	لَامَسْتُمُ۔ ہاتھ لگاؤ تم
النِّسَاءَ۔ عورتوں کو	فَلَمْ۔ پھر نہ	تَجِدُوا۔ پاؤ	مَاءً۔ پانی
فَتَيَمَّمُوا۔ تو تیمم کرو	صَعِيدًا۔ مٹی	طَيِّبًا۔ پاک سے	فَامْسَحُوا۔ مسح کرو
بِوُجُوهِكُمْ۔ اپنے منہ کا	وَ۔ اور	أَيْدِيكُمْ۔ اپنے ہاتھوں کا	إِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ	كَانَ۔ ہے	عَفُوًّا۔ معاف کرنے والا	غَفُورًا۔ بخشنے والا
أَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	تَرَ۔ دیکھا تم نے	إِلٰى۔ طرف
الَّذِينَ۔ ان کی جو	أُوتُوا۔ دیئے گئے	نَصِيبًا۔ حصہ	مِّنَ الْكِتَابِ۔ کتاب کا
يَشْتَرُونَ۔ خریدتے ہیں	الضَّلٰلَةَ۔ گمراہی	وَ۔ اور	يُرِيدُونَ۔ چاہتے ہیں
أَنْ۔ یہ کہ	تَضِلُّوا۔ گمراہ ہو جاؤ تم	السَّبِيلَ۔ راہ سے	وَ۔ اور

marfat.com

اَللّٰهُ ۔ اللہ	اَعْلَمُ ۔ خوب جانتا ہے	بِاَعْدَائِكُمْ ۔ تمہارے دشمنوں کو	
وَ ۔ اور	كَفٰى ۔ کافی ہے	بِاللّٰهِ ۔ اللہ	وَلِيًّا ۔ والی
وَ ۔ اور	كَفٰى ۔ کافی ہے	بِاللّٰهِ ۔ اللہ	نَصِيْرًا ۔ مددگار
مِنَ الَّذِيْنَ ۔ کچھ وہ ہیں		هَادُوْا ۔ یہودی ہوئے جو	يُحَرِّفُوْنَ ۔ بدل ڈالتے
انہی	الْكَلِمَ ۔ کلمات کو	عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۔ اس کی جگہ سے	
وَ ۔ اور	يَقُوْلُوْنَ ۔ کہتے ہیں	سَمِعْنَا ۔ ہم نے سنا	وَ ۔ اور
عَصَيْنَا ۔ نہ مانا	وَ ۔ اور	اسْمَعْ ۔ سن	غَيْرَ ۔ نہ
مُسْمَعٍ ۔ سنایا جائے تو	وَ ۔ اور	رَاعِنَا ۔ راعنا کہتے ہیں	لَيًّا ۔ پیچ دے کر
بِاَلْسِنَتِهِمْ ۔ اپنی زبانوں کو	وَ ۔ اور	طَعْنًا ۔ طعن کرتے ہیں	فِيْ ۔ بیچ
الدِّيْنِ ۔ دین کے	وَ ۔ اور	لَوْ ۔ اگر	اَنَّهُمْ ۔ وہ
قَالُوْا ۔ کہتے	سَمِعْنَا ۔ ہم نے سنا	وَ ۔ اور	اَطَعْنَا ۔ ہم نے مانا
وَ ۔ اور	اسْمَعْ ۔ سن	وَ ۔ اور	انْظُرْنَا ۔ دیکھ ہماری طرف
لَكَانَ ۔ تو ہوتا	خَيْرًا ۔ بہتر	لَّهُمْ ۔ ان کے لیے	وَ ۔ اور
اَقْوَمَ ۔ قوی تر	وَ ۔ اور	لٰكِنْ ۔ لیکن	لَّعَنَهُمُ ۔ ان کو لعنت کی
اللّٰهُ ۔ اللہ نے	بِكُفْرِ ۔ بوجہ کفر	هِمْ ۔ ان کے	فَلَا ۔ تو نہیں
يُؤْمِنُوْنَ ۔ ایمان لاتے	اِلَّا ۔ مگر	قَلِيْلًا ۔ تھوڑے	يٰۤاَيُّهَا ۔ اے
الَّذِيْنَ ۔ وہ جو	اُوْتُوا ۔ دیے گئے ہو	الْكِتٰبَ ۔ کتاب	اٰمِنُوْا ۔ ایمان لاؤ
بِمَا ۔ اس پر جو	نَزَّلْنَا ۔ ہم نے اتارا	مُصَدِّقًا ۔ تصدیق کرتا	لِّمَا ۔ اس کی جو
مَعَكُمْ ۔ جو تمہارے ساتھ ہے	مِّنْ قَبْلِ ۔ پہلے	اَنْ ۔ اس سے کہ	نَّطْمِسَ ۔ مٹائیں ہم
وُجُوْهًا ۔ چہرے	فَنَرُدَّ ۔ تو پھیر دیں	هَا ۔ ان کو	عَلٰۤى ۔ اوپر
اَدْبَارِ ۔ پیٹھوں	هَا ۔ ان کے	اَوْ ۔ یا	نَلْعَنَهُمْ ۔ لعنت کریں ہم
ان پر	كَمَا ۔ جیسے	لَعَنَّا ۔ لعنت کی ہم نے	اَصْحٰبَ ۔ اصحاب
السَّبْتِ ۔ ہفتہ کو	وَ ۔ اور	كَانَ ۔ ہے	اَمْرُ ۔ حکم
اللّٰهِ ۔ اللہ کا	مَفْعُوْلًا ۔ پورا ہونے والا	اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰهَ ۔ اللہ
لَا ۔ نہیں	يَغْفِرُ ۔ بخشتا	اَنْ ۔ یہ کہ	يُّشْرَكَ ۔ شرک کیا جائے

marfat.com

بِہٖ۔ اس کے ساتھ	وَ۔ اور	یَغْفِرُ۔ بخشیگا	مَا۔ جو
دُوْنَ۔ کم ہے	ذٰلِکَ۔ اس سے	لِمَنْ۔ جسے	یَّشَآءُ۔ چاہے
وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	یُّشْرِکْ۔ شرک کرے	بِاللّٰہِ۔ اللہ کے ساتھ
فَقَدِ۔ تو بیشک	افْتَرٰی۔ باندھا اس نے	اِثْمًا۔ گناہ	عَظِیْمًا۔ بڑا
اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	تَرَ۔ دیکھا تو نے	اِلَی۔ طرف
الَّذِیْنَ۔ ان کی جو	یُزَکُّوْنَ۔ پاک بتاتے ہیں	اَنْفُسَھُمْ۔ اپنے آپ کو	بَلِ۔ بلکہ
اللّٰہُ۔ اللہ	یُزَکِّیْ۔ پاک کرتا ہے	مَنْ۔ جسے	یَّشَآءُ۔ چاہے
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	یُظْلَمُوْنَ۔ ظلم کیے جائینگے	فَتِیْلًا۔ دانہ خرما کے ڈورے
کے برابر	اُنْظُرْ۔ دیکھ	کَیْفَ۔ کیسے	یَفْتَرُوْنَ۔ افترا کرتے ہیں
عَلَی۔ اوپر	اللّٰہِ۔ اللہ کے	الْکَذِبَ۔ جھوٹا	وَ۔ اور
کَفٰی۔ کافی ہے	بِہٖ۔ ان کے لیے	اِثْمًا۔ گناہ	مُّبِیْنًا۔ صریح

مختصر تفسیر ساتواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝

اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ جبتک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور نہ ناپاکی کی حالت میں بغیر نہائے مگر مسافری میں جبتک غسل نہ کرلو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے ملامست کی اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک صلوۃ سے مراد نماز ہے تاکیداً فرمایا گیا کہ نماز کی حالت میں قریب بھی مت جاؤ۔

سُکارٰی۔ سُکر نشہ کو کہتے ہیں یعنی وہ دماغی کیفیت کہ انسان کے حواس میں خلل آجائے اور عقلی توازن

marfat.com

صحیح نہ رہے، یہ کیفیت نشہ کے علاوہ غضب شدید کے غلبہ سے بھی ہوتی ہے۔ ...

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نماز کی حالت میں نیند کا غلبہ ہو جائے تو وہ سو جائے حتیٰ کہ نیند جاتی رہے تاکہ بدحواسی میں غلط بات منہ سے نہ نکل جائے

شانِ نزول: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت صحابہ کی دعوت کی اس میں کھانے کے بعد شراب بھی لائی گئی اس لیے کہ ابھی حرمت شراب کا حکم نہیں آیا تھا۔ بعض نے پی لی۔ اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔ امام نشہ میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ۔ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَأَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ پڑھ گئے اور دونوں جگہ لا ترک کر دیا اور نشہ میں خبر نہ ہوئی کہ معنی الٹ گئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، چنانچہ مسلمانوں نے اوقات نماز میں شراب نوشی ترک کر دی اس کے بعد شراب بالکل حرام کر دی گئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ بحالت نشہ اگر مسلمان کی زبان سے کلمۂ کفر نکل جائے تو اس پر کفر لازم نہ آئے گا اگرچہ نشہ کرنے کے جرم کا مجرم ضرور ہوگا۔

وَلَا جُنُبًا: غسل کی ضرورت ایسی حالت جبکہ غسل فرض ہو جائے چاہے مرد ہو یا عورت اس کو جنبی کہتے ہیں ان کو غسل کا حکم ہے۔

تیسرا یہ حکم آیا کہ جب پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو عام اس سے کہ پانی نہ ملے یا پانی کے استعمال سے خوف ضرر ہو اور غائط فرما کر کنایہ بے وضو ہونے سے کیا لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ سے جماع مراد لیا گیا۔

عدم وجدان ماء کی صورتوں میں فقہاء نے تصریح کی۔

کہ پانی نہ پانے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ اس کا وجود ہی اس جگہ نہ ہو جہاں اسے ضرورت ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ پانی ہے مگر استعمال مضر کرتا ہے۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ کنواں ہے لیکن ڈول یا رسی یا کوئی ایسا آلہ نہیں جس سے پانی لیا جا سکے۔

پانچویں صورت یہ ہے کہ پانی ہے مگر سانپ یا درندہ یا دشمن وہاں ہے اور قدرت نہیں رکھتا۔

چھٹی صورت یہ کہ جس کے پاس پانی ہے وہ دینا نہیں چاہتا۔

ان تمام صورتوں میں مریض جنابت و حدث کی حالت میں تیمم کرے (مدارک)

حیض و نفاس سے طہارت کے لیے بھی بصورت عدم استطاعت علی الماء ہی تیمم ہے۔

طریقہ تیمم

دل سے پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے اس لیے کہ تیمم میں نیت بالاجماع شرط ہے۔

پھر مٹی یا مٹی کی جنس گرد، ریتا، پتھر پر دو ضربیں ماری جائیں۔

marfat.com

پہلی ضرب مار کر چہرہ پر پھیر لیں۔ دوسری ضرب مار کر ہاتھوں پر کہنیوں تک ہاتھ پھیریں۔

چند مسائل متعلق تیمم

پانی کے ساتھ طہارت اصل ہے اور تیمم پانی سے عاجز ہونے کی صورت میں اس کا پورا پورا قائم مقام ہے جس طرح حدث پانی سے زائل ہوتا ہے اسی طرح تیمم سے حتیٰ کہ ایک تیمم سے جتنے فرائض و نوافل چاہیں پڑھ سکتے ہیں یعنی جیسے وضو سے ویسے ہی تیمم سے ادائے صلوٰۃ ہوگی۔

تیمم کرنے والے کی اقتداء میں غسل و وضو کرنے والے کی نماز ہو جائے گی۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول۔

غزوہ بنی مصطلق میں لشکر اسلام ایسے بیابان میں اترا جہاں پانی نہ تھا۔ صبح وہاں سے کوچ تھا۔ ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا۔ اس کی تلاش میں حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے کوچ میں تاخیر فرمائی۔ صبح ہو گئی پانی نہ تھا وضو کی فکر ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ اس کے بعد یہود کے اخلاق اور کتمان حق کی مذمت فرمائی گئی۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۝ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۝

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کو کتاب سے ایک حصہ ملا گمراہی مول لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ سے بہک جاؤ۔ اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ کافی ہے والی اور اللہ کافی ہے مددگار۔

مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

کچھ یہودی تحریف کرتے ہیں کلمات الٰہی میں اور بے محل بیجا ہی اس کی جگہ سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نافرمانی کی اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں اور راعنا کہتے ہیں زبان پھیر کر اور دین میں طعنہ کے لئے اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری سنیں اور ہم پر نظر فرمائیں تو ان کے لیے بھلائی تھی اور راستی میں زیادہ ہوتا لیکن ان پر اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو یقین نہیں کرتے مگر تھوڑا۔

کتاب سے کچھ حصہ یہ کہ انہوں نے توریت سے صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو جانا اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی جو اس میں نعت اور صفت تھی اس کے جاننے اور سمجھنے سے محروم رہے اور کھلا حضور کے منکر ہو گئے۔

marfat.com

آیۂ کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ رفاعہ بن زید اور مالک بن دخشم یہ دونوں جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے جب گفتگو کرتے تو زبان لپیٹ کر باتیں کرتے تو اللہ تعالےٰ نے ان پر لعنت فرمائی یہ یہودی تھے۔

اور وَاسۡمَعۡ غَيۡرَ مُسۡمَعٍ سے یہ مطلب ہے کہ یہودی سَمِعۡنَا وَعَصَيۡنَا کہتے ہیں یہ کلمہ ذو جہتین ہے مدح و ذم دونوں پہلو رکھتا ہے۔ مدح کا پہلو تو یہ ہے کہ کوئی ناگوار بات آپ کے سننے میں نہ آئے اور ذم کا پہلو یہ ہے کہ آپ کو سننا نصیب نہ ہو۔ یا آنکہ رَاعِنَا کے ساتھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرنے کی ممانعت کی جا چکی ہے پہلے پارہ میں لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا گذر چکا ہے اس لیے کہ یہ لفظ ان کی زبان میں خراب معنی رکھتا ہے مفصل تفریح پہلے گذر چکی ہے۔

پھر طعنہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں اپنے رفیقوں میں بیٹھ کر کہ ہم رَاعِنَا کہہ کر حضور کی بدگوئی کرتے ہیں اگر آپ نبی ہوتے تو آپ اس کو جان لیتے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے خبثِ باطن کو ظاہر فرما دیا پھر لفظ رَاعِنَا کی بجائے اُنۡظُرۡنَا تعلیم فرما دیا کہ یہ اہلِ ادب کی زبان پر ہوتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اٰمِنُوۡا بِمَا نَزَّلۡنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّطۡمِسَ وُجُوۡهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدۡبَارِهَاۤ اَوۡ نَلۡعَنَهُمۡ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصۡحٰبَ السَّبۡتِ‌ؕ وَكَانَ اَمۡرُ اللّٰهِ مَفۡعُوۡلًا ۞

اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا تمہارے ساتھ کتاب (یعنی توریت) کی تصدیق کرتا ہوا قبل اس کے کہ ہم بگاڑ دیں کچھ منہ تو انہیں پھیر دیں ان کی پیٹھ کی طرف یا انہیں لعنت کریں جیسی لعنت ہفتہ والوں پر کی اور خدا کا حکم ہو کر رہے گا۔

اللہ تعالےٰ نے یہودیوں سے فرمایا کہ قرآن پاک پر ایمان لاؤ اس سے پہلے کہ ہم تمہارے چہرے بگاڑ دیں شکلیں مسخ کر دیں جس طرح سبت والوں کو بندر بنا دیا تھا اس کا مفصل واقعہ سورۃ اعراف میں ہے۔

منہ بگاڑنے سے یہ مراد ہے کہ آنکھ کان ناک کا نقشہ بگاڑ دیا جائے اور لعنت اصحابِ سبت کی طرح کرنے سے یہ مراد ہے کہ مسخ صورت یا لعنت دو میں سے ایک ہو پھر یہ لعنت دنیا میں تو یوں کہ زمانہ انہیں ملعون کہے یہاں مفسرین کے چند اقوال ہیں۔

بعض اس طرف گئے ہیں کہ اس وعید کا وقوع دنیا میں ہوا بعض نے کہا آخرت میں ہوگا۔ بعض کہتے ہیں اگر یہودیوں سے ایمان نہ لاتے تو اس کا وقوع ہوتا چونکہ ایمان بھی لائے اس وجہ سے اب نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن سلام جو اعلم و اعظم علماء یہود سے تھے انہوں نے ملک شام سے واپس آتے ہوئے راہ میں یہ آیت سنی اور اپنے گھر پہنچنے سے پہلے اسلام لا کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا حضور مجھے امید نہ تھی کہ مسخ صورت اور لعنت سے پہلے میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو سکوں گا اسی خوف

marfat.com

سے میں نے قبول ایمان میں عجلت کی۔ توریت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول برحق ہونے کی میں تصدیق کر چکا ہوں۔

حضرت کعب احبار بھی علماء یہود کے سردار تھے یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ آیت سنتے ہی ایمان لے آئے۔ مذکورہ بالا آیت میں اللہ کی لعنت سے ڈرایا گیا اور آگاہ کیا گیا کہ اللہ کا ہر حکم پورا ہو کر رہے گا لہٰذا نافرمانی نہ کرو۔

اس کے بعد مشرک کے لیے وعید ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

بے شک اللہ بخشے گا نہیں اسے جو شرک کرے اس کے ساتھ اور بخش دے گا اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے اور جس نے خدا کا شریک کیا اس نے سخت افترا عظیم اور گناہ کیا۔ کیا تم نے نہ دیکھا انہیں جو اپنی ستھرائی بیان کرتے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ جسے اللہ چاہے ستھرا کرے اور ان پر ظلم نہ ہوگا دانہ خرما کے ڈورے برابر۔ دیکھو کیسا اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں اور یہ کافی ہے کھلا گناہ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شرک و کفر پر مر گیا اس کی بخشش نہیں اس کے لیے ابدی عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو اگرچہ بد کار ہو مرتکب کبائر بھی ہو اور بغیر توبہ بھی مر جائے تو اس کے لیے خلود عذاب نہیں اس کی مغفرت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے چاہے معاف فرما دے یا اس کی عصیان کاری کی سزا دے پھر اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرما دے۔

دوسری آیت جس میں يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ فرمایا یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جو اپنے آپ کو نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ کہہ کر سب سے ستھرا ظاہر کرتے ہیں اور ان کا دعوے ہے کہ لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى۔ ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا مگر وہ جو یہودی یا نصرانی ہو۔ یہ خود ستائی ہے اور مومن کی یہ شان نہیں ہوتی۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ نساء پ۵

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ — کیا نہ دیکھا تم نے انہیں جنہیں دیا گیا ایک حصہ

marfat.com

الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا۝

کتاب سے ایمان لاتے ہیں بت پر اور شیطان پر اور کہتے ہیں انہیں جو کافر ہوئے کہ یہ لوگ زیادہ ہدایت پر ہیں ایمان والوں سے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۖ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا۝

یہ ہیں وہ کہ لعنت کی اللہ نے جن پر اور جس پر اللہ لعنت کرے تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کا کوئی بھی مددگار۔

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا۝

کیا ان کے لیے حصہ ہے ملک میں تو ایسا ہو تو نہ دیں لوگوں کو تل برابر۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا۝

کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس پر جو دیا اللہ نے انہیں اپنے فضل سے تو بیشک دیا ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت اور دیا انہیں بڑا ملک۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا۝

تو ان میں کوئی اس پر ایمان لایا اور ان میں سے کسی نے منہ پھیرا اس سے اور کافی ہے اسے جہنم کی دھکتی آگ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۝

جو ہماری آیتوں سے کفر کرے عنقریب ہم انہیں آگ میں داخل کریں گے جب سڑ جائیں ان کی کھالیں بدلائیں گے ہم اور کھالیں ان کے علاوہ تاکہ عذاب چکھیں بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا۝

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے عنقریب داخل کریں گے ان کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے ان کے لیے ان باغوں میں بیویاں ہوں پاک ستھری اور ہم داخل کریں گے انہیں جہاں سایہ ہی سایہ ہو

marfat.com

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝

بے شک اللہ حکم کرتا ہے تمہیں کہ ادا کرو امانتیں ان کے اہل کی طرف اور جب تم لوگوں میں فیصلہ دو تو انصاف سے فیصلہ دو بے شک اللہ کیا نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ اے ایمان والو پیروی کرو اللہ کی اور پیروی کرو رسول کی اور جو تم میں حکومت والے ہیں۔ تو اگر جھگڑا ہو تم میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور رسول کی طرف اگر ہو تم ایمان لاتے ہوئے اللہ پر اور دن آخرت پر یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔

لفظی ترجمہ

اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	تَرَ۔ دیکھا تو نے	اِلٰی۔ طرف
الَّذِیْنَ۔ ان کی جو	اُوْتُوْا۔ دیے گئے	نَصِیْبًا۔ ایک حصہ	مِنَ الْكِتٰبِ۔ کتاب کا
یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں	بِالْجِبْتِ۔ بت پر	وَ۔ اور	الطَّاغُوْتِ۔ شیطان پر
وَ۔ اور	یَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں	لِلَّذِیْنَ۔ ان کے متعلق	كَفَرُوْا۔ جو کافر ہیں
هٰۤؤُلَآءِ۔ یہ	اَهْدٰی۔ زیادہ ہدایت والے ہیں		مِنَ الَّذِیْنَ۔ ان سے جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	سَبِیْلًا۔ راہ سے	اُولٰٓئِكَ۔ یہ	الَّذِیْنَ۔ وہی ہیں کہ
لَعَنَهُمُ۔ لعنت کی ان پر	اللّٰهُ۔ اللہ نے	وَ۔ اور	مَنْ۔ جس پر
یَّلْعَنِ۔ لعنت کرے	اللّٰهُ۔ اللہ	فَلَنْ۔ تو ہرگز نہ	تَجِدَ۔ پائے گا تو
لَهٗ۔ اس کے لیے	نَصِیْرًا۔ کوئی مددگار	اَمْ۔ کیا	لَهُمْ۔ ہے ان کا
نَصِیْبٌ۔ کوئی حصہ	مِنَ الْمُلْكِ۔ ملک میں سے		فَاِذًا۔ تو اس وقت
لَّا۔ نہ	یُؤْتُوْنَ۔ دیں	النَّاسَ۔ لوگوں کو	نَقِیْرًا۔ تل بھر
اَمْ۔ کیا	یَحْسُدُوْنَ۔ وہ حسد کرتے ہیں	النَّاسَ۔ لوگوں کا	عَلٰی۔ اوپر
مَآ۔ اس کے جو	اٰتٰهُمُ۔ دیا ان کو	اللّٰهُ۔ اللہ نے	مِنْ۔ اپنے

marfat.com

من فضله۔ فضل سے	فقد۔ تو بیشک	اتينا۔ دی ہم نے	ال۔ آل
ابراهيم۔ ابراہیم کو	الكتب۔ کتاب	و۔ اور	الحكمة۔ حکمت
و۔ اور	اتينهم۔ دیا ہم نے ان کو	ملكا۔ ملک	عظيما۔ بڑا
فمنهم۔ تو بعض ان سے	من۔ وہ ہیں جو	امن۔ ایمان لائے	به۔ اس پر
و۔ اور	منهم۔ بعض	من۔ وہ ہیں جو	صد۔ رک گئے
عنه۔ اس سے	و۔ اور	كفى۔ کافی ہے	بجهنم۔ دوزخ
سعيرا۔ بھڑکتی ہوا	ان۔ بے شک	الذين۔ وہ جو	كفروا۔ کافر ہوئے
باياتنا۔ ہماری آیتوں سے	سوف۔ جلدی	نصليهم۔ داخل کریں گے ہم ان کو	
نارا۔ آگ میں	كلما۔ جب بھی	نضجت۔ پک جائیں گے	جلود۔ چمڑے
هم۔ ان کے	بدلنهم۔ بدل دیں گے ہم انکو	جلودا۔ چمڑے	غيرها۔ ان کے سوا
ليذوقوا۔ تاکہ چکھیں	العذاب۔ عذاب	ان۔ بے شک	الله۔ اللہ
كان۔ ہے	عزيزا۔ غالب	حكيما۔ حکمت والا	و۔ اور
الذين۔ وہ جو	امنوا۔ ایمان لائے	و۔ اور	عملوا۔ عمل کیے
الصلحت۔ نیک	سندخلهم۔ داخل کریں گے ہم ان کو		جنت۔ باغوں میں کہ
تجري۔ چلتی ہیں	من تحتها۔ ان کے نیچے	الانهر۔ نہریں	خلدين۔ ہمیشہ رہیں گے
فيها۔ اس میں	ابدا۔ دوام	لهم۔ ان کے لیے	فيها۔ ان میں
ازواج۔ بیویاں ہیں	مطهرة۔ پاک	و۔ اور	ندخلهم۔ داخل کریں گے انکو
ظلا۔ سایہ کی	ظليلا۔ سایہ میں	ان۔ بیشک	الله۔ اللہ
يامر۔ حکم دیتا ہے	كم۔ تم کو	ان۔ یہ کہ	تؤدوا۔ ادا کرو تم
الامنت۔ امانتیں	الى۔ طرف	اهلها۔ انکے اہل کی	و۔ اور
اذا۔ جب	حكمتم۔ فیصلہ کرو تم	بين۔ درمیان	الناس۔ لوگوں کے
ان۔ یہ کہ	تحكموا۔ فیصلہ کرو تم	بالعدل۔ انصاف سے	ان۔ بیشک
الله۔ اللہ	نعما۔ اچھی	يعظكم۔ نصیحت کرتا ہے	به۔ اس میں
ان۔ بیشک	الله۔ اللہ ہے	كان۔ ہے	سميعا۔ سننے والا
بصيرا۔ دیکھنے والا	يايها۔ اے	الذين۔ وہ جو	امنوا۔ ایمان لائے ہو

marfat.com

اَطِیْعُوا ۔ پیروی کرو	اللّٰہَ ۔ اللہ کی	وَ ۔ اور	اَطِیْعُوا ۔ پیروی کرو
الرَّسُوْلَ ۔ رسول کی	وَ ۔ اور	اُولِی ۔ صاحب	الْاَمْرِ ۔ حکومت کی
مِنْکُمْ ۔ جو تم میں سے ہو	فَاِنْ ۔ تو اگر	تَنَازَعْتُمْ ۔ جھگڑا ہو تمہارا	فِیْ ۔ بیچ
شَیْءٍ ۔ کسی چیز کے	فَرُدُّوْہُ ۔ تو لوٹا دو اسے	اِلَی ۔ طرف	اللّٰہِ ۔ اللہ
وَ ۔ اور	الرَّسُوْلِ ۔ رسول کی	اِنْ ۔ اگر	کُنْتُمْ ۔ ہو تم
تُؤْمِنُوْنَ ۔ ایمان رکھتے	بِاللّٰہِ ۔ اللہ پر	وَ ۔ اور	الْیَوْمِ ۔ دن
الْاٰخِرِ ۔ قیامت پر	ذٰلِکَ ۔ یہ	خَیْرٌ ۔ بہتر ہے	وَ ۔ اور
اَحْسَنُ ۔ اچھا	تَاْوِیْلًا ۔ طریقہ		

مختصر تفسیر آٹھواں رکوع سورۃ نساء پ۵

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ھٰٓؤُلَآءِ اَھْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ نَصِیْرًا ۝

کیا تو نے انہیں نہ دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ ملا وہ بتوں اور طاغوت کو مانتے ہیں اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ لوگ زیادہ راہ راست پر ہیں ایمان والوں سے۔ یہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جس پر اللہ تعالے لعنت کرے تو تو ہرگز اس کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

طاغوت ۔ سرکش ۔ حد سے بڑھنے والا ۔ مفسرین نے بعض جگہ طاغوت سے شیطان اس لیے مراد لیا کہ اس نے حدود سے تجاوز کیا۔

جن لوگوں نے صرف اغراض کی وجہ سے بتوں کی تعظیم کی اور کفر کو اسلام سے افضل جانا ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی اور اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

اَمْ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّنَ الْمُلْکِ فَاِذًا لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا ۝ اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ۚ فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا

کیا ملک میں ان کا کچھ حصہ ہے اگر ایسا ہو تو یہ لوگوں کو ایک تل برابر بھی نہ دیں گے یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب و حکمت عطا

marfat.com

فرمائی اور ان کو بڑا ملک دیا۔

یہود کا یہ گمان تھا کہ پیغمبری ہماری میراث ہے جو ہر زمانہ میں ہمیں ہی ملنی چاہئے اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کو عار سمجھتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ آخر کار حکومت ہم کو ہی مل کر رہیگی ان کے اس دعویٰ کا رد فرمایا گیا کہ یہ ایسے بخیل ہیں کہ اگر یہ حاکم ہو جائیں تو یہ لوگوں کو تل برابر بھی خیرات نہ کریں گے۔
حضرت ابراہیم کے گھرانے میں کتاب علم اور عظیم ملک عطا فرمایا وہ حسد و بغض کرتے ہیں جو جائز نہیں فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا۔ پھر ان میں سے کوئی ایمان لایا اور کسی نے اس سے منہ پھیرا اور دوزخ بھڑکتی آگ کافی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔ بے شک جو ہماری آیتوں سے منکر ہوئے انہیں ہم آگ میں ڈالیں گے جس وقت ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم انہیں اور کھال بدل دیں گے تاکہ عذاب چکھتے رہیں بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔
یہ آیتیں یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئیں جو اپنے آپ کو اللہ کا بیٹا اور اس کا پیارا بتاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہمارے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا آیت کریمہ

شان نزول: کعب بن اشرف وغیرہ علماء یہود ستر سواروں کی جمعیت لے کر قریش سے سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے پر حلف لینے پہنچے۔ قریش نے ان سے کہا چونکہ تم کتابی ہو اس لیے تم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ قرب رکھتے ہو ہم کیسے اطمینان کریں کہ تم ہم سے فریب کرتے ہوئے نہیں مل رہے ہو البتہ اگر تم ہمارے بتوں کو سجدہ کر لو تو ہم مطمئن ہو سکتے ہیں انہوں نے شیطان کی پیروی کرتے ہوئے بتوں کو سجدہ کر لیا۔

پھر ابو سفیان نے پوچھا کہ یہ بھی واضح کر دو کہ تمہارے نزدیک ہم راہ پر ہیں یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو کعب بن اشرف نے کہا تم ہی راہ راست پر ہو اس بابت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ان پر لعنت فرمائی اس وجہ سے کہ انہوں نے محض حضور کی عداوت میں مشرکین کے بتوں کو پوجا۔ دوسری آیت میں ان کے اس دعویٰ کا رد کیا کہ جب تمہارا یہ دعویٰ تھا کہ ملک و نبوت میں تم ہی سب سے زیادہ ہو اور اسی وجہ میں تم عربوں کی پیروی نہیں کرتے تھے اور اب عربوں کی خوشامد میں بت پرستی تک کر گذرے۔ درحقیقت اگر تمہارا کچھ ہوتا تو تمہارے بخل کا مقتضیٰ تو یہ تھا کہ اپنے سوا لوگوں کو ایک تل بھی نہ دیتے۔

marfat.com

تم نے لوگوں سے حسد کرتے ہوئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی حسد کیا اور ان مومنین سے بھی حسد کیا جنہیں اللہ نے اپنے فضل سے نبوت و نصرت و عزت عطا فرمائی۔

اور آل ابراہیم میں حضرت یوسف حضرت داؤد حضرت سلیمان علیہم السلام کو بھی سب کچھ دیا۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر فضل ہونے سے کیوں جلتے ہو۔ آخر تم میں بھی منصف مزاج تھے جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھی کہ دلائل حقہ سنتے ہی ایمان لے آئے اور وہ بھی تم ہی میں ہیں جنہوں نے حق سے منہ پھیرا اور ایمان سے محروم رہے اور جو محروم ایمان ہیں ان کے لیے بھڑکتا ہوا جہنم ہے۔ پھر کافروں کی سزا کی کیفیت ظاہر کی کہ۔

ان کی کھالیں جلنے پکنے کے بعد بدل دی جائیں گی اور ہمیشہ وہ عذاب میں ہی رہیں گے اس کے بعد بموجب اسلوب بیان قرآن کہ اگر اول جہنمی لوگوں کا ذکر کیا جائے تو بعد میں جنتیوں کا تذکرہ ضروری کیا جاتا ہے اور اگر اول جنتیوں کا ذکر ہو جائے تو بعد میں جہنمیوں کا ذکر لازمی کیا جاتا ہے اس میں لف و نشر مرتب رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اب جہنمیوں کے بعد جنتیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا ۝ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے عنقریب ہم انہیں باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے ان کے لیے ستھری بیویاں ہیں اور وہاں رہیں گے جہاں سایہ ہی سایہ ہے۔ جس کا ایمان درست ہوگا۔ اس کے اعمال بھی درست ہوں گے۔

جَنّٰتٍ ایسے باغ جن میں گھنے درخت ہوں یہ ابدی نعمت ہے کبھی اس کو زوال نہ ہوگا۔

اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ یعنی ایسی پاک بیویاں جو ہر نجاست و گندگی اور نفرت والی چیزوں سے پاک ہیں۔ اور سایہ ہی سایہ ایسا کہ جس کی راحت و آسائش فہم و ادراک کے احاطے سے بالاتر ہے۔

ظِلًّا ظَلِیْلًا۔ وہاں سورج کی تپش نہ ہوگی۔ ایمان والے چین و آرام کی زندگی پائیں گے۔

اب اس کے بعد امانتوں کے متعلق حکم نافذ ہوا۔ اور حکم الٰہی کی صورت میں عدل کی تاکید چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ۝ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے تمہیں کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں۔ دا کرو اور یہ کہ جب تم فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بیشک

marfat.com

اللہ تمہیں اچھی نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

اس آیت میں اصحاب امانات اور حکام کو امانتیں دیانت داری کے ساتھ حقدار کو ادا کرنے کا حکم ہے۔ بعض مفسرین کی یہ رائے ہے کہ اس آیت میں فرائض بھی اللہ تعالےٰ کی امانتیں ہیں ان کی ادائیگی اس حکم میں داخل ہے اور عدل کا مقتضیٰ یہ ہے کہ فریقین میں سے قطعاً کسی کی رعایت نہ ہو۔ علماء نے فرمایا کہ حاکم کو چاہئے کہ پانچ باتوں میں فریقین کے ساتھ برابر کا سلوک کرے۔

۱۔ اپنے پاس آنے میں یا تو دونوں کو موقعہ دے یا کسی کو نہ دے۔

۲۔ نشست دونوں کی مساوی ہو۔

۳۔ دونوں کی طرف یکساں متوجہ ہو۔

۴۔ بات سننے میں دونوں کی طرف یکساں توجہ رکھے۔

۵۔ فیصلہ دینے میں حق کی رعایت رکھے۔

حدیث میں ہے انصاف کرنے والے کو قرب الٰہی میں نور کا منبر عطا ہوگا۔

شان نزول: یہ آیہ کریمہ ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ شان سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو عثمان بن طلحہ حجبی جو قبیلہ بنی عبدالدار سے تھے اور کعبہ کے چابی بردار تھے۔ انہوں نے کعبہ کے دروازہ میں قفل لگا دیا اور خود چھت پر چڑھ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چابی طلب فرمائی۔ عثمان نے انکار کر دیا اور کہا اگر میں آپ کو اللہ کا رسول سمجھتا تو ضرور چابی دے دیتا۔ حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ان کی گردن پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے چابی چھین لی اور فرمایا عثمان ہوش کر تمہاری کیا طاقت ہے کہ ہمارے حضور علیہ السلام کو چابی نہ دو۔ اور چابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دی۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے دروازے کو کھولا۔ داخل کعبہ ہوئے اور وہاں سے بت نکال کر پاک کیا اور دو نفل ادا کئے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کعبہ شریف سے باہر تشریف لائے تو حضرت عباس نے عرض کی کہ حضور حاجیوں کو پانی میں پلاتا ہوں بیت اللہ شریف کی چابی بھی مجھ کو عطا فرمائی جائے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ چابی عثمان کو واپس دے آؤ۔ حضرت علی المرتضیٰ عثمان بن طلحہ کے گھر پہنچے اور معذرت سے انہیں چابی واپس کر دی۔

عثمان بن طلحہ نے کہا پہلے تو آپ بہت گرم تھے اب نرم ہیں کیا وجہ ہے؟ حضرت مولائے کائنات

marfat.com

نے یہ آیت پڑھ کر سنائی اور حضرت عثمان کو بشارت دی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اب کنجی ہمیشہ تمہاری نسل ہی میں رہے گی۔ اس پر عثمان بن طلحہ حجبی شرف اسلام سے مشرف ہو گئے۔

اس واقعہ کو محدثین نے تھوڑے تھوڑے تغیر سے بیان کیا ہے۔ مگر ارباب نقد و نظر نے اس واقعہ کو موثق نہیں مانا کیونکہ ابن عبد اللہ اور ابن مندہ اور ابن اثیر کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان بن طلحہ ۸ھ میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے اور یہاں مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ اور انہوں نے کنجی فتح مکہ کے روز اپنی خوشی سے پیش کی تھی اور بخاری و مسلم کی احادیث سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے۔ اس کے بعد اطاعت الٰہی و اطاعت رسالت پناہی کی تعلیم ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۔ اے ایمان والو پیروی کرو اللہ کی اور پیروی کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کی جو تم میں سے حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا ہو تو اسے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور بہترین طریقہ۔

أَطِيعُوا۔ اِطَاعَةٌ سے بنا۔ طَوْعٌ بمعنی خوشی۔ اصطلاح میں بخوشی کسی حکم کا ماننا اور قبول کرنا اطاعت کہلاتا ہے۔

آیہ کریمہ کا مفہوم واضح ہے۔ اللہ و رسول کی اطاعت ہی اطاعت ہے۔

بخاری مسلم کی حدیث ہے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

اسی حدیث میں ارشاد ہے جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلم امراء و حکام کی اطاعت واجب ہے جب تک کہ وہ حق کے خلاف حکم نہ کریں اور اگر حق کے خلاف حکم کریں تو ان کی اطاعت نہیں۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام تین قسم کے ہیں۔

ایک وہ جو ظاہر کتاب یعنی قرآن کریم سے ثابت ہوں۔

دوسرے وہ جو ظاہر حدیث سے۔

تیسرے وہ جو قرآن و حدیث کی طرف بطریق قیاس رجوع کرنے سے۔

marfat.com

اُولِی الْاَمْرِ میں امام، امیر، بادشاہ، حاکم، قاضی سب داخل ہیں خلافت کاملہ علی منہاج النبوۃ تو زمانہ رسالت کے تیس سال بعد تک رہی۔ اب خلافت ناقصہ رہی وہ خلفاء عباسیہ میں تھی اور اب تو امامت بھی مفقود ہے اس لیے کہ امام کے لیے قریشی ہونا شرط ہے اور یہ اکثر مقامات میں معدوم ہے۔ البتہ سلطنت و امارت باقی ہے اور چونکہ سلطان و امیر بھی اولوالامر میں داخل ہیں اس لیے ان کی اطاعت بھی بحد شریعت لازم ہے۔

شانِ نزول: حضرت خالد بن ولید ایک لشکر کے امیر بنا کر بھیجے گئے۔ اسی لشکر کے ایک سپاہی حضرت عمار بن یاسر تھے جس مقام پر حملہ ہونا تھا وہاں حملہ کی خبر مل گئی اور وہ لوگ بھاگ نکلے کہ راتوں رات بھاگ گئے اور وہ علاقہ خالی کر گئے۔ صرف ایک شخص باقی رہ گیا تھا جو رات کے اندھیرے میں حضرت یاسر سے ملا۔ اس نے حضرت یاسر کو بتایا کہ وہ مسلمان ہو چکا ہے اور اس کی قوم بھاگ گئی ہے اور وہ صرف تنہا رہ گیا ہے کیا اس کا اسلام لانا مفید ہوگا یا نہیں؟

حضرت یاسر نے فرمایا کہ تیرا اسلام تجھ کو نفع دے گا۔ لہٰذا تو اطمینان سے رہ میں ضمانت دیتا ہوں۔ وہ شخص مطمئن ہو گیا صبح جب لشکر اسلام نے اس بستی پر حملہ کیا تو سوائے اس شخص کے کسی کو نہ پایا۔ حضرت خالد نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس کا مال اپنے قبضہ میں کر لیا۔

جب حضرت عمار کو خبر ملی تو انہوں نے حضرت خالد کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ امیر لشکر میں ہوں امان کا حق مجھے ہے اس پر حضرت خالد اور عمار میں اختلاف ہو گیا۔ جب یہ دونوں حضرات مدینہ پہنچے تو معاملہ دربار رسالت پناہ میں پیش ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمار کے حق میں فیصلہ دیا اور اس شخص کو چھوڑ دیا اور حضرت عمار کو ہدایت فرمائی کہ آئندہ بغیر اجازت امیر کسی کو امان نہ دیا کریں۔

حضرت خالد نے عرض کی یا رسول اللہ عمار جیسے غلام کو میرے مقابلہ کی اجازت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو عمار کو برا کہے اللہ تعالیٰ اس کو برا کرے جو عمار سے بغض رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو۔ حضرت عمار بارگاہ نبوت سے فیصلہ لے کر چلے تو حضرت خالد ان کے پیچھے پیچھے چلے اور دامن پکڑ کر لپٹ گئے اور ان کو راضی کر لیا (روح المعانی، خازن)

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورہ نساء پ ۵

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا — کیا تم نے نہ دیکھا انہیں جو گمان کرتے تھے کہ وہ ایمان

marfat.com

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ○

لائے اس پر جو نازل ہوا تمہاری طرف اور وہ جو نازل ہوا تم سے پہلے ارادہ رکھتے ہیں یہ کہ پنچ بنائیں شیطان کو اور انہیں تو یہ حکم تھا کہ اس کو ہرگز نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں گمراہ کر دے دور کی گمراہی۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ○

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اس طرف جو اللہ کی طرف سے اترا اور رسول کی طرف نازل ہوا دیکھو گے منافقین کو کہ منہ پھیر کر تم سے منحرف ہو جاتے ہیں۔

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ڰ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ○

کیسی ہوگی جب پہنچے گی انہیں مصیبت بدلا ان کی ہوئی کرتوت کا پھر اے محبوب! تمہارے پاس آئیں گے قسم کھاتے یہ کہتے کہ ہمارا ارادہ تو یہ تھا کہ بھلائی اور میل کریں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۤ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا ○

ان کے دلوں کی بات اللہ جانتا ہے تو آپ ان سے اعراض فرمائیں اور انہیں نصیحت کریں اور انہیں رسائی کی بات سے پہنچائیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اس کی پیروی کی جائے خدا کے حکم سے اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تیرے حضور حاضر ہوں تو اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کے لیے معافی چاہے تو ضرور اللہ کو پائیں گے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا

تو تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تمہیں حاکم نہ بنائیں اپنے آپس کے جھگڑوں میں پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں ذرہ بھر رکاوٹ اس سے

marfat.com

تَسْلِيْمًا ۝
وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ
اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا
قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا
يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ
تَثْبِيْتًا ۝
وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا
عَظِيْمًا ۝
وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝
وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ
مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ
النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ
الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝
ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
عَلِيْمًا ۝

جو تم حکم سناؤ اور جی سے مان لیں۔

اور اگر ہم فرض کرتے ان پر کہ اپنے آپ کو قتل کرو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو نہ کرتے وہ سب مگر تھوڑے ان سے اور اگر وہ کرتے وہی جو ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو ان کے لیے بھلا تھا اور ایمان کا مضبوط ہوتا۔

اور جب وہ ایسے ہوتے تو ہم انہیں اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتے۔

اور ضرور انہیں راہ دکھاتے سیدھی راہ۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع ہو تو یہ وہ ہیں جو معیت میں ہوں گے ان کی جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ مبارک ہیں ساتھی۔

یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔

لفظی ترجمہ

اَ ۔ کیا	لَمْ ۔ نہ	تَرَ ۔ دیکھا تو نے	اِلَى ۔ طرف
الَّذِيْنَ ۔ ان کی جو	يَزْعُمُوْنَ ۔ گمان کرتے تھے کہ		اَنَّهُمْ ۔ وہ
اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے	بِمَا ۔ اس پر جو	اُنْزِلَ ۔ اترا	اِلَيْكَ ۔ تمہاری طرف
وَ ۔ اور	مَا ۔ جو	اُنْزِلَ ۔ اترا	مِنْ قَبْلِكَ ۔ تم سے پہلے
يُرِيْدُوْنَ ۔ چاہتے ہیں	اَنْ ۔ یہ کہ	يَّتَحَاكَمُوْٓا ۔ پہنچ جائیں	اِلَى ۔ طرف
الطَّاغُوْتِ ۔ شیطان کی	وَ ۔ اور	قَدْ ۔ بیشک	اُمِرُوْٓا ۔ حکم ملا تھا انہیں
اَنْ ۔ یہ کہ	يَّكْفُرُوْا ۔ انکار کریں	بِهٖ ۔ اس کا	وَ ۔ اور
يُرِيْدُ ۔ چاہتا ہے	الشَّيْطٰنُ ۔ شیطان	اَنْ ۔ یہ کہ	يُّضِلَّهُمْ ۔ گمراہ کرے ان کو

marfat.com

ضَلٰلًا۔ گمراہ	بَعِيدًا۔ بعید	وَ۔ اور	اِذَا۔ جب
قِيلَ۔ کہا جاتا ہے	لَهُمْ۔ ان کو	تَعَالَوْا۔ آؤ	اِلٰى۔ طرف
مَا۔ اس کے جو	اَنْزَلَ۔ اتارا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	وَ۔ اور
اِلَى۔ طرف	الرَّسُولِ۔ رسول کی تو	رَاَيْتَ۔ دیکھتا ہے تو	الْمُنٰفِقِينَ۔ منافقوں کو
يَصُدُّونَ۔ منہ موڑے ہوئے	عَنْكَ۔ تم سے	صُدُودًا۔ پھرنا	فَكَيْفَ۔ تو کیسا ہوگا
اِذَا۔ جب	اَصَابَتْهُمْ۔ پہنچے گی انکو	مُصِيبَةٌ۔ مصیبت	بِمَا۔ بسبب اسکے جو
قَدَّمَتْ۔ پہلے کر چکے	اَيْدِيهِمْ۔ ان کے ہاتھ	ثُمَّ۔ پھر	جَاءُوكَ۔ پھر آئیں وہ
تمہارے پاس	يَحْلِفُونَ۔ قسم کھاتے ہوئے	بِاللّٰهِ۔ اللہ کی	اِنْ۔ کہ نہیں
اَرَدْنَا۔ ارادہ کیا ہم نے	اِلَّا۔ مگر	اِحْسَانًا۔ بھلائی	وَ۔ اور
تَوْفِيقًا۔ [illegible] کا	اُولٰئِكَ۔ یہ	الَّذِينَ۔ وہ ہیں کہ	يَعْلَمُ اللّٰهُ۔ جانتا ہے اللہ
مَا۔ جو	فِي۔ بیچ	قُلُوبِهِمْ۔ انکے دلوں کے ہے	فَاَعْرِضْ۔ تو منہ پھیرو
عَنْهُمْ۔ ان سے	وَ۔ اور	عِظْهُمْ۔ نصیحت کرو ان کو	
وَ۔ اور	قُلْ۔ کہو	لَهُمْ۔ انکے لیے	فِي۔ بیچ
اَنْفُسِهِمْ۔ انکے	قَوْلًا۔ بات	بَلِيغًا۔ رسائی کی	وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے	مِنْ رَّسُولٍ۔ کوئی رسول	اِلَّا۔ مگر
لِيُطَاعَ۔ اس لیے کہ پیروی ہو اس کی		بِاِذْنِ۔ حکم سے	اللّٰهِ۔ اللہ کے
وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	اَنَّهُمْ۔ وہ	اِذْ۔ جب
ظَلَمُوا۔ ظلم کر بیٹھیں	اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جانوں پر	جَاءُوكَ۔ آئیں	لَكَ۔ آپکے پاس
فَاسْتَغْفَرُوا۔ تو بخشش چاہیں		اللّٰهَ۔ اللہ سے	وَ۔ اور
اسْتَغْفَرَ۔ بخشش چاہے	لَهُمُ۔ ان کے لیے	الرَّسُولُ۔ رسول	لَوَجَدُوا۔ تو پائیں
اللّٰهَ۔ اللہ کو	تَوَّابًا۔ توبہ قبول کرنے والا		رَّحِيمًا۔ مہربان
فَلَا۔ تو نہیں	وَ۔ اور قسم ہے	رَبِّكَ۔ تیرے رب کی	لَا۔ نہیں
يُؤْمِنُونَ۔ مومن ہوں گے	حَتّٰى۔ جب تک	يُحَكِّمُوكَ۔ حکم نہ مانیں	لَكَ۔ آپ کا
فِيمَا۔ بیچ	مَا۔ اس کے جو	شَجَرَ۔ جھگڑا ہو	بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان
ثُمَّ۔ پھر	لَا۔ نہ	يَجِدُوا۔ پائیں	فِي۔ بیچ

marfat.com

اَنْفُسِهِمْ۔ اپنی جانوں کے	حَرَجًا۔ کوئی تنگی	مِّمَّا۔ اس سے جو	قَضَيْتَ۔ تو فیصلہ کرے ان
ہیں	وَ۔ اور	يُسَلِّمُوْا۔ مان لیں	تَسْلِيْمًا۔ پورا ماننا
وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	اَنَّا۔ ہم	كَتَبْنَا۔ فرض کریں
عَلَيْهِمْ۔ ان پر	اَنِ۔ یہ کہ	اقْتُلُوْا۔ قتل کرو	اَنْفُسَكُمْ۔ اپنی جانوں کو
اَوِ۔ یا	اخْرُجُوْا۔ نکل جاؤ	مِنْ دِيَارِكُمْ۔ اپنے گھروں سے تو	
مَّا۔ نہ	فَعَلُوْهُ۔ کرتے ایسا	اِلَّا۔ مگر	قَلِيْلٌ۔ تھوڑے
مِّنْهُمْ۔ ان میں سے	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	اَنَّهُمْ۔ وہ
فَعَلُوْا۔ کرتے	مَا۔ جو	يُوْعَظُوْنَ۔ نصیحت دیے جاتے	
بِهٖ۔ اس کی	لَكَانَ۔ تو ہوتا	خَيْرًا۔ بہتر	لَّهُمْ۔ ان کے لیے
وَ۔ اور	اَشَدَّ۔ مضبوطی سے	تَثْبِيْتًا۔ جمنا	وَ۔ اور
اِذًا۔ ایسا کریں گے تو	لَّاٰتَيْنٰهُمْ۔ دیں گے ہم انہیں	مِّنْ لَّدُنَّا۔ اپنے پاس سے	
اَجْرًا۔ اجر	عَظِيْمًا۔ بڑا	وَ۔ اور	لَهَدَيْنٰهُمْ۔ ہدایت کریں
گے ہم انکو	صِرَاطًا۔ راہ	مُّسْتَقِيْمًا۔ سیدھی کی	وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	يُّطِعِ۔ پیروی کرے	اللّٰهَ۔ اللہ کی	وَ۔ اور
الرَّسُوْلَ۔ رسول کی	فَاُولٰٓئِكَ۔ تو وہ ہیں	مَعَ۔ جو ساتھ ہوں	الَّذِيْنَ۔ ان کے
اَنْعَمَ۔ جن پر انعام کیا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	مِّنَ النَّبِيّٖنَ۔ نبیوں
سے	وَ۔ اور	الصِّدِّيْقِيْنَ۔ صدیقوں سے	وَ۔ اور
الشُّهَدَآءِ۔ شہیدوں سے	وَ۔ اور	الصّٰلِحِيْنَ۔ نیکوں سے	وَ۔ اور
حَسُنَ۔ اچھی ہے	اُولٰٓئِكَ۔ یہ	رَفِيْقًا۔ رفاقت	ذٰلِكَ۔ یہ
الْفَضْلُ۔ فضل	مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ کا ہے	وَ۔ اور	كَفٰى۔ کافی ہے
بِاللّٰهِ۔ اللہ	عَلِيْمًا۔ جاننے والا		

مختصر تفسیر نواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

marfat.com

يُرِيدُونَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ○ کیا تم نے نہ دیکھا جن کا دعویٰ تھا کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف نازل ہوا اور اس پر جو تم سے پہلے نازل ہوا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور ان کو تو حکم تھا کہ اسے ہرگز نہ مانیں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں گمراہ کر دے گمراہی دور کی۔

شان نزول :- ایک منافق تھا جس کا نام بشیر تھا اس کا ایک یہودی سے جھگڑا ہوا یہودی نے کہا چلو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرائیں۔ منافق سمجھا تھا کہ حضور بلا رعایت حق کا فیصلہ کریں گے اور اس طرح یہودی کا منشا پورا ہوگا۔ اس منافق نے کہا چلو کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرائیں۔ قرآن کریم نے طاغوت فرما کر کعب بن اشرف مراد لیا ہے۔

یہودی جانتا تھا کہ کعب بن اشرف رشوت خور ہے اور حضور کی ذات مقدسہ ان عیوب سے مبرا و منزہ ہے اس نے باوجود ہم مذہب ہونے کے کعب کو پنچ تسلیم نہ کیا۔ مجبوراً منافق کو بھی حضور کے فیصلہ کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ حضور نے فیصلہ دیا اور وہ یہودی کے موافق تھا۔

بشر منافق نے فیصلہ سن کر یہودی کو مجبور کیا کہ حضرت صدیق اکبر کے پاس چلو یہ فیصلہ ان سے کرائیں یہ دونوں بارگاہ صدیق میں آئے صدیق اکبر نے بھی یہودی کے حق میں فیصلہ دیدیا۔

بشر منافق بولا کہ میری تسلی اب بھی نہیں ہوئی چلو حضرت عمر کے پاس چل کر فیصلہ کرائیں یہودی نے کہا اچھا چل۔ چنانچہ یہودی آیا اور اس نے حضرت عمر سے عرض کر دیا کہ میرا فیصلہ حضور اور صدیق سے فرما چکے ہیں لیکن یہ حضور کے فیصلہ پر راضی نہیں اسی وجہ میں آپ کے پاس مجھے لایا۔

آپ نے ان کو فرمایا اچھا میں ابھی آ کر فیصلہ کرتا ہوں آپ مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اس منافق کو قتل کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کے لیے میرا یہ فیصلہ ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس کے ان نفاق کے مریضوں کا نقشہ دکھایا جاتا ہے کہ وہ جس طرح حق سے بھاگتے ہیں چنانچہ ارشاد باری ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ○ اور جب ان سے کہا جائے اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔ جس طرح بشر منافق پھرا۔

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ڰ بِاللّٰهِ اِنْ

marfat.com

اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا تو کیسی ہوگی جب ان پر کوئی مصیبت پڑے بدلا اس کا جوان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو پھر آئیں آپ کے حضور اللہ کی قسم کھاتے کہ ہمارا مقصد تو بھلائی اور میل جول ہی تھا۔

جیسے بشر منافق کا آخر اسے اپنے نفاق سے باز ہونے کا موقع ہی نہ ملا اور وہ غیرت فاروق سے مارا گیا اس کے رشتہ دار عذر و ندامت کا اظہار کرتے ہوئے آئے اور اس کے خون کا بدلہ طلب کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی معذرتیں منظور نہ کیں اور ان کے خون کا بدلہ نہیں دیا اس لیے کہ وہ حضور کے فیصلے سے خوش نہ ہونے کی وجہ میں کشتنی ہی تھا۔ اس کے بعد طریقہ ہدایت تعلیم دیا جاتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا۔ ان کے دلوں کی باتیں تو اللہ جانتا ہے تو تم ان سے چشم پوشی کرو اور انہیں سمجھاؤ اور ان کے معاملہ میں ان سے رسائی کی بات کہو۔

تاکہ وہ نصیحت ان کے دلوں میں گھر کر جائے ورنہ حشر تو وہی ہے جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کیا یعنی انہیں دنیا سے ہمیشہ کے لیے رخصت کر دیا۔ آگے اطاعت رسول پر حکم کا نفاذ ہے اور رسالت رسول کی اہمیت کا اظہار ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے۔

اس آیت سے ظاہر ہوا کہ جب رسول کا بھیجنا ہی اس لیے ہے کہ وہ مطاع بنا۔ جائیں اور ان کے بھیجنے کی علت کو حصر انفراد کے ساتھ بہتم بالشان کیا تو واضح ہوا کہ رسل کرام کی اطاعت فرض ہے اور جو ان کے حکم سے راضی نہ ہو اس نے حقیقتاً تسلیم رسالت رسول نہیں کیا اور ایسا شخص واجب القتل اور کافر ہے۔

حضرت ابوبکر عاصم فرماتے ہیں کہ کچھ منافقوں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کی نیت کی جب یہ لوگ بری نیت سے حاضر ہوئے تو دربار رسالت پناہ میں مہاجرین و انصار کا مجمع تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ کچھ لوگ اس مجلس میں بری نیت سے آئے ہیں جس میں وہ کامیاب نہ ہو سکیں گے وہ کھڑے ہو کر اخلاص سے اپنے رب کے حضور توبہ کریں ہم بھی دعاء مغفرت کریں گے پھر دوبارہ ارشاد فرمایا یہ لوگ نہ اٹھے حضور علیہ السلام نے نام لے کر محفل سے نکل جانے کا حکم دیا یہ بارہ تھے انہوں نے معذرت چاہی لیکن ان کی توبہ قبول نہ ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی۔

پھر علی الخصوص ذات مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے منصب کو ظاہر کیا گیا اور فرمایا۔

marfat.com

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب) وہ تمہارے حضور حاضر ہوں پھر بخشش مانگیں اللہ سے اور رسول ان کی سفارش کریں تو ضرور اللہ کو پائیں توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ تو اے محبوب، تیرے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تجھے حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تو حکم دے اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

اِذْ ظَّلَمُوْٓا۔ یعنی نافرمانی و معصیت کرکے اپنے کو مجرم بنالیں تو آپ ہی کا ذریعہ وہ ذریعہ ہے جس سے وہ نجات پا سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ احدیت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت ہی کاربرآری کا ذریعہ ہے۔

سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک اعرابی روضہ اطہر پر حاضر ہوا اور قبر مبارک کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں آیت بھی ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے بخشش مانگنے حاضر ہوا ہوں تو اب آپ میرے رب سے میرے گناہوں کی بخشش کرا دیجیے۔ اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ اے اعرابی جا تیری بخشش کی گئی۔

اس سے چند مسائل مستنبط ہوئے۔

۱:۔ بارگاہ الٰہی میں عرض حاجت کے لیے مقبولانِ بارگاہ کا وسیلہ لینا ذریعہ کامیابی ہے۔

۲:۔ قبر پر حاجت روائی کے لیے جانا بھی جآءُوْكَ میں داخل ہے اور خیر القرون کا معمول رہا ہے۔

۳:۔ بعد وفات مقبولانِ حق کو یا کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔

۴:۔ مقبولانِ الٰہی مدد فرماتے ہیں ان کی دعا سے حاجتمندوں کی حاجتیں بر آتی ہیں۔

پھر ذات مصطفیٰ کی قسم کے بعد آپ کا دوسرا منصب ظاہر فرمایا کہ آپ کا حکم ہی حکم ہے اور آپ کا فیصلہ جب تک بصدق دل نہ مانا جائے کوئی مسلمان مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔

شانِ نزول:۔ آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ پہاڑوں سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب رسانی کرتے ہیں اس میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ایک انصاری کا تنازعہ ہو گیا۔ مقدمہ بارگاہ رسالت پناہ میں آیا حضور نے فیصلہ دیا کہ زبیر اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے ہمسایہ کی طرف وہ پانی چھوڑ دے۔

marfat.com

یہ فیصلہ انصاری کو گراں گزرا اور اس کی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ زبیر حضور کے پھوپھی زاد بھائی ہیں یا آنکہ حضور نے حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ لیکن انصاری نے اس کی قدر نہ کی حضور نے دوبارہ حکم دے دیا کہ زبیر اپنا باغ سیراب کر کے پانی روک لو انصاف قائم ہی لوجہ قرب کے مستحق ہوا اس پر آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ خازن۔ روح المعانی۔

اس کے بعد تعلیم میں گذشتہ واقعہ پیش فرما کر جو بنی اسرائیل میں پیش آیا ایک صحابی کے دعوی کا رد کیا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۙ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّاۤ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۔

اور اگر ہم فرض کرتے ان پر کہ اپنے آپ کو قتل کریں یا اپنے گھروں سے نکل جائیں تو نہ کرتے وہ مگر ان میں سے تھوڑے اور اگر وہ کرتے جس بات کی انہیں نصیحت دی جاتی ہے تو اس میں ان کا بھلا تھا اور ایمان کی مضبوطی اور اگر ایسا ہوتا تو ضرور ہم انہیں اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتے اور ضرور انہیں سیدھی راہ کی ہدایت کرتے۔

شان نزول:۔ ثابت بن قیس بن شماس، ابن مسعود عمار بن یاسر وغیرہ کا کچھ یہود سے مناظرہ ہوا۔ یہودی بولے کہ ہم اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کے ایسے مطیع ہیں کہ انہوں نے ہم کو ایک خطا کی معافی کے لیے جان دینے کو کہا تو ہم نے بلا عذر اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کر دیا اور ستر ہزار قتل ہو گئے تمہارا یہ حال ہے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو جہاد کا حکم دیتے ہیں جس میں تمہارا ہی بھلا ہے تو تم میں سے بعض لوگ حیلے بہانے پیش کرتے ہیں۔

صحابہ کرام نے جواباً فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ہماری جانیں ہیں اگر ہم کو ہمارے آقا جان دینے اور گھر بار چھوڑنے کا حکم دیں تو بلا تامل تعمیل کریں گے یہ آیت ان کی تائید اور منافقین کے رد میں نازل ہوئی۔ روح المعانی

اس کے بعد اطاعت الٰہی و اطاعت رسالت پناہی کا حکم ظاہر فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۔

marfat.com

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا ہے
نبیوں سے اور صدیقوں سے اور شہیدوں سے اور صالحوں سے اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں یہ اللہ کا فضل
ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔

اس آیت میں اللہ تعالے نے اطاعت الٰہی اور اطاعت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کا
درجہ ظاہر فرمایا اور بتایا کہ ہمارے رسول کے مخلص فرمانبردار جنت میں ان لوگوں کی معیت وصحبت
اور دیدار سے متمتع ہوں گے۔

اَلنَّبِیّٖنَ۔ نبیؐ کی جمع ہے غیب کی خبر دینے والے، یہ اللہ کے پیغام بندوں تک کما حقہ پہنچانے
والے ہیں۔ ان کے بعد منعم علیہم کا پہلا درجہ صدیق کا ہے۔

صدیق انبیاء کے سچے متبع کو کہتے ہیں جو اخلاص کے ساتھ ان کی راہ پر قائم
رہے لیکن یہاں صرف افاضل اصحاب نبی کریم مراد ہیں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

شہید وہ ہیں جنہوں نے راہ خدا میں جانیں دیں اور شہادت حق اپنے خون سے پیش کر دی
صالح وہ دیندار جو حق العباد اور حق اللہ دونوں ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے اور ان کے احوال و اعمال
اور ظاہر و باطن اچھے اور پاک ہوں، بیدالشئی نیک ہو۔

شان نزول:۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدرجہ اتم
محبت تھی حتی کہ ایک ساعت حضور کی جدائی گوارا نہ تھی۔ ایک روز غمگین حاضر آئے اور حضور نے دیکھا
کہ چہرہ کا رنگ متغیر ہے حضور نے وجہ دریافت کی، عرض کیا حضور مجھے نہ کوئی بیماری ہے نہ درد بجز اس
کے کہ جب حضور سامنے نہیں ہوتے تو وجہ آخر تک وحشت و پریشانی ہوتی ہے اسی تفکر کو جب آخرت
کے ساتھ دیکھتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پا سکوں گا اس لیے کہ وہاں حضور کا مقام
اعلیٰ ترین ہوگا، میری وہاں کس طرح رسائی ہوگی۔

اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں حضرت ثوبان کو تسلی دی گئی کہ باوجود فرق مراتب کے متعلق
فرمانبرداروں کو معیت کا شرف حاصل ہوگا۔ اور حضور نے بھی انہیں بشارت دی اور فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ
اَحَبَّ (رضائی) آخرت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے۔

امام مقاتل فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ گھر میں تشریف لے
جاتے ہیں تو پھر ناہم کو بھی گھر جانا پڑتا ہے دیکھتے ہیں اچھے لگتے ہیں نہ گھر بار جب تک حضور کی زیارت نہ
کرلیں ہم کو قرار و سکون حاصل نہیں ہوتا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

marfat.com

۱۰

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع سورۃ نساء

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝

اے ایمان والو اپنی حفاظت کرو اور دشمن کی گھات سے بچو تو نکلو جمع ہو کر یا تھوڑے یا نکلو تم سب جمع ہو کر۔

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝

اور تم میں سے وہ بھی ہیں جو دیر لگائیں تو اگر کوئی پہنچے تمہیں مصیبت تو کہے کہ خدا نے مجھ پر انعام کیا کہ میں نہ تھا ان میں موجود۔

وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

اور اگر تمہیں پہنچا اللہ کا فضل تو ضرور کہیں گویا کہ تھی تم میں اور اس میں دوستی کاش کہ میں ہوتا ان کے ساتھ تو پہنچتا زبردست مراد کو۔

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

تو انہیں چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں لڑیں جو بیچ چکے ہیں زندگی دنیا کو آخرت کے بدلے اور جو لڑے اللہ کی راہ میں تو قتل ہو جائے یا غالب آئے تو عنقریب دیں گے ہم اسے بڑا ثواب۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝

اور کیا ہوا تمہیں کہ نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں اور کمزور مردوں سے اور عورتوں سے اور ان بچوں سے جو یہ دعا کر رہے ہیں اے ہمارے رب نکال ہمیں اس بستی سے جس کے لوگ ظالم ہیں اور کر ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار اور کر ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ

وہ جو ایمان لائے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو کفر کر کے لڑتے ہیں شیطان کی راہ میں تو لڑو حمایتیوں سے شیطان کے بیشک شیطان کا مکر کمزور ہے۔

marfat.com

إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝

لفظی ترجمہ

يٰاَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے جو	خُذُوْا۔ پکڑو
حِذْرَ۔ بچاؤ	كُمْ۔ اپنا	فَانْفِرُوْا۔ تو نکلو	ثُبَاتٍ۔ تھوڑے سے
اَوْ۔ یا	انْفِرُوْا۔ نکلو	جَمِيْعًا۔ جمع ہو کر	وَ۔ اور
اِنَّ۔ بیشک	مِنْكُمْ۔ تم میں سے	لَمَنْ۔ وہ بھی ہے جو	لَيُبَطِّئَنَّ۔ دیر کرتا ہے
فَاِنْ۔ تو اگر	اَصَابَتْكُمْ۔ پہنچے تم کو	مُّصِيْبَةٌ۔ کوئی مصیبت	قَالَ۔ کہتا ہے
قَدْ۔ بیشک	اَنْعَمَ۔ انعام کیا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	عَلَيَّ۔ مجھ پر
اِذْ۔ جبھی تو	لَمْ۔ نہیں	اَكُنْ۔ ہوا میں	مَّعَهُمْ۔ ان کے ساتھ
شَهِيْدًا۔ حاضر	وَ۔ اور	لَئِنْ۔ اگر	اَصَابَكُمْ۔ پہنچے تم کو
فَضْلٌ۔ فضل	مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے	لَيَقُوْلَنَّ۔ تو کہے	كَاَنْ۔ گویا کہ
لَمْ۔ نہیں	تَكُنْ۔ ہے	بَيْنَكُمْ۔ تم میں	وَ۔ اور
بَيْنَهٗ۔ اس میں	مَوَدَّةٌ۔ محبت	يٰلَيْتَنِيْ۔ کاش	كُنْتُ۔ ہوتا میں
مَعَهُمْ۔ انکے ساتھ	فَاَفُوْزَ۔ تو پہنچتا میں	فَوْزًا۔ مراد	عَظِيْمًا۔ بڑی کو
فَلْيُقَاتِلْ۔ تو لڑیں	فِيْ۔ بیچ	سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ خدا کی راہ کے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
يَشْرُوْنَ۔ بیچتے ہیں	الْحَيٰوةَ۔ زندگی	الدُّنْيَا۔ دنیا کو	بِالْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے بدلے
وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	يُّقَاتِلْ۔ لڑے	فِيْ۔ بیچ
سَبِيْلِ۔ راہ	اللّٰهِ۔ خدا کے	فَيُقْتَلْ۔ تو مارا جائے	اَوْ۔ یا
يَغْلِبْ۔ غالب آئے	فَسَوْفَ۔ تو جلدی	نُؤْتِيْهِ۔ دیں گے ہم اسے	اَجْرًا۔ اجر
عَظِيْمًا۔ بڑا	وَ۔ اور	مَا۔ کیا ہے	لَكُمْ۔ تم کو
لَا۔ نہیں	تُقَاتِلُوْنَ۔ لڑتے تم	فِيْ۔ بیچ	سَبِيْلِ۔ راہ
اللّٰهِ۔ خدا کے	وَ۔ اور	الْمُسْتَضْعَفِيْنَ۔ کمزور	مِنَ الرِّجَالِ۔ مردوں سے
وَ۔ اور	النِّسَآءِ۔ عورتوں سے	وَ۔ اور	الْوِلْدَانِ۔ بچوں سے

marfat.com

الَّذِيْنَ۔ وہ جو — يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں — رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب — اَخْرِجْنَا۔ نکال ہم کو

مِنْ هٰذِهِ۔ اس — الْقَرْيَةِ۔ بستی سے کر — الظَّالِمِ۔ ظالم ہیں — اَهْلُهَا۔ اس کے لوگ

وَ۔ اور — اجْعَلْ۔ بنا — لَنَا۔ ہمارے لیے — مِنْ لَّدُنْكَ۔ اپنی طرف سے

وَلِيًّا۔ حمایتی — وَ۔ اور — اجْعَلْ۔ بنا — لَنَا۔ ہمارے لیے

مِنْ لَّدُنْكَ۔ اپنی طرف سے — نَصِيْرًا۔ مددگار — اَلَّذِيْنَ۔ وہ جو — اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے

يُقَاتِلُوْنَ۔ لڑتے ہیں — فِيْ۔ بیچ — سَبِيْلِ۔ راہ — اللّٰهِ۔ اللہ کے

وَ۔ اور — الَّذِيْنَ۔ وہ جو — كَفَرُوْا۔ کافر ہیں — يُقَاتِلُوْنَ۔ لڑتے ہیں

فِيْ۔ بیچ — سَبِيْلِ۔ راہ — الطَّاغُوْتِ۔ شیطان کے — فَقَاتِلُوْا۔ تو لڑو

اَوْلِيَآءَ۔ دوستوں سے — الشَّيْطٰنِ۔ شیطان کے — اِنَّ۔ بیشک — كَيْدَ۔ مکر

الشَّيْطٰنِ۔ شیطان کا — كَانَ۔ ہے — ضَعِيْفًا۔ کمزور

مختصر تفسیر دسواں رکوع سورۂ نساء پ ۵

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۔ اے ایمان والو! دشمن کی گھات سے ہوشیار رہو تو دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا سب اکٹھے ہو کر نکلو۔

حذر کے معنی سلاح کے ہیں۔

ایک قول ہے کہ حذر مصدر ہے اور وہ خوف سے بچنے کے معنی دیتا ہے۔ تو اس آیت میں کنایۃً حکم ہے کہ اسلحہ اور وہ آلات جس سے محفوظ رہ سکے مسلمان کو رکھنا چاہیے۔

محققین نے اسی بنا پر اس کا کنایہ مفہوم یہ بتایا کہ اِسْتَعِدُّوْا لِعَدُوِّكُمْ وَتَيَقَّظُوْا وَاحْتَرِزُوْا مِنْهُمْ وَلَا تُمَكِّنُوْهُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ یعنی تیار رہو دشمن کے لیے یا ہوشیار رہو اور دشمن کی صحبت سے بچے رہو اور ہتھیار اپنے پاس رکھو۔ حفاظت جان کے لیے ہتھیار رکھنا اور تدابیر حفاظت کرنا شرعاً جائز و مستحسن ہے۔ ثُبَاتٍ۔ ثُبَةٌ کی جمع ہے چھوٹی سی ٹولی۔ جماعت جو دس افراد سے زائد ہو اس سے مراد سریہ ہے جس میں حضور علیہ السلام نے شرکت نہ کی ہو۔

جمیعًا سے مراد بڑی جماعت ہے جو پانچ سو تک ہو۔

جیش جو آٹھ ہزار تک ہو۔ آیت کا معنی یہ ہوا کہ احتیاط سے سامان حرب جمع کرو پھر جماعت کی صورت

marfat.com

میں کفار کی طرف روانہ ہو جاؤ۔

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۔ اور تم میں بعض وہ ہیں کہ ضرور ڈھیل کریں گے (جہاد میں جانے سے) تو اگر تم پر کوئی مصیبت پہنچے تو کہے خدا نے مجھ پر احسان کیا کہ میں ان کے ساتھ حاضر نہ تھا۔

وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۔ اور اگر تمہیں اللہ کا فضل پہنچے تو ضرور کہے گویا تم میں اس میں کوئی دوستی نہ تھی اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی مراد پاتا۔

منافقین کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ جہاد میں عدم شمول اور بہانہ سازی کرتے ہیں گویا وہ محروم فضل حسرتوں میں کف افسوس ملتا اور کہتا ہوا کہ اگر میں بھی تمہارے ہمرکاب ہوتا تو مجھے بھی مال غنیمت ملتا اور فتح کرنے والوں کے ساتھ ہوتا۔

اس کے بعد جہاد کی فرضیت کا حکم آیا اور اس کی فضیلت بیان ہوئی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔ تو انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہئے جو دنیا کی زندگی بیچ کر آخرت خریدتے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر شہید ہو یا غالب آئے تو عنقریب ہم اسے بڑا ثواب دیں گے۔

اس آیت میں جانفروشوں کی شان ظاہر فرما کر جہاد میں شہید ہونے والے یا فتح کرنے والوں کا اجر عظیم واضح کیا اس کے بعد حکم جہاد سنایا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۔

اور تمہیں کیا ہے کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں حالانکہ کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کی یہ آوازیں ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔

جہاد فرض فرما کر بتا دیا کہ اس سے علیحدہ رہنے یا اس کے ترک کرنے کے لیے تمہارے پاس کوئی عذر نہیں تمہارا فرض ہے کہ ان کمزور مسلمانوں کو کفار کے پنجۂ ظلم سے چھڑاؤ جنہیں مکہ مکرمہ میں مشرکین نے

marfat.com

قید کر لیا تھا اور طرح طرح کی ایذائیں دے رہے تھے اور ان کی عورتوں اور بچوں تک پر بے رحمانہ مظالم کرتے تھے اور لوگ ان کے ہاتھوں میں مجبور تھے اس حالت میں وہ اپنے رب سے اپنی خلاصی اور مدد الٰہی کی دعائیں کرتے پھر یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالے نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا ولی و مددگار بنا کر انہیں مشرکین کے ظلم و استبداد سے چھڑایا مکہ فتح ہوا آپ نے کر دیا۔

شان نزول: مشرکین مکہ میں مسلمانوں کو ایذائیں دے رہے تھے قبل از ہجرت ایک جماعت صحابہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں کافروں سے مقابلہ کی اجازت دی جائے انہوں نے ہمیں بہت ستایا ہے۔ بڑی ایذائیں پہنچاتی ہیں حضور نے فرمایا ابھی جنگ سے ہاتھ روکے رہو اور نماز زکوٰۃ جو تم پر فرض ہے وہ ادا کرتے رہو اس کے بعد یہ جہاد اور قتل کا فرق ظاہر ہوا جس سے واضح کیا کہ جہاد اسلامی کیا ہے اور شیطانی کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۔ ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور یہ جہاد ہے اور وہ جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں (یہ محض فساد فی الارض ہے) تو شیطان کے دوستوں سے لڑو بے شک شیطان کا داؤ کمزور ہے۔

آیات سابقہ سے یہ امر واضح ہوا کہ نماز زکوٰۃ جہاد سے پہلے فرض ہوئیں اس کے بعد جہاد کی فرضیت نازل ہوئی۔

اب اگلے رکوع میں اس امر کو واضح فرمایا گیا کہ نماز زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد جہاد فرض ہوا۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ

کیا دیکھا تم نے انہیں جن کے لیے کہا گیا اپنے ہاتھ روکو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو تو جب فرض کیا گیا ان پر جہاد تو ان میں سے ایک فریق لوگوں سے ڈرنے لگا جیسے اللہ سے ڈرے یا اس سے بھی زیادہ خوف زدہ اور بولے اے رب ہمارے کیوں فرض کیا ہم پر جہاد کیوں نہ جینے دیا ہمیں

marfat.com

مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ
اتَّقٰى ۫ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝

کہہ دو مدت فرما دیجئے دنیا کی متاع تھوڑی ہے
اور آخرت تقویٰ والوں کے لیے بہتر ہے اور تم
پر خرما کے دھاگے برابر ظلم نہ ہوگا۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ
فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ
حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ
وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ
عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَا لِ
هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ
حَدِيْثًا ۝

تم جہاں کہیں بھی ہو گے پا لے گی تمہیں موت اگرچہ تم
ہو مضبوط قلعوں میں اور اگر تمہیں کوئی بھلائی
پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر پہنچے
کوئی تکلیف تو کہیں یہ آپ کی طرف سے آئی فرما
دیجئے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے تو کیا ہوا
اس قوم کو کہ نہیں معلوم ہوتے سمجھنے والے کسی
بات کے۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ
اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَ
اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
شَهِيْدًا ۝

تجھے جو پہنچے بھلائی تو وہ اللہ کی طرف سے ہے
اور جو پہنچے تجھے برائی سے تو وہ تیری شامت
نفس سے ہے اور اے محبوب! ہم نے تمہیں بھیجا
ہے لوگوں کے لیے رسول اور اللہ کافی ہے گواہ۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ
مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝

جو پیروی کرے گا رسول کی وہ یقیناً اللہ کا پیرو ہے
اور جو منحرف ہوا تو ہم نے تمہیں ان کا محافظ
نہیں بھیجا۔

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ
بَيَّتَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ
تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى
بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اور کہتے ہیں ہم نے حکم مانا جب نکل کر جاتے ہیں
تمہارے پاس سے تو رات میں ان میں سے ایک
گروہ جو کہ گیا تھا اس کے خلاف منصوبے کرتا
ہے اور اللہ علم رکھتا ہے ان کی منصوبہ بندی کا تو
اے محبوب ان سے چشم پوشی کرو اور اللہ پر بھروسہ
کرو، اور کافی ہے اللہ تمہارا وکیل۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ
غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر ہوتا غیر خدا
کے پاس تو اس میں ضرور اختلاف پاتے بہت

marfat.com

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ
أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ
وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ
يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا
قَلِيلًا ○

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا
نَفْسَكَ ۚ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ عَسَى
اللَّهُ أَن يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَ
اللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنكِيلًا ○

مَّن يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُ
نَصِيبٌ مِّنْهَا ۖ وَمَن يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً
يَكُن لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ
شَيْءٍ مُّقِيتًا ○

وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا
أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
حَسِيبًا ○

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ
يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ وَمَنْ
أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ○

اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی بات امن یا خوف کی چرچا کر ڈالتے ہیں اور اگر لوٹاتے اسے رسول کی طرف یا ذی اختیار لوگوں کی طرف جو ان میں سے ہیں تو ضرور جان لیتے اس کی حقیقت اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا اور رحمت تم پر تو ضرور متبع شیطان کے ہو جاتے مگر تھوڑے۔

تو اے محبوب اللہ کی راہ میں جہاد کرو تم تکلیف نہ دیے جاؤ گے مگر اپنے دم کی اور مومنین کو آمادہ کرو قریب ہے کہ اللہ کافروں کی سختی روک دے اور اللہ کی سختی سخت ترین ہے اور اس کا عذاب شدید ترین۔

جو اچھی سفارش کرے اس کے لیے اس میں حصہ ہے اور جو بری سفارش کرے اس کے لیے اس سے حصہ ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر شے کا محاسب ہے۔

اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی وہ ضرور تمہیں جمع کرے گا قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں اور کون ہے زیادہ سچا بات میں اللہ کے مقابل۔

لفظی ترجمہ

اَ ۔ کیا　　لَمْ ۔ نہ　　تَرَ ۔ دیکھا تو نے　　اِلٰی ۔ طرف

marfat.com

الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں کو   قِيْلَ۔ کہا گیا   لَهُمْ۔ ان کو   كُفُّوْا۔ روکو
اَيْدِيَكُمْ۔ اپنے ہاتھ   وَ۔ اور   اَقِيْمُوا۔ قائم کرو   الصَّلٰوةَ۔ نماز
وَ۔ اور   اٰتُوا۔ دو   الزَّكٰوةَ۔ زکوٰۃ   فَلَمَّا۔ تو جب
كُتِبَ۔ لکھا گیا   عَلَيْهِمُ۔ ان پر   الْقِتَالُ۔ لڑنا   اِذَا۔ تو اس وقت
فَرِيْقٌ۔ ایک فرقہ   مِّنْهُمْ۔ ان میں سے   يَخْشَوْنَ۔ ڈرتے تھے   النَّاسَ۔ لوگوں سے
كَخَشْيَةِ۔ جیسے ڈر   اللّٰهِ۔ اللہ کا   اَوْ۔ یا   اَشَدَّ۔ زیادہ
خَشْيَةً۔ ڈر   وَ۔ اور   قَالُوْا۔ بولے   رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب
لِمَ۔ کیوں   كَتَبْتَ۔ لکھا تونے   عَلَيْنَا۔ ہم پر   الْقِتَالَ۔ لڑنا
لَوْ۔ کیوں   لَا۔ نہ   اَخَّرْتَنَا۔ مہلت دی تونے ہم کو   اِلٰى۔ طرف
اَجَلٍ۔ مدت   قَرِيْبٍ۔ قریب کے   قُلْ۔ کہہ دیجئے   مَتَاعُ۔ سامان
الدُّنْيَا۔ دنیا کا   قَلِيْلٌ۔ تھوڑا ہے   وَ۔ اور   الْاٰخِرَةُ۔ آخرت
خَيْرٌ۔ بہتر ہے   لِّمَنِ۔ اسکے لیے جو   اتَّقٰى۔ پرہیزگار ہو   وَ۔ اور
لَا۔ نہ   تُظْلَمُوْنَ۔ ظلم کیے جاؤگے   فَتِيْلًا۔ خرما کی گٹھلی کے دھاگے برابر
اَيْنَ۔ کہیں   مَا۔ بھی   تَكُوْنُوْا۔ ہو تم   يُدْرِكْكُّمُ۔ پالے گی تم
کو   الْمَوْتُ۔ موت   وَ۔ اور   لَوْ۔ اگرچہ
كُنْتُمْ۔ ہو تم   فِيْ۔ بیچ   بُرُوْجٍ۔ قلعوں   مُّشَيَّدَةٍ۔ مضبوط کے
وَ۔ اور   اِنْ۔ اگر   تُصِبْهُمْ۔ پہنچے ان کو   حَسَنَةٌ۔ کوئی بھلائی
يَّقُوْلُوْا۔ تو کہتے ہیں   هٰذِهٖ۔ یہ   مِنْ عِنْدِكَ۔ تیرے پاس سے ہے
قُلْ۔ کہو   كُلٌّ۔ سب کچھ   مِّنْ۔ سے   عِنْدِ۔ طرف سے
اللّٰهِ۔ اللہ کے ہے   فَمَالِ۔ تو کیا ہے   هٰٓؤُلَآءِ۔ اس   الْقَوْمِ۔ قوم کو
لَا۔ نہیں   يَكَادُوْنَ۔ قریب کہ   يَفْقَهُوْنَ۔ سمجھیں   حَدِيْثًا۔ بات کو
مَا۔ جو   اَصَابَكَ۔ پہنچے تجھ کو   مِنْ حَسَنَةٍ۔ کوئی بھی بھلائی
فَمِنَ اللّٰهِ۔ تو اللہ کی طرف سے ہے   وَ۔ اور   مَا۔ جو
اَصَابَكَ۔ پہنچے تجھ کو   مِنْ سَيِّئَةٍ۔ کوئی بھی تکلیف   فَمِنْ نَّفْسِكَ۔ تو وہ تیرے
نفس سے ہے   وَ۔ اور   اَرْسَلْنٰكَ۔ بھیجا ہم نے تجھ کو

marfat.com

لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے	رَسُوْلًا۔ رسول	وَ۔ اور	كَفٰى۔ کافی ہے
بِاللّٰهِ۔ اللہ	شَهِيْدًا۔ گواہ	مَنْ۔ جو	يُّطِعِ۔ پیروی کرے
الرَّسُوْلَ۔ رسول کی	فَقَدْ۔ تو بیشک اس نے	اَطَاعَ۔ پیروی کی	اللّٰهَ۔ اللہ کی
وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	تَوَلّٰى۔ منہ پھیرے	فَمَا۔ تو نہیں
اَرْسَلْنٰكَ۔ بھیجا ہم نے آپ کو		عَلَيْهِمْ۔ ان پر	حَفِيْظًا۔ حفاظت کرنے والا
وَ۔ اور	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں	طَاعَةٌ۔ فرمانبرداری ہے	فَاِذَا۔ پھر جب
بَرَزُوْا۔ چلے جاتے ہیں	مِنْ عِنْدِكَ۔ تیرے پاس سے تو		بَيَّتَ۔ باتیں کرتی ہے
طَآئِفَةٌ۔ ایک جماعت	مِّنْهُمْ۔ ان میں سے	غَيْرَ۔ سوائے اسکے	الَّذِيْ۔ جو
تَقُوْلُ۔ آپ کہتے ہیں	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	يَكْتُبُ۔ لکھتا ہے
مَا۔ جو	يُبَيِّتُوْنَ۔ وہ منصوبے بناتے ہیں		فَاَعْرِضْ۔ تو منہ پھیر
عَنْهُمْ۔ ان سے	وَ۔ اور	تَوَكَّلْ۔ بھروسہ کر	عَلَى۔ اوپر
اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور	كَفٰى۔ کافی ہے	بِاللّٰهِ۔ اللہ
وَكِيْلًا۔ کارساز	اَ۔ کیا	فَلَا۔ پھر نہیں	يَتَدَبَّرُوْنَ۔ غور کرتے
الْقُرْاٰنَ۔ قرآن میں	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	كَانَ۔ ہوتا
مِنْ عِنْدِ۔ پاس سے	غَيْرِ۔ غیر	اللّٰهِ۔ اللہ کے	لَوَجَدُوْا۔ تو پاتے
فِيْهِ۔ اس میں	اخْتِلَافًا۔ اختلافات	كَثِيْرًا۔ بہت	وَ۔ اور
اِذَا۔ جب	جَآءَ۔ آتا ہے	هُمْ۔ انکے پاس	اَمْرٌ۔ کوئی حکم
مِّنَ الْاَمْنِ۔ امن کا	اَوِ۔ یا	الْخَوْفِ۔ خوف کا	اَذَاعُوْا۔ تو چرچا کرتے ہیں
بِهٖ۔ اس کا	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	رَدُّوْهُ۔ لوٹاتے اسکو
اِلَى۔ طرف	الرَّسُوْلِ۔ رسول کی	وَ۔ اور	اِلٰى۔ طرف
اُولِي۔ صاحب	الْاَمْرِ۔ حکم کی	مِنْهُمْ۔ ان میں سے	لَعَلِمَهُ۔ تو جانتے اسکو
الَّذِيْنَ۔ وہ لوگ	يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ۔ چھان کر	مِنْهُمْ۔ ان سے	وَ۔ اور
لَوْ۔ اگر	لَا۔ نہ ہوتا	فَضْلُ۔ فضل	اللّٰهِ۔ اللہ کا
عَلَيْكُمْ۔ تم پر	وَ۔ اور	رَحْمَتُهٗ۔ اسکی رحمت	لَاتَّبَعْتُمُ۔ تو یقیناً متبع ہو
جاتے تم	الشَّيْطٰنَ۔ شیطان کے	اِلَّا۔ مگر	قَلِيْلًا۔ تھوڑے۔

marfat.com

فَقَاتِلْ۔ تو جہاد کر	فِیْ۔ بیچ	سَبِیْلِ۔ راہ	اللّٰہِ۔ اللہ کے
لَا۔ نہیں	تُکَلَّفُ۔ تکلیف دیے جاؤ گے تم		اِلَّا۔ مگر
نَفْسَکَ۔ اپنی جان کی	وَ۔ اور	حَرِّضِ۔ ترغیب دے	الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کو
عَسَی۔ قریب ہے	اللّٰہُ۔ اللہ	اَنْ۔ یہ کہ	یَّکُفَّ۔ روک دے
بَاْسَ۔ سختی	الَّذِیْنَ۔ ان کی	کَفَرُوْا۔ جو کافر ہیں	وَ۔ اور
اللّٰہُ۔ اللہ	اَشَدُّ۔ بہت سخت	بَاْسًا۔ تکلیف پہنچانے والا ہے	وَ۔ اور
اَشَدُّ۔ بہت سخت	تَنْکِیْلًا۔ عذاب والا	مَنْ۔ جو	یَّشْفَعْ۔ سفارش کرے
شَفَاعَۃً۔ سفارش	حَسَنَۃً۔ اچھی	یَّکُنْ۔ ہوگا	لَّہٗ۔ اس کا
نَصِیْبٌ۔ حصہ	مِّنْھَا۔ اس سے	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو
یَّشْفَعْ۔ سفارش کرے	شَفَاعَۃً۔ سفارش	سَیِّئَۃً۔ بری	یَّکُنْ۔ ہوگا
لَّہٗ۔ اس کا	کِفْلٌ۔ حصہ	مِّنْھَا۔ اس سے	وَ۔ اور
کَانَ۔ ہے	اللّٰہُ۔ اللہ	عَلٰی۔ اوپر	کُلِّ۔ ہر
شَیْءٍ۔ شے کے	مُّقِیْتًا۔ قادر	وَ۔ اور	اِذَا۔ جب
حُیِّیْتُمْ۔ تمہیں کوئی سلام کرے		بِتَحِیَّۃٍ۔ کسی لفظ تعظیم سے	فَحَیُّوْا۔ تو تعظیم کرو
بِاَحْسَنَ۔ بہتر اس سے	مِنْھَا۔ اس میں	اَوْ۔ یا	رُدُّوْھَا۔ اسی کو لوٹاؤ
اِنَّ۔ بیشک	اللّٰہَ۔ اللہ	کَانَ۔ ہے	عَلٰی۔ اوپر
کُلِّ۔ ہر	شَیْءٍ۔ چیز کے	حَسِیْبًا۔ حساب لینے والا	
اَللّٰہُ۔ اللہ ہے	لَا۔ نہیں	اِلٰہَ۔ کوئی معبود	اِلَّا۔ مگر
ھُوَ۔ وہی	لَیَجْمَعَنَّکُمْ۔ ضرور جمع کرے گا تم کو		اِلٰی۔ طرف
یَوْمِ۔ دن	الْقِیٰمَۃِ۔ قیامت کے	لَا۔ نہیں	رَیْبَ۔ شک
فِیْہِ۔ اس میں	وَ۔ اور	مَنْ۔ کون ہے	اَصْدَقُ۔ زیادہ سچا
مِنَ اللّٰہِ۔ اللہ سے	حَدِیْثًا۔ بات میں		

مختصر تفسیر گیارہواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ قِیْلَ لَھُمْ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیْھِمُ

marfat.com

اَلْقِتَالُ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْیَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ۝ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ۔

کیا نہ دیکھا تم نے انہیں جن سے کہا گیا اپنے ہاتھ روکو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو تو جب ان پر فرض کیا گیا جہاد تو ان میں سے ایک فریق بعض لوگوں سے ایسا ڈرنے لگا جیسے اللہ سے ڈرے یا اس سے بھی سخت خوفزدہ اور کہنے لگے اے ہمارے رب تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا تھوڑی سی مدت ہمیں اور جینے دیا ہوتا۔ فرما دیجئے دنیا کی زندگی اور برتنا تھوڑا ہے اور آخرت تقویٰ والوں کے لیے بہتر ہے اور تم پر کھجور کی گٹھلی کے دھاگے برابر ظلم نہ ہوگا۔ تم جہاں بھی ہو گے موت تمہیں آ لے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں ہی میں کیوں نہ ہو۔

مکہ معظمہ میں جب تک مسلمانوں کا قیام رہا مشرکین سے جہاد کی اجازت نہ ہوئی حتیٰ کہ صحابہ سعد بن ابی وقاص عبدالرحمن بن عوف اور مقداد بن اسود کندی نے ان کے جبر و تشدد سے تنگ آکر مدافعت کی اجازت چاہی لیکن حضور نے فرمایا مجھے جب تک حکم الٰہی نہ ہو تمہیں اجازت نہیں دیتا تم نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو پھر

بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں آنے کے بعد میدان بدر میں حاضر آنے کا حکم ہوا تو بعض مسلمان خوف زدہ ہو گئے اور یہ خوف طبعی تھا۔ انسان کی جبلت ہے کہ موت و ہلاکت سے گھبراتا ہے اور ڈرتا ہے۔ اس کا تذکرہ فرما کر توجہ فرمانا اسی وجہ سے ہے کہ اس حال میں ان کا خوف زدہ ہونا ضعف ایمانی کی بنا پر نہ تھا بلکہ طبعاً تھا اور ان کا یہ کہنا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ۔ اے ہمارے رب کیوں فرض کیا ہم پر جہاد و قتال کیوں نہ ہم کو چھوڑے رکھا کچھ مدت۔

یہ بطریق سوال تھا نہ کہ بطریق اعتراض گویا فرضیت جہاد کی حکمت معلوم کرنا مقصود تھا چنانچہ اس کا جواب بھی من جانب اللہ تسکین کے لیے نرم ہی ملا اور ارشاد ہوا فرما دیجئے کہ دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیزگاروں کے لیے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى۔ اس میں واضح فرمایا کہ حیات دنیا اور اس کا عیش سب فانی ہے اور موت تو ایسی قطعی چیز ہے کہ بہرحال اپنے وقت پر آ لے جہاں کہیں بھی تم ہو وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔ لہٰذا خائف نہ ہو اور تعمیل حکم کے لیے سر بکف تیار ہو جاؤ۔ بستر پر جان دینے سے راہ خدا میں شہید ہونا بدرجہا بہتر

marfat.com

ہے اور موجب سعادت۔

اس کے بعد انسانی طبائع کا حال بیان فرمایا کہ وہ تکلیف و راحت میں کیا کیا گمان کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ نفاق کے مرض کے مریض تو ایسے تذبذب میں ہیں کہ

وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۝ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝

انہیں جب کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے تو کہیں یہ حضور کی طرف سے ہے فرما دیجئے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے تو کیا ہو گیا ان لوگوں کو کوئی بات ہی سمجھنے کو تیار نہیں تو جو پہنچے تجھے بھلائی وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے اور اے محبوب، ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ۔

حَسَنَةٌ۔ بھلائی۔ اس لفظ میں خوشحالی، فتح و نصرت کامیابی کا حصول ہے۔

سَيِّئَةٌ۔ برائی۔ نقصان، جانی، مالی نقصان مراد ہیں۔

بھلائی پہنچنا یہ کہ کثرت پیداوار اور ارزانی وغیرہ ہو۔ اور برائی یہ کہ گرانی قحط سالی ہو تو یہ حال منافقین کا ہے کہ جب انہیں سہولتیں اور فراخی ملتی ہیں تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہیں اور جب انہیں کوئی سختی پیش آتی ہے تو اسے ہمارے حبیب پاک محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے اور کہتے ہیں کہ معاذ اللہ جب سے آپ آئے ہیں ہم پر ایسی ہی سختیاں آ رہی ہیں لہذا انہیں مطلع فرما دیجئے کہ گرانی ہو یا ارزانی، قحط ہو یا فراوانی، رنج ہو یا راحت، آرام ہو یا تکلیف، فتح ہو یا شکست حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالے کی طرف سے ہے بات سمجھنے کی اگر تم میں استعداد ہو اور سمجھا جائے تو معاملہ صاف ہے برائی کی نسبت بندے کی طرف بر سبیل مجاز ہے در حقیقت فاعل حقیقی قادر حقیقی اللہ تعالے ہے۔

اسی وجہ میں مفسرین نے تصریح کی ہے کہ بدی کی نسبت بندے کی طرف بر سبیل ادب ہے خلاصہ یہ کہ بندہ جب فاعل حقیقی کی طرف نظر کرے تو ہر چیز کو اس کی طرف سے جانے اور جب وہ اسباب پر نظر کرے تو برائیوں کو اپنے شامت نفس کے سبب سے سمجھے در حقیقت منجانب اللہ اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر ان لوگوں کا کیا حال ہے جو بات سمجھنے کے قریب نہیں پھٹکتے۔

marfat.com

پھر ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت عظیم کا اعلان کیا اور فرمایا وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا عرب و عجم کے لیے آپ کی ذات اقدس کو رسول بنایا گیا بلکہ کل جہان آپ کی سلطنت میں داخل کیا گیا یہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور عظمت و رفعت مکان ہے۔ اس سے یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ سب پر حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت اور آپ کا اتباع مطلقاً فرض ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۔ اللہ کافی گواہ ہے

اس کے بعد حکم اطاعت کو واضح کر کے فرمایا کہ ان کی اطاعت ہی تو اللہ کی اطاعت ہے وہ کوئی اطاعت کوئی عبادت کسی قسم کی ریاضت مقبول نہیں چنانچہ ارشاد ہوا۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا جس نے ان کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ان سے منہ پھیرا تو ہم نے اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ان کا چوکیدار نہیں بنایا ہے۔

شان نزول: حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔ اس پر منافقین بول پڑے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں۔ جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو رب مانا تو اس پر اللہ تعالےٰ نے ان کے رد میں آیہ کریمہ نازل فرمائی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تصدیق فرمائی اور اس سے انحراف کرنے والوں کا حشر آگے واضح کیا چنانچہ ارشاد ہوا۔

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۔ اور کہتے ہیں ہم نے پیروی کی پھر جب آپ کے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ جو کچھ یہاں کہا تھا اس کے خلاف رات میں منصوبہ باندھتا ہے اور اللہ لکھ رکھتا ہے ان کے رات کے خفیہ مشورے تو اے محبوب! تم ان سے چشم پوشی کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور کافی ہے اللہ تمہارا وکیل۔

یہ آیت بھی منافقین کے حق میں نازل ہوئی۔ ان کی یہ عادت تھی کہ حضور کی بارگاہ میں ایمان و اطاعت کا اقرار و اعتراف کر لیتے اور کہہ دیتے کہ حضور ہمیں جو حکم فرمائیں اس کی اطاعت ہم اپنے لیے لازم سمجھتے ہیں اور جب علیحدہ ہو کر رات میں اپنی پنچایت کرتے ہیں تو اس میں اطاعت کی بجائے بغاوت کے منصوبے گانٹھتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

marfat.com

وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۔ اور اللہ لکھ رکھتا ہے ان کے رات کے منصوبے۔

اور اس آیۂ کریمہ کا نزول قبل از جہاد ہے اس لیے ارشاد ہوا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ان سے چشم پوشی فرمائیں۔ اس کے بعد نزول قرآن میں جو خبریں یا احکام اترتے تھے اسے شائع ذائع کر دینے والوں کے لیے حکم ہوا چنانچہ ارشاد ہوا۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے اور جب ان کے پاس کوئی بات امن یا ڈر کی آتی ہے تو اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں اور اگر اس کو رسول یا صاحب اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے ہو جاتے مگر تھوڑے۔

تدبر فی القرآن سے یہ مطلب ہے کہ اس کے علوم و حکم میں دیکھتے کہ اس نے اپنی فصاحت سے تمام خلق کو عاجز کر دیا اور غیبی خبروں سے منافقین کے احوال اور کید و مکر کا راز افشا کر دیا اور اولین و آخرین کی خبریں دی ہیں انہیں یہ لوگ اس کا مقصود سمجھے بغیر شائع کر دیتے ہیں حالانکہ اسے اہل فہم سمجھ سکتے تھے کہ اس خبر سے کیا مقصد ہے۔

لہٰذا مسلمان ایسا نہ کریں اسی طرح فتح اسلام کی خبر یا دشمن کے خفیہ منصوبوں کی اطلاع یا مسلمانوں کی ہزیمت وغیرہ یہ بغیر رسول یا اولی الامر کے بتائے اپنی دانش سے سمجھ کر شائع کر دینا غلط ہے۔

اولی الامر سے مراد اکابر صحابہ اور اصحاب رائے اور صاحب بصیرت ہیں جو خود کچھ دخل نہیں دیتے بلکہ مفہوم منطوق کے مقتضیات سے احکام کا استنباط کرتے ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت حجت قیاس کی دلیل ہے اور یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ حکم ایک قسم کا نہیں ہوتا ایک تو وہ ہے جو قرآن و حدیث سے استنباط و قیاس کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔

ایک وہ ہے جو بہ نص قرآن و حدیث حاصل ہو اسی وجہ میں ارباب اصول نے چار طریق اخذ حکم کیلئے رکھے ہیں عبارت النص، باقتضاء النص، بدلالۃ النص، باشارۃ النص۔

اس سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ امور دینیہ میں ہر شخص کو دخل دینا جائز نہیں بلکہ حکم حدیث و قرآن کو اس کے اہل کی طرف لوٹانا ضروری ہے۔

marfat.com

اور اِلَّا قَلِيلًا میں وہ لوگ ہیں جو سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کے نزول سے قبل آپ پر ایمان لائے جیسے زید بن عمرو بن نفیل۔ ورقہ بن نوفل۔ قیس بن ساعدہ اس کے بعد جہاد کا مطلق حکم ہوا اور ارشاد فرمایا

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا ○ تو اے محبوب اللہ کی راہ میں جہاد کرو تم تکلیف نہ دیے جاؤ گے مگر اپنی جان کی اور مسلمانوں کو آمادہ کرو قریب ہے کہ اللہ کافروں کی سختی روک دے اور اللہ بہت سخت ہے لڑائی میں اور اس کا عذاب بہت سخت ہے۔

شان نزول: آیۂ کریمہ کا یہ ہے کہ بدر صغریٰ کی جنگ جو ابوسفیان سے ٹھہر چکی تھی جب اس کا وقت آپہنچا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے وہاں جانے کے لیے لوگوں کو دعوت دی ان میں وہ بھی تھے جن پر یہ حکم گراں گذرا تو اللہ تعالےٰ نے یہ حکم نازل فرمایا جس میں ارشاد ہوا۔

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو تم تکلیف نہ دیے جاؤ گے مگر اپنے دم کی اور مسلمانوں کو آمادہ کرو قریب ہے کہ اللہ کافروں کی سختی روک دے اور اللہ سخت تر ہے عذاب دینے میں اور سخت تر ہے انتقام میں۔

اس میں فرمایا اور مطلق حکم دیا کہ ضرور جہاد کرو خواہ کوئی آپ کا ساتھ دے یا نہ دے اللہ آپ کا ناصر ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بدر صغریٰ کی جنگ کے لیے روانہ ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف ستر سوار تھے اور تعمیل حکم الٰہی حضور نے تحریض الجہاد فرمادی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمانوں کا یہ مختصر سا لشکر کامیاب آیا اور کفار اتنے مرعوب ہوئے کہ مسلمانوں کے مقابلہ کی جرأت نہ کر سکے آگے باہمی صلح صفائی کی تعلیم دی گئی چنانچہ ارشاد ہوا۔

مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا ۖ وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا ○ وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ○ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا ○

جو اچھی سفارش کرے اس کے لیے اس کا بدلہ ہے اور جو بری سفارش کرے اس کے لیے اس میں حصہ ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔ اللہ ہی ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت

marfat.com

نہیں اور وہ ضرور تمہیں جمع کرے گا قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔

اس آیت میں چند باتیں تعلیم دی گئیں۔

(۱) کسی سے کسی کو نفع پہنچائے یا کسی مصیبت سے کسی کو خلاصی دلائے تو موجب ثواب ہے اور اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

(۲) اگر کسی آدمی کو کوئی تکلیف دے یا نقصان پہنچائے تو اس کا عذاب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

(۳) سلام کرنا سنت ہے اور جواب سلام واجب اور افضل یہ ہے کہ سلام کرنے والے کے سلام کا جواب کچھ بڑھا کر دے مثلاً السلام علیکم کہا گیا تو جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جائے۔

(۴) کافر بے دین کو اور استنجا کرتے ہوئے کو سلام یا جواب ممنوع ہے۔

(۵) خطبہ اور تلاوت قرآن کریم درس حدیث یا مذاکرہ علمیہ یا اذان وتکبیر میں سلام وجواب سلام نہیں ہے۔

(۶) گھر میں داخل ہو تو بیوی کو سلام کہنا مستحب ہے آج کل مسلمانوں میں یہ بری رسم جاری ہے کہ بیوی اور خاوند کے مابین سلام مکروہ سمجھا جاتا ہے۔

(۷) بہتر سواری والا کمتر سواری والے کو، کمتر سواری والا پیدل چلنے والے کو پیدل بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

آگے فرمایا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا۔ اس ذات واجب سے سچا کون ہے اس لیے کہ اس سے کذب محال ہے۔ کیونکہ کذب ایک عیب ہے اور ہر قسم کے عیب سے وہ ذات منزہ ہے۔ تو کذب سے بھی اس کا منزہ ہونا لازم ہے۔

(۸) اقتضاء النص سے آیہ کریمہ کے یہ بھی مستفاد ہوا کہ تحیہ کا لفظ مقام سلام میں داخل ہے اور اس کا جواب اَحْسَنَ مِنْهَا دینے کا حکم ہے۔ لہٰذا آداب وتسلیمات وکورنشات وغیرہ بھی ایک قسم کے تحیہ کے الفاظ ہیں یہ بھی جائز ہونے چاہئیں۔

marfat.com

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع سورۃ نساء پ۵

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا ۚ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا

تو تمہیں کیا ہوا کہ دو فریقے ہو گئے منافقوں کے بارے میں اور اللہ نے انہیں اندھا کر دیا ہے ان کی کرنی کے سبب کیا چاہتے ہو اسے راہ دکھانا جسے اللہ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لیے ہرگز نہ پائے گا راہ۔

وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا

وہ تو چاہتے ہیں کہ اگر تم بھی کفر کرو جیسا کہ وہ کفر کرتے ہیں تو تم سب یکساں ہو جاؤ تو ان میں سے نہ بناؤ اپنا دوست حتی کہ اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں تو اگر وہ انحراف کریں تو انہیں پکڑو اور مارو جہاں انہیں پاؤ اور نہ پکڑو ان میں سے دوست اور نہ مددگار۔

إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا

مگر وہ جو علاقہ رکھتے ہیں قوم کی تمہارے اندر اور تم میں ان میں معاہدہ ہے یا آئیں تمہارے پاس ایسے کہ سکت نہ ہو ان کی ان کے دلوں میں تم سے مقابلہ کی یا مقابلہ کریں اپنی قوم سے اور اگر چاہے اللہ تو ضرور انہیں مسلط کر دے تم پر تو یقیناً وہ لڑتے تم سے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کش ہوں اور نہ لڑیں اور صلح کی طرح ڈالیں تو اللہ نے نہیں کیا تمہیں ان پر کسی راہ سے لڑنے والا۔

سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا

اب کچھ اور تم ایسے پاؤ گے جو چاہتے ہیں یہ کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور ان کی قوم بھی انہیں امن میں رکھے جب کبھی ان کی قوم انہیں فساد کی طرف لگائے

marfat.com

فَإِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۚ وَأُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

تو اس پر اوندھے گرتے ہیں تو اگر وہ تم سے کنارہ نہ کریں اور صلح کی طرف نہ جھکیں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو انہیں پکڑو اور مارو جہاں پاؤ اور یہ ہیں جن پر ہم نے تمہیں صریح اختیار دیا۔

لفظی ترجمہ

فَمَا۔ تو کیا ہے	لَكُمْ۔ تم کو	فِي۔ بیچ	الْمُنٰفِقِيْنَ۔ منافقوں کے
فِئَتَيْنِ۔ دو جماعتیں ہو گئے	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ نے	أَرْكَسَهُمْ۔ انہیں اوندھا کر
دیا	بِمَا۔ بدلے	كَسَبُوْا۔ انکی کمائی کے	أَ۔ کیا
تُرِيْدُوْنَ۔ چاہتے ہو تم	أَنْ۔ یہ کہ	تَهْدُوْا۔ ہدایت دو	مَنْ۔ جسے
أَضَلَّ۔ گمراہ کیا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	وَ۔ اور	مَنْ۔ جسے
يُّضْلِلِ۔ گمراہ کرے	اللّٰهُ۔ اللہ	فَلَنْ۔ تو ہرگز نہ	تَجِدَ۔ پائے گا تو
لَهٗ۔ اسکے لیے	سَبِيْلًا۔ کوئی راہ	وَدُّوْا۔ چاہتے ہیں	لَوْ۔ اگر
تَكْفُرُوْنَ۔ کفر کرو تم	كَمَا۔ جیسے	كَفَرُوْا۔ کفر کیا انہوں نے	فَتَكُوْنُوْنَ۔ تو ہو جاؤ تم
سَوَآءً۔ برابر	فَلَا۔ تو نہ	تَتَّخِذُوْا۔ پکڑو	مِنْهُمْ۔ ان میں سے
أَوْلِيَآءَ۔ دوست	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	يُهَاجِرُوْا۔ ہجرت کریں	فِيْ۔ بیچ
سَبِيْلِ۔ راہ	اللّٰهِ۔ اللہ کے	فَإِنْ۔ تو اگر	تَوَلَّوْا۔ منہ پھیریں
فَخُذُوْ۔ تو پکڑو	هُمْ۔ ان کو	وَ۔ اور	اقْتُلُوْ۔ قتل کرو
هُمْ۔ ان کو	حَيْثُ۔ جہاں	وَجَدْتُّمُوْ۔ پاؤ تم	هُمْ۔ ان کو
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَتَّخِذُوْا۔ پکڑو	مِنْهُمْ۔ ان سے
وَلِيًّا۔ دوست	وَّ۔ اور	لَا۔ نہ	نَصِيْرًا۔ مددگار
إِلَّا۔ مگر	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	يَصِلُوْنَ۔ قرابت والے ہیں	
إِلٰى۔ طرف	قَوْمٍ۔ قوم کے	بَيْنَكُمْ۔ تم میں	وَ۔ اور

بَيْنَهُمْ ۔ ان کے درمیان	مِيْثَاقٌ ۔ عہد ہو	اَوْ ۔ یا	جَآءُوْ ۔ آئیں
كُمْ ۔ تمہارے پاس	حَصِرَتْ ۔ تنگ ہوں	صُدُوْرُ ۔ سینے	هُمْ ۔ ان کے
اَنْ ۔ یہ کہ	يُّقَاتِلُوْ ۔ لڑیں	كُمْ ۔ تم سے	اَوْ ۔ یا
يُقَاتِلُوْا ۔ لڑیں	قَوْمَهُمْ ۔ اپنی قوم سے	وَ ۔ اور	لَوْ ۔ اگر
شَآءَ ۔ چاہتا	اللّٰهُ ۔ اللہ	لَسَلَّطَهُمْ ۔ تو مسلط کر دیتا ان کو	
عَلَيْكُمْ ۔ تم پر	فَلَقٰتَلُوْ ۔ تو وہ لڑتے	كُمْ ۔ تم سے	فَاِنِ ۔ تو اگر
اعْتَزَلُوْ ۔ کنارہ کریں	كُمْ ۔ تم سے	فَلَمْ ۔ تو نہ	يُقَاتِلُوْ ۔ لڑیں
كُمْ ۔ تم سے	وَ ۔ اور	اَلْقَوْا ۔ ڈالیں	اِلَيْكُمُ ۔ تمہاری طرف
السَّلَمَ ۔ صلح	فَمَا ۔ تو نہیں	جَعَلَ ۔ بنایا	اللّٰهُ ۔ اللہ نے
لَكُمْ ۔ تمہارے لیے	عَلَيْهِمْ ۔ ان پر	سَبِيْلًا ۔ کوئی راستہ	سَتَجِدُوْنَ ۔ جلدی پاؤ
گے تم	اٰخَرِيْنَ ۔ کچھ اور لوگوں کو		يُرِيْدُوْنَ ۔ چاہتے ہیں
اَنْ ۔ یہ کہ	يَّاْمَنُوْ ۔ امن میں رہیں	كُمْ ۔ تم سے	وَ ۔ اور
يَاْمَنُوْا ۔ امن میں رہیں	قَوْمَهُمْ ۔ اپنی قوم سے	كُلَّمَا ۔ جب بھی	رُدُّوْا ۔ لوٹائے گئے وہ
اِلَى ۔ طرف	الْفِتْنَةِ ۔ فتنہ کی	اُرْكِسُوْا ۔ الٹ دیے گئے	فِيْهَا ۔ اس میں
فَاِنْ ۔ پھر اگر	لَّمْ ۔ نہ	يَعْتَزِلُوْ ۔ کنارہ کریں	كُمْ ۔ تم سے
وَ ۔ اور	يُلْقُوْا ۔ ڈالیں	اِلَيْكُمُ ۔ تمہاری طرف	السَّلَمَ ۔ صلح
وَ ۔ اور	يَكُفُّوْا ۔ روکیں	اَيْدِيَهُمْ ۔ اپنے ہاتھ	فَخُذُوْ ۔ تو پکڑو
هُمْ ۔ ان کو	وَ ۔ اور	اقْتُلُوْ ۔ قتل کرو	هُمْ ۔ ان کو
حَيْثُ ۔ جہاں	ثَقِفْتُمُوْ ۔ پاؤ تم	هُمْ ۔ ان کو	وَ ۔ اور
اُولٰٓئِكُمْ ۔ یہی لوگ ہیں	جَعَلْنَا ۔ کر دیا ہم نے	لَكُمْ ۔ تم کو	عَلَيْهِمْ ۔ ان پر
سُلْطٰنًا ۔ اختیار	مُّبِيْنًا ۔ روشن		

مختصر تفسیر بارہواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ

marfat.com

أَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

تو تمہیں کیا ہوگیا کہ منافقوں کے معاملے میں دو گروہ ہوگئے اور اللہ نے انہیں اوندھا کردیا ان کی کرتوت کے باعث کیا یہ چاہتے ہو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے اللہ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ گمراہ کرے تو ہرگز تو اس کے لیے راہ نہ پائے گا وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہیں تو تم سب ایک سے ہو جاؤ۔ تو ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں پھر اگر وہ منہ پھیریں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور ان میں سے کسی کو دوست اور مددگار نہ بناؤ۔

شان نزول ملے: بعض لوگ مدینہ منورہ آئے اور بظاہر مسلمان ہوکر وہاں رہنے لگے کچھ روز بعد بارگاہ رسالت پناہ میں عرض کرنے لگے کہ مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہیں ہم کو اجازت دی جائے کہ ہم میدان بدر میں چلے جائیں تاکہ وہاں کی آب و ہوا موافق رہے اجازت دے دی گئی۔

وہ لوگ کچھ دن بدر میں ٹھہر کر مکہ معظمہ پہنچ گئے اور کفار مکہ سے مل گئے جب یہ خبر مدینہ منورہ میں پہنچی تو صحابہ کرام میں ان کے متعلق بحث ہوئی۔ بعض نے کہا وہ آب و ہوا کی وجہ سے گئے ہیں وہ لوگ مومن ہیں شک نہ کرنا چاہیے اور ان کو قتل نہ کرنا چاہیے۔

بعض نے کہا کہ یہ لوگ منافق تھے اب کافروں سے مل کر مرتد ہوگئے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (روح البیان)

ملے دوسری روایت یہ ہے کہ ایک جنگ میں منافقین کی ایک جماعت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے رک گئی ان کے معاملے میں صحابہ کرام کے دو فرقے ہوگئے ایک فرقہ قتل پر مصر تھا اور دوسرا قتل کے خلاف اس معاملے میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا کہ ان کا کس راستے سے الٹا ہو جانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جانے سے محروم رہنا ان کے کفر و ارتداد کی دلیل ہے اور مشرکین کے ساتھ ملنے کے باعث تو کھلم کھلا اسلام سے نکل چکے اب مسلمانوں کو بھی ان کے کفر میں اختلاف نہ کرنا چاہیے اور ان سے ترک موالات کرنا لازمی ہے خواہ وہ ایمان کا مظاہرہ ہی کیوں نہ کرتے ہوں تا آنکہ وہ ہجرت کریں اور گھر بار چھوڑ کر اللہ کی راہ میں نکل کر اپنا ایمانی ثبوت دیں یا علم ہجرت کے بعد اس ایمان پر قائم رہیں۔ اس سے واضح ہے اگر تم سے دوستی کا دعوی کریں اور مسلمانوں کی نصرت کا بھی دعوی کریں تو ان کی مدد قبول نہ کرو البتہ جو استثناء کیا گیا وہ یہ ہے۔

marfat.com

إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَن يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ مگر وہ جو ایسی قوم سے علاقہ رکھتے ہیں کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے یا تمہارے پاس یوں آئے کہ ان کے دلوں میں سکت نہ رہی کہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں۔

یہ استثناء قتل کی طرف راجع ہے کیونکہ کفار و منافقین کے ساتھ موالات کسی حال میں جائز نہیں اور عہد سے یہ عہد مراد ہے کہ اس قوم کو اور جو اس قوم سے جا ملے اس کو امن ہے جیسا کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے وقت ہلال بن عویمر اسلمی سے معاہدہ کیا تھا مگر اللہ تعالے نے انکے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ ان میں سکت و ہمت ہی مسلمانوں سے مقابلہ کی نہ رہی اور اللہ نے انکے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھا پھر شان بے نیازی کا مظاہرہ ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں تم پر مسلط کر دیتا تو وہ بیشک تم سے لڑتے تو اگر وہ تم سے کنارہ کشی کریں اور نہ لڑیں اور صلح کی طرح ڈالیں تو اللہ نے تمہیں ان پر کوئی راہ نہ رکھی۔ یعنی پھر ان سے جنگ کی اجازت نہیں۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ حکم آیہ کریمہ اقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ سے منسوخ ہو گیا آگے قبیلہ اسد اور قبیلہ بنی غطفان کی ریاکاری اور فرمانبرداری کا پول کھولا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَن يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّ مَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا ۚ فَإِن لَّمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا

اب کچھ تم لوگ ایسے پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امان میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امان میں رہیں جب کبھی ان کی قوم انہیں فساد کی طرف پھیرے تو اس پر اوندھے گرتے ہیں پھر اگر وہ تم سے کنارہ نہ کریں اور صلح کی گردن نہ ڈالیں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ انہیں قتل کرو اور یہ ہیں جن پر ہم نے تمہیں صریح اختیار دیا۔

شان نزول:- مدینہ طیبہ میں قبیلہ اسد اور غطفان کے لوگ ریاکاری سے کلمہ اسلام پڑھتے اور اپنے آپ کو مسلمان جتاتے اور جب ان میں سے کوئی اپنی قوم سے ملتا اور وہ ان سے کہتا کہ تم کس چیز پر ایمان لائے تو وہ لوگ کہتے کہ بندروں بچھوؤں وغیرہ پر اس انداز بیان سے ان کا مطلب یہ تھا کہ دونوں طرف سے راہ و رسم رہے اور کسی جانب سے انہیں نقصان نہ پہنچے یہ لوگ منافق تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی

marfat.com

اور انہیں منافقین واجب القتل ٹھہرایا گیا۔

بامحاورہ ترجمہ تیرھواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا
وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ
وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ
يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ
عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ
مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ
اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ
مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

اور نہیں مسلمانوں کو یہ حق کہ قتل کریں مسلمان کو مگر غلطی سے اور جو قتل کرے کسی مسلمان کو غلطی سے تو آزاد کرنا ہے ایک مسلمان مملوک اور خون بہا جو مقتول کے گھر والوں کو دے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں تو اگر ہو اس قوم سے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ خود مسلمان ہو تو صرف ایک مسلمان مملوک آزاد کرنا ہے اور اگر ہو اس قوم سے کہ تمہارے ان کے معاہدہ ہے تو دیت ادا کرنا ہے اس کے لوگوں کو اور آزاد کرنا ایک مملوک مسلمان تو جو اس قابل نہ ہو تو وہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے یہ اللہ کے یہاں اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ
جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا

اور جو قتل کرے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور لعنت کی اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ
فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ
اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ
عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۘ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ
كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ
عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اے ایمان والو جب تم جہاد کو چلو تو تحقیق کر لو اور نہ کہو اسے جو تمہیں سلام کرے کہ تو مسلمان نہیں تم کیا چاہتے ہو دنیا کا مال لے تو اللہ کے پاس بہتیری غنیمتیں ہیں۔ ایسے ہی تم بھی تھے پہلے تو اللہ نے تم پر احسان کیا تو تحقیق کر لینا ضروری ہے بے شک اللہ کو تمہارے عملوں سے خبر ہے۔

marfat.com

خَبِيرًا ۝

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

نہیں برابر بیٹھنے والے مومنین سے بلا عذر اور جہاد کرنے والے اپنے جان اور مال سے فضیلت دی اللہ نے مجاہدوں کو جو مال جان سے اٹھنے بیٹھنے والوں پر درجہ کے اعتبار سے اور سب سے بھلائی کا وعدہ ہے اور فضیلت دی مجاہدین کو قاعدین پر بڑے ثواب سے

درجے ہیں اس کی طرف سے اور بخشش اور رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	كَانَ۔ ہے چاہیے	لِمُؤْمِنٍ۔ مومن کیلئے
أَنْ۔ یہ کہ	يَقْتُلَ۔ قتل	مُؤْمِنًا۔ کرے مومن کو	إِلَّا۔ مگر
خَطَأً۔ غلطی سے	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	قَتَلَ۔ قتل کرے
مُؤْمِنًا۔ مومن	خَطَأً۔ غلطی سے	فَتَحْرِيرُ۔ تو آزاد کرنا ہے	رَقَبَةٍ۔ غلام
مُؤْمِنَةٍ۔ مومن کا	وَ۔ اور	دِيَةٌ۔ خونبہا	مُسَلَّمَةٌ۔ سپرد کرنا
إِلَىٰ۔ طرف	أَهْلِهِ۔ مقتول کے گھر والوں کے		إِلَّا۔ مگر
أَنْ۔ یہ کہ	يَصَّدَّقُوا۔ وہ معاف کر دیں		فَإِنْ۔ پھر اگر
كَانَ۔ ہو وہ	مِنْ قَوْمٍ۔ اس قوم سے	عَدُوٍّ۔ جو دشمن ہے	لَكُمْ۔ تمہاری
وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	مُؤْمِنٌ۔ مومن ہو	فَتَحْرِيرُ۔ تو آزاد کرنا ہے
رَقَبَةٍ۔ غلام	مُؤْمِنَةٍ۔ مومن کا	وَ۔ اور	إِنْ۔ اگر
كَانَ۔ ہو	مِنْ قَوْمٍ۔ ایسی قوم سے	بَيْنَكُمْ۔ کہ تمہارے درمیان	
وَ۔ اور	بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان	مِيثَاقٌ۔ معاہدہ ہے	فَدِيَةٌ۔ تو خونبہا
مُسَلَّمَةٌ۔ سپرد کیا جائے		إِلَىٰ۔ طرف	أَهْلِهِ۔ اس کے وارثوں کے

marfat.com

وَ ۔ اور	تَحْرِیْرُ ۔ آزاد کرنا	رَقَبَۃٍ ۔ ایک غلام	مُّؤْمِنَۃٍ ۔ مومن کا
مَنْ ۔ تو جو	لَّمْ ۔ نہ	یَجِدْ ۔ طاقت رکھے	فَصِیَامُ ۔ تو روزے ہیں
شَہْرَیْنِ ۔ دو مہینے کے	مُتَتَابِعَیْنِ ۔ متواتر	تَوْبَۃً ۔ یہ توبہ ہے	مِّنَ اللّٰہِ ۔ اللہ کی طرف سے
وَ ۔ اور	کَانَ ۔ ہے	اللّٰہُ ۔ اللہ	عَلِیْمًا ۔ جاننے والا
حَکِیْمًا ۔ حکمت والا	وَ ۔ اور	مَنْ ۔ جو	یَّقْتُلْ ۔ قتل کرے
مُؤْمِنًا ۔ مومن کو	مُّتَعَمِّدًا ۔ جانتے بوجھتے	فَجَزَآؤُہٗ ۔ تو اس کا بدلہ	جَہَنَّمُ ۔ جہنم ہے
خٰلِدًا ۔ ہمیشہ رہے	فِیْہَا ۔ اس میں	وَ ۔ اور	غَضِبَ ۔ غضب ہوا
اللّٰہُ ۔ اللہ کا	عَلَیْہِ ۔ اس پر	وَ ۔ اور	لَعَنَہٗ ۔ لعنت اسکی
وَ ۔ اور	اَعَدَّ ۔ تیار کیا	لَہٗ ۔ اس کے لیے	عَذَابًا ۔ عذاب
عَظِیْمًا ۔ بڑا	یٰۤاَیُّہَا ۔ اے	الَّذِیْنَ ۔ وہ لوگو	اٰمَنُوْۤا ۔ ایمان لائے ہو
اِذَا ۔ جب	ضَرَبْتُمْ ۔ تم چلو	فِیْ ۔ بیچ	سَبِیْلِ ۔ راہ
اللّٰہِ ۔ اللہ کے	فَتَبَیَّنُوْا ۔ تو تحقیق کر لو	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ
تَقُوْلُوْا ۔ کہو	لِمَنْ ۔ اسکو جو	اَلْقٰۤی ۔ ڈالے	اِلَیْکُمُ ۔ تمہاری طرف
السَّلٰمَ ۔ سلام	لَسْتَ ۔ نہیں تو	مُؤْمِنًا ۔ مومن	تَبْتَغُوْنَ ۔ چاہتے ہو تم
عَرَضَ ۔ سامان	الْحَیٰوۃِ ۔ زندگی	الدُّنْیَا ۔ دنیا کا	فَعِنْدَ ۔ تو نزدیک
اللّٰہِ ۔ اللہ کے	مَغَانِمُ ۔ غنیمتیں ہیں	کَثِیْرَۃٌ ۔ بہت	کَذٰلِکَ ۔ ایسے ہی
کُنْتُمْ ۔ تھے تم	مِّنْ قَبْلُ ۔ پہلے	فَمَنَّ ۔ تو احسان کیا	اللّٰہُ ۔ اللہ نے
عَلَیْکُمْ ۔ تم پر	فَتَبَیَّنُوْا ۔ تو تحقیق کر لیا کرو		اِنَّ ۔ بیشک
اللّٰہَ ۔ اللہ ہے	کَانَ ۔ ہے	بِمَا ۔ اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ ۔ تم کرتے ہو
خَبِیْرًا ۔ خبردار	لَا ۔ نہیں	یَسْتَوِی ۔ برابر ہیں	الْقٰعِدُوْنَ ۔ بیٹھ رہنے
والے	مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ مومنوں میں سے		غَیْرُ ۔ بغیر
اُولِی ۔ صاحب	الضَّرَرِ ۔ عذر کے	وَ ۔ اور	الْمُجٰہِدُوْنَ ۔ جہاد کرنے
والے	فِیْ ۔ بیچ	سَبِیْلِ ۔ راہ	اللّٰہِ ۔ اللہ کے
بِاَمْوَالِہِمْ ۔ اپنے مالوں سے		وَ ۔ اور	اَنْفُسِہِمْ ۔ اپنی جانوں سے
فَضَّلَ ۔ فضیلت دی	اللّٰہُ ۔ اللہ نے	الْمُجٰہِدِیْنَ ۔ جہاد کرنے والوں کو	

marfat.com

بِأَمْوَالِهِمْ۔ اپنے مالوں سے — وَ۔ اور — أَنْفُسِهِمْ۔ اپنی جانوں سے — عَلَى۔ اوپر
الْقَاعِدِينَ۔ بیٹھ رہنے والوں کے — دَرَجَةً۔ درجہ میں — وَ۔ اور
كُلًّا۔ سب سے — وَعَدَ۔ وعدہ کیا — اللّٰهُ۔ اللہ نے — الْحُسْنَىٰ۔ بھلائی کا
وَ۔ اور — فَضَّلَ۔ فضیلت دی — اللّٰهُ۔ اللہ نے — الْمُجَاهِدِينَ۔ جہاد کرنے
والوں کو — عَلَى۔ اوپر — الْقَاعِدِينَ۔ بیٹھ رہنے والوں کے
أَجْرًا۔ اجر — عَظِيمًا۔ زبردست — دَرَجَاتٍ۔ درجے ہیں — مِنْهُ۔ اس سے
وَ۔ اور — مَغْفِرَةً۔ بخشش — وَ۔ اور — رَحْمَةً۔ رحمت
وَ۔ اور — كَانَ۔ ہے — اللّٰهُ۔ اللہ — غَفُورًا۔ بخشنے والا
رَحِيمًا۔ مہربان

مختصر تفسیر تیرہواں رکوع سورۃ نساء پ۵

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ اور کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے اور جو کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا کہ مقتول کے اہل کے سپرد کرے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں۔

تَحْرِيرُ۔ آزاد کرنا۔ اس کا مادہ حُرٌّ ہے۔

رَقَبَةٍ۔ گردن۔ یہاں اس سے مراد غلام ہے کیونکہ غلام کی گردن مالک کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

دِيَةٌ۔ خون بہا۔ وہ مال جو خون کے بدلے مقتول کے وارثوں کو دیا جائے۔

يَصَّدَّقُوا۔ معاف کر دیں۔ مقتول کے وارث قاتل کو معاف کر دیں تو یہ ان کی طرف سے صدقہ ہوگا۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کی وضاحت کی گئی کہ مومن کا قتل کسی طرح مباح نہیں ہے جیسا کہ اوپر کی آیت میں فَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ فرما کر مشرکین کے لیے مطلق آزادی دے دی گئی۔ تو مسلمان کا قتل بغیر حق کے روا نہیں اور مسلمان کی شان نہیں کہ اس سے کسی مسلمان کا قتل سرزد ہو بجز اس کے کہ وہ قتل خطا کا مرتکب ہو جائے اور قتل خطا یہی ہے کہ مارنا تھا شکار یا کافر حربی کو اور ہاتھ بہک گیا یا گولی کی زد میں اتفاقًا مسلمان آ گیا یا کسی کو حربی سمجھ کر مار دیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مسلمان تھا اس پر ایک مملوک مسلمان آزاد

marfat.com

کرنا اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا ضروری ہے۔

البتہ اگر ورثاء مقتول متفق ہو کر خون بہا معاف کر دیں تو معاف ہے۔

تعریف دیت:۔ مقتول کے ورثاء کو قاتل کی طرف سے اتنا مال دینے کو کہتے ہیں جس پر ورثاء مقتول راضی ہو سکیں اور وہ خون بہا مقتول کے متروکہ میں داخل ہوگا۔ اس سے مقتول کا قرضہ بھی ادا کیا جائے گا وصیت بھی پوری کی جائے گی۔

دوسرا حکم آیۂ کریمہ میں ہے فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ۔ تو اگر وہ اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور وہ خود مسلمان ہے تو صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور بس۔

یعنی مقتول اس قوم سے ہو جو مسلمانوں کی دشمن ہے مگر مقتول خود مسلمان ہے تو ایسی صورت میں ایک مملوک مسلمان آزاد کیا جائے گا اور خون بہا نہیں۔ اب تیسری شکل یہ ہے کہ

وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ

اور اگر وہ اس قوم سے ہو کہ ان کے تمہارے مابین معاہدہ ہے تو اس کے لوگوں کو خون بہا سپرد کیا جائے اور ایک مسلمان مملوک بھی آزاد کرنا ہے۔

وجہ یہ ہے کہ معاہد ذمی ہوتا ہے اور ذمی کا مال جان مسلمانوں کی حفاظت میں اتنا ہی درجہ رکھتا ہے جیسے ان کا اپنا جان مال۔ تو مقتول ذمی کا وہی حکم ہوگا جو مسلمان کا۔

اب چوتھی شکل قرآنی کہی۔

فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا۔ تو جس میں سکت نہ ہو غلام آزاد کرنے کی تو وہ لگاتار پے در پے دو مہینے کے روزے رکھے۔ یہ اللہ کی طرف سے اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

فَمَن لَّمْ يَجِدْ یعنی قاتل ایسا ہے کہ وہ کسی غلام کا مالک نہیں تو وہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے اور ایسے حساب سے رکھے کہ ان میں رمضان کے روزے اور ایام تشریق نہ آجائیں اور مسلسل ہوں یا بلا عذر کسی طرح نہ ٹوٹے اگر کسی مرض یا کسی اور عذر سے روزوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو یہ کفارہ کے روزے از سر نو رکھنے ضروری ہیں اس میں کوئی عذر مسموع نہیں اس لیے کہ یہ سزا ہے نہ کہ محض عبادت۔

آیہ کریمہ کا شان نزول:۔ عیاش بن ربیعہ مخزومی قبل از ہجرت مکہ معظمہ میں اسلام لا چکے تھے اور گھر والوں کے خوف سے مدینہ طیبہ میں پناہ گزیں تھے۔ ان کی والدہ کو ان سے بحد غایت محبت تھی وہ ان کی

marfat.com

جدائی میں بیقرار تھیں۔ انہوں نے اپنے سوتیلے بیٹوں حارث اور ابوجہل سے کہا کہ خدا کی قسم نہ میں سایہ میں بیٹھوں گی نہ کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک تم عیاش کو میرے پاس نہ لے آؤ۔

وہ دونوں حارث بن زید بن ابی انیسہ کو ساتھ لے کر تلاش میں نکلے جب مدینہ طیبہ پہنچے تو عیاش کو پالیا انہوں نے ان کی والدہ کی بیقراری لبد جزع فزع کی کیفیت سنائی اور اللہ تعالے کو درمیان دے کر یہ عہد کیا کہ ہم مذہب کے معاملہ میں تجھ سے کچھ نہ کہیں گے اور عیاش کو مدینہ سے نکال لائے۔ مدینہ سے باہر آکر انہوں نے عیاش کی مشکیں کسیں اور دونوں نے سو سو کوڑے مارے۔

پھر ان کی والدہ کے پاس لائے ماں نے مشکیں کسی دیکھ کر صاف کہا کہ میں تیری مشکیں نہ کھولوں گی جب تک تو اپنا یہ دین اسلام ترک نہ کر دے اور عیاش کو دھوپ میں ڈلوا دیا۔ عیاش ان مصیبتوں میں مبتلا رہتے رہتے تنگ آگئے۔ آخر ش ماں کا کہنا مان لیا اور دین اسلام ترک کر دیا تو حارث نے عیاش کو ملامت کی اور کہا تو جس دین پر آیا تھا اگر وہ حق تھا تو تو نے حق کیوں چھوڑ دیا اور اگر وہ باطل تھا تو تو نے حماقت سے باطل کی حمایت کی تھی۔

عیاش کو اس طعن سے سخت غصہ آیا اور کہا میں تجھ کو اکیلا پاؤں گا تو خدا کی قسم ضرور قتل کروں گا اس کے بعد عیاش اسلام لائے اور انہوں نے مدینہ طیبہ کی راہ لی۔ اس کے بعد حارث پر بھی آفتاب ہدایت روشن ہوا اور وہ بھی اسلام لا کر ہجرت کر کے حضور کی خدمت میں پہنچ گئے۔ عیاش ان کے پہنچنے کے دن موجود نہ تھے انہیں حارث کے اسلام لانے کی خبر نہ تھی۔

اتفاق سے قبا کے قریب عیاش نے حارث کو دیکھ لیا اور قتل کر دیا۔

لوگوں نے عیاش کو ملامت کی اور کہا تم نے برا کیا وہ تو اسلام لا چکا تھا یہ سن کر عیاش کو بھی بہت افسوس ہوا آخر ش یہ مقدس بارگاہ رسالت پناہ میں پیش ہوا عیاش نے صحیح بات عرض کر دی کہ میں حارث کے اسلام سے اصلا بے خبر تھا اس پر قتل عمد اور خطا کے احکام نازل ہوئے۔ اب چھٹا حکم بیان ہوتا ہے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور لعنت اور اس کے لیے عذاب عظیم تیار ہے۔

مسلمان کو عمدا قتل کرنا سخت گناہ ہے بلکہ اشد کبیرہ۔ حدیث میں ہے کہ دنیا کا ہلاک ہونا اللہ کے نزدیک مسلمان کے قتل ہونے سے ہلکا ہے۔ پھر یہ قتل اگر ایمان کی عداوت سے ہو یا قاتل اس قتل کو حلال جانتا ہو تو یہ کفر ہے۔

marfat.com

خلود کے مشترک المعنی ہونے کی تصریح

اس کا مبدأ اشتقاق خلد ہے راغب اصفہانی کہتے ہیں۔

اَلْخُلُوْدُ هُوَ تَبَرِّی الشَّیْءِ مِنْ اِعْتِرَاضِ الْفَسَادِ وَ بَقَائِهٖ عَلَی الْحَالَةِ الَّتِیْ هُوَ عَلَیْهَا وَ كُلُّ مَا یَتَبَاطَأُ عَنْهُ التَّغْیِیْرُ وَ الْفَسَادُ تَصِفُهُ الْعَرَبُ بِالْخُلُوْدِ اِلٰی اَنْ قَالَ وَ ذٰلِكَ بِطُوْلِ مُكْثِهَا لَا بِدَوَامِ بَقَائِهَا كَمَا قَالَ تَعَالٰی لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ - اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ - وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا - وَ لٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ۔

خلود یہ ہے کہ کوئی بگاڑ اور تغیر سے محفوظ رہے اور اپنی اسی حالت پر قائم رہے جس پر وہ تھی اور ہر وہ چیز جو تغیرات اور بگاڑ سے محفوظ ہو اسے عربی لوگ خلود کہتے ہیں یہاں تک کہ راغب نے کہا کہ وہ دیر تک رہتا ہے نہ کہ ہمیشہ رہنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تاکہ تم ہمیشہ رہو" "یہ لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں بڑی مدت تک رہیں گے۔ اور فرمایا یہ لوگ آگ میں رہنے والے ہیں وہ اس میں بہت مدت رہیں گے" اور فرمایا اور جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے وہ اس میں بڑی مدت رہے گا" اور فرمایا اور لیکن وہ تو زمین سے چمٹ کر رہ گیا"

مفردات اور روح المعانی میں سید محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں

فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا اَیْ مَاكِثًا اِلَی الْاَبَدِ اَوْ مُكْثًا طَوِیْلًا اِلٰی حِیْنٍ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی

اس کا بدلہ جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والا ہے یا بہت مدت تک رہنے والا ہے جتنی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ چاہے اور صاحب روح المعانی نے وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ کے ماتحت یہ بھی کہا ہے وَ عَنْ عِكْرِمَةَ ... اِبْنُ جَرِیْرٍ وَ جَمَاعَةٌ عَنْ ... مُتَعَمِّدًا ... مُسْتَحِلًّا

اور ایک جماعت نے متعمدا کی تفسیر مستحلا سے کی ہے یعنی مومن کے قتل کو حلال جانتے ہوئے قتل کرے

تو خلاصہ یہ نکلا کہ خلود مدت دراز کے معنی میں بھی مستعمل ہے اور تاقیامت اگر صرف دنیوی عداوت سے مسلمان کو قتل کرے اور اس کے قتل کو مباح نہ جانے جب بھی اس کی جزا مدت دراز کے لیے جہنم ہے جو خلود کا لفظ مدت طویلہ کے معنی میں آتا ہے تو قرآن کریم میں اس کے ساتھ لفظ ابد مذکور نہیں ہوتا اور کفار کے حق میں جہاں خلود بمعنی دوام آیا ہے تو اس کے ساتھ ابدا بھی ذکر فرمایا گیا۔

آیہ کریمہ کا شان نزول:- یہ آیت مقیس بن ضبابہ کے حق میں نازل ہوئی اس کے بھائی قبیلہ بنی نجار نے بحکم حضور صلے اللہ علیہ وسلم دیت ادا کر دی۔ اس کے بعد باغواء شیطان ایک مسلمان کو بے خبری میں قتل کر

marfat.com

دیا۔ یہ فہری تھا اور دیت کے اونٹ لیکر بھاگ گیا اور مرتد ہوگیا۔ یہ اسلام میں پہلا شخص ہے جو مرتد ہوا ارتداد کے بعد اس نے یہ رباعی کہی ؎

قَتَلْتُ بِهٖ فِهْرًا وَحَمَّلْتُ عَقْلَهٗ ... سَرَاةَ بَنِی النَّجَّارِ اَرْبَابَ فَارِعٖ

وَاَدْرَكْتُ ثَارِیْ وَاضْطَجَعْتُ مُوَسَّدًا ... وَكُنْتُ اِلَی الْاَوْثَانِ اَوَّلَ رَاجِعٖ

میں نے فہری کو قتل کردیا اور اسکی دیت بنو نجار کے سرداروں پر ڈال دی جو گھوڑوں والے ہیں اور میں نے اپنے خون کا بدلہ لے لیا اور بڑے آرام سے واپس آگیا اور میں بتوں کی طرف سب سے پہلا رجوع کرنے والا ہوں۔ (روح المعانی)

چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ مُعَاوِيَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ ذَنْبٍ عَسَی اللّٰهُ اَنْ يَّغْفِرَهٗ اِلَّا الرَّجُلُ يَمُوْتُ كَافِرًا اَوِ الرَّجُلُ يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ سے امید ہے کہ وہ ہر ایک گناہ معاف فرمادے گا سوائے اس آدمی کے جس کی موت کفر پہ ہو یا جو کسی مومن آدمی کو جان بوجھ کر قتل کردے۔

اور خلود فی النار یعنی دوام کے قائل معتزلہ ہیں (روح المعانی) آگے ارشاد ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤی اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

اے ایمان والو جب تم چلو اللہ کی راہ میں (جہاد کو) تو تحقیق کرلیا کرو اور جو تمہیں سلام کہے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بہت غنیمتیں ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے تو اللہ تعالےٰ نے تم پر احسان کیا تو تم پر تحقیق کرنا لازم ہے بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔

ضَرَبْتُمْ۔ سفر کرو۔ ضرب کے معانی مارنا اور دوسرے معنی سفر کرنا۔ چلنے کے معنی ہیں

اَلْقٰی۔ کے معانی ڈالنا ہے۔ کوئی بات کہنا۔

عَرَضَ۔ مال۔ سامان زندگی کی عام ضروریات مراد ہیں۔

مَغَانِمُ۔ غنیمت۔ مفت کا مال جو۔

فَتَبَيَّنُوْا۔ تحقیق کرلو۔ یہاں یہی مراد ہے یعنی جب جہاد کے لیے گھر سے نکلو تو بغیر سوچے سمجھے کوئی

marfat.com

کام ذکر و جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اس کو یہ سمجھو کہ بہانہ کرتا ہے۔

جو السلام علیکم کہہ کر سامنے آئے اور اسے تم نہیں جانتے کہ یہ مرزائی یا کسی مرتد جماعت کا فرد ہے تو بلا وجہ اسے کافر نہ سمجھو جس میں اسلام کی نشانی پاؤ اس سے ہاتھ روکو اور جبتک اس کا کفر ثابت نہ ہو جائے اس کے قتل میں عجلت نہ کرو۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی لشکر روانہ فرماتے تو اسے حکم دیتے کہ اگر تم مسجد دیکھو یا اذان سنو تو وہاں مقاتلہ نہ کرو۔

فقہا نے فرمایا کہ اگر یہودی یا نصرانی یہ کہے کہ میں مومن ہوں اور وہ معلوم ہے کہ یہ یہودی یا نصرانی یا مرزائی ہے تو اسے مومن نہ مانا جائے گا اگرچہ وہ السلام علیکم کہتا رہے۔ حتیٰ کہ اگر وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے جب بھی اس کے مسلمان ہونے کا حکم نہ کیا جائے گا کیونکہ اس کے عقیدہ میں ایمان ہی وہ ہے جس پر وہ ہے۔

مرزائی اسی وجہ میں تو بے دھڑک کہہ دیتا ہے کہ میں عقیدہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرتا ہوں اس لیے کہ اس کے نزدیک خاتم النبیین مرزا غلام احمد ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو جانے کو بھی اسی وجہ میں تسلیم کرتا ہے کہ اس کے نزدیک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ وہی مرزا غلام احمد ہے۔

اس بنا پر ارباب عقائد نے تصریح کی کہ محض کلمہ پڑھ لینے سے کسی کے مسلمان ہونے کا حکم نہ دیا جائے گا جبتک وہ اپنے سابقہ دین سے بیزاری کا اظہار اور اس کے باطل ہونے کا اعتراف نہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کفر میں مبتلا ہو خواہ وہ مرزائی ہو یا یہودی یا عیسائی یا رافضی اس کے لیے اس کفر سے بیزاری اور اس کو کفر جاننا ضروری ہے۔ اور

كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ کا مفہوم یہ ہے کہ تم بھی تو پہلے اسی کفر میں تھے تو اللہ تعالےٰ نے تم پر احسان فرمایا وَعَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَآءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اور تمہارا خون اور مال محفوظ ہوا۔

شان نزول :۔ مرداس بن نہیک جو اہل فدک میں سے تھے اور صرف یہی مسلمان ہوئے تھے باقی تمام اہل فدک مسلمان نہ تھے۔ جب ان کی قوم کو خبر ملی کہ لشکر اسلام ان کی طرف آرہا ہے تو تمام اہل فدک تو بھاگ گئے مگر مرداس ٹھہرے رہے جب انہوں نے دور سے لشکر کو دیکھا تو یہ خیال کہ مبادا کوئی غیر مسلم جماعت ہو پہاڑ کی چوٹی پر اپنی بکریاں لے کر چڑھ گئے جب لشکر آیا اور انہوں نے اللہ اکبر کے نعرول کی آوازیں سنیں تو خود بھی تکبیر پڑھتے ہوئے اتر آئے اور کہنے لگے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

marfat.com

السلام علیکم مسلمانوں نے خیال کیا کہ یہ اہل فدک کا آدمی ہے اور فدک والے تو سب کافر ہیں۔ یہ شخص مغالطہ دینے کے لیے اوپری زبان سے ایسا کر رہا ہے چنانچہ اسامہ بن زید نے انہیں قتل کر دیا اور بکریاں لے آئے۔

جب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے اور تمام ماجرا عرض کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا اور فرمایا تم نے اس کے سامان کے سبب اسے قتل کر دیا۔ اور صاحب روح المعانی نے اسے یوں بیان کیا ابن جریر سدی سے راوی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا سا لشکر اسامہ بن زید کی سرکردگی میں بنو ضمرہ کی طرف روانہ فرمایا انہیں ایک آدمی ملا جس کا نام مرداس بن نہیک تھا اس کے پاس کچھ بکریاں اور ایک سرخ اونٹ تھا وہ ایک پہاڑ کی غار میں جا چھپا۔ اسامہ نے اس کا پیچھا کیا۔ مرداس نے غار میں اپنی بکریاں چھوڑیں اور خود چلا آیا اور کہا السلام علیکم میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یقیناً محمد اللہ تعالے کے رسول ہیں۔

تو اسامہ نے اس کی بکریوں اور اونٹ کی وجہ سے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اور جب اسامہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تو آپ کی خواہش تھی کہ اس کے متعلق کوئی اچھی خبر سنیں اور ان کے ساتھی ان سے خوش رہیں۔ جب واپس آئے تو آپ نے ان کے متعلق کسی سے نہ پوچھا خود ہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنے لگے۔ کہ اے اللہ کے رسول بھلا دیکھو تو اسامہ نے کیا کیا کہ ایک آدمی آپ سے ملا اور اس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی پڑھا اور پھر بھی اسامہ نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو ان کی بات پر دھیان نہ دیا پھر جب زیادہ ہی باتیں ہونے لگیں تو آپ نے اسامہ کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا اے اسامہ تو لا الہ الا اللہ سے کیسے عہدہ برآ ہوگا؟ تو اسامہ نے کہا اے اللہ کے رسول اس نے تو یہ کلمہ اپنے بچاؤ کے لیے پڑھا تھا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہ چیر کر دیکھ لیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی پھر حضرت اسامہ کو حکم ہوا کہ یہ سب بکریاں مقتول کے اہل کو پہنچا دو۔

مفہوم روایت اولیٰ کا با دنیٰ تغیر الفاظ ایک ہے بہر حال سلام علیک کہنے والے کو بلا تحقیق حقیق کافر کہنا صحیح نہیں اس کے علاوہ اور بھی احادیث باختلاف سند صاحب روح المعانی نے نقل فرمائی ہیں من شاء فلینظر۔

marfat.com

اب اس کے بعد ان لوگوں کا فرق جو جہاد فی سبیل اللہ میں گئے اور وہ جو گھروں میں بیٹھے رہے ظاہر کیا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں فضیلت دی ہے اللہ نے ان مجاہدوں کو جو اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کریں بیٹھنے والوں پر از روئے درجہ اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ کیا اور فضیلت دی اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے اس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ جنہیں کوئی عذر ہو۔ غیر کے معنی ہیں سوا۔ ضرر کے معنی ہیں نقصان یعنی وہ لوگ جو بیٹھ گئے لڑنے کے قابل ہوں کوئی عذر نہ ہو۔

اس آیت میں جہاد کی ترغیب ہے کہ بیٹھ رہنے والے اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے برابر نہیں مجاہدین کے لیے بڑے درجے ہیں اور غیر اولی الضرر فرما کر یہ ظاہر فرما دیا کہ جو لوگ بیماری یا ضعف کمزوری یا نابینائی یا ہاتھ پاؤں کے ناکارہ ہونے کے عذر کی وجہ سے جہاد میں نہ جا سکیں وہ فضیلت سے محروم نہ ہوں گے اس لیے کہ انہیں عذر نے روکا ہے۔ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لیے جنت میں سو درجے مہیا فرمائے ہیں ہر درجے سے دوسرے کا فاصلہ اتنا ہے جتنا زمین و آسمان کا۔

با محاورہ ترجمہ چودہواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ

وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔ ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کس حال میں تھے کہتے ہیں ہم زمین پر کمزور تھے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے

marfat.com

فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۙ
اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ
وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ
سَبِيْلًا ۙ

ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور بری جگہ پہنچنے کی
دبا لیے گئے مرد اور عورتیں اور بچے جنہیں کوئی
تدبیر نہ بن پڑے۔ اور نہ کوئی راستہ پائیں

فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۭ وَكَانَ
اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝

تو یہ وہ ہیں کہ قریب ہے اللہ کو معاف فرمائے اور
اللہ معاف کرنے والا بخشش والا ہے۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي
الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ
يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ
عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور جو ہجرت کرے اللہ کی راہ میں وہ پائے گا زمین
میں گنجائش بہت اور وسعت اور جو نکلے اپنے گھر
سے ہجرت کرکے اللہ و رسول کے لیے پھر پا
لے اسے موت تو تحقیق واقع ہو گیا اس کا ثواب اللہ
پر اور ہے اللہ بخشش والا مہربان۔

لفظی ترجمہ

اِنَّ ۔ بیشک	الَّذِیْنَ ۔ وہ جو	تَوَفّٰہُمُ ۔ موت دیتے ہیں انہیں	الْمَلٰٓئِکَۃُ ۔ فرشتے
ظَالِمِیْٓ ۔ ظلم کرنے والے	اَنْفُسِہِمْ ۔ اپنی جانوں پر	قَالُوْا ۔ کہتے ہیں	فِیْمَ ۔ تم کس حال میں
کُنْتُمْ ۔ سے تھے	قَالُوْا ۔ کہتے ہیں	کُنَّا ۔ ہم تھے	مُسْتَضْعَفِیْنَ ۔ کمزور
فِیْ ۔ میں	الْاَرْضِ ۔ زمین کے	قَالُوْٓا ۔ کہتے ہیں	اَ ۔ کیا
لَمْ ۔ نہیں	تَکُنْ ۔ تھی	اَرْضُ ۔ زمین	اللّٰہِ ۔ اللہ کی
وَاسِعَۃً ۔ کشادہ	فَتُہَاجِرُوْا ۔ کہ تم ہجرت کر جاتے		فِیْہَا ۔ اس میں
فَاُولٰٓئِکَ ۔ تو یہ ہیں کہ	مَاْوٰىہُمْ ۔ ان کا ٹھکانا	جَہَنَّمُ ۔ آگ ہے	وَ ۔ اور
سَآءَتْ ۔ بری ہے	مَصِیْرًا ۔ جگہ پھرنے کی	اِلَّا ۔ مگر	الْمُسْتَضْعَفِیْنَ ۔ دبے ہوئے
کمزور تھے	مِنَ الرِّجَالِ ۔ آدمیوں سے	وَ ۔ اور	النِّسَآءِ ۔ عورتوں سے
وَ ۔ اور	الْوِلْدَانِ ۔ بچے	لَا ۔ جو نہیں	یَسْتَطِیْعُوْنَ ۔ پا سکتے کوئی
حیلہ کسی	حِیْلَۃً ۔ حیلہ کی	وَ ۔ اور	لَا یَہْتَدُوْنَ ۔ نہیں پاتے

marfat.com

يَهْتَدُوْنَ۔ پاتے	سَبِيْلًا۔ کوئی راہ	فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہ لوگ ہیں	عَسَى۔ قریب ہے
اللّٰهُ۔ اللہ	اَنْ۔ یہ کہ	يَّعْفُوَ۔ معاف کرے	عَنْهُمْ۔ ان کو
وَ۔ اور	كَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	عَفُوًّا۔ معاف کرنے والا
غَفُوْرًا۔ بخشنے والا	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	يُّهَاجِرْ۔ ہجرت کرے
فِيْ۔ بیچ	سَبِيْلِ۔ راہ	اللّٰهِ۔ اللہ کے	يَجِدْ۔ پائے گا
فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	مُرٰغَمًا۔ جگہ	كَثِيْرًا۔ بہت
وَّ۔ اور	سَعَةً۔ فراخی	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو
يَّخْرُجْ۔ نکلے	مِنْۢ بَيْتِهٖ۔ اپنے گھر سے		مُهَاجِرًا۔ ہجرت کرتا
اِلَى۔ طرف	اللّٰهِ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	رَسُوْلِهٖ۔ اس کے رسول کی
ثُمَّ۔ پھر	يُدْرِكْهُ۔ پالے اسکو	الْمَوْتُ۔ موت	فَقَدْ۔ تو بیشک
وَقَعَ۔ واقع ہوا	اَجْرُهٗ۔ اس کا اجر	عَلَى۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے
وَ۔ اور	كَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	غَفُوْرًا۔ بخشنے والا
رَّحِيْمًا۔ مہربان			

مختصر تفسیر چودہواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۚ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ۚ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔ وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں ایسے حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے ان سے کہیں گے (فرشتے) تم کس میں سے تھے۔ کہیں گے ہم زمین میں کمزور تھے کہیں گے فرشتے کیا اللہ تعالے کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے تو ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت بری جگہ پہنچنے کی۔

شان نزول یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے کلمہ اسلام تو زبان سے ادا کیا مگر جس زمانہ میں ہجرت فرض تھی اس وقت ہجرت نہ کی اور جنگ مشرکین جنگ بدر میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے گئے تو یہ لوگ ان کے ساتھ ہوئے اور کفار کے ساتھ ہی گئے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ

marfat.com

کفار کے ساتھ ہونا اور فرض ہجرت ترک کرنا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔ اس آیت سے مندرجہ ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

(۱) جو شخص کسی شہر میں اپنے دین پر قائم نہ رہ سکتا ہو اور اسے یہ اطمینان ہو کہ دوسری جگہ منتقل ہونے سے اپنے فرائض مذہب ادا کر سکے گا اس پر ہجرت واجب ہے۔

حدیث میں ہے جو شخص اپنے دین کی حفاظت کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو اگرچہ ایک بالشت بھی کیوں نہ ہو اس کے لیے جنت واجب ہوئی اور بروز قیامت اسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میسر ہوگی۔

(۲) محض کمزوری کا بہانہ شرعاً قابل اعتبار نہیں ہے۔

(۳) بحد مقدور اپنے دین کی صیانت وحمایت ہر مسلمان پر لازم ہے۔

ورنہ ملائکہ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا کہہ کر اسے جہنم میں پہنچائیں گے۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۝ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

مگر وہ جو کمزور ضعیف ہیں مرد اور عورتیں اور بچے جنہیں دکوئی تدبیر بن پڑے نہ راستہ جانیں تو یہ لوگ وہ ہیں جنہیں قریب ہے کہ اللہ معاف کرے اور اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور جو اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا۔ پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہوگیا اور اللہ تعالے بخشنے والا مہربان ہے۔

شانِ نزول: اس سے پہلی آیت جب نازل ہوئی تو جندع بن ضمیرہ لیثی نے سنا یہ بہت بوڑھے تھے کہنے لگے کہ میں اس حکم سے مستثنٰی ہوں یا مجھ پر بھی یہ حکم عاید ہوتا ہے میں اگرچہ ضعیف العمر اور کمزور ہوں مگر میرے پاس اتنا مال ہے جس سے میں مدینہ پاک ہجرت کر سکتا ہوں۔ بخدا قسم مکہ اب مکہ ایک رات نہ ٹھہروں گا۔ مجھے لے چلو چنانچہ انہیں چارپائی پر ڈال کر لے چلے۔ مقام تنعیم میں جب وہ آئے تو ان کا انتقال ہوگیا۔ بوقت انتقال انہوں نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور کہا الٰہی یہ تیرا اور یہ تیرے رسول کا ہاتھ ہے میں اس پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت کی یہ خبر پاکر صحابہ کرام نے کہا کاش

marfat.com

وہ مدینہ پہنچ جاتے تو ان کا اجر کتنا بڑا ہوتا اور مشرکین ہنسے اور کہنے لگے جس مطلب کے لیے جندع بن ضمیرہ نکلے تھے وہ نہ ملا اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ
سَبِيلًا ۝ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝ وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا
إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا
رَحِيمًا ۝

اس امر کا سمجھ لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور اس کے فضل و کرم سے سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن بہ طریق استحقاق کوئی چیز اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں اس کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے اس سے بھی چند مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

۱:- جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو پورا کرنے سے عاجز ہو جائے اسے اس کا اجر ملے گا۔

۲:- طلب علم۔ حج۔ جہاد۔ زیارت۔ طاعت۔ زہد و قناعت۔ رزق حلال کی طلب کے لیے ترک وطن کرنا خدا اور رسول کی طرف ہجرت ہے اس میں اگر وہ پورا کرنے سے قبل موت کے قبضہ میں آ جائے تو اسے اجر ضرور ملے گا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے لکھوائی۔ آپ کی ران مبارک میری ران پر تھی آپ فرما رہے تھے میں لکھ رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم جو نابینا تھے دربار رسالت پناہ میں عرض کی یا رسول اللہ اگر مجھ میں جہاد کی قوت ہوتی تو ضرور میں جہاد میں شریک ہوتا۔ اسی حالت میں وحی نازل ہوئی آپ کی ران مبارک اس قدر وزنی ہو گئی کہ مجھے خوف ہوا کہ میری ران ٹوٹ جائے گی اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (خازن)

بامحاورہ ترجمہ پندرھواں رکوع سورۃ نساء پ۵

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں یہ کہ قصر کرو بعض نمازیں اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہیں ایذا دیں گے کافر بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن

marfat.com

لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ
فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا
أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن
وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ
يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا
حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا
لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ
فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً وَلَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ
أَوْ كُنتُم مَّرْضٰى أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ
وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ
لِلْكٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ
قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلٰى جُنُوبِكُمْ فَإِذَا
اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ إِنَّ الصَّلٰوةَ
كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوتًا ۝

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِن تَكُونُوا
تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ
وَتَرْجُونَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُونَ وَكَانَ
اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

ترجمہ:

اور اے محبوب! جب تم ان میں موجود ہو تو نماز
میں ان کی امامت کرو تو چاہیے کہ ان میں ایک جماعت
تمہارے ساتھ ہو اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں تو
جب سجدہ کر لیں تو ہٹ کر تم سے پیچھے ہو جائیں
اور اب دوسری وہ جماعت آئے جو اس وقت
تک نماز میں شریک نہ تھی وہ تمہارے ساتھ اقتدا
کرے اور چاہیے کہ اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے
رہیں خواہش کرتے ہیں کافر کہ اگر تم غافل ہو جاؤ اپنے
ہتھیاروں سے تو ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں
یکبارگی اور نہیں گناہ اگر تم مینہ کی تکلیف کے سبب
یا کسی بیماری کے باعث اپنے ہتھیار کھول رکھو اور
اپنی حفاظت میں ہشیار رہو بے شک اللہ نے
کافروں کے لیے تیار کر رکھا ہے خواری کا عذاب۔
تو جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور
بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے تو جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب
دستور نماز قائم کرو بے شک نماز مومنین پر فرض ہے
وقت کی بندش سے۔
اور ہمت نہ ہارو کافر قوم کی تلاش میں اگر ہو تم دکھ
میں تو وہ بھی دکھ پاتے ہیں جیسے تم دکھ پاتے
ہو اور تم امید رکھتے ہو اللہ تعالیٰ سے وہ
جو وہ نہیں رکھتے اور اللہ جاننے والا حکمت
والا ہے۔

marfat.com

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	ضَرَبْتُمْ۔ چلو تم	فِی۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے	فَلَیْسَ۔ تو نہیں	عَلَیْکُمْ۔ تم پر	جُنَاحٌ۔ کوئی گناہ
اَنْ۔ اس میں کہ	تَقْصُرُوْا۔ قصر کرو	مِنَ۔ بعض	الصَّلٰوۃِ۔ نمازیں
اِنْ۔ اگر	خِفْتُمْ۔ تمہیں خوف ہو	اَنْ۔ یہ کہ	یَّفْتِنَکُمُ۔ ایذا دیں گے
الَّذِیْنَ۔ وہ جو	کَفَرُوْا۔ کافر ہیں	اِنَّ۔ بیشک	الْکٰفِرِیْنَ۔ کافر
کَانُوْا۔ ہیں	لَکُمْ۔ تمہارے	عَدُوًّا۔ دشمن	مُّبِیْنًا۔ کھلے
وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	کُنْتَ۔ ہو تم	فِیْھِمْ۔ ان میں
فَاَقَمْتَ۔ تو قائم کرو	لَھُمُ۔ ان میں	الصَّلٰوۃَ۔ نماز	فَلْتَقُمْ۔ تو کھڑی ہو
طَآئِفَۃٌ۔ ایک جماعت	مِّنْھُمْ۔ ان سے	مَّعَکَ۔ تمہارے ساتھ	وَ۔ اور
لْیَاْخُذُوْا۔ ساتھ رکھے	اَسْلِحَتَھُمْ۔ اپنے ہتھیار	فَاِذَا۔ تو جب	سَجَدُوْا۔ سجدہ کرلیں
فَلْیَکُوْنُوْا۔ تو ہو جائیں	مِنْ وَّرَآئِکُمْ۔ تمہارے پیچھے		وَ۔ اور
لْتَاْتِ۔ آجائے	طَآئِفَۃٌ۔ جماعت	اُخْرٰی۔ دوسری جس نے	لَمْ۔ نہیں
یُصَلُّوْا۔ نماز پڑھی	فَلْیُصَلُّوْا۔ تو نماز پڑھے	مَعَکَ۔ تمہارے ساتھ	وَ۔ اور
لْیَاْخُذُوْا۔ پکڑے رہے	حِذْرَ۔ حفاظت	ھُمْ۔ اپنی	وَ۔ اور
اَسْلِحَتَھُمْ۔ اپنے ہتھیار	وَدَّ۔ چاہتے ہیں	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	کَفَرُوْا۔ کافر ہیں
لَوْ۔ اگر	تَغْفُلُوْنَ۔ غافل ہو تم	عَنْ اَسْلِحَتِکُمْ۔ اپنے ہتھیاروں سے	
وَ۔ اور	اَمْتِعَتِکُمْ۔ اسباب سے	فَیَمِیْلُوْنَ۔ تو لوٹ پڑیں	عَلَیْکُمْ۔ تم پر
مَّیْلَۃً۔ لوٹ	وَّاحِدَۃً۔ ایکبارگی	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں
جُنَاحَ۔ گناہ	عَلَیْکُمْ۔ تم پر	اِنْ۔ اگر	کَانَ۔ ہو
بِکُمْ۔ تم کو	اَذًی۔ تکلیف	مِّنْ مَّطَرٍ۔ بارش کی	اَوْ۔ یا
کُنْتُمْ۔ ہو تم	مَّرْضٰی۔ بیمار	اَنْ۔ یہ کہ	تَضَعُوْا۔ اتار دو
اَسْلِحَتَکُمْ۔ اپنے ہتھیار	وَ۔ اور	خُذُوْا۔ پکڑو	حِذْرَکُمْ۔ اپنی حفاظت

marfat.com

اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰہَ ۔ اللہ نے	اَعَدَّ ۔ تیار کیا	لِلْکٰفِرِیْنَ ۔ کافروں کیلئے
عَذَابًا ۔ عذاب	مُّہِیْنًا ۔ ذلت کا	فَاِذَا ۔ تو جب	قَضَیْتُمُ ۔ پوری کرلو تم
الصَّلٰوۃَ ۔ نماز	فَاذْکُرُوا ۔ تو یاد کرو	اللّٰہَ ۔ اللہ کو	قِیٰمًا ۔ کھڑے
وَّ ۔ اور	قُعُوْدًا ۔ بیٹھے	وَّ ۔ اور	عَلٰی ۔ اوپر
جُنُوْبِکُمْ ۔ اپنے پہلوؤں کے	فَاِذَا ۔ تو جب	اطْمَاْنَنْتُمْ ۔ مطمئن ہو جاؤ	فَاَقِیْمُوا ۔ تو قائم کرو
الصَّلٰوۃَ ۔ نماز	اِنَّ ۔ بیشک	الصَّلٰوۃَ ۔ نماز	کَانَتْ ۔ ہے
عَلَی ۔ اوپر	الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ مومنوں کے	کِتٰبًا ۔ فرض	مَّوْقُوْتًا ۔ وقت پر
وَ ۔ اور	لَا ۔ مت	تَہِنُوْا ۔ سستی کرو	فِیْ ۔ بیچ
ابْتِغَآءِ ۔ ڈھونڈنے	الْقَوْمِ ۔ قوم کفار کے	اِنْ ۔ اگر	تَکُوْنُوْا ۔ ہو تم
تَاْلَمُوْنَ ۔ تکلیف پاتے		فَاِنَّہُمْ ۔ تو وہ بھی	یَاْلَمُوْنَ ۔ تکلیف پاتے ہیں
کَمَا ۔ جیسے	تَاْلَمُوْنَ ۔ تم تکلیف پاتے ہو	وَ ۔ اور	تَرْجُوْنَ ۔ امید رکھتے ہو تم
مِنَ اللّٰہِ ۔ اللہ سے	مَا ۔ وہ جو	لَا ۔ نہیں	یَرْجُوْنَ ۔ امید رکھتے وہ
وَ ۔ اور	کَانَ ۔ ہے	اللّٰہُ ۔ اللہ	عَلِیْمًا ۔ جاننے والا
حَکِیْمًا ۔ حکمت والا			

مختصر تفسیر پندرھواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ ۖ اور جب تم سفر کرو زمین میں تو تم پر گناہ نہیں یہ کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو یعنی چار رکعت والی نمازیں دو رکعت پڑھو۔ تَقْصُرُوْا تم کم کرو قصر سے ہے اس کے معنی گھٹا دینا۔ چار رکعت کی دو رکعت ادا کرلے۔

اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ۚ اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۔ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ فتنہ میں ڈال دیں گے کافر بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

اس آیت سے شبہ پیدا ہوتا تھا کہ شاید قصر کی اجازت خوف کفار کے موقع پر ہے چنانچہ یہ شبہ صحابہ کرام کو بھی ہوا یعلی بن امیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم تو امن میں ہیں پھر ہم کیوں قصر کریں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا مجھے بھی خیال آیا تھا۔ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض

marfat.com

کیا تو حضور نے فرمایا قصر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے تم اس کا صدقہ قبول کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں چار رکعت والی پوری پڑھنا جائز نہیں اس لیے کہ جو قابل تملیک نہیں اس کا صدقہ اسقاط محض ہے۔ اس میں رد کا احتمال نہیں۔

اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ آیت کے نزول کے وقت سفر عموماً خالی از اندیشہ نہ ہوتے تھے اس لیے اِنْ خِفْتُمْ فرمایا جو محض بیان حال ہے نہ ذکر اِنْ شرطیہ سے قصر ہوا۔

یہی وجہ ہے کہ قراءت عبداللہ بن مسعود میں اِنْ خِفْتُمْ نہیں۔ علاوہ بریں صحابہ کرام کا تعامل ہمارے لیے صحیح تفسیر آیت ہے۔ تو احادیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ بحالت امن بھی سفروں میں قصر فرماتے تھے اور اگر سفر میں دو کی بجائے چار پڑھی گئیں تو اللہ تعالیٰ کا صدقہ اس میں رد ہوگا اور رد صدقہ معصیت ہے بنابریں قصر فرض ہے البتہ سفر کتنی دور جانے میں متحقق ہوتا ہے اس کا جاننا ضروری ہے۔

مدت سفر

جس سفر میں قصر لازم ہے اس کی ادنیٰ مدت تین رات دن کی مسافت ہے جو اونٹ یا پیدل کے متوسط رفتار سے طے کی جاتی ہو اس کی مقداریں خشکی اور دریا اور پہاڑوں میں مختلف ہو جاتی ہیں تو جو مسافت متوسط رفتار سے چلنے والے تین روز میں طے کرتے ہوں اس کے سفر میں قصر ہوگا۔

مسافر کے جلدی پہنچنے یا دیر سے پہنچنے کا اعتبار نہیں خواہ وہ تین روز کی مسافت تین گھنٹہ میں طے کرے خواہ وہ لاہور سے کراچی ڈھائی گھنٹے میں پہنچے جیسے ہوائی جہاز سے جانے والے جاتے ہیں خواہ کار میں سفر ہو خواہ ریل میں سیکنڈ کلاس میں ہو خواہ فرسٹ کلاس بلکہ ایئرکنڈیشن میں بہرحال قصر ہوگا البتہ اس کے برعکس اگر ایک روز کا بعد مسافت تین روز یا اس سے زیادہ میں طے کیا جائے تو قصر نہ ہوگا گویا اعتبار مسافت کا ہے نہ کہ مدت کا۔

اس کے بعد اب دوسرا حکم جہاد میں نماز باجماعت اور اس کے طریقہ کا ہے۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ

اور جب ہو تم ان میں اے محبوب تو نماز میں ان کے لیے امامت کرو تو چاہئے کہ ان میں سے ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں تو جب وہ سجدہ کرلیں (یعنی ایک رکعت

marfat.com

پڑھ لیں، تو ہٹ کر آپ سے پیچھے ہو جائیں اور چاہیے کہ دوسری جماعت آئے جو اب تک نماز میں شریک نہ تھی اور تمہاری مقتدی بنے اور چاہیے کہ اپنی پناہ اور ہتھیار لیے رہیں کافر چاہتے ہیں کہ اگر تم کبھی غافل ہو جاؤ اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے تو وہ ٹوٹ پڑیں تم پر یکبارگی ٹوٹنا۔

جہاد کے اندر جب حضور اپنے اصحاب کے ساتھ ہوں تو جماعت سے نماز پڑھنے کا قاعدہ بتایا گیا جسے صلوٰۃ الخوف کہتے ہیں۔

طَآئِفَةٌ۔ گروہ۔ فوج کا حصہ۔

وَرَآءِ۔ آگے۔ پیچھے

وَدَّ۔ دوست رکھتا۔ وَدٌّ۔ دوست رکھنا وُدٌّ سے محبت کرنا۔ پسند کرنا

اَمْتِعَتِكُمْ۔ اپنے سامان سے مَتَاعٌ کی جمع ہے۔

يَمِيْلُوْنَ۔ ٹوٹ پڑیں میل سے بنا۔ ایک طرف جھکنا

مُّهِيْنًا۔ ذلت دینے والا۔ اہانت سے بنا۔ اس کے معنی ذلیل و رسوا۔

شانِ نزول:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی جماعت کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں تشریف لائے جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مشرکین نے دیکھا کہ آپ نے مع تمام صحابہ کے نماز ظہر بجماعت ادا فرمائی تو انہیں افسوس ہوا کہ ایسے موقعہ کو ہاتھ سے کھو بیٹھے ورنہ یکبارگی حملہ کر کے سب کو مار دیتے اور ہتھیار اور سامان پر قبضہ کر لیتے۔ یہ گفتگو آپس میں کر رہے تھے کہ ان کے ساتھیوں سے ایک نے کہا فکر کی بات کیا ہے اب ایک نماز اور آ رہی ہے اور وہ نماز ایسی نماز ہے جو مسلمانوں کو اپنے ماں باپ سے زیادہ پیاری ہے یعنی نماز عصر لہٰذا جب مسلمان اس نماز کے لیے کھڑے ہوں تو پوری ہمت اور قوت سے حملہ کر کے انہیں قتل کر دو۔ یہ سن کر سب عصر کی انتظار میں بیٹھ گئے۔

حضرت روح الامین حاضر بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو گئے اور انہوں نے تمام تجویز سے مطلع کر دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز صلوٰۃ الخوف ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ ایسے حال میں نماز بجماعت پڑھائیں تو اپنے مقتدیوں کو دو حصوں میں منقسم کریں ایک حصہ دشمن کے مقابلہ میں ڈٹا رہے اور دوسرا حصہ آپ کی اقتدا میں کھڑا ہو جائے اور پہلی رکعت دو سجدوں تک ادا کر کے پیچھے ہٹ آئیں اب وہ جو دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے آگے آ کر دو سجدوں سے ایک رکعت پوری کر لیں۔

پھر فقط امام سلام پھیرے اور پہلی جماعت آگے آ کر بغیر قراءت ادا کر کے سلام پھیر دے اور دشمن

marfat.com

کے مقابل چلی جائے تو دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل ڈٹی ہوئی ہے وہ آئے اور اسی طرح اپنی رکعت جو باقی رہی تھی قرات کے ساتھ پوری کر کے سلام پھیر دیں۔

اس لیے کہ پہلی جماعت لاحق کے حکم میں تھی اور لاحق کو بلا قرات رکعت تابعہ ادا کرنی تھی۔ اور دوسری جماعت مسبوق ہے اسے پہلی رکعت ادا کرنے میں قرات کرنی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی طرح صلوٰۃ الخوف ادا کرنا مروی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام صلوٰۃ الخوف اسی طرح پڑھتے رہے۔

اب چند مسائل سمجھ لینے ضروری ہیں۔

حِذر سے مراد پناہ ہے اور پناہ میں زرہ خود بکتر وغیرہ ہیں جن سے دشمن کے حملے سے بچا جا سکے ان کا ساتھ رکھنا نماز اور غیر نماز میں بہر حال واجب ہے۔ پھر اسی پر عطف کر کے وَ اَسْلِحَتَہُمْ فرمایا گیا یہ مستحب ہے کہ ہتھیار ساتھ رکھے۔ یہ حکم بحالت سفر اگر خوف حائل ہو تو اس کا ہے۔

اور اگر مقیم کو ایسا معاملہ پیش آئے تو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ چار رکعت ہی پڑھے اور ہر جماعت دو دو رکعت پڑھ کر اسی طرح دشمن کے مقابل رہے جیسے پہلے طریقہ میں ایک ایک رکعت پڑھ کر گئے تھے ہوئے۔ تین رکعت والی نماز میں پہلی جماعت میں دو رکعت ادا کرے اور دوسری میں ایک پھر اسی طرح پوری کرے۔ اس کے بعد اپنے اسلحات سے جاق و چوبند رہنے کا حکم ہے۔

اسلحہ کا قانون اور اس میں بقدر ضرورت کچھ تعلیم دی گئی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ۔

بخاری وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ یہ آیت عبدالرحمن بن عوف کے حق میں نازل ہوئی جیسا کہ ذکر کیا گیا اور ابو حمزہ اور کلبی ابو صالح سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں محاربہ قرار دے تشریف لے گئے مقابلہ بنی انمار سے تھا۔ اللہ تعالے نے فتح عطا فرمائی اور غنیمت ملی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم معہ لشکر کے ایک مقام پر اترے وہاں کوئی دشمن نظر نہ آیا اطمینان سے سب نے اپنے ہتھیار رکھ دیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ہتھیار رکھ لے اور قضائے حاجت کے لیے جنگل میں نکلے کہ آسمان سے بوندا باندی شروع ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگل میں ذرا اصحابہ سے علیحدہ ہو کر سایہ میں تشریف فرما تھے کہ غورث بن الحرث المحاربی نے دیکھا اور کہنے لگا قَتَلَنِیَ اللّٰهُ تعالیٰ اِنْ لَمْ اَقْتُلْهُ۔ اللہ

marfat.com

مجھے ہلاک کرے اگر میں حضور کو قتل نہ کردوں۔ اور بیباکی سے اترا ہاتھ میں تلوار تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا خیال بھی نہ تھا کہ اچانک وہ سر پر تلوار لیے کھڑا نظر آیا اور بولا یَا مُحَمَّدُ مَنْ یَّعْصِمُکَ مِنِّی اَلْاٰنَ۔ اے محمد اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت دلیرانہ طور سے فرمایا مجھے میرا رب عزوجل بچائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ غَوْرَثَ بْنَ الْحَارِثِ بِمَا شِئْتَ۔ الٰہی غورث بن حرث سے جس طرح چاہے میرے لیے کفایت فرما۔

توراوی فرماتے ہیں فَانْکَبَّ عَدُوُّ اللّٰہِ تَعَالٰی لِوَجْھِہٖ تو وہ دشمن خدا اوندھا گرا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اس کی تلوار پکڑ لی اور فرمایا یَا غَوْرَثُ مَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّی اَلْاٰنَ اے غورث اب تجھے مجھ سے کون بچانے والا ہے؟

غورث مایوسی میں عرض کرنے لگا لَا اَحَدَ۔ حضور کوئی نہیں بچا سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَتَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ۔ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

یہ سن کر غورث نے عرض کی یہ تو نہیں مگر میں یہ عہد کرتا ہوں کہ آپ سے کبھی مقابلہ نہ کروں گا اور نہ ہی آپ کے دشمن کی مدد کروں گا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق کریمانہ سے اسے تلوار واپس دے دی۔ غورث یہ خلق کریم دیکھ کر بولا لَاَنْتَ خَیْرٌ مِّنِّیْ بے شک آپ مجھ سے بہتر و افضل ہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا بے شک ہم ایسی چشم پوشیوں کے زیادہ ذمہ دار ہیں۔

پھر غورث واپس اپنی قوم میں گیا تو اس کے ساتھیوں نے کہا غورث ہم نے تجھے ان کے سر پر تلوار ہاتھ میں لیے کھڑا دیکھا فَمَا مَنَعَکَ مِنْہُ تو کس چیز نے تجھے ان سے روک دیا۔

غورث بولا اللہ تعالے نے مجھے معہ میری تلوار نگونسار کر دیا میں نہیں جانتا کہ کس نے میرے دونوں شانے جھنجھوڑے اور میں منہ کے بل گر گیا اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر میری تلوار اٹھالی اور تمام حال جو گذرا سنایا تو اس کی جماعت سے بہت سے ایمان لے آئے۔ پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس جنگل سے روانہ ہو کر اپنے اصحاب میں تشریف لائے اور واقعہ سنایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ کَانَ بِکُمْ اَذًی مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَکُمْ وَخُذُوْا حِذْرَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔ اور تم پر گناہ نہیں اگر مینہ کے سبب تکلیف ہو

marfat.com

یا بیمار ہو کر اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی حفاظت میں دشمن کی گھات سے ہوشیار رہو بے شک اللہ نے کافروں کے لیے عذاب خواری کا تیار کر رکھا ہے۔

یعنی اگرچہ ہتھیار کا پاس رکھنا ضروری ہے لیکن اگر تکلیف کے موقعہ پر کھول کر رکھ لو تو گناہ نہیں۔ مگر دشمن کی گھات سے چوکنا رہنا ضروری ہے۔

شان نزول:۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبد الرحمن بن عوف زخمی تھے اور انہیں اس حالت میں ہتھیار رکھنا بار تھا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تو مورد آیت اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے کہ بحالت عذر ہتھیار کھول کر رکھنے کی اجازت ہے آگے ارشاد ہے جس میں نماز مفروضہ اور ذکر الٰہی کا مطلقاً حکم ہے۔

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ ۚ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوتًا۔ تو جب تم نماز پڑھ چکو یعنی فریضہ مقررہ ادا کر لو، تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے تو جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت مقررہ پر۔

قَضَيْتُمْ۔ پڑھ چکو۔ قضا کے معنی پورا کرنا ہے

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ۔ اللہ کو یاد کرو۔ ذکر کے معنی یاد کے ہیں۔

جُنُوب۔ جنب کی جمع ہے یعنی پہلو کروٹ پر لیٹے ہوئے۔

مَّوْقُوتًا۔ مقررہ وقت وہ عمل جو وقت کی پابندی سے وابستہ ہو۔

یعنی ذکر الٰہی کی مداومت کا حکم مطلق نافذ ہوا تاکہ مسلمان اللہ کے ذکر سے کسی وقت اور کسی حال میں بھی غافل نہ ہو۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر فرض کی ایک حد معین کی ہے مگر ذکر کے لیے کوئی حد نہیں بلکہ مطلق فرمایا گیا کہ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ۔ اللہ کا ذکر کرو کھڑے بیٹھے کروٹوں پر لیٹے رات دن خشکی اور تری کے اندر، سفر و حضر میں، غنا و فقر کی صورت میں، تندرستی و بیماری کی کیفیت میں، پوشیدہ اعلانیہ ہر ... اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ نماز مفروضہ کے بعد بلا فصل ذکر پڑھنا جائز ہے۔ مشائخ کرام میں اسی وجہ سے اس کا معمول ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ ذکر میں تسبیح، تہلیل، تکبیر، ثنا، دعا سب داخل ہیں البتہ نماز مفروضہ موقت ہے لہٰذا اس کے اوقات کی رعایت لازم ہے۔ (تفسیر احمدی) آگے ارشاد ہے۔

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ

marfat.com

مِنَ اللّٰہِ مَا لَا یَرْجُوْنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا۔ اور کافروں کی تلاش میں سستی نہ کرو اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو انہیں بھی دکھ پہنچتا ہے جیسا کہ تمہیں دکھ پہنچتا ہے اور تم اللہ سے امید رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

شانِ نزول:۔ یہ آیۂ کریمہ بدر صغریٰ کی طرف جانے میں سستی کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یوم احد میں ابی سفیان کے تعاقب پر جانے والوں کے حق میں نازل ہوئی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ابو سفیان اور اس کے لشکر کے تعاقب میں حمرا الاسد کی طرف جانے والوں کے حق میں نازل ہوئی اس کے راوی حضرت عکرمہ ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ احد کی جنگ سے جب ابو سفیان اور ان کے ساتھی واپس ہوئے تو حضور نے ان صحابہ کو جو احد میں حاضر ہوئے تھے مشرکین کے تعاقب میں جانے کا حکم دیا۔ اصحاب زخمی تھے انہوں نے اپنے زخموں کی شکایت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا میں اس امر کی وضاحت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارے معاملات اور اعمال جانتا ہے جو کچھ تم علانیہ کرتے ہو یا پوشیدہ لہٰذا تمہیں چاہئے کہ امتثال امر کرتے رہو اس میں تمہارے حق میں عواقب حمیدہ ہیں اور اسی سے تم فائز المطلوب ہوگے (روح المعانی)

با محاورہ ترجمہ سولہواں رکوع سورۃ نساء

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ۝

بے شک ہم نے نازل کی تمہاری طرف اے محبوب! کتاب سچائی والی کہ تم فیصلہ کرو لوگوں میں وہ جو تم کو اللہ دکھائے اور خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والے۔

وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

اور اللہ سے بخشش چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلَا تُجَٰدِلْ عَنِ ٱلَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝

اور جھگڑا ان کی طرف سے جو اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے ہیں بے شک اللہ پسند نہیں کرتا اسے جو خائن سیہ کار ہے۔

marfat.com

يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ
مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ
مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا
يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝

چھپاتے ہیں لوگوں سے اور نہیں چھپا سکتے اللہ سے اور وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ ان میں سوچتے ہیں وہ بات جس میں اللہ راضی نہیں اور اللہ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہیں۔

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝

خبردار یہ جو تم جھگڑتے ہو ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں تو کون جھگڑے اللہ سے ان کی طرف سے قیامت کے دن یا کون ہوگا ان کا وکیل۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ
يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور جو عمل کرے برا یا ظلم کرے اپنی جان پر پھر بخشش چاہے اللہ سے، تو پالے گا اللہ کو بخشنے والا اور مہربان۔

وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

اور جو کرے گناہ تو اس کی کرنی اس کی جان پر ہے اور اللہ ہے جاننے والا حکمت والا۔

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ
بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا
مُّبِيْنًا ۝

اور جو کرے خطا یا گناہ پھر لے کسی بے گناہ پر تھوپ دے تو اس نے یقینا اٹھایا بہتان اور کھلا گناہ۔

لفظی ترجمہ

اِنَّآ۔ بیشک ہم نے	اَنْزَلْنَا۔ اتارا	اِلَيْكَ۔ تیری طرف	الْكِتٰبَ۔ کتاب کو
بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ	لِتَحْكُمَ۔ تاکہ تو فیصلہ کرے	بَيْنَ۔ درمیان	النَّاسِ۔ لوگوں کے
بِمَا۔ جو	اَرٰىكَ۔ تجھیں دکھایا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	تَكُنْ۔ ہو تو	لِلْخَآئِنِيْنَ۔ خائنوں کیلئے	خَصِيْمًا۔ جھگڑنے والا
وَ۔ اور	اسْتَغْفِرِ۔ بخشش مانگو	اللّٰهَ۔ اللہ سے	اِنَّ۔ بیشک
اللّٰهَ۔ اللہ	كَانَ۔ ہے	غَفُوْرًا۔ بخشنے والا	رَّحِيْمًا۔ مہربان
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُجَادِلْ۔ جھگڑو	عَنِ الَّذِيْنَ۔ ان سے جو

marfat.com

یَخْتَانُوْنَ۔ خیانت کرتے ہیں — اَنْفُسَھُمْ۔ اپنی جانوں سے

اِنَّ۔ بیشک — اللّٰہَ۔ اللہ — لَا۔ نہیں — یُحِبُّ۔ پسند کرتا

مَنْ۔ اسے جو — کَانَ۔ ہو — خَوَّانًا۔ خائن — اَثِیْمًا۔ گنہگار

یَسْتَخْفُوْنَ۔ چھپاتے ہیں — مِنَ النَّاسِ۔ لوگوں سے — وَ۔ اور — لَا۔ نہ

یَسْتَخْفُوْنَ۔ چھپا سکتے — مِنَ اللّٰہِ۔ اللہ سے — وَ۔ اور — ھُوَ۔ وہ

مَعَھُمْ۔ انکے ساتھ ہے — اِذْ۔ جب — یُبَیِّتُوْنَ۔ دل میں بات سوچتے ہیں

مَا۔ جو — لَا۔ نہیں — یَرْضٰی۔ پسند کرتا — مِنَ الْقَوْلِ۔ ان کی اس

بات کو — وَ۔ اور — کَانَ۔ ہے — اللّٰہُ۔ اللہ

بِمَا۔ اس سے جو — یَعْمَلُوْنَ۔ کرتے ہیں — مُحِیْطًا۔ گھیرنے والا — ھٰاَنْتُمْ۔ خبردار تم

ھٰؤُلَآءِ۔ وہ لوگ ہو — جَادَلْتُمْ۔ تم جھگڑتے ہو — عَنْھُمْ۔ ان سے — فِی۔ بیچ

الْحَیٰوۃِ۔ زندگی — الدُّنْیَا۔ دنیا کے — فَمَنْ۔ تو کون — یُّجَادِلُ۔ جھگڑے گا

اللّٰہَ۔ اللہ سے — عَنْھُمْ۔ انکے متعلق — یَوْمَ۔ دن — الْقِیٰمَۃِ۔ قیامت کے

اَمْ۔ یا — مَنْ۔ کون — یَّکُوْنُ۔ ہوگا — عَلَیْھِمْ۔ ان پر

وَکِیْلًا۔ وکیل — وَ۔ اور — مَنْ۔ جو — یَّعْمَلْ۔ عمل کرے

سُوْٓءًا۔ برے — اَوْ۔ یا — یَظْلِمْ۔ ظلم کرے — نَفْسَہٗ۔ اپنی جان پر

ثُمَّ۔ پھر — یَسْتَغْفِرِ۔ بخشش مانگے — اللّٰہَ۔ اللہ سے تو — یَجِدِ۔ پائے گا

اللّٰہَ۔ اللہ کو — غَفُوْرًا۔ بخشنے والا — رَّحِیْمًا۔ مہربان — وَ۔ اور

مَنْ۔ جو — یَّکْسِبْ۔ کمائے — اِثْمًا۔ گناہ — فَاِنَّمَا۔ تو اسکے سوا نہیں کہ

یَکْسِبُہٗ۔ کرتا ہے — عَلٰی۔ اوپر — نَفْسِہٖ۔ اپنی جان کے — وَ۔ اور

کَانَ۔ ہے — اللّٰہُ۔ اللہ — عَلِیْمًا۔ جاننے والا — حَکِیْمًا۔ حکمت والا

وَ۔ اور — مَنْ۔ جو — یَّکْسِبْ۔ کرے — خَطِیْٓئَۃً۔ گناہ

اَوْ۔ یا — اِثْمًا۔ غلطی — ثُمَّ۔ پھر — یَرْمِ۔ تھوپ دے

بِہٖ۔ اسے کسی پر — بَرِیْٓئًا۔ اپنی براءت کیلئے — فَقَدْ۔ تو بے شک — احْتَمَلَ۔ اٹھایا اس نے

بُھْتَانًا۔ بہتان — وَ۔ اور — اِثْمًا۔ گناہ — مُّبِیْنًا۔ کھلا ہوا۔

مختصر تفسیر پندرھواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ بے شک ہم نے نازل فرمائی اے محبوب سچی کتاب تمہاری طرف کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح اللہ تمہیں دکھائے اور خائنوں کی طرف سے نہ جھگڑو اور اللہ سے معافی چاہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لتحکم۔ تو فیصلہ کرے۔

اراک۔ تجھے سمجھائے۔ اِرَاءۃ سے نکلا اس کے معنی دکھانے کے ہیں۔

خصیما۔ جھگڑا کرنے والا۔

شانِ نزول: قبیلہ بنی ظفر کے ایک شخص طعمہ بن ابیرق نے اپنے ہمسایہ قتادہ بن نعمان کی زرہ چرا لی اور اسے آٹے کی بوری میں رکھ کر زید بن سمین یہودی کے یہاں چھپا دی جب زرہ تلاش کی گئی تو طعمہ پر شبہ کیا گیا وہ انکاری ہو گیا حتیٰ کہ اس نے قسم کھا لی۔ بوری ایک طرف سے پھٹی ہوئی تھی جب طعمہ ابن سمین یہودی کے یہاں لے جا رہا تھا تو اس پھٹے ہوئے حصہ سے آٹا گرتا گیا جو ابن سمین یہودی کے گھر تک پہنچا تھا اس سے کھوج لے کر ابن سمین یہودی کے گھر پر چھاپہ ڈالا گیا وہاں بوری میں زرہ بھی مل گئی یہودی نے کہا کہ یہ بوری طعمہ لایا اور میرے یہاں رکھ گیا۔

یہودی کی جماعت نے اس امر کی شہادت دی ادھر طعمہ کی قوم بنی ظفر نے یہ عزم کر لیا کہ یہودی کو چور ثابت کرنے کے لیے قسم بھی کھا لی جائے تو مضائقہ نہیں تاکہ ہماری قوم الزام سرقہ سے رسوا نہ ہو اور وہ سمجھ رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لازمی طور پر طعمہ کو بری کر دیں گے اور یہودی کو مجرم ٹھہرائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے طعمہ کے موافق اور یہودی کے خلاف شہادت دی اس واقعہ پر گواہی دیکھنے والوں پر کھلا ہوا جھوٹ بھی بولا گیا۔

کیونکہ یہودی بے چارہ ملزم بن چکا تھا اس کے گھر سے مال برآمد ہو چکا تھا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں طعمہ اور اس کے ساتھیوں کی تکذیب کی گئی اور یہودی اور اس کے گواہوں کی تصدیق فرمائی گئی چنانچہ بارگاہ رسالت پناہ سے طعمہ کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا طعمہ یہ فیصلہ سن کر مرتد ہو گیا منافق تو پہلے ہی تھا مکہ معظمہ جا کر کفار سے مل گیا۔ کفار نے بڑی عزت سے اس کو رکھا۔

marfat.com

ایک مدت وہاں بھی چوری کی غرض سے نقب لگا رہا تھا کہ ایک پتھر دیوار سے سر میں لگا [illegible] کو وہاں سے بھی نکال دیا۔ وہاں سے یہ ایک قافلہ میں شامل ہو گیا۔ رات کے وقت اس نے اہل قافلہ کے مسافروں کی چوری کرنے لگا۔ قافلے والوں نے اس کو مار کر ہلاک کر دیا (روح المعانی)

بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ علیہ پہلے بھی صحت پر ظاہر فرما دیتا ہے اور اس واقعہ کا علم عطا فرما کر مطلع کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ علم حقیقی کو قوت ظہور کی وجہ سے رویت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی ہرگز یوں نہ کہے کہ جو اللہ نے مجھے دکھایا اس کے مطابق میں نے فیصلہ کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ منصب خاص صرف نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا تو آپ کی رائے مبارک ہمیشہ صواب ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حقائق واضح آپ کے پیش نظر کر دیے تھے اور دوسرے لوگوں کی رائے کا ظن اور تخمینہ کا مجموعہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کسی ولی کے کشف پر شرعی احکام ثابت نہیں کیے جاتے [illegible] اور روایت ہے [illegible] صاحب روح المعانی نے اس پر دوسری روایت نقل کی ہے [illegible]

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝ اور ان کی طرف سے مت جھگڑو جو اپنے آپ کو [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] وہ لوگوں سے چھپ سکتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کے سامنے [illegible]

اس آیت میں [illegible] اور لوگوں سے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَن يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝ سنو تم لوگ ایسے ہو کہ تم نے دنیاوی زندگی میں تو ان کی طرف سے جھگڑا کر لو گے [illegible]

اللہ سے قیامت کے دن کیا کوئی ہے جو ان کا وکیل ہو۔

اس آیت میں بھی ایسے لوگوں کو زجر کیا گیا۔ آگے فرمایا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗـــــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ اور جو عمل کرے برا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی مانگے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا اور جو گناہ کرے تو اس کی کرنی اسی کی جان پر وبال ہوگی اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور جو خطا یا گناہ کرے پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے اس نے یقیناً بہتان اور کھلا گناہ کیا۔

اس میں اول یہ واضح کیا کہ گنہگار اگر توبہ کرے تو اللہ معاف فرما دے گا۔

دوسرے یہ فرمایا کہ کسی کو کسی کے گناہ پہ عذاب نہیں کیا جاتا صغیرہ ہو یا کبیرہ۔

تیسرے یہ بتایا کہ اپنی سیہ کاری کسی پر تھوپ دینا کمینہ حرکت ہے یہ گناہ پر دوسرا گناہ ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں سے دوہری سزا ملے گی۔

بامحاورہ ترجمہ سولہواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىھُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اور اگر (اے محبوب) نہ ہوتا فضل الٰہی تم پر اور رحمت تو ان میں کے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکہ دے دیں اور وہ خود دھوکہ دیں گے مگر اپنے کو اور تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور نازل کیا اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اور تمہیں سکھایا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور ہے فضل الٰہی تم پر بہت بڑا۔

ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں مصالحت کرنے کا اور جو ایسا کرے اللہ کی رضا جوئی کے لیے اسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

marfat.com

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝

اور جو خلاف کرے رسول کا بعد اس کے کہ حق کھل گیا اور پیروی کرے مومنین کی راہ سے جدا تو ہم اسے اسی گمراہی پر چھوڑ دیں گے اور پہنچائیں گے اسے جہنم میں اور بری جگہ ہے پہنچنے کی۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	لَا۔ نہ ہوتا	فَضْلُ۔ فضل
اللہِ۔ اللہ کا	عَلَیْکَ۔ تجھ پر	وَ۔ اور	رَحْمَتُہٗ۔ اسکی رحمت
لَھَمَّتْ۔ تو آمادہ ہوتا	طَآئِفَۃٌ۔ ایک گروہ	مِّنْھُمْ۔ ان سے	اَنْ۔ اس پر کہ
یُضِلُّوْ۔ دھوکہ دے	کَ۔ تجھے	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
یُضِلُّوْنَ۔ دھوکہ دیتا	اِلَّا۔ مگر	اَنْفُسَھُمْ۔ اپنی جان کو	وَ۔ اور
مَا۔ نہ	یَضُرُّوْنَکَ۔ نقصان پہنچا سکتا نہیں		مِنْ شَیْءٍ۔ کچھ
وَ۔ اور	اَنْزَلَ۔ نازل کیا	اللہُ۔ اللہ نے	عَلَیْکَ۔ تجھ پر
الْکِتَابَ۔ کتاب	وَ۔ اور	الْحِکْمَۃَ۔ حکمت	وَ۔ اور
عَلَّمَکَ۔ سکھایا تجھے	مَا۔ جو	لَمْ۔ نہ	تَکُنْ۔ تھا تو
تَعْلَمُ۔ جانتا	وَ۔ اور	کَانَ۔ ہے	فَضْلُ۔ فضل
اللہِ۔ اللہ کا	عَلَیْکَ۔ تم پر	عَظِیْمًا۔ زبردست	لَا۔ نہیں
خَیْرَ۔ بھلائی	فِیْ۔ بیچ	کَثِیْرٍ۔ بہت سے	مِّنْ نَّجْوٰھُمْ۔ انکے مشورہ
کے	اِلَّا۔ مگر	مَنْ۔ جو	اَمَرَ۔ حکم کرے
بِصَدَقَۃٍ۔ صدقے کا	اَوْ۔ یا	مَعْرُوْفٍ۔ اچھی بات کا	اَوْ۔ یا
اِصْلَاحٍ۔ مصالحت کا	بَیْنَ۔ درمیان	النَّاسِ۔ لوگوں کے	وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	یَّفْعَلْ۔ کرے	ذٰلِکَ۔ ایسا	ابْتِغَآءَ۔ چاہتا ہوا
مَرْضَاتِ۔ رضامندی	اللہِ۔ اللہ کی	فَسَوْفَ۔ تو جلدی	نُؤْتِیْہِ۔ ہم دیں گے اسکو
اَجْرًا۔ اجر	عَظِیْمًا۔ زبردست	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو

marfat.com

يُّشَاقِقِ - خلاف کرے	الرَّسُوْلَ - رسول کا	مِنْ - اس کے	بَعْدِ - بعد
مَا - جو	تَبَيَّنَ - ظاہر ہوا	لَهُ - اس کے لیے	الْهُدٰى - ہدایت
وَ - اور	يَتَّبِعْ - پیچھے لگے	غَيْرَ - غیر	سَبِيْلِ - راستے
الْمُؤْمِنِيْنَ - مومنوں کے	نُوَلِّهٖ - تو پھیر دیں گے ہم	مَا - اس پر	تَوَلّٰى - جس پر وہ گیا
وَ - اور	نُصْلِهٖ - پہنچائیں گے	جَهَنَّمَ - جہنم میں	وَ - اور
سَآءَتْ - بری ہے	مَصِيْرًا - لوٹنے کی جگہ		

مختصر تفسیر سترہواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ اور اگر نہ ہوتا اے محبوب اللہ کا فضل تم پر اور رحمت تو ان میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکہ دیدیں اور نہیں دھوکہ دے سکتے مگر اپنی جانوں کو اور نہیں نقصان پہنچا سکتے تمہیں کچھ بھی۔

مفسرین کا اتفاق ہے کہ خطاب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

فضل۔ اصطلاح میں وہ عطیہ ہے جو استحقاق سے زیادہ دیا جائے۔

رحمۃ۔ وہ ہے جو بغیر استحقاق کے دیا جائے۔

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ کی تفسیر میں ایک قول تو یہ ہے کہ یا اعلامہ بما اخفوا عليه یا الوحی و تنبیهك بالحق۔ اللہ کا فضل یہ ہے کہ وحی کے ذریعہ تمام حالات کا علم ظاہر اور امانت جو کہ سخت ہر بات سے تنبیہ کر دیا گیا۔

دوسرا قول یہ ہے لَوْلَا فَضْلُهٗ بِالنُّبُوَّةِ وَرَحْمَتُهٗ بِالْعِصْمَةِ فضل سے مراد نبوت ہے اور رحمت عصمت الٰہی میں حضور کو بچانا ہے۔

ایک قول یہ ہے لَوْلَا فَضْلُهٗ بِالنُّبُوَّةِ وَرَحْمَتُهٗ بِالْوَحْیِ۔ فضل الٰہی عطاء نبوت اور رحمت نزول وحی ہے۔

ایک قول یہ ہے اَلْمُرَادُ لَوْلَا حِفْظُهٗ لَكَ وَحِرَاسَتُهٗ اِيَّاكَ اگر اللہ اپنی حفاظت نہ فرماتا اور آپ کی نگرانی خود نہ کرتا تو

لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ۔ ہمت کا لفظ ہم سے بنا یعنی بہکا دینا، دھوکہ دینا۔ اگر آپ پر اللہ کا فضل و

marfat.com

رحمت نہ ہوتی تو یہ لوگ آپ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے

شان نزول:- میں هَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ سے مراد اسیر بن عروہ اور اس کی جماعت ہے۔ ایک واقعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ثقیف کے چند شرپسند دربار رسالت میں حاضر آئے اور کہنے لگے یَا مُحَمَّدُ قَدْ جِئْنَاكَ نُبَايِعُكَ عَلٰى اَنْ لَّا نَكْسِرَ اَصْنَامَنَا بِاَيْدِيْنَا وَعَلٰى اَنْ نَّتَمَتَّعَ بِالْعُزّٰى سَنَةً فَلَمْ يُجِبْهُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَصَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ۔ ثقیف کے لوگ آئے اور عرض کی کہنے لگے ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں اس شرط پر کہ اپنے بتوں کو اپنے ہاتھ سے ہم نہ توڑیں گے اور ایک سال عزیٰ سے متمتع رہیں گے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ جواب نہ دیا اللہ نے انکی اس چال سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی عصمت میں لے لیا اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ابو مسلم کہتے ہیں کہ اس سے مراد منافقین کی جماعت ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے تیاری کر رہی تھی تو اللہ تعالے نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔

اور اَنْ يُّضِلُّوْكَ سے مراد قضاء حق سے روکنا یا اتباع ما جاء فی الامر میں قاصر ہونا ہے تو فضل اور رحمت الٰہی کی وجہ سے حضور اس سے محفوظ و معصوم رہے (روح المعانی)

یہی وجہ ہے کہ عقیدہ اہل سنت میں تمام انبیاء و ملائکہ معصوم ہیں پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تو بہ طریق اولے معصوم و محفوظ ہوئی اس لیے کہ حضور تو سید الکل فی الکل ہادی سبل ہیں امام الانبیاء ہیں سید الاصفیاء ہیں۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ اور نازل کی اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت اور سکھا دیا آپ کو وہ سب کچھ جو آپ نہ جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔

کتاب و حکمت سے مراد قرآن کریم جو جامع ہے دونوں عنوان کی یعنی تعلیم شرعیہ اور سنت سنیہ اور عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کی تفسیر یہ ہے کہ اَیِ الَّذِیْ لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُهٗ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْمُنَافِقِيْنَ یعنی وہ سب چیز حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سکھا دی گئیں جسے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نہ جانتے تھے۔ مخفی امور اور دلوں میں محفوظ چیزیں اور اس کی وجہ سے اللہ تعالے نے کید کا ذریعہ حضور کے ذریعہ ابطال کرا دیا۔

اور امور دین احکام شرع اور غیرہ وغیرہ تا قیامت سب ہی حضور پر روشن ہیں۔ ضحاک فرماتے ہیں اَیْ اَخْبَارَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ اخبار اولین و آخرین بھی حضور پر منکشف ہیں (روح المعانی)

marfat.com

اس آیت کریمہ میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالے نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب وحکمت کے اسرار وحقائق پر مطلع کیا اور یہ فرمایا وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا۔ اللہ کا زبردست فضل ہے جو حضور کے ساتھ مختص ہے آگے ارشاد ہے۔

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوٰهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَن يَفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا۔ ان کے اکثر مشوروں کے اندر بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں مصالحت کا اور جو کرے ایسا اللہ کی رضا جوئی میں اسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

لَا۔ نفی جنس ہے جس نے خیر کی مطلقًا نفی کر دی۔

خَيْرَ۔ سے مراد دین ودنیا کا ثواب ہے۔

نَجْوٰى۔ مشورہ کرنے والی جماعت کو بھی کہا جاتا ہے۔

عربی محاورہ میں نجوٰی مصدر ہے اور یہ واحد اور جمع پر یکساں بولا جاتا ہے فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً۔ إِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ۔ سوا اس کے نہیں کہ وہ کثیر شیطان کی طرف سے ہے۔ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ۔ مفردات راغب۔ روح المعانی فرماتے ہیں مَا يَتَفَرَّدُ بِهِ الْجَمَاعَةُ أَوِ الْإِثْنَانِ۔ نجوٰی وہ بات ہے جس میں بڑی یا چھوٹی علیحدہ ہو کر مشورہ کرے۔

تو خلاصہ نجوٰی یہ نکلا کہ ایک دوسرے میں مشورہ کرنے والا یا دو چار میں مشورہ کرنا اس میں ان لوگوں میں بھلائی نہیں جو حضور کے خلاف مشورہ کریں مگر جو صدقہ دینے والے یا اچھی بات کرنے یا لوگوں میں مصالحت کرانے اور دفع ضرر کے لیے کریں وہ مبارک ہے۔ (روح المعانی) اور جو ایسا کرے اور اس میں رضا جوئی حق مقصود ہو تو اسے اس کا بڑا ثواب ملے گا۔

اس کے آگے حضور کی مخالفت کرنے والوں کا انجام بیان ہوا ہے چنانچہ ارشاد ہے

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔ اور جو اللہ کے رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا ہو اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے جہنم میں پہنچائیں گے اور بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

يُشَاقِقِ۔ مخالفت کرے اس کا مصدر مُشَاقَّة ہے جو شق سے بنا ہے شق کے معنی جانب اور پہلو ہیں جس جانب رسول اکرم ہیں اس کے خلاف جانب چلے۔

نُوَلِّہٖ ہم اس کو چلنے دیں گے اس کا مصدر تولیت ہے جس کے معنی والی بنانا یہاں اختیار دینے کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اس شخص کی سزا کا اعلان ہے جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل نہ کرے مخالفت کرے حالانکہ صداقت واضح ہو گئی۔ لیکن انہوں نے حکم کے خلاف کیا اور اپنا راستہ علیحدہ بنا لیا ایسے شخص کے لیے فیصلہ یہ ہے کہ وہ دنیا میں جو چاہے راستہ اختیار کرے ایک دن ضرور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جو بہت بری جگہ ہے۔ مشرکوں کا راستہ اختیار کرنے والوں کی سزا بیان کی گئی ہے۔

اس آیہ میں امت کا حجت ہونا ثابت ہے چنانچہ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اجماع کو حجت قرار دیتے ہیں۔

مزنی راوی ہیں کہ میں امام شافعی کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آئے۔ صوف کا لباس ملبوس کیے ہوئے اور ہاتھ میں ان کے عصا تھا۔ وہ امام صاحب کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے اور سوال کیا کہ دین الٰہی کے بیے کیا کیا حجت ہیں امام صاحب نے فرمایا کتاب اللہ۔ اللہ کی کتاب وہ بولے وَمَاذَا؟ اور کیا ہے تو فرمایا سُنَّۃُ نَبِیِّہٖ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور کی حدیث۔

تو وہ بولے اور کیا ہے تو امام صاحب نے فرمایا اِتِّفَاقُ الْاُمَّۃِ تو انہوں نے پوچھا مِنْ اَیْنَ ھٰذَا الْاَخِیْرُ اَھُوَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ۔ یہ کہاں سے آپ نے لیا کیا یہ قرآن پاک میں ہے تو امام صاحب نے کچھ سکوت فرمایا تو وہ صاحب الصوف بولے میں دن رات کی مہلت دیتا ہوں۔ اس میں آپ آیت پیش کر سکیں تو فبہا۔

تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے علیحدہ ہو کر ایک دن اپنے گھر میں گوشۂ تنہائی میں بیٹھ گئے تیسرے روز ظہر اور عصر کے مابین باہر تشریف لائے دیکھا آپ کے چہرہ اقدس کا رنگ بدل گیا تھا۔

کہ حسب وعدہ وہ شیخ بھی آ گئے اور بیٹھتے ہی بولے حَاجَتِیْ۔ میرا مقصد حل کیجیے امام صاحب نے فرمایا نَعَمْ۔ ہاں اور اَعُوْذُ و بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا۔

آیۂ کریمہ سن کر وہ شیخ بولے صَدَقْتَ وَقَامَ وَذَھَبَ۔ آپ نے سچ کہا اور کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔ اس کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قَرَأْتُ الْقُرْاٰنَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ حَتّٰی ظَفِرْتُ بِھَا۔ میں نے ہر دن میں تین بار اور رات میں تین بار تین دن قرآن پاک

marfat.com

کی تلاوت کی تو اللہ نے فیضیاب کیا۔

بامحاورہ ترجمہ سترہواں رکوع سورۃ النساء پ۵

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝

بے شک اللہ نہ بخشے گا اسے جس نے اس کا شریک ٹھہرایا اور اس کے بغیر جسے چاہے معاف فرما دے اور جو شرک کرے اللہ کے ساتھ تو وہ یقیناً دور کی گمراہی میں پڑا۔

إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ۝

یہ لوگ نہیں پوجتے اللہ کے سوا مگر عورتوں کو اور نہیں پوجتے مگر شیطان سرکش کو

لَعَنَهُ اللَّهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ۝

جس پر اللہ نے لعنت کی اور کہنے لگا ضرور میں تیرے بندوں میں سے کچھ مقررہ حصہ لوں گا۔

وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا ۝

اور مجھے قسم ہے میں ضرور گمراہ کروں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں اور ضرور کہوں گا تو وہ بدل دیں گے تخلیق الٰہی کو اور جو پکڑے شیطان کو دوست اللہ کے سوا تو یقیناً وہ کھلے نقصان میں پڑا۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝

شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور انہیں امنگیں دلاتا ہے اور وعدہ شیطان کا نہیں مگر فریب۔

أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ۝

یہ وہ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور نہ پائیں گے اس سے بچنے کی جگہ۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ۝

اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے قریب ہے کہ انہیں ہم جنت میں داخل کریں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچی

marfat.com

بات والا۔

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ ۗ
مَنْ يَعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ
لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

کچھ نہیں تمہارے خیال سے اور نہ کتاب والوں کی ہوس سے جو برا عمل کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور نہیں پائے گا اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝

اور جو عمل کرے گا نیک مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو وہ داخل کیے جائیں گے جنت میں اور ان پر تل برابر ظلم نہ ہوگا۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ
لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ
حَنِيْفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ
خَلِيْلًا ۝

اور کون ہے جس کا دین اس سے بہتر ہو جس نے جھکایا اپنا منہ اللہ کے لیے اور وہ نیک ہے اور متبع ہے دین ابراہیم کا جو ہر باطل سے جدا تھا اور پکڑا اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہے اللہ ہر شے پر محیط۔

لفظی ترجمہ

اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰهَ ۔ اللہ	لَا ۔ نہیں	يَغْفِرُ ۔ بخشے گا
اَنْ ۔ یہ کہ	يُّشْرَكَ ۔ شرک کیا جائے	بِهٖ ۔ اسکے ساتھ	وَ ۔ اور
يَغْفِرُ ۔ بخشے گا	مَا ۔ جو	دُوْنَ ۔ نیچے	ذٰلِكَ ۔ اس کے ہیں
لِمَنْ ۔ جسے	يَّشَآءُ ۔ چاہے	وَ ۔ اور	مَنْ ۔ جس جو
يُّشْرِكْ ۔ شریک بنائے	بِاللّٰهِ ۔ اللہ کا	فَقَدْ ۔ تو بیشک	ضَلَّ ۔ وہ گمراہ ہوا
ضَلٰلًا ۔ گمراہی	بَعِيْدًا ۔ دور کی	اِنْ ۔ نہیں	يَّدْعُوْنَ ۔ پوجتے
مِنْ ۔ اس کے	دُوْنِهٖٓ ۔ سوا	اِلَّا ۔ مگر	اِنٰثًا ۔ عورتوں کو
وَ ۔ اور	اِنْ ۔ نہیں	يَّدْعُوْنَ ۔ پوجتے وہ	اِلَّا ۔ مگر

marfat.com

شَيْطٰنًا: شیطان | مَرِيْدًا: سرکش کو | لَعَنَهُ: لعنت کی اس پر | اللّٰهُ - اللہ نے

وَ - اور | قَالَ - بولا | لَاَتَّخِذَنَّ - ضرور لونگا میں | مِنْ عِبَادِكَ - تیرے

بندوں سے | نَصِيْبًا - حصہ | مَّفْرُوْضًا - مقرر | وَ - اور

لَاُضِلَّنَّهُمْ میں ضرور گمراہ کروں گا ان کو | وَ - اور | لَاُمَنِّيَنَّهُمْ - آرزوئیں دلاؤں

گا ان کو | وَ - اور | لَاٰمُرَنَّهُمْ - ضرور حکم دوں گا ان کو

فَلَيُغَيِّرُنَّ - تو وہ ضرور بدلیں گے | خَلْقَ - پیدائش | اللّٰهِ - اللہ کی

وَ - اور | مَنْ - جو | يَّتَّخِذِ - پکڑے | الشَّيْطٰنَ - شیطان کو

وَلِيًّا - دوست | مِّنْ دُوْنِ - سوا | اللّٰهِ - اللہ کے | فَقَدْ - تو بیشک

خَسِرَ - خسارہ اٹھایا | خُسْرَانًا - خسارہ | مُّبِيْنًا - کھلا کھلا | يَعِدُ - وعدہ دیتا ہے

هُمْ - ان کو | وَ - اور | يُمَنِّيْهِمْ - آرزوئیں دلاتا ہے | وَ - اور

مَا - نہیں | يَعِدُ - وعدہ دیتا | هُمُ - ان کو | الشَّيْطٰنُ - شیطان

اِلَّا - مگر | غُرُوْرًا - دھوکے کا | اُولٰٓئِكَ - یہ لوگ | مَاْوٰىهُمْ - ان کا ٹھکانا

جَهَنَّمُ - دوزخ ہے | وَ - اور | لَا - نہیں | يَجِدُوْنَ - پائیں گے

عَنْهَا - اس سے | مَحِيْصًا - کوئی پناہ | وَ - اور | الَّذِيْنَ - وہ جو

اٰمَنُوْا - ایمان لائے | وَ - اور | عَمِلُوا - عمل کیے | الصّٰلِحٰتِ - نیک

سَنُدْخِلُهُمْ عنقریب داخل کریں گے ہم انکو | جَنّٰتٍ - باغوں میں | تَجْرِيْ - کہ بہتی ہیں

مِنْ تَحْتِهَا - انکے نیچے | الْاَنْهٰرُ - نہریں | خٰلِدِيْنَ - ہمیشہ رہیں | فِيْهَآ - اس میں

اَبَدًا - دوام | وَعْدَ - وعدہ | اللّٰهِ - اللہ کا | حَقًّا - سچا ہے

وَ - اور | مَنْ - کون | اَصْدَقُ - زیادہ سچا ہے | مِنَ اللّٰهِ - اللہ سے

قِيْلًا - بات میں | لَيْسَ - نہیں | بِاَمَانِيِّكُمْ تمہاری خواہشوں کے | وَ - اور

لَا - نہ | اَمَانِيِّ - خواہشات | اَهْلِ - اہل | الْكِتٰبِ - کتاب کی

مَنْ - جو | يَّعْمَلْ - عمل کرے گا | سُوْٓءًا - برے | يُّجْزَ - بدلہ پائے گا

بِهٖ - اس کا | وَ - اور | لَا - نہ | يَجِدْ - پائے گا

لَهٗ - اپنے لیے | مِنْ دُوْنِ - سوا | اللّٰهِ - اللہ کے | وَلِيًّا - کوئی دوست

وَ - اور | لَا - نہ | نَصِيْرًا - مددگار | وَ - اور

marfat.com

مَنْ۔ جو	یَّعْمَلْ۔ عمل کرے	مِنَ الصّٰلِحٰتِ۔ نیک	مِنْ ذَکَرٍ۔ مرد ہو
اَوْ۔ یا	اُنْثٰی۔ عورت	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ
مُؤْمِنٌ۔ مومن ہو	فَاُولٰٓئِکَ۔ تو یہ	یَدْخُلُوْنَ۔ داخل ہوں گے	
الْجَنَّةَ۔ جنت میں	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	یُظْلَمُوْنَ۔ ظلم کیے جائیں گے
نَقِیْرًا۔ تل برابر	وَ۔ اور	مَنْ۔ کون	اَحْسَنُ۔ بہتر ہے
دِیْنًا۔ دین میں	مِمَّنْ۔ اس سے	اَسْلَمَ۔ جو جھکائے	وَجْهَهٗ۔ اپنا چہرہ
لِلّٰهِ۔ اللہ کے لیے	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	مُحْسِنٌ۔ نیک ہو
وَ۔ اور	اتَّبَعَ۔ پیروی کرے	مِلَّةَ۔ مذہب	اِبْرٰهِیْمَ۔ ابراہیم کی
حَنِیْفًا۔ جو ہر باطل سے جدا ہے		وَ۔ اور	اتَّخَذَ۔ بنایا
اللّٰهُ۔ اللہ نے	اِبْرٰهِیْمَ۔ ابراہیم کو	خَلِیْلًا۔ دوست	وَ۔ اور
لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے	مَا۔ جو کچھ	فِی۔ بیچ	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے
وَ۔ اور	مَا۔ جو	فِی۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے
وَ۔ اور	کَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	بِکُلِّ۔ ہر ایک
شَیْءٍ۔ چیز کو	مُّحِیْطًا۔ گھیرنے والا		

مختصر تفسیر سترھواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۝ بے شک اللہ نہیں بخشے گا اسے جو شریک مانے اس کا اور بخشے گا اس سے ملتا جیسے چاہے اور شریک کرے اللہ کا تو تحقیق وہ گمراہ ہوا دور کی گمراہی میں۔

شرک ایسا جرم ہے جسے اللہ کبھی معاف نہ کرے گا اگر کوئی اسلام میں داخل رہے اللہ و رسول کی اطاعت کرتا رہے تو اللہ تعالے اس کے گناہ صغیرہ و کبیرہ معاف کر دیتا ہے مگر شرک کو۔ مشرک کا راستہ مغفرت اور اس کی رحمت سے دور ہے۔

شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت ایک معمر اعرابی کے حق میں نازل ہوئی اس نے سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر آکر عرض کی حضور میں بوڑھا ہوں اور بے حد گناہ گا

marfat.com

مگر میں نے جب سے اللہ تعالٰے پر یقین کیا اس پر ایمان لایا اس وقت سے کبھی میں نے اس کا شریک نہیں مانا اور اس کے سوا کسی کو اپنا حمایتی اور مددگار حقیقی نہ جانا اور جرأت کر کے کبھی گناہ میں مبتلا نہیں ہوا اور ایک پل بھی میں نے یہ گمان نہ کیا کہ میں اللہ تعالٰے سے بھاگ سکتا ہوں۔ شرمندہ ہوں اور توبہ کرتا ہوں اس کی مغفرت چاہتا ہوں فکر مند ہوں کہ یوم حشر میرا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یہ نص صریح ہے کہ شرک کرنے والا اگر شرک کرتا مر جائے تو بخشا نہ جائے گا۔ البتہ اگر مشرک اپنے شرک سے توبہ کرے اور اس کے بعد مرے تو اس کی توبہ اور ایمان مقبول ہے۔ روح المعانی۔ مدارک

إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا لَّعَنَهُ اللَّهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا

نہیں پوجتے وہ اللہ کے سوا مگر کچھ عورتوں کو اور نہیں پوجتے مگر سرکش شیطان کو جس پر اللہ نے لعنت کی اور جس نے کہا قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں سے کچھ مقررہ حصہ لوں گا اور ضرور بہکا دوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں اور ضرور انہیں کہوں گا کہ اللہ کی تخلیق میں تغیر کریں اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو پکڑے گا وہ صریح نقصان و خسران میں پڑے گا۔

ان مشرکوں کی عقل تو دیکھو کہ اللہ تعالٰے قوی و قادر سے منہ موڑ کر پتھروں کا سہارا ڈھونڈتے ہیں اور ان کا نام بھی عورتوں کا سا ہے وہ شیطان کے بہکانے میں آ گئے وہ شیطان کو پکارتے ہیں۔

یہاں اِنْ نافیہ ہے اس بنا پر یہاں معنی نفی میں لیے گئے اور اِنَاثًا سے مراد عورت اس بنا پر ہے کہ مشرکین کے بتوں کے نام عموماً مونث ہیں جیسے لات۔ منات۔ ہبل۔ سواع۔ عزیٰ الکعبہ وغیرہ یہ سب مونث ہیں اور عرب کے ہر قبیلے کا جو بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے اس قبیلہ کو قبیلہ انثیٰ فلاں کہتے تھے علاوہ ازیں اِلَّا اِنَاثًا کو قرأت صدیقیہ میں اِلَّا اُوْثَانًا بھی پڑھا گیا ہے۔

اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت میں الا اثنا بھی ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اناث سے مراد بت ہی ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ مشرکین عرب اپنے باطل معبودوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور ملائکہ کو بھی بنات اللہ کہا کرتے تھے اور اسی وجہ میں وہ بتوں کو زیور وغیرہ پہنا کر عورتوں کی طرح سجایا کرتے تھے۔ (روح المعانی)

marfat.com

وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا۔ اور نہیں پوجتے مگر شیطان سرکش کو اس لیے کہ اس کے بہکانے سے بت پرستی کرتے ہیں

تحقیق لفظ یدعوا

اس کا مبدا اشتقاق دُعا ہے۔ علامہ راغب اصفہانی مفردات میں فرماتے ہیں

بمعنی ندا۔ الدعاء کالنداء قال تعالیٰ کمثل الذی ینعق بما لا یسمع الا دعاء ونداء۔

بمعنی تسمیہ۔ مثلا دعوت ابنی زیدا۔ قال تعالیٰ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا۔ کبھی یہ لفظ نداء کے معنی دیتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جیسے وہ جو چیختا ہے ان کے سامنے جو نہیں سنتے مگر آواز اور پکار اور تسمیہ (نام لینا) کے معنی میں آتا ہے جیسے میں نے اپنے بیٹے زید کو بلایا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول کو نام لے کر نہ پکارا کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر پکارتے ہو۔

بمعنی سوال:۔ دعوته اذا سألته واذا استغثته قال تعالیٰ قالوا ادع لنا ربک ای سله سوال کرنے کے معنی میں جیسے "میں نے اسے پکارا" جب تو اس سے سوال کرے اور مدد چاہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہنے لگے ہمارے لیے اپنے رب کو پکار یعنی سوال کر۔

بمعنی فزع وحسرت وتاسف۔ قل أرأیتکم إن أتاکم عذاب اللہ أو أتتکم الساعة أغیر اللہ تدعون۔ منبها قال تعالیٰ انکم اذا اصابتکم شدة لم تفزعوا الا الیه۔ وادعوه خوفا وطمعا۔ واذا مس الانسان ضر دعا ربه منیبا الیه۔ لا تدعوا الیوم ثبورا واحدا وادعوا ثبورا کثیرا۔ اور کبھی گھبراہٹ اور حسرت وافسوس کے معنی دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بھلا بتاؤ تو اگر آ جائے تم پر اللہ کا عذاب یا آ جائے تمہارے پاس قیامت کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے یہاں اس کا یہ معنی ہے کہ جب تمہیں کوئی سختی پہنچتی ہے تو تم اسی کے حضور اپنی گھبراہٹ کا اظہار کرتے ہو اور فرمایا خوف اور امید کے لیے اسی کو پکارو۔ اور فرمایا جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو حسرت سے اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور فرمایا۔ تم ایک موت نہ مانگو تم بہت دفعہ موت مانگو گے۔

بمعنی حث یعنی برانگیختہ کرنا، آمادہ کرنا۔ کما قال تعالیٰ رب السجن احب الی مما یدعوننی الیه۔ واللہ یدعوا الی دار السلام۔ یا قوم ما لی ادعوکم الی النجاة وتدعوننی الی النار۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یوسف علیہ السلام کا قول) اے میرے رب مجھے قید خانہ بہت ہی محبوب ہے اس فعل سے جس کی طرف یہ مجھے دعوت دیتی ہیں۔ اور فرمایا اور اللہ تمہیں سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور فرمایا اے میری قوم کیا بات ہے کہ میں تمہیں جنت کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو آگ کی طرف بلاتے ہو۔

marfat.com

روح المعانی میں ہے وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اَیْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ بِعِبَادَتِہٖ تِلْکَ الْاَوْثَانِ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا۔ اِذْ ھُوَ الَّذِیْ اَمَرَھُمْ بِعِبَادَتِہَا وَاَغْرَاھُمْ فَکَانَتْ طَاعَتُہُمْ لَہٗ عِبَادَۃً۔ وہ نہیں پکارتے یعنی نہیں عبادت کرتے ان بتوں کی پوجا کرکے مگر شیطان مردود کی۔ کیونکہ اسی نے ان کو ان بتوں کی عبادت کا حکم دیا اور ان کو آمادہ کیا تو ان کی اطاعت شیطان کی عبادت ہوئی۔

وَقِیْلَ الْمُرَادُ مِنْ یَدْعُوْنَ یُطِیْعُوْنَ فَلَا مُنَافَاۃَ اَیْضًا۔ ایک قول یہ ہے کہ پکارتے ہیں کا معنی ہے اطاعت کرتے ہیں تو یہ بھی اس کے منافی نہیں ہے۔

وَالظَّاہِرُ اَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الشَّیْطَانِ ھُنَا اِبْلِیْسُ۔ اور ظاہر یہ ہے کہ شیطان سے مراد یہاں ابلیس ہے۔

تو خلاصہ معنی یَدْعُوْنَ کے یَعْبُدُوْنَ نکلے اور یہی ترجمہ مفسرین نے اختیار فرمایا۔

وَلَاُضِلَّنَّہُمْ۔ یَعْنِیْ عَنِ الْحَقِّ۔

وَلَاُمَنِّیَنَّہُمْ۔ اَلْاَمَانِیَّ الْبَاطِلَ وَاَقُوْلُ لَہُمْ لَیْسَ وَرَآءَکُمْ بَعْثٌ وَّلَا نَشْرٌ وَّلَا جَنَّۃٌ وَّلَا نَارٌ وَّلَا ثَوَابٌ وَّلَا عِقَابٌ فَافْعَلُوْا مَا شِئْتُمْ یعنی باطل وسوسے اور آرزوئیں ان میں ڈالوں گا اور کہوں گا اس زندگی کے بعد بعث اور نشر من القبور کچھ نہیں ہے اور جنت دوزخ اور ثواب وعذاب کچھ نہیں لہذا جو چاہو کرو۔

وَلَاٰمُرَنَّہُمْ فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ۔ اور انہیں حکم کروں گا تو وہ چوپایوں کے کان چیریں گے۔

یہ مشرکین کی ایک خاص رسم اعتقادی تھی کہ جب اونٹنی پانچ مرتبہ بیاہ لیتی تو اس کو چھوڑ دیتے اور اس سے نفع اٹھانا اپنے اوپر حرام کر لیتے اور اس کا دودھ بتوں کے لیے وقف کرتے اس کو بحیرہ کہتے تھے شیطان نے اس فعل کو ان کے دل میں عبادت قرار دیا تھا اس کے کان چیر دیتے تاکہ دیکھنے والے پہچان لیں کہ یہ اونٹنی پانچ بچے دے کر بحیرہ ہو کر حرام ہو چکی ہے اور۔

فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ۔ مردوں کا عورت کی شکل میں آنا۔ زنانہ لباس پہننا۔ عورتوں کی طرح نخرے کرکے گفتگو کرنا۔ جسم گودوانا۔ سر مہ سینہ دجسم میں پیوست کرانا۔ نقش و نگار بنانا۔ مصنوعی خال بنوانا بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی کاکلیں کرنا چوٹی مانگ کرکے اس میں زر افشانی کرنا یہ سب کچھ اس میں داخل ہے (روح المعانی)

غرضیکہ وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا۔ جو بھی اللہ کے سوا شیطان سے دوستی کرے گا وہ کھلے خسران ونقصان میں پڑے گا۔ آگے ارشاد ہے۔

یَعِدُھُمْ وَیُمَنِّیْہِمْ وَمَا یَعِدُھُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا۔ اُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَہَنَّمُ ز

marfat.com

وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًاo انہیں وعدے دیتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے اور وہ وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے۔

شیطان کے وعدے دنیا لغو آرزوئیں ڈالنا یہ سب اس کے فریب ہیں مثلاً نصرت و سیادت کا وعدہ۔ فقر و فاقہ سے محفوظ رہنے کا وعدہ۔ دنیا میں زیادہ دن زندہ رہنے کی آرزو، عیش و عشرت میں ہمیشہ رہنے کی تمنا۔

تو ایسے لوگ جب جہنم میں بھیجے جائیں گے تو ان کے لیے کوئی محیص نہ ہوگا یعنی مفر نہ ملے گا۔ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں اَیْ مَعْدِلًا وَمَهْرَبًا یعنی بھاگنے کی جگہ اور نجات کا مقام نہ ملے گا۔ یہ اسم مکان ہے یا مصدر میمی خاص محیص فی امر یعسر التخلص منہ یعنی ایسی مصیبت میں پڑنا کہ اس سے خلاصی مشکل ہو۔ آگے ارشاد ہے جس میں مومنین کو بشارت جنت ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ط وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ط وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًاo اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے قریب ہے کہ ہم انہیں داخل کریں گے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اور اللہ سے زیادہ کون ہے سچا۔

اس آیۂ کریمہ کا مفہوم الفاظ سے واضح ہے اور خالدین فیہا کے ساتھ ابدا فرمانے کا یہ فائدہ واضح ہے کہ صرف خالدین فیہا اگر کہا جاتا تو تا دیر جنت میں رہنا سمجھ میں آتا مگر جب ابدا بھی ساتھ کہہ دیا تو دوام اور ہمیشگی۔ لایخرج منہا۔ اس سے کبھی نہ نکالے جائیں گے کے معنی مستفاد ہوئے۔ اب یہود و نصاریٰ کے عقیدہ باطلہ فاسدہ کا رد ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ط مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ لا وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًاo وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًاo

کچھ نہیں تمہارے خیالوں کی حقیقت اور نہ اہل کتاب کی ہوس جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار اور جو کچھ بھلے کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور ہو مومن تو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور انہیں تل بھر نقصان نہ دیا جائے گا۔

یُجز۔ سزا دیا جائے گا۔ جزاء سے بنا عربی میں جزا بھلائی اور برائی دونوں کے بدلے کو کہتے ہیں۔ یہاں برائی کے بدلے کا ذکر ہے اس لیے سزا ترجمہ کیا گیا۔

marfat.com

نَقِیْرًا۔ ذرا سا۔ عربی میں نقیر اس گہری لکیر کو کہتے ہیں جو کھجور کی گٹھلی کے بیچ میں ہوتی ہے۔ اسے ہم کہتے ہیں تل بھر یا ذرا سا۔

اس آیت سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اعمال صالح جب ہی مفید ہیں جب پہلے ایمان صحیح ہو۔ ورنہ ہزارہا ہندو مشرک لاکھوں نصرانی یہودی، ہزارہا مرزائی قادیانی نیک عمل کرنے والے ہیں لیکن جب ایمان نہ ہو ان کی نیکیاں رائیگاں ہیں اس لیے کہ اعمال علیحدہ شے ہیں اور عقیدہ علیحدہ چیز ہے عمل داخل ایمان نہیں ہیں۔

شان نزول: حضرت ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت امام سدی سے روایت کی کہ ایک دفعہ مسلمانوں اور اہل کتاب میں مناظرہ ہوا یہود بولے ہمارے نبی موسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور افضل ہیں ہماری کتاب توریت تمہاری کتاب قرآن کریم سے پہلے ہے ہمارا قبلہ بیت المقدس تمہارے قبلہ سے پہلے ہے لہذا ہم حق پر ہیں خواہ کچھ بھی کریں۔ اور یہی بات عیسائیوں نے بھی کہی

مسلمانوں نے جواب دیا ہمارے نبی خاتم النبیین ہیں، ہمارا قرآن غیر منسوخ ہے ہمارا قبلہ بیت المقدس سے افضل ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (روح المعانی)

اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہود و نصاریٰ کا جو گمان ہے کہ وہ اللہ کے بیٹے اور دوست ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں تذکرہ ہے نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ اس کا رد فرمایا کہ یہ تمہارے خیال باطل ہیں تم ابناء اللہ نہیں اور کوئی اس کا رشتہ دار یا ابناء اللہ ہو بھی نہیں سکتا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اس کی صفات قدیمہ سے ہے اور بارگاہ الٰہی میں جو جیسا عمل کرے گا مرد ہو یا عورت اسے اس کا بدلہ ملے گا اور بقدر نقیر بھی اس پر ظلم نہ ہو گا۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ط وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝ اور اس سے بہتر کس کا دین ہے جس نے اپنا منہ اللہ کے لیے جھکا دیا اور وہ نیک عقیدہ ہے اور ابراہیم کے دین کا پیرو ہے جو حنیف یعنی ہر باطل سے جدا ہے اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے۔

اَسْلَمَ۔ جھکا لیا۔ یہ لفظ اسلام سے ہے۔ اسلام کے معنی جھکانا۔ تابعداری کرنا۔

وَجْهَهٗ۔ اپنا چہرہ نیچا کیا عاجزی سے سر جھکایا۔

marfat.com

مُحْسِنٌ ۔ احسان ۔ نیکی کرنے والا۔

حَنِیْفًا ۔ حنف سے بنا اس کے معنی مائل ہونا ۔ حنیف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب ہے تمام دینوں کو چھوڑ کر سچا دین اختیار کرنے والا۔

خَلِیْلًا ۔ خلت سے ماخوذ ہے ۔ خلت صفائے مودت اور انقطاع عن الغیر کو کہتے ہیں ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ اوصاف رکھتے تھے اس لیے آپ کو خلیل کہا گیا۔

ایک قول یہ ہے کہ خلیل اس محب کو کہتے ہیں جس کی محبت کاملہ ہو اس میں کسی قسم کا خلل اور نقصان نہ ہو یہ صفت بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔

اور تمام انبیاء علیہم السلام کے جو کمالات ہیں سب سید انبیاء علیہ التحیۃ والثنا کو حاصل ہیں بنا بریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے خلیل بھی ہیں یہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے اور حضور حبیب بھی ہیں جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہتا ۔ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے احاطہ علم و قدرت میں ہے ۔ احاطہ بالعلم یہ ہے کہ کسی شے کے لیے جتنے وجوہ ہو سکتے ہیں ان میں سے کوئی وجہ علم الٰہی سے خارج نہ ہو۔

شانِ نزول : یہود و نصاریٰ نے کہا اے مسلمانو! تم کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں ہم تم دونوں بارگاہ الٰہی میں یکساں ہیں نیکی کریں تو ثواب لیں گناہ کریں تو سزا اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خازن)

بامحاورہ ترجمہ اٹھائیواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

وَیَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِیْهِنَّ ۙ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِیْمًا ۝

اور آپ سے سوال کرتے ہیں عورتوں کے بارے میں فرما دیجئے اللہ فتویٰ دیتا ہے تمہیں ان کے اندر اور وہ جو تم پر پڑھا جاتا ہے کتاب میں یتیم کے حق میں جو عورتیں ہیں ایسی کہ تم نہیں دیتے انہیں جو مقرر ہے ان کے لیے اور منہ پھیرتے ہو اس سے یہ کہ ان سے نکاح کرو اور کمزور بچوں کے بارے میں کہ تم یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو اور جو بھلائی کرو تو بے شک اللہ اس کا جاننے والا ہے۔

marfat.com

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا
اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا
وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ
الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

اور اگر کوئی عورت خوف کرے اپنے شوہر سے بے رغبتی کا یا زیادتی کا تو نہیں گناہ دونوں پر اس کا کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے اور دل کیا ہوا ہو لالچ کے پھندے میں اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری تو بے شک اللہ ہی تمہارے عمل جانتا ہے۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ
النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ
الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ
تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ۝

اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے یہ کہ عدل کرو عورتوں میں اگرچہ تم حرص کرو تو یہ نہیں کہ ایک طرف جھک جاؤ پورا جھکنا اور چھوڑ دو دوسری کو لٹکتا ہوا اور اگر تم صلح رکھو اور پرہیزگاری کرو تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝

اور اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ سب کو غنی کرے گا اپنی کشائش سے اور اللہ کشائش والا حکمت والا ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ
وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ
تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں اور بے شک حکم کیا ہم نے انہیں جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور تمہیں بھی حکم کیا کہ اللہ سے ڈرو اور اگر نافرمانی کرو تو بے شک اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہے اللہ غنی سراہا گیا۔

وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ
وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اور اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کافی ہے کارساز۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ
بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝

اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اے لوگو اور لے آئے اوروں کو اور اللہ کو اس کی قدرت ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ

جو یہ چاہے کہ ثواب دنیا تو اللہ کے پاس ہے

marfat.com

اللهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۔ ثواب دنیا و آخرت کا اور اللہ ہے سنتا اور دیکھتا۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	یَسْتَفْتُوْنَکَ۔ سوال کرتے ہیں آپ سے		فِی۔ بیچ
النِّسَآءِ۔ عورتوں کے	قُلِ۔ کہہ دو	اللّٰہُ۔ اللہ	یُفْتِیْکُمْ۔ فتوے دیتا ہے
تم کو	فِیْهِنَّ۔ ان کے متعلق	وَ۔ اور	مَا۔ جو
یُتْلٰی۔ پڑھا جاتا ہے	عَلَیْکُمْ۔ تم پر	فِی۔ بیچ	الْکِتٰبِ۔ کتاب کے
فِیْ۔ بیچ	یَتٰمَی۔ یتیم	النِّسَآءِ۔ عورتوں کے	الّٰتِیْ۔ وہ کہ
لَا۔ نہیں	تُؤْتُوْنَهُنَّ۔ دیتے ہو انکو	مَا۔ جو	کُتِبَ۔ لکھا گیا
لَهُنَّ۔ ان کے لیے	وَ۔ اور	تَرْغَبُوْنَ۔ پسند نہیں کرتے ہو تم	
اَنْ۔ یہ کہ	تَنْکِحُوْ۔ نکاح کرو	هُنَّ۔ ان سے	وَ۔ اور
الْمُسْتَضْعَفِیْنَ۔ کمزور	مِنَ الْوِلْدَانِ۔ ان بچوں کے متعلق		وَ۔ اور
اَنْ۔ یہ کہ	تَقُوْمُوْا۔ قائم ہو تم	لِلْیَتٰمٰی۔ یتیموں کے لیے	بِالْقِسْطِ۔ انصاف سے
وَ۔ اور	مَا۔ جو کچھ	تَفْعَلُوْا۔ کرتے ہو	مِنْ خَیْرٍ۔ بھلائی سے
فَاِنَّ۔ تو بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	کَانَ۔ ہے	بِهٖ۔ اسکو
عَلِیْمًا۔ جاننے والا	وَ۔ اور	اِنِ۔ اگر	امْرَاَةٌ۔ کوئی عورت
خَافَتْ۔ ڈرے	مِنْ بَعْلِهَا۔ اپنے شوہر سے		نُشُوْزًا۔ بے رغبتی سے
اَوْ۔ اور یا	اِعْرَاضًا۔ نفرت سے	فَلَا۔ تو نہیں	جُنَاحَ۔ گناہ
عَلَیْهِمَآ۔ ان پر	اَنْ۔ یہ کہ	یُّصْلِحَا۔ صلح کرلیں	بَیْنَهُمَا۔ آپس میں
صُلْحًا۔ کوئی صلح	وَ۔ اور	الصُّلْحُ۔ صلح ہی	خَیْرٌ۔ بہتر ہے
وَ۔ اور	اُحْضِرَتِ۔ رکھے گئے ہیں	الْاَنْفُسُ۔ دل	الشُّحَّ۔ بخل کے ساتھ
وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	تُحْسِنُوْا۔ نیکی کرو	وَ۔ اور
تَتَّقُوْا۔ پرہیزگاری	فَاِنَّ۔ تو بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	کَانَ۔ ہے۔

marfat.com

بِمَا۔ اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ۔ کرتے ہو تم	خَبِيْرًا۔ خبردار	وَ۔ اور
لَنْ۔ ہرگز نہیں	تَسْتَطِيْعُوْا۔ طاقت رکھتے تم	اَنْ۔ یہ کہ	تَعْدِلُوْا۔ انصاف کرو
بَيْنَ۔ درمیان	النِّسَآءِ۔ عورتوں کے	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگرچہ
حَرَصْتُمْ۔ خواہش کرو تم	فَلَا۔ تو نہ	تَمِيْلُوْا۔ جھکو تم	كُلَّ۔ پورا
الْمَيْلِ۔ جھک جانا	فَتَذَرُوْ۔ کہ چھوڑ دو	هَا۔ اس دوسری کو	كَالْمُعَلَّقَةِ۔ لٹکی ہوئی
وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	تُصْلِحُوْا۔ اصلاح کرو	وَ۔ اور
تَتَّقُوْا۔ پرہیزگاری	فَاِنَّ۔ تو بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	كَانَ۔ ہے
غَفُوْرًا۔ بخشنے والا	رَّحِيْمًا۔ مہربان	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر
يَّتَفَرَّقَا۔ دونوں جدا ہوں	يُغْنِ۔ تو بے نیاز کریگا	اللّٰهُ۔ اللہ	كُلًّا۔ ہر ایک کو
مِّنْ سَعَتِهٖ۔ اپنی کشادگی سے		وَ۔ اور	كَانَ۔ ہے
اللّٰهُ۔ اللہ	وَاسِعًا۔ فراخی والا	حَكِيْمًا۔ حکمت والا	وَ۔ اور
لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے	مَا۔ جو کچھ	فِي۔ بیچ	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے
وَ۔ اور	مَا۔ جو کچھ	فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے
وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بیشک	وَصَّيْنَا۔ تاکید کی ہم نے	الَّذِيْنَ۔ ان کو جو
اُوْتُوا۔ دیے گئے	الْكِتٰبَ۔ کتاب	مِنْ قَبْلِكُمْ۔ تم سے پہلے	وَ۔ اور
اِيَّا۔ خاص	كُمْ۔ تم کو بھی	اَنِ۔ یہ کہ	اتَّقُوا۔ ڈرو
اللّٰهَ۔ اللہ سے	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	تَكْفُرُوْا۔ تم کفر کرو
فَاِنَّ۔ تو بیشک	لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے	مَا۔ جو	فِي۔ بیچ
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے	وَ۔ اور	مَا۔ جو	فِي۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	وَ۔ اور	كَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ
غَنِيًّا۔ بے نیاز	حَمِيْدًا۔ سراہا گیا	وَ۔ اور	لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے
مَا۔ جو	فِي۔ بیچ	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے	وَ۔ اور
مَا۔ جو	فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	وَ۔ اور
كَفٰى۔ کافی ہے	بِاللّٰهِ۔ اللہ	وَكِيْلًا۔ کارساز	اِنْ۔ اگر
يَّشَاْ۔ وہ چاہے	يُذْهِبْكُمْ۔ لے جائے تم کو		اَيُّهَا۔ اے

marfat.com

النَّاسُ - لوگو	وَ - اور	یَأْتِ - لے آئے	بِاٰخَرِیْنَ - دوسروں کو
وَ - اور	کَانَ - ہے	اللّٰہُ - اللہ	عَلٰی - اوپر
ذٰلِکَ - اس کے	قَدِیْرًا - قادر	مَنْ - جو	کَانَ - ہے
یُرِیْدُ - چاہتا	ثَوَابَ - ثواب	الدُّنْیَا - دنیا کا	فَعِنْدَ - تو پاس
اللّٰہِ - اللہ کے ہے	ثَوَابُ - ثواب	الدُّنْیَا - دنیا کا	وَ - اور
الْاٰخِرَةِ - آخرت کا	وَ - اور	کَانَ - ہے	اللّٰہُ - اللہ
سَمِیْعًا - سنتا	بَصِیْرًا - دیکھتا		

مختصر تفسیر اٹھارھواں رکوع سورۃ نساء پ ۵

وَیَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِیْهِنَّ ۙ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا کُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْکِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِهٖ عَلِیْمًا۔

اور آپ سے سوال کرتے ہیں عورتوں کے معاملہ میں فرما دیجئے اللہ حکم دیتا ہے ان کے معاملہ میں اور وہ جو تم پر قرآن میں پڑھا جاتا ہے ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو ان کا مقرر ہے اور انہیں نکاح میں بھی لانے سے منہ پھیرتے ہو اور کمزور بچوں کے بارے میں اور یہ کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو اور جو تم بھلائی کرو تو اللہ کو اس کی خبر ہے۔

یَسْتَفْتُوْنَ۔ اِسْتِفْتَاءٌ سے بنا اس کے معنی اجازت ہیں۔

اَلْمُسْتَضْعَفِیْنَ۔ کمزور ناتواں ضعف سے بنا اس کے معنی کمزوری ہے۔

اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے کہ یہ لوگ یتیم لڑکیوں کا ان کے قریبی رشتہ داروں سے ان کا نکاح کرنے کی اجازت چاہتے ہیں لے محبوب ان سے فرما دیجئے کہ تم کو اس کی اجازت ہے پہلے صرف اس لیے روکا گیا تھا کہ تم ان کا حق ادا نہ کرتے تھے ان کے مال پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے کمزور عورتوں اور لاوارث بچوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

شان نزول:۔ زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ عورت اور چھوٹے بچوں کو میت کے مال کا وارث قرار نہیں دیتے تھے جب یہ حکم نازل ہوا تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عورت

marfat.com

اور یہ وارث ہوں گے آپ نے انہیں اس آیت کریمہ سے جواب دیا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یتیموں کے اولیاء کا دستور یہ تھا کہ اگر یتیم لڑکی صاحب مال و جمال ہوتی تو اس سے تھوڑے مہر پر نکاح کر لیتے اور اگر مال و جمال والی نہ ہوتی تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر حسن صورت نہ رکھتی مگر مالدار ہوتی تو اس سے نکاح نہ کرتے اور اس اندیشہ سے دوسرے کے ساتھ بھی نکاح نہ ہونے دیتے کہ وہ مال میں حصہ دار ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرما کر ان کی یہ رسم بند فرمائی اور ان کی عادت کی اصلاح کی۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔ اور اگر کوئی عورت خوف کرے اپنے خاوند کی سختی یا بے رغبتی کا تو ان پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح خوب ہے اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں اور اگر تم نیکی و پرہیزگاری کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بیشک اللہ جو تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔

اُحْضِرَتْ۔ حاضر کی گئی ہے۔ احضار مصدر ہے۔ اس کے معنی حاضر کر دینا۔

نُشُوْز۔ بے زاری۔ بدسلوکی

شُحّ۔ حرص۔ اس کے معنی حرص اور زبردست لالچ کے ہوتے ہیں۔

اس آیت میں عورتوں کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں ہدایات ہیں تاکہ خاوند بیوی کے تعلق آپس میں اچھے ہو جائیں۔ ارشاد ہے کہ اگر بیوی خاوند کی زیادتی دیکھے۔ زیادتی تو یہ ہے کہ اس سے سیدھے منہ بات نہ کرے علیحدہ رہے کھانے پینے میں تنگ رکھے کچھ نہ دے مارے۔ بدزبانی کرے۔ اور نشوز بھی اسی قسم کی بدزبانی زیادتی کے معنی میں ہے تو اس حالت میں باہمی صلح کسی شرط یا مفاہمت پر اگر ہو جائے تو بہتر ہے۔

شانِ نزول:۔ عمرہ بنت محمد بن مسلمہ جن کو خولہ بھی کہا جاتا تھا سعد بن ربیع کے نکاح میں تھیں جن کو رافع بن خدیج کہتے ہیں۔ سعد نے ایک اور نکاح کر لیا اور اس کی طرف بہت مائل ہو گئے حضرت عمرہ نے دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کی بے رخی کی شکایت کی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (روح المعانی) حضرت عمرہ راضی ہو گئیں کہ مجھے طلاق نہ دی جائے میں اپنے حقوق کم کرتی ہوں اس پر صلح ہو گئی (روح المعانی)

آگے ارشاد ہے۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ

marfat.com

عورتوں میں عدل رکھو چاہے کتنی ہی حرص رکھو تو یہ تو نہ کرو کہ ایک طرف جھک جاؤ اور دوسری کو ادھر میں لٹکا ہوا چھوڑ دو اور اگر نیکی کرو اور اللہ سے ڈرو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تَسْتَطِيْعُوْا ۔ تم کر سکو گے ۔ استطاعت کے معنی طاقت رکھنا۔

تَمِيْلُوْا ۔ جھکو تم ۔ میل کے معنی جھکنا ، مائل ہونا

مُعَلَّقَة ۔ لٹکی ہوئی ۔ تعلیق مصدر ہے اس کے معنی لٹکانا۔

تَتَّقُوْا ۔ بچو برائی سے ، پرہیزگاری۔

اسلام سے پہلے کثرت ازدواج کا رواج تھا اور اسکی حد نہ تھی ، شادی کے بعد پھر لاپرواہی برتی جاتی تھی اسلام نے اس رواج کو ختم کر کے عدل و انصاف قائم کیا ۔ اور حکم دیا کہ اگر عدل و انصاف تمہارے بس میں نہیں کہ ہر امر میں تم انہیں برابر رکھو اور کسی امر میں کسی کو ترجیح نہ دو میل و محبت میں خواہش و رغبت میں اختلاط و عشرت میں لطف توجہ اور اظہار مودت میں ۔

اس لیے کہ محبت قلبی میل طبعی تمہارے اختیار میں نہیں اور اسی وجہ میں ہماری طرف سے اس کی پابندی کا تمہیں حکم بھی نہیں دیا گیا ۔ مگر یہ ضرور ہے کہ جہاں تک تمہاری قدرت و اختیار میں ہے وہاں تک یکساں برتاؤ کرو محبت اختیاری شے نہیں مگر بات چیت کرنا حسن اخلاق سے پیش آنا کھانے پینے پہننے میں مساوات رکھتا رہنے سہنے میں برابر کے حقوق ملحوظ رکھنا یہ تمام امور اختیاری ہیں لہذا ان کی پابندی لازمی ہے۔

شان نزول :۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں بے مثل عدل و انصاف تھا لیکن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قدرتی طور پر حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت انس و محبت تھا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تائید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (روح المعانی) ورنہ حکم ہے کہ

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۔ اور اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی کشائش سے ہر ایک کو دوسرے سے بے نیاز کر دے گا اور اللہ کشائش والا حکمت والا ہے۔

خاوند بیوی ، زن و شوہر باہمی نہ صلح کریں اور وہ علیحدگی کو ہی بہتر جانیں خواہ صلح کے ذریعہ یا مرد کی طرف سے عورت کو طلاق دے کر مہر اور عدت کا خرچہ ادا کر دے تو ایسی صورت میں ہر ایک کو اللہ بہتر بدل عطا کرے گا۔

marfat.com

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ
قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور بے شک تاکید فرمادی ہے ہم نے
انہیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور تمہیں بھی اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر کفر کرو تو بے شک اللہ
ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور اللہ بے نیاز ہے اور سراہا گیا اور اللہ ہی کا ہے
جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کافی کارساز ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ تقویٰ و پرہیزگاری کا حکم قدیمی ہے تمام امتوں کو اسکی تاکید ہوتی رہی
ہے اور یہ حقیقت ہے تمام جہان اس کے فرمانبرداروں سے بھرا ہوا ہے تمہارے کفر کرنے سے اس
کی توحید و قدرت کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝

اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اے لوگو اور اوروں کو لے آئے اور اللہ کو اس پر قدرت ہے۔

یعنی مشیت الٰہی اس امر پر قادر ہے کہ تمہیں معدوم کرکے دوسری قوم تمہاری جگہ آباد کرے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ جو دنیا کا ثواب چاہے تو اللہ کے پاس ہے ثواب دنیا اور آخرت کا اور اللہ
سننے والا دیکھنے والا ہے۔

یعنی جو اپنے عمل سے دنیا کا ثواب چاہے تو اس کی مراد اتنی ہی ہوگی جو اسے اللہ دے گا
اور ثواب آخرت سے اسے محروم کردے گا اور جو عمل رضائے الٰہی اور ثواب آخرت کے لیے کرے
تو اللہ دنیا و آخرت دونوں میں اس کا اجر دے گا۔

بامحاورہ ترجمہ انیسواں (۱۹) رکوع سورۃ نساء

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ
بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ
اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو قائم ہو جاؤ تم
انصاف پر گواہی دیتے اللہ کے لیے اور اگرچہ
تمہاری جانوں کو نقصان ہو یا ماں باپ یا رشتہ داروں

marfat.com

غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝

کا جس پر گواہی دو وہ غنی ہو یا فقیر تو اللہ کو اس کا سب سے زیادہ اختیار ہے تو نہ پیروی کرو اس کی خواہش کی کہ وہ تمہیں حق سے پھیر دیں اور اگر تم ہیر پھیر کرو یا منہ پھیرو تو اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتٰبِ الَّذِي نَزَّلَ عَلٰى رَسُولِهِ وَالْكِتٰبِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيدًا ۝

اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی گئی رسول پر اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ یقیناً دور کی گمراہی میں پڑا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۝

بے شک جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا اور نہ انہیں راہ دکھائے گا۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کے لیے عذاب ہے دردناک۔

الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا ۝

وہ جو پکڑیں کافروں کو دوست مومنین کے سوا کیا ان کے پاس عزت چاہتے ہیں تو بے شک عزت تو ساری اللہ کے لیے ہے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِينَ وَالْكٰفِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۝

اور بے شک اتار چکا تم پر کتاب میں کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ تمسخر ہوتا ہے تو نہ بیٹھو ان کے ساتھ جب تک اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ ایسی صورت میں تم بھی ان جیسے ہو بے شک اللہ جمع کرے گا منافقین کو اور کافروں کو جہنم

marfat.com

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ
كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ
نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ
قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ
مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝

میں سب کو

وہ جو غور کرتے ہیں تمہاری حالت پر تو اگر ہو تم کو فتح اللہ کی طرف سے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر ہو کافروں کے لیے حصہ تو اسے کہتے ہیں کیا ہمیں تم پر قابو نہ تھا اور روک لیا ہم نے تمہیں مسلمانوں سے تو اللہ فیصلہ کرے گا تم میں قیامت کے دن اور ہرگز نہیں دی اللہ نے کافروں کے لیے مومنین پر کوئی راہ۔

لفظی ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	كُوْنُوْا۔ ہو جاؤ
قَوّٰمِيْنَ۔ قائم	بِالْقِسْطِ۔ انصاف پر	شُهَدَآءَ۔ گواہی دیتے	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لیے
وَ۔ اور	لَوْ۔ اگرچہ	عَلٰٓى۔ اوپر	اَنْفُسِكُمْ۔ جانوں تمہاری کے
اَوِ۔ یا	الْوَالِدَيْنِ۔ ماں باپ	وَ۔ اور	الْاَقْرَبِيْنَ۔ رشتہ داروں کا
الصافت ہو	اِنْ۔ اگر	يَّكُنْ۔ وہ ہو	غَنِيًّا۔ غنی
اَوْ۔ یا	فَقِيْرًا۔ فقیر	فَاللّٰهُ۔ تو اللہ	اَوْلٰى۔ زیادہ والی ہے
بِهِمَا۔ دونوں کا	فَلَا۔ تو نہ	تَتَّبِعُوا۔ پیروی کرو	الْهَوٰٓى۔ خواہش کی
اَنْ۔ اس میں کہ	تَعْدِلُوْا۔ نافرمانی کرو	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر
تَلْوٗٓا۔ تم ہیر پھیر کرو	اَوْ۔ یا	تُعْرِضُوْا۔ منہ موڑو	فَاِنَّ۔ تو بیشک
اللّٰهَ۔ اللہ	كَانَ۔ ہے	بِمَا۔ اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ۔ تم کرتے ہو
خَبِيْرًا۔ خبردار	يٰٓاَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے ہو
اٰمِنُوْا۔ ایمان رکھو	بِاللّٰهِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور	رَسُوْلِهٖ۔ اسکے رسول پر
وَ۔ اور	الْكِتٰبِ۔ کتاب پر	الَّذِيْ۔ جو	نَزَّلَ۔ اس نے اتاری
عَلٰى۔ اوپر	رَسُوْلِهٖ۔ اپنے رسول کے	وَ۔ اور	الْكِتٰبِ۔ اس کتاب پر

marfat.com

الَّذِیۡ ۔ جو	اَنۡزَلَ ۔ اتاری	مِنۡ قَبۡلُ ۔ اس سے پہلے	وَ ۔ اور
مَنۡ ۔ جو	یَّکۡفُرۡ ۔ کفر کرے	بِاللّٰهِ ۔ اللہ سے	وَ ۔ اور
مَلٰٓئِکَتِهٖ ۔ فرشتوں	وَ ۔ اور	کُتُبِهٖ ۔ کتابوں	وَ ۔ اور
رُسُلِهٖ ۔ رسولوں	وَ ۔ اور	الۡیَوۡمِ ۔ دن	الۡاٰخِرِ ۔ قیامت سے
فَقَدۡ ۔ تو بیشک	ضَلَّ ۔ گمراہ ہوا	ضَلٰلًا ۔ گمراہی	بَعِیۡدًا ۔ دور کی
اِنَّ ۔ بیشک	الَّذِیۡنَ ۔ وہ جو	اٰمَنُوۡا ۔ ایمان لائے	ثُمَّ ۔ پھر
کَفَرُوۡا ۔ کفر کیا	ثُمَّ ۔ پھر	اٰمَنُوۡا ۔ ایمان لائے	ثُمَّ ۔ پھر
کَفَرُوۡا ۔ کفر کیا	ثُمَّ ۔ پھر	ازۡدَادُوۡا ۔ وہ بڑھتے گئے	
کُفۡرًا ۔ کفر میں	لَمۡ ۔ نہیں	یَکُنِ ۔ ہے	اللّٰهُ ۔ اللہ
لِیَغۡفِرَ ۔ کہ بخشے	لَهُمۡ ۔ ان کو	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ
لِیَهۡدِیَهُمۡ ۔ انہیں ہدایت کرے		سَبِیۡلًا ۔ راہ کی	بَشِّرِ ۔ خوشخبری دو
الۡمُنٰفِقِیۡنَ ۔ منافقوں کو	بِاَنَّ ۔ کہ بیشک	لَهُمۡ ۔ ان کے لیے	عَذَابًا ۔ عذاب ہے
اَلِیۡمَا ۔ دردناک	الَّذِیۡنَ ۔ وہ جو	یَتَّخِذُوۡنَ ۔ بناتے ہیں	الۡکٰفِرِیۡنَ ۔ کافروں کو
اَوۡلِیَآءَ ۔ دوست	مِنۡ دُوۡنِ ۔ سوائے	الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۔ مومنوں کے	اَ ۔ کیا
یَبۡتَغُوۡنَ ۔ چاہتے ہیں	عِنۡدَ ۔ نزدیک	هُمُ ۔ ان کے	الۡعِزَّةَ ۔ عزت
فَاِنَّ ۔ تو بیشک	الۡعِزَّةَ ۔ عزت	لِلّٰهِ ۔ اللہ کی ہے	جَمِیۡعًا ۔ ساری
وَ ۔ اور	قَدۡ ۔ بیشک	نَزَّلَ ۔ اتارا اس نے	عَلَیۡکُمۡ ۔ تم پر
فِی ۔ بیچ	الۡکِتٰبِ ۔ کتاب کے	اَنۡ ۔ یہ کہ	اِذَا ۔ جب
سَمِعۡتُمۡ ۔ سنو تم	اٰیٰتِ ۔ آیات	اللّٰهِ ۔ الٰہی کو کر	یُکۡفَرُ ۔ کفر کیا جاتا ہے
بِهَا ۔ ان سے	وَ ۔ اور	یُسۡتَهۡزَاُ ۔ مذاق کیا جاتا ہے	بِهَا ۔ ان سے
فَلَا ۔ تو نہ	تَقۡعُدُوۡا ۔ بیٹھو	مَعَهُمۡ ۔ انکے ساتھ	حَتّٰی ۔ یہاں تک کہ
یَخُوۡضُوۡا ۔ مشغول ہوں	فِیۡ ۔ بیچ	حَدِیۡثٍ ۔ بات	غَیۡرِهٖ ۔ دوسری کے
اِنَّکُمۡ ۔ ورنہ تم بھی	اِذًا ۔ اس وقت	مِّثۡلُهُمۡ ۔ ان جیسے ہوگے	اِنَّ ۔ بیشک
اللّٰهَ ۔ اللہ	جَامِعُ ۔ جمع کرنیوالا ہے	الۡمُنٰفِقِیۡنَ ۔ منافقوں	وَ ۔ اور
الۡکٰفِرِیۡنَ ۔ کافروں کو	فِیۡ ۔ بیچ	جَهَنَّمَ ۔ دوزخ کے	جَمِیۡعًا ۔ سب کو

marfat.com

الَّذِیْنَ۔ وہ جو	یَتَرَبَّصُوْنَ۔ انتظار کرتے ہیں		بِکُمْ۔ تمہارا
فَاِنْ۔ تو اگر	کَانَ۔ ہو	لَکُمْ۔ تم کو	فَتْحٌ۔ فتح
مِّنَ اللّٰہِ۔ اللہ کی طرف سے	قَالُوْٓا۔ تو کہیں	اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہیں
نَکُنْ۔ تھے ہم	مَّعَکُمْ۔ تمہارے ساتھ	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر
کَانَ۔ ہو	لِلْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کا	نَصِیْبٌ۔ حصہ	قَالُوْٓا۔ تو کہتے
اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہیں	نَسْتَحْوِذْ۔ قابو تھا ہمارا	عَلَیْکُمْ۔ تم پر
وَ۔ اور	نَمْنَعْکُمْ۔ بچا لیا تم کو	مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں سے	فَاللّٰہُ۔ تو اللہ
یَحْکُمُ۔ فیصلہ کریگا	بَیْنَکُمْ۔ درمیان تمہارے	یَوْمَ۔ دن	الْقِیٰمَۃِ۔ قیامت کے
وَ۔ اور	لَنْ۔ ہرگز نہ	یَّجْعَلَ۔ دے گا	اللّٰہُ۔ اللہ
لِلْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کو	عَلَی۔ اوپر	الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کے	سَبِیْلًا۔ کوئی راہ

مختصر تفسیر انیسواں رکوع سورۃ نساء پ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ۔ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا۔ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا۔

اے ایمان والو انصاف پر قائم ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہی دیتے ہوئے اگرچہ اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو یا ماں باپ کا یا رشتہ داروں کا جس پر گواہی دو وہ غنی ہو یا فقیر ہر حال اللہ ان سب سے زیادہ حقدار ہے تو خواہش کے پیچھے نہ لگو کہ حق سے الگ ہو جاؤ اور اگر تم ہیر پھیر کرو یا منہ پھیرو تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

قَوّٰمِیْنَ۔ کھڑے ہونے والے قیام قوام کی جمع ہے۔

بِالْقِسْطِ۔ انصاف کے ساتھ عدل و انصاف قائم رکھنے والے۔

عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ۔ تمہارے اوپر نقصان ضرر پہنچانے والے۔

اَقْرَبِیْنَ۔ نزدیکی۔ رشتہ دار

تُعْرِضُوْا۔ منہ پھیرو

marfat.com

آیۂ کریمہ میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ شہادت میں کسی کی رورعایت اور طرفداری نہ ہو اور عدل و انصاف سے نہ ہٹو اور کسی کے قرابت و رشتہ حق گوئی میں مخل نہ ہونے دے اور خواہشات نفسانی کی پیروی نہ ہو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالےٰ تمہارے دلی ارادوں تک سے بے خبر نہیں ہے آگے ارشاد ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتٰبِ الَّذِي نَزَّلَ عَلٰى رَسُولِهِ وَالْكِتٰبِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيدًا ۝ اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اتاری ہے رسول پر اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری اور جو کفر کرے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت سے تو وہ یقیناً گمراہ ہوا دور کی گمراہی میں۔

آمَنُوا۔ ایمان لائے ہو

آمِنُوا۔ ایمان لاؤ۔ پہلا فعل ماضی دوسرا امر دونوں کا مصدر ایمان ہے۔ اہل ایمان کو حکم دیا گیا آمِنُوا تم ایمان لاؤ۔ زبان سے اقرار دل سے تصدیق یقینی ایمان ہے۔

نَزَّلَ۔ اتارا آہستہ آہستہ اترا جیسے ۲۳ سال میں قرآن پاک نازل ہوا۔

شان نزول: حضرت سید المفسرین ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام اور اسد اور اسید بن کعب اور ثعلبہ بن قیس اور عبداللہ بن سلام کے بھانجوں اور یامین بن یامین کے معاملہ میں نازل ہوئی یہ حضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا حضور ہم آپ پر اور قرآن پر اور موسیٰ علیہ السلام اور توریت پر اور حضرت عزیر پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے سوا سب سے انکار کرتے ہیں اس کے جواب میں حضور نے فرمایا بَلْ آمِنُوا بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَمُحَمَّدٍ وَبِكِتَابِهِ الْقُرْآنِ وَبِكُلِّ كِتَابٍ كَانَ قَبْلَهُ فَقَالُوا لَا نَفْعَلُ۔ نہیں بلکہ اللہ پر ایمان لاؤ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی کتاب قرآن پر اور تمام کتابوں پر جو پہلے تھیں تو وہ بولے ایسا تو نہیں کریں گے اس پر یہ حکم نازل ہوا (روح المعانی)

آیۂ کریمہ کا مفہوم منطوق واضح کر رہا ہے کہ قرآن پاک پر ایمان لانے کے ساتھ ان تمام کتب پر ایمان لانا بھی ضروری ہے جو سابقہ انبیاء کرام پر نازل ہوئیں ان میں سے ایک نبی یا ایک کتاب کا انکار سب کا انکار ہے جیسے متنبی قادیان کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کہتا ہے کہ انہیں جو وحی ہوئی وہ سب شیطانی تھیں معاذ اللہ آگے ارشاد ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكٰفِرِينَ

marfat.com

اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ط اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ؕ بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کفر کر بیٹھے پھر کفر میں بڑھے اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا اور نہ راہ دکھائے گا۔ خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا ڈھونڈتے ہیں ان کے پاس عزت تو عزت ساری کی ساری اللہ تعالے کے لیے ہے۔

یہ اس قوم کے لیے وعید شدید ہے جس کی ردّۃ مکرر سہ کرر واقع ہوئی ہو اور مصر علی الکفر ہو کر اپنے کفر میں بڑھ گیا ہو۔

مجاہد اور ابن زید فرماتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو منافق تھے ایمان ظاہر کرتے پھر مرتد ہو جاتے پھر ایمان کا اظہار کرتے پھر مرتد ہو جاتے حتیٰ کہ ان کی موت کفر پر واقع ہوئی۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس وعید کو ہر منافق کے لیے رکھا خواہ وہ بحری ہو یا بری حسن فرماتے ہیں یہ ایک جماعت اہل کتاب کی تھی جو آئے دن حضور پر ایمان لاتی اور بعد میں کہہ دیتی کہ ہمیں یہ شبہ پیدا ہو گیا اس لیے ہم پھر کفر کرتے ہیں پھر آتی اور ایمان لاتی پھر کہہ دیتی کہ ہمیں پھر شبہ ہو گیا اس لیے مرتد ہو گئی اس حال میں رہ کر آخر مری۔

اس ہی طائفہ کے لیے دوسری جگہ قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ اہل کتاب کی ایک جماعت نے کہا دن کے ابتدا میں مومنوں کی کتاب پر ایمان لاؤ اور اس کے پچھلے پہر اس کا انکار کر دو تاکہ وہ بھی واپس آ جائیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ وعید یہود کے لیے ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا کر پھر بچھڑا پوج کر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر عیسیٰ علیہ السلام میں کفر کیا پھر ان کا کفر حضور علیہ السلام کی مخالفت کر کے اور بڑھ گیا۔

اور قتادہ۔ زجاج اور فراء کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے حضرت عزیر علیہ السلام پر پھر کافر ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کے انکار سے پھر یہ کفر اور بڑھا ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے (روح المعانی)

اس سے واضح ہو گیا کہ کافر زندہ رہتے ہوئے اگر کفر سے تائب ہو جائے تو توبہ قبول ہو گی اور کفر پر مر جائے تو پھر کفر بخشا نہیں جاتا جیسا کہ ارشاد ہے قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ

marfat.com

سَلَفَ (کافروں سے کہو اگر وہ باز آجائیں تو جو کچھ وہ پہلے کر چکے ہیں وہ ان کو معاف کر دیا جائے گا)
آگے نفاق پرستوں کا حال بیان فرمایا جن کے خیالات فاسدہ کا سدہ میں یہ تھا کہ اسلام غالب نہ ہوگا اس لیے گروہ کفار کو صاحب شوکت سمجھتے تھے اور اس وجہ ان سے دوستی رکھتے تھے اور ان سے ملے رہنے میں عزت سمجھتے تھے تو اس آیۂ کریمہ میں اس خیال فاسد کا ابطال فرمایا کہ ان سے دوستی ممنوع ہے اور ان سے مل کر عزت ڈھونڈنا جہالت ہے عزت تو صرف اللہ اور صرف اللہ کے لیے ہے۔ یا مومنین کے لیے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (اور عزت صرف اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کی ہے۔)
اور یہ معنی محض ذات باری عز اسمہ کے لیے ہے جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت دے تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ (تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے) آگے ارشاد ہے

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۙ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝

اور بے شک اتار چکا اللہ تم پر کتاب میں کہ جب تم اللہ کی آیتیں سنو کہ ان کا انکار کیا جائے اور ان کی ہنسی بنائی جائے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو بے شک اللہ منافقوں اور کافروں کو سب کو جہنم میں جمع کرے گا اور وہ جو تمہاری حالت تکا کرتے ہیں تو اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح ملے تو کہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کا حصہ ہو تو ان سے کہیں کیا ہمیں تم پر قابو نہ تھا اور ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچایا تو اللہ تم سب میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔

يُسْتَهْزَاُ بمعنی ہنسی سے اِسْتِهْزَاءٌ اس کے معنی مذاق کرنا ایسا مذاق جس میں بے عزتی مقصود ہو۔
يَخُوْضُوْا۔ خوض سے ہے اس کے معنی مشغول ہونا۔ یہ سورۃ مدنی ہے منافقین کے طرز عمل کے بارہ میں نازل ہوئی۔ وہ کلام اللہ کی آیات سن کر ٹھٹھا کرتے تھے۔ لہٰذا جب آپ دیکھیں کہ کفار ہماری

marfat.com

آیات کے بارے میں بکواس کریں تو ان کو چھوڑ دیں جب تک وہ دوسری بات نہ کریں۔

ان آیات میں واضح کیا گیا کہ منافقین و کفار کے ساتھ ہم نشینی ان کی مجالس کی شرکت ممنوع ہے الا بضرورۃ شاذہ اپنے کسی کام کے لیے جانا کام کرالینا یہی حکم ہر بے دین اور گمراہ مثل جماعت مرزائیہ وغیرہ کا ہے اس کے معنی یہ نہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے سے چھوت چھات لگ جائے گی بلکہ ان کے ساتھ یارانہ گانٹھنا ان کی مصاحبت کو اپنے لیے موجب عزت سمجھنا ان کو اپنا راز دار بنانا یہ ممنوع ہے اور ان کے کفر کے ساتھ راضی ہونا بھی بطریق اولیٰ ممنوع بلکہ کفر ہے۔

اور ان کا تمہارے ساتھ یہ حال ہے کہ وہ تمہارے معاملات کی تاک میں رہتے ہیں تاکہ اگر مسلمانوں کو فتح ہو تو مبارک سلامت کہتے آئیں اور اپنے نفاق سے یہ فائدہ اٹھائیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ تھے اور غنیمت میں سے انہیں بھی دو۔

اور اگر کافروں کو فتح کا کچھ حصہ مل جائے تو ان سے جا ملیں اور کہیں کہ مسلمان پوری طاقت سے تمہارے مٹانے کو بڑھے تھے مگر ہم نے انہیں یہ کہہ کر مرعوب کر دیا اور اس طرح انہیں ڈرا کر روک دیا اور اگر ہم ان کے ساتھ ہوتے تو تم کبھی تمہیں قتل یا گرفتار کرتے مگر بچائے اس کے ہم نے انہیں انواع و اقسام کے حیلوں سے روکا اور تمہیں ان کے رازوں سے مطلع کیا لہذا ہمارے اس سلوک کا بدلہ ہمیں دو۔

بہرحال ان کے نفاق کا یہ حال ہے جس کا فیصلہ قیامت کے دن انہیں دیا جائے گا۔ اور کافر مسلمانوں کو مٹا نہیں سکتے اور اپنے صداقت کے دلائل میں ان پر غالب نہیں آسکتے۔

علماء نے وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا سے چند مسائل مستنبط کیے

(۱) کافر مسلمان کا وارث نہیں خواہ بیٹا ہو یا بیوی۔
(۲) کافر مسلمان کے مال پر استیلا پاکر مالک نہیں ہو سکتا۔
(۳) کافر کو مسلمان غلام کے خریدنے کا حکومت اسلامیہ میں جواز نہیں۔
(۴) کافر ذمی کے قتل پر مسلمان قتل نہیں کیا جائے گا۔ (جمل)

بامحاورہ ترجمہ بیسواں رکوع سورۃ نساء پ۵

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ   بے شک منافق اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا

marfat.com

خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلٰوةِ
قَامُوا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُونَ النَّاسَ وَ
لَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

چاہتے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ انہیں ہلاک کرے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھانے کے لیے اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا۔

مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَا إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ
وَلَا إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ
تَجِدَ لَهٗ سَبِيلًا ۝

مذبذب ہیں بیچ میں نہ ادھر کے نہ ادھر کے اور جسے گمراہ کرے اللہ تو ہرگز نہیں پائے گا تو اس کے لیے راہ۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِينَ
أَوْلِيَآءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَتُرِيدُونَ
أَنْ تَجْعَلُوا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِينًا ۝

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ پکڑو کافروں کو دوست سوائے مومنین کے کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لیے صریح حجت کرلو۔

إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ
النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ۝

بے شک منافق نیچے طبقہ جہنم سے ہیں اور تو ہرگز ان کے لیے کوئی مددگار نہ پائے گا۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا
بِاللّٰهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ
مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ
الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

مگر وہ جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور مضبوطی سے تھامی رسی اللہ کی اور اپنا دین خالص اللہ کے لیے کرلیا تو یہ مومنین کے ساتھ ہیں اور عنقریب دے گا اللہ مومنین کو بڑا ثواب۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ
وَاٰمَنْتُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۝

اور کیا کرے گا اللہ تمہیں عذاب دے کر اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ اور اللہ صلہ دینے والا جاننے والا ہے۔

لفظی ترجمہ

إِنَّ بیشک	الْمُنٰفِقِينَ منافق	يُخٰدِعُونَ فریب دینا چاہتے ہیں اللّٰهَ اللہ کو
وَ اور حال یہ ہے کہ	هُوَ وہ	خَادِعُهُمْ انکے فریب کا بدلہ دیگا۔ وَ اور

marfat.com

اِذَا ۔ جب   قَامُوْا ۔ کھڑے ہوتے ہیں   اِلَى ۔ طرف   الصَّلٰوةِ ۔ نماز کی تو

قَامُوْا ۔ کھڑے ہوتے ہیں   كُسَالٰى ۔ سستی سے   يُرَآءُوْنَ ۔ دکھلاوا کرتے ہیں   النَّاسَ ۔ لوگوں کو

وَ ۔ اور   لَا ۔ نہیں   يَذْكُرُوْنَ ۔ یاد کرتے   اللّٰهَ ۔ اللہ کو

اِلَّا ۔ مگر   قَلِيْلًا ۔ تھوڑا   مُذَبْذَبِيْنَ ۔ ڈگمگا رہے ہیں   بَيْنَ ۔ درمیان

ذٰلِكَ ۔ اس کے   لَآ ۔ نہ   اِلٰى ۔ طرف   هٰٓؤُلَآءِ ۔ ان کی

وَ ۔ اور   لَآ ۔ نہ   اِلٰى ۔ طرف   هٰٓؤُلَآءِ ۔ ان کی

وَ ۔ اور   مَنْ ۔ جسے   يُّضْلِلِ ۔ گمراہ کرے   اللّٰهُ ۔ اللہ

فَلَنْ ۔ تو ہرگز نہ   تَجِدَ ۔ پائے گا تو   لَهٗ ۔ اس کے لیے   سَبِيْلًا ۔ کوئی راہ

يٰٓاَيُّهَا ۔ اے   الَّذِيْنَ ۔ وہ جو   اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے ہو   لَا ۔ نہ

تَتَّخِذُوا ۔ پکڑو   الْكٰفِرِيْنَ ۔ کافروں کو   اَوْلِيَآءَ ۔ دوست   مِنْ دُوْنِ ۔ سوا

الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ مومنوں کے   اَ ۔ کیا   تُرِيْدُوْنَ ۔ چاہتے ہو   اَنْ ۔ یہ کہ

تَجْعَلُوْا ۔ بناؤ   لِلّٰهِ ۔ اللہ کے لیے   عَلَيْكُمْ ۔ اپنے اوپر   سُلْطٰنًا ۔ حجت

مُّبِيْنًا ۔ صریح   اِنَّ ۔ بیشک   الْمُنٰفِقِيْنَ ۔ منافق   فِي ۔ بیچ

الدَّرْكِ ۔ طبقے   الْاَسْفَلِ ۔ نچلے کے ہونگے   مِنَ النَّارِ ۔ آگ سے   وَ ۔ اور

لَنْ ۔ ہرگز نہ   تَجِدَ ۔ پائے گا   لَهُمْ ۔ ان کے لیے   نَصِيْرًا ۔ کوئی مددگار

اِلَّا ۔ مگر   الَّذِيْنَ ۔ وہ جنہوں نے   تَابُوْا ۔ توبہ کی   وَ ۔ اور

اَصْلَحُوْا ۔ درست ہوگئے   وَ ۔ اور   اعْتَصَمُوْا ۔ تھام لیا   بِاللّٰهِ ۔ اللہ کی رسی کو

وَ ۔ اور   اَخْلَصُوْا ۔ خالص کیا   دِيْنَهُمْ ۔ اپنا دین   لِلّٰهِ ۔ اللہ کے لیے

فَاُولٰٓئِكَ ۔ تو یہ   مَعَ ۔ ساتھ   الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ مومنوں کے ہیں   وَ ۔ اور

سَوْفَ ۔ عنقریب   يُؤْتِ ۔ دے گا   اللّٰهُ ۔ اللہ   الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ مومنوں کو

اَجْرًا ۔ اجر   عَظِيْمًا ۔ بڑا   مَا ۔ کیا   يَفْعَلُ ۔ کریگا

اللّٰهُ ۔ اللہ   بِعَذَابِكُمْ ۔ تمہیں عذاب دیکر   اِنْ ۔ اگر   شَكَرْتُمْ ۔ تم حق مانو

وَ ۔ اور   اٰمَنْتُمْ ۔ ایمان لاؤ   وَ ۔ اور   كَانَ ۔ ہے

اللّٰهُ ۔ اللہ   شَاكِرًا ۔ بدلہ دینے والا   عَلِيْمًا ۔ جاننے والا

marfat.com

مختصر تفسیر بیسواں [۲۰] رکوع سورۃ نساء پ۵

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دینا چاہتے ہیں اور حقیقت حال یہ ہے کہ اللہ ہی انہیں (غافل کر کے) ہلاک کرے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھانے کے لیے اور اللہ کی یاد نہیں کرتے مگر بہت کم۔

يُخٰدِعُوْنَ فریب دیتے ہیں۔ خداع کے معنی دھوکہ فریب دینا ہیں۔ منافق بزعم خود اللہ کو اللہ کے بندوں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ خود دھوکہ کھا رہے ہیں مگر محسوس نہیں کرتے۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ سے مراد علامہ حسن اور زجاج کے نزدیک ذات اقدس مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ بیعت کے واقعہ میں فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ اور وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ارشاد ہوا۔ ان کی بیعت حضور کے دست حق پرست پر ہوئی تھی لیکن آیہ کریمہ میں حضور کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا اور جب مٹی پر پڑھ کر سنگریزے اپنے دست اقدس سے کفار پر پھینکے تو اس پھینکنے کو اپنی طرف منسوب کیا (روح المعانی)

اور اگر یہاں لفظی معنی ہی لیے جائیں تو بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کو فریب دینا ممکن نہیں بنا بریں یہی معنی مراد ہوں گے جو بیان ہو چکے اور

وَهُوَ خَادِعُهُمْ اس پر صاحب روح المعانی کہتے ہیں اَیْ فَاعِلٌ بِهِمْ مَا يَفْعَلُ الْغَالِبُ فِي الْخِدَاعِ حَيْثُ تَرَكَهُمْ فِي الدُّنْيَا مَعْصُوْمِي الدِّمَاءِ وَالْاَمْوَالِ وَاَعَدَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ الدَّرْكَ الْاَسْفَلَ مِنَ النَّارِ یعنی اللہ منافقین کے ساتھ وہ کرے گا جو دھوکہ باز فریبی کے ساتھ ایک غالب ذات کر سکتی ہے اور وہ یہ کہ انہیں دنیا میں ڈھیل دی جائے گی مسلمانوں میں معصوم الدماء والاموال ہوں گے اور آخرت میں انہیں نیچے درجہ میں جہنم کے ڈالا جائے گا۔

اور ایک قول دوسرا نقل فرماتے ہیں وَقِيْلَ خِدَاعُهُ تَعَالٰى لَهُمْ اَنْ يُّعْطِيَهُمْ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ يَمْشُوْنَ بِهٖ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ يَسْلُبُهُمْ ذٰلِكَ النُّوْرَ وَيَضْرِبُ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ وَرُوِيَ ذٰلِكَ عَنِ الْحَسَنِ اَيْضًا وَّاخْتَارَهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُعْتَبِرِيْنَ۔ اللہ کا خداع ان کے ساتھ یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ انہیں قیامت کے دن ایک نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں وہ مسلمانوں کے ساتھ چل رہے ہوں گے کہ یک لخت وہ نور سلب

marfat.com

کرلیا جائے گا اور یہ غضب الٰہی ان پر پڑے گا۔ سُوء کا ترجمہ صاحب مفردات نے غضب کے بھی کیے ہیں اس کے علاوہ یہ لفظ اور معنی میں بھی مستعمل ہے۔

قَامُوْا كُسَالٰى۔ کُسَالٰی کسلان کی جمع ہے۔ کسل کاہلی سستی کو کہتے ہیں جو سستی کے ساتھ بغیر ارادے مرے دل سے کام کرے۔

قَامُوْا كُسَالٰى۔ بادلے جی سے نمازوں میں لوگوں کے دکھاوے کو شرکت کرنا یہ بھی علامت منافق ہے اس لیے کہ ایمان قوان میں ہوتا نہیں جس سے ذوق طاعت وحلاوت ایمان کا لطف اٹھا سکیں محض ریاکاری کے لیے آکرسہ کلید در دوزخ است آں نماز کہ بر پیش مردم گذاری دراز۔ نماز پڑھتے تھے اور منافق پر نماز بھاری بھی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ لوگوں کو دکھانے کے لیے ہی پڑھتا ہے ورنہ اسے نماز سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ پھر کفر واسلام میں مذبذب نہ خالص مومن نہ علانیہ کافر چنانچہ ارشاد ہے۔

مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا بیچ میں ڈگمگا رہے ہیں نہ ادھر کے نہ ادھر کے اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لیے کوئی راہ نہ پائے گا۔

مُذَبْذَبِيْنَ۔ ذَبْذَبَہ سے بنا اس کے معنی ہیں کبھی ادھر کبھی ادھر جھکنا۔ ان آیات میں منافقوں کی علامات بیان کی ہیں وہ ایمان اور کفر کے درمیان لٹکتے رہتے ہیں نہ تو ایمان دل سے قبول کرتے ہیں نہ کھل کر کفر کا ساتھ دیتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا اے ایمان والو کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمانوں کے سوا کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لیے صریح حجت کر لو۔

سُلْطٰن۔ قوت وغلبہ ایسی دلیل جس سے دوسرے کو دبایا جائے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو بتایا گیا کہ کفار کو دوست بنانا منافقین کی خصلت ہے تم اس سے بچو اور اگر ایسا کرو گے تو اپنے نفاق کی حجت قائم کر کے مستحق جہنم ہو جاؤ گے صاحب روح المعانی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا اَيْ حُجَّةً ظَاهِرَةً فِي الْعَذَابِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يُعَذِّبُ اَحَدًا بِمُقْتَضٰى حِكْمَتِهٖ اِلَّا بَعْدَ قِيَامِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِ۔ يَعْنِيْ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا کے یہ معنی ہیں کہ دلیل ظاہر قائم رکھنا اپنے لیے عذاب کی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو عذاب نہیں دیتا یہ اس کی حکمت بالغہ کا مقتضا ہے مگر بعد اس کے کہ اس پر حجت وبرہان قائم ہو جائے چنانچہ آگے فرماتے ہیں۔

marfat.com

فَاِنَّ مُوَالَاۃَ الْکَافِرِیْنَ دَاعِمُ اَدِلَّۃِ النِّفَاقِ۔ کافروں سے دوستی و محبت روشن دلیل نفاق ہے لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔ اس کے بعد منافقوں کا مقام ظاہر فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا۔ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

اس سے ثابت ہوا کہ منافق کا عذاب کافر سے بھی زیادہ ہے اس لیے کہ وہ دنیا میں اظہار اسلام کر کے مجاہدین کے ہاتھوں سے بچا رہا اور با وجود کافر ہونے کے مسلمانوں کو مغالطہ دے کر اسلام کا درپردہ استہزاء کرتا رہا صاحب روح المعانی اس کے ماتحت فرماتے ہیں اَیْ فِی الطَّبَقَۃِ السُّفْلٰی مِنْهَا وَهُوَ قَعْرُهَا وَلَهَا طَبَقَاتٌ سَبْعٌ تُسَمَّی الْاُوْلٰی کَمَا قِیْلَ جَهَنَّمُ وَالثَّانِیَۃُ اللَّظٰی وَالثَّالِثَۃُ الْحُطَمَۃُ وَالرَّابِعَۃُ السَّعِیْرُ وَالْخَامِسَۃُ السَّقَرُ وَالسَّادِسَۃُ الْجَحِیْمُ وَتُسَمّٰی تِلْکَ السَّابِعَۃُ الْهَاوِیَۃُ الطَّبَقَاتُ الدَّرَکَاتُ لِکَوْنِهَا مُتَدَارِکَۃً مُتَتَابِعَۃً بَعْضُهَا تَحْتَ بَعْضٍ۔

یعنی نیچے کے طبقہ میں منافق ہوں گے اور وہ جہنم کا آخری گڑھا ہے اور جہنم کے سات طبقہ ہیں پہلا جہنم دوسرا لظی تیسرا حطمہ چوتھا سعیر پانچواں سقر چھٹا جحیم ساتواں ہاویہ اور ہر درجہ کا نام درک ہے اس لیے کہ ایک دوسرے سے متدارک اور پے درپے ہیں۔

اس کے بعد جو گڑھا ہے اسے درک اسفل کہا گیا حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ منافق کو ایک صندوق میں بند کر کے جو نیچے کا درک ہوگا وہ اس درک اسفل جہنم میں ڈالا جائے گا اور یہ اشد عذاب ہے اور کفار کے مقابلہ میں اس وجہ سے ہے کہ وہ کفر میں خفیہ طور پر استہزاء باسلام کرتا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ خداع اور فریب کرتا تھا صحیحین میں ایک حدیث ہے جس سے علامات نفاق واضح ہوتی ہیں۔

اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ کَانَتْ فِیْهِ خَصْلَۃٌ مِنْهُنَّ کَانَ فِیْهِ خَصْلَۃٌ مِنَ النِّفَاقِ اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں جس میں یہ ہوں وہ منافق ہے اور جس میں ان چار سے ایک خصلت ہو وہ ایک علامت نفاق کا منافق ہے جب تک کہ وہ خصلت ترک نہ کر دے جب امانت رکھا جائے خیانت کرے جب بات کرے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے خلاف کرے جبکہ مخاصمہ میں جائے تو فجور کرے یعنی بے الفاظ خلاف شریعت۔ اس کے بعد استثناء فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ

marfat.com

شَاكِرًا عَلِيمًا ۔ مگر وہ جو توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں اور اللہ کی رسی مضبوط تھام کر اپنا دین خالص اللہ کے لیے کرلیں تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو بڑا اجر دے گا ۔ اور اللہ کیا کرے گا تمہیں عذاب دے کر اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ اور اللہ ہر ایک عمل کا بدلہ دینے والا جاننے والا ہے ۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ مگر جو توبہ کرے نفاق سے اور منافق نہ رہے اور جو خرابیاں اس میں تھیں اس سے تائب ہو کر نیت درست کرے اور احوال نفاق سے مجتنب ہو کر اپنی توبہ پر قائم ہو جائے اور اعتصام بایں طرح کرے کہ کتاب اللہ کو تھام کر اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو اور اپنا دین خالص اللہ کے لیے ایسا کرے کہ طاعت الٰہی سے سوائے رضاء الٰہی قطعاً غیر کا خیال بھی نہ ہو اور لوگوں کو نقصان پہنچانے استہزاء بالدین وغیرہ نہ ہو جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ابی ثمامہ سے مروی ہے ۔

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ لِعِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رُوْحَ اللّٰهِ مَنِ الْمُخْلِصُ لِلّٰهِ قَالَ الَّذِيْ يَعْمَلُ لِلّٰهِ تَعَالٰى لَا يُحِبُّ اَنْ يَّحْمَدَهُ النَّاسُ عَلَيْهِ ۔ حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اے روح اللہ کون مخلص ہو سکتا ہے خالص اللہ کا ۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ جو عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کرے اور کبھی یہ پسند نہ کرے کہ اس کی اس نیکی سے لوگ اس کی تعریف کریں ۔

تو ایسا توبہ کرنے والا یقیناً مومنین کے ساتھ جنت کے درجات عالیہ میں جانے کا مستحق ہے اور دنیا و آخرت میں اسکے لیے رحمت ہی رحمت ہے اور عنقریب ایسے تائب کو مومنین کے ساتھ اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے گا ۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ میں ما استفہامیہ ہے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ اَیُّ شَیْءٍ یَفْعَلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِتَعْذِيبِكُمْ اَيَتَشَفّٰى بِهٖ مِنَ الْغَيْظِ اَمْ يُدْرِكُ بِهِ الثَّاْرَ اَمْ يَسْتَجْلِبُ بِهٖ نَفْعًا اَوْ يَسْتَدْفِعُ بِهٖ ضَرَرًا كَمَا هُوَ شَاْنُ الْمُلُوْكِ وَهُوَ الْغَنِيُّ الْمُطْلَقُ الْمُتَعَالِيْ عَنْ اَمْثَالِ ذٰلِكَ ۔ مفہوم یہ کہ اللہ تعالیٰ خلق کی ایسی صفات سے بالا ہے وہ جس طرح ادنیٰ غیظ و غضب سے سب کیا اعراض کردیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں اگر تم حق مانو ایمان لاؤ تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ عطا فرمائے گا (روح المعانی)

نجات کے لیے توبہ، اصلاح احوال، دین کو خالص کرنا اور اعتصام کرنا اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنا ضروری ہے ۔

الحمد للہ پانچواں پارہ ختم ہوا ۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائے ۔ آمین

ابو الحسنات سید محمد احمد قادری عفی عنہ

اضافات :۔ ابن الحسنات سید محمد خلیل احمد قادری ۔ ۲۵ جنوری ۱۹۸۲ء

marfat.com

marfat.com